یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی مین ہون

نمبر ۱ الحق جلد ۱

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء - ایس۔پی۔جی۔ مشن کانپور

اس ملک ہند مین بہت سے لوگ ایسے ہین جو
کے منجانب اللہ ہونے کے مسئلہ پر کچھہ نہ کچھہ غور
کی خواہش رکھتے ہین کیونکہ مسیحت کی زندہ تاثیر نے اونکو چونکا دیا ہے
مگر تحقیقات کا جو طریق وہ اختیار کرتے ہین وہ درست نہین
ہے کیونکہ بجاے اسکے کہ وہ بائیبل مقدس پر غور کرکے
اوسکی صداقت کے ثبوت اور دلائل دریافت کرتے
وہ صرف اون کتابون کا مطالعہ کرتے ہین جو اوسکی تردید مین لکھی
گئی ہین اور یون وہ لوگ سچائی کے دریافت کرنے سے محروم رہتے
ہین۔ ہم بڑی خوشی سے ایسے اشخاص کی مدد کرنے کو تیار ہین تاکہ سچے

سید احمد کے پیرون کا شمار بڑھا دیا - برہمو سماج کی جماعت کو پیدا کر دیا - دیو سماج پرارتھنا سماج - دھرم سماج وغیرہ وغیرہ بھی اسیکا نتیجہ ہے - گو یہ اپنے کو مسیح کی تعلیم کا مقروض ہونا بھی قبول نہین کرتے لیکن اگر باریک بینی سے انکے اصولون کو دیکھا جائے تو یہ سب اوسی سرچشمہ سے انھون نے پایا ہے ورنہ مسیحت کے ہندوستان مین آنے سے پہلے یہ باتین کہان تھین یہ صرف مسیحت کی زندہ تاثیر کا اثر ہے مسیحی مذہب اپنے خود زندگی رکھتا ہے اور وہ سرونکو زندگی پہونچاتا ہے -

ہم ایسے لوگون سے ایک عاجزانہ درخواست کرتے ہین کہ آپ لوگو پہلے یہ مناسب ہو کہ اپنے دلمین قطعی فیصلہ کر لو کہ آیا مذہب مسیحی منجانب اللہ یا نہین اور اسکا فیصلہ کسی قابل اطمینان ثبوت سے کر لو ورنہ اون باتون کو جو مذہب عیسوی سے لیکر اپنے اصولون مین داخل کر لی ہین ترک کر دو اور تب دیکھو کہ باقی کیا رہتا ہے - مذہب عیسوی کے ثبوت مین جو کتابین اکثر شائع ہوئی ہین اونکو لوگ نہین پڑھتے - اس لئے ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ فی الحال ایک چوورقہ ہفتہ وار مذہب عیسوی کی صداقت کے اظہار مین چھپوا کر سنجیدہ اور انصاف پسند لوگون مین تقسیم کرین اور اسی ہدایت سے

متلاشی مسیحی مذہب کے واقعات کو صحیح طور پر سمجھ لیں اور انجام کا
خوشی میں داخل ہو کر اپنے خالق سے زندگی کا تاج حاصل کریں
کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم اس معاملہ میں کہینگے وہ کوئی نئی بات
بلکہ ہم اسی کا اعادہ کرینگے جس کو ہم سے پہلے دیگر علما
مسیحی نہایت عمدہ طور پر بیان کر چکے ہیں۔ قریب۔ قریب ہر
دین مسیحی کو علمائے دین مسیحی کے طرف سے نہایت کافی و
دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن ہم نہایت افسوس اس بات پر کرتے
کسی نہ کسی وجہ سے ایسی کتابیں اون لوگوں کے ہاتھ نہیں لگ
تحقیقات میں مشغول ہیں۔ بعض اشخاص تو یہ خیال کرتے ہیں کہ
راستی و ناراستی کا ثبوت ہی ناممکن ہے اور ایسا جانکر وہ اس مسئلہ کی
کرنا تضیع اوقات خیال کرتے ہیں۔ اور اس قسم کی حجت سے وہ
یہ ٹھان لیتے ہیں کہ مسیحی مذہب دنیا میں نیا ہے تہذیب کا تو ضرور ہے
پس ہم مسیح کی تعلیم کے اوس حصے کو جسکی صداقت عام طور پر مانی جاتی
اور باقی کو چھوڑ دینگے یہ خیال ظاہر میں بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہے ا
مزاج لوگ اوسپر کاربند بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسے بھی خیال کرنے و

اسکا نام الحق رکھا ہے اسکا مدعا یہی ہوگا کہ حق کا اظہار کرے

ضوابط اور شرائط حسب ذیل ہونگے ۔

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا ۔ کسیکے دل

کی غرض سے کچھ نہ لکھنا ۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتہ

ایس ۔ پی ۔ جی ۔ مشن کانپور ۔ اپنی تحریر روانہ کر دین اگر ۔ راقم اپنا نام

تو ہم پوری راز داری کے ساتھ اُنکے سوالونکا ۔ جواب دینگے

ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسیکے دلمین پیدا ہون محض جھگڑا

کرنیکی غرض سے نہون ۔

(۳) اس ۱۹۰۵ء مین ہم خاص طور سے اسلام کے اون اعتراضات کا جواب

دینگے جو مذہب عیسوی پر اکثر کیا کرتے ہین ۔

(۴) جیون جیون اس پرچے کے پڑھنے والے زیادہ ہوتے

لوگونکا کثرت سے اسمین دلچسپی لے نے کا ثبوت ہم تک پہونچے

ماہ مین دوبار اور رفتہ رفتہ ہفتہ وار کر دینگے ۔

(۵) اکثر اون کتابون پر جو مذہب عیسوی کی صداقت مین ڈھونڈھتے

جائیگی - ہم اس مین مختصر ریویو وج کیا کرینگے - تاکہ لوگ
نیچ سے واقف ہوکر اونکے مطالعہ سے فایدہ اوٹھائین
بڑے بڑے شہرون مین پادری صاحبان اور منادون
اکہ لوگونکو آسانی سے ملجایا کرین اب آخری گذارش ہے
س سالمین خاص طور سے اہل اسلام کے اعتراضونکا
، یہ مضامین سوچے ہین مسئلہ تحریف - الوہیت مسیح -
عصمت انبیا - مسئلہ شفاعت وغیرہ - ہم اپنے مخاطبون کو
تے ہین کہ ان مسائل پر جو مضامین ہم اپنے اس پرچے مین
بت کرینگے ہم قرآن جسکو اہل اسلام مین جانب اللہ
حادیث - اہل اسلام کے مفسرین اور مورخین کو شاہد لائینگے
نعین گواہون سے جنکو اہل اسلام ہر طرح قبول کرتے ہین
ہم کہینگے وہ ایسے الفاظ مین کہ اہل اسلام کو ہرگز
سخت کلامی کی ہے - کیونکہ ہمارا منشا حق کو ظاہر کرنیکا
دینے سے نہین اور یہی توقع ہم بھی رکھتے ہین کہ ہمارے
مخاطب ... سے ساتھ بھی وہی سلوک کرین ایک اور بات کا اظہار کرنا ضروری

وہ یہ کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس ہمارے پرچے کا فائدہ عام لوگون کو پہونچے اب چونکہ اہل اسلام کی کتابین عربی مین ہین مگر سب کے سب عربی نہین جانتے لہذا ہم عربی کتابون کے اون ترجمون سے مدد لینگے جو خود اہل اسلام کے حامیون نے کئے ہین اور جہان ہمکو کوئی ایسا ترجمہ دستیاب نہوہ وہان ہم خود ترجمہ کرکے پیش کرینگے -

اگر کسی شخص کو ہمارے اپنے یا دوسرے کے ترجمہ پر شک ہو یا وہ اپنے نزدیک یہ گمان کرے کہ ہمنے اسمین کوئی تصرف کیا ہے تو ایسی حالت مناسب ہوگا کہ ایسا شخص اپنا اعتراض لکھکر ہمارے پاس روانہ کردے ہم اوسکو بجنسہ پرچے مین درج کردینگے اور اپنا جواب بھی - اگر واقعی ہماری غلطی ہوگی تو ہم کھلے بندون اوسکا اقرار بھی کردینگے کیونکہ ہمکو اظہار حق منظور ہے نہ کہ ضد و تعصب کو بڑھانا - مگر جو صاحب کوئی اعتراض کرین چاہئیکہ لکھتے وقت پرچیکے قد و قامت کا خیال رکھین اور اپنی تحریر کو مختصر سے مختصر عبارت مین لکھین تاکہ پرچہ مین گنجایش درج کرنیکی ہو جاسے - ورنہ طویل خطوط کا اختصار ہمکو کرنا پڑیگا - ہم آیندہ ماہ مین مسئلہ تحریف پر اس پرچہ مین بحث کرینگے -- اب آخر مین ہم خدا قادر مطلق باپ سے یہ دعا کرتے ہین

…، وہ ہمارے مخاطبونکے دلونمین اپنے رحمت سے نور چمکائے
…، وہ حق بات کے اختیار کرنیسے نہ شرمائین بحق یسوع المسیح آمین۔

ذرا تو سوچ اے غافل یہ کیسی زندگانی ہے — عدم ہے ابتدا جسکی اور آخر جسکا فانی ہے
عجب حیرت کا خاکہ نقشہ کون مکانی ہے — کہ جسکا ہر در و دیوار نقشِ لامکانی ہے
… سے غفلت مین کیون ہو اے بنی نوع بشر یا گو — نہ پھر کچھ کر سکو گے تم یہ دورِ آسمانی ہے
گناہ مین ہو مستغرق خطا مین ہو تم مصروف — اوامر اور نواہی تمکو قصہ اور کہانی ہے
نہین کوئی بشر روے زمین پر پاک اور صادق — سبھون کی دلمین شہوت اور غرورِ نوجوانی ہے
… داؤد و ابراہیم و آدم اور موسیٰ بھی — ہوئے عاصی گواہ اسکا کلامِ آسمانی ہے
… قرآن بھی لکھتا ہے دیکھو اے مسلمانو — نہ کچھ تاویل کی نئے حاجت نفس دانی ہے
…ط عیسےٰ کو بتاتا ہے وہ پیغمبر معصوم — یہی عیسیٰ ہمارا رہنما اور دوست جانی ہے
…دا کا ہے وہ اکلوتا ہمارا خالق و رازق — گنہ سے بچگئے ہم یہ اوسیکی مہربانی ہے

شفاعت بھی اوسی سے ہی کہ ہی وہ پاک اور اطہر ‏ ‏ اُسی سے ہی نجات اُسکا نہ کوئی اور ثانی ہی

گنہ کو دیکھکر دلمین ہمارے خوف آتا ہی ‏ ‏ مگر اوسپر بھروسا ہی کہ جو رحمت کا بانی ہی

وہی ضامن ہمارا اور وہی کفارہ ہی میرا ‏ ‏ اوسی کا ہو نمین جو تثلیث کا اقنوم ثانی ہی

مین اوسکا بندہ ہون ناجی مین اوسپر لایا ہون ایمان

ہے جنت میری اور مجھمین حیاتِ جاودانی ہی

از مطبع کرالیسٹ چرچ مشن پریس کانپور

الحق کے ضوابط شرائط — یسوع نے کہا — الحق کے ضوابط شرائط

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کیلئے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔
(۲) اگر کوئی صاحب شکوک رفع کرنا چاہتے تو وہ اسی پتہ سے الحق ایس پی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔
(۳) کاتب اگر اپنا نام پرچے مین ظاہر کرنا نہ چاہے تو ہم رازداری سے انکے سوالونکا جواب دینگے۔
(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کیلئے دل مین پیدا ہون محض جھگڑا اور تو تو مین مین کرنیکی غرض سے مضمون [illegible]
(۵) الحق پرچے مین اہل اسلام کے اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا۔
(۶) اس مین ایسے مضامین درج ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت [illegible]
(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تا کہ سب کی سمجھ مین آجائے۔
(۸) یہ پرچہ ہر ماہ [illegible] مسلمانان اور [illegible] کو مفت تقسیم ہوگا۔

راہ حق اور زندگی مین ہون

الحق

نمبر ۲ — جلد ۱

بابت ماہ فروری ۱۹۰۱ع ایس پی جی مشن کانپور

(۱) صحت کتب ربانی از روی قرآن - مسیحی پرانے اور نئے عہد کو کتب ربانی

یعنے خدا کے الہام سے نازل ہونا مانتے ہین - یہودی صرف پرانے عہد نامے کو خدا کے الہام سے قبول کرتے ہین - محمدی پرانے اور نئے عہد نامہ کو تین حصون مین تقسیم کرتے ہین یعنے توریت جسمین موسیٰ کی پانچ کتابین شامل ہین - زبور جس مین علاوہ داؤد کی تصنیف کی دیگر صحائف انبیا بھی شامل ہین - اور انجیل جس مین کل نیا عہد نامہ شامل ہی - یہودی عام طور سے پرانے عہد نامے کو توناہ بھی کہتے ہین یعنے شرع - محمد صاحب قرآن مین کہتے ہین کہ توراۃ - زبور - اور انجیل منجانب اللہ ہی اور اسیکے الہام سے بنی آدم کی ہدایت اور تلقین کے لیئے نازل ہوئی ہین

اور قرآن مین محمدیون کو ہدایت ہی کہ ان کتب مقدسہ پر ٹھیک ویسا ہی ایمان رکھین جیسا وہ
قرآن پر رکھتے ہین کیونکہ سورہ بقر کی آیت ۱ سے ۶ تک یون وارد ہوا ہے "اس کتاب مین
کچھ شک نہین ہی - اہل خوف کیلئے ہدایت جو ان دیکھے پر ایمان لاتے ہین اور نماز پڑھتے ہین
اور جو کچھ ہمنے اونکو دیا ہی اوسمین سے خرچ کرتے ہین اور جو تجھپر اور تجھسے پہلے اترا ہی وہ اوسے
مانتے ہین اور انکو آخرت کا یقین ہی وہی اپنے آپ سے ہدایت یافتہ ہین اور وہی مراد رسیدہ
ہین - وہ جو کافر ہین خدا نے اونکے دلون پر مہر کردی ہی اور اونکے کانون اور آنکھون پر پردہ
پردہ پڑا ہی اور انکے لئے بڑا عذاب ہی - بعض آدمیون مین ایسے ہین - جو کہتے ہین
کہ ہم خدا پر اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہین وہ ہرگز مومن نہین ہین - اب ان
مذکورہ بالا آیتون سے صاف صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ خدا سے ہدایت یافتہ ہین اونکے
فرایض یہ بیان ہوئے ہین (۱) خدا کے الہام پر اور اوسکی کتاب پر شک نہین کرتے -
ان دیکھنے پر ایمان لاتے ہین - (۲) نماز پڑھتے ہین (۳) خیرات دیتے ہین (۴) قرآن توریت
زبور اور انجیل پر ایمان رکھتے ہین (۵) روز آخرت پر یقین رکھتے ہین - انمین سے کسی ایک
بات سے منکر ہونا کافر و بے ایمان بنتا ہی اور عذاب الیم کا سزاوار رہتا ہی - کیونکہ سورہ
آلعمران آیت ۲ و ۳ مین یون لکھا ہی کہ اوسنے تجھپر سچی کتاب نازل کی ہی کہ اگلی کتابون کی
مصداق ہی اور اوس سے پہلے توریت اور انجیل کو نازل کیا تھا جو لوگون کے لئے ہدایت ہے

ولوگ خدا کی آیتون کے منکر ہین اونھین سخت عذاب ہوگا" اور منکرون پر جس قسم کا عذاب ہوگا اوسکو بھی ہم قرآن ہی کے الفاظ مین بیان کئے دیتے ہین جسکا ذکر سورہ مومنین آیت ۷۲ و ۷۳ مین یون ہوا ہی "جنھون نے اس کتاب کی تکذیب کی جو ہمنے اپنے رسولون کو دیکر بھیجا تھا وہ آخر کو معلوم کرینگے جب طوق اونکی گردنون مین ہونگے اور زنجیرین انکو گھسیٹے جاتے ہونگے کھولتے پانی مین پھر آگ مین جھونکے جائینگے"

تمام مسلمانون کو خود محمد صاحب کے زمانے مین یہ حکم ہوا تھا دیکھو سورہ بقر ۱۳۰ آیت "اے مسلمانون تم بولو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور اس کلام پر جو ہماری طرف نازل ہوا ہے اور اوسپر جو ابراہیم پر- اسمٰعیل اسحاق- یعقوب اور اوسکے بارہ بیٹون پر نازل ہوا تھا اور جو موسیٰ اور عیسےٰ کو ملا تھا اور جو کچھ تمام نبیون اونکے رب سے دیا گیا تھا ہم اونکے درمیان کسی مین بھی فرق نہین کرتے- اس ایمان کے اقرار کا جواب ہمکو سورہ آلعمران آیت ۹ مین یون ملتا ہی گویا اوسوقت کے مسلمان زبان حال سے کہہ رہے ہین- ہم خدا پر ایمان لائے اور اوسپر جو ہمپر نازل ہوا ہی اور جو ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحاق اور یعقوب اور اوسکے بارہ بیٹون پر نازل ہوا تھا اور جو موسیٰ اور عیسےٰ اور سب نبیون پر اونکے رب سے ملا تھا ہم اون مین کسی کو جدا نہین کرتے- پھر ہم سورہ بقر آیت ۲۸۵ مین مسلمان اور اونکے نبی کو بھی یہ کہتے سنتے ہین وہ رسول نے اور مسلمانون نے اس بات کو مان لیا ہی کہ جو کچھ خدا سے اوسپر نازل ہوا ہی اور سب مسلمان

اصل حقیقت یہ ہی کہ عام طور سے محمدی قرآن کے مقاصد سے جو وہ کتب مقدسہ کے بارے مین
بیان کرتا ہی ناواقف ہین اور قرآن کا ترجمہ عام فہم زبان مین کیا ہی نہین جاتا اگر کوئی
موجود ہی تو اوسپر بے اعتباری ظاہر کر دی جاتی ہی - اور اگر کوئی شخص اسکا ترجمہ کرے اور
اوسکو رواج دے یا اسکے اصلی مقاصد کو کھول کر بیان کرے تو جاہل ملّا نے اوسکو کافر مخبر
رسول اور خدا کا دشمن گردانتے ہین اور یون عوام الناس کو دھوکھا دینے کا باعث ہوتے
ہزارون محمدی قرآن کے حافظ ہین وہ شاید ہزارون دفعہ ان آیتون کو جنکو ہمنے اوپر بیان کیا
پڑھ گئے ہونگے مگر مطلب تو جانتے ہی نہین - بسا اوقات ان ہی حافظون نے مسیحیون کا مقابلہ کرکے
دینے اپنے ایمان کے خلاف بہت کچھ سخت سست مسیحیون اور انکے مذہب کو کہا ہوگا انکو کیا
خبر ہی کہ جو کچھ انکو حفظ ہی اوس مین انکی اور انکے مذہب کی کسقدر مذمت کی گئی ہی - اب ہم خدا ترس
مسلمانون سے با ادب عرض کرتے ہین کہ ان آیتون پر غور کرین اور انکے معنون کو خوب سمجھلین
آیندہ پرچے مین ہم ان سب اعتراضون کا جواب دینگے جو منسوخ ہونے گم ہونے اور تحریف کے
کیے جاتے ہین فی الحال ہمنے آپکو بتلا دیا کہ کتب مقدسہ کو کس ادب سے آپ لوگون کو دیکھنا چاہیے
انہین آیتون پر غور کیجیے کہ جنکا ماننا ایمان کا ایک جز قرار دیا گیا ہی وہ کیونکر منسوخ ہو سکتے ہین
اور اگر منسوخ ہو گئے ہوتین تو قرآن مین اونکے لیے کوئی حکم موجود ہوتا مگر وہان تو کوئی حکم ہی نہین
ہم ابھی اس بات کو نہین چھیڑتے کہ قرآن اور بائیبل کے درمیان کیا نسبت ہے صرف آپ لوگونکو

یہ دکھلانا چاہتے ہین کہ آپ لوگون کو سچا اور پکا محمدی ہونے کے لئے بھی کیا کیا کچھ
درکار ہی - قرآن مین محمد صاحب پکار پکار کتب مقدسہ کی بابت گواہی دیتے ہین سورۂ
سجدہ آیت ۲۳ "ہمنے موسیٰ کی کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا - سورۂ انبیاء
آیت ۱۰۵" اور ہمنے بعد نصیحت زبور مین لکھدیا کہ میرے نیک بندے زمین کے
وارث ہونگے " سورۂ آل عمران آیت ۴۴ مین آنحضرت یہ فرماتے ہین " اور مجھسے
آگے توریت ہے اور مین اسکا مصدق ہون - پھر سورۂ مائدہ آیت ۴۷ سے ۵۰ تک
صاف لکھا ہے " اور وہ تجھسے کیون منصف ٹھہراتے ہین جبکہ اونکے پاس توریت ہے
اوسمین خدا کا کلام لکھا ہے - ..... ہمنے توریت نازل کی اوسمین ہدایت اور نور ہے -
یہودیون کو اوس توریت کے موافق فرمانبردار ہونا چاہئے - نبی لوگ حکم دیا کرتے ہین
اور ربّی لوگ بھی اوسکے موافق حکم دیتے تھے اور احبار یعنے کاہن لوگ بھی اوسکے
موافق حکم دیتے تھے کیونکہ وہ سب لوگ خدا کی کتاب کے محافظ اور گواہ ٹھہرائے گئے تھے
اور جو کوئی نازل کردہ خدا کے موافق حکم نکرے وہی کافر ہے - ہمنے عیسےٰ ابن مریم
کو توریت کا مصدق بناکے بھیجا تھا ہمنے اوسکو انجیل دی تھی اوسمین ہدایت اور نور
اور وہ توریت کے مصدق ہے - .... اور جو کوئی نازل کردہ خدا حکم ندے
وہی فاسق ہین "

اب دیکھو اس قرآن کے بموجب کتب مقدسہ خدا کی طرف سے نازل ہوئین - وہ لوگ
جو نازل کردہ خدا پر عمل نکرین کافر قرار دئے جاتے ہین - اِن آیتون سے کتابون مین
اختلاف تبلایا نہین جاتا نہ یہ کہ پہلی کتابین مابعد کی کتابون سے منسوخ ہوگئین برعکس اسکے
انجیل کی نسبت یہ کہا گیا کہ یہ مصدق ہر اون کتابون کی جو اوس سے پہلے نازل ہوئی -
اور اسیطرح قرآن کا دعوئے ہر کہ وہ کل کتب سابقہ کے تصدیق کرنے کو آیا جیسا کہ سورہ
مایدہ کی آیت ۴۸ مین لکھا ہر (اے محمد) تیری طرف ہمنے سچائی سے کتاب نازل کی ہر
جو کتب سابقہ کے تصدیق کرنے اور اونکے نگہبان ہر " اسکے معنے صاف ظاہر ہین کہ
انجیل کا نازل ہونا توریت کے اور زبور کے تصدیق کے لیئے تھا پس اس قاعدہ سے
بموجب فرمودہ قرآن جملہ سابقہ کتب مقدسہ کی تصدیق کو قرآن نازل ہوا - بھائیو اسپر
خوب غور کرو انشاء اللہ آیندہ پرچے مین تمھارے اعتراضون کا جواب تمھارے ہی
علما سے دلوائینگے ہم خود کچھ نہ کہینگے - فقط

رباعی

کم کہتے ہین ہرگز نہ سوا کہتے ہین
جو کچھ کہتے ہین ہم بجا کہتے ہین
کل صفتین اللہ کی ہین تجھسے ظاہر
حق ہر کہ تجھے زندہ خدا کہتے ہین

شعر

تقاضائے عدالت سے نتھی تدبیر بچنے کی
مسیحا گر صلیب آ پر نہ خون اپنا بہا دیتے

یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی مین ہون

الحق

الحق کے ضوابط اشتہار

(۱) مذہب اور تفرقانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسیکے دل دکھانے کی غرض سے نہین
(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین تو وہ اسی پرچے الحق ایس پی جی مشن کانپور ... درج کروا دین
(۳) راقم مضمون کا نام ... کیا جائیگا
(۴) ... سوالات ...

الحق کے ضوابط اشتہار

(۵) اس پرچے مین اہل اسلام کے اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا —
(۶) اس مین اکثر کتابون کے ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئے ہین
(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آجائے —
(۸) یہ پرچہ ... پادری صاحبان ...

نمبر ۳ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

صحت کتب ربانی از روی قرآن — گذشتہ نمبر مین ہمنے قرآن ہی سے دکھلا دیا کہ پیروان محمد صاحب کا فرض کیا ہے کہ وہ کسطرح کتب مقدسہ سابقہ پر ویسا ہی ایمان رکھنے کے لیے مجبور ہین جیسا کہ قران پر رکھتے ہین — اب ہم بتلائے دیتے ہین کہ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم کتب مقدسہ پر اسلیئے ایمان نہین رکھتے کیونکہ وہ قابل ایمان رکھنے کے باقی نہین رہین یہ اونکا کہنا کیسا غلط و ناجائز ہے بلکہ ایسا دعویٰ کرکے وہ گویا عملی طور سے اپنے قرآن اور نبی کی مخالفت کرتے ہین —

اسمین کوئی کلام نہین کہ پرانے عہدنامے کی بعض دستورات اور رسمین جنکا بیان خاصکر موسیٰ کی کتابون مین ہے نئے عہدنامے کی روسے متروک ہو گئین تاہم باقی —

جسکا گذرانا صرف اوسی وقت تک رہا تھا جبتک کہ اصلی قربانی یعنے خداوند مسیح جسکی
وہ پرچھائین تھین اپنے آپ کو صلیب پر قربان نکر دے - مگر روحانی معاملات کے
قوانین کے متعلق جیسے خدا کے احکام توریت شریف مین پہلے موجود تھی اب بھی
اونھین معنون مین موجود وبرقرار ہین وہ احکام نہ تو انجیل سے منسوخ ہوئی اور نہ کسی مابعد کی
تحریر سے منسوخ ہو سکتے ہین -

پرانے اور نئے عہد کے اکثر مقامات لفظاً مطابق ہین بہت سی پیش خبریان
جنکا ذکر ہم پرانے عہد مین پڑھتے ہین اونکی تکمیل نئے عہد مین ملتی ہے یون گویا پرانے
عہد نامے کے متن پر نیا عہد نامہ مثل حاشیہ کے چسپان ہے - اب اگر متن کا حاشیہ نہو تو
اکثر مقامات متن کے ہم سمجھ نہین سکتے - اور بہت سی پیش خبریان پرانے عہد نامے
کی ابتک پوری نہین ہوئین اور اکثر نئے عہد کی پیش خبریان بھی ہنوز وقوع مین نہین آئین
پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ بلا اون باتون کے پورا ہوے یہ کتابین منسوخ ہو جائین -
کیا خدا اپنی باتون کو بلا پورا کیے ہوئے چھوڑ دیگا اگر ایسا کرے تو خدا صادق القول کیونکر
قائم رہ سکتا ہے - اب اگر کوئی اسکا مدعی ہو تو از روے قرآن اوپر سخت عذاب ہوگا -
خداوند مسیح یون فرماتے ہین کہ آسمان و زمین ٹل جائین تو ٹل جائین مگر مری باتین ہرگز
نہین ٹلینگی - علاوہ اسکے ہم تمام قرآن مین ایک آیت بلکہ ایک لفظ بھی ایسا نہین
پاتے جس سے معلوم ہو سکے کہ کتب مقدسہ منسوخ ہو گئین اور اگر ہوئین ہی تو وہ بھی آپ کے آنے سے
البتہ قرآن مین بعض آیتین ایسی تو ضرور ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی ایک آیت دوسری
اسی قرآن ہی کی آیت سے منسوخ ہو گئی مثلاً سورہ نحل آیت ۱۰۳ مین لکھا ہے ”جب ہم ایک آیت

کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہین اور اللہ خوب جانتا ہی جو اوتار رہا ہی" پھر سورۂ رعد آیت ۳۹ مین
اللہ جو چاہے اوسمین سے مٹا دے اور جو چاہے لکھ دے " پھر سورۂ بقر آیت ۱۰۳ مین
لکھا ہی " جو آیت (قرآن) ہم منسوخ کر دیتے ہین یا (محمد کو) بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر
یا اوسکے مانند اور آیت پہونچا دیتے ہین " یہ آیتین اور بہت سی اسیکے مانند قرآن کے رد و بدل کی
بابت دلالت کرتی ہین انہین سے ایک آیت سے بھی کوئی محمدی مفسر یا راوی دعوی
نہین کرتا کہ محمد صاحب کے وہم و گمان مین بھی تھا کہ توریت اور انجیل منسوخ ہو گئین۔ تمام علمای
اسلام کا ان اور ان جیسے دوسری آیتون سے وہی گمان ہی جو ہمنے اوپر بیان کیا تفسیر اتقان
مین یون لکھا ہی ناسخ اون آیتون کی طرف اشارہ کرتا ہی جنکا پابند محمد صاحب کے پیشرو ان کو کیا گیا تھا
تفسیر مظہری مین لکھا ہی کہ " ایسا ناسخ پیروان محمد صاحب کے لیئے ہی کہ آیندہ اون باتون سے جنکے
پہلے وہ پابند تھے اپنے کو بری جانین " مثلاً اون باتون پر جو باتین توریت کی یا جنکا تعلق واقعات
سے نہ تھا بلکہ تعلیمی احکامات مثلاً ماں کے ساتھ نکاح وغیرہ اب بھلا یہ تبلاؤ کہ کیونکر یہ معنی
پیدا کیے جاتے ہین کہ یہ آیتین توریت زبور اور انجیل پر بھی منسوخیت کا حکم رکھتی ہین؟ بھلا کہو تو
کیا متقدمین علمار اسلام آجکل کے معمولی مولویون سے کسی درجہ مین کم لیاقت کے لوگ تھے
یا اسلام کے در پردہ دشمن تھے۔ پس آجکل کے محمدی علمار کی ایسے بے بنیاد خیالات اور ایسی
رکیک تاویلات کتب مقدسہ کی نسبت بالکل خلاف ہین بلکہ یہ کہو کہ صریح بہتان اب ایک بات
اور بھی قابل غور ہی کہ قرآن کی جو آیت منسوخ ہوئی وہ خود محمد صاحب کے قول سے ہوئی
اور لو مخفیین کے حکم سے آیت بحال بھی رہی کیونکہ قرآن کو تو منجانب اللہ مانتے ہو اب اگر کوئی
رد و بدل سمین ہوگا تو وہ بھی منجانب اللہ ہوگا اور وہ بھی نبی کی معرفت کسی مفسر یا مجتہد کو دم

دم مارنے کی گنجائش نہین - پس توریت زبور اور انجیل بھی قرآن کے فرمان کے مطابق اللہ کی
نشانیان ہین اب وہ بھی اس اصول کے پابند ہو جائینگے - کیا کوئی مولوی - امام فن مناظرہ -
مجتہد العصر حتی کہ شریف مکہ تک کوئی آیت یا حدیث یا محمد صاحب کا کوئی قول یا محمد صاحب کے
صحابیون کے اقوال سے ایک لفظ بھی پیش کر سکتا ہے جسمین یہ دعوی کیا گیا ہو کہ بائیبل شریف
کل یا اسکا کوئی حصہ قرآن شریف سے منسوخ ہو گیا - اے ہمارے مہربان مخاطبو - ہم
[illegible] کہ سکتے ہین کہ ایک حرف بھی تمہارے اس دعوے بے بنیاد کی
حمایت مین اسلامی کتب تاریخی و دینیات کے مخزن سے ہمارے دعوے کے مقابل پیش
نہین ہو سکتا - ذرا تو سوچو کہ بفرض محال اگر پاک نوشتون کا منسوخ ہونا مان بھی لیا جائے
پھر کیونکر محمد صاحب یہودیون عیسائیون اور خود اپنی اُمت کو یہ تاکید کرتے ہین کہ پہلی کتابون کو
قبول کرو اور توریت زبور اور انجیل پر ایمان لاؤ کیونکر یہ حکم دے سکتے تھے کہ داود و موسیٰ پہ
اور عیسیٰ پر اور ابراہیم پر ایمان لاؤ - اگر آنحضرت کو گمان بھی ہوتا کہ یہ کتابین منسوخ ہونگی تو کیونکر وہ
نار دوزخ و عذاب سخت کا فتوی انکے منکرون پر لگاتے - کیا آپ ان کتابون کے منکر ہو کر
اپنے ایسے افعال سے اپنے نبی کی بے عزتی کرنا چاہتے ہو ؟ کیا اونکو خلاف گو بنانا چاہتے ہو ؟
کیا وہ تمہارے ایمان کے دشمن تھے ؟ عزیزو ذرا سونچکر اسکا جواب دو - اب ہم یہ کہنے کو
مجبور ہین کہ جو محمدی محمد صاحب اور قرآن کے خلاف کتب مقدسہ پہ بہتان لگاتے ہین وہ
فی الحقیقت اپنے ایمان کو برباد کرتے ہین اپنی عاقبت بگاڑتے ہین محمد صاحب اور قرآن
اور خدا کی تحقیر کرتے ہین - اب اس منسوخیت کے مسئلہ پر غور کرو ہم آگے چلکر دوسرے
مسئلہ کا جواب دیتے ہین - بعض اہل اسلام اس کمزوری کو دیکھکر کہ قرآن مین یا اور کسی جگہ

تو منسوخ ہونا کتب مقدسہ کا پایا نہین جاتا پس اونھون نے ایک دوسرا عذر تراشا وہ یہ کہ
اصل کتب مقدسہ گم ہوگئین اور وہ جو اسوقت اہل یہود اور عیسائیون کے پاس ہین وہ
اصل کتابین نہین بلکہ جعلی اور بناوٹی ہین - اسلیئے ہم اونپر ایمان نہین لاتے - دراصل
یہ عجب رنگی ہوئی بات ہے کیونکہ اس بات کے مدعی اپنے ایمان کا مطلق خیال نکرکے یہ
بات منھ سے نکال تو دیتے ہین وہ فی الحقیقت اس بات سے ناواقف معلوم ہوتے ہین کہ ایسا
کہنا خود قرآن کی حقانیت کو رد کرتا ہے اور یون گویا وہ اپنی دیوار گرا کر اپنے ہمسایہ کی دیوار کو بھی
گرا ہوا خیال کرتے ہین مگر یہان تو اونکی عمارت ہی دوسرے بنیاد پر پڑی ہوئی ہے - اور اونکا
یہ دعوی خود محمد صاحب کے خلاف ہے اور تمام معزز مفسرین جنکے خوشہ چین بڑے بڑے امام اور
قطب کہلانے والے ہین اونکے بھی خلاف ہے اور اونکے بھی خلاف جو اسلام کے حامی سب سے زیادہ گنے جاتے ہین
اب دیکھو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اصل انجیل گم ہوگئی تو اوسکے معنی یہی ہین کہ جو الہام حضرت
مسیح پر نازل ہوا تھا وہ ایک وقت تو دنیا مین موجود تھا مگر کسی زمانہ مین بالکل گم ہوگیا -
اب اسکا بار ثبوت مدعیون کے سر پر ہے کہ کتب بیش قیمت ولازوال ملہم نسخہ جسکو قرآن مین
نور و ھدی کہا ہے گم ہوگیا اور کیونکر ؟ کیا کبھی اسکا کوئی ثبوت دیا گیا ہے ؟ کیا کبھی اصلی نسخہ ہمکو
لاکر دکھلایا گیا ؟ ہمنے تو کبھی کچھ نہین دیکھا نہ سنا صرف دعوی بلا دلیل کرتے ہمیشہ سنا - اگر
ایدھر سے بھی کچھ کہا گیا تو ضد و تعصب کو کام مین لایا گیا اور بس -
اب ہم اسکا کافی ثبوت پہونچا دیتے ہین کہ اصل کتب مقدسہ نہ تو محمد صاحب کے زمانہ مین گم ہوئین
اور نہ اونسے پہلے اور نہ مابعد کے زمانے مین مروجہ کتب مقدسہ وہی ہین جو اوس زمانہ مین مروج تھین
اور انھین سے خود محمد صاحب نے آلہی عرفان حاصل کیا تھا - اور اسبات کا ثبوت ہم قرآن سے

دیننگے تاکہ ہمپر کوئی الزام نہ لگاوے کہ ہم اپنے مخاطبون کی حقتلفی کر رہے ہین دیکھو قرآن مین
یہودی اور عیسائی کس لقب سے پکارے جاتے ہین - اونکو صاحب الھاما ور اھل
کتاب کا معزز لقب دیا گیا ہے - سورہ انبیا آیت ۷ "اور تجھسے پہلے جو ہمنے بھیجے وہ بھی
آدمی تھے ہمنے اونھین الہام دیا تھا اگر تم نہین جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو" اب ہمکو تبلاو
کہ یہ کون ہین جنکو الہام دیا جاتا ہے اور کون ہین جنکو اہل کتاب کہا جاتا ہے مشہور مفسر بیضاوی
اس آیت کی تفسیر مین کہتا ہے کہ -

"یہ وہ ہین جو توریت اور انجیل کے عالم تھے" پس تبلاو کیونکر محمد صاحب اور بیضاوی
کے زمانے مین لوگ توریت اور انجیل کے عالم ہوسکتے ہین اگر فی الحقیقت یہ پاک نوشتے
گم ہوگئے تھے - پھر دیکھو سورہ رعد آیت ۳۶ "جنھین ہمنے کتاب بھیجی ہے - (اہل کتاب)
جو تجھپر اوترا خوش ہین" اب کہو کیونکر عیسائی اور یہودی قرآن کے آنیسے خوش ہوئے -
جلال الدین کہتا ہے "وہ اسلیے خوش ہوئے کہ وہ اونکے مطابق اور اونکے تصدیق کرتا ہے
یعنے اہل کتاب کی کتابون کی" مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کیونکر ممکن تھا کہ عیسائی لوگ قرآن کے
ساتھ انجیل کا مقابلہ کر سکتے اگر انجیل دراصل محمد صاحب کے زمانہ مین گم ہوگئی تھی - پھر دیکھو
سورہ عنکبوت آیت ۴۵ "تم (یعنے مسلمان) اہل کتاب سے جھگڑا نکرو مگر ایسے طور سے جو بہتر ہے
ہان اونسے جنھون نے تم پر ستم کیا ہے (تم جھگڑو) اور بولو کہ تمھاری طرف اوترا ہے اور جو تمھاری
طرف اوترا ہے اوسے مانتے ہین (یعنے بائبل اور قرآن)" مگر کیونکر کوئی محمد صاحب کی
مریدون مین سے یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ بائبل پر ایمان لائے اگر محمد صاحب کے زمانہ مین وہ
گم ہوگئی تھین اب اگر محمد صاحب کے زمانہ مین موجود نہین تھی تو تو قرآن کا کہنا درست ورنہ غلط -

ناظرین تم اپنے لیے آپ فیصلہ کر لو - قرآن مین دعوی ہوا ہی کہ قرآن کتب سابقہ پر شہادت دینے والا
اور تصدیق کرنے والا ہی اور محافظ ہی تبلایا گیا - مگر کیونکر جب گم ہو چکی تھین - اب تو ماننا پڑیگا
کہ کم سے کم محمد صاحب کے زمانہ تک کتب مقدسہ کا وجود برابر باقی ہی اور اگر قرآن کا یہ کہنا درست ہو
کہ وہ اونکا نگہبان ہی تو ضرور تا قیامت انکا باقی رہنا واجب ہی کیونکہ مسلمانون کے
اعتقاد سے قرآن خدا کا فرمایا ہوا کلام اور خدا اپنی ہر بات مین صادق القول ہی -
تو اب جو لوگ اسکے مدعی ہین کہ کتب مقدسہ گم ہو گئین از روے قرآن اپنے اوپر سخت
عذاب نازل کرائینگے پس دوستو ہوشیار ہو جاؤ -

اب ایک اور بات پر غور کرو محمد صاحب اپنے بابت دعوی کرتے تھے کہ اونکے
بابت توریت زبور - انجیل مین خبر موجود ہی دیکھو سورہ اعراف آیت ۱۵۶ " جو اوس نبی کے
تابع ہوتے ہین جسکو وہ اپنے پاس توریت اور انجیل مین لکھا ہوا پاتے ہین " دیکھو
اسکے کیا معنے ہو سکتے ہین - قرآن کا بڑا مقصد تو ہمکو یہی تبلایا جاتا ہی کہ پہلے کتابون کی -
حفاظت کرنا جب کوئی چیز وجود ہی مین موجود نہین تو حفاظت کسکی کی جائیگی - دیکھو سورہ
مائدہ آیت ۴۴ - ۵۲ " ہمنے توریت نازل کی اوسمین ہدایت اور نور ہی ہمنے
عیسے بن مریم کو توریت کا مصدق بناکر بھیجا تھا اور ہمنے اوسے انجیل دی تھی اوسمین
ہدایت اور نور ہی وہ توریت کی مصدق ہی اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگارون کے لیے -
چاہیے اہل انجیل اوسکے موافق جو اللہ نے انجیل مین نازل کیا - حکم کرین اور تیری طرف
(اے محمد) ہمنے سچائی سے کتاب نازل کی ہی (یعنے قرآن) جو کتب سابقہ کا مصدق اور
اور اونکا نگہبان ہی " اب دیکھو اس نگہبان ہونیکا مطلب بیضاوی سا عالم اجل مفسر

کیا بتلاتا ہے تمام پاک کتابوں کے اوپر نگھبان ہے تاکہ اونکو ردوبدل سے بچاے اونکی سچائی اور مسلم ہونیکی بابت شہادت دی،، اب کہو کہ قرآن کیونکر اونپر شہادت دیسکتا ہے اور کیونکر اونکو سچا کہسکتا ہے جبکہ دراصل وہ وجود ہی مین نہین کیا اسطرح کا جھوٹا دعوی کرکے ہمارے مخاطب قرآن کو ناجائز نگھبان ٹھہراتے ہین اور اگر اب بھی کوئی مدعی ہے کہ کتب مقدسہ گم ہوگئین تو کیا قرآن کا قول غلط نہوگا اور وہ خدا کیسا جواپنے حکم کا بھی پاس نکرسکا جسقدر آیتین ہم اوپر اس مضمون کے متعلق پیش کرائے اُن سے اسقدر ثابت ہوا کہ کتب مقدسہ جو موسی - داؤد و دیگر انبیا اور خداوند مسیح پر جیسے نازل ہوئی تھین وہ زمانہ محمد صاحب اور اونکے بعد ۶۰۰ برس تک ویسی ہی موجود تھین کیونکہ معزز اسلامی مفسرین نے بھی اونھین سے استدلال کیا خود محمد صاحب نے اسی توریت اور انجیل کی طرف ہدایت کی اور خود اپنا ایمان لانا اونپر بتلایا - قرآن اونکو خدا کی نشانی بتلاتا ہے اپنے کو انکا مصدق اور نگھبان قرار دیتا ہے - پس ہر عذر جو منسوخ اور گم ہونے کا کوئی کرے وہ بالکل غلط اور منشا قرآن اور بانئے قرآن کے خلاف ہے اب ہم اگلے پرچے مین اپنے مخاطبون کے تیسرے عذر پر بحث کرینگے جسکو وہ تحریف کے نام سے نامزد کرتے ہین - خدا سبکو سچائی کے قبول کرنے کی ہدایت فرمائے بحق یسوع المسیح آمین - :

اشعار

نرالا ہے علائے تیرا اے بحر اُلفت	جو ہو غرق اس مین وہی پار نکلے
جو تم کہکے مردے کو بھی تو پکارے	لحد سے تڑپ کر وہ اک بار نکلے

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) محبت اور ترقیات الفاظ میں حق کا اظہار کرنا کسیکے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔
(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اسی پتہ سے الحق۔ ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کردین۔
(۳) راقم اگر اپنا نام ظاہر نکرنا چاہین تو ہم راز داری کے ساتھ انکے سوالونکا جواب دینگے۔
(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسیکے دل مین

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی مین ہون۔

الحق

الحق کے ضوابط و شرائط

پیدا ہون محض جھگڑا اور تو تو مین مین کرنیکی غرض سے نہون
(۵) اس پرچے مین اہل اسلام کے اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا۔
(۶) اس مین اسلامی کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی ضد پر تحریر ہوے ہین۔
(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آ جاوے۔
(۸) یہ پرچہ بذریعہ ہندوستانی پادری صاحبان اور مناد دان کی معرفت مفت تقسیم ہوگا۔

نمبر ۴ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰[illegible]ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد

صحت کتب بائبل از روے قرآن — گذشتہ نمبرون مین ہم نے از روے قرآن یہ ثابت کر دیا کہ محمدیون کا فرض کیا ہے کہ وہ کس طرح سے ان کتب مقدسہ کی تعظیم کرین جو عیسائیون اور یہودیون کے درمیان مروج ہین اور یہ بھی پورے طور سے بخوبی ثابت کر دیا کہ منسوخ ہونیکا الزام بھی غلط ہے اور گم ہونیکا بھی اور یہ سب کچھ ہمنے از روی قرآن اور علما اہل اسلام ہی ثابت کر دیا ہم نے کسی مسیحی کی شہادت پیش نہین کی اور نہ ارادہ ہے کہ ہم اس معاملہ مین کسی عیسائی کو گواہ لاوین کیونکہ اگر خود مخالف کی شہادت سے بھی ہمارا کام نکل آئے تو گویا ضرور

کہ ہم دوست کو پیش کرین کیونکہ دشمن کی شہادت دوست کے مقابلہ مین زیادہ وزن دار ہوا کرتی ہے
اب اس امر مین خدا ہماری مدد کرے تو ہم اس بات پر بھی از روے قرآن اور مفسرین اہل اسلام غور کرینگے
کہ آیا الزام تحریف کرنیکا جو عیسائیون اور یہودیون پر لگایا جاتا ہے وہ کہان تک درست ہے -
ہم اپنے پیارے مخاطبون سے بمنت گذارش کرتے ہین کہ اپنے دلونکو تعصب سے پاک کرکے ہماری اس بحث پر
غور کرین تب ہی تو کچھ فائدہ ہوگا ورنہ محض تضیع اوقات ہے -
اب ہم قرآن کی آیتون کو پیش کرکے انکے اصل مفہوم کو دکھلاتے ہین کہ آیا تحریف کردیا ہونے کا گمان
بھی صاحب قرآن کو تھا کہ یہ کتابین کسی وقت مین محرف ہوجائینگی؟ دیکھو سورہ عنکبوت آیت ۲۶ مین
یون لکھا ہے " ہم نے اُسے اسحاق اور یعقوب بخشدیا ہے اُسکی اولاد مین کتاب اور نبوت مقرر کی
اس آیت کی بابت مفسرین متفق الراے ہوکر یہ کہتے ہین مثلاً بیضاوی کا قول ہے کہ " کتاب سے
مطلب اس جگہ الہامی کتابین ہین یعنے انکو چار کتابین ملین گی - دوسرا مصنف جلال الدین
سیوطی ان کتابون کے نام بھی بتلاتا ہے اور یون کہتا ہے " کتابون کے معنی یہ ہین توریت
زبور - انجیل - اور قرآن " اب دیکھو ایسے مشہور مصنف و مفسرین جنکے بغیر آج کل کے لوگ
تحریف قرآن کو سمجھ بھی نہین سکتے نہ امام و مجتہد بن سکتے ہین ہرگز یہ نہین کہتے کہ چار کتابین تو انکو ملینگی
مگر تین اسمین سے تحریف کردی جائینگی یا تحریف ہوگئین - بلکہ وہ چارون کا ملنا برقرار رکھتے ہین
اور سب کا ذکر ایک ہی طرح سے کرتے ہین - وہ یہ نہین کہتے کہ اب صرف ایک ہی کتاب باقی رہگئی

باقی تین بالکل بیکار ہین - یہ لوگ کیونکر ایسا کہتے وہ تو قرآن کے جاننے والے تھے اُنکو کیا شامت
سوار تھی جو ایسا لکھکر اپنے اوپر دنیا کو ہنساتے - اب ہم یہ بھی تبلائے دیتے ہین کہ کیونکر بعض
کوتاہ بین محمدی اس دعوی کو پیش کرتے ہین کہ کتابون مین تحریف ہوگئی - قرآن مین بعض آیتین
ایسی موجود ہین جنسے تحریف کے معنی پیدا ہوتے ہین اور اُنھین کی بنا پر یہ دعوی کیا جاتا ہے
مگر پہلے ہم یہ تبلا دینا نہایت مناسب جانتے ہین کہ علماء دین محمدیہ نے تحریف کی کیا تعریف کی ہے
وہ کہتے ہین کہ تحریف دو قسم کی ہو ایک تحریف لفظی دوسری تحریف معنوی - تحریف لفظی وہ ہے
کہ الفاظ اصل کو نکالکر کوئی دوسرے الفاظ درج کردین - دوسری تحریف معنوی وہ ہو کہ
اصل عبارت یعنی متن مین تو کوئی قصور واقع نہو مگر الفاظ کے اصلی معنون کو بدلکر اختلاف کرنا
یعنی معنی عبارت و الفاظ کے تو کچھ اور ہون مگر اُنکو دوسری طرح سے بیان کرنا - اب قبل اسکے
کہ ہم اُن آیتون کو جن پر علماء دین محمدیہ زور دیتے ہین کہ انمین تحریف کرنیکا ثبوت ہو پیش کرین
ہم یہ تبلائے دیتے ہین کہ اُن آیتون مین اکثر اہل یہود کو اور شاذ و نادر عیسائیونکو الزام تحریف کا
ضرور ہی مگر ہر مقام پر خواہ یہودی مخاطب ہون یا عیسائی الزام تحریف معنوی ہی کا ہی نہ کہ لفظی کا
پس آج بھی وہی متن موجود ہے - لغت موجود ہی - قواعد موجود ہی - ہمکو موقع بھی اُس زمانہ سے
اچھا حاصل ہی سچے دل سے تحقیقات کرین اصلی معنون کو تلاش کرین - قرآن مین
ایک آیت بھی ایسی نہین ملیگی جس مین تحریف لفظی کا الزام کسی فریق کو بھی دیا گیا ہو -

علاوہ اسکے ہمارے مخالفون کو اس بات کا بھی خیال کرنا ضروری ہے کہ بفرض محال اگر ہم انکا
یہ دعوی مان لین اور اگر انکا یہ دعوی کسی درجہ مین سچ بھی ہو تو خود قرآن پر اس دعوے کا اثر کیا ہوگا
کیونکہ ہم گذشتہ نمبر مین سورہ مائدہ کا حوالہ دیچکے ہین جہان نہایت صفائی سے لکہا ہے کہ قرآن اسلیے نازل ہوا
کہ کتب سابقہ کی حفاظت کرے اور انکا نگہبان ہو جسکی تفسیر بیضاوی نے یہ کی ہے "کہ انکا محافظ یعنے وہ انکو تبدیلی
سے بچاوے اُنکے سچے اور مسلم ہونے پر شہادت دے" پس اگر قرآن کے ہوتے ہوے کتب مقدسہ مین
ردوبدل ہوا یا اسمین اضافہ یا کمی ہوئی تو قرآن نے کیا حفاظت کی سو سمجھ نہ آیا کوئی جو قرآن کو
خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی مانتا ہو اس نتیجہ کو قبول کریگا کہ قرآن اور خود خدا اپنے قول کا
پابند نہوا ۔ بیشک قرآن [illegible]
قرآن کی رائے سنا کر بیان کیے دیتے ہین تاکہ حق پسند ناظرین خود فیصلہ کر لین

سورہ بقرہ آیت ۳۹ مین لکہا ہے "حق کو باطل مین نہ ملاؤ اور نہ دانستہ حق کو چھپاؤ" یہ الزام
یہودیون کو دیا گیا نہ کہ عیسائیون کو مگر کسی کو بھی الزام دیا گیا ہو اس مین سوائے تحریف معنوی کے الزام
نہین ہے یعنی تحریف معنوی کا مشہور مصنف فخرالدین رازی کہتا ہے "کہ پہلا جملہ اس آیت کا
اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بیہودہ قصے درمیان مین لاتے تھے کہ ان لوگون کو وہ بہلا دین جو سچائی کی
بات کو انہی سنا کرتے تھے - دوسرا جملہ ان لوگون پر دلالت کرتا ہے جو حق کو سنانے سے باز رہتے تھے
بلکہ حق کو لوگون تک پہونچنے سے سد راہ ہوتے تھے" مفسر بیضاوی کہتا ہے کہ "حق کو جو تیرا اوتارا

اپنی جھوٹی تاویلوں سے مت چھپاؤ ایسا کہ ایک کو دوسرے سے امتیاز کرنا ناممکن ہو جائے حق کو باطل سے ایسا ملبس کرو کہ وہ اُسکے تہستون میں بالکل پوشیدہ ہو جائے" جلال الدین بھی یہی کہتا ہے کہ "حق کو باطل کے ساتھ ملانا گویا تبدیل کرنیکے برابر ہے دیدہ و دانستہ نبی کے متعلق سچ کو چھپانا حق کو باطل کرنا ہے"

دیکھو ان مفسرون میں سے کسی نے کبھی نہیں کہا کہ لفظ تبدیل کر دئے بلکہ تاویلوں یعنی بدلنا سب مانتے ہین

اب دوسری آیت سورہ بقر آیت ۷۰ لوں ہے "اے مسلمانوں کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ (یعنی یہودی) تمہاری بات مانینگے اُنمین ایک فرقہ تھا کہ خدا کا کلام سنکے اُسکو بدل ڈالتے تھے سمجھنے کے بعد اور وہ جانتے ہین" اس جگہ بھی رازی اور بیضاوی جیسے مفسرین اہل یہود ہی کو الزام تحریف معنوی کا دیتے ہین سورہ بقر آیت ۹۵ مین ہے "جب خدا کی طرف سے انکے پاس رسول آیا جو انکی کتاب کی تصدیق کرتا ہے تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے خدا کی کتاب کو پیچھے ڈالا گویا وہ جانتے نہین" یہان بھی صرف تاویلون کا الزام ہے "پیچھے ڈالا" کی بابت رازی کہتا ہے کہ توریت مین محمد صاحب کے متعلق پیشینگوئیاں ہین لیکن اس حالت مین اسلام سے منکر ہونا گویا اپنی کتاب کو جسکو وہ منجانب اللہ جانتے ہین پیچھے ڈالنے کے برابر ہے" دیکھو یہ بھی تحریف معنوی ہے نہ کہ تحریف لفظی - پھر سورہ بقر آیت ۱۶۹ "وہ جو کتاب میں خدا نازل کردہ بات چھپاتے اور اُسپر حقیر قیمت لیتے ہین وہ اپنے پیٹوں مین آگ کھاتے ہین" اس آیت مین صاف لفظ چھپانا کا موجود ہے اور رازی بھی تحریف معنوی کا ملزم یہود کو ٹھہراتا ہے - اب دیکھو سورہ آل عمران آیت ۶۳ و ۶۴ "اے اہل کتاب تم کیون خدا کی

آیتون کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم گواہ ہو اے اہل کتاب تم کیون حق مین باطل ملاتے ہو اور حق کو
چھپاتے ہو اور تم جانتے ہو" اس آیت کا بھی وہی جواب ہے جو ہم اوپر سورہ بقر کی ۳۹ آیت کے بارے
مین دیے آئے۔ اسکے بعد اسی سورہ آلعمران کی ۲۔ آیت مین یون لکھا ہے کہ اور ان مین ایک فریق
ہے جو کتاب پڑھتے ہین اپنی زبان مروڑتے ہین تا کہ تم اوس بات کو کتاب مین سمجھو اور وہ بات کتاب
مین نہین ہے۔ اگرچہ اس آیت سے مفسرین نے صرف اہل یہود ہی کو الزام دیا ہے مگر کئی قرینون سے
معلوم ہوتا ہے کہ اہل یہود کے ساتھ عیسائی بھی اس الزام مین شامل ہین۔ خواہ کچھ ہو مگر اسکے معنی نہایت
صاف ہین اور راوی کہتا ہے کہ "ان آیتون کے پڑھنے مین جنمین محمد صاحب کی نبوت کی بابت
لکھا تھا یہودی چھوٹے اور بےبنیاد فقرات ملا کر پڑھتے تھے جن سے اسلام کی شہادت پر شک پیدا
ہوتا تھا خصوصاً ان لوگون کو زیادہ شک پیدا ہوتا تھا جو انکو سنا کرتے تھے۔ جلال الدین
کہتا ہے "کہ اپنی زبان مروڑتے تھے یہ معنی ہین کہ" بوقت پڑھنے کلام کے وہ ایک آیت سے
کچھ چھوڑ کر دوسری آیت تک چلے جاتے تھے اور لفظون کے معنی نبی کی نبوت کے بارہ مین بدلتے تھے"
اب خیال فرمائیے کہ آپکے اپنی علما کیا کہتے ہین۔ وہ تو تحریف لفظی کا گمان بھی نہین کرتی
ہین پھر کیونکر آپ لوگ ایسی ناجائز جرأت کر کے خدا کے کلام کی تحقیر کرنے کو تیار ہو جاتے ہین۔ عزیز دینی
جانون پر رحم کر کے خدا کا خوف کرو اور اگر تمہارے دلون مین خدا کا خوف پیدا ہو جاوے تو
دانائی کا شروع بھی ہو گا کیونکہ خدا کا خوف ہی دانائی کا شروع ہے۔ چند آیتین اور اسی قسم کی ہین۔

جن پر یہی الزام ہے جو اوپر بیان ہوا اور صرف انکا حوالہ لکھدینا کافی ہے تاکہ ناظرین ہین سے
جو چاہے انکو دیکھکر اپنی مفسرین سے اونکی تفسیر اور معنی دریافت کرکے اپنی تسکین کرلے - دیکھو
سورہ آلعمران آیت ۱۸۴ اور جب خدا نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ تم اس کتاب کا بیان لوگون
سے کردوگے اور اُسے نہ چھپاؤگے پھر اونہون نے اسی عہد کو پس پشت پھینکدیا" پھر سورہ مائدہ
آیت ۱۶ وہ باتون کو اونکے ٹھکانے سے بدلتے ہین" سورہ نساء "یہودیون مین سے بعض ایسے
ہین کہ باتونکو اونکے ٹھکانون سے بے طور کردیتے ہین" ان دونون آخری آیتون سے الزام صاف صاف
یہود کو ہی - مگر تحریف معنوی ہی کا الزام ہے - اب ہم مفسرین کی عام رای ان آیتونکی بابت
سنا دیتے ہین - راوی کہتا ہے کہ تحریف کے معنے یہ ہین کہ بیہودہ شک و شبہہ پیدا کرنا - آیات توریت مین
جیسا کہ آجکل دن بدعتی و رافضی قرآن کی آیات کی نسبت کرتے ہین اور اپنی مخالفون سے کہتے ہین کہ
اصل معنی یہ ہین" جلال الدین کہتے ہین کہ "لفظ کو اوسکے ٹھکانے سے بدلنے کے معنی یہ ہین کہ جس سلسلہ مین خدا نے
کلام کو نازل کیا تھا اوسکی جگہ بدلدی اور اُسکے دوسرے معنی پیدا کیے" فخر الدین رازی جو محمد صاحب
سے ۶۰۰ برس بعد ہوا اور جسکی تفسیر کو تفسیر کبیر کہتے ہین جسکو ہر مسلمان ایماندار بڑی عزت اور قدر کی نگاہون سے
دیکھتا ہے" یون کہتا ہے کہ سورہ بقر آیت ۶۹ مین جو لفظ چھپانیکا" آیا ہے اسکی بابت یہ کہنا
کہ بدلدیا اسکو کوئی عالم قبول نہین کرسکتا ہے نہ توریت کے لیے نہ انجیل کے لیے کیونکہ یہ مسلسل ہم تک
پونہچی ہین اور کبھی ایسا اعتراض نہین ہوا معنی تحریف کے یہ ہین کہ اونہون نے آیتون کے درست معنی کو نہ سیکھے

کھدیا اور غلط معنی داخل کئے جس سے اصل مضمون کو بدل دیا جیسا خدا نے الہام سے بتلایا تھا۔ یا دوسری
لفظ نہین سکو یون کہو کہ اسکو چھپا دیا"۔ ایسا ہی کچھ مشہور و معروف مصنف محمد اسمعیل بخاری بھی جو
محمد صاحب سے دو سو برس بعد گذرا جسکی کتاب صحیح بخاری مستند حدیثون مین گنی جاتی ہے کہتا ہے "کوئی ایسا
شخص نہین ہے جو ایسا ہے قادر ہو کہ خدا کی سابقہ کتابون سے ایک لفظ بھی بدل سکے پس یہود و عیسائی غلط تاویلات
اور غلط معنون سے خدا کی کلام کو بیان کرتے ہین۔ اور یہی تحریف ہے۔

ہم اب اور اس سے زیادہ ثبوت کیا دین کہ محمد صاحب کے بعد ۹۰۰ برس تک علما تو یون کہتے ہین کہ وہ کتابین
برابر ہم تک درست حالت مین یونہیں پہنچین صرف تحریف معنی کے قائل تو ضرور ہین۔ مگر آجکل کے لوگ خدا کا خوف مطلق
نہین کرتے جب وہ کہتے ہین کہ یہ کتابین منسوخ ہو گئین۔ گم ہو گئین یا تحریف کر ڈالی گئین۔ اے ہمارے پیارے
مخاطبین اسپر ضرور غور کرنا اور اگر حق تم پر ظاہر ہو جاے تو اسکے قبول کرنے مین دریغ نکرنا ہمنے اسی لیے یہ تحریف کا
مسئلہ پہلے شروع کیا کیونکہ مذہب مسیحی کی بنیاد اسی کلام ربانی پر ہے پس اگر ہم آپکو اسکا قایل کر دین کہ یہ کلام نہ منسوخ
ہوا نہ گم ہوا اور نہ تحریف ہوا تو باقی مسائل جو ہم آگے بیان کرینگے وہ بآسانی آپکی سمجھ مین آ جائینگے۔ دیکھیے ہمنے کیسی آسان راہ
اختیار کی ہے کہ آپ لوگونکو آپ ہی کے علما اور آپکے قرآن اور خود محمد صاحب کے اقوال سے حوالہ دیا ہے تاکہ ہمپر الزام لگا نیکہ
ہم ہٹ دھرمی کرتے ہین دیکھیے ہماری جلالی تلوار کیا ہی تلوار اپنی دشمن کے ہاتھ مین دیکر اوس سے دو دو ہوتے ہین ہمیشہ حق
ہی غالب رہتا ہے اور حق کی فتح یقینی ہے۔ خدا آپ لوگون کی ہدایت کرے اور راہ راست کی طرف لیچلے۔ اب آخر مین
گذارش ہے کہ اگر کوئی صاحب اپنا کچھ خیال ہماری اس بحث پر ظاہر کرنا چاہے تو ویسی ہی سادہ عبارت اور الفاظ مین ادا کرے

ص خدا آپکی مدد کرے بحق یسوع المسیح آمین

یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی

مین ہون

الحق

نمبر ۵ | بابتہ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۸ع ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب و شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اسی پتہ سے الحق - ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کردین -

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین ظاہر کرنا چاہین تو نہ رازداری کے ساتھ انکے سوالونکا جواب دینگے -

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسی کے دل مین - پیدا ہون محض جھگڑا او تو تو مین مین کرنیکی غرض سے نہون

(۵) اس پرچہ مین اہل اسلام کے اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جائے گا -

(۶) اسمین اکثر ان کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوے ہین -

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کیساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تا کہ سب کی سمجھ مین آ جاسے -

(۸) یہ پرچہ ہر ماہ کی ... [illegible] ... تقسیم ہوگا -

مراسلات نمبر

جناب ایڈیٹر صاحب الحق تسلیم - آپکے قابل قدر اخبار کے چار نمبر میری نظر سے بھی گذرے - مینے آپکے اخبار کو قابل قدر اس لحاظ سے کہا کہ ابھی تک اسمین دل دکھانیوالے الفاظ نہین پائے جاتے - مین آپکی اس طرز استدلال کو نہایت پسند کرتا ہون - اور اگر آپنے اپنی اس طرز کو جاری رکھا تو یقین جانیے کہ میرے ہم مذہب مسلمان بھائی ضرور آپکے اخبار کے پڑھنے والے کثرت سے ہونگے اور آپکی باتوں پر غور بھی کرینگے خدا آپکو توفیق دے کہ اپنے شرائط کا لحاظ رکھکر ہمیشہ ایسی ہی مہذب اور شریفانہ گفتگو بھی کیا کرین جیسا کہ آپنے ان چار نمبرون مین تحریر کیا ہے -

فی الحال ایک دو اعتراض جو مجھکو کتب مقدسہ پر ہین انکو ارسال خدمت کرکے جواب کا ملتجی ہون - مجھکو فی الحال اسپر بحث کرنیکا موقع نہین کہ آپکی پیش کردہ آیات از قرآن شریف اور انپر مفسرین کی رائے کا اظہار اور دیگر لوگون کے خیالات کی تردید کرون یا انپر اپنا خیال ظاہر کرون مگر مین اس بائبل مروجہ کو محض اس وجہ سے قبول نہین کرتا کہ اسمین بعض کلمات ایسے لکھے ہوے ہین جو ہرگز اسمین نہونا چاہیئے تھی - مثلاً حضرت مسیح کا اپنی والدہ کو یہ کہکر دتکار دینا کہ "اے عورت مجکو تجسے کیا کام" یا اگلے نبیون کو چور و بٹمار کہدینا - اس سے صرف مقدسہ مریم اور نبیون ہی کی ہتک نہین ہوتی بلکہ نعوذ باللہ خود خدا کی

تحقیق ہوتی ہے قرآن شریف مین جناب مسیح کو کلمۃ اللہ روح اللہ من المقربین - دنیا و آخرت مین مرتبہ والا کہا گیا ہے انکو فلک چہارم پر زندہ بیان کیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا اور کل انبیا مین انکا رتبہ بڑا ہے انکو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

پس جب مین ایسے کلمات موجودہ بائبل مین پڑھتا ہون تو فوراً اسبات یقین ہوجاتا ہے جو ہمارے علما کہتے ہین کہ ان کتابون مین تحریف ہوئی۔ اب جب ایسی بھاری بات جو کلمۃ اللہ - روح اللہ جناب مسیح کے منہ سے نکلی - تو کیونکر یقین آئے کہ وہ دنیا و آخرت مین مرتبہ والے ہین پس اسکی جواب مین قرآن شریف کا فرمانا حق ہے اور ہمارے علما کی رائے بھی درست لہذا بائبل کا کہنا غلط - ہماری عقل خود گواہی دیتی ہے کہ حضرت مسیح نے ہرگز ایسے کلمات اپنی والدہ جنکو پروردگار عالم نے تمام دنیا کی عورتوں مین پاک ستھرا اور پسندیدہ بنایا انکی نسبت ایسا خلاف ادب کلمہ نکالین جو ایک معمولی انسان بھی جسکو اپنی شرافت کا ذرا بھی لحاظ ہو نہین نکالیگا - اور کیونکر جناب مسیح اگلے انبیا کو چور اور بٹمار کہتے ہین - کیا وہ خدا کی خدائی مین دھبہ لگانا چاہتے ہین - خدا تو انکو دنیا کی ہدایت کیلئے منتخب کرے مگر جناب مسیح انکو چور و بٹمار بتلاتے ہین - گویا خدا کو نعوذ باللہ چورون اور بٹمارونکا گرو گھنٹال بناتا ہے -

اگر آپ سے ہوسکے تو اسکا جواب مجکو عنایت کرین - مین آپکو اسبات کا پورا یقین دلاتا ہون کہ یہ شک میرے دلمین نیک نیتی سے پیدا ہوے ہین - مین حق کا متلاشی ہون - اگر بقول آپکے حق مجھپر ظاہر ہو جاے تو مجکو اُسکے قبول کرنے مین ہرگز تامل نہوگا - مگر ہان اس قدر کہدینا ضرور ہے کہ اسوقت تک مین اسلام کے مقابلہ مین کسی مذہب کو درست نہین جانتا البتہ ہر مذہب مین کچھ نہ کچھ سچائی ضرور رہی ہے - مگر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کل غلطیون سے پاک و مبرا ہے اطوالت کو معاف فرمائین فقط ...... راقم کمترین سید نصیر الدین از مظفر نگر ۱۲- اپریل ۱۹۰۰ء

جواب الحق

جناب سید صاحب - جن مشفقانہ الفاظ مین آپنے الحق پر اپنی زرین رائے کا اظہار کیا اُسکے لئے الحق آپکا دل سے ممنون ہے - آپ ہی جیسے نیک نہاد بزرگون کے لیے یہ پرچہ جاری کیا گیا ہے اور ایسے ہی لوگونکو فائدہ پہونچانا اسکا فرض ہے - آپ کا ہماری آیات پیش کردہ پر بحث کرنیکی بابتہ سکوت کرنیکی مصلحت کو آپ جانتین - مگر اسقدر ضرور عرض کرنا واجب ہے کہ اگر آپ اُن آیات پر کچھ تحریر فرماتے تو زیادہ مفید ہوتا کیونکہ وہ ایک اہم بحث ہے اور اُسی کی بنیاد پر کل عمارت کا ردّا رکھا جاتا ہے اب جو آپکے اعتراض اُنکی بابتہ عام طور سے تو اسی قدر عرض کردینا کافی ہے کہ آپکے یہ دونون اعتراض ضرور آپکے دلمین نیک نیتی ہی سے پیدا ہوئے ہونگے - مگر بڑی وجہ انکی پیدا ہونیکی یہ بھی ہے کہ آپ بائبل شریف سے کم واقفیت رکھتے ہین اور اُسکے محاورات سے آپ بالکل غیر مانوس ہین -

آپ کا پہلا اعتراض "ای عورت مجکو تجسی کیا کام" اسمین آپ لفظ "عورت" ہی پر زیادہ زور دیتے ہین گویا خداوند مسیح نے (یعنی) والدہ کو مثل ایک غیر عورت کے مخاطب کیا۔ آپ پہلی اسبات پر غور فرمائین کہ یوحنا ۲/۴ مین خداوند مسیح نے مقدسہ مریم بتولہ کو اسطرح خطاب کیا پھر یوحنا ۲/۵ مین لکھا ہی کہ مقدسہ مریم بتولہ نوکرون سے کہتی ہین کہ جو کچھ وہ تمھین فرمائے وہ کرو بھلا سید صاحب اسقدر ضرور سوچ لینا واجب ہے کہ اگر خداوند مسیح کا کہنا کسی معنی مین بھی مقدسہ مریم کو ناگوار خاطر ہوتا تو وہ ہرگز نوکرون کو ایسی ہدایت نکرتین۔ اب یہان سے معلوم ہوا کہ اُس مُلک کا ایسا محاورہ ہوگا کہ یون ہی والدہ کو یا کسی شریف خاتون کو مخاطب کرتے ہونگے۔ اور یونانی شاعرون کی تصنیفات سے

خداوند مسیح کی زبان مبارک سی اکثر یہی طرز دوسرے شاگرد عورتون کے لیے بھی برتا گیا جو کسی طور سی بھی خداوند مسیح کے سامنے اجنبی نتھین۔ مثلاً متی ۱۵/۲۸ مین کنعانی عورت سے کہا "ای عورت تیرا اعتقاد بڑا ہی" لوقا ۱۳/۱۲ مین جس عورت کو ۱۸ برس سے لہو جاری تھا کہا "ای عورت تو اپنی کمزوری سے چھوٹی" یوحنا ۴/۲۱ مین سامری عورت کو کہا "اے عورت میری بات کو یقین رکھ" یوحنا ۸/۱۰ مین اُس زانیہ عورت سی فرمایا "ای عورت وہ تیری نالش کرنیوالے کہان گئے" یوحنا ۱۹/۲۶ مین خود مقدسہ مریم کو اپنی ایک شاگرد کے سپرد کرتے ہوے یون کہا کہ "ای عورت دیکھ تیرا بیٹا" یوحنا ۲۰/۱۳ و ۱۵ مین مریم مگدلینی جب رو رہی تھی تو یون مخاطب کیا "ای عورت کیون روتی ہی" اب دیکھئے اسقدر مقامات ہمنے پیش کیے آپ انپر خوب غور کرلین۔ علاوہ اسکے آپ یہ تبلائین کہ صلیب پر جانکنی کی حالتمین کونسا موقع تھا کہ خداوند مسیح اپنی والدہ کی ہتک "ای عورت" کہکر کرین۔ مگر نہین یہ تو کوئی ہتک کی بات نہ تھی خداوند مسیح کے دشمن ہر وقت تاک مین رہتے تھے کہ کوئی بات اُسکے منہ سی نکلے تو اُسکو اُسمین پھنسادین صلیب کے وقت اژدہام تھا کسی نے کچھ نہ کہا شادی کے گھر مین کثرت سی مہمان تھے اُنھون نے بھی کچھ نہین کہا۔ یہودی جھوٹھی گواہی خداوند مسیح کے خلاف تلاش کرتے تھے۔ اگر یہ کوئی ہتک کا کلمہ ہوتا تو اُسپر ماں باپ کی عزت نکرنی کے تہمت تو ضرور انکا لگائی جاتی پیلاطوس کے سامنے نہ کہتی مگر یہودی سردار اُسپر موسوی شریعت کے مطابق کوئی نکوئی فتوی ضرور دیتے

اب ایک بات اور بھی قابل غور ہی۔ آپ مسیح کو کلمۃ اللہ۔ روح اللہ کہہ رہے ہین اور یہ خطاب ضرور الوہیت پر دال ہین جنکا ذکر ہم مسئلہ الوہیت مسیح کی بحث مین کرینگے جو چند ماہ بعد اسی پرچہ مین شائع ہوگی فی الحال اسی قدر کہتے ہین کہ ہماری عقیدہ سے مسیح خدا ہی اُسکے وسیلہ کل عالم بنائے گئے مسلمان بھی قایل ہین کہ کلمہ کُن سے خدا نے سب کچھ بنایا اور کلمہ مسیح کو کہا گیا ہی پس مسیح خالق کونین ہوا مقدسہ مریم بھی مخلوق ہین اور اپنی ہستی کیلئے خداوند مسیح کے محتاج ہین مقدسہ مریم کو حق حاصل نہ تھا کہ مخلوق ہوکر خالق سی کہین کہ یہ کرو اور وہ نکرو کہ وہ معجزہ خداوند مسیح سی کرایا چاہتی تھین جو

خاص الوہیت کا کام بھلا اُنکو کیا حق حاصل تھا کہ وہ ایسا کرتیں اگر آپکا خیال درست ہو کہ اس کلمہ سے
توہین ثابت ہوتی ہو تو بھی کچھ قباحت باقی نہیں رہتی کیونکہ خالق کو اختیار ہو کہ اپنی مخلوق سے جسطرح چاہے
پیش آئے جس لفظ یونانی کا ترجمہ عورت کیا گیا ہو اُسکا ترجمہ مستورہ اور خاتون بھی ہو سکتا ہو بس ہم
محض اعتراض کرنیکی غرض سے لفظ عورت پر کیوں زیادہ زور دیں کیوں نہ خاتون کہیں "مجھے تجھسے
کیا کام" کیلئے ہمارا وہی الوہیت والا خیال اسکے جواب میں کافی ہو اگرچہ اسپر بہت طویل بحث ہو سکتی ہے
مگر ہمکو اختصار منظور تھا اور ہم فی الحال اسی کو آپکے غور کرنیکے لئے کافی خیال کرتے ہیں ۔ اب آپکا دوسرا اعتراض
وہ بھی محض کمی معلومات بائبل شریف کیوجہ سے آپکے دل میں پیدا ہوا ہو آپکا یہ کہنا کہ انبیاء سابق کو چور و بٹمار کہکر
خدا کی تحقیر کرتا ہو یہ آپکی خوش فہمی ہے یوحنا [illegible] میں یوں لکھا ہو کہ جو اور طرف سے چڑھتا ہو وہ چور و بٹمار
ہے یوحنا بـ۸ بـ۱ میں لکھا ہو "سب جو مجھ سے آگے آئے چور و بٹمار ہیں" اس سے آپکا یہ خیال کرنا کہ یہ الفاظ
انبیاء سابق کو کہے گئے آپکی خوش فہمی نہیں تو اور کیا ہو اگر آپ یوحنا ۹ کو پڑھیں تو آپکو فوراً پتہ لگجائیگا
کہ دراصل ان الفاظ کی حقیقت کیا ہو ۔ وہاں فریسی کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی اندھے ہیں اسکے بعد
خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ "دروازہ میں ہوں" "مجھ سے داخل ہو" "میں بھیڑوں کا گلہ بان ہوں" چور و بٹمار
صرف اُنکو کہتا ہو جو خداوند مسیح سے پہلے یا خود اُسکے زمانہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے تھے انکو ساتھ
نبیوں کا کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف وہ لوگ مراد ہیں جو دراصل جھوٹے اُستاد ہو کر سچے ہونیکا دعویٰ
کرتے ہیں ۔ موسیٰ ابراہیم و دیگر انبیاء یا یوحنا اصطباغی جو خداوند مسیح کے زمانہ میں ہوا ہرگز مراد نہیں
کیونکہ اسی انجیل کے دیگر مقامات میں انکی بابتہ گواہی ہو کہ وہ سچے اور برحق ہیں ۔ یوحنا ۴ میں لکھا ہے
کہ "نجات یہودیوں میں سے ہے" یوحنا ۵ میں ہے "یوحنا کی گواہی حق ہے" یوحنا ۵ میں ہو "تم نوشتوں میں ڈھونڈو
ہو وہ میری بابتہ گواہی دیتے ہیں" "مسیح خود دروازہ ہے" اسی پر زور دیکر وہ ثابت کرتا ہو کہ اور دوسرے لوگ
جو دروازہ ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں وہ چور اور بٹمار ہیں اب فرمائیے کہ کیونکر آپ پُرانے عہد کے انبیاء کو
انہیں شامل کرتے ہیں وہ تو خود اُسی سچے دروازہ کی جسکی بابت مسیح دعویٰ کرتا ہو کہ میں ہوں ۔ گواہی
دینے آئے اور ہر زمانہ میں بطور سچے گواہ کے اپنی شہادت قلمبند کراتے رہے مگر ہاں زمانہ اسیری
بابل سے پُرانے عہد کے اختتام تک بعض لوگ یہودیوں میں جھوٹے نبی بنتے ۔ اور اپنی بات کو خدا کی
بات بتلاتے رہے جنکی بابتہ یرمیاہ کے ۲۳ میں لکھا ہو "میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا پر وے دوڑے ہیں
میں نے اُنسے نہیں کہا پر اُنہوں نے نبوت کی پس اگر وے میری مصلحت میں ثابت قدم رہتے تب وے میری باتیں
میرے لوگوں کو سناتے تاکہ اُنکو اُنکی بُرائی سے پھیر دیں" اسکے علاوہ خود مسیح خداوند کے زمانہ میں بھی اور کاہن ایسے مغرور و خود غرض
ہوگئے تھے کہ وہ اپنے آپکو دروازہ بتلا کر خدا تک رسائی کا رستہ بیان کرتے تھے پس ایسے لوگ ضرور چور و بٹمار تھے
انہیں لوگوں میں سے فریسی تھے جو یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اگر کوئی شخص خداوند مسیح کا اقرار کرے کہ

وہ مسیح موعود ہی تو اُسکو ہیکل اور عبادتخانہ سے خارج کر دین دیکھئے اُس حمق کے اندھے کو کسطرح خارج کردیا تھا جسکا ذکر یوحنا ۲ باب میں ہی ایرو ہین سے یہ بحث شروع ہوئی ہی۔ لوگ بھیڑون کے بھیس مین پھاڑنیوالے بھیڑیے تھے انھین کی بابتہ خداوند مسیح نے ہیکل مین صرافون کے تختے اُلٹتے ہوے کہا تھا کہ "میرے باپ کے گھر کو چورون کا کھوہ بنایا" فی الحقیقت یہ جھوٹے اُستادونکے لئے کہا گیا ہی جا ہے وہ زمانہ خداوند مسیح مین موجود تھے یا مابعد ہے یا ہون اب ایک اور حجت اسپر یہ ہوسکتی ہے کہ آپ اسکو کیونکر انبیا سابق پر جمانا چاہتے ہین مگر الفاظ یہ ہین "سب جو مجھ سے آگے آئے چور و بٹمار ہین" اب اگر آپکا کہنا درست ہے تو یون ہونا واجب تھا "سب جو مجھ سے آگے آئے چور و بٹمار تھے" مگر یہان فعل زمانہ ماضی کے بجاے زمانہ حال مین بیان ہوا۔ اب آخر مین ایک اور گذارش کیا چاہتے ہین اگر ناگوار خاطر نہو آپکی طرز تحریر سے ہمکو آپکی طبیعت کا رُخ راستی اور دیانت کی طرف معلوم ہوتا ہی کیا اچھا ہو اگر آپ ہماری خاطر سے پنجاب ریلیجس بک ڈپو انارکلی لاہور سے اشتہار شیرین بنام الحق شہیدان کا رتھج منگا کر مطالعہ فرماوین ہم وثوق سے کہتے ہین کہ جس حق کے آپ متلاشی ہین اُسکا پتہ آپکو اِن سے لگجاے گا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیونکر اُسکو حاصل کرین خدا آپکو توفیق دے فقط

نمبر ۲

جناب ایڈیٹر صاحب الحق کا نپور۔ چونکہ آپکی مرسلہ پرچہ بابت ماہ جنوری فروری و مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میرے پاس پہونچا اور مینے اُنکو پڑھا اور اُسمین آپنے مختصر تحریرات کے درج کرنیکا اقرار فرمایا ہی لہذا یہ تحریر خدمت اقدس مین اس غرض سے ارسال کیجاتی ہی کہ ازراہ مہربانی اسکو اپنے اخبار مین تحریر فرماکر ممنون و مشکور فرمایئے دھو ہذا۔

جب سے سر ولیم میور صاحب نے شہادت قرآنی تحریر کی ہی اُسوقت سے عیسائیون نے یہ دلیل نکالی ہی کہ موجودہ توراۃ و اناجیل کو قرآن شریف مین کلام ربانی غیر محرف تسلیم کیا ہی اور اُنکے ماننے کا حکم دیا ہے لہذا ہر مسلمان کو اُنھین ماننا چاہیے قطع نظر اس سے کہ عیسائیون کا اس دلیل سے منشا کیا ہے مین سر ولیم میور صاحب کی مشہور دلیل کا رد کہ تمام عمر کیلئے لکھنا چاہتا ہون اور اس غرض سے جواب ہذا آپکے اخبار مین مشتہر کرتا ہون تاکہ پھر عیسائیون کو اس دلیل کے پیش کرنیکی کبھی جرأت نہو اور آپ کے اشتہار کی پیروی کی نظر سے بہت ہی مختصر تحریر کرتا ہون جو آیات آپنے خود نقل کی ہین اُنکے پڑھنے سے آپ خود دریافت کرینگے کہ قرآن مین توراۃ اور انجیل کسکو کہا گیا ہی توراۃ اُس وحی کا نام ہی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی اور انجیل اُس وحی کا نام ہی جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی قرآن شریف اس بات سے مملو ہی کہ موسیٰ کو توراۃ دی اور عیسیٰ کو انجیل۔ مفصل آیات کا نقل کرنا فضول ہی اگر کوئی انکار کریگا تو اُسوقت آیات پیش کردیجاوینگی

اب سوال یہ ہے کہ جن کتابونکو اب توراۃ کہا جاتا ہے یعنی موسیٰ کی پانچون کتابین وہ وہی وحی ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی اور کیا وہ اناجیل وغیرہ کتابین جو حالین مروج ہین وہ وحی ہین جو عیسیٰ پر نازل ہوئی تھین اگر یہ وہی وحی نہین تو یہ توراۃ اور انجیل موافق محاورہ قرآن شریف کے نہین ہین اناجیل موجودہ تو مسلمہ طور پر حواریون کے الہامات کو انجیل اور کسی غیر معلوم شخص کے الہامات اور تحریرات کو توراۃ قرآن شریف مین نہین کہا گیا مگر ہان اسمین شک نہین کہ ان کتابون مین ایک حصہ اُن وحیونکا موجود ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل ہوئی تھین اب یہ امر کہ وہ کتنا حصہ اور کس حالتمین ہے اسکی بابتہ خود عیسائی علما مختلف الرائے ہین اور اسمین بڑی بڑی کتابین لکھی جاچکی ہین یہ بحث مختصر اخبار مین طے نہین ہوسکتی اور نہ اُسکے طے کرنیکی کوئی ضرورت ہے جب عیسائی علما متفق الراے ہوجاوینگے اُسوقت اُنکا جواب دینا ضروری ہوگا۔ قرآن شریف بھی وہی فرماتا ہے جو عیسائی علما۔ کہتے ہین کہ یہودیون نے ایک بہت بڑا حصہ اُس نصیحت کا بھلا دیا جو اُنکو کیگئی تھی اور نصاریٰ نے اُن نصیحتونکا بڑا حصہ بھلا دیا جو اُنکو کیگئی تھی۔ یہ بیان صاف طور پر سورہ مریم مین موجود ہے۔ بشپ کولنزو توراۃ کی بابت اور مقدس یوحنا انجیل کی بابت یہی کہتے ہین فقط الراقم مرزا رفیع الدین بیگ ا۔ نگلی شاتہار دہلی

جواب الحق

جناب مرزا صاحب۔ ہمنے آپکی تحریر کو بڑی دلچسپی سے پڑھا مگر افسوس ہمکو آپکی وہ دلیل نہ معلوم ہوئی جس سے آپنے سر ولیم میور صاحب کی مشہور دلیل کا رد کر نا چاہا تھا برعکس اسکے ہم آپکی تحریر کو اُسکا مصداق پاتے ہین ع مرض بڑھتا گیا جیون جیون دوا کی۔ ہمنے تو آپکو سر ولیم میور کیطرف رجوع کرایا تھا اور نہ کسی غیر مسلم کیطرف۔ بلکہ قرآن اور علماء محمدیہ کی اُستادونکی طرف توجہ دلائی تھی مگر افسوس کہ آپنے کچھ بھی غور نہ فرمایا۔ قرآن کے فرمان کے مطابق جو شخص آیات قرآنی کا انکار کرے اُنسے منہ موڑے وہ بڑا ظالم ہے اور خالق کا مجرم اللہ تعالیٰ اُسکو دنیا مین ذلیل وخوار کریگا اور آخرت مین رسوا۔ دیکھیے قرآ مین کیا لکھا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۔ ترجمہ۔ اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُسکے رب کی آیتون سے یاد دہانی کرائی گئی پھر اُسنے منہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرمون سے انتقام لینے والے ہین۔ مرزا صاحب ہمنے آپکو قرآن کی آیتون سے یاد دہانی کرائی تھی مگر آپ اُسپر توجہ نہین کرتے اب اگر آپ قرآن اور بانی قرآن کی بات کو قبول نہین فرماتے تو ہمکو امید کرنا چاہیے کہ آپ کسی کی بھی بات نہ مانینگے۔

آپ فرماتے ہین کہ قرآن شریف بھی وہی فرماتا ہے جو علماء عیسائی کہتے ہین ہرگز علماء عیسائی وہ بات نہین کہتے جو قرآن کہتا ہے علماء عیسائی تو مسیح کو خدا کا بیٹا اور بلحاظ الوہیت خدا کہتے ہین قرآن کب ایسا کہتا ہے اور نہ وہ کبھی یہ کہتے ہین کہ یہود اور نصاریٰ نے اُن نصیحتون کو بھلا دیا شاید بعض دیگر کسی اور الفاظ مین کچھ کہتے ہون مگر وہ نہین کہتے جو آپ باور کرایا چاہتے ہین بشپ کولنزو کا حوالہ جو آپنے دیا ہے آپکی زیر بحث نہین ہے کیا ہمکو معلوم ہے کہ جب بشپ کولنزو نے ایسی بد اعتقادی ظاہر کی تھی وہ صحیح ایمان کا عیسائی نہ تھا آپ ایک او حیلہ پیش کرتے ہین کہ علماء عیسائی بھی مروجہ توراۃ اور انجیل کی بابت اختلاف رکھتے ہین آپ وہ اختلافات نہ بتلائیے ہم انکار نہین کرتے کہ علماء عیسائی جزئی اختلاف بعض

تورات مین اور موسیٰ کی کتابون مین کسی نامعلوم شخص کی تحریرات یا الہامات ہین جو یہودیونکی تحریرات یا الہامات

ہاتو بیز کرتے ہین مگر اُن اختلافون سے کتب مقدسہ کی صداقت مین کوئی فرق نہین آتا - وہ اختلافات ایسے ہی ہین جیسے قرآن کی بارے مین قاریون مین قرأت کی بیان کرتے ہین اختلاف ہوتا ہے - آپ اسپر تو غور فرما دین کہ باوجود اختلافات کی تمام علما عیسوی اسبات پر متفق ہین کہ بائبل مین خدا کی پاکیزگی کا بیان ہوا ہے اور اسمین وہ تعلیم پائی جاتی ہے جسسے انسان چلکر پاک ہو سکتا ہے اور خدا کی پاک صحبت کے لائق بن سکتا ہے بائبل وہ کام کرنا سکھلاتی ہے جس سے خدا انسان سے خوش ہوا اور اُن باتون سے نفرت دلاتی ہے جنسے خدا کو نفرت ہے۔

آپ عیسائی علما اور کسی دوسرے کی نہ سُنین صرف اپنی ہی علما سے رجوع کرین دیکھیے آپکے شہر والے شاہ ولی اللہ صاحب محدث فوز الکبیر مین کیا فرماتے ہین کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور اور کتب مقدسہ کی ترجمہ و تفسیر مین تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت مین اُنکی فارسی عبارت یہ ہے - اما تحریف لفظی در ترجمہ توریت و امثال آن بکار می بردند نہ در اصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شدہ - اور اس قول کو ابن عباس کا قول بتلاتے ہین - آپ موجودہ زمانہ کے امام فن مناظرہ مولوی ابو المنصور صاحب سے تو دریافت کرلین کہ وہ کہانتک آپکے ساتھ متفق ہین - ایک اور رائے بھی پیش کرتا ہون جسے آپ اُسکو مانین یا نہ مانین وہ سر سید احمد خان صاحب کی ہے وہ اسطرح تحریر فرماتے ہین "مین اسبات کا قائل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین تحریف لفظی کی ہے اور نہ علما متقدمین و محققین اسبات کے قائل تھے پس علما متاخرین کی دماغی خیالات پر ہم کلام اللہ کی تحریف مانکر عذاب ابدی کے سزاوار کیون ہونے لگے"۔ اب آپکا یہ خیال کہ جب سے سر ولیم میور صاحب نے شہادت قرآنی تحریر کی اُسوقت سے عیسائیون نے یہ دلیل نکالی ہے بالکل غلط ثابت ہوا - کیا محدث دہلوی یا علما متقدمین کوئی سر ولیم میور صاحب کے آوردے تھے وہ لوگ صرف قرآن کی آیتون کی صحیح تفسیر بتلاتے ہین۔

اب آپکا سارا زور اسبات پر معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اناجیل اور توراۃ حواریون اور کسی غیر معلوم شخص کی تحریرات ہین کیا آپکا مقصد یہ ہے کہ یہ بات لازمی ہے جس شخص کو الہام ہو وہی لکھ بھی لیا کرے اگر ایسا خیال ہے تو قرآن کی نسبت آپکا کیا خیال ہے کیونکہ محمد صاحب تو اُمی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔

پھر اب آپکو قرآن کی بابت کیون تامل ہے صاف صاف کہدیجے کہ وہ بھی کئی شخصونکی تحریرونکا مجموعہ ہے اور اُس مجموعہ مین سے حضرت عثمان نے جسقدر کو نہایت ضروری سمجھا رکھ لیا باقی کو فنا کر دیا - پھر آپکو کیونکر جرأت ہوتی ہے کہ مقدس حواریون کی کلام پر شک و شبہ کرین انکو تو قرآن مین "انصار اللہ" کہا ہے کیا اسلیے انکو "انصار اللہ" کہا گیا کہ پاک کلام مین تحریف کرین لوگونکو دھوکے مین ڈالین - مرزا صاحب انصار اللہ کی شان مین ایسا گمان کرنا گویا محمدی ایمان مین بٹہ لگانا ہے آپ خوب غور کرلین - آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ موسٰی کی کتابین کسی غیر معلوم شخص کی تحریرات یا الہامات ہین پھر کیونکر آپکو معلوم ہوا کہ "اسمین کچھ شک نہین کہ ان کتابون مین ایک حصہ اُن وحیونکا موجود ہے جو موسٰی پر اور عیسٰی پر نازل ہوئین تھین"۔ آپ ہمارے اپریل کے نمبر پر بھی غور کرین اور صدق دلی سے جو شبہ آپکے دل مین پیدا ہو بلا تامل پیش کرین ہم ہر وقت آپکی خدمت کرنیکو تیار رہین والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

نمبر ۳

ایڈیٹر صاحب الحق - آپ تو بڑی دور کی لیتے ہین اور اپنے حساب تو آگئے یا قرآن شریف سے ثابت کرچکے کہ آپکی مفروضہ وردی بلکہ جعلی کتب بائبل رہی ہین مگر قرآن شریف سے تحریف لفظی ہرگز ثابت نہین ہے - یہ آپکا سفید جھوٹ ہے بھلا اسکے کیا معنی جو سورۂ نساء کے رکوع سات مین وارد ہوا ہے "مِنَ الَّذِیْنَ ہَادُوا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ

سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتہم" یعنی وہ لوگ (جو یہودی ہین) پھیرتے ہین لفظونکو جگہہ اُسکی سے اور کہتے ہین سُنا ہمنے اور نہ مانا ہمنے اور سُن نہ سُنایا جاییو اور راعنا پیچ دیکر اپنی زبان کو" دیکھو اس سے تحریف لفظی کا ثبوت کیسے طور سے ہے جب لفظونکو پھیرا جاتا ہے تو پھر کیا باقی رہا۔ آپ اسکا جواب ضرور دین ورنہ لوگون کو اپنی چکنی چپڑی باتون سے گمراہ کرکے اپنی گردن پر زیادہ عذاب لین پہلے ہی کیا کم عذاب کے کام کر رہے ہوتین تین کی خدا مان رکھی ہین تسپر دعوی خدا پرستی کا خدا کی پناہ کچھ ٹھکانا ہے آپکا کفر کا۔ راقم معترض از کٹرہ مانکپور۔

جواب الحق

جناب معترض صاحب آپکی کُل تحریر الحق کی شرائط کی بالکل خلاف ہے بلکہ معمولی انسانیت اور شرافت کے بھی خلاف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب اور شرافت آپنے سنہ ۹۶ء کے قحط مین کسی بنیے کے گھر گروی کر دی ہین جنکے چھڑانیکی نوبت آپکو ابتک نہین آئی۔ بھلا ایسے نا ملائم الفاظ الحق کے ایڈیٹر کے حق مین لکھکر آپکو کونسا فائدہ حاصل ہوا۔ کیا آپکے پاس اور کوئی نیک گمان نہ تھا جو آپنے ایڈیٹر الحق کو دھوکھا باز جعلساز گمراہ کرنیوالا قرار دیا۔ آیندہ اگر آپ کبھی ہمکو اپنی نرالی تحریر سے سرفراز فرمایا چاہین تو لکھتے وقت علاوہ ہوش وحواس درست رکھنے کی معمولی انسانیت کو بھی قابو مین رکھنے کی کوشش کیا کرین ورنہ ہم مجبور ہونگے کہ آپکی یا کسی اور کی ایسی ناشایستہ تحریرونکو درج نکرین جو ہمارے شرائط کی عین مناسب ہے۔ فی الحال ہم آپکی درشت کلامی کے جواب مین حافظ شیرازی کے ہمزبان کہتے ہین

بدم گفتم و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اچھا اب اپنی بات کا جواب لیجیے۔ ہم پھر پکار کر کہتے ہین کہ ہرگز بائبل شریف مین ازروے قرآن تحریف لفظی ثابت نہین۔ تحریف لفظی چار طور وقوع مین آیا کرتی ہے (۱) کتب مقدسہ مین اپنی طرف سے الفاظ وعبارت کا اضافہ کرنا (۲) کچھ الفاظ یا عبارت کا کم کر دینا (۳) الفاظ بدل دیے جائین یعنی اصل مین لفظ کچھ اور ہون اُنکی جگہہ دوسری لفظ داخل کرنا (۴) کتابون مین یا اُنکے الفاظ مین یا اُنکی ترتیب مین تو کچھ تغیر وتبدل نہو مگر لوگون کو کلام الٰہی پڑھتے وقت ایسے الفاظ زبانی گڈھکر سنائے جائین جو دراصل کلام الٰہی مین درج نہین ہین۔ اب ہم آپسے اور آپکے ہم خیالون سے تحدی کرکے کہتے ہین کہ اگر کسی کو ہمت ہو تو پہلی تین قسم کی تحریف لفظی مین سے کوئی قسم ہی بائبل کی بابتہ قرآن سے ثابت کرو ورنہ خاموش ہو رہو۔ چوتھی قسم کی تحریف جو لفظی تحریف تو ہو سکتی ہے مگر یہ تحریف کتب مقدسہ کی حالتمین کوئی تغیر وتبدل نہین کرتے۔ آپکی پیش کردہ آیتہ اس چوتھی قسم مین داخل ہے۔ اس آیت مین جو لفظ "الکلم" ہے اُسکے معنی بات کی ہین نہ کہ لفظ۔ کیونکہ اُسکے بعد یقولون آیا یعنی "کہتے ہین" پس معلوم ہوا کہ یہان تحریف سے مطلب بانی جمع خرچ ہے اور اگر یہ مقصد ہوتا کہ لفظ بدل ڈالے تو بجاے "یقولون" "یکتبون" یعنی لکھتے ہین آتا اور آیت کی ترتیب یون ہونا واجب تھی یحرفون الکلم عن مواضعہ ویکتبون" الخ اب اگر آپکا کہنا درست ہو کہ اس آیتہ سے ایسی تحریف لفظی ثابت ہے کہ لفظ بدل ڈالی تو ہم فصاحت قرآن پر اسی جگہہ سے اعتراض کرنا شروع کر دینگے کہ یہ بالکل بے جوڑ لفظ یقولون بجاے یکتبون کے استعمال کیا آپ غور کرین کیونکہ آپ ہمپر اعتراض کرنیسے خود اعتراض کا نشانہ بنتے ہین جو کچھ مضحکہ آپنے مقدس تثلیث کے اعتقاد پر اُڑایا اسکا جواب ہم کچھ نہین دیتے مگر اس مضمون پر ہم اسی پرچہ مین کسیوقت آیندہ بحث کرینگے انشاء اللہ تعالی۔ آپ منتظر رہین

رباعی

	مطبوعہ	
الحق کہ بآب وتاب ورونق آیا		انوار شعاع نور مطلق آیا
ہونت نہ ملے کی راہ بطلان کو اب		باطل سے کہوجائے۔ الحق آیا

۲ ۱۱ ط ح ح مشہ رسہ ہکا ر

الحق

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی مین ہون

نمبر ۶ | بابتہ ماہ جون سنہ ۱۹۰۱ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دکھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر محمدی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتہ پر الحق - ایس پی - جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچے مین ظاہر کرنا چاہین تو ہم بڑی آزادی کے ساتھ انکے سوالون کا جواب دینگے۔

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کیے گئے ہون جن سے محض جھگڑا اور توہین مین کرنیکی غرض سے نہون۔

(۵) اسکی پرچے مین اہل اسلام کے اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیا جائیگا۔

(۶) اسمین اکثر ان کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب عیسوی کی ضد پر تحریر ہوئے ہین۔ (۷) جو خط لکھے تحریر کرین نہایت خوشخط لکھا کرین تاکہ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آجائے۔ (۸) جو مسلمان اپنے نام پر خاص طور سے پرچہ منگانا چاہین وہ صرف ۲ محصولڈاک سالانہ کی ذمہ دار بنین۔ ہر ڈاک ٹکٹ مین ۲۰ پرچے تک آسکتے ہین اگر چند محمدی بھائی ملکر ایک ہی پتہ پر ۲۰ پرچے منگائین

مسئلہ عصمت انبیار کی تحقیقات بنا قرآن

الحق نمبر ۲ و ۳ و ۴ مین ہم از روے قرآن اسبات کو صاف طور سے ثابت کر چکے کہ بائبل جو اسوقت عیسائیون کے پاس موجود ہے وہ ویسی ہی کمال صحت کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ زمانہ محمد صاحب مین تھی اب اگر اس مین کچھ کمی و بیشی ہوئی ہوگی تو یہ بالکل قرآن کے منشا کے برخلاف ہوا ہوگا اور اسکے اس کہنے کو کہ وہ اوسکا نگھبان ہے کوئی وقعت نہین ہوسکتی بلکہ اس لحاظ سے تو اسکی کسی بات کو بھی وقعت نہین ہوسکتی ہے پس امید ہے کہ ہمارے محمدی بھائی ضرور اس پر غور کرکے کوئی قابل اطمینان نتیجہ اپنے لیے نکال لینگے۔

بعضے مہربانون نے جو اعتراضات ہماری اوس بحث پر کئے تھے اونکا جواب بھی حتی المقدور کافی طور سے ماہ مئی کے پرچے مین ہم دیچکے اب ہم اس مسئلہ پر بحث کرینگے کہ آیا قرآن کی بنا پر جو دعویٰ اکثر ہمارے محمدی بھائی کیا کرتے ہین کہ کل انبیا معصوم ہین وہ کہانتک قرآن کے منشا کے مطابق ہے۔

ہمارے مخاطب خاصکر انکو تو بڑے زور سے معصوم بتلاتے ہین جنکو نبی اولوالعزم کہتے ہین یا

مثلاً - آدم - نوح - ابراہیم - موسیٰ - عیسیٰ - محمد - اور انکی بابت نہ یہی کہتے ہین کہ یہ
انبیا اپنی اپنی اُمت کی بروز قیامت شفاعت کرینگے -
مگر وہ لوگ جنکو قرآن مین اہل کتاب کہا ہے وہ اپنی رب کی کتاب کے فرمان کے موافق
اِس بات کے قایل ہین کیونکہ جس پاکیزگی مین خداوند عالم نے آدم کو بنایا تھا اُسکو آدم نے
کھو کر ناپاکی کا جامہ پہنا جسکی وجہ سے وہ خدا کی حضوری کے لائق نرہا - بس اب جسقدر
اسکی نسل ہوگی وہ تمام ناپاکی کا اثر اپنے مین رکھینگے - اب انبیا بھی اوس کی نسل سے
ہین پھر بلا وہ کیونکر پاک و معصوم ہو سکتے ہین ہان اگر خدا خاص طور سے اونکے پاک
ہونیکا کوئی انتظام کرتا تو ضرور ممکن تھا مگر ہم خدا کے کلام مین کسی جگہ بھی نہین پڑھتے
کہ اُنکی پاکیزگی کے لئے کوئی خاص انتظام کیا گیا ہو -
خدا نے اپنے کلام مین گناہ کی تعریف اپنی مقدس رسولون کی معرفت یہ کردی ہے
"ہر ناراستی گناہ ہے" ایوحنا ۵ "گناہ عدول شرع ہے" ایوحنا ۳ اگرچہ
ہمارے مہربان مخاطب محمدی بھائی ہماری اس تعریف کو تسلیم کرتے ہین مگر اوسکے مفہوم مین
غلطی کرتے ہین اور یون ایک ایسے وہم مین پڑ جاتے ہین کہ وہ تو ہم اونکا بجائے خود
گناہ ہو جاتا ہے -
گذشتہ نمبر مین ہم کتب مقدسہ کے سچے اور برحق ہونے پر دلایل لاکر اپنے محمدی مہربانون کو
بتا چکے کہ اونکا ماننا اونپر فرض ہے مگر وہ ہرگز اسپر توجہ نہین کرینگے اب دیکھو یہ بھی
شرع کا عدول کرنا ہے اگر وہ گناہ کی تعریف کے مفہوم کو درست طور سے سمجھتے تو
ہرگز ایسا کہنے کو روا نہ رکھتے -
جن چند اولوالعزم انبیا کے نام ہمنے اوپر درج کئے انکی نسبت اگر ہم قرآن کی رو سے
تفتیش کرین تو ہمکو معلوم ہو جائیگا کہ سوا ربنا المسیح کے اور کوئی بھی معصوم نہین ہوا
اب سوال پیدا ہوگا کہ ربنا المسیح کیونکر معصوم ہوگئے اسکا جواب مختصر طور سے ہم تو یہی
دینگے کہ خدا نے اونکی پاکیزگی کا خاص طور سے انتظام کیا - جسکا ذکر خود قرآن مین درج ہے
دیگر انبیا کے لئے بھی بہت سے تعریفی الفاظ اور بیانات قرآن مین درج ہین مگر جو مرتبہ
اور عظمت ربنا المسیح کو دیگئی ہے وہ خود قرآن پانے والیکو بھی نصیب نہین ہوے -
جب ربنا المسیح کی پاکیزگی کا انتظام اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ مقدسہ مریم کو

فرشتہ پیغام رب ان الفاظ مین پہونچاتا ہے "اے مریم اللہ تجھکو خوشی کی خبر
سناتا ہے یعنے اپنے ایک کلمہ کی - اوسکا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم جو مرتبہ
والا ہے دنیا اور آخرت مین اور اپنے نزدیک والون مین سورہ آلعمران
رکوع ۵ اسکے بعد ذرا سورۂ نسار کے ۲۳ رکوع کو بھی ملاحظہ فرمائیے وہان سیدنا المسیح
کلمۃ اللہ - روح اللہ اور من المقربین کی شان مبارک مین کیا کہا ہے -
عیسیٰ ابن مریم رسول ہے اللہ کا اور اوسکا کلام ہے جو ڈال دیا مریم کی طرف
اور وہ روح ہے اوسکی - بیان کی لفظ کلمہ ٹھیک مقدس یوحنا کے الکلمہ کے مرادف
ہے جسکو مقدس یوحنا یون بیان کرتے ہین ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ
تھا اور کلام خدا تھا یوحنا نے بعد اوسکے اسی کلام کو جو ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا مجسم
ہونا یون بتلاتے ہین - کلام مجسم ہوا - " یوحنا نے اسی کلام کو خالق ہونا
تلاتے ہین وہ سب چیزین اوس سے پیدا ہوئین اور کوئی چیز تھی جو پیدا ہوئی
ہو بے اوسکے یوحنا نے اسی کلام کو اپنے اندر زندگی رکھنے والا بیان کرتے ہین اوس
کلام مین زندگی تھی - اور یہ زندگی انسان کا نور ہے یوحنا نے اس کلام کو جسکو
بیان کا نور کہا تاریکی مین چمکنے والا بتلاتے ہین - نور تاریکی مین چمکتا تھا مگر تاریکی نے
اوسے دریافت نکیا ، اب اس کل بیان کو ملاحظہ سورہ نسا رکوع ۲۳ سے کر کے
قرآن اونکو روح منہ کہا ہے جسکے صحیح معنی اوسکی روح ضمیر اوس اللہ کی طرف شیئ
دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی مین سے کوئی شے جسکو کلام
سے تعبیر کیا متکلم مقدسہ مریم مین ڈالدیا - مگر متکلم مقدسہ مریم مین آنے سے قبل وہ چیز موجود
تھی اور جو کچھ ڈالا گیا اوسکو کلام کہا اس کلام کی بیش ہستی بیان سے صاف ثابت ہے
اور چونکہ کلام اور روح اللہ مین سے ہے اسلئے ضرور ہے کہ وہ پاک اور عیب سے منزہ و مبرا ہو
قرآن نے بھی شہادت دی کہ وہ معصوم ہے کیونکہ دیگر کل انبیا کے اقرار دربارہ خطا
ونسیان اور اونکے لئے استغفار قرآن ہی مین موجود ہین مگر صرف ایک سیدنا المسیح ہی
ایسے ہین جنکی بابت قرآن ایک لفظ بھی ایسا نہین کہ سکتا جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ بھی
اپنی خطا ونسیان کے لئے کبھی پشیمان ہوے - دیگر انبیا کے لئے تو یہان تک درج ہے
کہ وہ روز قیامت کو بھی اپنی اپنی خطاؤن کا اقرار کرینگے اور انکے لئے پشیمان ہونگے -

اب ہم مسئلہ عصمت انبیا پر ایک مولوی صاحب کو جو کبھی ہمارے مخاطب تھے پیش کرکے
بطور نمونہ کہ قرآن کا بیان اس تعلیم پر سناتے ہین و ہو ہذا۔
الحق۔ جناب مولوی صاحب آپسے ایک سوال ہے۔ آپ یہ فرمائین کہ کیا قرآن مین
کوئی آیت کسی سورہ مین ایسی پائی جاتی ہے جس مین یہ بیان ہو کہ محمد صاحب بیگناہ تھے
یا کوئی ایسا دعوی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ معصوم مطلق تھے اگر ایسا کوئی ثبوت
آپکے پاس ازروے قرآن ہو تو براہ نوازش پیش کیجئے۔ اوس سورۂ اور آیتہ کا حوالہ دیجیے
مولوی صاحب۔ جہانتک میرا علم قرآن شریف کی بابت ہے مین کہہ سکتا ہون کہ قرآن شریف
مین ایک آیت ہی ایسی نہین ہے جس مین آنحضرت صلعم کے گناہ کا اقرار ہو یا اونکی
بیگناہی کا انکار کیا ہو۔
الحق۔ جناب مولانا آپ اپنے حافظہ پر بہت اعتبار نکرین بلکہ کچھ مہلت لین اور کم سے کم
دو چار دن مین سوچ کر جواب ارشاد فرمائین کیونکہ ہمارا گمان تو ایسا ہے کہ آپ ہمسے
ہر صورت مین قرآن کے زیادہ جاننے والے ہین مگر آپکے اسوقت کے الفاظ ہمارے گمان کی
پورے طور سے تردید کرتے ہین۔ آپ ذرا سوچ کر اور خوب غور کرکے بلکہ اگر مناسب سمجھین
تو قرآن پر بالاستیعاب ایک گہری نگاہ ڈالکر اپنے جواب کو زیادہ اطمینان کے
ساتھ بیان کرین۔
مولوی صاحب۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلعم کی بیگناہی قرآن شریف مین
صفائی سے تو کسی ایک آیت مین بھی بیان نہین ہوی۔ مگر پھر بھی مختلف مقامات
مین ضمناً انکا ذکر ہوا ہے۔ مثلاً سورہ یاسین رکوع (۱) مین یون لکھا ہے "اے محمد تو
رسولون مین سے ہے سیدھی راہ پر" تفسیر دن مین جب اسپر بیان ہوا ہے تو
"سیدھی راہ" کے معنی یہ کئے ہین ایسی راہ جو خدا لک پہونچاتی ہے اور دوسری
سب راہون سے جو خدا تک نہین پہونچاتی الگ کرتی ہے۔ پس جب کسی کی بابت یہ کہا گیا کہ وہ
سیدھی راہ پر ہے تو اوسکی بابت یہی گمان کرنا واجب ہے کہ وہ بیگناہ ہے ۔
خطا و نسیان سے مبرا ہے ماسوا اسکے ہمارے نبی صلعم کی بیگناہی کا اشارہ
قرآن کے بہت سے مقامات مین پایا جاتا ہے۔
الحق۔ جناب بہت سے ہمارا رسولونکی بابتہ بھی قرآن مین یہی عبارت آئی ہے کہ "وہ سیدھی راہ پر ہین کیا

آپکی دلیل سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ سب ہی بیگناہ اور معصوم مطلق ہین؟ پھر ذرا غور تو فرمائیے کہ کیا آپ خود اپنے آپکو سیدھی راہ پر تصور نہین کرتے تو کیا آپ بیگناہ اور معصوم مطلق ہوئے کیونکہ آپ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوئے اب اگر آپ ایسا بادہوائی دعوی کربھی دین تو سنتا کون ہے اور کب کوئی اسکو مانیگا؟ - آپ تو روز قول سے فعل سے خیال سے ہزارون ہی گناہ کرتے ہین اور اگر نکرتے ہوتے تو یہ شرعی پاجامہ پہننے کی کیا ضرورت نماز پڑہنے کی کیا حاجت تمام ماہ صیام مین روزہ رکھکر دن بھر پریشان ہونیسے کیا حاصل - یہ کوئی فرانس کا فیشن تو ہے نہین کہ تفریحاً آپ ایسا کئے جاتے ہون - اور ذرا یہ بھی تو خیال فرمائیے کہ آپکے نبی سے قبل کسقدر انبیا گذرے جنکی بابت بھی یہی لکھا ہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہین مگر انکے گناہونکا بھی ذکر ہے پھر کیا آپکی دلیل سے وہ سب بھی معصوم مطلق ہوجاینگے -

مولوی صاحب - یہ بحث ذرا اہم معلوم ہوتی ہے مین اسپر غور کرونگا انشاءاللہ جلد آپکو جواب باصواب دونگا تاکہ آیندہ آپکو اسپر کچھ حجت پیش کرنیکا موقع نہ ملے - ہمارا اعتقاد تو یہی ہے کہ اولوالعزم انبیاء جو اپنی امت کی شفاعت کرائینگے وہ سب معصوم مطلق ہین اور اسی سے انکی شفاعت قبول ہوگی -

الحق - مولوی صاحب بات تو حق ہے کہ ضرور واجب ہے کہ شافی خود پاک ہو ورنہ اُسکی شفاعت ہرگز کام نہ آئیگی - آپ ضرور غور فرمائین اور مجکو مطلع کرین کہ آیا آپ اپنے دلکی تسکین کیونکر کر بیٹھے کہ آپکی شفاعت آپکے نبی سے ہوگی - مین قرآن ہی کی بنا پر آپکو دکھلادینے کا وعدہ کرتا ہون کہ سوا ابن مریم کے اور کوئی نبی معصوم نہین ہوا -

اسکے بعد مولوی صاحب اب کچھ وقفہ لیکر کچھ دنون تک کے لئے رخصت ہوئے قرآن مین بہت کچھ چھان بنان کی مگر محنت ہی اکارت گئی کچھ دنون بعد مولوی صاحب اچانک نازل ہوئے اور ذیل کی گفتگو ہوئی -

مولوی صاحب - چند آیتین قرآن شریف کے حوالہ سے آپکے غور کرنیکو لکھ لایا ہون جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلعم اور دیگر کل انبیاء علیہ السلام سبکے سب معصوم اور بے خطا تھے

الحق - مولوی صاحب گستاخی معاف کہین جلدی مین تیر خطا تو نہین کر گیا - میرے خیال مین آپنے کسی آیت یا چند آیتون کے غلط مفہوم سے ضرور دھوکھا کھایا ہے بہرحال آپ بسر و چشم آیات تو ارشاد فرمائین - مین دیکھون تو آپ نے کیا کمال اس مین کیا - کونسی شاعرانہ جدت و آمد کی تاویل سے کام لیا ہے -

مولوی صاحب - سورۂ انعام آیت ۸۳ سے ۸۸ تک یہ ہماری دلیل ہے جو ہمنے

اور سے اونکی قوم پر دی تھی - ہم جسکے چاہین درجے بلند کرین - اور ہمنے ابراہیم کو
واسحاق و یعقوب بخش دیا - سب کو ہمنے ہدایت کی اور پہلے نوح کو ہدایت
کی تھی ہم یون نیکو نکو بدلہ دیتے ہین - اور زکریا - و یحیٰی اور عیسےٰ والیاس سب
نیکو ان مین تھے اور اسمٰعیل والیسع اور یونس ولوطا اور سب کو ہم سنے
اہل جہان پر فضیلت دی ہی اور اونکے آبا و اولاد اور بھائیون مین سے
بعض کو - ہمنے انہین برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی "

دوسرا مقام سورہ ص آیت ۴۷ - اور وہ ہمارے پاس برگزیدہ نیکون مین ہین -
تیسرا مقام سورہ انبیا - اور ہمنے اونہین اپنی رحمت مین داخل کیا کیونکہ وہ نیک بختون
مین تھے -

اب دیکھیے انبیا کے نام فرداً فرداً بھی ہین اور صیغہ جمع مین بھی بیان ہوا بھلا خدا اونکو اپنی
رحمت مین کیونکر داخل کرتا اگر وہ نیک بختون مین نہوتے اور جب نیک بخت ہوے تو ضرور خدا کی
رحمت کے لایق ہوے اور وہ خدا کی رحمت کے مستحق ٹھہرے تو لامحالہ پاک و معصوم تھے -
یہ تو آپ بھی نہین مانتے کہ خدا کے نزدیک کوئی ناپاک چیز قابل رحم ہے -

الحق - پادری صاحب آپکی ایسی آیتون کے پیش کرنے پر مجکو بڑی حیرت سے معلوم ہوتی ہی
کہ ان آیتون کے کن الفاظ سے آپ نے وہ مطلب سمجھا جسکے ثابت کرنیکی کوشش آپ
کر رہے ہین حق تو یون ہے کہ آپنے بڑا سا پہاڑ کھودا تھا مگر خوبئے قسمت سے ایک چوہا
بھی ہاتھ نہ لگا - اسلام کی حمایت اور عیسائیت کی سنگی شان با توں نے آپکو مجبور کیا ہی کہ ایسی
رکیک تاویلیں کرین اور بے جوڑ آیتون سے معنی ایزد لکی خیالی تسکین کی خاطر گھڑ لین -
ہم کو آپکی حالت پر ترس آتا ہی کہ آپکی آنکھون پر تعصب کا پردہ تو کہہ نہین سکتے مگر اسقدر
ضرور کہینگے کہ پادریانہ ہٹ دہرمی کی چلمن پڑ گئی ہی - اور اپنے دل و سمجھ کو بھی آپ نے موٹا کر لیا ہے
[illegible] ہونے بات سمجھ کر اوسکے قابل نہو جائین لو فرضاً اگر آپ اپنی ان آیات سے
کوئی [illegible] کہ عصمت انبیا ثابت ہی کر دین تو قرآن کے دوسری مقامات
جو بہت ہی صریح و صاف ہین جہان نہ [illegible] ہی کی گنجایش نہ تفسیر کی حاجت یون پکار
پکار کر کہہ رہے ہین کہ سب نبی گنہگار تھے بلکہ [illegible] تو تیت مثالی ہین اونکا جواب آپ کیا
دینگے ہم آپکو ایسے مقامات کا پتہ بھی دینگے جہان انھون نے کھلے بندون اپنے گناہ کا اقرار

کیا ہے - اب ذرا وہ مقامات بھی اختصار کے ساتھ سُن لین - مثلاً سورہ اعراف آیت ۲۱ و ۲۲
شیطان نے انکو (آدم و حوّا کو) فریب سے پستی مین ڈالا آدم و حوا بولے کہ اے
ہمارے رب ہم نے اپنی جانون پر ظلم کر ڈالا اگر تو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو
ہم زیانکارون مین ہونگے ،، مولوی صاحب - یہ حق اللہ ہین ذرا انکی بابت بھی ناستے وہ
خود کہہ رہے ہین - اب آپ ذرا خلیل اللہ کے سخن کو گوش و ہوش سے ملاحظہ فرماین
کہ وہ خود کیا کہہ رہے ہین سورۂ ابراہیم آیت ۴۲ اے رب مجھکو اور میری اولاد مین سے
بہتون کو نمازی رکھ اے ہمارے رب میری دعا قبول کر - اے ہمارے رب مجھے
اور میری والدین کو اور سب مومنین کو جس دن حساب قایم ہو تو بخشدینا ،،
جناب مولانا آپ نے غور فرمایا کہ خلیل اللہ کیا کہہ گئے - نہ معلوم آپ نے کس دلیری و برتے پر ان
آیتون کو پیش کر دیا جنکے مفہوم شاید آپ خود بھی نہین سمجھے یا شاید سمجھوا نا ہی خیال کر کے
یہ چال چلی ہو - اب آپ الگ الگ انبیا کے نام سُن لین اور انکے ساتھ وضاحت بھی -
اوّل موسیٰ اور ہارون کی بابت سورۂ قصص آیت ۱۴ سے ۱۵ تک ذکر ہے کہ موسیٰ نے ایک شخص کو
قتل کیا جسکے لئے حضرت پشیمان ہو کے معافی مانگی - سورۂ اعراف آیت ۱۴۹ و ۱۵۰ تک - موسیٰ کا
اپنے بھائی ہارون کی داڑھی پکڑ کے سر کے بالون کو کھینچا غصہ کرکے اللہ تعالے کی دی ہوئی تختیان
توڑ ڈالین پھر پشیمان ہوے - اپنے لئے اور اپنے بھائی کے لئے معافی مانگی -
دویم - داود - سورہ ص آیت ۲۳ و ۲۴ تک - اُریا کی جورو کی بابت اُنپر الزام ہے اسیکے
لیے وہان لکھا ہے کہ جھک کر گرے اور توبہ کی -
سویم - یونس کی بابت سورہ صافات آیت ۱۳۹ سے ۱۴۴ تک اور سورۂ انبیا آیت ۸۷
مین یونس کی نافرمانی کا ذکر بلکہ خدا سے بغاوت کا ذکر ہے اور انکا یہ کہنا کہ کوئی اللہ نہین مگر تو
پاک ہے مین ظالمون مین ہون ،، اب مولانا آپ فرماین کہ کیونکر ہم آپکی پیش کردہ آیات مان لین
کہ ان مین عصمت انبیا کا ذکر ہے - جو آیات ہم پیش کرتے ہین وہ صاف اور صریح ہین آپکی آیتون
کی اگر تاویل بھی کیجائے تو بھی وہ بات ثابت نہین ہو سکتی جو آپ باور کرایا چاہتے ہین —
فی الحال ہم اور آیات پیش نکرینگے اسیقدر آپکے لیے کافی ہے
مولوی صاحب - مگر آپ تو مغالطہ دیتے ہین ان آیتون سے یہ کب ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلعم
بھی معصوم نہ تھے -

الحق - بندہ پرور آپ خود ہی مغالطہ دیتے ہین گو اوسکو ہماری ذات سے منسوب کرتے ہین آپنے بھی کوئی آیت اپنے نبی کی بابت خاص طور سے پیش نہین کی - کل انبیا کے زمرے مین اپنے نبی کی بھی ہمیت کرایا چاہتے تھی پس اگر ہم عام طور سے کل انبیا کو غیر معصوم ٹھہرا چکے تو آپکے نبی بھی اوس مین آگئے

مولوی صاحب - اچھا صاحب اب تو مین اس مسئلہ پر خاص طور سے غور کرونگا اب دو ماہ کی تعطیل بھی ہونے والی ہے موقع خوب ملیگا انشا اللہ قرآن شریف معہ احادیث مطالعہ کرکے آپکے قرض کو ادا کر دونگا -

الحق - مولانا آپ دو ماہ نہین آپ دو برس کی مہلت لین - بلکہ دس برس کی اگر آپ خود اپنی زندگی اسبات کو طے نکر سکین تو وصیت کر جاوین کہ آپکے لائق فرزند اسکا جواب عیسائیون کو دین - اور یہ آپنے کیا فرمایا کہ دو ماہ مین احادیث کو بھی مطالعہ کرون حضرت گستاخی معاف وہ تو کئی جلد مین دو ماہ مین تو آپ سرسری طور سے ورق گردانی بھی نہین کر سکینگے - بہرحال ہم دو ماہ صبر کرینگے مگر ایک امر حق کا یقین آپ کو پہلے سے دلاتے ہین کہ نہ آپکو قرآن مین کچھ ملیگا اور نہ حدیثون مین جس سے آپ اپنی دعوی کو ثابت کر سکین - ناظرین جو کچھ مولوی صاحب نے دو ماہ بعد سکو سنایا تھا وہ ہم آپ کو ایک ماہ بعد سنا دینگے انشا اللہ

اطلاع ضروری

اس پرچہ کو پادری صاحبان جنکا کام اردو بولنے والے مسلمانون کے درمیان جاری ہے خاص طور سے تقسیم کریں انکے کام مین ایک عمدہ مددگار کا کام دیگا شرح قیمت حسب ذیل ہے - سو پرچے ماہوار معہ محصول ڈاک ۱۲ روپیہ سالانہ پچاس پرچے ماہوار سے روپیہ سالانہ ۲۵ پرچے ماہوار سے روپیہ سالانہ ۱۲ پرچے ماہوار دیندار اور خدا ترس عیسائی جو اپنے مذہب کی غیرت رکھتے ہین اور اپنے سچے مذہب کی اشاعت کرنا سعادت دارین جانتے وہ بھی حسب شرح مذکورہ صدر کیچھ تعداد پرچون کی ماہوار خرید کر اپنے محمدی احباب کو بطور تحفہ نذر کر سکتے ہین -

نمونہ کے پرچے اہل اسلام کو صرف آدہ آنہ کے ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ ہو سکتے ہین - عیسائیون کو علاوہ محصول ڈاک کے نمونہ کی قیمت ادا کرنا ہوگی - درخواست پرچہ اور ادائگی قیمت وغیرہ کے لیے خط و کتابت و جملہ دیگر تحریرات واسطے اندراج پرچہ بنام ایڈیٹر الحق ایس پی جی مشن کانپور ہونا چاہیے

کرائیسٹ چرچ مشن پریس کانپور

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
مین ہون

الحق

نمبر | بابتہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط وشرائط

۱) مضمون رشتہ خانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرینگے کسیکے دل دکھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔ ۲) اگر کوئی صاحب اپنے تئین اسکو کسی طرح کرنا چاہین وہ اس پتہ سے الحق ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔ ۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین ظاہر کرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالونکا جواب دینگے۔ ۴) سوالات ایسے ہون جو [illegible] سے کرین پیدا ہون عقل جھگڑا اور [illegible] ۵) [illegible]

الحق کے ضوابط وشرائط

اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیا جائے گا۔ ۶) اسمین اکثر اُن کتابونپر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوے ہین ۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین تو حتی المقدور مختصر تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آجاے۔ ۸) جو مسلمان اپنے نام پر خاص طور سے پرچہ منگانا چاہین وہ صرف ۲ر محصول ڈاک سالانہ کے ذمہ دار ہین ۹) ٹکٹ ۲ر کے یا ۱۰ پر چہ ٹکٹ روانہ ہو سکتے ہین اگر چند مسیحی بھائی ملکر ایک ہی پتہ پر ۲۰ پرچے طلب کرین تو صرف ۲ر سالانہ دینا ہوگا

مسئلہ عصمت انبیا کی تحقیقات ازروے قرآن

(سلسلہ کیلیے دیکھو الحق نمبر ۶ بابتہ ماہ جون سنہ ۱۹۱۱ع)

مولویصاحب نے دو ماہ کا وعدہ تو کیا مگر اس سے کچھ آنجناب کو کچھ فائدہ حاصل نہوا بہت کچھ ورق گردانی کی قرآن خوانی کی۔ حدیثون کو الٹا پلٹا۔ اپنی عقل سے زیادہ مولویون سے رجوع کیا مگر نتیجہ اوس سے بھی ابتر جو پہلے ہوا تھا۔ اب دو ماہ بعد بھی مولوی صاحب کچھ نہین بولتے اکثر ملاقات کا اتفاق ہوتا ہے مگر بھول کے بھی زبان پر اس بات کو نہین لاتے۔ آخر کار خود ہمنے شرم چھوڑ کر مولویصاحب سے تقاضا کیا اُنکو اُنکا وعدہ یاد دلایا جسکا جواب مولویصاحب بہت مختصر طور سے یون دیتے ہین۔

مولویصاحب۔ مین اس مسئلہ پر غور کرتا رہا اور کچھ اپنے یہان کی دینیات کی کتابون کا بھی غور و فکر سے مطالعہ کرتا رہا اور اب صحت کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ ہمارے مذہبی اصولون سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کوئی نبی جب نبوت کے عہدہ پر بلایا جاتا ہے اور جب خداوند تعالی اُسکو اس ممتاز عہدہ پر مقرر کرتا ہے کہ وہ بنی آدم کی ہدایت اور تلقین کرے تو پھر وہ

اُسکے بعد کسی گناہ کا مرتکب ہی نہین ہوسکتا۔ مگر ہان سہو وخطا ہونا ممکن ہے جسپر اللہ تعالی کی طرفسے ہدایت فوراً ہوجاتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی اپنے عہدہ نبوت پر مقرر ہونیکے قبل کسی گناہ یا خطا کا مرتکب ہوا ہو مگر اُس سے اُسکی نبوت مین فرق نہین آتا اور نہ معصومیت مین کچھ بٹہ لگتا ہے۔ یہ بات جو آپ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین بعض آیات ایسی ہین جیسے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بعض انبیا خطا وغیرہ کے مرتکب ہوئے اور اُنھون نے توبہ اور استغفار کیا۔ اسمین آپکا کہنا کسی قدر صحیح ہے مگر یہ اُنسے اُسوقت سرزد ہوا جب وہ ہدایت کرنیکے لیے مقرر نہین ہوئی تھی پس اسطرح گناہ مین مبتلا ہونا ہمارے مذہبی اصولون کے ہرگز خلاف نہین ہے۔ اب آدم نوح موسیٰ۔ ابراہیم نے اگر کوئی گناہ یا خطا کی ہو اور اُسکا ذکر قرآن شریف مین ہوا ہو تو وہ ایسے ہی وقت کا ہوگا جبکہ وہ عہدہ نبوت پر مقرر نہین ہوئے تھے اور ایسا گناہ ہرگز قادح معصومیت نہین ہوسکتا

الحق۔ ناظرین مولانا ممدوح نے تو اچھی دلگی کی دو ماہ کی رخصت بھی مُفت مین اڑائی اور آج تقاضا کرنے پر یہ کچھ سنایا۔ آحضرت یہ تو آپ اُسی وقت ہمکو سُنا سکتے تھے اسکے لیے دو ماہ کی رخصت کی کیا حاجت تھی۔ آپنے کچھ پڑھا بھی یا یون ہی ہمکو بہلانا چاہتے ہین۔

مولویصاحب جی مین سچ عرض کرتا ہون کہ مین بڑی فکر سے کتابونکا مطالع کرتا رہا بہرحال اب آپ اسکی تردید تو کرین مین دیکھون تو اب کونسی بچر ڈھیلی رہ گئی ہے جسکی وجہ سے اب بھی حضور کو مسئلہ عصمت انبیا کے قبول کرنے مین شک باقی رہ گیا ہے۔

الحق۔ آپکی بڑی فکر سے کتابونکا مطالع کرنا تو مین ضرور ان جگہ باقی رہا ہے کا ڈھیلا رہنا سو حضرت عرض یہ ہے کہ اگلی چولین بھی ڈھیلی پڑگئین گستاخی معاف آپ بھی کچھ گرگٹ کا سا رنگ بدلتے ہین اول اول تو آپکو یہ سوجھا کہ نبیون کا سیدھی راہ پر ہونیکو بگنا ہی کی دلیل گردانا جب اسکا جواب آپکو دیا گیا تو یہ نئی برہان دو ماہ مین گڑھ لی کہ قبل عہدہ نبوت گناہ ہوا ہو تو قادح عصمت نہین اگر بابعد کوئی ہوا ہو تو سہو سے تعبیر کردیا جبکہ آپ ایسا دعوی کرتے ہین تو اُسوقت بہت سی آیتین بلکہ یون کہیے کہ سیپارے کے سیپارے قرآن کے غت ربود کرتے ہین۔ یہ آپ گناہ گن چلیے خاصکر اُن ہی نبیون کے جنکے نام آپنے لیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ سب گناہ کبیرہ ہین نہ کہ سہو یا محض خطا۔ اور ہم یہ بھی ثابت کیے دیتے ہین کہ یہ سب گناہ کبیرہ ان نبیون نے اُسوقت کیے جبکہ نبوت کے عہدہ پر مقرر ہوچکے تھے۔ تاکہ آپ نہ خود بھٹکین اور نہ دوسرونکو بھکائین۔

(۱) آدم صفی اللہ۔ سورۂ اعراف آیت ۱۹۰ و ۱۹۱ "پھر جب اُسنے اُنھین نیک فرزند بخشا

تو دونون نے اس دیے ہوے مین اللہ کے لیے شریک ٹھہرایا - کیا اُنکو شریک ٹھہراتے ہو جو پیدا نہین کر سکتے اور آپ مخلوق ہین اور وہ نہ اُنکی مدد کر سکتے اور نہ یہ اپنی مدد کر سکتے" اب جناب مولانا ذرا غور فرمائیے کہ یہان پر خود قرآن مین آدم کی بُت پرستی کا ذکر ہے - بھلا بتائیے تو کہ بُت پرستی سے بڑھکر اور کونسا گناہ خدا تعالیٰ کی نگاہ مین زیادہ بڑا ہو سکتا ہے بجائے خدا کے کسی دوسرے کو خدا ماننا اُسکو خدا کا شریک ٹھہرانا ہرگز صغیرہ گناہ - یا ذنب خطا جسکو آپ لوگ کبھی کبھی شرک اولیٰ کہتے ہین یہ تو نہین ہو سکتا پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ یہ گناہ آدم نے اُسوقت کیا جب وہ جنت سے نکالا گیا تھا اور اُسوقت کیا جب وہ زمین پر خلیفہ اور نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اب آپ کا دعوےٰ کوئی کیونکر مانے -

(۲) موسیٰ کلیم اللہ - سورہ قصص آیت ۱۳" جب وہ جوان اور مضبوط ہوا ہمنے اُسے حکم اور علم دیا" آیت ۱۵" اے رب مینے اپنی جان پر ستم کر ڈالا" اس آیت سے مراد ہے کہ مینے مصری کا خون کر ڈالا یہ خون موسیٰ نے نبی ہونیکے بعد کیا یہان بھی آپ اپنی باد ہوائی دعوی کو دیکھین کہ وہ کسقدر حق و راست ہے - پھر سورہ اعراف آیت ۱۴۹" موسیٰ نے غصہ میں اپنے بھائی ہارون کو سر کے بالون سے پکڑا اور اُسکو گھسیٹا - بھلا کیون موسیٰ نے ہارون کو ایسے پکڑ کر گھسیٹا اسلیے کہ اُسنے اُسکی غیر حاضری مین بنی اسرائیل مین بُت پرستی کا سامان پھیلایا اور یہ کب کیا جب وہ نبی ہو چکا تھا بلکہ اُسوقت جب وہ حضرت موسیٰ کا جانشین ہو کر نبوت کا کام کر رہا تھا - کیونکہ اسی سورہ کی آیت ۱۴۲ مین یون وارد ہوا ہے کہ موسیٰ کوہ طور پر جاتے وقت اپنے بھائی ہارون کو یہ ہدایت کر گیا تھا کہ" تو قوم مین میرا خلیفہ رہیو اور درستی رکھیو اور مفسدون کی راہ پر نہ چلیو" - جناب مولوی صاحب اب آپ کیونکر اپنی دلیل کی تاویل قرآن کے فرمان کے مخالف کرنیکی جرأت کر سکتے ہین؟

(۴) داؤد جنکو زبور ملا - سورہ ص آیت ۲۳ مین آپ کو خوب معلوم ہے کہ اُوریا کی جورو کے چھینکا خوگر ہو اُوریا کا قتل کرانا ثابت ہے - اسکا ذکر مین پہلے ہی کر چکا ہون - بھلا غور تو فرمائیے کہ کیا زنا کرنا کوئی معمولی گناہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو پھر باقی اور گناہ کونسے رکھیے گا یہ گناہ داؤد نے نبی ہو نیکے بعد کیا بلکہ اُسوقت کہ اُسکو زبور کا ایک بہت بڑا حصہ مل چکا تھا -

(۵) ابراہیم خلیل اللہ - سورہ ابراہیم آیت ۴۲ - حالانکہ مین قبل دو ماہ اِن سب باتون کو جناب کے گوش گذار کر چکا ہون مگر پھر یاد دلاتا ہون - یہان یون ذکر ہے " اے رب مجھ اور میرے والدین کو اور مومنین کو جس دن حساب قائم ہو تو بخشدینا" شاید آپکو اسجگہ یہ اعتراض سوجھے کہ اس آیت مین تو حضرت ابراہیم کے کسی خاص گناہ کا ذکر نہین ہے - وہ تو صرف اپنی رب سے ایک عام دعا مانگتے ہین اور یہ ہر

بلا ایماندار کا فرض ہے کہ اپنے رب سے مغفرت مانگے۔ مگر مین آپکو پہلے ہی سے یاد دلاتا ہون کہ قرآن کی اسی آیت کے حوالہ سے مشکوۃ مین درج ہے کہ ابراہیم نے سہ گناہ جھوٹ بولنے کے کئے اور انہین کو وہ روز قیامت یاد کرینگے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ ابراہیم نے یہ گناہ اسوقت کئے جبکہ ایک مدت انکو نبی مقرر ہوئے ہو چکی تھی۔

(۲) یونس۔ سورہ صافات آیت ۱۳۹ سے ۱۴۲ تک "یونس بیشک رسولون مین ہے۔ جب اُس بھری کشتی کیطرف بھاگا۔ پھر قرعہ ڈلوایا پھر ڈھکیلا ہوؤن مین ہوگیا۔ پھر اُسے مچھلی نے لقمہ کر لیا اور ملامتی ہوا" دیکھیے اللہ خود فرماتے ہین کہ وہ ملامتی ہوا اُسکے بعد سورہ انبیا آیت ۸۷ مین یون لکھا ہے "اور مچھلی والا یونس جب غصہ کرکے چلا گیا سمجھا کہ ہم اُسے پکڑ نہ سکینگے پھر تاریکیون مین پکارا کہ کوئی اللہ نہین مگر تو پاک ہے مین ظالمین مین ہون" سو حضرت یونس خود اپنے کو ظالمین مین بتلا رہے ہین آپ ناحق کو اُنکی حمایت کر رہے ہین۔ حق یہ ہے کہ مدعی سست گواہ چست کو آپ خوب بنا بنا جانتے ہین۔

مولوی صاحب۔ مگر آپ کچھ مغالطہ سا دیتے ہین یہ سب اولوالعزم انبیا کے نام جو آپنے لئے ہین اس سے آپکی مطلب برآری نہین ہوتی آپکو تو یہ چاہیے تھا کہ کسی آیت خاص سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی عدم عصمت ثابت کرتے۔ ان دلیلون سے جو جناب نے بیان فرمائی ہین یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر صاحب بھی عاصی یا خاطی تھے۔

الحق۔ جناب مولانا ہم اس بات کا جواب آپکو دو ماہ قبل دے چکے آپ بھول گئے اسوقت پھر یاد دلاتے ہین ہم اپنی طرف سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کرنا مناسب نہین سمجھتے کیونکہ ایسی باتون سے دلون مین رنج پیدا ہوتا ہے۔ ماسوا اسکے آپ اپنی دلیلون سے جو صرف عام طور پر کل انبیا کی بابت آپنے پیش کین اُنھین کی بنا پر اپنے نبی کی عصمت کیلئے بھی مدعی ہوئے تھے پس اگر ہمنے آپکی دلائل کو دیگر انبیا کے بارے مین توڑ ڈالا تو پھر کسی کی عصمت ثابت نہوئی۔ آنجناب نے بھی کوئی خاص آیت اپنے نبی کی بابت خاص طور سے پیش نہین کی تھی لہذا ہمنے بھی مناسب نہ جانا کہ ہم اپنی طرف سے اس معاملہ مین پیشدستی کرین۔

مولوی صاحب۔ تو کیا آپ بحث کا خاتمہ کیا چاہتے ہین مینے تو آپکو تسکین بخش جواب دیا مگر آپ اپنی ضد و تعصب سے کچھ قبول نہین کرتے۔ اور کیون کرینگے اپنی اپنی بات کی ہر شخص پچ کیا ہی کرتا ہے۔

الحق۔ جناب مولانا یہ کہنا اور ایسا خیال کرنا آپکی شان کے خلاف ہے۔ اول تو خود جناب ہی تعصب اور ضد کے دلدل مین دھنسے ہوئے ہین ہمکو بھی آپ اُسی مین کھینچکر لیجانا چاہتے ہین اور ہم کوشش کر رہے ہین کہ آپ اُسمین سے باہر نکالین مگر آپ تو اڑی کرتے ہین۔ آپ جب اپنی دلائل کو پیش فرماتی ہین تو بہت سا حصہ قرآن کا بھلا دیتے ہین اور بہت کچھ اپنی طرف سے اُسمین اضافہ کرکے دکھاتے ہین اب جبکہ یہ حال ہے تو اگر بحث کا خاتمہ آپ اسطرح کرنا چاہتے ہین بلکہ گستاخی معاف اپنا پنڈ چھڑانا چاہتے ہین۔

مولوی صاحب۔ اچھا صاحب۔ اب آپ یہ تو فرمائین کہ آپ ہمارے نبی کو دیگر انبیاء ہی کی برابر جانتے ہین یا کم و

مین سنون تو آپکو اُنسی کیا خلش ہے اور کیون؟ قرآن تو آپنے خوب ہی پڑھا ہی۔ آپ تو شریف کرسی تکرار کرنیکو تیار ہو جاتے ہین۔

الحق۔ جناب مولانا مجکو آپکے نبی سے بھلا کیون خلش ہونیلگی وہ تو ہمارے بزرگ تھے ہم بھی اُنھین کی ذریات مین سے ہین۔ دیگر انبیا کے ساتھ خواہ کچھ مناسبت اُنکو ہو یا نہو یہ بات اِسوقت زیر بحث نہین ہے صرف مسئلہ معصومیت کا بحث طلب ہے ہم قرآن ہی سے آپکے نبی کی آیتین لکھوا دیتے ہین کہ وہ ہرگز معصوم نہ تھے آپ شوق کریں

(۱) سورۂ نجم آیت ۵۶ "محمد ایک ڈرانیوالا ہی پہلے ڈرانے والونکی مانند"

(۲) سورۂ آل عمران آیت ۱۳۸ "محمد اور کچھ نہین صرف ایک رسول ہی اور تجھسے پہلے اور بہت رسول گذر چکے"

یہ تو رتبہ اور مرتبہ قرآن آپکے نبی کا بتلاتا ہی۔ اب انکی معصومیت کی بابت یہ کہتا ہی۔

(۱) سورۂ مومن آیت ۵۷ "ای محمد تو ثابت قدم رہ اور اپنے گناہونکی معافی مانگ"

(۲) سورۂ محمد آیت ۲۱ "ای محمد اپنے گناہونکی مغفرت مانگ"

(۳) سورۂ نصر آیت ۳ "سو تو اپنے رب سے مغفرت مانگ وہ بڑا مہربان ہے"

(۴) سورۂ فتح آیت ۱ و ۲ "ہمنے تیرے لیے صاف صریح فیصلہ کر دیا تاکہ اللہ تیرا پہلا اور پچھلا گناہ بخشدے"

(۵) سورۂ احزاب آیت ۳۷ "ای محمد خدا سے ڈر تو اپنے دل مین اس بات کو چھپاتا تھا اور تو آدمیونسے ڈرتا تھا حالانکہ تجھکو اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے تھا"

(۶) سورۂ نسا آیت ۱۰۶ "تو خائنونکا حمایتی نہو اور خدا سے مغفرت مانگ اللہ بخشندہ مہربان ہی۔"

جناب مولانا صاحب۔ یہ چند آیتین ہمنے اب قرآن سے پیش کر دین جنسے کوئی مسلمان انکار نہین کر سکتا کیونکہ یہ قرآنی ہین نہین ہین ایسین محمد صاحب کو حکم ہوتا ہی کہ اپنے گناہونکی معافی مانگ اب آپ بتلائیے کہ انہین تاویل کی گنجائش کہان ہے

مولوی صاحب۔ اِس قسم کی آیتونکے یہ معنی ہرگز نہین ہین جو آپنے گڑھے ہین آپکو تو اب مین بھی عیب نظر آتا ہی اِنکے معنی یہ ہین کہ اپنے مریدون کو ایسا کہنا سکھلا۔ اُنکو توبہ کرنا بتلا۔ واہ آپکو بھی دور کی سوجھتی ہی۔

الحق۔ اجی مولوی صاحب! آپ یہ غضب ڈھانیلگے بھلا آپسا عالم اجل کیونکر ایسے رکیک تاویل کرنیکی جرأت کرتا ہی۔ کہ اسکے معنی یہ ہین کہ اپنے مریدونکو ایسا کہنا سکھلا کہ وہ اپنے گناہونکی معافی مانگین بھلا ذرا بتائیے تو کون الفاظ سے ایسے معنی نکلتے ہین۔ یہ آپنے اوپچ کی کیونکر لیتے ہین بھلا انصاف تو کیجیے کہ دور کی آپکو سوجھتی ہی یا ہمکو آپ تو صریح قرآن کے خلاف بول رہے ہین۔ اب مین آپکو دوبارہ قرآن ہی سے قائل کیے دیتا ہون تاکہ آپ آیندہ ایسا کہنے کی جرأت نکرین۔

(۱) جب آدم نے خدا کا حکم توڑ ڈالا اور کہا ای رب ہمنے اپنی جانون پر ستم کر ڈالا اور اگر تو ہمکو نہ بخشے

اور ہمپر رحیم نہو تو ہم یقیناً ہلاک ہونے والونمین ہونگے" (سورۂ اعراف ۲۴ ۱۲) کیا اس سے
صاف ثابت نہین ہوتا ہی کہ آدم نے اپنے اور اپنی جورو حوا کی گناہونکی معافی مانگی۔
اب اگر آپکا کہنا درست ہو تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ آدم لوگون کو یہ کہنا سکھلاتا تھا اور ہدایت
کرتا تھا کہ اپنی اپنی گناہونکی معافی یہ کہکر مانگین۔

مولویصاحب۔ اور کیا بیشک یہی معنی درست ہین۔

اسحق۔ جناب من اب تو آپ کچھ بیہوشی کی ہانکتے ہین بھلا جسوقت آدم یہ کہہ رہا ہے
اُسوقت سوا اُسکی جورو کے اور کون تھا کیا درختونکو مخاطب کرکے یہ کہلوا رہا تھا۔

مولوی۔ تعلیج ہوش کی دوا کیجئے حوا کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہی آپ مغالطہ دینے مین بڑے
چالاک معلوم ہوتے ہین۔

اسحق خیر صاحب مغالطہ دینا اگر اسی کو کہتے ہین تو آپ اسمین ہمسے بڑھکر ہین بھلا اگر
حوا ہی کو مخاطب کیا تھا تو پھر جمع کا صیغہ کیون استعمال ہوا۔

مولویصاحب۔ اجی اب جانے دو معلوم ہوگیا آپ ضدی ہین ہٹ کرنا آپکا شیوہ ہے
اگر جمع کا صیغہ آیا تو کیا قباحت ہوئی اسمین کوئی بھید ہوگا۔

اسحق جناب مولوی صاحب قبلہ آپکے ولی ہونیمین تھوڑی ہی کسر باقی ہی خیر اب مین آپکو پھر قرآن کی
مدد دیتا ہون اور نبیونکے نام لیکر تبلاے دیتا ہون کہ اُنھون نے گناہ کئے اُسکے لئے پشیمان ہوکے
توبہ و استغفار کیا۔ خدا نے بخش بھی دیا ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

موسیٰ نے جب خون کیا اور کہا۔ اے رب بیشک مینے اپنی جان پہ ستم کر ڈالا پس مجکو بخش دے
اور خدا نے بخش ہی دیا۔ سورہ قص کو ملاحظہ فرمائیے۔ اب کیا اس سے بھی ثابت نہین
ہوتا کہ موسیٰ نے اپنے ہی گناہ کی مغفرت مانگی اور اُسی کو معافی بھی ملی۔ اب آپ ابراہیم
کی بابتہ سورۂ ابراہیم آیت ۴۲ کو ملاحظہ فرمائیے۔ اے رب مجھے اور میرے والدین کو اور
کل مومنین کو روز قیامت بخشدینا۔" مولانا ذرا تو غور کرو کہ ان لفظونکے کیا معنی ہین اور
ساتھ ہی ساتھ انکے معنی تفاسیر مین بھی دیکھین۔ نوح نے جب کہا کہ اے رب مین تجھسے منت
کرتا ہون کہ اگر تو مجکو معاف نکرے اور مجھپر مہربان نہو تو مین ضرور ہلاک ہونیوالو نمین
ہونگا۔" سورہ ہود آیت ۴۷) مفسرین کہتے ہین کہ نوح نے اپنے بیٹے کنعان کے لئے یہی
دعا کی تھی مگر وہ قبول نہین ہوئی۔ حضرت داؤد کا ذکر تو اوپر ہوچکا مگر بیان اس قدر

اور بتلاے دیتا ہون کہ سورۂ ص آیت ۲۴ مین لکھا ہی کہ جب داؤد کو اُریا کے قتل اور اُسکے جورو چھیننے کیلئے ملامت کیگئی اُسنے جب جھک کر توبہ کی ہمنے اُسکو بخش دیا اسی سورہ مین یہ بھی لکھا ہی کہ خدانے داؤد کو تنبیہہ کی کہ تو اپنی خواہشون پر آگے مت چلنا ورنہ یہ تیری بربادی کا باعث ہوگی۔ مفسرین نے بھی داؤد کو الزام زنا دیا ہی۔ آپ نہ مفسرین کی سنتے ہین اور نہ خود قرآن کی اسپر دعوی یہ ہی کہ مینے اپنے مہان کی کتب دینیات کو بغور مطالعہ کیا یونس کا ذکر بھی مین کر چکا اُنکے لئے بھی سورۂ انبیار کی ۸۸ آیت مین لکھا ہی" اور ہمنے اُسکو بخشدیا اور اُسکو اُسکی تکلیف سے رہائی دی"۔

جناب مولانا آپ اس کُل بیان پر غور کرین اور جو رائے آپکو معلوم ہو وہ اپنے دلمین قائم کرین قرآن کا منشار تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ اور یونس وغیرہ سب ہی گنہگار تھے۔ آپ اہوش کرکے اور قرآن کے بیان کو سمجھکر کوئی رائے قائم کرین ایسا نہو کہ آپ قرآن کی رو سے خود ہی گنہگار بنجائین۔ اب یہ تو ارشاد فرمائین کہ کیونکر ایسا ہوسکتا ہی کہ جسکو اللہ تعالیٰ مخاطب کے گناہ کی معافی کی ہدایت کرے وہی تو اس سے الگ ہوجاے اور باقی لوگ جنکو اللہ مخاطب بھی نہین کرتا اُنکی بابتہ یہ گمان کرلیا جاے کہ اُنکو گناہ کی مغفرت کیلئے کہا گیا ہی۔ ہمنے جو اوپر چھ آیتین محمد صاحب کی بابتہ پیش کین اب آپ اُنپر غور فرمائین۔ وہان صاف صاف محمد صاحب خاص طور سے مخاطب کئے گئے کہ وہ اپنے گناہونکی معافی مانگین۔ اچھا آئیے ہم اُنپر بھی الگ الگ غور کرین۔

(۱) سورۂ محمد مین خود محمد صاحب اور دیگر لوگ الگ الگ مخاطب ہین۔ کہ محمد صاحب اپنی اور ایماندارونکی معافی مانگین یہان کوئی حجت ہی نہین ہوسکتی۔

(۲) سورۂ نسار مین ہی۔ خیانتیونکا ساتھی نہو بلکہ اپنے گناہونکی معافی مانگ"۔ اس آیتہ کی تفسیر مین جلال الدین۔ اور بیضاوی وغیرہ مفسرین کہتے ہین کہ یہ اُسوقت نازل ہوئی جب محمد صاحب ایک یہودی پر ناحق کو سزا کا فتوی دینے والے تھے۔ کیونکہ اصل مین تیما ابن ادبیرک نے ایک چوغہ چرایا تھا مگر محمد صاحب کو اُسکی رعایت منظور تھی اُسکی عوض ایک بیگناہ یہودی کو سزا دینے چاہتے تھے۔ دیکھو کتنا بڑا گناہ ہی۔ تب بھی تو کہا کہ خیانتیونکا ساتھی مت ہو"۔ اسی کیلئے توبہ اور استغفار کرایا گیا۔ مولوی صاحب سُنا آپنے۔

(۳) سورۂ احزاب مین جو آیت ہی اُسکی بابتہ اسلامی مفسرین کی رائے ہی کہ اسمین عشق زینب

دلمین چھپایا اور اوپری دلسے اصرار کرنا کہ طلاق مت دے - مگر خاطر انور آنجناب کی چاہتی تھی
کہ زینب سے نکاح کرین کیونکہ "حسن اُسکا جناب کو خوش آیا تھا"

(۴) سورۂ فتح مین لکھا ہے "ہمنے تیرے لئے صاف وصریح فیصلہ کردیا یعنی تجکو فتح دی تا کہ اللہ تیرا
گناہ اگلا اور پچھلا تجھے بخشدے" - یہ فتح جسکا ذکر اس سورہ مین ہے فتح مکہ ہے کہ خدا نے
محمد صاحب کو اُسکا قبضہ مشرکین سے دلوایا - اب اگر تا محمد صاحب فتح کرتے ہین تو گناہ
بھی انکے بخشے گئے - مفسرین مثل جلال الدین - زمخشری - بیضاوی - یحیٰی - وغیرہ
اگلا اور پچھلا کی بابت متفق ہوکر یہ کہتے ہین کہ اگلے گناہ یعنی پہلے جو سرزد ہوئے وہ ماریہ قبطیہ
والا معاملہ ہے اور پچھلے یعنی مابعد کے گناہ سے مراد انکے عشق زینب ہے - دیکھئے مشکوۃ المعاجم
مین بھی اسکا ذکر ہے کہ روز قیامت کو لوگ ہر نبی سے شفاعت کرنیکی عرض کرینگے اور وہ سب
متفق ہوکر کہینگے کہ تم سب محمد کے پاس جاؤ جو خدا کا بندہ ہے اور خدا نے اُسکے اگلے اور پچھلے
گناہ بھی بخشدئے ہین - جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ باقی انبیا کے کچھ نہ کچھ گناہ ضرور باقی
رہجاینگے جنکی وجہ سے وہ شفاعت کرنیسے معذور ہونگے -

مولوی صاحب - تو پھر حضرت عیسیٰ بھی یہی کہینگے یہ سچ ہے جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے -
انکو آپنا پنے طیش مین آکر اپنے آپے سے باہر ہو رہا - ابھی حضرت عیسیٰ کی بحث نہین ہے
صرف آپکے نبی کو قرآن کی دوربین سے سر سے پاؤن تک دیکھنا ہے - ہم وعدہ کرچکے ہین کہ قرآن کی بنا پر
ربنا المسیح کو معصوم ثابت کرینگے آپ ذرا اپنے نبی کو پہلے ہمارے ۱۹ رستے بچالین تب
ربنا المسیح کیطرف رجوع ہون بھلا غور تو فرمائیے کہ اگر ربنا المسیح کسی طرح آپکے کہنے سے
غیر معصوم ٹھہر گئے تو پھر عصمت انبیا کے مسئلہ کا بنیاد ان ہی نگر جائے گا - آپکو تو واجب ہے
کہ کسی نبی کو بھی غیر معصوم نہ مانین - مگر اب معلوم ہوا کہ ہماری تقریر سے آپکی بودی
دلیلوں کی حقیقت آپ پر روشن کردی ہے - اچھا اب آئندہ نمبر مین ہم آپ سمجھ لینگے -

اطلاع

مفصلہ ذیل اصحاب کے خطوط پہونچے جو قابل جواب ہین اُنکا جواب ماہ اگست کے پرچے مین دیا جائیگا
نفضل الدین کراچی - ریاض الدین - یوگنڈا - عبد الحکیم کلمبو سیلون - مولا بخش لاہور -
سمیع الدین بارہ بنکی - فتح علی بہار - کریم الدین منٹگمری - نبی بخش مرزا پور -

کرایسٹ چرچ مشن پریس کانپور

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
مین ہون

الحق

نمبر ۸ | بابتہ ماہ اگست ۱۹۱۰ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کیلئے دل دکھانیکی غرض سے لکھنا ... (۲) اگر کوئی صاحب اپنی شکوک کو رفع کرنا چاہین۔ وہ اس پتہ سے۔ الحق ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کانپور۔ اپنی تحریر روانہ کرین۔ (۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین نکاہر کرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ انکے سوالونکا جواب دین گے۔ (۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسی کے دل مین پیدا ہون محض جھگڑا اور لڑائی مین کرنیکی غرض سے نہون (۵) اس پرچہ مین اہل اسلام کی اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیاجاے گا۔

(۶) اسمین اکثر اُن کتابونپر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوے ہین۔ (۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تا کہ سبکی سمجھ مین آجاے۔ (۸) جو مسلمان اپنی نام پر خاص طور سے پرچہ منگانا چاہین وہ صرف ۲ محصولڈاک سالانہ کے ذمہ دار نہین۔ پرچہ ... پرچے تک روانہ ہوسکتے مین اگر ... بھائی ملکر ایک ہی پتہ پر ۲ پرچے تک طلب کرین تو صرف ۲ سالانہ دینا ہوگا

مسئلہ عصمت انبیا کی تحقیقات بربنائے قرآن

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحق نمبر ۷ بابتہ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء)

الحق۔ جناب مولانا اب توہم قرآن پر پورے طور سے بحث کر چکے اب آپکو دم مارنے کی گنجائش نہین کہ ہمنے آپکی کسیطرح حق تلفی کی ہو ہمنے پورا موقع آپکو دیا کہ آپ اپنا حوصلہ نکال لین برابر مین ہم قرآن ہی کو سنا ہلاے جوشخص نظر انصاف سے ہماری اور آپکی تقریر کو پڑھیگا وہ ضرور کہیگا کہ میدان الحق کے ہاتھ رہا اگر آپ مین کچھ ہمت ہو تو حدیثون پر بھی کچھ زور آزمای کرلین شاید کوئی حدیث آپکے مفید مطلب نکل آے اور سعدی کا قول درست ثابت ہو۔ ع ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست + ہان ہمکو معلوم ہے کہ اسلام کی بنا قران و حدیث دونون ہی پر قرار دیجاتی ہے گو محمد صاحب نے اپنی اُمت کے لیئے صرف قرآن ہی کو کافی سے زیادہ سمجھکر اوسکی طرف رجوع کرنیکی ہدایت کی ہے۔ مگر جمہور مناظرین اسلام قرآن کے علاوہ حدیثون سے بھی سند پکڑتے ہین۔ آجکل کے تعلیم یافتہ گروہ اہل اسلام نے ایک اچھا طرز اختیار کرلیا ہے کہ جہان کوئی ایسی حدیث دیکھی جس سے محمدیون کی کوردبتی ہو فوراً بے اعتباری ظاہر کردی کہدیا کہ یہہ ضعیف ہے مجروح ہے اسکا راوی اعتبار کے لائق نہین یہہ متواتر نہین ہے وغیرہ وغیرہ۔

مولویصاحب۔ اب آپ ان حدیثون کے جھگڑے کو جو طول امل سے بھی کہین زیادہ ہے اسوقت لپیٹ رکھئین فی الحال جناب اپنے دعوی کو کہ صرف جناب مسیح ہی قرآن شریف کی رو سے معصوم ہین اور باقی دیگر کل انبیا

نعوذ باللہ غیر معصوم ہین بیان کرین مین دیکھونگا کہ آپ کیونکر اپنے اس دعوی بلادلیل کو ثابت کرین کامیاب ہونگے ان
جناب مین ہمارے نزدیک کل انبیا غیر معصوم ہین جناب مسیح کی کوئی خصوصیت نہین ہے مین بھی اون آیتون
کی جنکو حضور جناب مسیح کی معصومیت کی بابت پیش کرینگے ویسی ہی تاویل کرونگا جیسی آپ نے دیگر انبیا کی بابت
بین کی ہے۔ مگر اس سے آپ یہ نہ خیال کرین کہ میرا اعتقاد بھی وہی ہے جو ان تاویلون سے مستنبط ہوگا نعوذ باللہ
کوئی مسلمان کیونکر کہہ سکتا ہے کہ جناب عیسی کلمۃ اللہ روح منہ ایسے تھے صرف آپکو جواب دینا ہے اور بس
اب آپ پیش دستی نکرین اور حدیثون کا طول امل والا جھگڑا لیکر نہ بیٹھین ورنہ خیال کیا جائیگا کہ آپ کا
دعوی ہی دعوی تھا اور اوسکے ثابت کرنیسے آپ عاجز اگر یہ ٹال مٹول کر رہے ہین۔

الحق۔ پھر اگر آپ انما المسیح من المقربین کلمۃ اللہ روح منہ ابن مریم کی بابت کوئی تاویل کر سکے اور ہماری پیش
کردہ آیات کے اور کوئی معنی کر سکے تو یہ اوسوقت اگر آپ حدیثون کی طرف رجوع کرینگے تو مین ہرگز اونپر بحث نکرونگا۔
کیونکہ مین اس بحث کو طول دینا مناسب نہین سمجھتا۔ اور اگر ہماری پیش کردہ آیات کے اور کوئی معنی پیدا
نہوے تو یہ بات فیصلہ پا جائیگی کہ سواے انما المسیح کے اور دیگر کل انبیا خواہ اون مین صفی اللہ ہون یا
خلیل ہون کلیم اللہ ہون یا رسول اللہ کے مانند سب کے سب عاصی و خاطی ہین۔ آپ کان کھولکر
سن لین۔

مولوی صاحب منظور ہے۔ جناب منظور اب آپ آیات شروع کرین مجھکو آپکے اس دعوی بے بنیاد پر ہنسی
آتی ہے اچھا ذرا آپ بیان تو کر چلین۔ الحق۔ ہان جناب ابھی تو حضور کو ہنسی آتی ہے مگر جب ہم آپکو قرآن پڑھ کر سنائینگے
اوسوقت گستاخی معاف غالبا سر بگریبان ہو رہینگے۔ اب اے ہمارے معزز مولانا آپ ذرا گوش ہوش سے ہماری
طرف متوجہ ہون اور قرآن کا فتوی سننے کے قبل چند باتین بغور سنین۔ آپکو یاد ہے کہ ہم اس بحث کے شروع ہونیکے
قبل کہہ چکے کہ بنی آدم مین جو گروہ انبیا کا ہوا اون مین کوئی بھی معصوم نہین جتنے آدم کے صلب سے ہین خواہ نبی یا غیر
نبی سب کے سب گنہگار رہتے اور ہین یہ مین صرف انما المسیح ہی ہمکو معصوم نظر آتے ہین قرآن بھی اونکی اس عصمت کا
مداح ہے نیز یہ بھی کہا تھا کہ اگر خدا کسی کے لیے ایسا انتظام کرتا تو ضرور ممکن تھا کہ وہ شخص معصوم ہوتا۔ مگر ہمکو
کسی شخص کی بابت ایسا معلوم نہین ہوا سوای انما المسیح کے بلکہ یحیی اصطباغی کی بابت بھی قرآن کہتا ہے
کہ وہ عورتون سے پرہیز کرنے والا ہوگا (حصور) ہوگا۔ مولانا غور فرمایئے ابھی ہم بائبل شریف کو
استناد نہین لاتے کہ وہ جو کلام الہی ہے جس سے آپکو بھی انکار نہین کیا گیا۔ اس عدیم النظیر ہستی کی شان
مبارک بس صرف قرآن ہی کی بنا پر ہم آپ سے مخاطب ہین۔ محمد صاحب کے زمانہ مین خداوند مسیح کے
مرید ہر طرف پھیلے ہوئے تھے عرب مین بھی کثرت سے تھے سکے سب اوسکی معصومیت کے قائل
تھے گو بعض بدعتی فرقے اوسکی الوہیت کے منکر تو تھے مگر اونکو بھی جرات نہ ہوئی کہ اس پاک و مبارک ہستی
کی قدوسیت کی بابت ایک حرف بھی اپنی زبان سے اوسکے خلاف نکال سکین۔ اوسکی قدوسیت بھی ایک
ایسی چیز تھی جو اونکو مجبور کرتی تھی کہ اپنے کو عیسائی کہیں ورنہ وہ ہرگز اپنے آپکو اونکا شاگرد نہ کہتے اور
آجتک بھی وہی دیکھ رہے ہین اب جب محمد صاحب کا زمانہ آیا تو اونھون نے بھی اونہین خیالات مین نشو و نما
پایا۔ قرآن مین اوسکے معجزانہ پیدایش کا ذکر کیا اوسکے معجزونکا ذکر کیا اونکو روح اللہ۔ کلمۃ اللہ

من المقربین کہا - دنیا و آخرت مین مرتبہ والا ٹہرایا - قیامت کا جہنڈا خطاب دیا - اور ایک بہی دتاریخی حقیقت کا انکار کر کے اونکا مرتبہ بڑہایا یعنے یہہ کہ وہ ہرگز مصلوب نہین ہوے بلکہ زندہ آسمان پر اوٹہائے گئے - اُسکی موت سے انکار کرنا گویا اوسکے مرتبہ کو بڑہانا تھا - اونہون نے دیکہا کہ ایسی عظیم الشان ہستی بہلا کیونکر مر سکتی ہے لہذا کہدیا کہ وہ زندہ آسمان کو اوٹہ گئے اور قیامت کے روز پہر نازل ہونگے - اگرچہ قرآن مین ایسا ہی پایا جاتا ہے کہ وہ مر گئے اور پہر زندہ ہوکر آسمان کو چونکہ کفارہ کی حقیقت سے ناواقف ہونگی لہذا محمد صاحب نے اس بات پر زیادہ زور دیا کہ وہ مرے ہرگز نہین - قرآن نے اونکے مورثی گناہ سے بہی پاک ثابت کیا کیونکہ اونکی والدہ کو ماں کے پیٹ ہی سے خدا کی نگاہ مین مقبول و برگزیدہ ٹہیرایا - اب ہم آپکو قرآن کا بیان سناتے ہین آپ بغور ملاحظہ فرمائیے

سورۂ آلعمران - آیت ۳۱ و ۳۲ "جب عمران کی عورت نے کہا تہا اے رب جو کچہ میرے پیٹ مین ہے خالص آزاد ہے مینے تیری نذر کیا ہے تو میری طرف سے قبول کر تو سنتا جانتا ہے - جب وہ لڑکی جنی تب بولی اے رب مینے تو لڑکی جنی اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جنی اور بیٹا ایسا نہین ہو سکتا جیسی وہ بیٹی تہی اور مینے اوسکا نام مریم رکہا اور مین اوسکو معہ اوسکی اولاد کے شیطان مردود سے پناہ مین دیتی ہون پہر اوسکے رب نے اوسے اچہے طرح سے قبول کیا اور اچہی طرح بڑہایا اور مریم کا کفیل خدا نے ذکریا کو بنایا جب کبہی مریم کے پاس ذکریا آیا کرتا تہا تو اوسکے پاس کچہ کہانا رکہا ہوا پاتا تہا ذکریا نے کہا کہ اے مریم یہہ کہانا کہاں سے تیرے پاس آتا ہے وہ بولی اللہ کے پاس سے آیا کرتا ہے"

اب جناب مولانا غور فرمائیے کہ خداوند مسیح کی جو ماں ہونے والی ہین وہ ابہی اپنے ماں کے رحم ہی مین ہین کہ وہ خدا کی نذر کی جاتی ہین - شیطان مردود سے پیدا ہونیکے قبل ہی پناہ مین دیجاتی ہین خدا اونکو اچہی طرح سے قبول کرتا ہے اور اچہی طرح سے بڑہاتا ہے مقدسہ مریم تو لڑکی اولاد کے لیے دعا کیجاتی ہے کہ وہ شیطان مردود سے پناہ مین رہے مقدسہ مریم تو لڑکی ہی خود ایک فرشتہ بہشت سے لایا ہی خدا کے گہر کاہن کر اونکی کفالت پر مقرر کیا جاتا خدا کے گہر مین رہتی مین لوگ اونپر شہادت دیتے ہین کہ تیرا باپ اور تیری ماں بدکار نہ تہے اور تو بہی کبہی بدکار نہ تہی - مریم مقدسہ کی پاکیزگی کے لوگ اسقدر گرویدہ تہے کہ ہر شخص اونکا کفیل بنا چاہتا تہا مگر کفالت ذکریا بزرگ کے حصہ مین آئی - اب دیکہو فرشتہ مقدسہ تبول کو کیونکر مخاطب کرتا ہے "اے مریم اللہ نے تجہے پسند کیا اور پاک رکہا اور ساری جہان کی عورتون پر تجہے برگزیدہ کیا" آلعمران ۳۷ ایت - دیکہو خداوند مسیح کی قدوسیت تو الگ خود اونکی والدہ کو فرشتہ فرماتا ہے کہ "اللہ نے تجہے پاک رکہا" پہر اونکا مرتبہ کتنا بڑا ہوا؟ خود قرآن کہتا ہے کہ "ساری جہان کی عورتون پر تجہے برگزیدہ کیا" اب کہو کہ اونکے بیٹے کا حال کیون پاک نہو ردی کلیسا کے مقابلہ مین کوئی محمدی قرآن کی تعلیم کے مطابق منہ نہین کہول سکتا جب اوس کلیسا کے مناظرین مقدسہ مریم کی پاکیزگی کے دعویدار محمدی علماء کے سامنے ہون - اب ہم ذرا دیکہین کہ خداوند مسیح کے بارہ مین فرشتہ کیا کہتا ہے -

سورہ مریم آیت ۱۹ مین "مینے تجہے ایک پاکیزہ لڑکا بخش جاوٴن" دیکہیے لڑکا ابہی وجود مین نہین آیا اسکے

قبل ہی پاکیزہ ہے اب کہو مورو ثی گناہ کو گنجایش کہان لڑکا مان کے پیٹ مین آنیکے قبل ہی پاکیزہ والدہ کی پیدایش ہی سے خدا کی نظر مین برگزیدہ ۔ اب اس لڑکے کے بارہ مین فرشتہ کہتا ہو۔

سورہ مریم۔ ایت ۲۱ ”اوس لڑکے کو آدمیون کے لیے معجزہ اور رحمت بنائین“

مولوی صاحب یہان لفظ رحمت پر غور فرمائین جسکو آدمیون کے لیے بنایا جاتا ہو۔ یہ رحمت وہی شاندار تعلیم ہے جسکو اہل اسلام رد کرتے ہین جسکو اہل اسلام مضحکہ مین اوڑایا کرتے ہین ورنہ اس رحمت کے معنی ہمکو آپ سمجھائیے اب جیسے فرشتہ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب خداوند مسیح اپنی بابت کیا کہتے ہین — ؟

سورہ مریم۔ آیت ۳۲ ”مجھے مان کے ساتھ نیک سلوک ٹھیرایا اور مجھے بدبخت اور کاہن نہین بنایا“

دیگر انبیا خود کہتے ہم ظالمون مین ہین۔ اب خود اللہ تعالے قرآن مین کہتا ہے سورہ مومنون آیت ۵۲ ”ہمنے مریم کے بیٹے اور اوسکی مان کو ایک معجزہ بنایا“ پھر سورہ مائدہ آیت ۱۰۹ سے ۱۱۵ تک پڑھو بیان ہوا کہ کیونکر خدا تعالے نے خداوند مسیح کے ساتھ اس جہان مین دیا اور اپنے وعدہ کو اوسکو اچھی طرح قبول کیا اور جیسی طرح سے بڑھایا ہو اکیا۔ یہان بھی ایک بات غور طلب ہے کہ یہ بالکل اوسی بات کا چربہ ہے کہ یسوع روح اور قوت مین بڑھتا گیا اوسیکو قرآن مقدسہ مریم کی نسبت کہتا ہے اچھی طرح سے قبول کیا اور بڑھایا خداوند مسیح کی بابت بھی یہی کہا علاوہ اسکے قرآن مین ایک آیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ خداوند مسیح نے اپنی کسی خطا کی مغفرت مانگی ہو یا انکو حکم ہوا ہو کہ مغفرت مانگو۔ قرآن دیگر انبیا کی بابت ذکر ہے کہ وہ اپنے کسی نہ کسی گناہ و خطا کو ضرور یاد کرینگے مگر ایک کلمۃ اللہ ہین اپنی کسی خطا کو یاد نہیں کرینگے کیونکہ وہ کسی کے مرتکب ابھی نہین ہوے بھلا بتلائیے تو کہ یہ خصوصیت ابن روح القدس ہی میں کیون ہے اس مین کیا راز ہے کچھہ تو سوچیے ؟

مولوی صاحب ہمارا جواب ہوا آپ اوسکو ہمارے حاشیہ مین بطور سوال کے پیش کرتے ہین ؟۔ اگر جناب مسیح اپنے ان دلائل و نیز دیگر روایات سے معصوم ہین تو کل انبیا جو قرآن مین بیان ہوے وہ بھی معصوم ہین کیونکہ سب انسان خاطی ورنہ جناب مسیح کی خصوصیت کیا۔ ؟ ۔

الحق جناب مولوی صاحب اب آپ نے بُری روش اختیار کی ہے ہم آپکے کل دلائل کو قرآن ہی کی بنا اوسکے اقوال پر توڑ چکے ہر نبی کا گناہ اوسکے اپنے مُنہ سے بیان کرا دیا اوسکے لیے اوسکا استغفار اللہ تعالے سے اوسکے لیے معافی نامہ بھی آپکو دکھلا چکے مگر آپنے ابنا المسیح کی بابت کوئی دلیل پیش نہ کی صرف اپنی زبردستی کو کام مین لایا چاہتے ہین آپ نے جواب تو درکنار کسی آیت کی تاویل بھی تو نہ کی صرف کچھ طعن و جذبہ مین آ گئے ۔ اب جو آپ ہمسے ابنا المسیح کی خصوصیت دریافت کرتے ہین تو سنیئے اول تو آپ قرآن کے بیان کو انجیل شریف کی دوربین لگا کر پڑہین ۔ تب آپکو اوسکی حقیقت معلوم ہوگی ۔ انجیل شریف مین فرشتہ مقدسہ مریم بتولہ کو مبارکباد دیتا ہے ۔ اونکو پسندیدہ کا سلام پہونچاتا ہے ۔ اونکو سارے جہان کی عورتون مین مبارک کہتا ہے الیشبات بیبی مقدسہ مریم جو تشریف لیجاتی ہین تو وہ نیک بی بی اونکو مخاطب کرکے کہتی ہین کہ یہ کیونکر ہوا میرے خداوند کی مان میرے گھر مین آئی “ فرشتہ کہتا ہے کہ وہ خدا تعالے کا فرزند

وہ اوسکو قدوس بتلاتا ہے یوسف کو فرشتہ کہتا ہے کہ جو کچھ مریم کے رحم میں ہے سو روح القدس سے ہے۔ خداوند مسیح کو جب ہیکل میں دستور کے مطابق لائے تو شمعون بزرگ کہتا ہے کہ میری آنکھوں نے تیری نجات دیکھی جو تو نے سب لوگوں کے لیے تیار کی ہے۔ دیکھیے یہاں ذی رحمت والا معاملہ پورا ہوتا ہے۔ خداوند مسیح کے اپنے اقوال انجیل شریف میں یوں ہیں "کہ کون تم میں سے مجھپر گناہ ثابت کر سکتا ہے" اس بات کو سنکر اوسکے دشمنوں کے منہہ میں زبان نہیں ہے کہ کچھ جواب دیں۔ آخری وقت میں ایک بیدین سے یوں فرماتے ہیں کہ تو کس قصور کے لیے مجھکو مارتا ہے"

مگر کوئی جواب تسکین بخش نہیں ملتا۔ اور اسکے دشمن بے تحاشا بول اوٹھتے ہیں کہ سچ سچ یہہ شخص راستباز تھا جو۔ اور خونی اوس پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ بیگناہ ہے۔ حاکم خود ہاتھ دھوکر اوسکے خون سے پاک ہوکر کہتا ہے کہ میں اس راستباز کے خون سے پاک ہوں میں اوس میں کوئی گناہ نہیں پاتا حاکم کے جورو اوسکو آگاہ کرتی ہے کہ اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھنا اب دیکھنا آپ نے اسقدر شہادتیں ہمنے پیش کین اب جو آپ خاص خصوصیت دریافت کرتے ہیں تو وہ یہہ ہے کہ قرآن اوسکو آیت روح منہ۔ من المقربین۔ دنیا اور آخرت میں مرتبہ والا کہتا ہے قیامت کا جھنڈا کہتا ہے۔ یہہ خطابات اور کسیکو تو کیا خود آپ کے نبی تک قرآن نہیں دیتا۔ بلکہ ہمارا یہہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ خداوند مسیح کے مقابلہ میں دیگر انبیا کو لانا ہی گستاخی ہے ع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ حضرت یحیی کے برابر بھی تو کسی نبی کو خطاب نہیں ملا۔ اور کیوں نا ہوتا حضرت یحیی کا یہہ کیا کم مرتبہ تھا کہ وہ کلمۃ اللہ کا نقیب بنا کر بھیجا گیا اسلیے اوسکو یا کہا کہ وہ ایک سید ہے حضور ہوگا اور سیر رحمت و سلام بھیجا گیا۔ سنو بھی آپ انجیل شریف کی دو زمین سے ملاحظہ فرمادیں خداوند مسیح فرماتے ہیں "جتنی عورتوں سے پیدا ہوے اون سب میں یوحنا سب سے بڑا ہے" خداوند مسیح کلمۃ اللہ جس سے تمام عالم نے خود ثالوث مقدس کا اقنوم ثانی تہا خود خدا تھا بشریت کا جامہ اختیار کرنے سے غرض صرف یہہ تھی کہ خود تمام آدمیوں کے لیے رحمت بنے اور یقیناً وہ تمام آدمیوں کے لیے رحمت بنا اور دنیا کو عدالت کے تقاضے سے پاک کیا بشرطیکہ آپ اسکی خشین یاد ہے کہ قرآن کی بات مانیں۔ جسم میں ہوکر دنیاوی رنج و تکلیف مشقت کو برداشت کرکے رنج سے آشنا ہوا۔ ہماری بدکاریوں کے سبب کچلا گیا۔ تاکہ ہم اوسکے مار کہانے سے چنگے ہوں یہی خصوصیت تھی در نہ کیا وجہ تھی کہ قرآن کے بانی نے ایک حرف بھی اوسکی شان کے خلاف نہیں کہا۔ اور اگر کہتا تو پیزور ایوان نبوت اسوقت مسمار ہو چکا محمد صاحب کی تالیف قلوب والی مصلحت قرآن سے روشن ہے۔ وہ اپنی تدبیر کی کامیابی کے دشمن نہ تھے وہ آجکل کے کوتاہ اندیش ملانوں سے زیادہ عقل رکھتے تھے۔ فی الحقیقت

وہ ایسے دشمن عقل نہ تھے جیسے آجکل ہمارے زمانہ میں کثرت سے لوگ اُنکی اُمت مین
کہلانے والے پیدا ہو گئے ہین ۔ بشریت کا جامہ خداوند مسیح نے اختیار کرلیا تو کچھ قباحت نہین
اُنکی ذاتی قدوسیت کو اسن سے کیا گزند پہونچ سکتی ہے موتی صدف کے اندر ایک گندے
گوشت کے لوتھڑے مین پیدا ہوکر اپنی قیمت اور آب کو نہین کھو دیتا بلکہ اس موتی ہی کی بدولت
اُس گوشت کے گندے لوتھڑے کی بھی قدر بڑھتی ہے ۔ ا دسکو بھی کوئی حقیر نہین جانتا اوسکو
سیلے مس کرتے ہین تب بیش قیمت موتی ہاتھ لگتا ہے ورنہ اوس تک رسائی مشکل ہو آپ تو
مولوی ہین بلکہ بہت بڑے مولوی ہین آخر قرآن آپ نے پڑھا بلکہ خوب پڑھا ہے کچھ تو انصاف
کرین کہ کیا خصوصیت ابنا المسیح کی ہے جو قرآن سوا اونکے دوسرے کا مدح خوان نہین ۔
اب ہم تحدی کرکے کہتے ہین کہ آپ یا آپکا کوئی ہمدرد و ہمخیال بتلاوے کہ ابنا المسیح کے برابر کسی
کو بھی قرآن درجہ دیتا ہے؟

صرف یہہ مین سمجھتا مسئلہ گڑھ لیا کہ سب کے سب نبی معصوم ہین ورنہ اصل قرآن صرف ابنا المسیح کو
اس صفت سے موصوف کرتا ہے انکے سوا کسی قدر حضرت یحیی کو باقی دیگر انبیا کی مثال نیری
او رکہ وکی ہے ہان اگر آپ لوگون نے سعدی کے قول پر اعتبار کرلیا ہو کہ بدان را بہ نیکان
بہ بخشد کریم تو خیر ۔ بیچے سلام خدا آپ کو حق بات کے قبول کرنیکی توفیق دے ۔

الحق کے ناظرین مین سے بہتون نے اوس بیباکانہ تحدی کو جو پیغمبر قادیان نے جناب تقدس
مآب لارڈ بشپ صاحب لاہور کی خدمت مین پیش کی پڑھا ہوگا ۔ کیونکہ
آجکل اخبارات مین اسکا چرچا بڑے زور شور سے ہو رہا ہے ۔ جو جواب تقدس مآب جناب
بشپ صاحب نے مرزائی گرگون کو دیا وہ بھی انگریزی اخبارات مین شایع ہو چکا ہے ۔ اگر مرزا اور
اُسکے مریدون کو عقل و حیا سے کچھ بھی مس ہوگا تو آیندہ عیسائی مجاہدونکے مقابلہ مین آنے کی جرات
نکرینگے ۔ کبھی عیسائی اکہاڑے کا وہ نامور پہلوان آتہم بھی تھی جنہون نے مرزا کو چارون شانے
چت پچھاڑا تھا اگر مرزا ابھی ایسا باحیا شخص تھا جو پچھاڑ ہو تحیکر پہر خم ٹھونک کر سامنے آنیکو کوئی
شرم نہین جانتا ۔ مرزا صاحب اپنے کو مسلمانون کا وکیل بتلا کر تقدس مآب جناب بشپ صاحب
کے حضور آئے تھے مگر مین اوس سند کی کچھ حصہ کو جو مسلمان علما کی طرف سے مرزا صاحب
کو وکالت کرنیکو ملی ہے یہان نقل کرتا ہون "ملحد ہے دجال ہے ۔ مرتد ہے تارک جمعہ
مضل و ضال ہے دجال کا چیا ہے کافر بلکہ اکفر ہے خدا اسکو ہلاک کرے
اللہ قادیانی کو ہدایت نصیب نہ کرے خدا اسکو اسکے مفتریات کی سزا دے ۔ خدا
مسلمانون کو مرزا کے عقاید سے بچاوے ۔ مرزا کے عقائد باطل اور اقوال عاطل ہین
مرزا مین شیطان کہیل رہا ہے اگر ایسے اعتقاد پر مرزا مر جاوے تو اوسکی نماز جنازہ
نہ پڑہی جاوے ۔ اور مسلمانون کے قبرستان مین دفن نکیا جاوے ۔ تاکہ اہل
قبور اوس سے ایذا نہ پائین " یہہ خطاب جو مرزا صاحب کو جمہور مسلمانون سے ملے اُنکا

ین جرجسکی ضخامت ۲۸۴ صفحہ کی ہے درج ہین جو قریبا دوسو محمدی علماکے جوہانے ہوے عالم ہیں
ہے - ان مین مولوی نذیر حسن صاحب کے بھی دستخط ہین - اب کہو مرزا صاحب مسلمان گروہ کے
وکیل ہوسکتے ہین - ؟

ا مسلمانون کے وکیل ہونیکو آپ ذ عمدہ دستار فضیلت حاصل کی مبارک ہو ہان ایک جدت
صاحب نے اس تحدی مین دکھائی ہو وہ یہ کہ الفاظ بڑے ہی نرم اور شریفانہ لکھے ہین مگر بھیڑ
یر کا لباس پہن لے تو کیا وہ سچ مچ بھیڑ ہوجائیگا - ہرگز ہرگز نہین - جناب مقدس آتھم
ب صاحب نے اس بھیڑے کی بو دور ہی سے پاکر معقول جواب دیا -

صاحب ہمارے پرانے ادبہ یاردن مین سے ہین کسی نہ ماننے مین ہمارے اور مرزا صاحب
ب کا ڑہی چھن چکی ہے اور ہمسے وہ بخوبی واقف ہین گو دور ہی دور کی ملاقات ہے مگر وہ ہمکو
م اونکو خوب جانتے ہین جب مرزا صاحب نے ہماری ایک کتاب کے جواب مین ایک انگریزی
جسکا اچھوتا نام ،، کبرای آن مین - بے ،، (ہاے درد ہوتا ہے) لکھا تھا اور اوس مین عجیب
لیے دس خاص مضمون کی رعایت رکھی تھی یعنے مجیب کم سے کم عشرہ سبترہ کا خلاصہ ہو ،،
دگمان ہوا تھا کہ اب بیچارہ کو بیڑیں لگی ہے غالبا عنقریب کوئی کہوسٹ پیدا ہوگا مگر آج دن
ے ہماری اُمید بر نہ آئی - اب اسوقت ہم مرزا صاحب سے دوستانہ چند باتین دریافت
نے ہین -

ادرہے کہ آپ ابتدا مین اپنے کو حدیثی مسیح کہا کرتے تھے اور اسکے بعد آپ کو یہ الہام ہوا کہ ،، جعلنا
مسیح ابن مریم ،، اور اس تبدیلی کے ثبوت مین آپ یہ پیش کرتے ہین و کان اللہ علی
شئی قدیرا ،، اگرچہ آپ پہلے اس دعوی اور الہام کے خود کہہ چکے ہین کہ خدا تعالے خرق
ات نہین کیا کرتا اب آپ جب مسیح ابن مریم بنتے ہین تو آپکو معلوم ہو کہ مسیح موعود کا تصور
ت یہودیون کی قوم کو اور راز کی کتابون سے ہوسکتا ہے اور اسکے مطابق مسیح موعود اسحاق
سل یہودا کے فرقے داود کے خاندان بیت رالحم کی شہر اور کنواری کے بطن
ظاہر ہوگا جب پیدا ہوگا تو مرد غمناک ہوگا اپنے لوگون سے رد کیا جائیگا دنیا
من طعن اور ٹھٹھا پائیگا آخر کا صلیب پائیگا مگر قبر کو او سپر فتح ہوگی زندہ ہوگا صعود
کا حدیثی مسیح منارہ دمشق کے نزدیک نازل ہوگا اور زرد کپڑے پہنیگا اب
یہ سب باتین خدا نے بدل ڈالین کیا قادیان دمشق ہوگیا ؟ اور آپ کنواری سے پیدا
ے - آپکی قوم اپنی اسرائیل مین تبدیل ہوگئی اور آپکی قوم کا سلسلہ اضحاق تک پہونچگیا
ا اسلام تو اسمعیل کے راگ گایا کرتے ہین اب گویا خدا نے آپکو ابن مریم تبدیل کرکے اپنے
انتظامون کو درہم برہم کردیا دُنیا کی گذشتہ تاریخ کا نقشہ ہی الٹ دیا - واہ مرزا جی واہ
مرزا جی یہہ سب نشان جو ہم نے اوپر بیان کیے ہم اوس خدا کے ابن وحید مین پاتے ہین جسکو
۱۹ سو برس اس جہان مین آئے ہوے ہوگئے اوس خدا کے قدوس نے ۱۹۰۰ سو برس قبل ایسا

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ میں حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہیں وہ اس پتہ سے - الحق - ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کریں

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچے میں ظاہر کرنا نہ چاہے تو ہم ازراہ کرم صرف انکے سوالوں کا جواب دیں گے۔

(۴) سوالات ایسے ہوں جو نیک نیتی سے لکھے دل میں پیدا ہوں محض جھگڑا اور تو تو میں میں کرنے کی غرض سے نہ ہوں

یسوع نے کہا
راہ
حق
اور
زندگی
میں ہوں

الحق

الحق کے ضوابط و شرائط

(۵) اس پرچے میں اسلام کے اعتراضوں کا جواب خاص طرح سے دیا جائے گا۔

(۶) ہم ان کتابوں پر ریویو کریں گے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوں

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کریں نہایت اختصار سے تحریر کریں اور سادہ عبارت میں تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے۔

(۸) جو صاحبان اپنے نام پرچہ خاص طور سے منگانا چاہیں وہ صرف چھ آنہ محصول ڈاک سالانہ کے ذمہ دار ہیں [illegible] ٹکٹ روانہ کر سکتے ہیں۔ اگر [illegible] ایک ہی پتہ پر [illegible] پرچے طلب کریں تو [illegible]

نمبر ۹ | بابتہ ماہ ستمبر ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

مضمون مرسلہ جناب مرزا رفیع الدین بیگ از دہلی گلی شاہ تارا منزا

جناب اڈیٹر صاحب الحق - مین نہایت ممنون ہوا کہ آپنے ماہ مئی کے پرچے مین میری تحریر چھاپ دی اُسکے ساتھ آپ نے بھی کچھ لکھا ہے اور اُسکا نام جواب الحق رکھا - اڈیٹر صاحب مجکو آپ سے یہ امید ضرور تھی کہ کچھ جواب یقیناً لکھیں گے مگر یہ گمان بھی نہ تھا کہ میری کسی بات کا جواب نہو گا اور ضرور نصیحت اور طعن بہت سے ہونگے اور اُسکا نام جواب رکھا جائیگا - آپ ضرور کہین گے کہ ہمارے نزدیک کامل جواب ہوگیا ہے مانو یا نہ مانو اس سبب سے ابکی دفع مین مختصر طور پر اپنے دعوی کو پھر پیش کرتا ہون تاکہ آپ خود انصاف کرسکین کہ آیا آپنے کچھ بھی جواب دیا ہے یا نہین -

میری کُل تحریر کا مجملاً منشا یہ تھا کہ قران شریف کی رو سے یہ ثابت ہے کہ توراۃ اور انجیل کا ایک بہت بڑا حصہ یہود اور نصاری نے بھلا دیا اُسکا ایک چھوٹا حصہ موجودہ کتب مین شامل ہے فقط - اگر آپ کو میرے اس دعوے سے انکار ہے تو مین ثابت کرنیکو موجود ہون - اب رہی تحریف معنوی ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک تحریف لفظی ہوئی ہے یہ مسئلہ مختلف ہے مگر اسپر سب کا اتفاق ہے

ار ایک بڑا حصہ اُن کتابون کا یہود اور نصاریٰ نے بھلا دیا ہی اگر آپ یہ کہین کہ گو قرآن شریف
سے یہ بات ثابت ہی ہو مگر ہم نہین مانتے تو مین عیسائی کتب اور اقوال علما سے ثابت کرسکتا ہون
چونکہ سابق مین دعویٰ اور ثبوت ملے ہوے تھی اور بیانیہ طرز مین تھے اس سبب سے آپکو موقع ملا
کہ آپ نے خلاف بحث جو چاہا لکھدیا جواب کسی بات کا نہین دیا اور طعن اور نصیحت بہت - ابکی دفعہ
مین نے اپنا دعویٰ اسقدر صاف طور پر لکھا ہو کہ آپکو سواے صاف وصریح جواب دینے کے کوئی چارہ باقی نرہیگا
آپکی عنایت سے مجکو پھر امید ہی کہ آپ اسکو اپنے اخبار مین چھاپنے سے انکار نفرمادینگے
راقم آپکا خیر طلب مرزا رفیع الدین بیگ از دہلی گلی تنا تمارا -

جواب الحق

جناب مرزا صاحب اگر ہم آپکی اس تحریر کا متعلق جواب ندین تو بھی ہمارا جواب آپکو ماہ سی کے علاوہ فروری مارچ اور اپریل مین ملسکتا ہے مگر افسوس آپنے کچھ غور نفرمایا صرف طبع آزمائی کرنیکی غرض سے اپنی سابقہ تحریر کو کچھ اختصار کے ساتھ پیش کیا ہی پہلی تحریر مین آپنے بہت سی باتین کی تھین جنکا جواب آپکو معقول دیا گیا ہی راستی پسند لوگون کیلئے وہ تحریر کافی ہی مگر ان ضد کرنیوالون کیلیے وہ کچھ بھی نہوگی - اب ہم مشتاق ہین کہ آپ قرآن سے ثابت کرین کہ موجودہ توریت و انجیل وہ کتابین نہین ہین جنکا ذکر قرآن مین ہوا ہی اور نیز یہ کہ بہت حصہ اُن نصیحتون کا یہود اور نصاریٰ نے بھلادیا جو انکو کی گئی تھین مگر لکھنے سے قبل قرآن کی ان آیتون کو خوب غور سے مطالعہ فرمائین اور تفاسیر کو بھی ملاحظہ کرین اور اپنے علما کا پہلے منھ بند کر کے قرآن کے بیان کو غلط تبلا کر تب کچھ ہمارے مقابلہ مین کہنے کی جراءت کرین وہ آیتین یہ ہین ہم صرف حوالہ لکھے دیتے ہین آپ قرآن مین تلاش کر کے خود مطالعہ کرین -

سورہ نسار آیت ۱۳۶ و ۱۵۳ سورۂ آل عمران آیت ۳ - ۶۵ و ۹۴ و ۱۸۴ سورہ البقر آیت ۸۷ سورۃ الانعام آیت ۹۲ و ۱۵۴ و ۱۵۷ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲ سورہ مریم آیت ۳۰ سورۃ الانبیاء آیت ۴۸ سورۃ الفرقان آیت ۳۵ سورۃ القصص آیت ۴۳ سورۃ السجدہ آیت ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۷ سورۃ الاحقاف آیت ۱۲ سورۃ النجم آیت ۳۶ و ۳۷ وغیرہ - یہ آیتین تو عام طور سے کتب مقدسہ کی تصدیق کرتی ہین - اب رہا یہ کہ یہ موجودہ کتابین وہی ہین اور انمین تحریف لفظی ہرگز نہین ہوئی اُنکے لیے ذیل کے چند امور گذارش کرتے ہین -

۱) صحیح بخاری مین ایک طویل حدیث ہی جو عائشہؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر عرب پر جب وحی آنی کی ابتدا ہوئی تو خدیجہؓ نے وہ حال سُنا تو محمدؐ صاحب کو اپنے ساتھ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ اپنے چچیرے بھائی کے پاس لائین اور وہ زمانہ اسلام کے قبل عیسائی ہوگئے تھے اور وہ لکھا کرتے تھے انجیل کو عبرانی زبان مین جسقدر کہ خدا لکھوانا تھا - دیکھیے یہان سے صاف ثابت ہوتا ہے

کہ حدیثون مین بھی اُسی انجیل کا ذکر ہے جو اِس زمانہ مین موجود تھی۔
۳) سورۂ آلعمران آیت ۳۹ مین لکھا ہو کہ "کہا کہ تم لاؤ توریت کو اگر تم سچے ہو"
یہ اسوقت کہا تھا جب یہود نے اس بات پر زور دیا تھا کہ توریت سے پہلے بنی اسرائیل پر سب
چیزین کھانا حلال تھا سوا اُن چیزون کے جنکو بنی اسرائیل نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا انکار کیا
بلکہ یہ کہا کہ وہ چیز ہمیشہ سے یعنی ابراہیم کے وقت سے حرام تھین۔ اب اس آیت سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ جو کتاب زمانۂ محمد صاحب مین توریت کے نام سے عام لوگون مین مشہور تھی اُسی کا
ذکر قرآن مین موجود ہو ورنہ اِسکے کیا معنے ہوے کہ "اگر تم سچے ہو تو لاؤ توریت کو اور پڑھو"
۴) صحیح بخاری مین عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہودی محمد صاحب کے پاس ایک فتویٰ
پوچھنے کو آئے۔ اور ایک یہودی مرد اور عورت کو لائے جنھون نے زنا کیا تھا۔ محمد صاحب نے
فرمایا جو شخص تم مین زنا کرے اُسکے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ اُنھون نے کہا کہ ہم دونون کا
مُنھ کالا کرکے اُن دونون زانیون کو جلاوطن کرتے ہین۔ محمد صاحب نے کہا کہ کیا تمھاری توریت
مین سنگسار کرنا نہین ہے۔ یہودیون نے کہا کہ ہمنے تو اُسمین ایسا کچھ نہین پایا۔ پھر عبداللہ ابن
سلام نے اُنکو کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور وہی آیت قرآن کی پڑھی کہ "تم لاؤ توریت اور
پڑھو اگر سچ کہتے ہو" چنانچہ توریت منگائی گئی اور وہ مقام نکالا مگر توریت کے پڑھنے والے نے
آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھدیا۔ اور اُسکو نہ پڑھا۔ مگر عبداللہ ابن سلام نے اُسکا ہاتھ رجم کی آیت
پر سے اُٹھایا اور کہا یہ کیا ہے۔ اور آگے اسی حدیث مین لکھا کہ وہ دونون یعنی زانی اور زانیہ
سنگسار کیے گئے۔ دیکھیے یہ وہی توریت ہے جسکا ذکر قرآن مین آیا ہو اور آیت اب بھی توریت
مین موجود ہے۔ احبار ۲۰

۵) سورۃ المائدہ آیت ۴۶ مین لکھا ہو کہ "اُنکے پاس توریت ہے جنمین اللہ کا حکم ہے
مگر وہ نہین مانتے پھر پیچھے پھرے جاتے ہین" دیکھیے کسقدر صاف ثابت ہو کہ جس توریت
کا ذکر قرآن مین ہوا وہ ضرور موجود تھی اور پوری کمالیت کے ساتھ اس سورۃ المائدہ مین
۴۷ و ۴۸ آیتون مین یہ عبارت ہو۔ کہ تحقیق اُتاری ہمنے توریت اسمین ہدایت اور روشنی ہے اُسپر
حکم کرتے تھے نبی لوگ جو یہود کو حکم پہنچانیوالے تھے۔ اور اُسپر درویش اور عالم
لوگ کیونکہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اُنکی گواہ تھی۔ پس مت
ڈرو لوگون سے بلکہ ڈرو مجھ سے میری آیتون پر کم قیمت مت لو۔ اور جو لوگ
حسب فرمودہ خدا حکم نکرین وہی لوگ کافر ہین اور لکھدیا ہمنے اِنکے لیے
اُس کتاب مین کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے

ناک۔ کان کے بدلے کان۔ اور دانت کے بدلے دانت اور زخمون کا بدلہ مساوی۔ پس جو بخشدے اُسکو وہ پاک ہوا اور جو کوئی حکم نکرے اُسپر جو اللہ نے نازل کیا ہے سو وہی نامنصف ہین۔ اب یہ آیتین اُس توریت مین ہین جو آج زمانہ مین مشہور ہین اور پائی جاتی ہین آپ مقابلہ کرلین۔

۶) اسی سورۃ المایدہ کی آیت ۴۹-۵۰ و ۵۱ کو آپ بخوبی ملاحظہ فرمائین تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ جس انجیل کا قرآن مین ذکر ہے وہ زمانہ محمد صاحب مین ضرور موجود تھی۔

۷) سورہ البقر آیت ۱۱۳۔ یہودیون نے کہا کہ نصاریٰ نہین کچھ راہ پر اور نصاریٰ نے کہا کہ اہل یہود نہ تھے کچھ راہ پر اور وہ سب۔ یعنی دونون فریق پڑھتے تھے کتاب (یعنی بائبل شریف توریت اور انجیل) اس سے کیا صاف ثابت نہین ہوتا کہ اُس زمانہ کے یہودی اور عیسائی جن کتابون کو کلام اللہ جانکر پڑھتے تھے اُنھین کو توریت اور انجیل کہکر قرآن مین ذکر کیا ہے۔ اب آپکا کہنا کہ بہت حصہ اُن نصیحتون کا بھلا دیا محض ضد و تعصب سے ہے ہم اپنے فروری مارچ اور اپریل کے نمبرون مین بتلاچکے کہ بھلا دینے کے کیا معنی ہین جو انجیل محمد صاحب کے زمانہ مین مروج تھی اُسکے نسخے بھی آجتک موجود ہین اسے کئی صدیون کے پُرانے نسخے بھی اور آجکل کی انجیل کا اور توریت کا آپ اُنسے مقابلہ کرلین۔

اب آپ جب اپنا دعویٰ ثابت کرنیکی کوشش کرین تو علاوہ مذکورہ بالا باتون کے اسقدر باتون کی اور بھی اپنے دلائل مین رعایت رکھین۔ کہ کب اُنھون نے بھلا دیا۔ اور کیون اور کیونکر وہ کامیاب ہوسکے؟ اور جو کچھ اُنھون نے بھلا دیا اب کسی کو یاد ہے یا محض دعویٰ ہی دعویٰ کیا جاتا ہے؟ اور جس قدر حصہ اب اُنمین شامل ہے وہ کون کون سی باتین ہین اور جو اسمین ملونی ہین وہ کونسی باتین ہین۔ اور جن جن لوگون نے یہ ملونی کی مہربانی کرکے اُنکے اسماے گرامی سے بھی مطلع کرین تاکہ ہم بھی تاریخ کی روشنی مین اُن کو جانچ سکین اور آپکے دعوے کی پڑتال کرین۔ آخری گذارش یہ ہے کہ ابحث کے اجرا کا مقصد صرف اسقدر ہے کہ جو لوگ واقعی حق و باطل مین تمیز کرنیکی خواہش رکھتے ہین اُنکی مدد کیجاے اور جو لوگ محض طبع آزمائی کیا چاہتے ہین اُنکو واجب ہے کہ اپنے اور ہماری عزیز وقت کو ضائع نکرین اسوقت تک جناب نے اپنے یہان کی کتابون کا بھی کماحقہ ملاحظہ نہین کیا ورنہ ایسے رکیک اعتراض نکرتے۔

مراسلات نمبر ۲

مرسلہ جناب منشی مولا بخش صاحب از لاہور

(۱) خدا کہتے ہین اگر ایک سے زیادہ ہین تو باہم جنگ کیون نہین ہوتی ؟
جواب خدا تو ایک ہی ہے اسی لیے جنگ نہین ہوتی اگر ایک سے زیادہ ہوتے تو ضرور جنگ ہوتی
(۲) عیسائی بجائے تثلیث کے تربیع کیون نہین مانتے آخر حضرت مریم نے کونسا گناہ کیا کہ وہ خدائی سے خارج کی گئین ؟
الجواب۔ ایسا سوال گستاخی مین داخل ہے۔ آپ عیسائیون کو چڑھانے کے لیے ایسے سوالات کرتے ہین۔ الحق نہ کسی کو چڑھانا ہے اور نہ کسی کی دلشکنی کرنا چاہتا ہے مقدسہ مریم تو لہ بیشک ہماری نجات دہندہ اور خداوند کی مان ہین کیونکہ جہان کی نجات دینے والے نے جب انسانکی نجات دینے ذمے لی تو اس مقدس کنواری کے رحم مین آنے سے نفرت نہ کی۔ مگر تو بھی حضرت مریم انسان ہین انکو خدا نہین کہہ سکتے اور نہ کبھی کسی نے کہا یہ صرف بانئے قرآن کی کوتاہ فہمی تھی کہ اُسنے ایسا گمان کیا کہ عیسائی حضرت مریم کو خدا کہتے ہین۔ سچے ایمان کے عیسائی ہرگز ایسا نہین کہتے تھے مگر اس مقدسہ کی تعظیم ضرور کرتے ہین۔ بانئے قرآن نے تو حضرت مریم کو شامل کرکے تثلیث پوری کی تھی مگر آپ اُنسے زیادہ دانا معلوم ہوتے ہین آپ نے اس قدر ضرور سمجھ لیا کہ عیسائی ہرگز مقدسہ مریم کو تثلیث مین شامل نہین کرتے تب ہی تو آپکو تربیع کی سوجھی کاش کہ محمد صاحب بھی اسقدر سمجھ لیتے تو آج اسلام اور عیسویت مین اتنا فتنہ برپا نہوتا۔ آپ کا تیسرا اور چوتھا سوال بالکل خلاف تہذیب ہے لہذا درج نہین ہو سکتا زیادہ سلام

نمبر ۳ مرسلہ جناب محمد دستگیر صاحب کلارک میڈیکل برانچ حیدر آباد دکن ۳ ربیع الاول ۱۳۱۵

جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔ تسلیم۔ آپکا قابل قدر اخبار جسکا نمبر ۱۵ جلد ۱ بابت ماہ می ۱۸۹۷ء کا میری نظر سے گذرا اسکی نمبر ۱ مین جو مضمون قرآن شریف کے بارہ مین لکھا ہوا ہے اسمین سے ہم ایک سوال کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جو کتاب مقدس کا مجموعہ آجکل آپکے ہاتھ مین موجود ہے اسمین توریت انجیل و زبور وغیرہ یہ وہ ہی بعینہ کتابین ہین کہ جو انکے نبیون پر نازل ہوئی تھین اور اب انکی اُمتون کے ہاتھ مین ہین؟ براہ کرم اسکا جواب اپنے اگلے ایشوون مین دیجیے اور ایک پرچہ اسکے جواب کا اس پتہ پر روانہ فرمائیے شہر حیدر آباد دکن دفتر معتمدی عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی صفحہ طبابت منشی غلام دستگیر۔

جواب الحق - آپ ہمارے نمبر ۲ و ۳ و ۴ جلد اول کو ملاحظہ فرمائین ہمنے قرآن ہی سے یہ ثابت کردیا ہے - اور نمبر ۹ جلد ۱ بابت ماہ ستمبر بھی ملاحظہ کرین یہ کل پرچے آپکو حیدرآباد کے پادری گولڈاسمتھ صاحب سے ملسکتے ہین بشرطیکہ آپ اُن سے اپنا شوق ظاہر کرین - اگر آپکو نہ ملسکین تو دفتر الحق مین چھہ آنہ سال تمام کے محصول ڈاک کے لیے روانہ فرمائین - تو کل پرچے روانہ ہو سکتے ہین - مختصر جواب فی الحال یہی ہے کہ بیشک یہ کتابین بعینہ ہی وہی ہین جو کچھ نبیون پر اللہ تعالے کی طرف سے بنی آدم کی ہدایت کے لیے نازل ہوا تھا - آپ یہ بھی یاد رکھین کہ اللہ کے یہان سے نبیون کو مجلد کتابین نہین ملی تھین بلکہ بنی آدم کی ہدایت کیلئے زمانہ بزمانہ الہام ہوا تھا جسکو ملہم شخصون نے قلم بند کیا -

مراسلہ نمبر ۲

مرسلہ جناب عبد الحکیم صاحب گالی فیس کلمبو از سیلون مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

(۱) حضرت عیسٰی کے حواری یعنی متی مرقس - لوقا یوحنا جنھون نے انجیل کو جمع کیا انکی سوانح عمری کی کوئی کتاب آپ کے وہان یا کسی دوسری جگہ ہو تو تحریر کرین اس سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ جس صورت پر آج ہم انجیل کو دیکھتے ہین حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد کسقدر عرصہ مین تیار ہوئی -

جواب الحق (۱) ان حواریون کی سوانح عمری جسقدر اسبات کے جاننے کیلیے ضروری ہے کہ روح القدس نے انکو انجیل نویسی کے کام کیلیے مقرر کیا وہ سب کی سب انجیلون مین موجود ہے - رسولون کے اعمال مین خاص طور سے انکی زندگی کے حالات بیان ہوئے ہین رسولون کے خطوط بھی کچھ نہ کچھ بیان کرتے ہین تاریخ تحریر کا پتہ بھی انہین سے لگتا ہے - ہر معمولی تفسیر مین اسپر بحث کیگئی ہے کہ کس وقت یہ تحریر ہوئین - خداوند مسیح کے صعود کے ساٹھ ستر برس کے اندر اندر موجودہ مجموعہ انجیل شریف کا تحریر ہوکر کلیسا مین رائج ہوگیا تھا آپ خود پادری ڈی ، ہیگن صاحب سے تفسیر مانگ کر اپنی تشفی کرلین -

(۲) یہ انجیل آپ کے پاس اسوقت موجود تھی یا مستقبل کیطرف اشارہ ہے کہ جو انجیل آیندہ

تیار ہوئی اُسپر ایمان لاؤ۔ مرقس باب ۱۵/۱ "توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ" انجیل کے معنے کتاب کے ہین نہ کہ خوشخبری وغیرہ کیونکہ دوسری جگہ یوحنا ۲۲/۲ اسلیے جب وہ مُردون مین سے جی اُٹھا تو اُسکے شاگردونکو یاد آیا کہ اِسنے یہ کہا تھا اور وہین کتاب اور یسوع کے کلام پر ایمان لائے اس سے برابر معلوم ہوچکا کہ کتاب سے مُراد کتاب انجیل جو آپ کی کتاب وہی ہے۔

جواب الحق) آپ مرقس ۱۵/۱ کے صرف ایک جُزو کو پیش کر کے غلطی کر رہے ہین اس آیت مین آیت ۱۴ کو ملا کر مطالعہ کرین جو یون شروع ہوتا ہے "یوحنا کی گرفتاری کے کے بعد یسوع نے جلیل مین آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ۔ یہ طرز دیگر اناجیل مین نہین پایا جاتا بلکہ مقدس پولوس کے طرز کلام مین ہے جیسا وہ گلاتیون ۴/۴ مین فرماتے ہین۔ یہ جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو جو عورت سے پیدا ہو کے شریعت کے تابع ہوا آپ الفاظ وقت پورا ہوا کی زور کو معلوم کرین۔ اسی طرح افسیون ۱۰/۱ مین رسول فرماتا ہے کہ وہ وقتون کے پورے ہونیکے انتظام پر سب چیزون کی سر سے خواہ وہ جو آسمانون پر خواہ وہ جو زمین پر ہین مسیح مین ملا دے۔

انجیل پر ایمان لاؤ یہ وہی بات ہے جسکو مقدس متی فرماتے ہین کہ توبہ کرو متی ۲/۳ مرقس نے خدا کی بادشاہت کا ذکر کیا ہے مگر مقدس متی آسمان کی بادشاہت کہتے ہین متی ۲/۳ آپ کیونکر فرماتے ہین کہ انجیل کے معنی خوشخبری نہین مرقس ۱/۱ مین صاف لکھا ہے۔ جناب من انجیل کے معنی تو خوشخبری ہی کے ہین نہ کہ کاغذ سیاہی اور جلد وغیرہ جب جناب منجی عالم خداوند مسیح خود موجود تھے تو کسی کتاب کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو خود مجسم انجیل تھے اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب آسمان سے بنا کر گرا تھوڑا ہی دی تھی یہ تو صرف تب ہوا جب خداوند مسیح کے مقدس حواری اپنی زبان بند کرنے کو تھے تب اُنھون نے کلک دو زبان کو کام لانا مناسب سمجھا اور روح کی ہدایت سے لکھتے تھے۔

اِس سے آپکا مطلب کیا ہے ہم نہین سمجھتے۔ خواہ وہ خداوند مسیح کے کتنے ہی عرصہ بعد لکھی گئے ہو مگر اُسکو مقدس حواری یوحنا نے خدا کی روح کی مدد سے لکھا جسکو قرآن مین انصار اللہ کہا ہے۔ دوسرا مقام یوحنا ۲۲/۲ جو آپ نے پیش فرمایا اُس سے انجیل تو مراد نہین مگر خداوند مسیح کے زبانی کلام جو وہ پرانے عہد کے نبیون کی پیشخبریون کی تصدیق مین کہا کرتے تھے یعنی

اپنی موت اور جی اُٹھنے کی بابت آپ اِس آیت کے ساتھ متی ۱۶/۲۱ ۱۷/۲۲ مرقس ۸/۳۱ ۹/۱۲ اعمال
۲۶/۲۲ کا ملاحظہ بھی کریں خداوند مسیح کے کلام کو شاگرد اکثر نہیں سمجھتے تھے مگر جب
وہ جی اُٹھا تب وہ تمام پیشنگوئیاں جو مسیح کے حق میں عہد عتیق میں درج تھیں
کہ وہ دُکھ اُٹھائیگا اور پھر اپنے جلال میں داخل ہوا اسکو انہوں نے موسے اور دوسرے
پیغمبروں کی کتابوں میں دیکھکر اُس میں پورا پایا پس تب بھی یسوع کے کلام اور
کتاب پر ایمان لائیے!! آپ ذرا لوقا ۲۴/۲۶، ۲۷ کو ملاحظہ کریں وہاں لکھا ہے کہ
ضرور تھا کہ مسیح دُکھ اُٹھاوے اور اپنے جلال میں داخل ہو اور موسیٰ اور سب
نبیوں سے شروع کرکے وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُسکے حق میں ہیں اُنکے لیے
تفسیر کیں الخ اِس سے اُنکے ایمان کو تقویت ہوئی۔ ایمان لانے سے صرف یہ مقصد ہے
کہ ایمان جو اُس سے پہلے ڈانوا ڈول تھا وہ مضبوط ہوگیا کیونکہ ابھی تک اُنھوں نے
عالم بالا سے قوت نہیں پائی تھی۔ اِسلیے لوقا ۲۴/۴۴ سے ۴۹ تک لکھا ہے اور اُسنے کہا کہ
یہ وہی باتیں ہیں جنھیں میں نے جبکہ تمھارے ساتھ تھا تمسے کہا کہ
ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسے کی توریت اور نبیوں کے نوشتوں
اور زبوروں میں میری بابت لکھا ہے پورا ہو تب اُنکے ذہنوں کو
کھولا کہ کتابوں کو سمجھیں اور اُسنے کہا کہ یوں لکھا ہے اور یوں ہی ضرور تھا
کہ مسیح دُکھ اُٹھاوے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھے اور
یروشلم سے لیکر ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی
اُسکے نام سے کیجاوے اور تم اِن باتوں کے گواہ ہو۔ اور دیکھو میں
اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن تم جب تک عالم بالا سے
قوت نپاؤ یروشلم شہر میں ٹھیرو" اب امید ہے کہ آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے
ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپکی تحریر کا جواب عرصہ میں دیا گیا وجہ صرف یہ تھی کہ آپکی تحریر
کاغذات میں گم ہوگئی تھی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ فقط

کرائسٹ چرچ مشن پریس کانپور

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
مین ہون

(انجیل یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت)

الحق

نمبر ۱۰ | بابت ماہ اکتوبر ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شرفا کے الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسیکے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتے سے۔ الحق ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر ادا کرین

(۳) تحریر اگر اپنا نام پرچے مین ظاہر کرنا نہ چاہین تو ہم از راہ تکلف انکے سوالون کا جواب دین گے۔

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسیکے دل مین پیدا ہون محض جھگڑا اور توتو مین مین کرنیکی غرض سے نہون

الحق کے ضوابط و شرائط

(۵) اس پرچے مین اسلام کے اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیا جائیگا

(۶) ہمین اکثر ان کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئے ہین

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین تنا بہت اختصار و شائستہ تحریر کرین اور سادہ عبارتین کہ سب کی سمجھ مین آجائے۔

(۸) جو صاحب اپنے نام پرچہ خاص طور سے بھیجوانا چاہین وہ محصولڈاک سالانہ کی ذرہ اہمین کے ٹکٹ بھیجین یہ ٹکٹ ہو سکتی ہین اگر چندی جاری ہو ایکسی پتہ پر دو پرچہ تک طلب کرین تو

مراسلات نمبر ا مرسلہ منشی فضل الدین صاحب از کراچی

جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔ تسلیم۔ آپ کے پرچے کمترین کی نگاہ سے بھی گذرے آنکے مطالع سے کچھ تو خوشی ہوئی اور قدرے افسوس بھی ہوا۔ خوشی تو اس امر سے ہوا کہ ممکن ہے کہ اب عیسائی اور محمدی شرفا ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ ہو کر فائدہ اٹھائین اور رہا گالی گلوچ اور طعن اور تشنیع کے حق کو پا جائین اور یون دوستانہ طرز مین عالمانہ بحث کر سکین۔ اب رہا افسوس وہ ظاہر ہے کہ اسلام کا نور خطہ عرب سے صدیان ہوئین کہ آکر ہندوستان مین چمک رہا ہے اور لوگون کی نگاہون کو اپنی روشنی سے خیرہ کر دیا۔ مگر تو بھی لوگ اپنی ضد اور تعصب سے صرف یہی نہین کہ اس نور کو دیکھکر اپنی تاریکی سے باز نہین آتے بلکہ اس نور مین نقص دکھلانے کی کوشش کرتے ہین۔ یا اللہ ایسون کا کیا حال ہوگا الٰہی ان پر رحم کر۔ ایڈیٹر صاحب مین تو ہمیشہ دست بدعا ہون کہ ان متعصب لوگون کی آنکھین اب بھی کھل جائین اور سب کے سب خاتم المرسلین جناب رسالت مآب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدمون مین بہو نچکر پناہ لین۔ آپ براہ مہربانی میرے چند خیالات پر اپنا خیال شریف ارشاد فرمائین تا کہ مین دیکھون کہ کہانتک راستی و دیانت اور حق گوئی کو آپ پسند کرتے ہین۔ آپکے نزدیک یہ کہان تک درست ہے

یہودیون نے توریت شریف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جو بطور پیشخبری
حضرت موسےٰ علیہ السلام اور دیگر انبیا علیہم السلام نے کیا تھا اسکو نکال ڈالا اور نیز نصاریٰ نے
بھی یہودیون کی تقلید مین انجیل شریف سے اسکا ذکر الگ کر دیا مینے صرف ایک ہی مرتبہ
بالاستیعاب بائبل شریف پر نگاہ ڈالی ہے جسکی طفیل اسقدر یقین ہو گیا ہے کہ ضرور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مذکور اسمین تھا مگر ان دونون فرقون نے اسکو نکال ڈالا کیونکہ
اہل غرض ہین اگر زمانہ فرصت دے اور ایک گھڑی نگاہ اسپر اور بھی پڑ جائے تو ممکن ہے کہ کچھ اور
نشانات بھی ملا ہین مگر فی الحال جسقدر ملے (جنکو مین آگے چلکر بیان کرونگا) وہ ہر اہل انصاف کے لیے
کافی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ضرور اس کتاب مین پایا جاتا ہے اور جب یہ حالت ہے
تو بھلا اسکو کیا کہا جائیگا کیا یہی نہین کہ جعلسازی کی تہ مین یہ سب کچھ پوشیدہ کرنے کی کوشش
کی گئی مگر عیان راچہ بیان کہین خاک ڈالے سے چھپتا ہے چاند روز روشن مین آفتاب کا
انکار کرنا محال ہی نہین بلکہ ناممکن ہے - مقدس یوحنا کی انجیل مین صاف اُنکو یہ خطاب ملا ہے
کہ اس دنیا کا سردار آتا ہے یہ سردار حضرت عیسیٰؑ تو ہو سکتے نہین کیونکہ وہ تو خود خبر دیتے
ہین - تبلائیے یہ کون ہے جو جہان کا سردار کہلاتا ہے ؟

(الحق) - نوازشنامہ گرامی شامہ شرف صدور لایا - اس امر کے دریافت کرنے سے نہایت ہی
مسرت حاصل ہوئی کہ الحق کا اثر اسلامی دلونمین کم سے کم اسقدر تو ہوا کہ وہ بائبل شریف کے
مطالعہ کی طرف متوجہ ہوے جسپر آپکی تحریر شاہد ہے خدا اپنا فضل کرے کہ آپ اسکو اور بھی
دل وجان سے پڑھکر اپنے لیے فائدہ حاصل کرین - یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ اگر کوئی
اہل غرض کسی امر کو چھپایا چاہے تو سب سے پہلے وہ اپنے بزرگون اور بڑون کے عیبون کو
پوشیدہ کریگا غور فرمانے کا مقام ہے کہ یہودی ملزم ٹھہرائے جاتے ہین کہ اُنھون نے
محمد صاحب جو اُنکے نزدیک بالکل اجنبی اور ناآشنا تھے اُنکے ذکر خیر کو پوشیدہ کیا۔ مٹا ڈالا۔
نکال ڈالا مگر اپنے بزرگون اور نبیون کے عیبون کو پاک نوشتون مین جیسا کا تیسا رہنے
دیا - اگر کسی امر کو نکالنا ہی تھا تو سب سے پہلے عیبون کو نکالتے تاکہ نافہمون کو ایزا دیر
تمسخر کرنے نہ دین - اب رہے نصاریٰ یہ بیچارے ناحق مورد طعن بنائے جاتے ہین -
سارے جہان کو معلوم ہے کہ عیسائی یہودی انبیا کے گروہ کو مانتے ہین جنسے نہ انکو
نجات کی توقع نہ دنیاوی نفع دیکھو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک اور نبی کو بھی نہ مان لین اسمین انکا
ہرج ہی کیا تھا نبیون کی فہرست مین ایک اور نام بڑھ جاتا - آپ تو ہمکو ایک سلیقہ شعار
شخص معلوم ہوتے ہین کیا یہ موٹی بات آپکی عقل سلیم اور طبع مستقیم مین نہین سماتی -
محمد صاحب بیچارے کوئی بہت بڑے آدمی نہ تھے عیسائیون کو کیا غرض تھی کہ اُن سے
بیر مول لیتے اب اگر انجیل سے اُنکا ذکر خیر نکال ڈالا گیا تو ضرور کم سے کم چھٹی یا ساتوین
صدی کے بعد سے نکالا گیا ہوگا - کیونکہ محمد صاحب کے ظہور کا زمانہ یہی ہے اب جب ہمکو

تیسری چوتھی اور پانچوین صدیون کی انجیل ہو بہو ایسی ہی ملسکتی ہین جیسے وہ آجکل موجود ہین تو پھر بھلا ایسے الزامون کا کیا ٹھکانا ہے ۔ آپ خود غور کیجیے ۔

جو حوالہ جناب نے اپنے نبی کی بابت پیش کیا ہمارے خیال مین آپنے اسپر کافی غور نہین کیا اگر جناب غور و تعمق سے اسکو دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ خطاب ابلیس لعین کا ہی حالانکہ ہمکو آپ کے نبی سے کچھ سروکار نہین مگر معمولی داب شرافت کے لحاظ سے ہی ہم اُنکی نسبت ایسی پیشینگوئی کو ہرگز پیش نہین کرینگے براہ نوازش اور زیادہ آیندہ اس قسم کی اپنے نبی کی بابتہ پیش کرکے زیادہ خفت نہ اُٹھائی ۔

۴) میرے نزدیک اور کل اہل انصاف کے نزدیک بھی مذہب عیسوی مین بہت کچھ اچھی اور عمدہ تعلیمین ہین اور کیون نہون آخر حضرت عیسٰی خود حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور جناب موسٰی کلیم اللہ کی سنت پر چلنے والے اور اُسکی طرف ہدایت کرنے والے تھے ہم اُنکی واجبی عزت اور تعظیم کرتے ہین اور اُنکو خدا رسیدہ اور خدا کے پیارون مین مانتے ہین کیونکہ وہ بہ خبیر قرآن شریف شاہد ہے ۔ صرف عیسائی لوگون نے فلسفانہ بت پرستی کرنے کو اُنکو خدا مان لیا اب دیکھیے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن سے یا کسی نبی سے کم نہین بلکہ زیادہ کیونکہ اللہ کے رسول اور نبی آخر الزمان ہین ۔ اپنی امت کی درستی کے لیے کیسی عمدہ تعلیم یعنی قرآن چھوڑ گئے اور ظاہری عبادت کو کلمہ ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ حج ۔ نماز ۔ انپر عمل کرنے سے ہم جنت کے مستحق ہین ۔ اب کس بات کی کمی ہے جسکی ضرورت آپ ہمپر ظاہر کرنا چاہتے ہین ۔ ؟

۲) الحق ۔ خداوند مسیح کو تو آپ مجبوراً مانینگے اور یہان آپکا قول لفظاً درست معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب روز روشن مین چھپ نہین سکتا اسلام کے علم پر تو ہلال لہرایا کرتا ہی اور ہلال ہمیشہ آفتاب کے مقابل ماند ہے ۔ ہمکو اقبال ہی کہ جناب محمد صاحب نے اپنے زمانہ مین عرب کی تاریکی مین بہت کچھ روشنی دی ۔ بہت سے بُتون کی خدائی توڑ ڈالی بہتون کو اللہ کے عرفان تک پہونچانے کی کوشش کی لیکن تعجب کا مقام ہے کہ آپکے نزدیک وہ نبیون کے سردار خاتم الانبیا اور جانے کیا کیا ہین ۔ نماز کے بارے مین اگر موسٰی اُنکو صلاح و مشورہ نہ دیتے تو مسلمانون کی تمام جماعت کی جماعت کو زیست بھاری کیونکہ پچاس نمازین روزانہ کچھ آسان بات نہین ہی ہمکو تسلیم ہے کہ روزہ نماز زکوٰۃ عمدہ رسمین ہین بشرطیکہ گناہ اور نفس کی گندہ خواہشین بھی اسکے ساتھ ہی ساتھ دفن ہون ۔ اور اگر یہ نہین تو پھر وہی مثل ہے کہ برتن کو اوپر سے دھویا مگر اندر غلاظت سے پُر ۔ ہمنے کبھی نہین سُنا کہ آپ کے نبی نے کوئی طاقت آپ لوگون کو ایسی بخشی ہو کہ جس سے بُری خواہش اور گناہ کا دفع دخل ہو ۔ ہماری نجات دہندہ نے ہمکو روح القدس کے سپرد کیا کہ ہمکو پاکیزگی کی طرف مائل کرے اور ہماری ہدایت و نگہبانی کرے اُسی کی ضرورت

آپ لوگون پر ظاہر کیا چاہتے ہین - اور یہی البحق کے اجرا کا اصل مقصد ہے -
(۳) دیکھیے ہمارے بڑے اور دین کے مبتدا خلیل اللہ اور اُنکے فرزند نیک ارجمند حضرت نبینا جناب اسماعیل علیہ السلام کعبہ شریف کو بنا کرکے قائم کر گئے جہان اُنکی اُمت سچی اور برحق اللہ کی عبادت اور پرستش کے لیے جمع ہوتے ہین اُس بیت المقدس مین ہمارے گناہ معاف ہوتے ہین اور یہ آسمانی نقشے پر بنا ہوا ہے اُسکے محافظ فرشتگان ہین بھلا کوئی مقام آپکے ہادیون نے بھی بنایا یا بتا گئے -
یہودی کھسیانے ہوکر اسباط کا ذکر تک نہین کرتے اگرچہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بابت تو کچھ ذکر کیا ہے مگر عیسائی ایک درجہ اور بھی اہل یہود سے آگے بڑھ گئے کہ بہ سبب حسد و عداوت حضرت اسماعیل کا ذکر تک انجیل مین نہین کیا - اب اگر اسکو یا سداری اور جعلسازی اور بے ایمانی نہین کہتے تو بتلائیے کیا کہتے ہین خدا کی کتاب مین سے ایسے بڑے بڑے واقعات کا حذف کرنا آپ لوگون کی نگاہ مین کیا ہے ؟
البحق - خیر صاحب عیسائیون کو آپ چالاک کہیے جعلساز کہیے جو جی مین آئے وہ کہیے زبان آپکی ہے - اگر انھون نے کعبے کے بنانے والے کا ذکر ہٹا دیا تو کوئی بڑا جرم نہین کیونکہ آپ کے حضرت محمد صاحب نے تو اُنکو بہشت ہی سے نکال دیا وہان کے لائق بھی نہ رکھا آدم سے ملے خلیل اللہ سے ملے موسیٰ سے ملے یحییٰ سے ملے مگر بیچارے اسمٰعیل جو انکے مورث اعلیٰ تھے وہ کہین نظر نہ آئے اب تبلائیے یہ کیا ہوا اُسکو کس نام سے نامزد کیجیے گا مقدس پولوس گلاتیون کے خط باب۴ مین اسماعیل اور اُنکی والدہ کا ذکر کرتے ہین وہان پڑھکر اپنی تسلی آپ خود کرلین ؟
(۴) عیسائیون کا یہ ایک دعویٰ بڑی دون کا ہے کہ صرف حضرت عیسیٰؑ ہی آسمان تک پہونچا سکتے ہین کیونکہ آپکے البحق کی پیشانی پر راہ حق وغیرہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے - اور کیا ہمارے حضرت اپنی امت کو جنت مین نہین پہونچا سکتے - امید ہے کہ آپ ان معروضات کا جواب عنایت فرما کر ممنون کرینگے - آپکا خیر اندیش فضل الدین از کرانچی -
جواب البحق - حضرت عیسیٰؑ کی آسمان مین ہونیکا ثبوت تو آپکو آپ کے پیغمبر دے گئے اب اگر آپ اُنکی بات کو رد کرین اسکا آپکو اختیار ہے - محمد صاحب کے آسمان مین ہونیکے لیے محمدیون کی دعا شاہد ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے دل مین کچھ شک ہے آخر مین ہم گزارش کرتے ہین کہ آپنے جو کہا کہ "مین دعا کرتا ہون" آپکو معلوم رہے کہ یہ طریق سچائی پر لانے کا تو مسیحی مذہب کا ہے اگر البحق کا اڈیٹر کسی اسلامی ملک مین ہوتا تو وہان صرف تین ہی دلیلین ہین جو اکثر پیش ہوتی ہین قرآن - جزیہ - تلوار - والسلام !

رباعی

کم کہتے ہین ہرگز نہ سوا کہتے ہین	جو کچھ کہتے ہین ہم بجا کہتے ہین
اللہ کی کل صفتین ہین تجھسے ظاہر	حق ہے کہ تجھے زندہ خدا کہتے ہین

نمبر ۲ مرسلہ مولوی کریم الدین صاحب مغلسرائے

جناب اڈیٹر صاحب النجم کانپور۔ تسلیم آپنے قرآن شریف اور علماء دین محمدی کو اپنا گواہ بناکر اسبات کے ثابت کرنے پر کمر باندھی ہے کہ دین عیسوی کی کتابین جو کہ آجکل آپ لوگون کے پاس ہین وہ برحق ہین اپنے اخبار کے نمبر ۶ مین آپ نے اس امر کا دعوی کیا ہی کہ صرف جناب مسیح از روے قرآن معصوم ہین جسکو آپ ثابت کرنیکا وعدہ کرتے ہین۔ ہم آپ کی داد دیتے ہین کہ آپ نے بہت آسان راہ اختیار کی ہی مگر آپ خوب یاد رکھین کہ اگر آپ اس بات کے ثابت کرنے مین کامیاب ہوگئے کہ دین مسیح کا بانی سب نبیون سی افضل ہے اور وہی صرف معصوم مطلق ہے تو آپ پر ایک بہت بڑی جرح عدالت منطق مین یہ ہوگی کہ پھر دین محمدی کا بانی جسنے آپکی کتابون کی تصدیق کی آپکے ہادی کو معصوم ٹھہرایا تو اُنکے خود ہونے کی ضرورت کیا تھی۔ جسکا جواب آپکو اور آپ کے بزرگون کو دینا محال ہوجائیگا ہان الزامی جواب پر آپ لوگ تیار ہو جائینگے کہ وہ نبی نہ تھے اور اگر ایسا آپ لوگ کرینگے تو دوسرا سوال جرح یہ ہوگا کہ پھر اُنکی بات کو سنداً پیش کرنا کیا معنی؟ مگر ہم قبل اسکے کہ آپ ہمارے سوال کا کوئی جواب دین آپکو بتائے دیتے ہین۔ کہ جو کچھ آپ کتب مقدسہ کے بارہ مین از روے قرآن شریف فرمارہے ہین وہ بالکل درست مین اُن لوگون مین ہون جو کتب مقدسہ کو برحق جانتے ہین ہان اُسکی اُن تعلیمون کا قائل نہین ہون جنکو حضرات عیسائی اپنی داغی توتون سے پیدا کرکے لوگون کو سنوایا چاہتے ہین کہ اسمین مسئلہ تثلیث ہی مسئلہ کفارہ ثابت ہے حضرت مسیح کا صلیب پر مرجانا ثابت ہی یا اُنکا قبر مین رہنا۔ ہمارے نبی کو صرف اس ضرورت سے اللہ تعالی نے دُنیا مین بھیجا کہ حضرت مسیح کی صحیح تعلیم لوگونکو سنائین اور خدا کا راستہ بتلائین۔ چونکہ اللہ جلشانہ کے علم مین ہر بات ازل سے موجود ہے اُنکے علم مین یہ بھی تھا کہ حضرت مسیح کی امت ایک وقت اصل تعلیم سے گمراہ ہوجائیگی۔ اسلیے حضرت رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر توریت شریف مین بیکار کردی اور خود جناب مسیح نے بھی اُنکے آنے کی خبر دی۔ ورنہ آپ بتلائین تو حضرت ختم الانبیا کے قبل کسنے اسقدر مخالفت اس امر کی کی کہ نصاری اس سیدھی راہ سے بہکینگے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین صاف اسی بات پر زیادہ زور دیا "لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح

ابن مریم" ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کفر کو دور کرنے اور ظلمت مین شمع ہدایت
دکھلانے کو مبعوث ہوئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسکے قبل عیسائی فرقہ حضرت مریم کو تثلیث
اقنوم ثالث مانتا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور جب اللہ کے رسول مقبول
محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی تردید بحکم رب کی تو کسی کی مجال نہوئی کہ آنحضرتؐ کا مقابلہ
کرتا یا اُنپر فتوی کفر دیتا اُسکے بعد سے بجائے حضرت مریم کے روح القدس ایک نامعلوم شے کو
اقنوم ثالث مانا اور یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کرلئے۔

کیا اچھا ہو کہ آپ اُن سب آیات کو جن مین نصاریٰ کو تثلیث پرستی کا الزام دیا ہے ۔ ایک
جگہ قرآن کریم سے اخذ کرکے اپنے پرچہ مین درج کرکے ناظرین کو موقع دین تاکہ وہ آپ سے
یہ سوال کرسکین کہ حضرت جب قرآن شریف نے کتب مقدسہ کی شہادت دی تب تو آپنے
اُن آیتون کو بڑی زور سے پیش کرکے بیچارے مسلمانون کو عذاب الیم سے ڈرایا تھا
مگر یہ آیتین جن مین آپ لوگون کو مشرک ٹھرایا گیا ہے اُنکے رو سے آپ پر عذاب الیم کا فتویٰ
ہے یا نہین اسکا جواب بھی کچھ ہے یا یہ کڑوی گولی آپ کھانا نہین چاہتے اگر آپکو اُن آیات کو
اخذ کرنے کی فرصت نہو تو مجکو ارشاد فرمائین مین سب کی سب لکھکر ارسال خدمت کرون
بشرطیکہ آپ درج پرچہ کرین۔ آپ ایک جز سے استدلال کرکے فتح نہین پاسکتے اگر مانتے
ہین تو کل کو مانئے ورنہ جز بیئے اگر کوئی نتیجہ آپکے حسب حال نکلے تو ہمسے غیر مقلدون کی نگاہ مین
کوئی وقعت نہین رکھیگا۔

بہرحال مین آپکی طرز استدلال کا مداح ہون۔ کڑہ مانک پور کے معترض صاحب کے کرخت
الفاظ میری رائے مین بہت کچھ خلاف تہذیب تھی مگر آپ نے بھی اونکا گھر پورا کرنے مین
کوئی کسر باقی نہین رکھی۔ زیادہ نیاز آپکا نادیدہ نیازمند

کریم الدین از مغلسرا ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۰ ع

نور الحق۔ جناب من۔ آپکے قابل قدر تحریر کو ہمنے بڑی دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ ہمکو اس
امر کے دریافت کرنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ آپ غیر مقلد ہین۔ گو اسبات کیلیے
کہ کوئی مسلمان بائبل شریف کو سچا و اصلی قبول کرے مقلد و یا غیر مقلد ہونیکی چندان ضرورت
نہین کیونکہ قرآن سب کو مجبور کرتا ہے کہ اُنکو سچا و اصلی مانین ورنہ عذاب الیم سے بچنا
محال ہے۔ ہمکو اس سے بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے خندان پیشانی سے اقبال کیا کہ آپ اُس
گروہ مین سے ہین جو کتب مقدسہ کو برحق جانتے ہین۔ آپ نے اپنی منصف مزاجی کا ثبوت
بھی جناب معترض صاحب کڑہ مانک پور کی روش کو ناپسند کرکے دیدیا۔ جو کچھ اُن کے
متعلق ہمارے جواب پر آنجناب نے فرمایا اُس کے لیے بھی ہم آپ کے مشکور ہین۔ آپ
تکلیف نکرین ہم خود موقع مناسب پر اُن سب آیات کو جنکی طرف جناب نے اشارہ کیا ہے اپنے
پرچہ مین نقل کرکے بتلا دینگے کہ کیون اُس جز کو کل مین سے ہم قبول نہین کرتے اور اگر آپ

واقعی غیر مقلد ہونگے تو ضرور ہمارے ساتھ متفق ہونگے ورنہ ہمکو انکی بابت یہ کہکر صبر کرنا پڑیگا کہ ہاتھی کے دانت کھانیکے تو اور ہین لیکن دکھانیکے اور۔ جب عدالت منطق مین ہمپر کوئی جرح ہوگی تو ہم اُسکو میزان منطق ہی مین تو لکر پورا جواب عرض کر دینگے۔ آپنے جو مسئلہ تثلیث کفارہ اور خداوند مسیح کی موت پر اپنا خیال ظاہر فرمایا اسکو ہم اپنے اخبار مین آیندہ کسی وقت بحث کرکے تبلا دینگے کہ یہ مسائل بالکل برحق ہین۔ فی الحال صرف ایک اور بات کچھ عرض کرنا ہی کہ "تاریخ شاہد ہے کہ اسکے قبل عیسائی فرقہ حضرت مریم کو تثلیث کا اقنوم ثالث مانتا تھا اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور جب اللہ کے رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی تردید بحکم رب کی تو کسی کی مجال نہوئی کہ آنحضرت کا مقابلہ کرتا یا اُنپر فتوی کفر دیتا اسکے بعد سے بجائے حضرت مریم کے روح القدس ایک نامعلوم شے کو اقنوم ثالث مانا اور یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کر لیے"۔ اسمین صرف اسقدر تو سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے تھے باقی عبارت کی بابت نہ معلوم آپ کونسی تاریخ پیش کرینگے ہمارے نزدیک تاریخ ہر جگہ آپکا ساتھ چھوڑ دیگی۔ آپ گویا ہمکو یہ تبلاتے ہین کہ جناب محمد صاحب سے قبل کسی نے بھی اس سچے ایمان کی مخالفت نہین کی کیونکہ آپ یہ بھی بڑی زور سے کہہ چکے کہ "آپ تبلا ئین تو حضرت ختم الانبیا کے قبل کس نے اسقدر مخالفت اس امر کی کہ نصاری سیدھی راہ سے پھر گئے"۔ مختصر جواب تو یہی ہے کہ کیونکر کوئی کہتا جب وہ سیدھی راہ سے پھرے ہی نہین کیا الزام لگاتے ہوے اُنکا دل اُنکو خود الزام نہ دیتا ضرور لوگون کے دل مین خدا کا خوف تھا مگر یاد رکھیئے کہ آپکے نبی صاحب نے ایسا الزام دینے مین کوئی جدت نہین دکھلائی ہان یہ ضرور کیا کہ اُن پرانے الزامون کے منہ پر زیادہ کیچڑ لیپٹ کر لوگونکو دکھلایا جس سے وہ بوسیدہ پرانے الزام زیادہ بدنما اور گھنونے دیکھائی دیئے اُنھون نے انتہا درجہ کا مبالغہ کیا جس سے زیادہ اُنکے نزدیک ہونا ہی ممکن تھا مگر آج کل کے جاہل مُلّاؤن نے ان الزامون پر مبالغہ کرنے مین اضافہ کیا ہی کہ بیچارے محمد صاحب کو اپنا مبالغہ بازیچہ طفلان معلوم ہوتا ہوگا اگر کبھی آپکی نگاہ سے مرزای قادیانی کی تحریرین گذری ہون تو ہماری بات کی تصدیق کر سکتے ہین یا ایک ناپاک رسالہ جو کسی غلام محمد کی تصنیف ہے اور جسکو حیدرآباد محمڈن ٹریکٹ سوسائٹی نے شائع کیا ہی یا اگر آپنے پنجاب کے مسلمانون کے مشہور وکیل نور علی نور کو کبھی پڑھا ہو۔ اب ہم آپکو مختصر طور سے تبلائے دیتے ہین کہ محمد صاحب چھٹی صدی مین ظاہر ہوے اِن سے قبل پہلے پانچ صدیون مین کیا کچھ بیچارے عیسائیون کے ساتھ گذرا اور خود انکے درمیان ہی سے اُنکے مخالف پیدا ہوے اور یہ ہونا ضروری تھا کیونکہ ابلیس لعین اپنے کام مین ہر وقت ہوشیار رہے وہ گیہون کے درمیان کڑوے دانے بونے کی تاک مین لگا رہتا ہی اور جب اُسکو موقع ملتا ہی اُسی وقت اپنا کام پھرتی سے کرتا ہی۔ آپ لوگون کا یا تو یہ افترا ہے یا نافہمی کہ مسیحیون کو تین خدا ماننے والا جانتے ہین اُنکا ایمان ہی یہ ہے کہ کوئی خدا نہین مگر ایک اور یہ ایک خدا علم وارادے کے بغیر نہین ہو سکتا یہہ ذات واحد جسکو ہم

خدا کہتے ہین اسمین تین دائمی وجود ہین جو کسی صورت مین بھی ایک دوسرے سے الگ نہین ہو سکتے نہ عقل
نہ خیال مین نہ قیاس مین۔ اب جب ہم کہتے ہین کہ خدائے تعالیٰ ازل سے یعنی ہمیشہ سے ہے تو واجب ہے کہ اُسکی
صفات بھی ازلی ہون اور ذاتی ہون اب خدا کی صفتون مین سے ایک صفت تخلیق کی ہے اب اس صفت
لحاظ سے باپ سے بیٹا یعنی مسیح خداوند مولود ہوا مگر اس تولد سے باپ کی یا بیٹے کی ذات مین کوئی فرق نہ
آیا نہ تقسیم ہوئی بلکہ بیٹے کی ذات وہی باپ کی ذات ہے پس بیٹا باپ کی برابر باعتبار الوہیت مگر اُسنے
انسانی ذات کو اختیار کیا پس بلحاظ انسانیت بیٹا باپ سے کمتر اور اسی سے باپ اور بیٹے کی ذات مین امتیاز
حقیقی ہے۔ لیکن باپ اور بیٹے کی مرضی مین کوئی فرق نہین اب اسمین بھی امتیاز ہے چونکہ باپ کی مرضی اصلی
یعنی کسی کے پاس سے نہین آئی مگر بیٹے کی مرضی باپ کی ذات کے ساتھ ایک ہونے سے باپ کے پاس سے آئی ا
چونکہ خدا کی لاتعداد صفتون مین سے ایجاد بھی ایک صفت ہے اور یہ صفت بھی ازلی یعنے ہمیشہ سے ہے۔ اب اس
ازلی صفت سے باپ اور بیٹے سے روح القدس صادر ہوا۔ مگر ان تینون اقانیم یعنی اب۔ ابن ا
روح القدس کی ذات مین کچھ تقسیم نہین ہوئی بلکہ اس تیسرے اقنوم روح القدس کی ذات و
باپ اور بیٹے کی ذات ہے انہین سے بلحاظ ذات ازلی کے کوئی کسی سے آگے یا پیچھے نہین تینو
ازلی ہین مگر پھر بھی تین ازلی نہین مگر ایک ازلی تین خدا نہین بلکہ صرف ایک ہی اکیلا سچا خدا ہے
ان تینون کی مرضی مین کچھ بھی فرق نہین۔ لیکن ہر اقنوم کا ایک ایک شخص ضرور ہے باپ بیٹا اور
روح القدس کا ذکر مسیحی اس طرز سے کرتے ہین کہ تینون اقنومون مین اتحاد بھی رہتے اور [illegible]
بھی ہو بس یہی سچا عقیدہ مقدس تثلیث کا مسیحی مانتے ہین یہ صریح بہتان ہے کہ کوئی کہے کہ
تین خدا مانتے ہین۔ ہم یہ بھی کہتے ہین کہ ہر ایک وجود صفت اعتباری نہین ہے مگر اقنوم
ضرور ہے۔ علم ارادہ۔ حکمت اور حیات۔ صفات اعتباری ہین ہر ایک وجود مین یعنی ہر اقنوم
ہر ماہیت مین یہ صفات اعتباری فی نفسہ موجود ہین کیونکہ کسی کی ذات مین کچھ فرق نہین ہوا۔
اس ایمان کو تمام سچے مسیحی اُس روز سے مانتے آئے جب روح القدس اُنپر پہلے رسولون مین مو
نازل ہوئی الوہیت مسیح کے قابل تو خود مسیح خداوند کی حین حیات مین تھے آپ مقدس پطرس اور
مقدس تھوما کے اقرارات ملاحظہ فرمائین "تو زندہ خدا کا بیٹا ہے" "اے میرے خداوند اور اے
میرے خدا" اہل یہود نے بھی مسیح خداوند پر یہی الزام لگایا۔ رسولون کے مریدون نے
بھی اسی ایمان کو قبول کیا مقدس یوحنا نے اپنی انجیل خاص کر انھین لوگون کے لیے لکھی
جو رسولی زمانہ مین خداوند مسیح کی بابت طرح طرح کے خیال کرتے تھے منجملہ اور خیالات کے بعض
لوگ اُسکی الوہیت کے بھی منکر تھے۔ اور مابعد ہر زمانہ مین طرح طرح کی تاویلین کرتے رہے۔

(باقی آئندہ)

کرائسٹ چرچ مشن پریس کانپور

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی مین ہون

بغیر میرے وسیلہ کوئی باپ کے پاس نہین آتا

(یوحنا ۱۴ باب ۶ آیت)

الحق

نمبر ۱۱ | بابتہ ماہ نومبر ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۱

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتے سے الحق ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچے مین ظاہر کرنا نہ چاہے تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالون کا جواب دینگے۔

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کئے گئے ہون نہ محض جھگڑا اور توہین کرنیکی غرض سے ہون۔

الحق کے ضوابط و شرائط

(۵) اس پرچے مین اسلام کے اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیا جائے گا۔

(۶) اُسمین اکثر اُن کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئے ہین۔

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارتین تاکہ سب کی سمجھ مین آجائے۔

(۸) جو مسلمان اپنے نام پرچہ خاص طور سے پرچہ منگانا چاہین وہ صرف محصول ڈاک سالانہ کے ذمہ دار ہین ۱/ کے ٹکٹ مین ۱۲ پرچے تک ڈاک ہو سکتی ہین۔ اگر چند محمدی بھائی ملکر ایک ہی پتہ پر ۲۰ پرچے تک

بقیہ جواب نمبر ۲ مندرجہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

چونکہ اہل اسلام خدا مین ارادہ اور علم نہین مانتے اسی لیے لفظ تثلیث یا خدا کی ذات مین اقنوم کا تشخص سُنکر چونک جاتے ہین۔ لیکن اگر اپنے یہان کے فلاسفرونکی عقائد اور ذات باری تعالیٰ کی بابتہ اُنکی تعریف پر غور کرین تو اُنکو معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ بھی ذات واحد مین تثلیث کے قایل ہین۔ نظیراً کاشانی کو ہم پیش کرتے ہین وہ اپنی مشہور کتاب اصطلاحات مین ذات الٰہی کی تعریف یون کرتے ہین (ہم اُنکی عربی عبارت کے ترجمہ پر اسجگہہ اکتفا کرینگے)۔ "پہلی تجلی ذات کی تجلی ہے جس مین ذات ذات پر بیان ہوتی ہے۔ اور یہ تجلی حضرت الاحدیت ہے۔ جسمین لغت اور رسم نہین ہے کیونکہ ذات یعنی وجود حق محض وحدت ہو۔ اور جو کچھ وجود کے سوا ہو سو ہستی اور عدم مطلق ہے۔ دوسری تجلی ذات کا وہ مرتبہ ہے جس مین ممکنات ثانیہ کے اعیان ظاہر ہوتے ہین اور اس مرتبہ مین شیون الذات یعنی

وہ چیزین جو ذات مین چھپی ہین ذات پر معلوم ہوتی ہین اور یہ پہلا تعین ہے جو عالمیت اور قابلیت کی صفت رکھتا ہے"

اگر کوئی دیگر علماء اسلام کی تحریرون کو بھی ذرا باریک بینی سے پڑہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری تعالی کی تعریف کرتے وقت اونکے ذہن مین بھی کثرت فی الوحدت کا ہی تصور رہتا ہے بلکہ خود بانئی قرآن نے اُسکا صاف صاف اقرار کرلیا ہے۔ یعنی جب خداوند مسیح کو کلمتہ اللہ کہا اور روح منہ کا بھی ذکر کیا تو فوراً گمان ہوتا ہے کہ ذات واحد مین کثرت کا مدعی قرآن بھی ہے گر ہان فرق اتنا ہے کہ قرآن بلا تمیز اور تشخص کے اوسکو خدا کے ساتھ ایک ہی کر دیتا ہے گر مسیحی اب - ابن - روح القدس کا ذکر اسطرح کرتے ہین کہ ذات واحد کے ساتھ پورا پورا اتحاد بھی رہے اور امتیاز بھی ظاہر ہو -

جناب مولوی کریم الدین صاحب آپکا یہ کہنا کہ محمد صاحب کے قبل عیسائی حضرت مریم کو تثلیث کا اقنوم ثالث جانتے تھے اور جب محمد صاحب نے بحکم رب اسکی تردید کی اُسکے بعد سے بجای حضرت مریم کے روح القدس ایک نامعلوم شئے کو اقنوم ثالث مانا اور یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کرے ہمکو حیرت مین ڈالتا ہے کہ آپ کیا کہ رہے ہین اور بڑا غضب یہ ڈھا رہے ہین کہ اسکو تاریخ کی بنا پر پیش کرتے ہین۔ بھلا بتلائے تو کس تاریخ مین آپ نے یہ پڑہا۔ ہمکو یہ بھی معلوم نہین پڑتا کہ آپ مقدس تثلیث کے عقیدہ پر اعتراض کر رہے ہین یا محض اقنوم ثالث پر۔ بہر حال ہمنے فرض کرلیا ہے کہ آپکا اعتراض وہی پرانا دقیانوسی اعتراض ہے کہ ذات واحد مین تثلیث ممکن نہین ہے۔ اب جب آپ یہ فرما رہے ہین کہ پہلے مقدسہ مریم کو اور مابعد روح القدس کسی نامعلوم شئے کو شامل کرکے تثلیث کے تین اقنوم پورے کرلیئے تو آپ کو معلوم ہو کہ کسی عیسائی فرقہ نے مقدسہ مریم کو اس ذات باری مین جسطرح آپ بیان فرماتے ہین شامل نہین کیا۔ اسقدر تو ضرور ہے کہ بعض لوگ مقدسہ مریم کی تعظیم مین مبالغہ کرنے لگے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ وہ تثلیث کے تین اقنوم مین سے ایک مقدسہ مریم کو قرار دیتے ہین۔ مگر جو لوگ کیتھولک ایمان رکھتے تھے یعنی کلیسیا جامع کہلاتی تھی اور رسولون کی جانشین تھی وہ اب - ابن روح القدس ہی کو ذات باری مین مانتے تھے اور آجتک بھی ایسا ہی مانتے ہین۔ چوتھی صدی کے آخر مین ایک فرقہ کولی رِڈیسین پیدا ہوا جو ایک بدعتی فرقہ تھا اور یہ فرقہ مقدسہ مریم کی حد سے زیادہ تعظیم کرتا تھا مگر کلیسیا انکو ہمیشہ خارج کرتی رہی اور بدعتون مین شمار کرتی تھی۔ ہم ذیل مین اختصار کے ساتھ

ابتدائی پانچ صدیون کی بدعتون کا حال سنائے دیتے ہین تاکہ آپکو معلوم ہوجائے کہ محمد صاحب ہی کوئی پہلے شخص نہ تھے جنہون نے عیسائیون کے صحیح ایمان کی مخالفت کی ہو البتہ وہی بات جو ہم اکتوبر کے پرچے مین لکھ آئے کہ بعض اُن پرلیپے الزامون کو زیادہ بدنما کرکے دکھایا اور یہ اُنکی اپنی سوجھ بوجھ تھی۔ اور آپکو معلوم ہوجائے گا کہ عیسائیون کا صحیح ایمان دربارۂ ذات باری تعالیٰ جیسا شروع سے صاف و درست تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ نہ اسپر اُن بدعتیون کا کچھ اثر ہوا اور نہ آپ کے پیغمبر صاحب کا کیونکہ اُنھون نے کوئی نئی بات نہین کی اور اگر بقول آپ کے کسی نے محمد صاحب کا مقابلہ نہین کیا یا اُنپر کفر کا فتویٰ نہین دیا تو کیا ہوا۔ غالبًا عیسائیون نے اِس شعر کے مطابق کاربند ہونا زیادہ قرین مصلحت سمجھا ہوگا ؎ صاحب نظر نباشد دربند نیک نامے + خاصان چہ باک دارند از گفتگوی عامی و مولانا کریم الدین صاحب آپکو واضح رہے کہ اُس منجیٔ عالم سرورِ کائنات ربنا المسیح نے اپنے حواریون کو تبلا دیا تھا کہ ایسے لوگ بھی کلیسا کے باہر و نیز اندر سے پیدا ہوجائینگے جو سچے ایمان مین خلل انداز ہونگے۔ اُسنے خبردار رہنے کو بھی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ خود رسولون کے زمانہ مین بدعتین کلیسا کے باہر اور اندر بھی موجود تھین خاصکر ابیونایٹ اور ناسٹک بدعتین اپنا مہلک اثر رسولی زمانہ مین بھی دکھلا رہی تھین۔ اِنکی بابتہ مقدس پولوس رسول گلاتیون کے خط مین ذکر کرتا ہے علاوہ اِسکے مقدس پطرس کے خلاف شمعون مجوسی کی جھوٹھی تعلیم پھیل رہی تھی اور مقدس یوحنا کے خلاف سرنتھس کی بدعت برپا ہوئی۔ یہ لوگ اپنی علم اور لیاقت کے فخر مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ انجیل مقدس کی سادہ اور پُر معنی تعلیم اُنکی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ اور اپنے دل کو خوش کرنے کو اُسکی تاویلین کیا کرتے تھے۔

(۱) ابیونایٹ کا اعتقاد حق سے بہت دور تھا۔ یہ لوگ خدا کے تجسم کا بھی انکار کرتے تھے اور موسوی شریعت کی پابندی اپنا فرض خیال کرتے تھے بلکہ کل دنیا کے لیے اُسکو لازمی جانتے تھے۔ خداوند مسیح کی معجزانہ پیدائش کے بالکل منکر تھے۔

(۲) ناسٹک بدعت۔ اپنے نئے مذہب یعنی مسیحیت کو پرانے مذہب کی اصلاح قرار دیتے تھے مسیح خداوند کو صرف دوسرا موسیٰ ماننا چاہتے تھے۔ اِنکے کئی فریق ہوگئے۔ کوئی کچھ مانتا تھا اور کوئی کچھ بہر حال تھے سب کے سب بدعتی۔

(۳) مونٹی نزم یہ فرقہ دوسری صدی کے انجام مین جاری ہوا مگر اسکو بدعتی نہین
کہہ سکتے کیونکہ نوسٹک فرقہ کی ضد مین جاری ہوا تھا - نوسٹک لوگ اپنے علم اور لیاقت پر
فخر کرکے پاک نوشتون کی تاویل اپنے مرضی کے مطابق کرتے تھے برخلاف اسکے مونٹینس
پاک نوشتون کو بلا تاویل کے قبول کرتے تھے مگر ان الہام کی تعریف سچے اعتقاد کے خلاف
ہونے تھی اور بعضے ایسے مسائل جاری کئے تھے جو پاک کلام کے منشا کے بالکل خلاف تھے -

(۴) منیکین بدعت - دوسری صدی تک جسقدر بدعتین پیدا ہوئین وہ اسکندریہ
کے مسیحی عالمون کی کوشش اور سرگرمی سے بالکل نابود ہو گئی تھین مگر تیسری صدی
مین یہ سب غلطیان ایک بہت بڑی بدعت منی - نیکیین بدعت کے نام سے مشہور ہوئین
یہ بدعت زیادہ تر مذہب زرتشت اور بدھ مذہب کے اصولون سے مشابہت رکھتی تھی -
بلکہ اُس زمانہ کے لوگون کا بھی گمان تھا کہ منیکین اعتقاد مذہب زرتشت کی اصلاح
کرنیکو جاری ہوا ہے - اسکا بانی یہ خیال کرتا تھا کہ وہ تسلّی دینے والا جسکا وعدہ مسیح نے
اپنے رسولون سے کیا ہی وہ مجھکو ملگیا اور کلیسیا کو یہودی عقائد کے قید سے رہائی
دینے کو پیدا ہوا ہون -

(۵) مونارکین ازم - یہ وہ بدعت ہی جو ایریس بدعتی کے عقیدے کا بنیادی پتھر ہوئی
دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے شروع مین آہیرمن اور تھوڈوسیس اس
بدعت کے مشہور معلم تھے اُنکا اعتقاد تھا کہ مسیح ذاتی الوہیت نہ رکھتا تھا بلکہ برعکس
اسکے صرف روح القدس کا اُسپر خاص سایہ اور اثر تھا - اصل مین منارکین بدعت
جو اس زمانہ مین برپا ہوئی تھی اُسکا یہ اصول تھا کہ خدا کے بیٹے کی ذات کا انکار کرکے
خشک توحید کا مسئلہ جاری کرین - انکے دو فریق ہو گئے ایک فریق نے مسیح کو باپ سے
ذاتی درجہ مین کم ٹھہرایا اور یون مسیح کی ازلی ابنیت کے جلال مین فرق ڈالنا چاہا -
دوسرا فریق باپ اور بیٹے مین امتیاز نکرتا تھا دونون کو بالکل مخلوط کر دیتا تھا -
علاوہ اسکے انھون نے طرح طرح کے خیال ظاہر کئے مگر اصول وہی تھا کہ مسیح کو یا تو
الوہیت سے خارج کرو اور یا باپ کے ساتھ ایسا مخلوط کر دو کہ وہ الگ نہ معلوم ہو
ان سب مین مشہور عالم سبلیین گذرا ہے اور اسکے نام کی شہرت کی وجہ منارکین بدعت
سبلیین بدعت سے بدل گئی اسکا اعتقاد یہ تھا کہ خدا باپ محض واحد ہے اور

خالص ہستی رکھتا ہی- لیکن باوجود ایک ہونیکے اُسنے اپنی تئین مختلف زمانون مین مختلف حالتون مین ظاہر کیا یعنی ابن اور روح القدس کی صورت مین اُسکے نزدیک تثلیث کی تین اقنوم تو تھے مگر ساتھ ہی یہ تعلیم دیتا تھا کہ یہ تینون اقانیم ایک ہی اقنوم کی صورتین ہین- اور بالآخر ایک ہی اقنوم کی صورت مین آجائینگے اور یون گویا تین اقانیم محض وقت کے لحاظ سے تین ہین- مسیح کی انسانیت اور شخصیت کی نسبت اُسکا خیال تھا کہ وہ محض چند روزہ تھی-

۷) ایرین ازم یہ وہ بدعت ہے جسنے کلیسا کو بہت بڑا نقصان پہونچانے کی کوشش کی تھی مگر آخر کار حق ہی غالب رہا- اس بدعت کے اعتقاد کا خلاصہ یہ تھا کہ بیٹا باپ سی الوہیت مین کمتر ہے خدا بیٹا خدا باپ کی نسبت درجہ اور قدامت مین کمتر ہی مسیح نہ خدا ہے نہ انسان بلکہ خدا اور انسان کے درمیان خدا کا بنایا ہوا ایک وسیلہ ہی وغیرہ وغیرہ اسکے فیصلہ کے لیے نقیہ مین ۳۲۵ مین کونسل منعقد ہوی- اور اسپر بہت کچھ بحث ہوئی مگر اسکا خاطر خواہ فیصلہ نہوا اسکونسل کے بعد چار سَو برس تک یہ بدعت کلیسا کے صحیح ایمان مین طرح طرح سے رخنہ انداز رہی اور اسیکے درمیان ہی محمد صاحب کا زمانہ شروع ہوجاتا ہی- ایرین لوگون نے لکی حاکمون کی مدد سے کاتھولک کلیسا کو بہت کچھ دُکھ دیا جسکا قصہ بہت طویل ہی اور اس مختصر رسالہ مین اُسکا پورا پورا حال لکھہ نہین سکتے اس قدر او معلوم رہے کہ ایرین مباحثہ کے شروع مین بھی ایک نیم ایرین فریق قائم ہوگیا تھا اُنکا اعتقاد یہ تھا کہ مسیح کی ذات خدا کی ذات سے مشابہ ہی اسکو بہت لوگون نے درست مانا اور خیال کیا کہ اُنکے اصلی ایمان مین فرق نہین ڈالتا اس سے اُنکا شمار بڑھا کیونکہ لوگون نے دھوکھا کھایا مگر مابعد ایک اور فریق نکلا جو کہتا تھا کہ بیٹے کی ذات باپ کی ذات کے مشابہ نہین ہے- اِن لوگون سے ڈر کر نیم ایرین کاتھولک کلیسا کی طرف رجوع ہوی اور یہ کہنا شروع کیا کہ مسیح خدا باپ کی ماہیت اور قوت کا بے تبدیل نقش ہے- اس سے بھی بہت لوگ دھوکا کھا کر اِن مین شامل ہوے مگر تھوڑے ہی دنون بعد اونکو بھی شکست ہوئی- اور صحیح ایمان کا بول بالا رہا-

جناب مولوی صاحب اب آپ غور فرمائین کہ محمد صاحب کے قبل کسقدر زور شور سے

لوگون نے کلیسا کے ایمان کی مخالفت کی۔ محمد صاحب نے جو کچھ مخالفت کی وہ
اُنھین پُرانے خیالات کا چربہ تھا نہ کہ کوئی نئی بات۔ ہم آپکو یہ بھی بتلائے دیتے
ہین کہ محمد صاحب نے گو قرآن مین وحدت آلہی کا ذکر بار بار کیا ہے مگر وحدت
کی تعریف کچھ بھی نہین کی جس سے معلوم ہوتا کہ اُنکا ایمان وحدت پر کیا تھا
بلکہ برعکس اسکے ہم دیکھتے ہین کہ خدا اور خدا کے کلمہ اور خدا کی روح کا ذکر
کرتے رہے۔ اور جہان جہان خدا کی وحدت کی کوئی تعریف بھی کی ہے وہ
بالکل ناجائز ہے۔ مثلاً سورہ حدید آیت تین مین فرماتے ہین۔ (وہ خدا) ابتدا
اور انتہا ہے اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے۔ اس آیت قرآنی مین جو
اوّل و آخر کا لفظ ہے یہ وہی ہے جسکو یشعیاہ نبی اپنی الہامی کتاب ۱۴ باب ۴ آیت
مین خداوند پہلا اور پچھلون کے ساتھ وہی ہون۔ بیان کرتا ہے یشعیاہ ہی پہلا
شخص ہے جسنے یہ فقرہ سنایا۔ اسی کا ذکر خود خداوند مسیح مقدس یوحنا رسول سے
بن بیان کرتا ہے دیکھین مکاشفات باب اول آیت آٹھ خداوند فرماتا ہے کہ مین
الفا اور اُمیگا اول و آخر جو ہے اور تھا اور آنیوالا ہے قادر مطلق ہون۔ آیت
۱۱ مین "مین الفا اور اُمیگا اول و آخر ہون" آیت ۱۷ و ۱۸ مین اول و آخر و
زندہ ہون مین موا تھا اور دیکھ آجتک زندہ ہون۔ خداوند مسیح نے جو کلمۃ اللہ ہے
جنکے وسیلہ کل عالم بنے اور سب کچھ اُنھین سے موجود ہوا اور آخرالامر سب کا
معاملہ بھی انھین سے ہوگا۔ اُنھون نے یہ لفظ اول و آخر اپنی شان مین استعمال
کیا ہے اس قرآنی آیت کے تبھی کچھ معنی ہو سکتے ہین اگر یہ مان لین کہ جب
کچھ نہ تھا تب خدا تھا اور سب کا علاقہ بھی آخرکار خدا ہی سے ہوگا ورنہ خدا کو
اول و آخر نہین کہہ سکتے کیونکہ خدا کا نہ تو اول ہے اور نہ آخر۔ خیر اس پہلے فقرہ
کے تو کچھ معنی یون ہو سکتے ہین مگر اگلا فقرہ کہ وہ ظاہر ہے اور وہ باطن ہے اسے
خدا کے نبیون مین سے کسی نے بیان نہین کیا یہ صرف باطل پرست مشرکون کا
فقرہ ہے کیونکہ اسی فقرہ سے ہمہ اوست کا جھوٹا عقیدہ پیدا ہوتا ہے او
یون ہمارے ہاتھ سے سچا خدا جاتا رہیگا یہ عقیدہ ویدکے ماننے والون کا ہے
کہ خدا ظاہر و باطن ہے گویا وجودی خدا مانا جاتا ہے جو فی الحقیقت کفر ہے خدا کی

شک کرتا ہے۔ اب آپ خود غور کر لین کہ مصنف قرآن کی خداشناسی کیسی تھی
ہمکو تعجب آتا ہے کہ محمد صاحب کو بار بار تو الہام ہوتا ہے کہ خدا ایک ہی مگر ایک جگہہ
بھی خدا کی یکتائی کی تعریف نہین کہ وہ کیسا ایک ہے غور کرنے سے اسکا جواب
زیادہ صفائی سے ملتا ہے کہ محمد صاحب نے چالیس برس کی عمر تک تو بتون کی پوجا کی
چالیس برس کی عمر مین خدا کو ایک جاننا سیکھا اب جہان کہین کثرت کا شائبہ بھی معلوم
ہوتا ہے اُس سے چوکنے ہوتے ہین اور بار بار لوگون کو کہتے ہین کہ خدا ایک ہی
عیسائیون کے عقیدہ سے حضرت بالکل کورے تھے اسلیے اُنکو گمان ہوا کہ یہ بھی شرک
ہین خداوند مسیح کی طرف سورۂ انبیا آیت ۳۰ مین اشارہ کرکے یون کہا کہ ”جو
کوئی کہے کہ مین اللہ کے سوا اور ایک اللہ ہون ہم اُسکو جہنم کی سزا دینگے“ مگر
دیکھو بانئے قرآن کی کیسی غلطی ہے بھلا ہمکو کوئی سمجھائے تو کہ کب خداوند مسیح نے
خود یا اُسکے مُریدون نے یہ کہا کہ وہ اسوا اللہ کے ایک اور اللہ ہین۔ ہان خداوند
مسیح نے اپنی الوہیت کا اظہار ضرور کیا اور اُسکے لیے بدیہی ثبوت بھی دیے
اُسکا اپنا بیان یون ہے کہ مین خدا سے نکلا اور دنیا مین آیا ہون اور خدا باپ
اور مین ایک ہین پس دیکھو کیسا غلط الزام لگایا جاتا ہے اور اسپر اُسکے حامی
فخر کرتے ہین۔ ایک اور جگہہ سورہ موسنون آیت ۹۳ مین فرماتے ہین۔ اگر کئی اللہ
ہون تو زمین آسمان تباہ ہو جاوین ہر ایک اپنا مخلوق جدا لے بیٹھے اور باہم لڑین
مگر مسیح خداوند کی تعلیم اور اکا تھولک ایمان پر اگر غور کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ مسیحی
کثرت فی الوحدت کو الگ الگ خدا یا ایک دوسرے کا رقیب نہین مانتے۔ بلکہ یہہ
کہتے ہین کہ اس کثرت فی الوحدت کے درمیان قدرت۔ ارادہ۔ اور ذات کا فرق
نہین ہے بلکہ پورا اتفاق اور اسی لیے ایک ہی خدا ہے۔ اب جب خود قرآن انکو
اقانیم اس طور سے تبلاے۔ خدا۔ خدا کا کلمہ۔ اور خدا کی روح۔ تو پھر سوا تکرار
لفظی کے اور کیا بات قرآن اور بائبل مین فرق ڈالتی ہے مگر ہان قرآن کی تعلیم
خطرناک ضرور ہے کیونکہ وہ وحدت وجودی۔ وحدت نوعی کی تعلیم دیتا ہے جو
سراسر کفر ہے مگر ہم پھر کہتے ہین کہ قرآن مین وحدت کی تعریف مطلق نہین
کی گئی۔ اور اگر اہل اسلام کوئی ایسی وحدت کے قایل ہون جو انسانی عقل و
فہم سے بالا ہو تو ہم پکار کے کہتے ہین کہ یہی وحدت بائبل نے سکھلائی اور

اُس مین اقانیم کا انکار کوئی شخص بدلائل نہین کر سکتا کیونکہ وہ انسانی عقل و فہم سے بالا ہے اور دلائل انسانی عقل و فہم پر مبنی ہین -
امید ہے کہ ہمارے ناظرین طوالت کو معاف فرمائینگے ہم پھر کسی وقت اس مضمون پر کچھ تحریر کرینگے فی الحال مولوی کریم الدین صاحب اور دیگر انصاف پسند محمدی بھائیون کے لیے اسکو کافی خیال کرتے ہین - والسلام

الحق کا کرسمس نمبر

ہم ماہ دسمبر کا پرچہ بطور کرسمس نمبر کے شائع کرینگے اگر کوئی صاحب اس نمبر کے لیے کچھ تحریر کرنا چاہین اُنکو مناسب ہے کہ نومبر کا پرچہ پاتے ہی اپنا مضمون یا کوئی نظم فوراً اڈیٹر الحق کے نام روانہ کر دین تاکہ وقت پر درج ہو جاوے -
ہم قرآن سے نظم مین خداوند مسیح کے متعلق کل صفات کرسمس نمبر مین درج کرینگے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ مخالفون نے بھی اس مبارک و عدیم النظیر ہستی کی شان مین کہانتک مدح سرائی کی ہے -
یہ نظم خاص طور سے الحق کے کرسمس نمبر کے لیے لکھی گئی ہے
سال بھی تمام ہوا چاہتا ہے دُنیا کے کُل کام روپیہ ہی ہونے پر چلتے ہین
پس اے الحق کے بہی خواہو الحق کب تک آپکی امداد کا منتظر رہے ؟

رباعی

رہنے کا نہین کوئی جہا نمین دائم
ہے جسم مین یون سلسلۂ باد نفس
ہے گاہ بہار گہہ خزان کا موسم
جسطرح حباب ہے ہوا پر قائم

دیگر

سب جاہ و حشم خاک مین ملجاتے ہین
نخوت کی بھری ہوئی تھی کل جنمین ہوا
جب وقت گذر جاتا ہے پچھتاتے ہین
وہ کاسۂ سر ٹھوکرو نمین آتے ہین

کرائسٹ چرچ مشن پریس کانپور

النجم
کرسمس نمبر

رباعیان

رباعی اوّل

کیون نہون دل سے خریدار ترا بیت لحم
خوب ہی گرم ہے بازار ترا بیت لحم

گھر کیا خالقِ عالم نے بسر این تیری
مرحبا طالع بیدار ترا بیت لحم

دیگر

ہے رحمت رحمان کہ انسان بنا
اس رحم کے قربان کہ انسان بنا

انسان کی منظور نظر تھی جو نجات
اللہ تیری شان کہ انسان بنا

سوم

انسان بنے خدا سے برتر لے دل
دونون مین ہوا اتحاد ذاتی کامل

ہے راز مسیح کا مجسّم ہوتا
گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

چہارم

ہنگام ازل خود بہ ظہور آمدۂ
پیش از ہمہ مخلوق ضرور آمدۂ

شد نوزدہ صد سال کہ در زیدہ جسم
دیدہ ز راہ دور آمدۂ

کرائسٹ چرچ مشن پریس کانپور

خدا کی حمد ہو

پیدا ہوئے مسیح سعادت نشان آج — پھر کیون نہ آئے بر تن مُردہ مین جان آج
بالا ہوئی ہے عالم سفلی کی شان آج — ہم صحبت ملائکہ ہین گلہ بان آج

فرش زمین تمام ہوا آسمان آج

ناظرین ایمحق کو بڑا دن مبارک ہو کاشکہ یہ بڑا دن سبکو مبارک کرے - آمین -

"تب فرشتے نے اُنھین کہا ڈرو مت کیونکہ دیکھو مین تمھین بڑی خوشی کی خبر دیتا ہون جو سب لوگون کے واسطے ہوگی کہ داؤد کے شہر مین آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا - وہ مسیح خداوند ہے اور تمھارے لیے یہی پتہ ہے کہ تم ایک لڑکے کو کپڑے مین لپٹا اور چرنی مین رکھا ہوا پاؤگے اور ایکبارگی اُس فرشتے کے ساتھ آسمانی لشکر کی ایک جماعت خدا کی تعریف کرتی اور یہ کہتی ظاہر ہوئی کہ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیون سے رضامندی ہووے"

پیارے ناظرین یہ مژدہ جانفزا جو اوپر فرشتے نے بیابان مین سُنایا کیسا حیرت افزا مژدہ ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ناچیز گڈریون سے مخاطب ہوکر تمام عالم کی نجات کے ظہور کو بیان کر رہا ہے ہمارے مبارک خداوند کے ظہور کے منتظر تو سب ہی تھے ہیکل مین شمعون راستباز خداوند کی نجات کا منتظر ہے تبتبہ حنا بھی اسکی مشتاق آدم کے زمانے سے ہر زمانے کے لوگ عالم جاہل - بادشاہ - نبی - کاہن اسکی راہ دیکھ رہے ہین مگر یہ مژدہ جانفزا تو اُن غریب و حقیر گڈریون کا حصہ تھا - دُنیا کی تاریخون کو اُٹھا کر دیکھو کیا کبھی کسی اور نے بھی ایسا روح افزا و مسرت بخش جملہ سُنا ہو کہ "بڑی خوشی کی خبر جو سب لوگون کے لیے ہوگی تمکو دیتا ہون" بیچارے گڈریے دن بھر اپنے گلون کو چرا کر ضرور تھک گئے ہونگے شام سے باری باندھ دی ہوگی کہ کون کون کس وقت سے کس وقت تک نگہبانی کرے - اُنکو بھی کیا خبر تھی کہ آج رات جہان کی کایا پلٹ دینے والا داؤد کے شہر بیت لحم مین پیدا ہوگا اور اسکی بھی کیا خبر تھی کہ ہم ناچیز گڈریے ہی اُس کے دیکھنے کیلیے چُن لیے جائینگے کہ اُسکی خبر اورونکو دین - رات کی خنکی کے باعث کتنے تو سکڑ کر اپنے اپنے لبادون مین لپٹے ہوئے خراٹے لے رہے ہونگے کسی کسی پر دن بھر کی تھکاوٹ کے سبب سردی کا اثر ظاہر اً کچھ بھی معلوم نہوتا ہوگا تمام اعضا تھکن سے بے حس و حرکت ہوکر خواب مین ہونگے - مگر وہ کیسے خوش نصیب تھے جنکو بار مین یہ مژدہ جانفزا سُنایا گیا کہ "داؤد کے شہر مین آج تمھارے لیے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہے"

کون ہے جو اس جلال کے بادشاہ دنیا کے نجات دہندہ سے واقف ہوا اور ان گڈریون کی طالعوری پر رشک نکرے - وہ وعدہ اور عہد جو خدا باپ نے اپنے اکلوتے کی بابتہ باغ عدن مین عورت کی نسل سے باندھا تھا مسلسل اکثر لوگون نے سُنا اور اُسی وعدے پر پورا ایمان رکھکر نجات کے وارث بھی ہوسکو آئندہ بھی

کیا اُسکی دونکو دیکھیں۔ مگر جسم مین ہوکر انسانی آنکھون سے دیکھنا سب سے پہلے ان گڈریونکو حصہ مین تھا شان
خدا اُسکی کرشمی کی "دانا اور عقلمندون سے اس راز کو چھپایا پر بچون اور نادانون پر ظاہر کردیا۔"
ہان اے باپ یون ہی تجکو پسند آیا۔

ہمنے اس نمبر کے صفحہ آخر پر ایک نظم مین جو ہمارے کرسمس نمبر کیلیے لکھی گئی ہے قرآن سے خداوند مسیح کے
محامد بیان کیئے ہین ہم اپنے محمدی احباب کی توجہ اُس نظم کیطرف خاصطور سے طلب کرنا چاہتے ہین۔ کوئی
کتاب اگر فصیح اور بلیغ بھی ہو تو کیا دیکھنا حقیقت مین یہ ہے کہ اُسکا بانی خود کیسا تھا اور اگر قرآن بھی
اسکی لیے شہادت ہے کہ وہ پاک اور بے عیب تھا تو پھر کیون اُسکی پیروی نہین کیجاتی! عزیزو غور کرو!
ناظرین ذرا غور تو کرو کہ ۱۹۰۰ برس سے یہ مژدہ برابر سنایا جاتا ہے اور پھر بھی اُسمین ہر وقت ایک تازہ لطف حاصل
ہوتا ہے علوم دن بدن بڑھتے چلے جاتے ہین پرانے علما کے خیالات زنگ خوردہ کی کوئی پرواہ نہین کرتا
مگر ان گڈریون کی مژدہ کی خوشی ہمیشہ نئی معلوم ہوتی ہے دنیا کے ہر کونے مین اسکے سنانیوالے موجود ہین
اس مژدہ جانفزا کو تو ذرا الگ رکھو اسکے سنانیوالے یعنی وہی بیت لحم کے گڈریے ہماری یاد مین ہر دم
نئے ہین کیونکہ وہ بڑی خوش نصیب تھے اُنھون نے اس مژدہ جان بخش کو سب سے پہلے سنا اور دوسرونکو سنایا
وہ سب سے پہلے مسیح کے گواہ ہوئے اُنکے ایمان کی نظیر آجتک ہمکو کہین نہین ملی فرشتے اُنکو خبر دیتے ہین اور وہ
چرنی مین اپنے اور کل جہان کے خداوند کو دیکھکر پورا ایمان لاتے ہین لوگو نہین اُسکو شہود کرتے ہین اُنھون نے
اُسکے معجزے نہین دیکھے اُسکی تعلیم بھی نہین دیکھی اُسکے دکھ اُٹھانیسے وہ آشنا نہین مگر خداوند کو شیرخواری کی
حالتمین چرنی مین پڑا دیکھکر ایمان لائے۔ کہو اس سے بڑھکر اور کونسا ایمان ہوگا۔ ہان اس جلال کے بادشاہ
دنیا کے نجات دینے والے کی بابت فرشتون نے بھی اُسکے صعود کے بعد الوداعی وعظ بھی جلیل کے ماہی گیرون کو
سنایا تھا کہ جسطرح تمنے یسوع کو اوپر جاتے دیکھا اسیطرح اُسکو آتے دیکھوگے جسپر وہ ایمان لائے مگر گڈریونکا
ایمان پھر بھی اُنسے بڑھکر معلوم ہوتا ہے بلکہ یقینی ہے جلیل کے ماہی گیرونے اُسکے بہت سے کام دیکھے شروع سے
اُسکے ساتھ تھے مگر گڈریون نے خداوند کو شیرخواری کی حالتمین دیکھا۔ افلاس مین دیکھا۔ اور ایمان لائے۔
دیکھو اُنکے ایمان کو انکی نجات کا باعث خداوند مسیح کا افلاس ہوا جو اُنکے اپنے افلاس سے بھی زیادہ تھا مگر اُنھون نے
اُسکو اُسی حالتمین دنیا کا نجات دہندہ مان لیا اور نیز داؤد کے تخت کو بحال کرنیوالا مسیح خداوند کو زمانیکے
لوگون کے لیے اُسکی تعلیم اُسکے کلام کی قدرت اور معجزات تھے مگر ہمارے لیے اسکے علاوہ اُسکی بیگناہی اُسکی
تعلیم۔ اُسکی پاکیزگی۔ دل کا اطمینان اور تسلی اور اُسکی زندگی کا ہر حصہ گواہ ہے کہ وہ دنیا کا نجات دہندہ ہے
سب سے بڑھکر اُسکی انجیل کی زندہ تاثیر کی تاریخ اور اُسکے زور آور اثر سے شاہنشاہون کا مغلوب ہوکر

اسکو قبول کرنا اور اس نور کا دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے جانا ہی۔

ای سنگدل، درکج فہم انسان خاک کے کیڑے کیا تجکو ذرا بھی ان گڈریون کے ایمان کی طرف خیال نہین ہوتا۔ کیا تجکو انکی برابر تمیز و وقوف نہین کہ خداوند کو شیرخواری کی حالتمین ہان بلکہ اُس چرنی مین دیکھکر اُسکی کل صفات کو دریافت کرلے اگر تیری ذہنیت گھمنڈ اور تکبر نہوتا تو توان گڈریون کے ایمان ہی سے خداوند کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ مان لیتا۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کی عقل موٹی ہوکر شیطان کے سکھای پڑھائے حیلے حوالے پیش کرتی ہی کہ تجکو فلان بات [illegible] مین کب کا مسیح کا پاس آجاتا اور اُسکو اپنا خداوند اور نجات دہندہ مان لیتا۔ دیکھو اس نجات دہندہ کی خبر مہد سے لحد تک پاک اور مبارک فرشتے دیتے ہین۔ اگر کوئی ذرا بھی غور کرے تو اس جلال کے بادشاہ اور خداے مجسم کو جو اپنی ہی قدرت سے سب کچھ سنبھالتا ہی فوراً پہچان کرکے اُسکے سامنے سر نیاز جھکادی اور پکار کر کہے خدا کا شکر کہ مین بھی نیاز مند ہوا۔ مگر چونکہ تو انسانی عقل اپنے ٹوٹے پھوٹے منطقی دلائل انسانی تیزی اور دانش کام مین لائی جاتی ہی۔ افسوس ای سرکش اور مغرور دل والے انسان تجکو مطلق خبر نہین کہ خدا کی راز اور ذات الٰہی کا کشف تجھپر ہرگز تیری فلسفہ اور منطق سے نہوگا بلکہ ان سیدھے گڈریون کے پاس جا وہ تیری منطق اور فلسفہ جسپر تجکو ناز ہے تیرے ثابت کرکے تجکو بتلاوینگے کہ یہ جلال کا بادشاہ اور دنیا کا نجات دہندہ کون ہی جو آج داود کے شہر مین پیدا ہوا ہے اُنسے سیکھ لے تیری [illegible] جائے اور تیرا بھلا ہو۔ ورنہ یاد رکھ کہ تیری انسانی عقل تجکو دھوکھا دیچکی اور تجکو شیطان کے حوالے کرچکی ہی۔ وہ گا ہی تجکو کہتی ہی کہ کیا پرواہ ہے اس راہ یا اُس راہ سے ہوکر مین خالق تک پہونچ جاؤنگا مگر یہ محض بلا فریبی ہے کیونکہ جب تو اس جلال کے بادشاہ اور دُنیا کے نجات دہندہ کا انکار کرتا ہی تو تو خالق کا انکار کرچکا پھر اُس تک کیونکر پہونچیگا۔ تجھ مین اور دہریہ مین صرف نام کا فرق ہی۔ ابھی وقت ہی خبردار ہو۔

ع "پھر نہ کہنا تمنے کچھ تدبیر بتلائی نہین"

ناظرین یہ مژدہ جو فرشتے نے گڈریونکو دیا کوئی معمولی بات نہین ہے بلکہ یہ مژدہ تمام دنیا کی نجات کی علت غائی ہی اگر یہ مژدہ نہ دیا جاتا تو آج ہم سب بے امید ہوتے مگر اب ہماری امید اُسی مین ہے جو آج داود کے شہر مین پیدا ہوکر مسیح خداوند کہلایا۔ اُسنے خود کو خالی کیا حقیر و نادار بنا اسکا اعلیٰ مقصد اس سے یہ تھا کہ دُنیا مین تہذیب اور پاکیزگی کا نیا سُن جاری کرکے دنیا کے فرزندون کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرکے اُنکے اطوار اور عادات کو خدا کے فرزندونکی مانند بنائے اور یون صلح و سلامتی کا بازار گرم کرے کون یقین کرسکتا تھا کہ یہ مسیح خداوند جو دنیا کا نجات دہندہ جلال کا بادشاہ خدا باپ کا اکلوتا بیٹا

ثلیث کا اقنوم ثانی ایک سرای مین چرنی کے اندر پڑا ہوا ملیگا - ہان وہ جگہہ جہان جانور اپنی خوراک پاتے
ہین ایسی مبارک گنی جائیگی کہ خود خدا اُسکو اعزاز بخشنے گا - کون اس بات کو باور کر سکتا تھا کہ اُسکے
والدین ایسے غریب اور تنگدست ہونگے کہ سرا مین جہان وہ پیدا ہوگا کوئی بہتر جگہہ نہ پا سکینگے اور مجبور ہو کر
سی معمولی چیتھڑے مین لپیٹ کر اُسکو کاٹھ کی چرنی مین لٹا دینگے - مسیح خداوند کی تمام زندگی پر
غور کرنے سے ہمکو ہر ہر قدم پر افلاس اور تنگدستی کا سامان نظر آتا ہے دیکھو سرکاری جزیہ ادا کرنیکو دینار
مچھلی کے منھ سے نکالتا ہے تاکہ اپنا اور اپنے شاگردونکا جزیہ ادا کرے -

اب دیکھو یہ جلال کا بادشاہ دنیا کا نجات دہندہ جسکا نام مسیح خداوند ہے داؤد کے شہر مین ابھی
پیدا ہوا - اُسکو سرا کی میلی کچیلی کوٹھری بھی نصیب نہین ہوئی بلکہ ایک کاٹھ کی چرنی مین وہ پڑی
مین لیٹا پڑا ہے اسکے نیچے شاید بستر بھی نہین چرنی جو اُس ملک کے دستور کے مطابق لکڑی کی بنی
اپنی سختی سے اُسکے نرم بدن کو تکلیف دیتی ہوگی - اس مقام پر اس بات پر بھی سوچ لین کہ یہ کیون
ہوا اسلیے کہ اُسنے اپنے کو خالی کیا آدم اول پورے قد کا انسان بنایا گیا تھا مگر آدم ثانی اپنی انسانی
ہستی کو جنین کی حالت سے شروع کرتا ہے بچپن اور بلوغت کے تجربونکو بھی حاصل کرتا ہے اُسنے دیکھو کسقدر
اپنے کو خالی کیا - اپنی جلالی شاندار آسمانی تخت کو چھوڑ دیا - یہ کیون اسلیے کہ ہم جنگی ہون - خدا باپ کے
عدل کو پورا کرے - دیکھو اسلیے وہ اپنے جلالی تخت کو چرنی سے بدلتا ہے - وہ بچہ ہونے کی حالتمین ہمکو
دنیا کے تمام نوزائیدہ بچون سے زیادہ محتاج معلوم ہوتا ہے - وہ اور رہا ہے چرنی کی سختی اُسکو محسوس ہو رہی ہے
دیکھو نجات دہندہ بننے کیلیے وہ محتاج بنگیا بالکل عاجز ہو کر اس دُنیا مین آیا ہے - اور اپنی جوانی مین
اپنے باپ پر بھروسا رکھکر مانگتا ہے - ڈھونڈھتا ہے - کھٹکھٹاتا ہے - کیونکہ اُسکو جامہ بشریت مین ہو کر کامل
ہونیکے لیے روشنی - طاقت - حوصلہ تازگی اور سلامتی درکار ہے جو اُسکو باپ سے حاصل ہوتی ہے - وہ
اپنی طاقت کو الگ رکھکر باپ کی قدرت پر بھروسا کرکے کام کرتا ہے اور یہی اُسکا اپنی کو خالی کرنا ہے -
ورنہ وہ تو خود اقنوم ثانی تھا اور اپنی ہی قدرت سے سب کچھ سنبھالتا تھا " مگر ہم گنہگارونکی خاطر اُسنے
سب کچھ ترک کرکے اپنے کو انسانی حوائج کے حوالہ کرکے گناہ سے پاک رہکر - یون جامہ انسانیت کا درجہ
آدم اول کی پاکیزہ حالت تک پہونچایا - اب دیکھو وہ شیرخواری کی حالت سے گذر کر جوان ہوگا مگر ابھی
پیدائش کے متعلق اور تھوڑا غور کرو وہ ہیکل مین لایا جاتا ہے اُسکے والدین کی تنگدستی اس درجہ تک ہے کہ
وہ سواد و فاختہ کے اور کچھ قربانی نہین کر سکتے - اسکے بعد دنیاوی بادشاہون کے بُرے منصوبے دیکھکر
اسکے باپ سے حکم ملتا ہے کہ میرے بیٹے کو مصر لیجاؤ وہ باپ کے فرمان کا مطیع ہے - وہان سے واپس آکر ایک چھوٹی

بستی ناصرت مین کسی ٹوٹے پھوٹے مکان مین رہتا ہی اب کچھ بڑا ہوا اسکا شرعی باپ نجار ہی ہیچ
خداوند جہان کا نجات دہندہ کام مین اُسکا ہاتھ بٹاتا ہی - بالخصوص اُنکے ساتھ وکر دیا تھا تو پنظر ڈالو کہ جلال کے
بادشاہ خدا کے بے عیب بیٹے کے ہمراہ یردن کی کناری جاؤ - دیکھو وہ یوحنا سے اصطباغ کا مستدعی ہوتا ہی حالانکہ خود ہی
تمام راستبازی اور پاکیزگی کا سرچشمہ تھا مگر اُسکو تو اپنے کو خالی کرنا منظور تھا اب دیکھو اسکے بعد شیطان پوری
سامان کے ساتھ تیار ہو کر اسکے مقابلے کو آتا ہی اسکو بھوکا دیکھکر حملے کرتا ہی - مگر یہ جلال کا بادشاہ جہان کا
نجات دہندہ اسکے تمام حربون کو بیکار ثابت کرتا ہی - وہ شیطان سے مقابلہ کرنیکو شرم نہین گنتا کیونکہ وہ
ہمارے لیے حقیر بنا تاکہ ہم اُسکی حقارت سے سربلند ہو جائین - اب دیکھو وہ گلیل کے پہاڑونمین گھوم کر تعلیم دیتا
معجزات کرتا ہی - مگر اسکے سر رکھنے کو جگہ نہین گو اسکے بنائی ہوئی چرند و پرند دونکے لیے ماندین اور بسیرے ہین مگر جلال
کے بادشاہ جہان کی نجات دہندہ کو سر دھرنیکی جگہ نہین - یہ سب صرف اسلیے تھا کہ وہ ہر طرح سے اپنے کو خالی کرنا
چاہتا تھا کہ ہماری گناہونکی مرض کے لیے مجرب نسخہ تیار کرے اور یہ سبکا نجات دہندہ کہلاتا وہ اپنی روزی کی روٹی
کے لحاظ امیدون کا محتاج ہی مگر بھوکونکو کھلاتا ہی - وہ بھوکا پیاسا زخمی ہوکر ہان اسکے پاؤن لہولہان ہین
وہ تھکاماندہ ہوکر بھی آرام نہین کرتا بلکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑونکی تلاش کرنیکو ہر دم ہر گھڑی تیار ہی - مگر
افسوس وہ اُس سے جاکر دور چلی جاتی ہین اسکی [illegible] سنتی - ہان اسکا ناصرت مین بود و باش کرنا ہی اسکی
ذلت کا باعث ہوا ... کہا جاتا ہی یہ دنیا مین لوگ اسکی بابت طرح طرح کے خیال کرکے اسکو اپنے سامنے سے دھکا دیتے
ہین اسکے شنوا نہین ہوتے - اب دیکھو اسنے اپنے کو ایک اور درجے نیچے اتار کر خالی کیا - وہ گنہگارون اور محصول لینے والون
کو پیار کرنیکا انکو نجات کی خبر دینے لگا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکا اوٹھا ہر پرست سردار کاہنون و فقیہونکی طعن و تشنیع
کا شکار بنا کسی وقت اسکا کلام اسکے اپنے شاگردونکے مذاق کے خلاف بھی ہوا کیونکہ دنیا کی ہوا و ہوس ان پر غالب
آجایا کرتی تھی - مگر یہ مرد غمناک اور درد کا آشنا جو فی الحقیقت جلال کا بادشاہ اور جہان کا نجات دہندہ ہے
ہر حال مین اپنے باپ کی مرضی کا طالب رہتا ہی اور ہر گھڑی اپنی عزیز جان کو دنیا کی بہبود اور فلاح مین لڑا دینے کو تیار
افسوس صد افسوس ہمارے گناہ کیسے بُرے اور کثرت سے ہین کہ اسقدر ذلت گوارا کرنیکے بعد بھی اس شاہنشاہونکے شاہنشاہ
کو آرام نہین اچھا تو اس سے زیادہ گتسمنی مین جاکر اُٹھاتا ہی جہان اسکا پسینہ لہو ہوکر ٹپکیگا تاکہ ہمارے گناہ کے زخمونکو
مرہم لگا اندمال کرے گتسمنی کے باغ سے کھوپڑی کے مقام تک کی حالت پر غور کرنیکا کسکو یارا ہی کون اسکی مصیبت کا اندازہ
کرسکتا ہی - اسکے اپنے شاگرد نے اُسکو پکڑوا دیا - عزیز اور پیارے رفیق وقت پر دغا دیگئے وہ جو ساتھ مرنیکا
دعوی کرتا تھا سہ بار اسکے معمولی آشنا ہونے سے منکر ہوا - اسکے گالون پر تھپیڑے پڑے ہین پشت مبارک پر
کوڑے لگائے جاتے ہین - بدذات اور کافر شیطان کے فرزند اسکے چہرہ مبارک پر تھوک کر اپنی خباثت بگاڑ رہے ہین
ارغوانی پوشاک پہنائی جاتی ہی کانٹونکا تاج سر مبارک پر رکھا جاتا ہی - اسکی صلیب اُسی کے کندھے پر اُٹھوائی

جاتی ہی جسکی بوجہ سی وہ گر پڑتا ہی اُسکے کپڑے پر قرعہ ڈالا جاتا ہی صلیب پر ننگے ہونیکی حالت مین ٹھٹھا کیا جاتا ہی لیکن ٹھونکر ہاتھ اور پانون کو کاٹھ پر جڑا جاتا ہی۔ انھین سب باتونکو اس جلال کے بادشاہ نے پہلے سے دیکھکر اپنے باپکے جناب مین عرض کی تھی کہ اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹلجاے مگر باپ کی مرضی تو اُسکو جہان کا نجات دہندہ بنانے کی تھی اور اسی لیے اُسنے آخر تک برداشت کی۔ آخر پیاسا ہوتا ہی مگر اُسکو پانی کے عوض پت ملا سرکا اس غرض سے دیا جاتا کہ اُسکے عذاب کو بڑھائین اُسکے ارد گرد چور ٹانگا جاتا ہی۔ آخر کو سب پورا کرکے وہ خود بھی کہتا ہی کہ "پورا ہوا" کیا پورا ہوا؟ نجات کا کام۔ تکلیفونکا انجام۔ خدا کی عدالت کا تقاضا۔ بنی آدم کی مخلصی کا کام۔ شیطان کا سر کچلنا۔ موت پر فتح پانا۔ مسیح کا جلال کا بادشاہ ہونا۔ جہان کا نجات دہندہ ہونا۔ داؤد کے تخت کا بحال کرنے والا ہونا۔ خدا کا اکلوتا بیٹا ثابت ہونا وغیرہ۔ پورا ہوا۔ اس سخت عذاب کو دیکھکر لوگ اُسکو خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا خیال کرتے ہین۔ مگر دراصل اپنے خیالی کرنے کی ہر پہلو کے معنی اس کل ریاست الٰہی ذات مین پوشیدہ تھی صلیب پر اُسکے پہلو مین برچھا لگتے ہی لہو اور پانی کا چشمہ بہا در فی الحقیقت اس کلوری کے چشمہ مین ہر گنہگار غسل کرکے نجات پا سکتا ہی ورنہ سب لاحاصل ہی۔

اب جب وہ صلیب سے اُتارا جاتا ہی تو اسوقت اُسکی سب مفلسی ور تنگدستی دور ہوگئی اب ہمکو وہ کہین دکھائی نہین دیتی اُسکی تجہیز و تکفین بڑی کروفر کے ساتھ ہو رہی ہے امیر لوگ آکر اُسکو اعزاز کے ساتھ دفناتے ہین نئی قبر مین رکھتے ہین اُسکی مفلسی کا خاتمہ لفظ "پورا ہوا" کے ساتھ ہی ہوگیا اب وہ اپنے اُس جلال مین داخل ہوا جو وہ دنیا کے شروع سے پہلا اپنے باپکے ساتھ رکھتا تھا۔ اب وہ قبر سے تیسرے دن جی اُٹھا شاگردون کو آسمان کی بادشاہت کی باتین سکھاتا اور اپنے شاگردونکے روبرو آسمان کو اُٹھ گیا جہان جاکر اُسنے اپنی آسمانی جلالی تخت کو باپکے دہنے ہاتھ بیٹھکر زینت بخشی اور عین اسیوقت فرشتے الوداعی وعظ اسطرح سُناتے ہین کہ "اے جلیلی مردو تم کیون کھڑے آسمان کیطرف دیکھتے ہوئی یسوع جو تمھارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہی اسی طرح جسطرح تمنے اُسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آئیگا"۔

گڈریے فرشتے سی یہ الفاظ سُنکر کیسے کچھ حیران ہوئی ہونگے "جہان کا نجات دہندہ مسیح خداوند" کپڑے مین لپٹا چرنی مین رکھا ہوا" پاؤ گے۔ ضرور خیال ہوا ہوگا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہی کہ مسیح خداوند ان گڈریون کی غریبی سی بھی زیادہ غریب ہو کر آئے۔ حق تو یون ہی کہ جسقدر یہ خبر کسی کو خوش کا دیگی کہ "آج داؤد کے شہر مین تمھارے لیے نجات دہندہ پیدا ہوا" اُس سی زیادہ یہ حیرت انگیز ہی کہ وہ سرائے مین چرنی کے اندر کپڑے مین لپٹا پڑا ہوا ہے گڈریون کے سنکر ہو لئے اور فرشتونپر مضحکہ اُڑا دیتے کیونکہ یہ آخری الفاظ کافی تھی مگر نہین فرشتے نے فوراً ٹھوکر کھلانیوالا پتھر اُنکے سامنے سے ہٹا دیا کیونکہ فوراً ہی ملائک کے گروہ نے ایک آگ ہوکر فرشتے کا ساتھ دیا اور خدا کی حمد و ثنا گا کر اُنکی ابہام کو کافور کردیا۔ فرشتے نے ایسی زبردست شہادت پیش کی کہ وہ ہرگز انکار ہی نہین کرسکتے تھی یہی ٹھوکر آجکے دن بھی کبھی کبھی لوگون کے سامنے آتا ہی کہ کیا کوئی بڑھئی کا بیٹا ناصرت کا رہنے والا نجات دینے والا ہو سکتا

رباعی

صد شکر کہ اب بخت ہمارا چمکا
روشن ہے جہان جس سے وہ تارا چمکا
پیدا ہوا نور جس سے خورشید فلک
سردوں کا منقذ کا ستارا چمکا

Glory to God in the Highest

عظمت کہ قرآن مین تری شان مین کیا کیا	اللہ ترا وصف ہے قرآن مین کیا کیا	سورۃ الزخرف رکوع
احق کہ تو کہلاتا ہے اللہ کا کلمہ	کُن کہکو کیا عالم امکان مین کیا کیا	نساء ۲۳
دنیا مین وجیہ اور ہے عقبیٰ مین مقرب	رتبہ ہے ترا از دمنان مین کیا کیا	آل عمران ۵
پیدا تو ہوا روح سے اللہ کی شاہا	کہتے ہین تجھے طبقۂ انسانین کیا کیا	نساء ۲۳
طفلی مین یہ اعجاز کہ تو مہد مین بولا	منہ ڈالے تھے اعدا نے گریبانین کیا کیا	مائدہ ۱۵
شیطان سے تو محفوظ مگر اور نبی اکثر	کیا جانین کہ کہہ جاتے ہے تا وہ کانین کیا کیا	آل عمران ۲
پہلے سے ترے حق مین یہ ہم سکو خبر ہے	یحییٰ کی منادی تھی بیابانین کیا کیا	،، ۳
اعمیٰ کو نظر بخشی تو ابرص کو کیا پاک	مُردہ تو جلا دیتا تھا آنین کیا کیا	،، ۵
جب خلق کیا تو نے پرندوں کو زمین سے	خالق کے تب و صفا ہین انسانین کیا کیا	،، ۵
پھر کیون نہ کہین تجکو قیامت کا نشان ہم	غالب تو رہا موت کے میدانین کیا کیا	زخرف ۶
مریم کا پسر تو جو بنا فیض سے تیرے	ہر اسکو شرف فرقۂ نسوانین کیا کیا	آل عمران ۵
خالق نے تجھے دار کے پاس اپنے اُٹھایا	رفعت ہے تری عرش کے ایوانین کیا کیا	مائدہ ۱۶

امت تری کفار پہ غالب ہے ہمیشہ
غلبہ تو انھین دیتا ہے ایمان مین کیا کیا

آل عمران رکوع ۶

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی مین ہون

الحق

جلد اول — بابتہ سنہ ۱۹۰۰ع

الحق کہ آب و تاب و رونق آیا
منت نہ لیگی راہ بطلان کو اب

خدا نور ہی

انوار شعاع نور مطلق آیا
باطل سی کہو جا ہے الحق آیا

کرایسٹ چرچ مشن کانپور مین اڈیٹر الحق کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا
طبع ثانی ۵۰۰ جلد قیمت فی جلد مع محصول عیسائیونکے لئے ۸ر مسلمانونکیلئے ۱۲ر
جنوری سنہ ۱۹۰۱ع

مسیحی اُردو اخبارات

نور افشان - امریکن مشن پریس لدھیانہ سے ہفتہ وار ۱۲ صفحہ اُردو اور چار صفحہ انگریزی ضمیمہ شایع ہوتا ہے یہ ۲۹ برس سے جاری ہے اسمین مذہبی ملکی اور اخلاقی مضامین کے علاوہ چھوٹی چھوٹی چیدہ خبرین بھی ہوا کرتی ہین۔ قیمت معہ ضمیمہ و محصول سے۲ بلا ضمیمہ ۱عہ سالانہ۔

مسیحی - مسیحی پریس لاہور سے پنجاب کے روحانی مزاج نوجوان مسیحون کی طرف سے شایع ہوتا ہے یہ رسالہ مسیحی لوگون کیلیے نہایت عمدہ اوستاد کا کام دیتا ہے غیر مسیحی بھی اس سے فایدہ اُٹھا سکتے ہین قیمت معہ محصول سالانہ صرف عہ۸

کشف الحقایق - مولوی حسام الدین صاحب تارڈیو گرانٹ روڈ موس بلڈنگ بمبئی کے اہتمام سے نہایت پاکیزہ حروف دبیز کاغذ پر ۱۶ صفحہ کے حجم مین ماہوار شایع ہوتا ہے اہل اسلام اس پرچہ کے خاصطور سے قدردان ہین۔ قیمت معہ محصول صرف ۱۲ سالانہ۔

اخبار طبیب عام - دنیانگر ضلع گورداسپور سے باہتمام امریکن یونی سٹی پنجاب کی اہتمام سے ہفتہ وار ۸ صفحے پر شایع ہوتا ہی مضامین اسکی حیثیت کے مطابق اچھے ہوا کرتے ہین قیمت سالانہ ۱عہ معہ محصول۔

تحفۂ سرحد - بنون ضلع ڈیرہ جات پنجاب سے باہتمام ڈاکٹر پینیل صاحب ہفتہ وار ۸ صفحہ پر سرحدی خبرون اور دیگر مضامین کے ساتھ شایع ہوتا ہے قیمت بہی کم ہے یعنے سالانہ معہ محصول ۱عہ

صدای بشیر ماہوار ۴ صفحہ کا موٹے کاغذ پر عمدہ چھپائی کے ساتھ شایع ہوتا ہی اسمین سب مضامین مسیحی مذہب کے متعلق ہوتے ہین۔ قیمت معہ محصول سالانہ ۹ر

رفیق نسوان - یہ اخبار میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس لکھنؤ سے ماہ مین ۲ بارہ صفحہ پر رنگین کاغذ پر شایع ہوتا ہی اسمین مضامین فرقہ نسوان کی متعلق ہوتی ہین۔ قیمت صرف محصول ڈاک ۱۲ سالانہ۔

التماس

ہم چاہتے تھے کہ اِس اول جلد کے ساتھ ایک مقدمہ شرح و بسط کیساتھ لکھ کر
شامل کردین جسمین پورے طور پر یہ دکھانے کا ارادہ تھا کہ یہ تین اہم بحثین جو اِس
جلد مین ہوئین یعنے کتب مقدسہ کا اصلی ہونا۔ الوہیت مسیح اور مسئلہ تثلیث کا
بیان بر بنائے قرآن عصمت انبیا کا خیال کہانتک ہمارے محمدی مخاطبون
کے دلون کو ہلا چکا ہے۔ کیونکہ ہمنے اون تمام تحریرون کو جو ماہ بماہ ہمکو اپنے
محمدی مخاطبون سے وصول ہوتی رہین درج الحق نہین کیا بعض تو انہین خیالون پر
مبنی تہین جو اکثر احباب کے خطوط سے ناظرین پر روشن کردی گئین
اور بعض الحق کی شرائط و ضوابط کے بالکل خلاف تہین اسلیے درج نہو سکین ج
وقت کی تنگی کام کی کثرت نے ہمکو اتنا موقعہ بھی تو نہ دیا کہ ہم ایک مختصر سا
دیباچہ بھی لکھ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے لہذا ہم اپنے ناظرین
سے معافی کے خواستگار ہو کر الحق کے مضامین کو بجنسہٖ یکجا جمع کرکے
ایک نئی ترتیب سے پیش کرکے رخصت ہوتے ہین۔

الملتمس اڈیٹر الحق

۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

ایس۔ پی جی مشن پریس کانپور

فہرست مضامین

صحت کتب ربانی ازروے قرآن - مسیحی پرانے اور نئے عہدنامہ کو
کتب ربانی یعنے خدا کے الہام سے نازل ہونا مانتے ہین - یہودی صرف پرانے عہدنامے
کو خدا کے الہام سے قبول کرتے ہین - محمدی اس پرانے اور نئے عہدنامے کو تین حصون مین
تقسیم کرتے ہین یعنی توریت جسمین موسیٰ کی پانچ کتابین ہین - زبور جسمین علاوہ داود
کی تصنیف کے دیگر صحائف انبیا انجیل جسمین کل نیا عہدنامہ ہے - یہودی عام طور سے
پرانے عہدنامے کو توراۃ بھی کہتے ہین یعنی شرع - محمد صاحب قرآن مین کہتے ہین کہ "
توراۃ - زبور اور انجیل منجانب اللہ ہے اور الہام سے بنی آدم کی ہدایت اور تلقین کے لیے
نازل ہوئی ہین - قرآن مین محمدیون کو ہدایت ہے کہ ان کتب مقدسہ پر ٹھیک ویسا ہی
ایمان رکھین جیسا قرآن پر رکھتے ہین سورۂ بقر کی آیت ۱-۷ تک یون لکھا ہوا ہے "
اس کتاب مین کچھ شک نہین ہے - اہل خوف کیلیے ہدایت جو ان دیکھے پر ایمان
لاتے ہین اور نماز پڑھتے ہین اور جو کچھ ہمنے انکو دیا ہے اسمین سے خرچ کرتے ہین
اور جو تجھپر اور تجھسے پہلے اترا ہے وہ اسے مانتے ہین اور انکو آخرت کا یقین ہے
وہی اپنے رب سے ہدایت یافتہ ہین اور وہی مراد رسیدہ ہین - وہ جو کافر ہین
خدا نے انکے دلونپر مہر کردی ہے اور انکے کانون اور آنکھون پر پردہ پڑا ہے
اور انکے لیے بڑا عذاب ہے - بعض آدمیون مین ایسے ہین - جو کہتے ہین کہ ہم
خدا پر اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہین وہ ہرگز مومن نہین ہین" ان مذکورہ بالا

آیتون سے صاف صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ خدا سے ہدایت یافتہ ہین اُنکے
اوصاف یہ بیان ہوئے ہین (۱) خدا کے الہام پر اور اُسکی کتاب پر شک نہین کرتے - بن
اُن دیکھے پر ایمان لاتے ہین - (۲) نماز پڑھتے ہین (۳) خیرات دیتے ہین (۴) قرآن
توریت زبور اور انجیل پر ایمان رکھتے ہین (۵) روز آخرت پر یقین رکھتے ہین - اِن مین سے
کسی ایک بات سے منکر ہونا کافر اور بے ایمان بنتا ہے اور عذاب الیم کا سزاوار ہوتا ہی
کیونکہ سورہ آلعمران آیت ۲ و ۳ مین یون لکھا ہی کہ "اُسنے تجھپر سچی کتاب نازل کی ہے
کہ اگلی کتابونکی مصدق ہی اور اُس سے پہلے توریت اور انجیل کو نازل کیا تھا جو لوگون
کے لیے ہدایت ہے - جو لوگ خدا کی آیتون سے منکر ہین اُنہین سخت عذاب ہوگا" منکرون کو
جس قسم کا عذاب ہوگا اُسکو بھی ہم قرآن ہی کے الفاظ مین بیان کیے دیتے ہین جسکا
ذکر سورہ مومنین آیت ۷۰ و ۷۱ مین یون ہوا ہے "جنہون نے اس کتاب کی تکذیب کی
جو ہمنے اپنے رسولون کو دیکر بھیجا تھا وہ آخر کو معلوم کرینگے جب طوق اُنکی گردنونمین ہونگے
اور زنجیرین ڈالکر گھسیٹے جا وینگے کھولتے پانی مین پھر آگ مین جھونکے جائینگے"

تمام مسلمانون کو محمد صاحب کے زمانے مین جو حکم تھا سو یہ ہی سورہ بقر ۱۳۶ آیت
"اے مسلمانو - تم بولو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور اُس کلام پر جو ہماری طرف
نازل ہوا ہی اور اُسپر جو ابراہیم پر - اسمعیل - اسحاق - یعقوب اور اُسکے بارہ بیٹون پر
نازل ہوا تھا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو ملا تھا اور جو کچھ تمام نبیون کو اُنکے رب سے
دیا گیا تھا ہم اُنکے درمیان کسی مین بھی فرق نہین کرتے" اس ایمان کے اقرار کا جواب
ہمکو سورہ آلعمران آیت ۷۹ مین یون ملتا ہے گویا اُسوقت کے مسلمان زبان حال
سے کہہ رہے ہین "ہم خدا پر ایمان لائے اور اُسپر جو ہمپر نازل ہوا ہے اور جو ابراہیم پر
اور اسمعیل پر اور اسحاق اور یعقوب اور اُسکے بارہ بیٹون پر نازل ہوا تھا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ
اور سب نبیون پر اُنکے رب سے ملا تھا ہم اُنمین کسی کو جدا نہین کرتے" پھر ہم سورہ بقر
آیت ۲۸۵ مین مسلمانون اور اُنکے نبی کو بھی یہ کہتے سنتے ہین "رسول نے اور مسلمانون نے

اسباط کو بان لیا ہے کہ جو کچھ خدا سے اُسپر نازل ہوا ہے اور سب مسلمان اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولونپر ایمان لائے ہین۔ ہم اُسکے رسولونمین فرق نہین کرتے ہین" اسکے بعد ہم اگر سورہ نسار آیت ۱۴۹ سے ۱۵۱ تک کا مطالعہ کرین تو ہمکو یہ عبارت دکھائی دیتی ہے "جو لوگ خدا اور اُسکے رسولون کا انکار کرتے ہین اور خدا اور اُسکے رسولون مین فرق نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کرتے ہین اور اُسکے درمیان ایک اور راہ نکالتے ہین وہی کافر ہین اور کافرونکے لیے ہمنے رسوائی کا عذاب تیار رکھا ہے اور جو اللہ اور اُسکے رسولونپر ایمان لاتے اور اُنکے درمیان سے کسیکو الگ نہین کیا اللہ اُنکو اُسکا بدلہ دیگا۔ اہل کتاب مین سے جو علم مین مضبوط اور مسلمان ہین جو تجھپر نازل ہوا اور جو تجھسے پہلے نازل ہوا مانتے اور نماز پڑہتے ہین اور زکوۃ دیتے اور خدا پر اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہین ہم اُنھین کو بڑا بدلا دینگے"۔ اسی سورہ کی آیت ۱۳۵ مین یون لکھا ہے " اے ایماندارو تم اللہ پر اور اُسکے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور اُس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی تھی ایمان لاؤ اور جو کوئی اللہ کا اور اُسکے فرشتونکا اور کتابون کا اور رسولون کا اور آخری دن کا منکر ہوا وہ گمراہی مین جا پڑا"۔ پھر ہم سورہ حدید آیت ۱۸ مین یہ پاتے ہین "جو اللہ پر اور اُسکے رسولونپر ایمان لائے وہی اپنے رب پاس صدیق شہید ہین انکا بدلا اور نور اُنکے لیے ہے۔ اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہی دوزخی ہین"۔

اب ہم اپنے محمدی دوستون سے دریافت کرتے ہین کہ یہ آیتین جو ہمنے اوپر پیش کین انمین تو کوئی تاویل کی گنجایش نہین انکے معنے بہت صاف ہین ہر کوئی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ انمین ایمان دار کے فرائض بیان ہوئے ہین اور منجملہ اور فرائض کے انکا ایک فرض یہ بھی ہے کہ کتب سابقہ پر ایمان لائین اور رسولونمین فرق نہ نکالین پھر کیون ہم یہ سُنا کرتے ہین کہ انجیل بدل گئی تحریف ہو گئی رد ہو گئی۔ قرآن مین تو

محمد صاحب نے کوئی لفظ ایسا نہین کہا جس سے ثابت ہو کہ آجکل کے محمدیون کا دعوی
درست ہو وہ بالکل خلاف منشا قرآن اور اپنے نبی کے بولتے ہین۔
اب ہمکو ہمارے مخاطب بتائین تو کہ ان آیتون مین یہ بدلا۔ اور انعام کا وعدہ کن سے
کیا جاتا ہی۔ کیا صرف اُنسے جو نماز پڑھتے خیرات دیتے۔ خدا اور آخری دن پر ایمان لاتے
قرآن کو کلام خدا جانتے اور محمد صاحب کو اللہ کا رسول مانتے۔ نہین بلکہ ہر محمدی کو انعام
[illegible] اور انعام حاصل کرنے کو کچھ اور بھی کرنا واجب ہے یعنی جو قرآن کے قبل نازل ہوا۔
توریت زبور۔ انجیل اُسپر بھی ایمان لانا اُسکے مطابق عمل کرنا۔ اب اگر کوئی محمدی کہے
نہین قرآن پر ایمان لاتا ہون مگر مسیحیون کی کتب مقدسہ۔ توریت زبور۔ انجیل پہ
ایمان نہین رکھتا کیا مذکورہ بالا آیتون کے مطابق اُسپر [illegible] ہین۔ اور کافر کا فتوی
نہ دیا جائیگا۔ سخت عذاب اُسپر نکیا جائیگا۔ کیا وہ خدا کی نشانیون اور آیتون کا جھٹلانے
نہ کہلائیگا۔ وہ کیونکر اپنے کو ایماندار مسلمان کہہ سکتا ہی۔ وہ تو قرآن کے کہنے پر چلتا ہی نہین
اصل حقیقت یہ ہی کہ عام طور سے محمدی قرآن کے مقاصد سے جو وہ کتب مقدسہ کے بارے مین
بیان کرتا ہی ناواقف ہین اور قرآن کا ترجمہ عام فہم زبان مین کیا ہی نہین جاتا اگر کوئی موجود
تو اُسپر بے اعتباری ظاہر کیجاتی ہی۔ اور اگر کوئی شخص اسکا ترجمہ کرے اور اسکو رواج
دے یا اُسکے اصلی مقاصد کو کھولکر بیان کرے تو جاہل ملا اُسکو کافر بدعتی رسول اور
خدا کا دشمن گردانتے ہین اور یون عوام الناس کے دہوکھا دینے کا باعث ہوتے ہین ہزارہا
محمدی قرآن کے حافظ ہین وہ شاید ہزارون دفعہ ان آیتون کو جنکو ہمنے اوپر بیان کیا پڑھ
گئے ہونگے مگر مطلب تو جانتے ہی نہین اکثر ان ہی حافظون نے مسیحیون کا مقابلہ کرتے
وقت اپنے ایمان کے خلاف بہت کچھ سخت سست مسیحیون اور اُنکے مذہب کو کہا ہوگا انکو کیا
خبر ہے کہ جو کچھ ہمکو حفظ ہی اُسمین انکی اور انکے مذہب کی کسقدر عظمت بیان کیگئی ہے
ہم خدا ترس مسلمانون سے باادب عرض کرتے ہین کہ ان آیتون پر غور کرین اور انکی
معنون کو خوب سمجھ لین۔ اب ہم اُن سب اعتراضون کا جواب دینگے جو منسوخ ہونے

گم ہونے اور تحریف کے نامزد جاتے ہین سے ہمنے آپ کو بتلا دیا کہ کتب مقدسہ کو کس ادب سے آپ لوگون کو دیکھنا چاہیئے انھین آیتون پر غور کیجیے کہ جنکا ماننا ایمان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے اور اگر منسوخ ہو گئی ہوتین تو قرآن مین اُنکے لیے کوئی حکم موجود ہوتا مگر وہان تو کوئی حکم ہی نہین ہم ابھی اِس بات کو نہین چھیڑتے کہ قرآن اور بائبل کے درمیان کیا نسبت ہے صرف آپ لوگون کو یہ دکھلانا چاہتے ہین کہ سچا اور سچا محمدی ہونیکے لیئے بھی کیا کیا کچھ درکار ہے۔ قرآن مین محمد صاحب بکار بکار کتب مقدسہ کی بابت گواہی دیتے ہین سورۂ سجدہ آیت ۲۳ "ہمنے موسیٰ کی کتاب کو بنی اسرائیل کیلیے ہدایت ٹھہرایا" سورۂ انبیا آیت ۱۰۵ "اور ہمنے بعد نصیحت زبور مین لکھدیا کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہونگے" سورۂ آلعمران آیت ۴۴ مین آنحضرت یہ فرماتے ہین "اور مجھ سے آگے توریت ہے اور مین اسکا مصدق ہون۔ پھر سورۂ مائدہ آیت ۴۷ سے ۵۰ تک صاف لکھا ہے "وہ تجھے کیون منصف ٹھہراتے ہین جبکہ اُنکے پاس توریت ہے اُسمین خدا کا کلام لکھا ہے ہمنے توریت نازل کی اُسمین ہدایت اور نور ہے۔ یہودیون کو اُس توریت کے موافق فرمانبردار ہونا چاہیئے۔ نبی لوگ حکم دیا کرتے ہین اور ربی لوگ بھی اُسی کے موافق حکم دیتے تھے اور احبار یعنی کاہن لوگ بھی اُسکے موافق حکم دیتے تھے کیونکہ وہ سب لوگ خدا کی کتاب کے محافظ اور گواہ ٹھہرائے گئے تھے اور جو کوئی نازل کردہ خدا کے موافق حکم نکرے وہی کافر ہے۔ ہمنے عیسیٰ ابن مریم کو توریت کا مصدق بنا کے بھیجا تھا ہمنے اُسکو انجیل دی تھی اُسمین ہدایت اور نور اور وہ توریت کی مصدق ہے۔ اور جو کوئی نازل کردہ خدا حکم نکرے وہی فاسق ہین۔"

دیکھو اس قرآن کے بموجب کتب مقدسہ خدا کی طرف سے نازل ہوئین وہ لوگ جو نازل کردہ خدا پر عمل نکرین کافر قرار دیئے جاتے ہین۔ ان آیتون سے کتابون مین اختلاف بتلایا نہین جاتا نہ یہ کہ پہلی کتابین مابعد کی کتابون سے

منسوخ ہوگئین برعکس اسکے انجیل کی نسبت یہ کہا گیا کہ یہ مصدق ہو اُن کتابون کی
جو اُس سے پہلے نازل ہوئین اور اسی طرح قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ کل کتب سابقہ
کی تصدیق کرنے کو آیا جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیت ۵۲ مین لکھا ہو "اے محمد تیری طرف
ہمنے سچائی سے کتاب نازل کی ہے جو کتب سابقہ کے تصدیق کرتی اور اُنکی نگہبان ہو"
اسکے معنی صاف ظاہر ہین کہ انجیل کا نازل ہونا توریت کے اور زبور کے تصدیق کیلئے
تھا اِس قاعدہ سے بموجب فرمودۂ قرآن۔ جملہ سابقہ کتب مقدسہ کی تصدیق
کو قرآن نازل ہوا اسمین کوئی کلام نہین کہ پُرانے عہدنامے کی بعض دستورات اور
رسمین جنکا بیان خاصکر موسیٰ کی کتابون مین ہو نئے عہدنامے کی رو سے متروک ہوگئین
مثلاً قربانی جسکا گذراننا صرف اُسی وقت تک روا تھا جب تک کہ اصلی قربانی یعنی
خداوند مسیح جسکی وہ پرچھائین تھین اپنے آپ کو صلیب پر قربان نکردے۔ مگر روحانی
معاملات کے قوانین کے متعلق جیسے خدا کے احکام توریت شریف مین پہلے موجود تھے
اب بھی اُنھین معنون مین موجود و برقرار ہین وہ احکام نہ تو انجیل سے منسوخ ہوئے
اور نہ کسی مابعد کی تحریر سے منسوخ ہو سکتے ہین۔

پُرانے اور نئے عہد کے اکثر مقامات لفظاً مطابق ہین بہت سی پیش خبریان
جنکا ذکر ہم پُرانے عہد مین پڑھتے ہین اُنکی تکمیل نئے عہد مین ملتی ہو یون گویا پُرانے
عہدنامے کے متن پر نیا عہدنامہ مثل حاشیہ کے چسپان ہو۔ اب اگر متن کا حاشیہ نہو تو اکثر مقامات
متن کے ہم سمجھ نہین سکتے۔ اور بہت سی پیش خبریان پُرانے عہدنامے کی اب تک
پوری نہین ہوئین اور اکثر نئے عہد کی پیش خبریان بھی ہنوز وقوع مین نہین آئین۔
پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ بلا اُن باتون کے پورا ہوے یہ کتابین منسوخ ہوجائین۔
کیا خدا اپنی باتونکو بلا پورا کیے ہوے چھوڑ دیگا اگر ایسا کرے تو خدا صادق القول
کیونکر ہو سکتا ہو۔ اب اگر کوئی اسکا مدعی ہو تو از روے قرآن اُسپر سخت عذاب ہوگا۔
خداوند مسیح یون فرماتے ہین کہ "آسمان و زمین ٹلجائین تو ٹلجائین مگر میری باتین ہرگز

نہین ملینگی" علاوہ اسکے ہم تمام قرآن مین ایک آیت بلکہ ایک لفظ بھی ایسا نہین پاتے
جس سے معلوم ہو سکے کہ کتب مقدسہ منسوخ ہو گئین اور اگر ہوئین بھی تو وہ بھی قرآن
کے آنے سی البتہ قرآن مین بعض آیتین ایسی تو ضرور ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی ایک
آیت دوسرے کسی قرآن ہی کی آیت سی منسوخ ہو گئی مثلاً سورہ نحل آیت ۱۰۳ مین لکھا ہی
"جب ہم ایک آیت کی جگہہ دوسری آیت بدلتے ہین اور اللہ خوب جانتا ہی جو اتار رہا ہی" پھر
سورہ رعد آیت ۳۹" اللہ جو چاہی اُسمین سی مٹا دے اور جو چاہی لکھدے" پھر سورہ بقر
آیت ۱۰۳ مین لکھا ہی" جو آیت (قرآن) ہم منسوخ کر دیتے ہین یا (محمد کو) بھلا دیتے ہین
اور اُس سی بہتر یا اُسکے مانند اور آیت بھیجا دیتے ہین" اور بہت سی آیتین اسی کی مانند
قرآن کے رد و بدل کی بابت دلالت کرتی ہین انمین سی ایک آیت سی بھی کوئی
محمدی مفسر یا راوی دعوی نہین کرتا کہ محمد صاحب کو وہم و گمان مین بھی تھا کہ توریت
اور انجیل منسوخ ہو گئین - تمام علماء اسلام کا ان اور ان جیسے دوسری آیتون سے
وہی گمان ہی جو ہمنے اوپر بیان کیا تفسیر اتقان مین یون لکھا ہے "ناسخ اُن آیتون
کیطرف اشارہ کرتا ہی جنکا پابند محمد صاحب کے پیشروون کو کیا گیا تھا" تفسیر مظہری مین
لکھا ہے کہ" ایسا ناسخ پیروان محمد صاحب کیلئے ہے کہ آیندہ اُن باتون سے جنکے پہلے
وہ پابند تھے اپنے کو بری جانین" مثلاً اُن باتون پر جو باتین تواریخی یا جنکا تعلق
واقعات سی نہ تھا بلکہ تعلیمی احکامات مثلاً ماں کے ساتھ نکاح وغیرہ پھر کیونکر یہ معنی پیدا
کئے جاتے ہین کہ یہ آیتین توریت زبور اور انجیل پر بھی منسوخیت کا حکم رکھتی ہین؟ بھلا
کہو تو کیا متقدمین علماء اسلام آجکل کے معمولی مولویون سے کسی درجہ مین کم لیاقت کے
لوگ تھے یا اسلام کے درپردہ دشمن تھے- پس آجکل کے محمدی علماء کی ایسی بے بنیاد خیالات
اور ایسی رکیک تاویلات کتب مقدسہ کی نسبت بالکل خلاف ہین بلکہ یہ کہو کہ صریح بہتان
اب ایک بات اور بھی قابل غور ہی کہ قرآن کی جو آیت منسوخ ہوئی وہ خود محمد صاحب کے
قول سی ہوئی اور اُنھین کے حکم سے آیت بحال بھی رہی اب اگر کوئی رد و بدل الہی [illegible] ہوتا تو گا

تو وہ بھی منجانب اللہ ہوگا اور وہ بھی نبی کی معرفت کسی مفسر یا مجتہد کو دم مارنے کی گنجایش
نہیں۔ بس توریت زبور اور انجیل بھی قرآن کے فرمان کے مطابق اللہ کی نشانیاں ہیں
اب وہ بھی اس اصول کے پابند ہو جائینگے۔ کیا کوئی مولوی۔ امام فن مناظرہ۔ مجتہد العصر
حتیٰ کہ شریف مکہ تک کوئی آیت یا حدیث یا محمد صاحب کا کوئی قول یا محمد صاحب کے
صحابیوں کے اقوال سے ایک لفظ بھی پیش کرسکتا ہی جسمین یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ بائبل
شریف کل یا اسکا کوئی حصہ قرآن کے آنے سے منسوخ ہو گیا۔ اے ہمارے مہربان مخاطبو
ہم ڈنکے کی چوٹ پر اسبات کو للکار کر کہتے ہین کہ ایک حرف بھی تمھارے اس دعوے بے بنیاد
کی حمایت مین اسلامی کتب سماوی و دینیات کے سیکڑون سے ہمارے دعویٰ کے مقابل پیش
نہین ہو سکتا۔ ذرا سوچو تو کہ بفرض محال اگر پاک نوشتون کا منسوخ ہونا مان بھی لیا جاے
پھر کیونکر محمد صاحب یہودیون عیسائیون اور خود اپنی اُمت کو یہ تاکید کرتے ہین کہ
پہلی کتابون کو قبول کرو اور توریت زبور اور انجیل پر ایمان لاؤ کیونکہ یہ حکم دیکتے تھے
کہ "اُسپر جو موسیٰ پر اور عیسےٰ پر اُترا ہی ایمان لاؤ" اگر آنحضرت کو گمان بھی ہوتا کہ یہ کتابین
منسوخ ہونگی تو کیونکر دوزخ و عذاب الیم کا فتویٰ انکے منکرون پر لگاتے۔
کیا آپ ان کتابون کے منکر ہو کر اپنے ایسے افعال سے اپنے نبی کی بے عزتی کرانا چاہتے ہو
کیا اُنکو خلاف گو بنانا چاہتے ہو؟ کیا وہ تمھارے ایمان کے دشمن تھے؟ ذرا سوچکر اسکا جواب
اب ہم یہ کہنے کو مجبور ہین کہ جو محمدی محمد صاحب و قرآن کے خلاف کتب مقدسہ پر بہتان
لگاتے ہین وہ فی الحقیقت اپنے ایمان کو برباد کرتے ہین اپنی عاقبت بگاڑتے ہین محمد صاحب
اور قرآن اور خدا کی تحقیر کرتے ہین۔

بعض اہل اسلام اس کمزوری کو دیکھکر کہ قرآن مین یا اور کسی جگہہ تو منسوخ
ہونا کتب مقدسہ کا پایا نہین جاتا تب اُنھون نے ایک دوسرا عذر تراشا وہ یہ کہ اصل کتب
مقدسہ گم ہو گئین اور وہ جو اسوقت اہل یہود اور عیسائیونکے پاس ہین وہ اصل کتابین نہین
بلکہ جعلی اور بناوٹی ہین۔ اسلیے ہم اُنپر ایمان نہین لاتے۔ دراصل یہ عجب رنگی ہوئی بات ہے

کیونکہ اس بات کے مدعی اپنے ایمان کا مطلق خیال نکرکے یہ بات مُنھ سے نکال دیتے ہین وہ فی الحقیقت اِسبات سے نا واقف معلوم ہوتے ہین کہ ایسا کہنا خود قرآن کی حقانیت کو رد کرتا ہے اور یون گویا وہ اپنی دیوار گرا کر اپنے ہمسایہ کی چھت کو بھی گرانا خیال کرتے ہین مگر یہان تو اونکی عمارت ہی دوسرے کی بُنیاد پر پڑی ہوئی ہے۔ اور اونکا یہ دعویٰ خود محمد صاحب کے خلاف ہی ہے اور تمام معزز مفسرین جنکے خوشہ چین بڑے بڑے امام اور قطب کہلانے والے ہین اونکے بھی خلاف ہے اور اونکے بھی خلاف جو اسلام کے حامی سب سے زیادہ گنے جاتے ہین۔

اب دیکھو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اصل انجیل گم ہوگئی تو اوسکے معنی یہی ہین کہ جو الہام حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا وہ ایک وقت تو دنیا مین موجود تھا مگر کسی زمانہ مین بالکل گم ہوگیا جس کا بار ثبوت مدعیون کے سر پر ہے کہ کب یہ بیش قیمت و لازوال نسخہ جسکو قرآن مین نور و ھُدا کہا ہے گم ہوگیا اور کیونکر؟ کیا کبھی اسکا کوئی ثبوت دیا گیا ہے؟ کیا کبھی اصلی نسخہ ہمکو لاکر دکھلایا گیا؟

ہم اسکا کافی ثبوت پہونچائے دیتے ہین کہ اصل کُتب مقدسہ نہ تو محمد صاحب کی زمانہ مین گم ہوئین اور نہ اوسنے پہلے اور نہ مابعد کے زمانے مین مروجہ کُتب مقدسہ وہی ہین جو اوس زمانہ مین مروج تھین اور انھین سے خود محمد صاحب نے الٰہی عرفان حاصل کیا تھا۔ اور اسبات کا ثبوت ہم قرآن سے ہی دینگے تاکہ ہمپر کوئی الزام نہ لگائے کہ ہم اپنے مخاطبون کی حق تلفی کر رہے ہین دیکھو قرآن مین یہودی اور عیسائی کس لقب سے پُکارے جاتے ہین۔ اونکو صاحب الہام اور اہل کتاب کا معزز لقب دیا گیا ہے۔ سورۂ انبیا آیت ۷ ”اور تجھ سے پہلے جو ہمنے بھیجے وہ بھی آدمی تھے ہمنے اونھین الہام دیا تھا اگر تم نہین جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو“ اب ہمکو بتلاؤ کہ کون ہین جنکو الہام دیا جاتا ہی اور کون ہین جنکو اہل کتاب کہا جاتا ہے مشہور مفسر بیضاوی اس آیت کی تفسیر مین کہتا ہے کہ۔

یہ وہ ہین جو توریت اور انجیل کے عالم تھے" پس تبلاؤ کیونکر محمد صاحب و بیضاوی
کے زمانے مین لوگ توریت اور انجیل کے عالم ہوسکتے ہین اگر فی الحقیقت یہ پاک نوشتے
گم ہوگئے تھے۔ پھر دیکھو سورہ رعد آیت ۳۶ "جنھین ہمنے کتاب بھیجی ہی (اہل کتاب)
جو تجھپر اوترا خوش ہین" اب کہو کیونکر عیسائی اور یہودی قرآن کے آنے سے
خوش ہوئے۔ جلال الدین کہتا ہے" وہ اسلیے خوش ہوے کہ وہ اونکے
مطابق اور اونکے تصدیق کرتا ہے یعنے اہل کتاب کی کتابون کی" مگر یہ نہ معلوم
ہوا کہ کیونکر ممکن تھا کہ عیسائی لوگ قرآن کے ساتھ انجیل کا مقابلہ کر سکتے اگر انجیل
دراصل محمد صاحب کے زمانہ مین گم ہوگئی تھی۔ پھر دیکھو سورہ عنکبوت آیت ۴۵ "
تم (یعنے مسلمان) اہل کتاب سے جھگڑا نکرو مگر ایسے طور سے جو بہتر ہے۔
ہان اونسے جنھون نے تم پر ستم کیا ہی (تم جھگڑو) اور بولو کہ جو ہماری طرف اوترا ہی
اوسے مانتے ہین (یعنے بائیبل اور قرآن) مگر کیونکر کوئی محمد صاحب کی
مُریدون مین سے یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ بائیبل پر ایمان لاے اگر محمد صاحب کے
زمانہ مین وہ گم ہوگئی تھین اب اگر محمد صاحب کے زمانہ مین موجود تہین تو تو قرآن کا
کہنا درست ورنہ غلط۔ ناظرین تم اپنے لیے آپ فیصلہ کرلو قرآن مین دعوی ہوا ہی
کہ قرآن کُتب سابقہ پر شہادت دینے والا اور تصدیق کرنے والا ہے اور
محافظ بھی بتلایا گیا۔ مگر یونکر جب گم ہوچکی تھین۔ اب تو ماننا پڑے گا کہ کم سے کم
محمد صاحب کے زمانہ تک کُتب مقدسہ کا وجود برابر باقی ہے اور اگر قرآن کا یہ کہنا
درست ہو کہ وہ اونکا نگہبان ہے تو ضرور تا قیامت انکا باقی رہنا واجب ہی
کیونکہ مسلمانون کے اعتقاد سے قرآن خدا کا فرمایا ہوا کلام اور خدا اپنی ہر بات مین
صادق القول ہے۔ قرآن کا بڑا مقصد تو ہمکو یہی بتلایا جاتا ہے کہ پہلے کتابون کی
حفاظت کرنا جب کوئی چیز وجود ہی مین موجود نہین تو حفاظت کسکی کیجائیگی۔ دیکھو سورہ
مایدہ آیت ۴۷-۵۲ "ہمنے توریت نازل کی اوسمین ہدایت اور نور ہے ہمنے

عیسیٰ بن مریم کو توریت کا مصدق بناکر بھیجا تھا اور ہمنے اوسے انجیل دی تھی اوس مین
ہدایت اور نور ہے وہ توریت کی مصدق ہے اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگارونکے
لیے چاہیے اہل انجیل اوسکے موافق جو اللہ نے انجیل مین نازل کیا حکم کرین اور تیری طرف
(اے محمد) ہمنے سچائی سے کتاب نازل کی ہے (یعنے قرآن) جو کتب سابقہ کا مصدق و
اونکا نگہبان ہے،، اب دیکھو اس نگہبان ہونیکا مطلب بیضاوی سا عالم اجل مفسر
کیا بتلاتا ہے تمام پاک کتابون کے اوپر نگہبان ہے تاکہ اونکو رد و بدل سے بچاے اونکی
سچائی اور مسلم ہونے کی بابتہ شہادت دی،، اب کہو قرآن کیونکر اونپر شہادت دیسکتا ہے
اور کیونکر اونکو بچاسکتا ہے جبکہ دراصل وہ وجود ہی مین نہین کیا ایسا جھوٹا دعویٰ
کرکے ہمارے مخاطب قرآن کو ناجائز نگہبان ٹہراتے ہین اور اگر اب بھی کوئی مدعی ہو
کہ کتب مقدسہ گم ہوگئین تو کیا قرآن کا قول غلط نہوگا اور وہ خدا کیسا جو اپنے حکم کا بھی
پاس نکرسکا۔ جسقدر آیتین ہم اوپر اس مضمون کے متعلق پیش کرآئے اون سے اسقدر
ثابت ہوا کہ کتب مقدسہ جو موسیٰ داؤد و دیگر انبیا اور خداوند مسیح پر جیسے نازل
ہوئی تھین وہ زمانہ محمد صاحب اور اونکے بعد ۲۰۰ برس تک ویسی ہی موجود
تھین کیونکہ معزز اسلامی مفسرین نے بھی اونھین سے استدلال کیا خود محمد صاحب نے
اسی توریت اور انجیل کی طرف ہدایت کی اور خود اپنا ایمان لانا اونپر بتلایا۔ قرآن
اونکو خدا کی نشانی بتلاتا ہے اپنے کو اونکا مصدق اور نگہبان قرار دیتا ہے۔ پس
ہر عذر جو منسوخ اور گم ہونے کا کوئی کرے وہ بالکل غلط اور منشاء قرآن اور
بانیء قرآن کے خلاف ہے اب ہم اپنے مخاطبون کے تیسرے عذر پر بحث کرینگے
جسکو وہ تحریف کے نام سے نامزد کرتے ہین ہمنے کسی مسیحی کی شہادت پیش نہین کی
اور نہ ارادہ ہے کہ ہم اس معاملہ مین کسی عیسائی کو گواہ لاوین کیونکہ اگر خود مخالف
کی شہادت سے ہی ہمارا کام برآئے تو کیا ضرور ہے کہ ہم دوست کو پیش کرین
کیونکہ دشمن کی شہادت دوست کے مقابلہ مین زیادہ وزن دار ہوا کرتی ہے خدا ہماری

مدد کرے تو ہم اس بات پر بھی از روے قرآن اور مفسرین اہل اسلام غور کرینگے کہ
الزام تحریف کرنیکا جو عیسائیون اور یہودیون پر لگایا جاتا ہے وہ کہانتک درست ہے
ہم اپنے پیارے مخاطبون سے بمنت عرض کرتے ہین کہ اپنے دلون کو تعصب سے پاک کرکے
ہماری اس بحث پر غور کرین۔

ہم قرآن کی آیتون کو پیش کر کے انکے اصل مفہوم کو دکھلاتے ہین کہ آیا تحریف کرنے
یا ہونیکا گمان بھی صاحب قرآن کو تھا کہ یہ کتابین کسی وقت مین تحریف ہوجائینگی
دیکھو سورہ عنکبوت آیت ۲۶ مین یون لکھا ہے "ہمنے اُسے اسحاق اور یعقوب بخشا اور
اوسکی اولاد مین کتاب اور نبوت مقرر کی اس آیت کی بابت مفسرین متفق الراے ہوکر
یہ کہتے ہین شیخ بیضاوی کا قول ہے کہ کتاب سے مطلب اسجگہ الہامی کتابین ہین یعنے
اونکو چار کتابین ملینگی" دوسرا مصنف جلال الدین سیوطی ان کتابون کے نام بھی
بتلاتا ہے اور یون کہتا ہے۔ "کتابون کے معنی یہ ہین توریت زبور انجیل اور قرآن"
دیکھو ایسے مشہور مصنف و مفسرین جنکے بغیر آج کل کے لوگ قرآن کو سمجھ بھی
نہین سکتے نہ امام و مجتہدین سکتے ہین ہرگز یہ نہین کہتے کہ چار کتابین تو انکو ملینگی
مگر تین اونمین سے تحریف کردیجائینگی یا تحریف ہوگئین۔ بلکہ وہ چارون کا ملنا برابر
رکھتے ہین اور سب کا ذکر ایک ہی سلسلہ مین کرتے ہین۔ وہ یہ نہین کہتے ہین کہ اب صرف
ایک ہی کتاب باقی رہ گئی تین بالکل بیکار ہین۔ یہ لوگ کیونکر ایسا کہتے وہ تو قرآن کے
جاننے والے تھے اون کو کیا شامت سوار تھی جو ایسا کہکر اپنے اوپر دنیا کو ہنساتے۔
ہم یہ بھی بتلائے دیتے ہین کہ کیونکر بعض کوتاہ بین محمدی اس دعوی کو پیش کرتے ہین
کہ کتابون مین تحریف ہوگئی۔ قرآن مین بعض آیتین ایسی موجود ہین جن سے تحریف کے
معنی پیدا ہوتے ہین اور اُنھین کی بناء پر یہ دعوی کیا جاتا ہے مگر پہلے ہم یہ بتلادینا نہایت
مناسب جانتے ہین کہ علماء دین محمدیہ نے تحریف کی کیا تعریف کی ہے وہ کہتے ہین کہ تحریف
دو قسم کی ہے ایک تحریف لفظی دوسری تحریف معنوی تحریف لفظی وہ ہے کہ الفاظ

اصل کو نکالکر کوئی دوسرے الفاظ درج کردین تحریف معنوی وہ ہے کہ
اصل عبارت یعنی متن مین تو کوئی قصور واقع نہو مگر الفاظ کے اصلی معنون کو بدلکر
اختلاف کرنا یعنی معنی عبارت ولفظ کے تو کچھ اور ہون مگر اُنکو دوسری طرح سے
بیان کرنا- قبل اسکے کہ ہم اُن آیتون کو جن پر علماء دین محمدیہ زور دیتے ہین کہ انمین
تحریف کرنے کا ثبوت ہے پیش کرین ہم یہ بتلائے دیتے ہین کہ اُن آیتون مین اکثر
اہل یہود کو اور شاذ ونادر عیسائیون کو الزام تحریف کا ہے مگر ہر مقام پر خواہ یہودی
مخاطب ہون یا عیسائی الزام تحریف معنوی ہی کا ہے نہ کہ لفظی کا پس آج بھی وہی
متن موجود ہے- لغت موجود ہے- قواعد موجود ہے- ہمکو موقع بھی اُس زمانہ سے
اچھا حاصل ہے سچے دل سے تحقیقات کرین اصلی معنون کو تلاش کرین قرآن مین
ایک آیت بھی ایسی نہین ملیگی جس مین تحریف لفظی کا الزام کسی فریق کو بھی دیا گیا ہو-
علاوہ اسکے ہمارے مخاطبون کو اس بات کا بھی خیال کرنا ضروری ہے کہ بفرض محال
اگر ہم اُنکا یہ دعویٰ مان لین اور اگر اُنکا دعویٰ کسی درجہ مین سچ بھی ہو تو خود قرآن پر
اس دعوی کا اثر کیا ہوگا- کیونکہ ہم سابق مین سورۂ مائدہ کا حوالہ دے چکے جہان
نہایت صفائی سے لکھا ہے کہ قرآن اسلیئے نازل ہوا کہ کتب سابقہ کی حفاظت کرے
اُنکا نگہبان ہو جسکی تفسیر بیضاوی نے یہ کر سنائی کہ انکا محافظ ہو یعنے اُنکو تبدیلی سے
بچائے اور اونکے سچے اور مسلم ہونے پر شہادت دے پس اگر قرآن کے ہوتے ہوئے
کتب مقدسہ مین رد وبدل ہوا یا اس مین اضافہ یا کمی ہوئی تو قرآن کی حفاظت بیسود
ٹھہری کیا کوئی جو قرآن کو خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی مانتا ہے اس نتیجہ کو
قبول کریگا کہ قرآن اور خود خدا اپنے قول کا پابند نہوا- اب ہم اُن آیتون کو جنکی
بنا پر تحریف کا الزام لگایا جاتا ہے یہان پیش کرکے مفسرین قرآن کی راے سناکر
مع تفسیر بیان کیے دیتے ہین تاکہ حق پسند ناظرین خود فیصلہ کر لین-
سورہ بقر آیت ۳۹ مین لکھا ہے "حق کو باطل مین نہ ملاؤ نہ دانستہ حق کو چھپاؤ"

درصل یہ الزام یہودیون کو دیاگیا نہ کہ عیسائیون کو مگر کسی کو بھی الزام دیاگیا ہو اسمین
ہرگز تحریف لفظی کا الزام نہین ہے بلکہ تحریف معنوی کا مشہور مصنف فخرالدین رازی
کہتا ہے ”کہ پہلا جملہ اس آیت کا اُنپر دلالت کرتا ہے جو بیہودہ قصے درمیان مین
لاتے تھے کہ ان لوگون کو ورغلادین جو سچائی کی بابت گواہی سُنا کرتے تھے۔ دوسرا
جملہ اُن لوگونپر دلالت کرتا ہے جو حق کو سُنانے سے باز رہتے تھے بلکہ حق کو لوگون
تک پہونچنے سے سدراہ ہوتے تھے“ مفسر بیضاوی کہتا ہے کہ ”حق کو جو تیرا اوترا
ہے اپنی جھوٹی تاویلون سے مت چھپاؤ ایسا کہ ایک کو دوسرے سے امتیاز کرنا ناممکن ہوجاوے
نہ حق کو باطل سے ایسا ملبس کرو کہ وہ اوسکے تہون مین بالکل پوشیدہ ہوجاوے
حق کو باطل کے ساتھ ملانا گویا تبدیل کرنیکے برابر ہے دیدہ ودانستہ نبی کے متعلق سچ
کو چھپانا حق کو باطل کرنا ہے“
دیکھو ان مفسرون مین سے کسی نے کبھی نہین کہا کہ لفظ تبدیل کردیے بلکہ تاویلون سے
بدلنا سب مانتے ہین دوسری آیت سورہ بقر آیت ۷۰ یون ہے ”اے مسلمانو
کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وہ (یعنے یہودی) تمھاری بات مانین گے اُنمین ایک فرقہ
تھا کہ خدا کا کلام سُنکے اُسکو بدل ڈالتے تھے سمجھنے کے بعد اور وہ جانتے ہین“
اِس جگہ بھی رازی اور بیضاوی جیسے مفسرین اہل یہود ہی کو الزام تحریف معنوی
کا دیتے ہین ”سورہ بقر آیت ۹۵ مین ہے ”جب خدا کی طرف سے انکے پاس رسول آیا
جو اُنکی کتاب کا مصدق ہے تب اہل کتاب مین سے ایک فریق نے خدا کی کتاب کو
پیچھے ڈالا گویا وہ جانتے نہین تھے یہان بھی صرف اہل یہود کو الزام ہے“ پیچھے ڈالا
کی بابت رازی کہتا ہے کہ توریت مین محمد صاحب کے متعلق پیشینگوئیان ہین
پس اِس حالت مین اسلام سے منکر ہونا گویا اپنی کتاب کو جسکو وہ منجانب اللہ
جانتے ہین پیچھے ڈالنے کے برابر ہے“ دیکھو یہی تحریف معنوی ہے نہ کہ تحریف لفظی
پھر سورہ بقر آیت ۱۶۹ ”وہ جو کتاب مین سے خدا نازل کردہ بات چھپاتے اور

اوسپر حقیر قیمت لیتے ہین وہ اپنے پیٹون مین آگ کھاتے ہین" اِس آیت مین صاف لفظ چھپانے کا موجود ہے اور رازی بھی تحریف معنوی کا ملزم یہود کو ٹھراتا ہی سورۂ آل عمران آیت ۶۳ و ۶۴ " اے اہل کتاب تم کیون خدا کی آیتون کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم گواہ ہوا ای اہل کتاب تم کیون حق مین باطل ملاتے ہوا ور حق کو چھپاتے ہوا ور تم جانتے ہو" اِس آیت کا بھی وہی جواب ہے جو ہم اوپر سورۂ بقری ۳۹ آیت کے بارے مین دیے آئے۔ اسکے بعد اسی سورۂ العمران کی ۷۲ آیت مین یون لکھا ہے کہ اور اون مین ایک فریق ہے جو کتاب پڑھنے من اپنی زبان مڑورتے ہین تاکہ تم اوس بات کو کتاب مین سمجھو اور وہ بات کتاب مین نہین ہے" اگرچہ اس آیت سے مفسرین نے صرف اہل یہود ہی کو الزام دیا ہے مگر کئی قرینون سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل یہود کے ساتھ عیسائی بھی اس الزام مین شامل ہین۔ خواہ کچھ ہو مگر اسکے معنی نہایت صاف ہین کیونکہ رازی کہتا ہے کہ " اِن آیتون کے پڑھنے مین جنمین محمد صاحب کی نبوت کی بابت لکھا تھا یہودی جھوٹے اور بے بُنیاد فقرات ملا کر پڑھتے تھے جن سے اسلام کی شہادت پر شک پیدا ہوتا تھا خصوصًا اون لوگون کو زیادہ شک پیدا ہوتا تھا جو اِن کو سُنا کرتے تھے" جلال الدین کہتا ہے " کہ اپنی زبان مڑوڑتے تھے کہ یہ معنی ہین کہ " بوقتِ پڑھنے کلام کے وہ ایک آیت سے کچھ چھوڑ کر دوسری آیت تک چلے جاتے تھے اور لفظون کے معنی نبی کی نبوت کے بارہ مین بدلتے تھے اب خیال فرمائیے کہ یہ آپ کے اپنی علما کیا کہہ رہے ہین۔ وہ تو تحریف لفظی کا گمان بھی نہین کرتی ہین پھر کیونکر آپ لوگ ایسی ناجائز جرأت کر کے خدا کے کلام کی تحقیر کرنے کو تیار ہو جاتے ہین۔ عزیزد اپنی جانون پر رحم کر کے خدا کا خوف کرو اور اگر تمھارے دلون مین خدا کا خوف پیدا ہو جاوے تو دانائی کا شروع بھی ہوگا کیونکہ خدا کا خوف ہی دانائی کا شروع ہی۔ چند آیتین اور اِسی قسم کی ہین۔ جن پر وہی الزام ہے جو اوپر بیان ہوا صرف اِنکا حوالہ لکھدینا کافی ہے تاکہ ناظرین مین سے جو چاہے اونکو دیکھ کر اپنی مفسرین سے

ونکی تفسیر اور معنی دریافت کرکے اپنی تسکین کرلے - دیکھو سورۂ العمران آیت ۱۸۴
اور جب خدا نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ تم اس کتاب کا بیان لوگون سے کروگے
اور اوسے نہ چھپاؤگے پہر اونھون نے اسی عہد کو پس پشت پھینکدیا،، سورۂ مائدہ
آیت ۱۶ او وہ باتون کو اونکے ٹھکانے سے بدلتے ہین،، سورۂ نساء،، یہودیون مین سے
بعض ایسے ہین کہ باتون کو اونکے ٹھکانون سے بے طور کردیتے ہین اِن دونون آخری
آیتون سے الزام صاف صاف یہود کو ہے - مگر تحریف معنوی کا ہی الزام ہی
اب ہم مفسرین کی عام رای ان آیتون کی بابت سنائی دیتے ہین - راوی کہتا ہے
کہ تحریف کے معنے یہ ہے کہ بیہودہ شک وشبہہ پیدا کرنا - آیات توریت مین جیسا
کہ آجکل دن بدعتی (رافضی) قرآن کی آیات کی نسبت کرتے ہین اور اپنے مخالفون
سے کہتے ہین کہ اصل معنی یہ ہین،، جلال الدین کہتے ہین کہ،، لفظا کو اوسکے ٹھکانے سے
ہٹانے کے معنی یہ ہین کہ جس سلسلہ مین خدا نے کلام کو نازل کیا تھا اوسکی جگہ بدلدی
اور اوسکے دوسرے معنی پیدا کیے،، فخرالدین رازی جو محمد صاحب سے ۶۰۰ برس بعد
ہوا اور جسکی تفسیر کو تفسیر کبیر کہتے ہین جسکو ہر مسلمان ایماندار بڑی عزت اور قدر
کی نگاہون سے دیکھتا ہے،، یون کہتا ہے کہ سورۂ بقر آیت ۶۹ مین جو لفظ چھپانیکا
آیا ہے اوسکی بابت یہ کہنا کہ بدل دیا اِسکو کوئی عالم قبول نہین کرسکتا ہے
نہ توریت کے لیے نہ انجیل کے لیے کیونکہ یہ مسلسل ہم تک پہونچی ہین اور کبھی انپر
اعتراض نہین ہوا معنی تحریف کے یہ ہین کہ اونھون نے آیتون کے درست
معنی کو پیچھے رکھدیا اور غلط معنی داخل کیے جس سے اصل معنون کو بدلدیا جیسا
خدا نے الہام سے بتلایا تھا - یا دوسری لفظون مین اِسکو یون کہو کہ اسکو چھپا دیا،،
ایسا ہی کچھ مشہور ومعروف مصنف محمد اسمٰعیل بخاری بھی جو محمد صاحب سے دو سو
برس بعد گذرا جسکی کتاب صحیح بخاری مستند حدیثون مین گنی جاتی ہے کہتا ہے کہ
کوئی ایسا شخص نہین ہے جو اس بات پر قادر ہو کہ خدا کی سابقہ کتابون مین سے

ایک لفظ بھی بدل سکے یہود و عیسائی غلط تاویلات اور غلط معنون مین خدا کے کلام کو بیان کرتے ہین - اور یہی تحریف ہے "

اب اوراس سے زیادہ ثبوت ہم کیا دین کہ محمد صاحب کے بعد ۶۰۰ برس تک اسلامی علماء تو یون کہہ رہے ہین کہ وہ کتابین برابر ہم تک درست حالت مین پہنچی ہین صرف تحریف معنوی کے قائل تو ضرور رہے - مگر آجکل کے لوگ خدا کا خوف مطلق نہین کرتے جب وہ کہتے ہین کہ یہ کتابین منسوخ ہوگئین - گم ہوگئین یا تحریف کرڈالی گئین - اے ہمارے پیارے مخاطبین اسپر ضرور غور کرنا اور اگر حق تم پر ظاہر ہوجائے تو اسکے قبول کرنے مین دریغ نکرنا - ہمنے اسی لیے یہ تحریف کا مسئلہ پہلے شروع کیا کیونکہ مذہب مسیحی کی بنیاد اِسی کلام ربانی پر ہے پس اگر ہم آپ کو اسکا قایل کردین کہ یہ کلام نہ منسوخ ہوا نہ گم ہوا نہ تحریف ہوا تو باقی مسائل جو ہم آگے بیان کرینگے وہ بآسانی آپکی سمجھ مین آجائینگے - دیکھو ہمنے کیسی آسان راہ اختیار کی ہے کہ آپ لوگون کو آپ ہی کے علما سے آپ کے قرآن سے خود محمد صاحب کے اقوال سے حوالہ دیا ہے تاکہ ہمپر الزام نہ لگاؤ کہ ہم ہٹ دہرمی کرتے ہین - دیکھئے ہمارے جگرے کو کہ اپنی تلوار اپنے دشمن کے ہاتھ مین دیکر اوس سے دو بدو ہوتے ہین - کیونکہ ہمیشہ حق ہی غالب ہوتا ہے اور حق کی فتح یقینی ہے - خدا آپ لوگون کی ہدایت کرے اور راہ راست کی طرف لیچلے

مراسلات نمبر ۱

جناب اڈیٹر صاحب الحق - تسلیم - آپ کے قابل قدر اخبار کے چار نمبر میری نظر سے بھی گذری - مینے آپ کے اخبار کو قابل قدر اس لحاظ سے کہا کہ ابھی تک اسمین دل دکھانیوالے الفاظ نہین پائے جاتے - مین آپ کے اس طرز استدلال کو نہایت پسند کرتا ہون - اگر آپنے اپنی اس طرز کو جاری رکھا تو یقین جانیے کہ میری ہم مذہب مسلمان بھائی ضرور آپ کے اخبار کے پڑھنے والے کثرت سے ہونگے اور آپکی باتون پر غور بھی کرینگے خدا آپ کو توفیق دے کہ اپنے تہذیب کا لحاظ رکھا [illegible]

کیا کرین جیسا کہ آپ نے اِن چار نمبرون مین تحریر کیا ہے۔
فی الحال ایسے دو اعتراض جو مجھکو کتب مقدسہ پر ہین اون کو ارسال خدمت کرکے جواب کا ملتجی ہوتا ہون۔ مجھکو فی الحال اسپر بحث کرنے کا موقع نہین کہ آپکی پیش کردہ آیات از قرآن شریف اور شانیہ مفسرین کی رائے کا اظہار اور دیگر لوگون کے خیالات کی تردید کرون یا اُنپر اپنا خیال ظاہر کرون مگر مین اس بائبل مروجہ کو محض اس وجہ سے قبول نہین کرتا کہ اُسمین بعض کلمات ایسے لکھے ہوئے ہین جو ہرگز اُسمین نہ ہونا چاہیے تھی۔ مثلاً حضرت مسیح کا اپنی والدہ کو یہ کہکر دھتکار دینا کہ "اے عورت مجھکو تجھسے کیا کام"، یا اگلے نبیون کو چور و بٹمار کہدینا۔ اس سے نہ صرف مقدسہ مریمؑ اور نبیون ہی کی ہتک نہین ہوتی بلکہ نعوذ باللہ خود خدا کی تحقیر ہوتی ہے۔ قرآن شریف مین جناب مسیحؑ کو کلمۃ اللہ روح اللہ من المقربین۔ دنیا و آخرت مین مرتبہ والا کہا گیا ہے اون کو فلک چہارم پر زندہ بیان کیا ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا اور کل انبیا مین اُنکا رتبہ بڑا ہے۔ اُنکو خدا نے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔
پس جب ایسے کلمات موجودہ بائبل مین پڑہتا ہون تو فوراً اُس بات پر یقین ہوجاتا ہے جو ہمارے علما کہتے ہین کہ اِن کتابون مین تحریف ہوئی اب جب ایسی پیاری بات جو کلمۃ اللہ روح اللہ جناب مسیحؑ کے منہ سے نکلی۔ تو کیونکر یقین آئے کہ وہ دنیا و آخرت مین مرتبہ والے ہین پس اس کے جواب مین قرآن شریف کا فرمانا برحق ہے اور ہمارے علما کی رائے بھی درست لہذا بائبل کا کہنا غلط۔ ہماری عقل خود گواہی دیتی ہے کہ حضرت مسیحؑ نے ہرگز ایسے کلمات اپنی والدہ جنکو پروردگار عالم نے تمام دنیا کی عورتون مین پاک ستھرا اور پسندیدہ بنایا اُنکی نسبت ایسا خلاف ادب کلمہ نکالین جو ایک معمولی انسان بھی جسکو اپنی شرافت کا ذرہ بھی لحاظ ہو نہین نکالیگا۔ اور کیونکر جناب مسیح اگلے انبیا کو چور اور بٹمار کہتے ہین۔ کیا وہ خدا کی خدائی مین دہبہ لگانا چاہتے ہین خدا تو اون کو دُنیا کی ہدایت کے لیئے منتخب کرے مگر جناب مسیحؑ اُنکو چور و بٹمار بتلا رہے ہین۔ اُنکو یا خدا کو نعوذ باللہ چور دان اور بٹمارونکا گرو گھنٹال بنانا ہے۔

اگر آپ سے ہوسکے تو اسکا جواب مجکو عنایت کرین - مین آپ کو اسبات کا پورا یقین دلاتا ہون
کہ یہ شک میرے دلمین نیک نیتی سے پیدا ہوئے ہین - مین حق کا متلاشی ہون - اگر بقول
آپ کے حق مجپر ظاہر ہوجاوے تو مجکو اوسکے قبول کرنے مین ہرگز تامل نہوگا - مگر ہان اسقدر
کہدینا ضرور ہے کہ اسوقت تک مین اسلام کے مقابلہ مین کسی مذہب کو درست نہین جانتا
البتہ ہر مذہب مین کچھ نہ کچھ سچائی ضرور ہی ہے - مگر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے
جو کل غلطیون سے پاک و مبرا ہے طوالت کو معاف فرمائین فقط

راقم کمترین سید نصیر الدین از مظفر نگر ۱۲ - اپریل ۱۹۰۷ء

جواب الحق

جناب سید صاحب - جن مشفقانہ الفاظ مین آپنے الحق پر اپنی زرین راے کا اظہار کیا اسکے
لیے الحق آپکا دل سے ممنون ہے - آپ ہی جیسے نیک نہاد بزرگون کے لیے یہ پرچہ جاری
کیا گیا ہے اور ایسے ہی لوگون کو فائدہ پہونچانا اسکا فرض ہی آپکا ہماری آیات پیش کردہ پر
بحث کرنے کی بابتہ سکوت کرنے کی مصلحت کو آپ جانین - مگر اسقدر ضرور عرض کرنا واجب ہے
کہ اگر آپ اون آیات پر کچھ تحریر فرماتے تو زیادہ مفید ہوتا کیونکہ وہ اہم بحث ہے اور اُسکی
بنیاد پر کل عمارت کا رکھا جائیگا - اب رہے آپ کے اعتراض اُنکی بابتہ عام طور سے تو اسقدر
عرض کردینا کافی ہے کہ آپ کے یہ دونون اعتراض ضرور آپ کے دلمین نیک نیتی سے
پیدا ہوئے ہونگے مگر بڑی وجہ انکے پیدا ہونے کی یہ ہے کہ آپ بائیبل شریف سے کم
وقفیت رکھتے ہین اور اوسکے محاورات سے آپ بالکل غیر مانوس ہین -

آپ کا پہلا اعتراض "اے عورت مجکو تجسے کیا کام" اسمین آپ لفظ اے عورت
ہی پر زیادہ زور دیتے ہین گویا خداوند مسیح نے اپنی والدہ کو مثل ایک غیر عورت کے
مخاطب کیا - آپ پہلے اس بات پر غور فرمائین کہ یوحنا ۲ مین خداوند مسیح نے مقدسہ مریم
بتولہ کو اسطرح خطاب کیا پھر یوحنا ۲ مین لکھا ہے کہ مقدسہ مریم بتولہ نوکرون سے کہتی ہین
کہ جو کچھ وہ تمھین فرماوے وہ کرو - بھلا سید صاحب اسقدر سوچ لینا ضرور واجب ہے

کہ اگر خداوند مسیح کا کہنا کسی معنی مین بھی مقدسہ مریم کو ناگوار خاطر ہوتا تو وہ ہرگز نوکرون کو ایسی ہدایت نکرتین۔ اب یہان سے معلوم ہوا کہ اُس ملک کا ایسا محاورہ ہی ہوگا کہ یونہی والدہ کو یا کسی شریف خاتون کو مخاطب کرتے ہونگے۔

خداوند مسیح کی زبان مبارک سے اکثر یہی طرز دوسرے شاگرد عورتون کے لیے بھی برتا گیا جو کسی طور سے بھی خداوند مسیح کے سامنے اجنبی نہ تھین۔ مثلاً متی ۱۵؍۲۸ مین کنعانی عورت سے کہا "اے عورت تیرا اعتقاد بڑا ہے۔" لوقا ۱۳؍۱۲ مین جس عورت کو ۱۸ برس سے لہو جاری تھا کہا "اے عورت تو اپنی کمزوری سے چھوٹی" یوحنا ۴؍۲۱ مین سامری عورت کو کہا "اے عورت میری بات کو یقین رکھ" یوحنا ۸؍۱۰ مین اُس زانیہ عورت سے فرمایا "اے عورت وے تیری نالش کرنیوالے کہان گئے" یوحنا ۱۹؍۲۶ مین خود مقدسہ مریم کو اپنی ایک شاگرد کے سپرد کرتے ہوے یون کہا کہ "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا" یوحنا ۲۰؍۱۵ مین مریم مگدلینی جب رورہی تھی تو یون مخاطب کیا "اے عورت کیون روتی ہے" اب دیکھیے اسقدر مقامات ہمنے پیش کیے آپ انپر خوب غور کرلین علاوہ اسکے آپ یہ تبلائین کہ صلیب پر جانکنی کی حالت مین کونسا موقع تھا کہ خداوند مسیح اپنی والدہ کی ہتک "اے عورت" کہکر کرین۔ مگر نہین یہ تو کوئی ہتک کی بات نہ تھی خداوند مسیح کے دشمن ہر وقت تاک مین رہتے تھے کہ کوئی بات اُسکے منہ سے نکلے تو اوسکو اسمین پھنسا دین صلیب کے وقت اژدہام تھا کسی نے کچھ نہ کہا شادی کے گھر مین کثرت سے مہمان تھے اونھون نے بھی کچھ نہین کہا۔ یہودی جھوٹی گواہی خداوند مسیح کے خلاف تلاش کرتے تھے اگر یہ کوئی ہتک کا کلمہ ہوتا تو اوسپر مان باپ کی عزت نکرنے کی تہمت ضرور لگاتے چاہے پلاطس کے سامنے نہ لیتے مگر یہودی سردار اُسپر موسوی شریعت کے مطابق کوئی نہ کوئی فتوی ضرور دیتے۔ اگر آپ یونانی شاعرون کی تصنیفات سے واقف ہون تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اونکا طرز کلام ایسا ہی ہے خاصکر ہومر جو یونانی شاعرون مین مشہور ہے اس طرز کا پورے طور سے شاہد ہے۔

اب ایک بات اور بھی قابل غور ہے - آپ مسیح کو کلمتہ اللہ - روح اللہ کہتے ہین اور یہ خطاب ضرور الوہیت پر دال ہین جنکا ذکر ہم مسئلہ الوہیت مسیح کی بحث مین کرین گے جو چند ماہ بعد اسی پرچہ مین شایع ہوگی فی الحال اسیقدر کہتے ہین کہ ہمارے عقیدے سے مسیح خدا ہے اور اسکے وسیلہ کل عالم بنائے گئے مسلمان بھی قایل ہین کہ کلمہ کن سے خدا نے سب کچھ بنایا اور کلمہ مسیح کو کہا گیا ہے بس مسیح خالق کو نہین ہوا مقدس مریم بھی مخلوق ہین اور اپنی ہستی کے لیے خداوند مسیح کے محتاج ہین مقدس مریم کو حق حاصل نتھا کہ مخلوق ہوکر خالق سے کہین کہ یہ کر اور وہ نکر وہ معجزہ خداوند مسیح سے کرایا چاہتی تھین جو خاص الوہیت کا کام تھا - بھلا اون کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ ایسا کہتین اگر آپکا خیال درست ہو کر اس کلمہ سے توہین ثابت ہوتی ہے تو بھی کچھ قباحت باقی نہین رہتی کیونکہ خالق کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق سے جسطرح چاہے پیش آئے - جس لفظ یونانی کا ترجمہ عورت کیا گیا ہے اسکا ترجمہ مستورہ اور خاتون بھی ہو سکتا ہے پس ہم محض اعتراض کرنے کی غرض سے لفظ عورت پر کیون زیادہ زور دین یون نہ خاتون کہین "مجھے تجھسے کیا کام" کیلئے ہمارا وہی الوہیت والا خیال اسکے جواب مین کافی ہے - مگر بعض کا گمان ہے کہ اصل مین یون ہے کہ "مجھ سے تجھ سے کیا کام" یعنی مئے اگر ختم ہوگئی تو ہمکو کیا اگرچہ اسپر بہت طویل بحث ہو سکتی ہے مگر ہمکو اختصار منظور تھا اور اسکو ہم فی الحال آپ کے غور کرنے کے لیے کافی خیال کرتے ہین - اب رہا آپکا دوسرا اعتراض وہ بھی محض کمی معلومات بائبل شریف کیوجہ سے آپ کے دل مین پیدا ہوا ہے آپ کا یہ کہنا کہ انبیا سابق کو چور و بٹ مار کہکر خدا کی تحقیر کرتا ہے یہ آپ کی خوش فہمی ہے یوحنا ۱۰ باب مین یون لکھا ہے کہ جو اور طرف سے چڑھتا ہے وہ چور و بٹ مار ہین یوحنا ۸ مین لکھا ہے "سب جو مجھ سے آگے آئے چور و بٹ مار ہین" اس سے آپکا یہ خیال کرنا کہ یہ الفاظ انبیا رسابق کو کہے گئے آپکی خوش فہمی نہین تو اور کیا ہے اگر آپ یوحنا ۱۰ کو پڑھین تو آپ کو فوراً پتہ لگ جائیگا کہ دراصل ان الفاظ کی حقیقت کیا ہے - وہان فریسی کہتے ہین کہ کیا ہم بھی اندھے ہین

اسکے بعد خداوند مسیح فرماتے ہین کہ "دروازہ مین ہون مجھ سے داخل ہو" "مین بھیڑ دنکا گڈریا ہون" "چور و بٹ مار صرف اُن کو کہتا ہے جو خداوند مسیح سے پہلے یا خود اوسکے زمانہ مین مسیح موعود ہونے کو دعوی کرتے تھے اُن کے ساتھ نبیون کا کوئی تعلق نہین بلکہ صرف وہ لوگ مراد ہین جو دراصل جھوٹے اُستاد ہوکر سچے ہونیکا دعوی کرتے ہین۔

موسیٰ۔ ابراہیم و دیگر انبیا یا یوحنا اصطباغی جو خداوند مسیح کے زمانہ مین ہوا ہرگز مراد نہین کیونکہ اسی انجیل کے دیگر مقامات مین اُنکی بابت گواہی ہے کہ وہ سچے اور برحق ہین یوحنا ۴ مین لکھا ہے کہ "نجات یہودیون مین سے ہے" یوحنا ۵ مین ہے "یوحنا کی گواہی حق ہے" یوحنا ۵ مین ہے "تم نوشتون مین ڈہونڈہتے ہو وہ میری بابت گواہی دیتی ہین" مسیح خود دروازہ ہے اسی پر زور دیکر وہ ثابت کرتا ہے کہ اور دوسرے لوگ جو دروازہ ہونے کا دعوی کرتے ہین وہ چور و بٹ مار ہین اب فرمائیے کہ کیونکر آپ پُرانے عہد کی انبیا کو انہین شامل کرتے ہین وہ تو خود اُسی سچے دروازے کی جسکی بابت مسیح دعوی کرتا ہے کہ مین ہون گواہی دینے آئے اور ہر زمانہ مین بطور سچے گواہ کے اپنی شہادت قلم بند کراتے رہے مگر ہان زمانہ اسیری بابل سے پرانے عہد کے اختتام تک بعض لوگ یہودیون مین جھوٹے نبی بنے اور اپنی بات کو خدا کی بات تبلاتے ہے جنکی بابت یرمیاہ کے ۲۳ مین لکھا ہے "مینے اِن نبیون کو نہین بھیجا پر وے دوڑے ہین مینے اُنسے نہین کہا پر اُنھون نے نبوت کی پس اگر وے میری مصلحت مین ثابت قدم رہتے تب وے میری باتین میرے لوگون کو سناتے تاکہ اُن کو اُنکی بُرائی سے پھرا دین" اُسکے علاوہ خود مسیح خداوند کے زمانہ مین ربی اور کاہن ایسے مغرور اور خود غرض ہوگئے تھے کہ وہ اپنے آپ کو دروازہ تبلا کر خدا تک رسائی کا راستہ بیان کرتے تھے پس ایسے لوگ ضرور چور و بٹمار تھے انھین لوگون مین سے فریسی تھے جو یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اگر کوئی شخص خداوند مسیح کا اقرار کرے کہ وہ مسیح موعود ہے تو اوسکو ہیکل و عبادتخانہ سے خارج کردین دیکھئے اُس جنم کے اندھے کو کسطرح خارج کردیا تھا جسکا ذکر یوحنا ۹ مین ہے اور وہین سے یہ بحث

شروع ہوئی ہے یہ لوگ بھیڑون کے بھیس مین پھاڑنیوالے بھیڑیے تھے انھین کی بابت
خدا وندمسیح نے ہیکل مین صرافون کے تختے اُلٹتے ہوے کہا تھا کہ،، میرے باپ کے
گھر چورون کا کھوہ بنایا،، فی الحقیقت یہ جھوٹے اوستادون کے لیے کہا گیا ہے چاہے
وہ زمانہ خدا وندمسیح مین موجود تھے یا مابعد برپا ہون اب ایک اور حجت اسپر یہ ہوسکتی ہے
کیونکہ آپ اوسکو کھینچکر انبیا سابق پر جمانا چاہتے ہین مگر الفاظ یہ ہین ،، سب جو مجھ سے آگے
آئے چور وبٹ مار ہین،، اب اگر آپ کا کہنا درست ہے تو یون ہونا واجب تھا ،، سب جو
مجھ سے آگے آئے چور وبٹ مار تھے،، مگر یہان فعل زمانہ ماضی کے بجای زمانہ حال مین بیان ہوا
اب آخر مین ایک اور گذارش کیا چاہتے ہین اگر ناگوار خاطر نہو آپکی طرز تحریر سے
ہمکو آپ کی طبیعت کا رُخ راستی اور دیانت کیطرف معلوم ہوتا ہے کیا اچھا ہو اگر آپ ہماری
خاطر سے پنجاب ریلیجیس بک ڈپو انارکلی لاہور سے اظہار شیہین تسار الحق تنہیدان کا رتیج
منگا کر مطالعہ فرماوین ہم وثوق سے کہتے ہین کہ جس حق کے آپ متلاشی ہین اُسکا پتہ
آپ کو ان سے لگ جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیونکر اُسکو حاصل کرین خدا آپ کو
توفیق دے فقط

نمبر ۲

جناب اڈیٹر صاحب الحق کانپور - چونکہ آپ کے مرسلہ پرچہ بابت ماہ جنوری فروری
ومارچ سنہ ۱۹ء میرے پاس پہونچے اور مین نے اونکو پڑھا اور اوسمین آپنے مختصر تحریرات
کے درج کرنے کا اقرار فرمایا ہے لہذا یہ تحریر خدمت اقدس مین اِس غرض سے ارسال کیجاتی
ہے کہ ازراہ مہربانی اسکو اپنے اخبار مین تحریر فرماکر ممنون ومشکور فرمائیے وھُو ھذا
جبسے سر ولیم میور صاحب نے شہادت قرانی تحریر کی ہے اوسوقت سے عیسائیون نے یہ
دلیل نکالی ہے کہ موجودہ توراۃ وانجیل کو قرآن شریف مین کلام ربانی غیر محرف تسلیم کیا ہے
اور اون کے ماننے کا حکم فرمایا ہے لہذا ہر مسلمان کو وہ کتابین ماننا چاہیے قطع نظر اس سے
کہ عیسائیون کا اس دلیل سے منشا کیا ہے مین سر ولیم میور صاحب کی مشہور دلیل کا روگ
تمام عمر کے لیے کھونا چاہتا ہوں اور اسی غرض سے جواب نہ آپ کے اخبار مین مشتہر کرتا ہون

تاکہ پھر عیسائیون کو اس دلیل کے پیش کرنے کی کبھی جراءت نہو اور آپ کے اشتہار کی پیروی کی نظر سے بہت ہی مختصر تحریر کرتا ہون جو آیات آپنے خود نقل کی ہین اُن کے پڑہنے سے آپ خود دریافت کرینگے کہ قرآن مین توراۃ اور انجیل کسکو کہا گیا ہے توراۃ اوس وحی کا نام جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی اور انجیل اوسی وحی کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی قرآن شریف اس بات سے مملو ہے کہ موسیٰ کو توراۃ دی- اور عیسیٰ کو انجیل- مفصل آیات کا نقل کرنا فضول ہے اگر کوئی انکار کرے گا تو اوسوقت آیات پیش کر دیجا وین گی-
اب سوال یہ ہے کہ جن کتابون کو اب توراۃ کہا جاتا ہے یعنے موسیٰ کی پانچ کتابین وہ وہی وحی ہے جو موسیٰ پر نازل ہوئی اور کیا وہ اناجیل وغیرہ کتابین جو حالمین مروج ہین وہ وحی تہین جو عیسیٰ پر نازل ہوئی تہین اگر یہ وحی نہین تو یہ توراۃ اور انجیل موافق محاورہ قرآن شریف کے نہین ہین اناجیل موجودہ تو مسلمہ طور پر حواریون کے الہامات یا تحریرات ہین اور موسیٰ کی کتابین کسی نامعلوم شخص کی تحریرات یا الہامات ہین حواریون کی تحریرات یا الہامات کو انجیل اور کسی غیر معلوم شخص کے الہامات اور تحریرات کو توراۃ قرآن شریف مین نہین کہا گیا- مگر ہان اس مین شک نہین کہ ان کتابون مین ایک حصہ اُن وحیون کا موجود ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل ہوئی تہین اب رہا یہ امر کہ وہ کتنا حصہ اور کس حالت مین ہے اسکی بابت خود عیسائی علما مختلف الراے ہین اور اسمین بڑی بڑی کتابین لکہی جاچکی ہین یہ بحث مختصر اخبار مین طے نہین ہو سکتی اور نہ اُسکے طے کرنے کی کوئی ضرورت ہے جب عیسائی علما متفق الراے ہوجاوینگے اوسوقت اونکا جواب دینا ضروری ہوگا- قرآن شریف بہی وہی فرماتا ہے جو عیسائی علما کہتے ہین کہ یہودیون نے ایک بڑا حصہ اُس نصیحت کا بہلا دیا جو اونکو کی گئی تہی اور نصاری نے اُن نصیحتون کا بڑا حصہ بہلا دیا جو اونکو کی گئی تہی- یہ بیان صاف طور پر سورہ مریم مین موجود ہے- بشپ کولنسز و توراۃ کی بابت اور مقدس یوحنا انجیل کی بابت یہی کہتے ہین

فقط الراقم مرزا رفیع الدین بیگ از گلی تہاتہار دہلی

جواب الحق

جناب مرزا صاحب۔ ہمنے آپ کی تحریر کو بڑی دلچسپی سے پڑھا مگر افسوس ہمکو وہ آپ کی وہ دلیل معلوم نہوئی جس سے آپنے سر ولیم میور صاحب کی مشہور دلیل کا روگ مٹانا چاہا تھا برعکس اسکے ہم آپکی تحریر کو اسکا مصداق پاتے ہین ع مرض بڑھتا گیا جیون جیون دوا کی ہمنے نہ تو آپکو سر ولیم میور کیطرف رجوع کرایا تھا اور نہ کسی غیر مسلم کیطرف۔ بلکہ قرآن اور علما محمدیہ کے اوستادون کی طرف توجہ دلائی تھی مگر افسوس کہ آپنے کچھ بھی غور نفرمایا۔ قرآن کے فرمان کے مطابق جو شخص آیات قرآنی کا انکار کرے اُنسے مُنہ موڑے وہ بڑا ظالم ہے اور خالق کا مجرم اللہ تعالیٰ اوسکو دنیا مین ذلیل و خوار کرے گا اور آخرت مین رسوا۔ دیکھئے قرآن مین کیا لکھا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعْرَضَ عَنْھَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۝ ترجمہ اوس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اوسکے رب کی آیتون سے یاد دہانی کرائی گئی پھر اوسنے منھ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرمون سے انتقام لینے والے ہین۔ مرزا صاحب ہمنے آپکو قرآن کی آیتون سے یاد دہانی کرائی تھی مگر آپ اوسپر توجہ نہین کرتے اب اگر آپ قرآن اور بانئ قرآن کی بات کو قبول نہین فرماتے تو ہمکو امید کرنا چاہیے کہ آپ کسی کی بھی بات نہ مانین گے۔

آپ فرماتے ہین کہ قرآن شریف بھی وہی فرماتا ہے جو علماء عیسائی کہتے ہین۔ ہرگز علماء عیسائی یہ بات نہین کہتے جو قرآن کہتا ہے علماء عیسائی تو مسیح کو خدا کا بیٹا بلحاظ الوہیت خدا کہتے ہین قرآن کب ایسا کہتا ہے اور نہ وہ کبھی کہتے ہین کہ یہود اور نصاریٰ نے اُن صحیفون کو بھلا دیا شاید یہود کے لیے کسی اور الفاظ مین کچھ کہتے ہون مگر وہ نہین کہتے جو آپ باور کرایا چاہتے ہین بشپ کولنز و کا حوالہ جو آپنے دیا یہ آپکی زبردستی نہین تو کیا ہے ہمکو معلوم ہے کہ جب بشپ کولنزو نے ایسی راے ظاہر کی تھی وہ صحیح ایمان کا عیسائی نہ تھا آپ ایک اور حیلہ پیش کرتے ہین کہ علماء عیسائی بھی مروجہ توراۃ اور انجیل کی بابت اختلاف رکھتے ہین آپنے وہ اختلافات نہ بتلائے ہم انکار نہین کرتے کہ علماء عیسائی جزی اختلاف بعض تو نیر

کرتے ہین مگر اون اختلافون سے کتب مقدسہ کی صداقت مین کوئی فرق نہین آتا۔ وہ اختلافات
ایسے ہی ہین جیسے قرآن کے بارے مین قاریون مین قراءت کے بیان کرنے مین اختلاف
ہوتا ہے آپ اِسپر توغور فرماوین کہ باوجود اختلافات کے تمام علماء عیسوی اِسبات پر
متفق ہین کہ بائبل مین خدا کی پاکیزگی کا بیان ہوا ہے اور اس مین وہ تعلیم پائی جاتی ہے
جسپر انسان چلکر پاک ہوسکتا ہے اور خدا کی پاک صحبت کے لایق بن سکتا ہے بائبل
وہ کام کرنا سکھلاتی ہے جِس سے خدا انسان سے خوش ہوا اور اُن باتون سے نفرت
دلاتی ہے جن سے خدا کو نفرت ہے۔

آپ عیسائی علماء اور کسی دوسرے کی نہ سنین صرف اپنے ہی علما سے رجوع کرین
دیکھیے آپ کے شہر والے شاہ ولی اللہ صاحب محدث فوز الکبیر مین کیا فرماتے ہین ”
کہ میرے نزدیک تحقیق یہی ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت اور کتب مقدسہ کے ترجمہ (تفسیر)
مین تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت مین اُنکی فارسی عبارت یہ ہے۔ کلا ما تحریف لفظی
در ترجمہ توریت و امثال آن بکار مے بُردند نہ در اصل توریت پیش این فقیر چنین محقق شدہ
اور اِس قول کو ابن عباس کا قول بتلاتے ہین۔ آپ موجودہ زمانہ کے امام فنِ مناظرہ
مولوی ابو المنصور صاحب سے دریافت کرین کہ وہ کہانتک آپ کے ساتھ متفق ہین۔
ایک اور رای یہ پیش کرتا ہون چاہے آپ اوسکو مانین یا نہ مانین وہ سرسید احمد خان
صاحب کی ہے وہ اسطرح تحریر فرماتے ہین ” مین اِسبات کا قایل نہین ہون کہ یہودیون
اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین تحریف لفظی کی ہے اور نہ علماء متقدمین و
محققین اِسبات کے قایل تھے پس علماء متاخرین کے دماغی خیالات پر ہم کلام اللہ کی
تحریف مان کر عذاب ابدی کے سزاوار کیون ہونے لگے “ اب آپ کا خیال کہ جب سی
سر ولیم میور صاحب نے شہادت قرآنی تحریر کی اوسوقت سے عیسائیون نے یہ
دلیل نکالی ہے الخ بالکل غلط ثابت ہوا۔ کیا محدث دہلوی یا علماء متقدمین کوئی
سر ولیم میور صاحب کے آور دے تھے وہ لوگ صرف قرآن کی آیتون کی صحیح تفسیر نہ

اب آپ کا سارا زور اِسبات پر معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اناجیل اور توراۃ حواریون اور کسی غیر معلوم شخص کی تحریرات ہین کیا آپ کا مقصدیہ ہے کہ یہ بات لازمی ہے جس شخص کو الہام ہو وہی لکھ بھی لیا کرے اگر ایسا خیال ہو تو قرآن کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کیونکہ محمد صاحب تو اُمّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔

اب آپ کو قرآن کی بابتہ کیون تامل ہے صاف صاف کہدیجے کہ وہ بھی کئی شخصونکا مجموعہ ہے اور اوس مجموعہ مین سے حضرت عثمان نے جسقدر کو نہایت ضروری سمجھا رکھ لیا اور باقی کو فنا کردیا۔ پہر آپ کو کیونکر جرارت ہوتی ہے کہ مقدس حواریون کے کلام پر شک وشبہ کرین اونکو تو قرآن مین "انصار اللہ" کہا ہی کیا اسلیے انکو "انصار اللہ" کہا گیا کہ پاک کلام مین تحریف کرین لوگون کو دہوکے مین ڈالین۔ مرزا صاحب انصار اللہ کی شان مین ایسا گمان کرنا گویا محمدی ایمانین بٹہ لگانا ہے آپ خوب غور کرلین آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ موسٰی کی کتابین کسی غیر معلوم شخص کی تحریرات یا الہامات ہین۔ پہر کیونکر آپ کو معلوم ہوا کہ "اسمین کچھ شک نہین کہ اِن کتابون مین ایکحصہ اُن وحیون کا موجود ہی جو موسٰی اور عیسٰی پر نازل ہوئین تھین" آپ ہمارے اپریل کے نمبر بہی غور کرین اور صدق دلی سے جو شبہ آپ کے دلمین پیدا ہو بلاتامل پیش کرین ہم ہر وقت آپکی خدمت کرنیکو تیار ہین والسلام علٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ ؀

جناب مرزا رفیع الدین بیگ از دہلی گلی شاہتارا کی دوسری تحریر

جناب اڈیٹر صاحب الحق۔ مین نہایت ممنون ہوا کہ آپنے ماہ مئی کے پرچے مین میری تحریر چھاپ دی اوسکے ساتھ آپنے بھی کچھ لکھا ہے اور اوسکا نام جواب الحق رکھا۔ اڈیٹر صاحب مجکو آپ سے یہ امید ضرور تھی کہ کچھ جواب یقیناً لکھین گے مگر یہ گمان بھی تھا کہ میری کسی بات کا جواب نہوگا اور ضرور نصیحت اور طعن بہت سے ہون گے اور اُسکا نام جواب رکھا جائیگا۔ آپ ضرور کہین گے کہ ہمارے نزدیک کامل جواب ہو گیا چاہیے

مانو یا نہ مانو اس سبب سے اب کی دفعہ مین مختصر طور پر اپنے دعوی کو پھر پیش کرتا ہون تاکہ آپ خود انصاف کر سکین کہ آیا آپنے کچھ بھی جواب دیا ہے یا نہین۔

میری کل تحریر کا مجملاً منشا یہ تھا کہ قرآن شریف کی رو سے یہ ثابت ہے کہ توراۃ اور انجیل کا ایک بہت بڑا حصہ یہود اور نصاریٰ نے بھلا دیا اوسکا ایک چھوٹا سا حصہ موجودہ کتب مین شامل ہے فقط۔ اگر آپ کو میرے اس دعوے سے انکار ہے تو مین ثابت کرنے کو موجود ہون۔ اب رہی تحریف معنوی ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک تحریف لفظی ہوئی ہے یہ مسئلہ مختلف ہے مگر اسپر سب کا اتفاق ہے کہ ایک بڑا حصہ اُن کتابون کا یہود اور نصاریٰ نے بھلا دیا ہے اگر آپ یہ کہین کہ گو قرآن شریف سے یہ ثابت بھی ہو مگر ہم نہین مانتے تو مین عیسائی کتب اور آبائی علماء سے ثابت کر سکتا ہون چونکہ سابق مین دعویٰ اور ثبوت ملے ہوئے تھے اور بیانیہ طرز مین تھے اس سبب آپ کو موقع ملا کہ آپنے خلاف بحث جو چاہا لکھدیا جواب کسی بات کا نہین دیا اور طعن اور نصیحت بہت۔ اب کی دفعہ مین نے اپنا دعویٰ اسقدر صاف طور پر لکھا ہے کہ آپکو سوا صاف وصریح جواب دینے کے کوئی چارہ باقی نرہیگا۔

آپکی عنایت سے مجکو پھر اُمید ہے کہ آپ اسکو اپنے اخبار مین چھاپنے سے انکار نفرماوینگے۔

والسلام آپکا خیر طلب مرزا رفیع الدین بیگ۔ دہلی گلی نیتا تھا را +

جواب الجواب الحق

جناب مرزا صاحب اگر ہم آپکی اس تحریر کا متعلق جواب نہ دین تو بھی ہمارا جواب آپکو ماہ مئی کے علاوہ فروری مارچ اور اپریل مین ملسکتا ہے مگر افسوس آپنے کچھ غور نفرمایا صرف طبع آزمائی کرنے کی غرض سے اپنی سابقہ تحریر کو کچھ اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے پہلی تحریر مین آپنے بہت سی باتین کی تھین جنکا جواب آپ کو معقول دیا گیا ہے راستی پسند لوگون کے لیے وہ تحریر کافی ہے مگر ان ضد کرنیوالون کے لیے وہ کچھ بھی نہوگی۔

اب ہم مشتاق ہین کہ آپ قرآن سے ثابت کرین کہ موجودہ توریت و انجیل وہ کتابین

نہین ہین جنکا ذکر قرآن مین ہوا ہے اور نیز یہ کہ بہت حصہ اُن نصیحتون کا یہود اور نصاریٰ نے بھلا دیا جو انکو کی گئی تھین مگر لکھنے سے قبل قرآن کی ان آیتون کو خوب غور سے مطالع فرمائین اور تفاسیر کو بھی ملاحظہ کرین اور اپنے علمار کا پہلے مُنھ بندکر کے قرآن کے بیان کو غلط بتلا کر تب کچھ ہمارے مقابلہ مین کہنے کی جرارت کرین وہ آیتین یہ ہین ہم صرف حوالہ لکھے دیتے ہین آپ قرآن مین تلاش کر کے خود مطالعہ کرین - سورۂ نسار آیت ۱۳۶ و ۱۵۳ سورۂ آل عمران آیت ۳ - ۶۵ و ۸۴ و ۱۸۴ سورۂ البقر آیت ۸۷ سورہ انعام آیت ۸۴ و ۱۵۷ سورۂ بنی اسرئیل آیت ۲ سورہ مریم آیت ۳۰ سورۃ الانبیار آیت ۴۸ سورۃ الفرقان آیت ۳۵ سورۃ القصص آیت ۴۳ سورۃ السجدہ آیت ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۷ سورۃ الاحقاف آیت ۱۲ سورۃ النجم آیت ۳۶ و ۳۷ وغیرہ یہ آیتین تو عام طور سے کتب مقدسہ کی تصدیق کرتی ہین - اب رہا یہ کہ موجودہ کتابین وہی ہین اور انمین تحریف لفظی ہرگز نہین ہوئی اون کے لیے ذیل کے چند امور گذارش کرتے ہین -

(۱) صحیح بخاری مین ایک طویل حدیث ہی جو عائشہ سے مروی ہے جسمین کہ پیمبر عرب جب وحی آنے کی ابتدا ہوئی تو خدیجہ نے وہ حال سُنا تو محمد صاحب کو اپنے ساتھ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عشری اپنے چچیرے بھائی کے پاس لائین اور وہ زمانہ اسلام کے قبل عیسائی ہو گئے تھے اور وہ لکھا کرتے تھے انجیل کو عبرانی زبان مین جسقدر کہ خدا لکھواتا تھا - دیکھیے یہان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حدیثون مین بھی اُسی انجیل کا ذکر ہے جو اس زمانہ مین موجود تھی -

(۲) سورۂ آل عمران آیت ۹۳ مین لکھا ہے کہ "کہا کہ تم لاؤ توریت کو اگر تم سچے ہو" یہ اسوقت کہا تھا جب یہود نے اثبات پر زور دیا تھا کہ توریت سے پہلے نبی اسرائیل پر سب چیزین کھانا حلال تھا سوا اون چیزون کے جنکو نبی اسرئیل نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا انکار کیا بلکہ یون کہا کہ وہ چیزین ہمیشہ سے یعنی ابراہیم کے وقت سے حرام تھین اب اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو کتاب زمانہ محمد صاحب مین توریت کے

نام سے عام لوگون مین مشہور تھی اُسی کا ذکر قرآن مین موجود ہے ورنہ اسکے کیا معنے ہوئے کہ "**اگر تم سچے ہو تو لاؤ توریت کو اور پڑھو**"

(۳) صحیح بخاری مین عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ یہودی محمدؐ صاحب کی پاس ایک فتویٰ پوچھنے کو آئے اور ایک یہودی مرد اور عورت کو لائے جنہون نے زنا کیا تھا۔ محمد صاحب نے فرمایا جو شخص تم مین زنا کرے اُسکے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اوُنھون نے کہا کہ ہم دونون کا منھ کالا کر کے اُن دونون زانیون کو جلاوطن کرتے ہین۔ محمد صاحب نے کہا کہ کیا تمھاری توریت مین سنگسار کرنا نہین ہے۔ یہودیون نے کہا کہ ہمنے تو اوسمین ایسا کچھ نہین پایا۔ پھر عبداللہ ابن سلام نے اُن کو کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور وہی آیت قرآن کی پڑھی کہ "تم لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچ کہتے ہو" چنانچہ توریت منگائی گئی اور وہ مقام نکالا مگر توریت کے پڑھنے والے نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھدیا۔ اور اوسکو نہ پڑھا۔ مگر عبداللہ ابن سلام نے اوسکا ہاتھ رجم کی آیت پر سے اوٹھایا اور کہا یہ کیا ہے۔ اور آگے اسی حدیث مین لکھا کہ وہ دونون یعنی زانی اور زانیہ سنگسار کیے گئے۔ دیکھئے یہ وہی توریت ہے جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے اور آیت اب بھی توریت مین موجود ہے احبار ۲۰/۱۰

(۴) سورۃ المائدہ آیت ۴۳ مین لکھا ہے کہ "اونکے پاس توریت ہے جسمین اللہ کا حکم ہے مگر وہ نہین مانتے پھر پیچھے پھرے جاتے ہین" دیکھیے کسقدر صاف ثابت ہے کہ جس توریت کا ذکر قرآن مین ہوا وہ ضرور موجود تھی اور پوری کمالیت کے ساتھ اسی سورۃ المائدہ مین ۴۷ و ۴۸ آیتون مین یہ عبارت ہے کہ "تحقیق اوتاری ہمنے توریت اسمین روشنی ہے اسپر حکم کرتے تھے نبی لوگ جو یہود کو حکم پہچانے والے تھے۔ اور درویش اور عالم لوگ کیونکہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اونکی گواہ تھی۔ پس مت ڈرو لوگو اون سے بلکہ ڈرو مجھ سے

میری آیتون پر کم قیمت مت لو۔ اور جو لوگ حسب فرمودہ خدا حکم نکرین وہی لوگ کافر ہین اور لکھدیا ہمنے اودس کتاب مین کہ جان کے بدلے جان۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ اور دانت کے بدلے دانت۔ اور زخمون کا بدلہ مساوی۔ پس جو بخشدے اوسکو وہ پاک ہوا اور جو کوئی حکم نکرے اوسپر جو اللہ نے نازل کیا ہے سو وہی نامنصف ہین۔ اب یہ آیتین اُس توریت مین ہین جو آج زمانہ مین مشہور ہے اور پائی جاتی ہے آپ خود مقابلہ کرلین اور

۶) اسی سورۃ المائدہ کی آیت ۴۹۔ ۵۰ و ۵۱ کو آپ بخوبی ملاحظہ فرمائین تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ جس انجیل کا قرآن مین ذکر ہے وہ زمانہ محمد صاحب مین ضرور موجود تھی۔

۷) سورۃ البقر آیت ۱۱۳۔ یہودیون نے کہا کہ نصاری نہین کچھ راہ پر اور نصاری نے کہا کہ اہل یہود نہ تھے کچھ راہ پر اور وہ سب (یعنی دونون فریق) پڑھتے تھے کتاب (بائبل شریف یعنی توریت اور انجیل) اس سے کیا صاف ثابت نہین ہوتا کہ اُس زمانہ کے یہودی اور عیسائی جن کتابون کو کلام اللہ جانکر پڑھتے تھے اونھین کو توریت اور انجیل لکھکر قرآن مین ذکر کیا ہے اب آپکا کہنا کہ بہت حصہ اُن نصیحتونکا بھلادیا محض ضد و تعصب سے ہے ہم اپنے فروری مارچ اور اپریل کے نمبرون مین تبلا چکے کہ بھلادینے کے کیا معنی ہین جو انجیل محمد صاحب کے زمانہ مین مروج تھی اُسکے نسخے بھی آجتک موجود ہین اوس سے کئی صدیون کے پُرانے نسخے بھی آجکل کی انجیل اور توریت کا آپ اون سے مقابلہ کرلین۔

اب آپ جب اپنا دعوی ثابت کرنے کی کوشش کرین تو علاوہ مذکورہ بالا باتون کے اسقدر باتون کی اور بھی اپنے دلائل مین رعایت رکھین۔ کہ کب اُنھون نے بھلادیا اور کیون؟ اور کیونکر وہ کامیاب ہوسکے؟ اور جو کچھ اونھون نے بھلادیا اب کسی کو یاد ہے یا محض دعوی ہی دعوی کیا جاتا ہے؟ جس قدر حصہ اب انہین شامل ہے وہ کون کون باتین ہین اور جو اسمین ملونی ہین وہ کونسی باتین ہین۔ اور جن جن لوگون نے

یہ ملونی کی مہربانی کرکے اون کے اسمار گرامی سے بھی مطلع کرین تاکہ ہم بھی تاریخ کی روشنی مین
انکو جانچ سکین اور آپ کے دعوی کی پڑتال کرین - آخری گذارش یہ ہی کہ الحق کے اجرا کا
مقصد صرف اسقدر ہے کہ جو لوگ واقعی حق و باطل مین تمیز کرنیکی خواہش رکھتے ہین اُنکی
مدد کیجاے اور جو لوگ محض طبع آزمائی کیا چاہتے ہین اُنکو واجب ہی کہ اپنا اور ہماری عزیز
وقت کو ضایع نکرین اسوقت تک جناب نے اپنے یہان کی کتابونکا بھی کما حقہ ملاحظہ نہین کیا
ورنہ ایسے رکیک اعتراض نکرتے۔

نمبر ۳

ایڈیٹر صاحب الحق - آپ تو بڑی دون کی لیتے ہین اور اپنے حساب تو آپ گویا قرآن شریف
سے ثابت کر چکے کہ آپکی مفروضہ وردی بلکہ جعلی کتب یمانیہ وہی ہین جنکا ذکر قرآن کریم مین ہواہی
ایحضرت یہ دہوکے بازی اور جعلسازی آپکی ہرگز چل نہین سکتی آپ کہتے ہین کہ قرآن شریف سے تحریف
لفظی ہرگز ثابت نہین ہی یہ آپکا سفید جھوٹ ہے بھلا اسکے کیا معنی جو سورہ نسا کی رکوع سات
مین وارد ہوا ہے ،، مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا
وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ ،، یعنی وہ لوگ ،، جو یہودی ہین پھیرتے
ہین لفظون کو جگہ اوسکی سے اور کہتے ہین سُنا ہمنے اور نہ مانا ہمنے اور سُن نہ سُنا جائیو اور راعنا
پیچ دیکر اپنی زبان کو ،، دیکھیے اس سے تحریف لفظی کا ثبوت پورے طور سے ہی جب لفظون کو پھیرا
جاتا ہے تو پھر کیا باقی رہا۔ آپ اسکا جواب ضرور دین ورنہ لوگون کو اپنی چکنی چپڑی باتون سی
گمراہ کرکے اپنی گردن پر زیادہ عذاب نہ لین پہلے ہی کیا کم عذاب کی کام کر رہے ہو تین تین خدا
مان رکھے ہین تسپر دعوی خدا پرستی کا خدا کی پناہ کچھ ٹھکانا ہی آپکے کفر کا۔ راقم معترض از کٹرہ مانکپور

جواب الحق

جناب معترض صاحب آپکی کُل تحریر الحق کی شرایط کے بالکل خلاف ہے بلکہ معمولی نسانیت
کے بھی خلاف ہی۔ بھلا ایسے ناملائم الفاظ کسی کے حق مین لکھکر آپکو کونسا فائدہ حاصل ہوا کیا آپکے
پاس اور کوئی نیک گمان نتھا جو آپنے ایڈیٹر الحق کو دھوکہباز اور جعلساز گمراہ کرنیوالا قرار دیا۔ آیندہ اگر
[illegible]

معمولی انسانیت کو بھی قابو مین رکھنے کی کوشش کیا کرین ورنہ ہم مجبور ہونگے کہ آپکی یا اوسکی
ایسی تحریر ذکو درج الحق نکرین جو الحق کی شرائط کی عین مناسب ہی۔ فی الحال ہم آپکی
درشتت کلامی کے جواب مین حافظ شیرازی کے ہمزبان کہتے ہین **شعر**

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خا را

اچھا اب اپنی بات کا جواب لیجیے۔ ہم پھر پکار کر کہتے ہین کہ ہرگز بائبل تحریف مین از روی قرآن
تحریف لفظی ثابت نہین۔ تحریف لفظی چار طور وقوع مین آیا کرتی ہی (۱) کتب مقدسہ مین اپنی
طرف سے الفاظ و عبارت کا اضافہ کرنا (۲) کچھ الفاظ یا عبارت کا کم کردینا (۳) الفاظ بدلدیے جائین
یعنی اصل مین لفظ کچھ ورہون اوسکی جگہ دوسری لفظ داخل کرنا (۴) کتابون یا اونکی الفاظ مین یا
اونکی ترتیب مین تو کچھ تغیر و تبدل نہو مگر لوگونکو کلام الہی پڑھتے وقت ایسے الفاظ زبانسے گڑھکر سنائے
جائین جو درصل کلام الہی مین درج نہین ہین۔ اب ہم آپسے اور آپکے ہم خیالون سے تحدی کرکے کہتے ہین
کہ اگر کسی کو ہمت ہو تو پہلی تین قسم کی تحریف لفظی مین سے کوئی قسم ہی بائبل کی بابتہ قرآن سے ثابت
کرو ورنہ خاموش ہو رہو چوتھی قسم کی تحریف جو لفظی تحریف تو ہوسکتی ہی مگر یہ تحریف کتب مقدسہ کی
حالتمین کوئی تغیر و تبدل نہین کرتے۔ آپکی پیش کردہ آیتہ اس چوتھی قسم مین داخل ہی۔ اس آیت
مین جو لفظ "الکلم" ہے اُسکے معنی بات کے ہین نہ کہ لفظ۔ کیونکہ اُسکے بعد یقولون آیا یعنی کہتے ہین"
پس معلوم ہوا کہ یہان تحریف سے مطلب بانی جمع خرچ ہے ورا گریہ مقصد ہوتا کہ لفظ بدلڈالی تو بجائی
"یقولون" "یکتبون" یعنی لکھتے ہین آتا اور آیت کی ترتیب یون ہلو واجب تھی یحرفون الکلم عن
مواضعہ ویکتبون" الخ اب اگر آپکا کہنا درست ہو کہ اس آیتہ سے ایسی تحریف لفظی ثابت ہی کہ لفظ بدلڈالے
تو ہم فصاحت قرآن پراسی جگہ سے اعتراض کرنا شروع کردینگے کہ یہ بالکل بے جوڑ لفظ یقولون بجائے
یکتبون کے استعمال کیا۔ آپ خوب غور کرین کیونکہ آپ ہمپر اعتراض کر کیسے خود اعتراض کا نشانہ بنتی
ہین جو کچھ سلطمکہ آپنے مقدس تثلیث کی اعتقاد پر اُٹھایا اسکا جواب ہم کچھ نہین دیتے مگر اس مضمون پر
ہم کسیوقت آیندہ بحث کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ۔ آپ منتظر رہین۔

مراسلات نمبر ۵

مرسلہ جناب منشی مولا بخش صاحب از لاہور

(۱) خدا کیسے ہین اگر ایک سے زیادہ ہین تو باہم جنگ کیون نہین ہوتی ؟

جواب خدا تو ایک ہی ہے اسی لیے جنگ نہین ہوئی اگر ایک سے زیادہ ہوتے تو ضرور جنگ ہوتی ؟

(۲) عیسائی بجای تثلیث کے تربیع کیون نہین مانتے آخر حضرت مریم نے کونسا گناہ کیا کہ وہ خدائی سے خارج کی گئین ؟

اجواب - ایسا سوال گستاخی مین داخل ہی آپ عیسائیونکو چڑھانے کے لیے ایسے سوالات کرتے ہین۔ الحق نہ کسی کو چڑھاتا ہے اور نہ کسی کی دلشکنی کرنا چاہتا ہے مقدس مریم بقولہ بیشک ہماری نجات دہندہ اور خداوند کی مان ہین کیونکہ جہان کے نجات دینے والے نے جب انسان کی نجات اپنے ذمے لی تو اس مقدس کنواری کے رحم مین آنیسے نفرت نہ کی۔ مگر تو بھی حضرت مریم انسان ہین اُنکو خدا نہین کہہ سکتے اور نہ کبھی کسی نے کہا یہ صرف بانیٔ قرآن کی کوتاہ فہمی تھی کہ اوسنے ایسا گمان کیا کہ عیسائی حضرت مریم کو خدا کہتے ہین۔ سچے ایمان کے عیسائی ہرگز ایسا نہین کہتے تھے مگر اس مقدسہ کی تعظیم ضرور کرتے ہین بانیٔ قرآن نے تو حضرت مریم کو شامل کرکے تثلیث پوری کی تھی مگر آپ اون سے زیادہ دانا معلوم ہوتے ہین آپنے اِسقدر ضرور سمجھ لیا ہے کہ عیسائی ہرگز مقدسہ مریم کو تثلیث مین شامل نہین کرتے تب ہی تو آپ کو تربیع کی سوجھی کاش کہ محمد صاحب بھی اِسقدر سمجھ لیتے تو آج اسلام اور عیسویت مین اتنا فتنہ برپا نہوتا۔

مراسلہ نمبر ۶

مرسلہ جناب عبدالحکیم صاحب گالی فیس کلمبو از سیلون مورخہ ۹ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء

(۱) حضرت عیسیٰ کے حواری یعنی متی مرقس۔ لوقا یوحنا جنھون نے انجیل کو جمع کیا انکی سوانح عمری کی کوئی کتاب آپ کے وہان یا کسی دوسری جگہ ہو تو تحریر کرین اس سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ جس صورت پر آج ہم انجیل کو دیکھتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسقدر عرصہ مین تیار ہوئی۔

(جواب الحق) ان حواریون کی سوانح عمری جسقدر راسبات کے جاننے کیلیے ضروری ہی کہ روح القدس نے انکو انجیل نویسی کے کام کے لیے مقرر کیا وہ سب کی سب انجیلونمین موجود ہے۔ رسولون کے اعمال مین خاص طور سے انکی زندگی کے حالات بیان ہوئے ہین رسولون کے خطوط بھی کچھ نہ کچھ بیان کرتے ہین تاریخ تحریر کا پتہ بھی انہین سے لگتا ہے۔ ہر معمولی تفسیر مین اسپر بحث کیگئی ہے کہ کس وقت یہ تحریر ہوئین۔ خداوند مسیح کے صعود کی ساٹھ ستر برس کے اندر اندر موجودہ مجموعہ انجیل شریف کا تحریر ہو کر کلیسا مین رائج ہو گیا تھا۔

(۲) یہ انجیل آپ کے پاس اسوقت موجود تھی یا مستقبل کیطرف اشارہ ہے کہ جو انجیل آیندہ تیار ہو گی اسپر ایمان لاؤ۔ مرقس باب ۱/۱۵ "توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ" انجیل کے معنے کتاب کے ہین نہ کہ خوشخبری وغیرہ کیونکہ دوسری جگہ یوحنا ۲/۲۲ اسلیے جب وہ مُردون مین سے جی اُٹھا تو اوسکے شاگردونکو یاد آیا کہ اسنے یہ کہا تھا اور وہین کتاب اور یسوع کے کلام پر ایمان لائے اس سے برابر معلوم ہو چکا کہ کتاب سے مُراد کتاب انجیل جو آپ کی کتاب وہی ہے۔

(جواب الحق) آپ مرقس ۱/۱۵ کے صرف ایک جزو کو پیش کر کے غلطی کر رہے ہین اس آیت مین آپ ۱/۱۴ کو ملا کر مطالعہ کرین جو یون شروع ہوتا ہے "یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آ کے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی" توبہ کرو اور

انجیل پر ایمان لاؤ - یہ طرز دیگر اناجیل مین نہین پایا جاتا بلکہ مقدس پولوس کے طرز کلام مین ہے جیسا وہ گلاتیون ۴/۴ مین فرماتے ہین - پر جب وقت پورا ہوا تب خدا نے اپنے بیٹے کو جو عورت سے پیدا ہوکے شریعت کے تابع ہوا آپ لفاظ وقت پورا ہوا کی زور کو معلوم کرین - اسیطرح افسیون ۱/۱۰ مین رسول فرماتا ہے - کہ وہ وقتونکی پورے ہونے کے انتظام پر سب چیزون کی سرے خواہ وہ جو آسمانپر خواہ وہ جو زمین پر ہین مسیح مین ملا دے -

انجیل پر ایمان لاؤ یہ وہی بات ہے جسکو مقدس متی فرماتے ہین کہ توبہ کرو متی ۴/۱۷ مرقس نے خدا کی بادشاہت کا ذکر کیا ہی مگر مقدس متی آسمان کی بادشاہت کہتے ہین متی ۳/۲ آپ کیونکر فرماتے ہین کہ انجیل کے معنی خوشخبری نہین - جناب من انجیل کے معنی تو خوشخبری ہی ہین نہ کہ کاغذ سیاہی اور جلد وغیرہ جب جناب منجئی عالم خداوند مسیح خود موجود تھے تو کسی کتاب کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو خود مجسم انجیل تھے اللہ تعالےٰ نے کوئی کتاب آسمان سے بنا کر اُتار کر ا ہی دی تھی یہ تو صرف تب ہوا جب خداوند مسیح کے مقدس حواری اپنی زبان بند کرنے کو تھے تب اُنھون نے کلک دو زبان کو کام مین لانا مناسب سمجھا اور روح کی ہدایت سے لکھتے تھے - اِس سے آپکا مطلب کیا ہے ہم نہین سمجھتے خواہ وہ خداوند مسیح کے کتنے ہی عرصہ بعد لکھی گئے ہو مگر اُسکو مقدس حواریون نے خدا کی روح کی مدد سے لکھا جنکو قرآن مین (انصار اللہ) کہا ہے - دوسرا مقام یوحنا ۱۴/۲۴ جو آپ نے پیش فرمایا اوس سے انجیل تو مراد نہین مگر خداوند مسیح کی زبانی کلام جو وہ پُرانے عہد کے نبیون کا پیش خبریون کی تصدیق مین کہا کرتے تھے یعنی اپنی موت اور جی اُٹھنے کی بابت آپ اس آیت کے ساتھ متی ۲۶/۱۶ ۲۶/۲۷ مرقس ۱۴/۵۸ ۱۵/۲۹ اعمال ۱۳/۳۶ کا ملاحظہ بھی کرین خداوند مسیح کی کلام کو شاگرد اکثر نہین سمجھتے تھے مگر جب وہ جی اُٹھا تب وہ تمام پیشخبریان جو مسیح کے حق مین عہد عتیق مین درج تھین کہ وہ دُکھ اُٹھائے گا اور پھر اپنے جلال مین داخل ہو گا اونھون نے موسیٰ اور دوسرے پیغمبرون کی کتابون مین دیکھکر اُس مین پورا پایا

پس تب ہی یسوع کے کلام اور کتاب پر ایمان لائیے" آپ ذرا لوقا ۲۴ باب ۲۶ و ۲۷ کو ملاحظہ
کرین وہان لکھا ہے کہ ضرور تھا کہ مسیح دکھ اٹھاوے اور اپنے جلال مین داخل ہووے
موسیٰ اور سب نبیون سے شروع کر کے وہ باتین جو سب کتابون مین اسکے حق مین تھین
اُنکے لیے تفسیر کین" اِس سے اُنکے ایمان کو تقویت ہوئی - ایمان لانے سے صرف یہ
مقصد ہے کہ ایمان جو اُس سے پہلے ڈانواڈول تھا وہ مضبوط ہو گیا کیونکہ ابھی تک
اُنھون نے عالم بالا سے قوت نہین پائی تھی - اسلیے لوقا ۲۴ باب ۴۴ سے ۴۹ تک لکھا ہے اور
اون سے کہا کہ یہ وہی باتین ہین جنھین مین نے جبکہ تمھارے ساتھ تھا تمسے کہا کہ
ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسیٰ کی توریت اور نبیون کے نوشتون
اور زبورون مین میری بابت لکھا ہے پورا ہو تب اُنکے ذہنون کو
کھولا کہ کتابون کو سمجھین اور اُنسے کہا کہ یون لکھا ہے اور یون ہی ضرور تھا
کہ مسیح دکھ اُٹھاوے اور تیسرے دن مردوئین سے جی اُٹھے اور
یروشلم سے لیکر ساری قومون مین توبہ اور گناہون کی معافی کی منادی
اوسکے نام سے کیجاے اور تم اِن باتون کے گواہ ہو - اور دیکھو مین
اپنے باپ کے اُس موعود کو تمپر بھیجتا ہون لیکن تم جب تک عالم بالا سے
قوت نپاؤ یروشلم شہر مین ٹھیرو" اب امید ہے کہ آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے

نمبر ۲ مضمون مرسلہ منشی فضل الدین صاحب از کراچی

جناب ایڈیٹر صاحب الحق تسلیم آپ کے پرچے کمترین کی نگاہ سے بھی گذرے اُنکے
مطالع سے کچھ تو خوشی ہوئی اور قدرے افسوس بھی ہوا - خوش تو اس امر سے ہوا
کہ ممکن ہے کہ اب عیسائی اور محمدی شرفا ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ
ہوکر فائدہ اُٹھائین اور بلا گالی گلوچ اور طعن اور تشنیع کے حق کو پاجائین اور یون
دوستانہ طرز مین عالمانہ بحث کرسکین - اب رہا افسوس وہ ظاہر ہے کہ اسلام کا نور

خطہ عرب سے صدیان ہوئین کہ آکر ہندوستان مین چمک رہا ہے اور لوگون کی نگاہون کو اپنی روشنی سے خیرہ کردیا ہے مگر تو بھی لوگ اپنی ضد اور تعصب سے صرف یہ ہی نہین کہ اُس نور کو دیکھکر اپنی تاریکی سے باز نہین آتے بلکہ اُس نور مین نقص دکھلانے کی کوشش کرتے ہین - یا اللہ ایسون کا کیا حال ہوگا آہی اِن پر رحم کر - اڈیٹر صاحب مین تو ہمیشہ دستِ بدعا ہون کہ اِن متعصب لوگون کی آنکھین اب بھی کھلین اور سب کے سب خَاتِمُ الْمُرْسَلِیْنَ جناب رسالت مآب مُحَمَّدْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ کے قدمون مین پہونچکر پناہ لین -

آپ براہ مہربانی میرے چند خیالات پر اپنا خیال شریف ارشاد فرمائین تاکہ مین دیکھون کہ کہانتک راستی ودیانت اور حق گوئی کو آپ پسند کرتے ہین -

(۱) سوال - آپ کے نزدیک یہ کہانتک درست ہے کہ یہودیون نے توریت شریف سے ہمارے نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ کا ذکر جو بطور پیشخبری حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے کیا تھا اسکو نکال ڈالا اور نیز نصاریٰ نے بھی یہودیون کی تقلید مین انجیل شریف سے اسکا ذکر الگ کردیا - مینے صرف ایک ہی مرتبہ بالاستیعاب بائبل شریف پر نگاہ ڈالی ہے جسکی طفیل اسقدر یقین ہو گیا ہے کہ ضرور ہمارے نبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ کا ذکر مذکور اسمین تھا مگر ان دونون فرقون نے اوسکو نکال ڈالا کیونکہ اہل غرض تھے اگر زمانہ فرصت دے اور ایک گہری نگاہ اسپر اور بھی پڑجائے تو ممکن ہے کہ کچھ اور نشانات بھی ملجائین مگر فی الحال جسقدر ملے (جنکو مین آگے چلکر بیان کرونگا) وہ ہر اہل انصاف کے لیے کافی ہین کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ کا ذکر ضرور اس کتاب مین پایا جاتا ہے اور جب یہ حالت ہے تو بھلا اسکو کیا کہا جائیگا کیا یہی نہین کہ جعلسازی کی تہ مین یہ سب کچھ پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر عیان راچہ بیان کہین خاک ڈالنے سے چھپتا ہے چاند روز روشن مین آفتاب کا انکار کرنا محال ہی نہین بلکہ ناممکن ہے - مقدس یوحنا کی انجیل مین صاف

اونکو یہ خطاب ملا ہے کہ "اِس دنیا کا سردار آتا ہے" یہ سردار حضرت عیسیٰؑ تو ہو سکتے نہین کیونکہ وہ تو خود خبر دیتے ہین۔ بتلائیے یہ کون ہے جو جہان کا سردار کہلاتا ہے۔؟

جواب الحق) نوازشنامہ گرامی شمامہ تشرف صدور لایا۔ اس امر کے دریافت کرنے سے نہایت ہی مسرت حاصل ہوئی کہ الحق کا اثر اسلامی دلون مین کم سے کم اسقدر تو ہوا کہ وہ بائبل شریف کے مطالع کیطرف متوجہ ہوئے جسپر آپ کی تحریر شاہد ہے خدا اپنا فضل کرے کہ آپ اسکو اور بھی دل وجان سے پڑھکر اپنے لیے فائدہ حاصل کرین۔ یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ اگر کوئی اہل غرض کسی امر کو چھپایا چاہے تو سب سے پہلے وہ اپنے بزرگون اور بڑونکی عیبون کو پوشیدہ کریگا غور فرمانے کا مقام ہے کہ یہودی ملزم ٹہرائے جاتے ہین کہ اُنھون نے محمد صاحب جو اونکے نزدیک بالکل اجنبی اور ناآشنا تھے اُنکے ذکر خیر کو پوشیدہ کیا۔ مٹا ڈالا نکال ڈالا۔ مگر اپنے بزرگون اور نبیون کے عیبون کو پاک نوشتون مین جیسا کا تیسا رہنے دیا۔ اگر کسی امر کو نکالنا ہی تھا تو سب سے پہلے عیبون کو نکالتے تاکہ نافہمون کو اپنے اوپر تمسخر نہ کرنے دین۔ اب رہے نصاریٰ یہ بیچارے ناحق مورد طعن بنائے جاتے ہین۔

سارے جہان کو معلوم ہی کہ عیسائی یہودی انبیا کے گروہ کے گروہ کو مانتے ہین جنسے نہ اُن کو نجات کی توقع نہ دینا دی مفاد پہر کیا وجہ ہے کہ وہ ایک اور نبی کو بھی نہ مان لین اس مین اُنکا ہرج ہی کیا تھا نبیون کی فہرست مین ایک اور نام بڑھ جاتا۔ آپ تو ہمکو ایک سلیقہ شعار شخص معلوم ہوتے ہین کیا یہ موٹی بات ہی آپکی عقل سلیم اور طبع مستقیم مین نہین سماتی۔ محمد صاحب بیچارے کوئی بہت بڑے آدمی نہ تھے عیسائیون کو کیا غرض تھی کہ اُن سے بیر مول لیتے اب اگر انجیل سے اُنکا ذکر خیر نکالڈالا گیا تو ضرور کم سے کم چھٹے یا ساتوین صدی کے بعد سے نکالا گیا ہوگا۔ کیونکہ محمد صاحب کے ظہور کا زمانہ یہی ہے اب جب ہمکو تیسری چوتھی اور پانچوین صدیون کی انجیل ہو بہو ایسی ہی ملسکتی ہین جیسے وہ آجکل موجود ہین تو پہر بہلا ایسے الزامون کا کیا ٹھکانا ہے آپ خود غور کیجیے۔

جو حوالہ جناب نے اپنے نبی کی بابت پیش کیا ہمارے خیال مین آپنے اسپر کافی غور نہین

کیا اگر جناب غور و تعمق سے اسکو دیکھتے تو معلوم ہوجاتا کہ یہ خطاب ابلیس لعین کا ہے مانگا ہون
آپ کے نبی سے کچھ سروکار نہین مگر معمولی داب شرافت کے لحاظ سے بھی ہم کبھی نہین
ایسی بیہودہ بے تمیزی کو ہرگز پیش نہین کرینگے براہ نوازش اور زیادہ آیتین اس قسم کی ماننے کی
کی بابتہ پیش کرکے زیادہ خفت نہ اُٹھائی۔

سوال ۲) میری نزدیک اور کل اہل انصاف کے نزدیک بھی مذہب عیسوی مین بہت کچھ اچھی اور عمدہ تعلیمین ہین اور کیون نہون آخر حضرت عیسیٰؑ خود حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور جناب موسیٰ کلیم اللہ کی سنت پر چلنے والے اور اوسکی طرف ہدایت کرنے والے تھے ہم اُنکی واجبی عزت اور تعظیم کرتے ہین اور اون کو خدا رسیدہ اور خدا کے پیارو نمین مانتے ہین کیونکہ وہ ہین جسپر قرآن شریف شاہد ہے۔ صرف عیسائی لوگون نے فلسفانہ بُت پرستی کرنے کو اُنکو خدا مان لیا اب دیکھیے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُن سے یا کسی نبی سے کم نہین بلکہ زیادہ کیونکہ اللہ کے رسول اور نبی آخر الزمان ہین۔ اپنی اُمت کی درستی کے لیے کیسے عمدہ تعلیم یعنی قرآن چھوڑ گئے اور ظاہری عبادت کو کلمہ روزہ زکوٰۃ۔ حج۔ نماز۔ انپر عمل کرنے سے ہم جنت کے مستحق ہین۔ اب کس بات کی کمی ہے جسکی ضرورت آپ ہمپر ظاہر کرنا چاہتے ہین۔ ؟

جواب الحق) خداوند مسیح کو تو آپ مجبوراً مانینگے اور یہان آپکا قول لفظاً درست معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب روز روشن مین چھپ نہین سکتا اسلام کے علم پر تو ہلال لہرایا کرتا ہے اور ہلال ہمیشہ آفتاب کے مقابل مارا ہے۔ ہمکو اقبال ہے کہ جناب محمد صاحب نے اپنے زمانہ مین عرب کی تاریکی مین بہت کچھ روشنی دی۔ بہت سے بُتون کی خُدائی توڑ ڈالی بہتون کو اللہ کے عرفان تک پہونچانے کی کوشش کی لیکن تعجب کا مقام ہے کہ آپ کے نزدیک وہ نبیون کے سردار خاتم الانبیا اور جانے کیا کیا ہین نماز کے بارے مین اگر موسیٰؑ اُنکو صلاح دمشورہ ندیتے تو مسلمانون کی تمام جماعت کی جماعت گو نیست ہوجاتی کیونکہ پچاس نمازین روزانہ کچھ آسان بات نہین ہی ہمکو تسلیم ہے کہ روزہ نماز زکوٰۃ عمرہ

اونکو یہ خطا رطیکہ گناہ اور نفس کی گندہ خواہش بھی اسکے ساتھ ہی ساتھ دفن ہون) -
وہ تو خود خبینا تو پھر وہی مثل ہے کہ برتن کو اوپر سے دھویا مگر اندر غلاظت سے پُر -
جواب الحق - سُناکہ آپ کے نبی نے کوئی طاقت آپ لوگون کو ایسی بخشی ہو کہ جس سے
اِن خواہش اور گناہ کا دفع دخل ہو - ہمارے نجات دہندہ نے ہمکو روح القدس
کے سپرد کیا کہ ہمکو پاکیزگی کی طرف مائل کرے اور ہماری ہدایت و نگہبانی کرے اسی کی
ضرورت آپ لوگون پر ظاہر کیا چاہتے ہین - اور یہی الحق کے اجرا کا اصل مقصد ہی -

سوال ۳ - دیکھیے ہمارے بڑے اور دین کے مبتدا خلیل اللہ اور اُنکے فرزند نیک ارجمند
حضرت نبینا جناب اسماعیل علیہ السلام کعبہ شریف کو بنا کرکے قائم کر گئے جہان اُنکی امت
سچے اور برحق اللہ کی عبادت اور پرستش کے لیے جمع ہوتی ہے اس بیت المقدس مین
ہمارے گناہ معاف ہوتے ہین اور یہ آسمانی نقشے پر بنا ہوا ہے اُسکے محافظ فرشتگان ہین -
بھلا کوئی مقام آپ کے ہادیون نے بھی بنایا یا بنا گئے -
یہودی کہیا نے ہو کر اسباب کا ذکر تک نہین کرتے اگرچہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بابت تو کچھ ذکر
کیا ہے مگر عیسائی ایک درجہ اور بھی اہل یہود سے آگے بڑھ گئے کہ بہ سبب حسد و عداوت
حضرت اسماعیل کا ذکر تک انجیل مین نہین کیا - اب اگر اسکو پاسداری اور جعلسازی
اور بے ایمانی نہین کہتے تو بتلائیے کیا کہتے ہین خدا کی کتاب مین سے ایسے بڑے بڑے
واقعات کا حذف کرنا آپ لوگون کی نگاہ مین کیا ہی ؟

جواب الحق - خیر صاحب عیسائیون کو آپ چالاک کہیے جعلساز کہیے جو جی مین آئے
کہیے زبان آپکی ہے - اگر انھون نے کعبے کے بنانے والے کا ذکر مٹا دیا تو کوئی بڑا جرم
نہین کیا کیونکہ حضرت محمد صاحب نے تو اُنکو بہشت ہی سے نکالدیا وہان اُنکا پتہ تک
نہ ملا آدم سے ملے خلیل اللہ سے ملے موسیٰ سے ملے یحییٰ سے ملے مگر بیچارے اسمٰعیل جو اُنکے
مورث اعلیٰ تھے وہ کہین نظر نہ آئے اب بتلائیے یہ کیا ہوا اسکو کس نام سے نامزد
کیجیے گا - مقدس پولوس گلاتیون کے خط باب ۴ مین اسماعیل اور اُنکی والدہ کا ذکر

کرتے ہین وہان پڑھ کر اپنی تسلی آپ خود کرلین ؟

سوال ۴ عیسائیونکا یہ ایک دعوی بڑی دون کا ہے کہ صرف حضرت عیسیٰ ہی آسمان تک پہونچا سکتے ہین کیونکہ آپکے الحق کی پیشانی پر راہ حق وغیرہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اب کیا ہمارے حضرت اپنی اُمت کو جنت مین نہین پہونچا سکتے۔ امید ہے کہ آپ اِن معروضات کا جواب عنایت فرماکر ممنون کرین گے۔

جواب الحق۔ حضرت عیسیٰ کے آسمان مین ہونیکا ثبوت تو آپ کو آپ کے پیغمبر دے گئے اب اگر آپ اُنکی باتون کو رد کرین اسکا آپکو اختیار ہے۔ محمد صاحب کے آسمان مین ہونے کے لیے محمدیون کی دعا شاہد ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی دل مین کچھ شک ہے آخر مین ہم گذارش کرتے ہین کہ آپنے جو کہا کہ "مین دعا کرتا ہون" آپ کو معلوم رہے کہ یہ طریق سچائی پر لانے کا تو مسیحی مذہب کا ہے اگر الحق کا اڈیٹر کسی اسلامی مُلک مین ہوتا تو وہان صرف تین ہی دلیلین ہین جو اکثر پیش ہوتی ہین۔ قرآن جزیہ اور تلوار۔ وَالسَّلاَم۔

نمبر ۸ مرسلہ مولوی کریم الدین صاحب مغلسرائے

جناب اڈیٹر صاحب الحق کانپور۔ تسلیم آپنے قرآن شریف اور علماء دین محمدی کو اپنا گواہ بناکر اسبات کے ثابت کرنے پر کمر باندھی ہے کہ دین عیسوی کی کتابین جو کہ آجکل آپ لوگون کے پاس ہین وہ برحق ہین اپنے اخبار کے نمبر ۶ مین آپ نے اس امر کا دعوی کیا ہے کہ صرف جناب مسیح از روے قرآن معصوم ہین جسکو آپ ثابت کرنے کا وعدہ کرتے ہین۔ ہم آپ کی داد دیتے ہین کہ آپ نے بہت آسان راہ اختیار کی ہے مگر آپ خوب یاد رکھین کہ اگر آپ اس بات کے ثابت کرنے مین کامیاب ہوگئے کہ دین مسیح کا بانی سب نبیون سے افضل ہے اور وہی صرف معصوم مطلق ہے تو آپ پر ایک بہت بڑی جرح عدالت منطق مین یہ ہوگی کہ پھر دین محمدی کا بانی جسے آپ کی

کتابون کی تصدیق کی آپ کے ہادی کو معصوم ٹھہرایا تو اونکے خود ہونے کی ضرورت
کیا تھی جسکا جواب آپکو اور آپ کے بزرگون کو دینا محال ہوجائیگا ہان الزامی جواب پر
آپ لوگ تیار ہوجائینگے کہ وہ نبی نہ تھے اور اگر ایسا آپ لوگ کرینگے تو دوسرا سوال
جرح یہ ہوگا کہ پہر اُنکی بات کو سنداً پیش کرنا کیا معنی ؟ مگر ہم قبل اسکے کہ آپ ہماری
سوال کا کوئی جواب دین آپکو بتائے دیتے ہین - کہ جو کچھ آپ کتب مقدسہ کے بارے
مین ازروے قرآن شریف فرما رہے ہین وہ بالکل درست ہین اُن لوگون مین سے ہون
جو کتب مقدسہ کو برحق جانتے ہین ہان اوسکی اُن تعلیمون کا قائل نہین ہون جنکو حضرات
عیسائی اپنی دماغی قوتون سے پیدا کرکے لوگون کو منوایا چاہتے ہین کہ اُس مین مسئلہ
تثلیث ہے مسئلہ کفارہ ثابت ہی حضرت مسیح کا صلیب پر مرجانا ثابت ہی یا اُنکا قبر مین
رہنا - ہمارے نبی کو صرف اس ضرورت سے اللہ تعالیٰ نے دُنیا مین بھیجا کہ حضرت
مسیح کی صحیح تعلیم لوگون کو سُنائین اور خدا کا راستہ بتلائین - چونکہ اللہ جلشانہ کے علم مین
ہر بات ازل سے موجود ہے اُنکے علم مین یہ بھی تھا کہ حضرت مسیح کی اُمت ایک وقت اہل
تعلیم سے گمراہ ہوجائیگی - اسیلیے حضرت رسالت مآب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر توریت
شریف مین پکار کر دی اور خود جناب مسیح نے بھی اُنکے آنے کی خبر دی - ورنہ آپ
بتلائین تو حضرت ختم الانبیا کے قبل کس نے اسقدر مخالفت اس امر کی کی کہ نصاریٰ
سیدھی راہ سے پھر گئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین اسی بات پر زیادہ زور دیا
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ،، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اسی کفر کو دور کرنے اور ظلمت مین شمع ہدایت دکھلانے کو مبعوث ہوئے - تاریخ
شاہد ہے کہ اسکے قبل عیسائی فرقہ حضرت مریم کو تثلیث کا اقنوم ثالث مانتا تھا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور حبیب اللہ کے رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُنکی تردید بحکم رب کی تو کسی کی مجال نہوئی کہ آنحضرت کا مقابلہ کرتا یا اُنپر فتویٰ کفر دیتا اُسکی
بعد سے بجائے حضرت مریم کے روح القدس ایک نامعلوم شئے کو اقنوم ثالث مانا اور

یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کر لیے۔

کیا اچھا ہو کہ آپ اُن سب آیات کو جن مین نصاریٰ کو تثلیت پرستی کا الزام دیا ہے۔ ایک جگہہ قرآن کریم سے اخذ کرکے اپنے پرچے مین درج کر کے ناظرین کو پڑہنیکا موقع دین تاکہ وہ آپ سے یہ سوال کر سکین کہ حضرت جب قرآن شریف نے کتب مقدسہ کی شہادت دی تب تو آپنے اُن آیتوں کو بڑی زور سے پیش کر کے بیچارے مسلمانون کو عذاب الیم سے ڈرایا تھا اگر یہ آیتین جن مین اُنلوگون کو مشرک ٹھرایا گیا ہے اُن کے رو سے آپ پر عذاب الیم کا فتویٰ ہی یا نہین اسکا جواب بھی چھپتے یا یہ کڑوی گولی آپ کھانا نہین چاہتے اگر آپ کو اُن آیات کے اخذ کرنے کی فرصت نہو تو مجکو ارشاد فرمائین مین سب کی سب لکھکر ارسال خدمت کرون بشرطیکہ آپ درج پرچہ کرین آپ ایک جزو سے استدلال کر کے نتیجہ نہین پا سکتے اگر مانتے ہین تو کل کو مانئے ورنہ جزو سے اگر کوئی نتیجہ آپ کے حسب حال نکلے تو ہمسے غیر مقلدون کی نگاہ مین کوئی وقعت نہین رکھیگا۔

بہرحال مین آپ کے طرز استدلال کا مداح ہون۔ کٹرا مانک پور کے معترض صاحب کے کرخت الفاظ میری رائے مین بہت کچھ مخل تہذیب تھی مگر آپ نے بھی اونکا گہر پورا کر نمین کوئی کسر باقی نہین رکھی۔ زیادہ نیاز آپکا نادیدہ نیازمند

کریم الدین از مغلسرای ۲۷ جون ۱۹۰۰ء

جواب الحق۔ جناب من۔ آپکے قابل قدر تحریر کو ہمنے بڑی دلچسپی سے مطالع کیا۔ ہمکو اس امر کے دریافت کرنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ آپ غیر مقلد ہین گو اس بات کے لیے کہ کوئی مسلمان بائبل شریف کو سچا و اصلی قبول کرے مقلد یا غیر مقلد ہونیکی چندان ضرورت نہین کیونکہ قرآن سب کو مجبور کرتا ہے کہ اُن کو سچا و اصلی مانین ورنہ عذاب الیم سے بچنا محال ہی۔ ہمکو اس سے بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے خندان پیشانی سے اقبال کیا کہ آپ اُس گروہ مین سے ہین جو کتب مقدسہ کو برحق جانتے ہین آپنے اپنی منصف مزاجی کا ثبوت بھی جناب معترض صاحب کٹرہ مانک پور کی روش کو ناپسند کر کے

دیدیا۔ جو کچھ اُن کے متعلق ہمارے جواب پر آنجناب نے فرمایا اُس کے لیے بھی ہم آپ کے
مشکور ہین۔ آپ تکلیف نکرین ہم خود موقع مناسب پر اُن سب آیات کو جنکی طرف جناب نے
اشارہ کیا ہی اپنے پرچے مین درج کرکے بتلادینگے کہ کیون اُس جز کو کل مین سے ہم قبول نہین کرتے
اور اگر آپ واقعی غیر مقلد ہون گے تو ضرور ہمارے ساتھ متفق ہونگے ورنہ ہمکو آپ کی بابت
یہ کہکر صبر کرنا پڑے گا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہین لیکن دکھانے کے اور۔ جب عدالت
منطق مین ہمپر کوئی جرح ہوگی تو ہم اُسکو میزان منطق ہی مین تولکر پورا جواب عرض کردینگے آپنے
جو مسئلہ تثلیث کفارہ اور خدا و مسیح کی الوہیت پر اپنا خیال ظاہر فرمایا اسکو ہم اپنے
اخبار مین آئندہ کسی وقت بحث کرکے بتلادینگے کہ یہ مسائل بالکل بیہودہ ہین فی الحال
صرف ایک امر پر کچھ عرض کرنا ہی کہ وہ تاریخ شاہد ہے کہ اِسکے قبل عیسائی فرقہ حضرت مریم
کو تثلیث کا اقنوم ثالث مانتا تھا اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور جب اللہ کے رسول مقبول
محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اِنکی تردید بحکم رب کی تو کسی کی مجال نہوئی کہ آنحضرت
کا مقابلہ کرتا یا اُنپر فتوی کفر دیتا اُسکے بعد سے بجاے حضرت مریم کے روح القدس ایک
نامعلوم شے کو اقنوم ثالث مانا اور یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کرلیے۔ اس مین
صرف اسقدر تو سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے تھے باقی عبارت کی بابت نہ معلوم
آپ کونسی تاریخ پیش کرینگے ہمارے نزدیک تاریخ ہر جگہ آپکا ساتھ چھوڑے گی۔ آپ گویا
ہمکو یہ بتلاتے ہین کہ جناب محمد صاحب سے قبل کسی نے بھی اس مسیحی ایمان کی مخالفت نہین
کی کیونکہ آپ یہ بھی بڑی زور سے کہہ چکے کہ وہ آپ بتلائین تو ختم الانبیا کے قبل کسی نے
اسقدر مخالفت اس امر کی کی کہ نصاریٰ سیدھی راہ سے پھر گئے۔ مختصر جواب تو
یہی ہے کہ کیونکر کوئی کہتا جب وہ سیدھی راہ سے پھرے ہی نہین کیا الزام لگاتے ہوئے
ان کا دل اُنکو خود الزام نہ دیتا ضرور لوگون کے دل مین خدا کا خوف تھا مگر یاد رکھیے کہ آپکے
نبی صاحب نے ایسا الزام دینے مین کوئی جدت نہین دکھلائی ہان یہ ضرور کیا کہ اُن پرانے
الزامون کے مُنہ پر زیادہ کیچڑ پھینٹ کر لوگون کو دکھلائیے جس سے وہ بوسیدہ اور

بُرانے الزام زیادہ بدنما اور گھنونے دیکھ پڑے اُنھون نے انتہا درجہ کا مبالغہ کیا جس سے
زیادہ اُن کے نزدیک ہونا ہی ناممکن تھا مگر آج کل کے جاہل مُلّاؤن نے اِن الزامون
پر مبالغہ کرنے مین اضافہ کیا ہے کہ بیچارے محمد صاحب کو اپنا مبالغہ بازیچہ طفلان معلوم
ہوتا ہوگا اگر کبھی آپ کی نگاہ سے مرزای قادیانی کی تحریرین گذری ہین ہون تو ہماری
بات کی تصدیق کر سکتے ہین یا ایک ناپاک رسالہ جو کسی غلام محمد کی تصنیف ہے اور
جسکو حیدرآباد محمڈن ٹریکٹ سوسائٹی نے شایع کیا ہی یا اگر آپ نے پنجاب کے مسلمانون
کے مشہور وکیل نور علی نور کو کبھی پڑھا ہو - اب ہم آپ کو مختصر طور سے تبلا دیتے ہین
کہ محمد صاحب چھٹی صدی مین ظاہر ہوے اِن سے قبل پہلے پانچ صدیون مین کیا کچھ
بیچارے عیسائیون کے ساتھ گذرا اور خود اُن کے درمیان ہی سے اُنکے مخالف
پیدا ہوے اور یہ ہونا ضروری تھا کیونکہ ابلیس لعین اپنے کام مین ہر وقت ہوشیاری
وہ گیہون کے درمیان کڑوے دانے بونے کی تاک مین لگا رہتا ہی اور جب اُسکو
موقع ملتا ہے اُسیوقت اپنا کام پُھرتی سے کرتا ہے - آپ لوگون کا یا تو یہ افترا ہی
کہ نافہمی کہ مسیحیون کو تین خدا ماننے والا جانتے ہین اُنکا ایمان یہی ہے کہ کوئی خدا
نہین مگر ایک اور یہ ایک خدا علم وارادے کے بغیر نہین ہو سکتا یہ ذات واحد جسکو
خدا کہتے ہین اُسمین تین دائمی وجود ہین جو کسی صورت مین بھی ایک دوسرے سے
الگ نہین ہو سکتے نہ عقل مین نہ خیال مین نہ قیاس مین - اب جب ہم کہتے ہین کہ
کہ خدای تعالی ازل سے یعنے ہمیشہ سے ہے تو واجب ہی کہ اُسکی صفات بھی ازلی
ہون اور ذاتی ہون اب خدا کی صفتون مین سے ایک صفت تخلیق کی ہے اس
صفت کے لحاظ سے باپ سے بیٹا یعنی مسیح خداوند مولود ہوا مگر اس تولد سے باپ
کی یا بیٹے کی ذات مین کوئی فرق نہین آیا نہ تقسیم ہوئی بلکہ بیٹے کی ذات وہی باپ کی
ذات ہی پس بیٹا باپ کی برابر باعتبار الوہیت مگر اُسنے انسانی ذات کو اختیار کیا
پس بلحاظ انسانیت بیٹا باپ سے کمتر اور اِسی سے باپ اور بیٹے کی ذات مین امتیاز ہے

چونکہ باپ کی مرضی اصلی ہے یعنی کسی کے پاس سے نہین آئی مگر بیٹے کی مرضی باپ کی ذات
کے ساتھ ایک ہونے سے باپ کے پاس سے آئی اب خدا کی لاتعداد صفتون مین سی
ایجاد بھی ایک صفت ہی اور یہ صفت بھی ازلی یعنے ہمیشہ سے ہے۔ اس ازلی صفت
سے باپ اور بیٹے سے روح القدس صادر ہوا۔ مگر ان تینون اقانیم یعنی آب۔ آبن اور
روح القدس کی ذات مین کچھ تقسیم نہین ہوئی بلکہ اس تیسرے اقنوم روح القدس
کی ذات وہی باپ اور بیٹے کی ذات ہے اِنمین سے بلحاظ ذات ازلی کے کوئی کسی سے
آگے یا پیچھے نہین تینون ازلی ہین مگر پھر بھی تین ازلی نہین مگر ایک ازلی تین خدا نہین
بلکہ صرف ایک ہی اکیلا سچا خدا ہے اِن تینون کی مرضی مین کچھ بھی فرق نہین۔ لیکن ہر
اقنوم کا ایک ایک تشخص ضرور ہے باپ بیٹے اور روح القدس کا ذکر مسیحی اس طرح سے
کرتے ہین کہ تینون اقنومون مین اتحاد بھی رہے اور تمیز بھی ہو لیکن یہ جو ہما عقیدہ
مقدس تثلیث کا مسیحی مانتے ہین یہ صریح بہتان ہے کہ کوئی کہے کہ وہ تین خدا
مانتے ہین۔ ہم یہ بھی کہتے ہین کہ ہر ایک وجود صفت اعتباری نہین ہی مگر اقنوم یا ماہیت
ضرور ہے۔ علم ارادہ حکمت اور حیات صفات اعتباری ہین ہر ایک وجود مین
یعنے ہر اقنوم یا ہر ماہیت مین یہ صفات اعتباری فی نفسہ موجود ہین کیونکہ کسی کی ذات
مین کچھ فرق نہین ہوا۔

اِس ایمان کو تمام سچے مسیحی اُس روز سے مانتے آئے جب روح القدس اُنپر پہلے
رسولون مین ہوکر نازل ہوا الوہیت مسیح کے قایل تو وہ مسیح خداوند کی عین حیات
مین تھے آپ مقدس پطرس اور مقدس تھوما کے اقرارات ملاحظہ فرمائین "تو زندہ
خدا کا بیٹا ہی" اے میرے خداوند اور اے میرے خدا" اہل یہود نے بھی مسیح
خداوند پر یہی الزام لگایا کہ وہ اپنے کو خدا کا بیٹا کہکر خدا کی برابری کرتا ہے
رسولون کے مریدون نے بھی اسی ایمان کو قبول کیا مقدس یوحنا نے اپنی انجیل
خاص کر اُنھین لوگون کے لیے لکھی جو رسولی زمانہ مین خداوند مسیح کی بابت طرح طرح کے

خیال کرتے تھے منجملہ اور خیالات کے بعض لوگ اُسکی الوہیت کے بھی منکر تھے۔ اور مابعد
ہر زمانہ مین طرح طرح کی تاویلین کرتے رہے چونکہ اہل اسلام خدا مین ارادہ اور علم
نہین مانتے اسی لیے لفظ تثلیث یا خدا کی ذات مین اقنوم کا تشخیص سُنکر چونک جاتے
ہین۔ لیکن اگر اپنے یہان کے فلاسفرون کے عقائد اور ذات باری تعالی کی بابتہ
اُنکی تعریف پر غور کرین تو اُنکو معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ بھی ذات واحد مین تثلیث
کے قایل ہین۔ نظیراً کاشانی کو ہم پیش کرتے ہین وہ اپنی مشہور کتاب اصطلاحات
مین ذات الٰہی کی تعریف یون کرتے ہین (ہم اُنکی عربی عبارت کے ترجمہ پر اکتفا کرینگے)
پہلی تجلی ذات کی تجلی ہے جس مین ذات ذات پر بیان ہوتی ہے۔ اور یہ تجلی حضرت
الاحدیت ہے جسمین نعت اور رسم نہین ہے کیونکہ ذات یعنی وجود حق محض وحدت
ہے اور جو کچھ وجود کے سوا ہی سو ہستی اور عدم مطلق ہے۔ دوسری تجلی ذات کا وہ
مرتبہ ہے جسمین ممکنات ثانیہ کے اعیان ظاہر ہوتے ہین اور اس مرتبہ مین شیون
الذات یعنی وہ چیزین جو ذات مین چھپی ہین ذات پر معلوم ہوتی ہین اور یہ پہلا
تعین ہی جو عالمیت اور قابلیت کی صفت رکھتا ہے"

دیگر علماء اسلام کی تحریرون کو بھی ذرا باریک بینی سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے
کہ ذات باری تعالی کی تعریف کرتے وقت اون کے ذہن مین بھی کثرت فی الوحدت
کا بھی تصور رہتا ہے خود بانئے قرآن نے بھی اسکا صاف صاف اقرار کرلیا ہے۔ یعنے
جب خداوند مسیح کو کلمۃ اللہ کہا اور روح منہ کا بھی ذکر کیا تو فوراً گمان ہوتا ہے کہ
ذات واحد مین کثرت کا مدعی قرآن بھی ہے مگر ہان فرق اتنا ہے کہ قرآن بلا تمیز اور
تشخص کے اوسکو خدا کے ساتھ ایک ہی کر دیتا ہے مگر مسیحی آب۔ ابن۔ روح القدس
کا ذکر اسطرح کرتے ہین کہ ذات واحد کے ساتھ پورا پورا اتحاد بھی رہا اور امتیاز بھی ظاہر ہو
جناب مولوی کریم الدین صاحب آپکا یہ کہنا کہ محمد صاحب کے قبل عیسائی حضرت
مریم کو تثلیث کا اقنوم ثالث جانتے تھے اور جب محمد صاحب نے بحکم رب اسکی تردید کی

اوسکے بعدسے بجاے حضرت مریم کے روح القدس ایک نامعلوم شے کو اقنوم ثالث
مانا اور یون تثلیث کے تین اقنوم پورے کر لیے ہمکو حیرت مین ڈالتا ہے کہ آپ کیا
کہہ رہے ہین اور بڑا غضب یہ ڈہا رہے ہین کہ اسکو تاریخ کی بنا پر پیش کرتے ہین
بھلا بتلائے تو کس تاریخ مین آپ نے یہ پڑھا۔ ہمکو یہ بھی معلوم نہین پڑتا کہ آپ مقدس
تثلیث کے عقیدہ پر اعتراض کر رہے ہین یا محض اقنوم ثالث پر۔ بہرحال ہمنے فرض
کرلیا ہی کہ آپ کا اعتراض وہی پرانا دقیانوسی اعتراض ہے کہ ذات واحد مین تثلیث
ممکن نہین اب جب آپ یہ فرما رہے ہین کہ پہلے مقدسہ مریم کو اور مابعد روح القدس
کسی نامعلوم شے کو شامل کر کے تثلیث کے تین اقنوم پورے کر لیے تو آپ کو معلوم ہو
کہ کسی عیسائی فرقہ نے مقدسہ مریم کو اس ذات باری مین جسطرح آپ بیان فرماتے ہین
شامل نہین کیا۔ اسقدر تو ضرور ہے کہ بعض لوگ مقدسہ مریم کی تعظیم مین مبالغہ کرنے
لگے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ وہ تثلیث کے تین اقنوم مین سے ایک مقدسہ مریم
کو قرار دیتے ہین۔ مگر جو لوگ کیتھولک ایمان رکھتے تھے یعنی کلیسیا جامع کہلاتی تھی
اور رسولون کی جانشین تھی وہ آب۔ آبن روح القدس ہی کو ذات باری مانتے
تھے اور آجتک بھی ایسا ہی مانتے ہین۔ چوتھی صدی کے آخر مین ایک فرقہ
کولی رنیڈیس پیدا ہوا جو ایک بدعتی فرقہ تھا اور یہ فرقہ مقدسہ مریم کی حد سے زیادہ
تعظیم کرتا تھا مگر کلیسیا اسکو ہمیشہ خارج کرتی رہی اور بدعتون مین شمار کرتی تھی۔
ہم ذیل مین اختصار کے ساتھ ابتدائی پانچ صدیون کے بدعتون کا حال سنائے دیتے
ہین تاکہ آپ کو معلوم ہو جاے کہ محمد صاحب ہی کوئی پہلے شخص نہ تھے جنہون نے
عیسائیون کے صحیح ایمان کی مخالفت کی ہو البتہ وہی بات جو ہم اوپر لکھ آئے کہ بعض
ان پرانے الزامون کو زیادہ بدنما کر کے دکھایا اور یہ انکی اپنی سوجھ بوجھ تھی۔ اور آپکو
معلوم ہو جاے گا کہ عیسائیون کا صحیح ایمان دربارہ ذات باری تعالے جیسا شروع
سے صاف و درست تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ نہ اسپر ان بدعتیون کا کچھ اثر ہوا اور نہ آپکے

پیغمبر صاحب کا کیونکہ اُنھون نے کوئی نئی بات نہین کی اور اگر بقول آپکے کسی نے محمد صاحب
کا مقابلہ نہین کیا یا اُنپر کفر کا فتوی نہین دیا تو کیا ہوا - غالباً عیسائیون نے اس شعر کے
مطابق کاربند ہونا زیادہ قرین مصلحت سمجھا ہوگا ؎ صاحب نظر نباشد در بند نیک نامی
خاصان چہ باک دارند از گفتگوی عامی + مولانا کریم الدین صاحب آپ کو واضح رہے کہ
اُس منجئی عالم سرور کائنات ربنا المسیح نے اپنے حواریون کو بتلا دیا تھا کہ ایسے لوگ بھی
کلیسا کے باہر و نیز اندر سے پیدا ہو جائینگے جو سچے ایمان مین خلل انداز ہونگے - اونسے
خبردار رہنے کو بھی ہدایت کی تھی - چنانچہ خود رسولون کے زمانہ مین بدعتین کلیسا کے
باہر اور اندر بھی موجود تھین خاصکر ابیسونایٹ اور ناستک بدعتین اپنا مہلک اثر
رسولی زمانہ مین بھی دکھلا رہی تھین - اُنکی بابتہ مقدس پولوس رسول - گلاتیون کی
خط مین ذکر کرتا ہے علاوہ اسکے مقدس پطرس کے خلاف شمعون مجوسی کی جھوٹی
تعلیم پھیل رہی تھی اور مقدس یوحنا کے خلاف سرنتھس کی بدعت برپا ہوئی - یہ لوگ
اپنے علم اور لیاقت کے فخر مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ انجیل مقدس کی سادہ
اور پرمعنی تعلیم اُنکی ہلاکت کا باعث ہوئی - اور اپنے دل کے خوش کرنے کو بھی
اُسکی تاویلین کیا کرتے تھے -

(۱) ابونایٹ کا اعتقاد حق سے بہت دور تھا - یہ لوگ خدا کے تجسم کا بھی انکار کرتے تھے
اور موسوی شریعت کی پابندی اپنا فرض خیال کرتے تھے بلکہ کُل دنیا کے لیے اُسکو
لازمی جانتے تھے - خداوند مسیح کی معجزانہ پیدایش کے بالکل منکر تھے -

(۲) نوستک بدعت - اپنے نئے مذہب یعنی مسیحیت کو پرانے مذہب کی اصلاح قرار دیتے تھے
مسیح خداوند کو صرف دوسرا موسیٰ ماننا چاہتے تھے - انکے کئی فریق ہو گئے - کوئی کچھ
مانتا تھا اور کوئی کچھ بہرحال تھے سب کے سب بدعتی -

(۳) مون ٹانزم یہ فرقہ دوسری صدی کے انجام مین جاری ہوا مگر اسکو بدعتی
نہین کہہ سکتے کیونکہ نوستک فرقہ کی ضد مین جاری ہوا تھا - نوستک لوگ اپنی علم و لیاقت

فخر کرکے پاک نوشتون کی تاویل اپنے مرضی کے مطابق کرتے تھے برخلاف اس کے
مون ٹی نس پاک نوشتون کو بلاتاویل کے قبول کرتے تھے مگر ان الہام کی تعریف سچے
اعتقاد کے خلاف کرتے تھے اور بعضے ایسے مسائل جاری کیے تھے جو پاک کلام کے
منشا کے بالکل خلاف تھے۔

(۴) منیکیین بدعت۔ دوسری صدی تک جسقدر بدعتین پیدا ہوئین وہ اسکندریہ کے
مسیحی عالمون کی کوشش اور سرگرمی سے بالکل نابود ہوگئی تھین مگر تیسری صدی
مین یہ سب غلطیان ایک بہت بڑی بدعت مسمیٰ نیکیین بدعت کے نام سے مشہور ہوئین
یہ بدعت زیادہ تر مذہب زرتشت اور بدھ مذہب کے اصولون سے مشابہت رکھتی تھی
بلکہ اوس زمانہ کے لوگون کا بھی گمان تھا کہ منکیین اعتقاد مذہب زرتشت کی اصلاح
کرنیکو جاری ہوا ہے۔ اسکا بانی یہ خیال کرتا تھا کہ وہ تسلی دینے والا جسکا وعدہ مسیح
نے اپنے رسولون سے کیا ہی وہ مجکو ملگیا اور کلیسا کو یہودی عقائد کے قید سے ہائی
دینے کو پیدا ہوا ہون۔

(۵) مونارکین ازم یہ وہ بدعت ہے جو ایربس بدعتی کے عقیدے کا بنادی پتھر ہوئی
دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے شروع مین اہیرمن اور تھوڈوسیس
اس بدعت کے مشہور معلم تھے انکا اعتقاد تھا کہ مسیح ذاتی الوہیت نہ رکھتا تھا بلکہ برعکس
اسکے صرف روح القدس کا اسپر خاص سایہ واثر تھا۔ اصل مین منارکین بدعت
جو اس زمانہ مین برپا ہوئی تھی اسکا یہ اصول تھا کہ خدا کے بیٹے کی ذات کا انکار کرکے
خشک توحید کا مسئلہ جاری کرین۔ انکے دو فریق ہو گئے ایک فریق نے مسیح کو باپ
سے ذاتی درجہ مین کم ٹھہرایا اور یون مسیح کی ازلی ابنیت کے جلال مین فرق ڈالنا
چاہا۔ دوسرا فریق باپ اور بیٹے مین امتیاز نکرتا تھا دونون کو بالکل مخلوط
کردیتا تھا۔ علاوہ اسکے انھون نے طرح طرح کے خیال ظاہر کیے مگر اصول وہی تھا
کہ مسیح کو یا تو الوہیت سے خارج کرو اور یا باپ کے ساتھ ایسا مخلوط کرو کہ وہ الگ نہ معلوم ہو

ان سب مین مشہور عالم سبیلین گذرا ہی اور اسکے نام کی شہرت کی وجہہ منارکین بدعت سبیلین بدعت سے بدل گئی اُسکا اعتقادیہ تھا کہ خدا باپ محض و احد ہے اور خالص ہستی رکھتا ہے۔ لیکن باوجود ایک ہونے کے اُسنے اپنے تئین مختلف زمانون مین مختلف حالتوںمین ظاہر کیا یعنے ابن اور روح القدس کی صورت مین اُسکے نزدیک تثلیث کی تین اقنوم تو تھے مگر ساتھ ہی یہ تعلیم دیتا تھا کہ یہ تینون اقانیم ایک ہی اقنوم کی صورتین ہین۔ اور بالآخر ایک ہی اقنوم کی صورت مین آجائین گے اور یون گویا تینون اقانیم محض وقت کے لحاظ سے تین ہین۔ مسیح کی انسانیت اور شخصیت کی نسبت اسکا خیال تھا کہ وہ محض چند روزہ تھی۔

(۶) ایرین ازم یہ وہ بدعت ہے جسنے کلیسا کو بہت بڑا نقصان پہونچانے کی کوشش کی تھی مگر آخر کار حق ہی غالب رہا۔ اس بدعت کے اعتقاد کا خلاصہ یہ تھا کہ بیٹا باپ سے الوہیت مین کمتر ہے خدا بیٹا خدا باپ کی نسبت درجہ اور قدامت مین کمتر ہے مسیح نہ خدا ہے نہ انسان بلکہ خدا اور انسان کے درمیان خدا کا بنایا ہوا ایک وسیلہ ہی وغیرہ وغیرہ اسکے فیصلہ کے لئے نیسہ مین ۳۲۵ مین کونسل منعقد ہوئی اور اسپر بہت کچھ بحث ہوئی مگر اسکا خاطر خواہ فیصلہ ہوا اسکونسل کے بعد چار سو برس تک یہ بدعت کلیسا کے صحیح ایمان مین طرح طرح کے رخنہ انداز رہی اور اسکے درمیان ہی محمد صاحب کا زمانہ شروع ہوجاتا ہی۔ ایرین لوگون نے ملکی حاکمون کی مدد سے کا تھولک کلیسا کو بہت تکلیف دیا جسکا قصہ بہت طویل ہے اور اس مختصر رسالہ مین اُسکا پورا پورا حال نہین لکھ سکتے اس قدر ا در معلوم ہے کہ ایرین مباحثہ کے شروع مین بھی ایک نیم ایرین فریق قائم ہوگیا تھا اُنکا اعتقاد یہ تھا کہ مسیح کی ذات خدا کی ذات سے مشابہ ہے اسکو بہت لوگون نے درست مانا اور خیال کیا کہ اُنکے اصلی ایمان مین فرق نہین ڈالتا اس سے اُنکا شمار بڑھا کیونکہ لوگون نے دھوکھا کھایا مگر مابعد ایک اور فریق نکلا جو کہتا تھا کہ بیٹے کی ذات باپ کی ذات کے مشابہ نہین ہے۔

اِن لوگون سے ڈر کر نیم ایرین کاتھولک کلیسا کی طرف رجوع ہوی اور یہ کہنا شروع کیا کہ مسیح خدا باپ کی ماہیت اور قوت کا بے تبدیل نقش ہے۔ اس سے بھی بہت لوگ دھوکھا کہا کر اِن مین شامل ہوے مگر تھوڑے ہی دنون بعد اُن کو بھی شکست ہوئی۔ اور صحیح ایمان کا بول بالا رہا۔

جناب مولوی صاحب اب آپ غور فرماوین کہ محمد صاحب کے قبل کسقدر زور شور سے لوگون نے کلیسیا کے ایمان کی مخالفت کی۔ محمد صاحب نے جو کچھ مخالفت کی وہ اُنھین پرانے خیالات کا چربہ تھا نہ کہ کوئی نئی بات۔ ہم آپ کو یہ بھی تبلائے دیتے ہین کہ محمد صاحب نے گو قرآن مین وحدت الٰہی کا ذکر بار بار کیا ہے مگر وحدت کی تعریف کچھ بھی نہین کی جس سے معلوم ہوتا کہ اُنکا ایمان وحدت پر کیا تھا بلکہ برعکس اِسکے ہم دیکھتے ہین کہ خدا اور خدا کے کلمہ اور خدا کی روح کا ذکر کرتے رہے اور جہان جہان خدا کی وحدت کی کوئی تعریف بھی کی ہے وہ بالکل ناجائز ہی۔ مثلاً سورہ حدید آیت تین مین فرماتے ہین وہ خدا اول اور آخر ہے اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے۔ اِس آیت قرآنی مین اول و آخر کا لفظ بھی یہ وہی ہے جسکو یشعیاہ نبی اپنی الہامی کتاب ۴۱ باب ۴ آیت مین خداوند پہلا اور پچھلون کے ساتھ وہی ہون۔ بیان کرتا ہے یشعیاہ ہی پہلا شخص ہے جسنے یہ فقرہ سُنایا۔ اسی کا ذکر خود خداوند مسیح مقدس یوحنا رسول سے رویا مین بیان کرتا ہے دیکھین مکاشفات باب اول آیت آٹھ خداوند فرماتا ہے کہ مین الفا اور امیگا اول و آخر جو ہی اور تھا اور آنیوالا ہے قادر مطلق آیت ۱۱ مین ،، مین الفا اور اُمیگا اول و آخر ہون ،، آیت ۱۷ و ۱۸ مین اول و آخر و زندہ ہون مین موا تھا اور دیکھ آجتک زندہ ہون۔ خداوند مسیح نے جو کلمۃ اللہ ہی جنکے وسیلے کل عالم بنے اور سب کچھ اوُنھین سے موجود ہوا اور آخر الامر سب کا معاملہ بھی اُنھین سے ہوگا۔ اُنھون نے یہ لفظ اول و آخر اپنی شان مین استعمال کیا ہی اِس قرآنی آیت کے بھی کچھ معنی ہوسکتے ہین اگر یہ مان لین کہ جب کچھ نہ تھا تب

خدا انکا اور سب کا علاقہ بھی آخر کار خدا ہی سے ہوگا ورنہ خدا کو اول و آخر نہین
کہہ سکتے کیونکہ خدا کا نہ تو اول ہے اور نہ آخر - خیر اس پہلے فقرہ کے تو کچھ معنی یون
ہو سکتے ہین مگر اگلا فقرہ کہ وہ ظاہر ہے اور وہ باطن ہے اسکو خدا کے نبیون مین
سے کسی نے بیان نہین کیا یہ صرف باطل پرست مشرکون کا فقرہ ہی کیونکہ اسی فقرہ
سے ہمہ اوست کا جھوٹا عقیدہ پیدا ہوتا ہے اور یون ہمارے ہاتھ سے سچا خدا جاتا
رہیگا یہ عقیدہ وید کے ماننے والون کا بھی ہے کہ خدا ظاہر و باطن ہی گویا وجودی
خدا مانا جاتا ہے جو فی الحقیقت کفر ہے اور خدا کی ہتک کرنا ہی - اب آپ خود غور کرین
کہ مصنف قرآن کی خداشناسی کیسی تھی ہمکو تعجب آتا ہے کہ محمد صاحب کو بار بار
تو الہام ہوتا تھا کہ خدا ایک ہی مگر ایک جگہہ بھی خدا کی یکتائی کی تعریف نہین کی کہ وہ
کیسا ایک ہے غور کرنے سے اسکا جواب زیادہ صفائی سے یہ ملتا ہے کہ محمد صاحب
نے چالیس برس کی عمر تک تو بتون کی پوجا کی چالیس برس کی عمر مین خدا کو ایک جاننا
سیکھا آپ جہان کہین کثرت کا شائبہ بھی معلوم ہوتا تھا اوس سے چوکنا ہوتے ہین
اور بار بار لوگون سے کہتے ہین کہ خدا ایک ہی چونکہ مسلمانون کے عقیدے سے حضرت
بالکل کورے تھے اسلیے انکو گمان ہوا کہ یہ بھی مشرک ہین خدا و مسیح کی طرف سورۂ انبیا
آیت ۳۰ مین اشارہ کرکے یون کہا کہ " جو کوئی کہے کہ مین اللہ کے سوا اور ایک
اللہ ہون ہم اسکو جہنم کی سزا دینگے " مگر دیکھو بانئے قرآن کی کیسی غلطی ہے بھلا
ہمکو کوئی سمجھائے تو کہ کب خداوند مسیح نے خود یا انکے مُریدون نے یہ کہا کہ وہ ما سوا اللہ
کے ایک اور اللہ ہین ہان خداوند مسیح نے اپنی الوہیت کا اظہار ضرور کیا اور اسکے
لیے بڑے بھی ثبوت دیئے اسکا اپنا بیان یون ہے کہ مین خدا سے نکلا اور دنیا مین آیا
اور خدا باپ اور مین ایک ہین - پس دیکھو کیسا غلط الزام لگایا جاتا ہے اور اسپر اوسکے
حامی فخر کرتے ہین ایک اور جگہہ سورۂ مومنون آیت ۹۳ مین فرماتے ہین - اگر کئی
اللہ ہون تو زمین و آسمان تباہ ہوجاوین - ہر ایک اپنا مخلوق جدا لے بیٹھے اور باہم

لرہیں۔ مگر مسیح خداوند کی تعلیم اور کاتھولک ایمان پر اگر غور کرتے تو معلوم ہوجاتا کہ مسیحی کثرت فی الوحدت کو الگ الگ خدا یا ایک دوسرے کا رقیب نہیں مانتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کثرت فی الوحدت کے درمیان قدرت۔ ارادہ اور ذات کا فرق نہیں ہی بلکہ پورا اتفاق اور اسی لیے ایک ہی خدا ہے۔ اب جب خود قرآن انکی اقانیم اس طور سے تبلائے۔ خدا۔ خدا کا کلمہ۔ اور خدا کی روح۔ تو پھر سوا تکرار لفظی کے اور کیا بات قرآن اور بائمبل مین فرق ڈالتی ہے مگر ان قرآن کی تعلیم خطرناک ضرور ہی کیونکہ وہ وحدت وجودی۔ وحدت نوعی کے تعلیم دیتا ہے جو سراسر کفر ہی مگر ہم پھر کہتے ہین کہ قرآن مین وحدت کی تعریف مطلق نہین کی گئی۔ اور اگر اہل اسلام کوئی ایسی وحدت کے قایل ہون جو انسانی عقل و فہم سے بالا ہو تو ہم پکار کے کہتے ہین کہ یہی وحدت بائبل نے سکھلائی ہے اور اوس مین اقانیم کا انکار کوئی شخص بدلائل نہین کرسکتا کیونکہ وہ انسانی عقل و فہم سے بالا ہے اور دلائل انسانی عقل و فہم پہ مبنی ہین۔ والسلام +

مسئلہ عصمت انبیا کی تحقیقات بربنای قرآن

ہم از روی قرآن اسبات کو صاف طور سے ثابت کرچکے کہ بائبل شریف جو اسوقت عیسائیون کی پاس موجود ہے وہ ویسی ہی کمال صحت کے ساتھ ہے جیسا کہ وہ زمانہ محمد صاحب مین تھی اب اگر اسمین کچھ کمی و بیشی ہوئی ہوگی تو یہ بالکل قرآن کے منشاء کے برخلاف ہوگا اور اوسکے اس کہنے کو کہ وہ اوسکا نگھبان ہے کوئی وقعت نہین ہوسکتی بلکہ اس لحاظ سے تو اوسکی کسی بات کو بھی وقعت نہین ہوسکتی ہے پس امید ہے کہ ہمارے محمدی بھائی ضرور اس پر غور کرکے کوئی قابل اطمینان نتیجہ اپنے لیے نکالینگے۔

بعضے مہربانون نے جو اعتراضات ہماری اس بحث پر کیے تھے اونکا جواب بھی حجۃ المقدس

کافی طور سے ماہ مئی کے پرچے مین ہم دے چکے اب ہم اس مسئلہ پر بحث کرینگے کہ آیا قرآن کی بنا پر دعوی اکثر ہمارے محمدی بھائی کیا کرتے ہین کہ کل انبیا معصوم ہین وہ کہان تک قرآن کے منشا کے مطابق ہے۔

ہماری مخاطب خاصکر انکو تو بڑے زور سے معصوم بتلاتے ہین جنکو نبی اولوالعزم کہتے ہین مثلاً۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد اور انکی بابت یہ بھی کہتے ہین کہ یہ انبیا۔ اپنی اپنی اُمت کی روز قیامت شفاعت کرائینگے۔

مگر وہ لوگ جنکو قرآن مین اہل کتاب کہا ہی وہ اپنی رب کی کتاب کے فرمان کے موافق اسبات کے قایل ہین کہ کل بنی آدم خدا ے پاک کے حضور گنہگار اور لائق سزا ہوئے ہین کیونکہ جس پاکیزگی مین خداوندعالم نے آدم کو بنایا تھا اوسکو آدم نے کھو کر ناپاکی کا جامہ پہنا جسکی وجہ سے وہ خدا کی حضوری کے لایق نرہا۔ پس اب جسقدر اسکی نسل ہوگی وہ تمام ناپاکی کا اثر اپنے مین رکھینگے۔ اب انبیا بھی اوسکی نسل سے ہین پھر بھلا وہ کیونکر پاک و معصوم ہو سکتے ہین ہان اگر خدا خاص طور سے اون کے پاک ہونیکا کوئی انتظام کرتا تو ضرور ممکن تھا مگر ہم خدا کے کلام مین کسی جگہ بھی نہین پڑھتے کہ اُنکی **پاکیزگی کے لیے** خاص انتظام کیا گیا ہو الّا خداوند مسیح کی بابت کہ وہ صرف عورت کی نسل سے پیدا ہوئے خدا نے اپنے کلام مین گناہ کی تعریف اپنی مقدس رسولون کی معرفت یہ کردی ہے "ہر ناراستی **گناہ ہے**" ایوحنا ۵ باب ۱۷ "**گناہ عدول شرع ہے**" ایوحنا ۳ باب ۴ اگرچہ ہماری مہربان مخاطب محمدی بھائی ہماری اس تعریف کو تسلیم کرتے ہین مگر اوسکے مفہوم مین غلطی کرتے ہین اور یون ایک ایسے وہم مین پڑجاتے ہین کہ وہ توہم اونکا بجاے خود گناہ ہوجاتا ہے۔

ہم کتب مقدسہ کی سچے اور برحق ہونے پر دلائل لاکر اپنے محمدی مہربانون کو بتلا چکے کہ اونکا ماننا اونپر فرض ہے مگر وہ ہرگز اسپر توجہ نہین کرینگے اب دیکھو یہ بھی **شرع کا عدول کرنا ہے** اگر وہ گناہ کی تعریف کے مفہوم کو درست طور سے سمجھتے تو

ہرگز ایسا کہنے کو روا نہ رکھتے۔
جن چھ الوالعزم انبیا کے نام ہمنے اوپر درج کیے اُنکی نسبت اگر ہم قرآن کی رو سے
تفتیش کرین تو ہمکو معلوم ہوجائیگا کہ سوا ے ربنا المسیح کے اور کوئی بھی معصوم نہین
ہوا اب سوال پیدا ہوگا کہ ربنا المسیح کیونکر معصوم ہوگئے اِسکا جواب مختصر طور
سے قرآن ہی دے گا کہ خدا نے اُنکی پاکیزگی کا خاص طور سے انتظام کیا دیگر انبیا
کے لیے بھی بہت سے تعریفی الفاظ و بیانات قرآن مین درج ہین مگر جو مرتبہ
اور عظمت ربنا المسیح کو دی گئی ہے وہ خود قرآن پانے والے کو بھی نصیب نہین
ہوئی ربنا المسیح کی پاکیزگی کا انتظام اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ مقدسہ
مریم بتولہ کو فرشتہ پیغام رب اِن الفاظ مین پہونچاتا ہے "اے مریم اللہ
تجکو خوشی کی خبر سناتا ہے یعنے اپنے ایک حکم کی۔ اوسکا نام مسیح عیسیٰ ابن
مریم جو مرتبہ والا ہے دنیا و آخرت مین اور اپنے نزدیک والون مین"
سورۂ آلعمران رکوع ۵ اسکے بعد ذرا سورۂ نساء کے ۲۳ رکوع کو بھی ملاحظہ فرمائے
وہان ربنا المسیح کلمتہ اللہ۔ روح اللہ اور من المقربین کی شان مبارک مین
کیا لکھا ہے۔ عیسیٰ ابن مریم رسول ہے اللہ کا اور اوسکا کلام ہے
جو ڈالدیا مریم کیطرف اور وہ روح ہے اوسکے یہان کی لفظ کلمہ ٹھیک مقدس یوحنا
کے لاگاس کا مرادف ہے جسکو مقدس یوحنا یون بیان کرتے ہین ابتدا مین کلام
تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یوحنا ۱/۱ بعد اسی کلام کو جو ابتدا مین
خدا کے ساتھ تھا مجسم ہونا یون بتلاتے ہین۔ کلام مجسم ہوا" یوحنا ۱/۱۴ اسی کلام کو
خالق کونین بتلاتے ہین "سب چیزین اُس سے موجود ہوئین اور کوئی چیز
نہ تھی جو بغیر اوسکے ہوئی ہو" یوحنا ۱/۳ اسی کلام کو اپنے مین از خود زندگی
رکھنے والا بیان کرتے ہین "اوس (کلام) مین زندگی تھی۔ اور یہ زندگی
جہان کا نور ہے" یوحنا ۱/۴ اس کلام کو جسکو جہان کا نور کہا تاریکی مین چمکنے والا بتلاتے

نور تاریکی مین چمکتا تھا مگر تاریکی نے اوسے دریافت نکیا"۔ اب اس
کُل بیان کا مقابلہ سورہ نساء رکوع ۲۳ سے کرو وہان اونکو روح مُنہ کہا ہے جسکے صحیح
معنی اوسکی روح ضمیر اوس اللہ جلشانہ پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ
نے اپنی مین سے کوئی شئے جسکو کلام سے تعبیر کیا شکم مقدسہ مریم مین ڈالدیا مگر شکم مقدسہ
مریم مین آنے کے قبل وہ چیز ضرور موجود تھی اور جو کچھ ڈالا گیا اوسکو کلام کہا بس کلام
کی پیش ہستی بیان سے صاف ثابت ہے اور چونکہ کلام اور روح اللہ مین سے ہی اسلیے
ضرور ہے کہ وہ پاک اور عیب سے منزا اور مبرّا ہو قرآن نے بھی شہادت دی کہ
وہ معصوم تھے کیونکہ دیگر کُل انبیا کے اقرار دربارہ خطا و نسیان اور اونکے لیے استغفار
قرآن ہی مین موجود ہین مگر صرف ایک ربنا المسیح ہی ایسے ہین جنکے نسبت قرآن
ایک لفظ بھی ایسا نہین کہہ سکتا جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ بھی اپنی خطا و نسیان کے لیے
کبھی پشیمان ہوی۔ دیگر انبیا کے لیے تو یہان تک درج ہے کہ وہ روز قیامت کو
بھی اپنی اپنی خطاؤن کا اقرار کرینگے اور انکے لیے پشیمان ہون گے۔

اب ہم مسئلہ عصمت انبیا پر ایک مولوی صاحب کو جو کبھی ہمارے مخاطب تھے پیش کر کے
بطور مکالمہ قرآن کا بیان اس تعلیم پر سناتے ہین وھو ہذا۔

الحق۔ جناب مولوی صاحب آپ سے ایک سوال ہی۔ آپ یہ فرمائین کہ کیا قرآن مین
کوئی آیت کسی سورہ مین ایسی پائی جاتی ہے جسمین یہ بیان ہو کہ محمد صاحب بے گناہ تھے
یا کوئی ایسا دعوی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ معصوم مطلق تھے اگر ایسا کوئی
ثبوت آپ کے پاس از روی قرآن ہو تو براہ نوازش پیش کیجیے۔ اُس سورہ اور آیت کا حوالہ دیجیے۔

مولوی صاحب — جہانتک میرا علم قرآن شریف کی بابت ہی مین کہہ
سکتا ہون کہ قرآن شریف مین ایک آیت ہی ایسی نہین ہے جسمین آنحضرت صلعم کے گناہ
کا اقرار یا اونکی بیگناہی سے انکار کیا ہو۔

الحق۔ جناب مولانا آپ اپنے حافظہ پر بہت اعتبار نکرین بلکہ کچھ مہلت لین اور کم سے کم

دو چار دن مین سوچ کر جواب ارشاد فرمائین کیونکہ ہمارا گمان تو ایسا ہی کہ آپ ہمسے ہر صورت مین قرآن کے زیادہ جاننے والے ہین مگر آپکی اسوقت کے الفاظ ہمارے خیال کی پورے طور سے تردید کرتے ہین - آپ ذرا سوچ کر اور خوب غور کر کے بلکہ اگر مناسب سمجھین تو قرآن پر بالاستعیاب ایک گہری نگاہ ڈالکر اپنے جواب کو زیادہ اطمینان کے ساتھ بیان کرین -

مولوی صاحب - اصل بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیگناہی قرآن شریف مین صفائی سے تو کسی ایک آیت مین بھی بیان نہین ہوی مگر پھر بھی مختلف مقامات مین ضمناً اسکا ذکر ہوا ہے - مثلاً سورہ یٰسین رکوع (۱) مین یون لکھا ہی " اے محمد تو رسولون مین سے ہے سیدھی راہ پر" تفسیرون مین جب اسپر بیان ہوا ہے تو " سیدھی راہ " کے معنی یہ کیے ہین ایسی راہ جو خدا تک پہونچاتی ہے اور دوسری سب راہون سے جو خدا تک نہین پہونچاتی الگ کرتی ہے - پس جب کسی کی بابت یہ کہا گیا کہ وہ سیدہی راہ پر ہے تو اُسکی بابت یہی گمان کرنا واجب ہی کہ وہ بیگناہ ہی خطا و نسیان سے مُبرّا ہے ماسوا اسکے ہمارے نبی صلعم کی بیگناہی کا اشارہ قرآن کی بہت سے مقامات مین پایا جاتا ہے -

الحق جناب من بہت سے ایمان دارون کی بابتہ بھی قرآن مین بھی عبارت آئی ہے کہ " وہ سیدہی راہ پر ہین کیا آپکی دلیل سے یہ ثابت نہوگا کہ وہ سب نبی بیگناہ اور معصوم مطلق ہین ؟ پھر ذرا غور تو فرمائیے کہ کیا آپ خود اپنے آپ کو سیدہی راہ پر تصوُّر نہین کرتے تو کیا آپ بیگناہ اور معصوم مطلق نہوے کیونکہ آپ مسلمان کے گھر مین پیدا ہوئے اب اگر آپ ایسا بادہوائی دعوی کر بھی دین تو سنتا کون ہی اور کب کوئی اسکو مانے گا ؟ آپ تو روز قول سے فعل سے خیال سے ہزارون ہی گناہ کرتے ہین اور اگر نکرتے ہوتے تو نماز پڑھنے کی کیا حاجت تمام ماہ صیام مین روزہ رکھکر دن بھر پریشان ہونے سے کیا حاصل اور ذرا یہ بھی تو خیال فرمائیے کہ آپ کے نبی سے قبل کسقدر

انبیا گذرے جنکی بابت بھی یہی لکھا ہے کہ وہ سیدہی راہ پر ہین مگر اُنکے گناہون کا
بھی ذکر ہے پھر کیا آپکی دلیل سے وہ سب معصوم مطلق ہوجائینگے۔

مولوی صاحب یہ بحث ذرا اہم معلوم ہوتی ہے مین اسپر غور کرونگا انشاءاللہ جلد آپکو
جواب باصواب دونگا کہ آیندہ آپ کو اسپر کچھ بحث کرنیکا موقع نہ ملے۔ ہمارا اعتقاد تو یہی ہے
کہ اولوالعزم انبیا جو اپنی اپنی اُمت کی شفاعت کرینگے وہ سب معصوم ہین اور اِسی سے
اُنکی شفاعت قبول ہوگی۔

الحق۔ مولوی صاحب بات توحق ہے کہ ضرور واجب ہے کہ شافی خود پاک ہو ورنہ اُس کی
شفاعت ہرگز کام نہ آئیگی۔ آپ ضرور غور فرمائین اور مجکو مطلع کرین کہ آیا آپ اپنے دلکی
تسکین کیونکر کر بیٹھے کہ آپ کی شفاعت آپکے نبی سے ہوگی مین قرآن ہی کی بِنا پر آپ کو
دکھلا دینے کا وعدہ کرتا ہون کہ سوا ابن المسیح کے اور کوئی نبی معصوم نہین ہوا۔

اِسکے بعد مولوی صاحب اب کچھ وقفہ لیکر کچھ دنون کے لیے رخصت ہوے قرآن مین
بہت کچھ چھان بِنان کی کچھ دنون بعد مولوی صاحب اچانک نازل ہوئے اور ذیل کی
گفتگو ہوئی۔

مولوی صاحب۔ چند آیتین قرآن شریف کے حوالہ سے آپکے غور کرنیکو لکھ لایا ہون
جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلعم اور دیگر کل انبیاء علیہ السلام سبکے
سب معصوم اور بے خطا تھے۔

الحق۔ مولوی صاحب۔ میرے خیال مین آپ نے کسی آیت یا چند آیتون کے غلط مفہوم
سے ضرور دھوکھا کھایا ہے بہرحال آپ آیات تو ارشاد فرمائین۔ مین دیکھون تو آپنے
کیا کمال اس مین کیا۔

مولوی صاحب۔ سورۂ انعام آیت ۸۳ سے ۹۰ تک یہ ہماری دلیل ہے جو ہمنے اوسی
اوسکی قوم پر دی تھی۔ ہم جسکے چاہین درجے بلند کرین۔ اور ہمنے ابراہیم
کو واسحاق و یعقوب بخش دیا۔ سب کو ہمنے ہدایت کی اور پہلے نوح کو ہدایت

کی تھی ہم یون نیکون کو بدلہ دیتے ہین اور ذکریا و یحیی اور عیسی اور الیاس سب نیکون مین تھے اور اسمعیل والیشیع اور یونس ولوط اور سب کو ہمنے اہل جہان پر فضیلت دی ہے اور اونکے آباو اولاد اور بھائیون مین سے بعض کو ہمنے اونہین برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی۔"

دوسرا مقام یہ ہی سورہ ص آیت ۴۷ اور ہمارے پاس برگزیدہ نیکوئین مین تیسرا مقام سورۂ انبیا اور ہمنے اونھین اپنی رحمت مین داخل کیا کیونکہ وہ نیک بختون مین تھے۔

اب دیکھئے انبیا کے نام فرداً فرداً بھی ہین اور صیغہ جمع مین بھی بیان ہوے بھلا خدا اونکو اپنی رحمت مین کیونکر داخل کرتا اگر وہ نیک بختون مین نہوتے اور جب نیک بخت ہوے تو ضرور خدا کی رحمت کے لایق ہوے اور جب خدا کی رحمت کے مستحق ٹھہرے تولامحالہ پاک ومعصوم تھے۔ یہ تو آپ بھی نہین مانینے کہ خدا کے نزدیک کوئی ناپاک چیز قابل رحم الحق۔ مولوی صاحب آپکی ایسی آیتون کے پیش کرنے پر مجکو بڑی حیرت سے معلوم ہوتی ہے کہ ان آیتون کے کن الفاظ سے آپنے وہ مطلب سمجھا جسکے ثابت کرنے کی کوشش آپ کر رہی ہین حق تو یون ہے کہ آپنے بڑا سا پہاڑ کھودا تھا مگر خوبی قسمت سے ایک کھوسٹ بھی ہاتھ نہ لگا۔ اسلام کی حمایت اور بچپن کی سُنی سُنائی باتون نے آپکو مجبور کیا ہی کہ ایسی رکیک تاویلین کرین اور بے جوڑ آیتون کے معنی اپنے دلکی تسلین کی خاطر گڑھ لین۔ ہمکو آپ کی حالت پر ترس آتا ہے کہ آپکی آنکھون پر تعصب کا پردہ تو کہہ نہین سکتے مگر اسقدر ضرور کہینگے کہ پاسداری کی چلمن پڑ گئی ہے۔ اور اپنے دل وسمجھ کو بھی آپنے موٹا کر لیا ہے تاکہ آپ کوئی بات سمجھ کر اوسکے قایل نہو جائین لو فرضاً اگر آپ بنی ان آیات سے کوئی انوکھی تاویل کر کے عصمت انبیا ثابت بھی کر دین تو قرآن کے دوسری مقامات کا جو بہت ہی صریح اور صاف ہین جہان نہ تاویل کی گنجایش نہ تفسیر کی

حاجت یون پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ سب نبی گنہگار تھے بلکہ نام لے لیکر صلواتین سناتی ہین اونکا جواب آپ کیا دینگے ہم آپ کو ایسے مقامات کا بھی پتہ دینگے جہان اُنھون نے کھلے بندون اپنے اپنے گناہ کا اقرار کیا ہے۔ اب ذرا وہ مقامات بھی اختصار کے ساتھ سُن لین۔ مثلاً سورۂ اعراف آیت ۲۱ و ۲۲ "شیطان نے اُنکو (آدم وحوا کو) فریب سے پستی مین ڈالا اگر تو نہ بخشے اور ہم پر رحم نکرے تو ہم زیان کارون مین ہونگے" مولوی صاحب یہ صفی اللہ ہین ذرا انکی بات بھی مانیے اب آپ ذرا خلیل اللہ کے سخن کو گوش وہوش سے ملاحظہ فرمائین کہ وہ خود کیا کہہ رہے ہین سورۂ ابراہیم آیت ۴۲ "اے رب مجھے اور میری اولاد مین سے بہتون کو نمازی بر کھ لے ہمارے رب مری دعا قبول کر اے رب مجھے اور میری والدین کو اور سب مومنین کو جسدن حساب قائم ہو تو بخشدینا"

جناب مولانا آپنے غور فرمایا کہ خلیل اللہ کیا کہہ گئے۔ نہ معلوم آپنے کس دلیری و برتے پر اون آیتون کو پیش کر دیا جنکے مفہوم شائد آپ خود بھی نہین سمجھے یا شاید ہمکو اناڑی خیال کرکے یہ چال چلی ہو۔ اب آپ الگ الگ انبیا کے نام سُن لین اور اُنکے معروضات بھی۔

آول موسیٰ اور ہارون کی بابت سورۂ قصص آیت ۱۳ سے ۱۵ تک ذکر ہے کہ موسیٰ نے ایک مصری کو قتل کیا جسکے لیے حضرت پشیمان ہوے معافی مانگی۔ سورۂ اعراف آیت ۹۴ و ۱۵۰ تک موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کی داڑھی پکڑی سر کے بالون کو کھینچا غصہ کرکے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئین تختیان توڑ ڈالین پھر پشیمان ہوئے اپنے لیے اور اپنے بھائی کے لیے معافی مانگی۔

دوئیم داؤد سورۂ ص آیت ۲۳ و ۲۴ تک۔ اُریا کی جورو کی بابت اُنپر الزام ہی اسیکے لیے وہان لکھا ہے کہ جھک کر گرے اور توبہ کی۔

سویم۔ یونس کی بابت سورۂ صافات آیت ۱۳۹ سے ۱۴۲ تک اور سورۂ انبیاء آیت ۸۷ مین یونس کی نافرمانی کا ذکر بلکہ خدا سے بغاوت کا ذکر ہے اور انکا پکارنا کہ کوئی اللہ نہین مگر تو پاک ہے مین ظالمون مین ہو۔ اب مولانا آپ فرمائین کہ کیونکر ہم آپ کی پیش کردہ آیات مان لین کہ اون مین عصمت انبیا کا ذکر ہے جو آیات ہم پیش کرتے ہین وہ صاف اور صریح ہین آپ کی آیتون کی اگر تاویل بھی کیجاے تو بھی وہ بات ثابت نہین ہوسکتی جو آپ باور کرایا چاہتے ہین۔ فی الحال ہم اور آیات پیش نکرینگے اسیقدر آپکے لیے کافی ہے۔

مولوی صاحب۔ مگر آپ تو مغالطہ دیتے ہین ان آیتون سے یہ کب ثابت ہوا کہ ہماری نبی صلعم بھی معصوم نہ تھے۔

الحق۔ بندہ پرور آپ خود ہی مغالطہ دیتے ہین گو اوسکو ہماری ذات سے منسوب کرتے ہین آپنے بھی کوئی آیت اپنے نبی کی بابت خاص طور سے پیش نہین کی۔ کل انبیا کے زمرے مین اپنے نبی کی بھی بریت کرایا چاہتے تھے بس اگر ہم عام طور سے کل انبیا کو غیر معصوم ٹھہرا چکے تو آپ کے نبی بھی اوس مین آگئے۔

مولوی صاحب۔ اچھا صاحب ابتو مین اس مسئلہ پر خاص طور سے غور کرونگا اب دو ماہ کی تعطیل بھی ہونے والی ہے موقع خوب ملیگا انشاءاللہ قرآن شریف بمعہ احادیث مطالعہ کرکے آپ کے قرض کو ادا کردونگا۔

الحق۔ مولانا آپ دو ماہ نہین دو برس کی مہلت لین۔ بلکہ دس برس کی اگر آپ خود اپنی زندگی مین اسبات کو طے نکرسکین تو وصیت کرجائین کہ آپ کے لایق فرزند اسکا جواب عیسائیون کو دین اور یہ آپنے کیا فرمایا کہ دو ماہ مین احادیث کو بھی مطالعہ کرون حضرت گستاخی معاف دو ماہ مین تو آپ سرسری طور سے ورق گردانی بھی نہین کرسکین گے۔ بہرحال ہم دو ماہ صبر کرینگے۔ مگر ایک امر حق کا یقین آپ کو سچے دل سے دلاتے ہین کہ نہ آپ کو قرآن مین کچھ ملیگا اور نہ حدیثون مین جس سے آپ اپنے دعوی کو ثابت کرسکین۔

وی صاحب نے دو ماہ کا وعدہ تو کیا مگر اس سے بھی آنجناب کو فائدہ حاصل نہوا بہت
ورق گردانی کی قرآن خوانی کی۔ حدیثون کو اُلٹا پلٹا۔ اپنی عقل سے زیادہ مولویون
رجوع کیا مگر نتیجہ اوس سے بھی ابتر جو پہلے ہوا تھا۔ اب دو ماہ بعد بھی مولوی صاحب
نہین بولتے اکثر ملاقات کا اتفاق ہوتا ہے مگر بھول کر بھی زبانپر اس بات کو نہین لاتے۔
ر کار خود ہمنے منہ پھوڑ کر مولوی صاحب سے تقاضا کیا اُنکو اُنکا وعدہ یاد دلایا جسکا
اب بہت مختصر طور سے یون دیتے ہین۔

لوی صاحب۔ مین اس مسئلہ پر غور کرتا رہا اور کچھ اپنے یہان کی دینیات کی
ابون کا بھی غور و فکر سے مطالعہ کرتا رہا اور اب صحت کے ساتھ یہ معلوم ہوا کہ ہمارے
ہبی اصولون سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کوئی نبی جب نبوت کے عہدہ
بلایا جاتا ہے اور جب خداوند تعالے اوسکو اس ممتاز عہدہ پر مقرر کرتا ہے کہ وہ
آدم کی ہدایت اور تلقین کرے تو پھر وہ اُسکے بعد کسی گناہ کا مرتکب ہی نہین
سکتا۔ مگر ہان سہو و خطا ہونا ممکن ہے جسپر اللہ تعالی کی طرف سے ہدایت فوراً ہو جاتی
ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی اپنے عہدہ نبوت پر مقرر ہونے کے قبل کسی گناہ یا خطا کا مرتکب
ہو مگر اُس سے اُسکی نبوت مین فرق نہین آتا اور نہ معصومیت مین کچھ بٹہ لگتا ہے
ات جو آپ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین بعض آیات ایسی ہین جنسے ایسا ثابت
تا ہے کہ بعض انبیاء خطا وغیرہ کے مرتکب ہوئے اور اونھون نے توبہ و استغفار
۔ اسمین آپکا کہنا کسی قدر صحیح ہے مگر یہ اُنسے اسوقت سرزد ہوا جب وہ ہدایت کرنیکے
پر مقرر نہین ہوئی تھی پس اسطرح گناہ مین مبتلا ہونا ہمارے مذہبی اصولون کے ہرگز
لاف نہین ہے۔ اب آدم۔ نوح۔ موسیٰ۔ ابراہیم نے اگر کوئی گناہ یا خطا کی ہوا ور
اُسکا ذکر قرآن شریف مین ہوا ہو تو وہ ایسے ہی وقت کا ہوگا جبکہ وہ عہدۂ نبوت
پر مقرر نہین ہوے تھے اور ایسا گناہ ہرگز قادح معصومیت نہین ہوسکتا۔
ق۔ الحضرت یہ تو آپ اُسی وقت ہمکو سنا سکتے تھے اسکے لیے دو ماہ کی رخصت کی کیا حاجت

تھی۔ آپنے کچھ پڑھا بھی یا یون ہی ہمکو بھلانا چاہتے ہین۔

مولوی صاحب۔ جی مین سچ عرض کرتا ہون کہ مین بڑی فکر سے کتابون کا مطالع کرتا رہا بہرحال اب آپ اسکی تردید توکرین مین دیکھون تو اب کونسی پیچ ڈھیلی رہ گئی ہے جسکی وجہ سے اب بھی حضور کو مسئلہ عصمت انبیا کے قبول کرنے مین تشک باقی رہگیا ہی

الحق۔ آپ کی بڑی فکر سے کتابون کا مطالع کرنا تو مین ضرور مان چکا باقی رہا پیچ کا ڈھیلا رہنا سو حضرت عرض یہ ہی کہ اگلی چولین بھی ڈھیلی پڑگئین گستاخی معاف آپ بھی کچھ گرگٹ کا سا رنگ بدلتے ہین اول اول تو آپ کو یہ سوجھا کہ نبیون کا مسئلہ ہی رد ہو ہونے کو بیگناہی کی دلیل گردانا جب اسکا جواب آپ کو دیا گیا تو یہ نئی برہان ودماہ مین گڑھ لی کہ قبل عہدہ نبوت گناہ ہوا ہو تو قادح عصمت نہین اگر مابعد کوئی ہوا تو سہو سے تعبیر کر دیا اب جب آپ ایسا دعوی کرتے ہین تو اسوقت آپ بہت سی آیتین بلکہ یون کہیے کہ سیپارے کے سیپارے قرآن کی غلط تاویل کرتے ہین لیجیے آپ گناہ گن چلیے خاصکر اُن ہی نبیون کے جنکے نام آپنے لیے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ سب گناہ کبیرہ ہین نہ کہ سہو یا محض خطا۔ اور ہم یہ بھی ثابت کیے دیتے ہین کہ یہ سب گناہ کبیرہ ان نبیون نے اسوقت کیے جبکہ نبوت کے عہدہ پر مقرر ہو چکے تھے۔ تا کہ آپ نہ تو خود بہکین اور نہ دوسرون کو بہکائین۔

۱) آدم صفی اللہ۔ سورہ اعراف آیت ۱۹۰ و ۱۹۱ پہر جب اُسنے اُنھین نیک فرزند بخشا تو دونون نے اس دیے ہوے مین اللہ کے لیے شریک ٹھہرایا۔ کیا اُنکو شریک ٹہراتی ہو جو پیدا نہین کرسکتے اور آپ مخلوق ہین اور وہ نہ اُنکی مدد کرسکتے اور نہ اپنی مدد کرسکتے۔" اب جناب مولانا ذرا غور فرمائیے کہ یہان پر خود قرآن مین آدم کی بُت پرستی کا ذکر ہے بھلا فرمائیے تو کہ بُت پرستی سے بڑھ کر اور کونسا گناہ خدا تعالے کی نگاہ مین زیادہ ہوسکتا ہے بجائے خدا کے کسی دوسرے کو خدا ماننا اُسکو خدا کا شریک ٹھہرانا ہرگز صغیرہ گناہ۔ یا خطا یا جسکو آپ لوگ کبھی ترک اولی کہتے ہین یہ تو نہین ہوسکتا پہر

یہ بھی غور فرمائیے کہ یہ گناہ آدم نے اُسوقت کیا جب وہ جنت سے نکالا گیا تھا اور اُسوقت
کیا جب وہ زمین پر خلیفہ اور نبی بناکر بھیجا گیا تھا اب آپکا دعوی کوئی کیونکر مان لے۔

۲) موسیٰ کلیم اللہ۔ سورۂ قصص آیت ۱۳ " جب وہ جوان اور مضبوط ہوا ہمنے اُسے
حکم اور علم دیا" آیت ۱۵ " اے رب مینے اپنی جان پر ستم کر ڈالا" اس آیت سے مراد ہی
کہ مینے مصری کا خون کر ڈالا یہ خون موسیٰ نے نبی ہونے کے بعد کیا یہان بھی آپ
اپنے دعوی کو دیکھین کہ وہ کسقدر رحق درست ہی۔ پھر سورۂ اعراف آیت ۱۴۹ " موسیٰ
نے غصہ مین اپنے بھائی ہارون کو سر کے بالون سے پکڑا اور اُسکو گھسیٹا۔ بھلا کیون
موسیٰ نے ہارون کو پٹے پکڑ کر گھسیٹا اسلیے کہ اُسنے اُسکی غیر حاضری مین بنی اسرائیل
مین بُت پرستی کا سامان پھیلایا اور یہ کب کیا جب وہ نبی ہو چکا تھا بلکہ اُسوقت جب حضرت
موسیٰ کا جانشین ہوکر نبوت کا کام کر رہا تھا کیونکہ اسی سورہ کی آیت ۱۴۸ مین یون وارد
ہوا ہے کہ موسیٰ کوہ طور پر جاتے وقت اپنے بھائی ہارون کو ہدایت کر گیا تھا کہ " تو
قوم مین میرا خلیفہ رہیو اور درستی رکھیو اور مفسدونکی راہ پر نہ چلیو" جناب مولوی صاحب
اب آپ کیونکر اپنی دلیل کی تاویل قرآن کے فرمان کے مخالف کرنے کی جرات کرسکتے ہین

۴) داؤد جنکو زبور ملا۔ سورۂ خاص آیت ۲۳ مین آپکو خوب معلوم ہے کہ اُریا کی
جورو کے چھیننے کا ذکر ہے اُریا کا قتل کرانا ثابت ہے۔ اسکا ذکر مین پہلے سے کر چکا ہون
بھلا غور تو فرمائیے کہ کیا زنا کرنا کوئی معمولی گناہ ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو پھر باقی
اور گناہ کون سے رہ گئے؟ یہ گناہ داؤد نے نبی ہونے کے بعد کیا بلکہ اُسوقت کہ
کہ اُسکو زبور کا ایک بہت بڑا حصہ مل چکا تھا۔

۵) ابراہیم خلیل اللہ۔ سورۂ ابراہیم آیت ۴۲۔ حالانکہ مین قبل دو ماہ ان سب آیتون کو
جناب کے گوش گزار کر چکا ہون مگر پھر یاد دلاتا ہون۔ یہان یون ذکر ہے " ای رب
مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنین کو جسدن حساب قائم ہو تو بخشدینا" شاید
آپکو اسجگہ یہ اعتراض سوجھے کہ اس آیت مین تو حضرت ابراہیم کے کسی خاص گناہ کا ذکر

نہین ہی۔ وہ تو صرف اپنے رب سے ایک عام دعا مانگتے ہین اور یہ ہر ایماندار کا فرض ہی کہ اپنے رب سے مغفرت مانگے۔ مگر مین آپ کو پہلے ہی سے یاد دلاتا ہون کہ قرآن کی اسی آیت کے حوالہ سے مشکوٰۃ مین درج ہی کہ ابراہیم نے ۳ گناہ جھوٹ بولنے کے کئی اور انہین کو وہ روز قیامت یاد کرینگے۔ اور یہ بھی ثابت ہی کہ ابراہیم نے یہ گناہ اُسوقت کیے جبکہ ایک مُدت انکو نبی مقرر ہوے ہو چلی تھی۔

۶) یونس۔ سورہ صافات آیت ۱۳۹ سے۔ ۱۴۲ تک "یونس بیشک رسولونمین ہے جب اُس بھری کشتی کیطرف بھاگا۔ پھر قرعہ ڈلوایا پھر ڈھکیلے ہوؤنمین ہوگیا پھر اُسے مچھلی نے لقمہ کرلیا اور ملامتی ہوا۔" دیکھیے اللہ خود فرماتے ہین کہ وہ ملامتی ہوا اُسکے بعد سورہ انبیا آیت ۸۷ مین یون لکھا ہے "اور مچھلی والا یونس جب غصہ کر کے چلا گیا سمجھا کہ ہم اُسے پکڑ نہ سکینگے پھر تاریکیون مین پکارا کہ کوئی اللہ نہین مگر تو پاک ہی مین ظالمون مین ہون" مولوی صاحب یونس خود اپنے کو ظالمونمین تبلا رہے ہین آپ ناحق کو انکی حمایت کر رہے ہین حق یہ ہی کہ مدعی سست گواہ چست کو آپ خوب بنا ہنا جانتے ہین۔

مولوی صاحب۔ مگر آپ تو کچھ مغالطہ سا دیتے ہین یہ اسقدر الوالعزم انبیا کے نام جو آپنے لیے اِس سے آپکی مطلب برآری نہین ہوتی آپ کو تو چاہیے تھا کہ کسی آیت خاص سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم عصمت ثابت کرتے۔ اِن دلیلون سے جو جناب نے بیان فرمائی ہین یہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر صاحب بھی عاصی خاطی تھے۔

الحق۔ جناب مولانا ہم اِسبات کا جواب آپ کو دو ماہ قبل دے چکے آپ بھول گئے اسوقت پھر یاد دلاتے ہین ہم اپنی طرف سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کرنا مناسب نہین سمجھتے کیونکہ ایسی باتون سے دلون مین رنج پیدا ہوتا ہے۔ ماسوا اسکے آپ اپنی دلیلون سے جو صرف عام طور پر کُل انبیا کی بابت آپنے پیش کین اُنھین کی بنا پر اپنے نبی کی عصمت کے لیے بھی مدعی ہوئے تھے پس اگر ہمنے آپ کی دلائل کو دیگر انبیا کے بارے مین توڑ ڈالا تو پھر

کسی کی عصمت ثابت نہوئی۔ آنجناب نے بھی کوئی خاص آیت اپنے نبی کے بابت خاص طور سے پیش نہین کی تھی لہذا ہمنے بھی مناسب نجانا کہ ہم اپنی طرف سے اس معاملہ مین پیشدستی کرین

مولوی صاحب تو کیا اب آپ بحث کا خاتمہ کیا چاہتے ہین یسنے تو آپ کو تسکین بخش جواب دیا مگر آپ اپنی ضد اور تعصب سے کچھ قبول نہین کرتے۔ اور کیون کرنے لگے اپنی اپنی بات کی ہر شخص پچ کیا ہی کرتا ہے۔

الحق۔ جناب مولانا صاحب یہ کہنا اور ایسا خیال کرنا آپکی شان کے خلاف ہے۔ اول تو خود جناب ہی تعصب و ضد کی دلدل مین دھنسے ہوئے ہین ہمکو بھی آپ اوسمین لیجانا چاہتے ہین اور ہم کوشش کر رہے ہین کہ آپ کو اوسمین سے باہر نکالین مگر آپ تو الٹی کرتے ہین جب آپ اپنی دلائل کو پیش فرماتے ہین تو بہت سا حصہ قرآن کا بھلا دیتے ہین اور بہت کچھ اپنی طرف سے اوسمین اضافہ کرکے دکھلاتے ہین جب یہ حال ہے تو گویا بحث کا خاتمہ آپ اسطرح کرنا چاہتے ہین بلکہ گستاخی معاف اپنا پنڈ چھڑایا چاہتے ہین۔

مولوی صاحب اچھا صاحب اب آپ یہ تو فرمائین کہ آپ ہمارے نبی کو دیگر انبیاء ہی کی برابر جانتے ہین یا کم و زیادہ مین سمجھون تو آپ کو انسے کیا خلش ہے اور کیون؟ قرآن تو آپنے خوب ہی پڑھا ہے۔ آپ تو شریف مکہ سے ٹکر لڑنیکو تیار ہوجاتے ہین۔

الحق۔ جناب مولانا ہمکو آپ کے نبی سے بھلا کیون خلش ہونے لگی وہ تو ہمارے بزرگ تھے ہم بھی اُنھین کی ذریات مین سے ہین۔ دیگر انبیاء کے ساتھ خواہ کچھ مناسبت اُنکو ہو یا نہو یہ بات اسوقت زیر بحث نہین ہے صرف مسئلہ معصومیت کا بحث طلب ہے ہم قرآن ہی سے آپکے نبی کی بابت کہلوائے دیتے ہین کہ وہ ہرگز معصوم نہ تھے آپ سُنئیے۔

۱) سورہ نجم آیت ۵۶ "محمد ایک ڈرانیوالا ہے پہلے ڈرانے والونکی مانند"

۲) سورہ آلعمران آیت ۱۳۸ "محمد اور کچھ نہین صرف ایک رسول اور تجھسے پہلے اور بہت رسول گذرے" یہ تو رتبہ اور مرتبہ قرآن آپ کے نبی کا بتلاتا ہے۔ اب انکی معصومیت کی بات یہ کہتا ہے۔

۱) سورۂ مومن آیت ۵۷ " اے محمد تو ثابت قدم رہ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ "

۲) سورۂ محمد آیت ۲۱ " اے محمد اپنے گناہوں کی مغفرت مانگ "

۳) سورۂ نصر آیت ۳ " سو تو اپنے رب سے مغفرت مانگ وہ بڑا مہربان ہے "

۴) سورۂ فتح آیت ۱ و ۲ " ہمنے تیرے لیے صاف صریح فیصلہ کر دیا تا کہ اللہ تیرا اگلا اور پچھلا گناہ بخشے "

۵) سورۂ احزاب آیت ۳۷ " اے محمد خدا سے ڈر تو اپنے دل مین اس بات کو چھپاتا تھا اور تو آدمیون سے ڈرتا تھا حالانکہ تجھے اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے تھا "

۶) سورۂ نسار آیت ۱۰۶ تو خیانتون کا حامی نہو اور خدا سے مغفرت مانگ اللہ بخشندہ مہربان ہے

جناب مولانا صاحب - یہ چند آیتین ہمنے اب قرآن سے پیش کر دین جن سے کوئی مسلمان انکار نہین کر سکتا کہ قرآن مین نہین ہین اس مین محمد صاحب کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے گناہونکی معافی مانگ اب آپ بتلائیے کہ انہین تاویل کی کہین گنجایش ہے -

مولوی صاحب - اس قسم کی آیتونکے یہ معنی ہرگز نہین ہین جو آپنے گڑھے ہین آپ کو تو توا مین بھی عیب ہی نظر آتا ہے - انکے معنی یہ ہین کہ اپنے مریدون کو ایسا کہنا سکھلا - ان کو توبہ کرنا بتلا - واللہ آپکو بھی دور کی سوجھتی ہے -

الحق - اجی مولوی صاحب اب آپ غضب ڈہانے لگے بھلا آپسا عالم جلیل کیونکر ایسے لیک تاویل کرنے کی جرات کرتا ہے - کہ اسکے معنی یہ ہین کہ اپنے مریدون کو ایسا کہکر سکھلا وکہ وہ اپنے گناہونکی معافی مانگین بھلا فرمائیے تو کن الفاظ سے ایسے معنی نکلتے ہین - یہ آپ نئی اوپچ کی کیونکر لیتے ہین بھلا انصاف تو کیجیے کہ دور کی آپکو سوجھتی ہے یا ہمکو آپ صریح قرآن کے خلاف بول رہے ہین - اب مین آپ کو دوبارہ قرآن ہی سے قائل کیے دیتا ہون تا کہ آپ آیندہ ایسا کہنے کی جرارت نکرین -

۱) جب آدم نے خدا کا حکم توڑ ڈالا اور کہا اے رب ہمنے اپنی جانون پر ستم کر ڈالا اور اگر تو ہمکو نہ بخشے اور ہمپر رحم نہ کرے تو یقیناً ہلاک ہونے والون مین ہونگے " (سورۂ اعراف ۲۲) کیا اس سے صاف نہین ثابت ہوتا ہے کہ آدم نے اپنا اور اپنی جورو حوا کے

گناہون کی معافی مانگی - اب اگر آپ کا کہنا درست ہو تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ آدم لوگونکو یہ کہنا سکھلاتا تھا اور ہدایت کرتا تھا کہ اپنی اپنی گناہونگی معافی یہ کہکر مانگین -

مولوی صاحب - اور کیا بیشک یہی معنی درست ہین -

الحق - جناب من ابتو آپ کچھ بیہوشی کی ہانکتے ہین بھلا جسوقت آدم یہ کہہ رہا ہی اُسوقت سوا اسکی جورو کے اور کون تھا کیا درختون کو مخاطب کرکے یہ کہلوا رہا تھا؟

مولوی صاحب اجی ہوش کی دوا کیجیے حوا کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے آپ مغالطہ دیتے ہین بس بھلا ا معلوم ہوتے ہین -

الحق خیر صاحب مغالطہ دینا کسی کو کہتے ہین تو آپ اس مین جیسے چاہے کرین بھلا اگر حوا نے ہی گناہ کیا تھا تو پہر جمع کا صیغہ کیون استعمال ہوا -

مولوی صاحب - اجی جناب ذو علوم ہوگیا آپ ضد مین ہٹ کرنا آپکا شیوہ ہے اگر جمع کا صیغہ آیا تو کیا قباحت ہوئی اسمین کوئی بھید ہوگا -

الحق - جناب مولوی صاحب قبلہ آپ کے ولی ہونے مین تھوڑی ہی سی کسر باقی ہے خیر اب مین پھر آپکو قرآن کی مار دیتا ہون اور نبیون کے نام لیکر بتلا دیتا ہون کہ انھون نے گناہ کیئے اور اسکے لیے پشیمان ہوئے توبہ اور استغفار کیا - خدا نے بخش بھی دیا اور ملاحظہ موسیٰ نے جب خون کیا اور کہا " اے رب بیشک مینے اپنی جان پر ستم کر ڈالا پس مجکو بخش دے اور خدا نے بخش ہی دیا " اب کیا اس سے یہی ثابت نہین ہوتا کہ موسیٰ نے اپنے ہی گناہ کی مغفرت مانگی اور اُسی کو معافی بھی ملی - اب آپ ابراہیم کی بابت ملاحظہ فرمائیے " اے رب مجھے اور میرے والدین کو اور کل مومنین کو روز قیامت بخشدینا "

مولانا ذرا تو غور کرو کہ ان لفظون کے کیا معنی ہین اور ساتھ ہی ساتھ انکے معنی تفاسیر مین بھی دیکھین - نوح نے جب کہا کہ اے رب مین تجھسے منت کرتا ہون کہ اگر تو مجکو معاف نکرے اور مجھپر مہربان نہو تو مین ضرور ہلاک ہونے والون مین ہونگا " سورہ ہود آیت ۴۷) مفسرین کہتے ہین کہ نوح نے اپنے بیٹے کنعان کے لیے بھی دعا کی تھی مگر وہ قبول نہین ہوئی - حضرت داؤد کا ذکر تو اوپر ہو چکا مگر یہان اس قدر اور بتلائے دیتا ہون کہ سورہ ص آیت ۲۴ مین لکھا ہے کہ جب داؤد کو اوریا کے قتل اور

اُسکی جورو چھیننے کے لیے ملامت کی گئی اُسنے جب جھک کر توبہ کی ہمنے اُسکو بخش دیا
اِسی سورہ مین یہ بھی لکھا ہے کہ خدانے داؤد کو تنبیہ کی کہ تو اپنی خواہشونپر آگے مت چلنا
ورنہ یہ تیری بربادی کا باعث ہونگے۔ مفسرین نے بھی داؤد کو زنا کا ملزم ٹھہرایا۔ آپ
نہ مفسرین کی سنتے ہین اور نہ خود قرآن کی اسپر دعویٰ یہ ہے کہ مینے اپنے یہان کی کُتب
دینیات کو بغور مطالعہ کیا۔ یونس کا ذکر بھی مین کر چکا اُنکے لیے بھی سورہ انبیا کی ۸۸ آیت
مین لکھا ہے "اور ہمنے اُسکو بخشدیا اور اوسکو اُسکی تکلیف سے رہائی دی"
جناب مولانا اب آپ اِس کُل بیان پر غور کرین اور جو رائے صاحب آپکو معلوم ہو وہ اپنی
دلمین قائم کرین قرآن کا منشا تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ اور
یونس وغیرہ سب ہی گنہگار تھے۔ آپ ذرا ہوش کرکے اور قرآن کے بیان کو سمجھکر کوئی
رائے قایم کرین ایسا نہو کہ آپ قرآن کی رو سے خود ہی گنہگار بنجائین۔ اب یہ ارشاد فرمائین
کہ کیونکر ایسا ہوسکتا ہے کہ جسکو اللہ تعالے مخاطب کرکے گناہ کی معافی کی ہدایت کرے
وہی تو اس سے الگ ہوجائے اور باقی لوگ جنکو اللہ مخاطب بھی نہین کرتا اُنکی بابتہ
یہ گمان کرلیا جائے کہ اُنکو گناہ کی مغفرت کے لیے کہا گیا ہے۔ ہمنے جو اوپر چھ آیتین
محمد صاحب کی بابتہ پیش کین آپ اُنپر غور فرمائین۔ وہان صاف صاف محمد صاحب
خاص طور سے مخاطب کیے گئے کہ وہ اپنے گناہونکی معافی مانگین۔ اچھا آئیے ہم
اُنپر بھی الگ الگ غور کرین۔

۱) سورہ محمد مین خود محمد صاحب اور دیگر لوگ الگ الگ مخاطب ہین۔ کہ محمد صاحب
اپنی اور ایماندارون کی معافی مانگین یہان کوئی حجت ہی نہین ہوسکتی۔

۲) سورہ نسا مین ہے۔ "خیانتونکا ساتھی نہو بلکہ اپنے گناہونکی معافی مانگ" اِس
آیتہ کی تفسیر مین جلال الدین۔ اور یحییٰ وغیرہ مفسرین کہتے ہین کہ اُسوقت نازل ہوئی
جب محمد صاحب ایک یہودی پر ناحق کو سزا کا فتویٰ دینے والے تھے کیونکہ اصل
مین طعمہ ابن ابیرق۔ نے ایک چوغہ چرایا تھا مگر محمد صاحب کو اُسکی رعایت منظور تھی اُسکی

عوض ایک بے گناہ یہودی کو سزا دینے چاہتے تھے۔ دیکھو کتنا بڑا گناہ ہے۔ تب بھی تو کہا کہ خیانتون کا ساتھی مت ہو"۔ اسی کے لیے توبہ او استغفار کرایا گیا۔

(۳) سورہ احزاب مین جو آیت ہی اُسکی بابتہ اسلامی مفسرین کی رائے ہی کہ اسمین عشق زینب کا دل مین چھپانا اور اوپری دل سے اصرار کرنا کہ طلاق مت دے۔ مگر خاطر انور آنجناب کی چاہتی تھی کہ زینب سے نکاح کرین کیونکہ "حسن اُسکا جناب کو خوش آیا تھا"۔

(۴) سورہ فتح مین لکھا ہے "ہمنے تیرے لیے صاف وصریح فیصلہ کر دیا یعنی تجکو فتح دی تیرا گناہ اگلا اور پچھلا بخشدیا"۔ یہ فتح جسکا ذکر اس سورہ مین ہی فتح مکہ ہے کہ خدا نے محمد صاحب کو مکہ کا قبضہ مشرکین سے دلوایا۔ اب اگر مکہ محمد صاحب فتح کرتے ہین تو گناہ بھی اُنکے بخشے گئے۔ مفسرین مثل جلال الدین۔ زمخشری۔ بیضاوی۔ یحیی وغیرہ اگلا اور پچھلا گناہ کی بابتہ متفق ہو کر یہ کہتے ہین کہ اگلے گناہ یعنی پہلے جو سرزد ہوے وہ ماریہ قبطیہ والا معاملہ ہے اور پچھلے یعنی مابعد کے گناہ سے مراد اخفای عشق زینب ہے۔ دیکھے مشکوۃ المصابیح مین بھی اسکا ذکر ہے کہ روز قیامت کو لوگ ہر نبی سے شفاعت کرانے کی عرض کرینگے اور وہ سب متفق ہو کر کہینگے کہ تم سب محمد کے پاس جاو خدا نے اُسکے اگلے اور پچھلے گناہ بھی بخشدئے ہین"۔ جس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ باقی انبیا کے کچھ نہ کچھ گناہ ضرور باقی رہجاینگے جنکی وجہ سے وہ شفاعت کرانے سے محروم ہونگے مولوی صاحب۔ تو پہر حضرت عیسی بھی یہی کہینگے یہ سچ ہے جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے الحق۔ آپ ایسے طیش مین آکر اپنے آپے سے باہر نہو جاے ابھی حضرت عیسی کی بحث نہین ہے صرف آپکے نبی کو قرآن کی رو سے سر سے پاتک دیکھنا ہے۔ ہم وعدہ کر چکے ہین کہ قرآن کی بنا پر ربنا المسیح کو معصوم ثابت کرینگے آپ ذرا اپنے نبی کو پہلے ہمارے وار سے بچالین تب ربنا المسیح کیطرف رجوع ہون بھلا غور تو فرمائیے کہ اگر ربنا المسیح کسی طرح آپکے کہنے سے غیر معصوم ٹھہر گئے تو پھر عصمت انبیا کے مسئلہ کا ایوان ہی نگر جائیگا۔ آپ کو تو واجب ہے کہ کسی نبی کو بھی غیر معصوم نہ مانین۔ مگر اب معلوم ہوا کہ ہماری تقریر نے

آپکی بودی دلیلون کی حقیقت آپ پر روشن کردی ؟
جناب مولانا اب توہم قرآن پر پورے طور سے بحث کر چکے اب آپ کو دم مارنے کی گنجایش نہین کہ ہمنے آپکی کسیطرح حق تلفی کی ہو ہمنے پورا موقع آپکو دیا کہ آپ اپنا حوصلہ نکال لین ہر امر مین ہم قرآن ہی کو شاہد لائے جو شخص نظر انصاف سے ہماری اور آپکی تقریر کو پڑھیگا وہ ضرور کہیگا کہ میدان الحق کے ہاتھ رہا اگر آپ مین کچھ ہمت ہو تو حدیثون پر بھی کچھ زور آزمائی کرلین شاید کوئی حدیث آپکے مفید مطلب نکل آئے اور سعدی کا قول درست ثابت ہو ع ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست - ہان ہمکو معلوم ہے کہ اسلام کی بنیاد قرآن و حدیث دونون ہی قرار دیجاتی ہے گو محمد صاحب نے اپنی اُمت کے لیے صرف قرآن ہی کو کافی سمجھکر اسکی طرف رجوع کرنیکی ہدایت کی ہے - مگر جمہور مناظرین اسلام قرآن کے علاوہ حدیثون سے بھی سند پکڑتے ہین آجکل کے تعلیم یافتہ گروہ اہل اسلام نے ایک اچھا طرز اختیار کرلیا ہے کہ جہان کوئی ایسی حدیث دیکھی جس سے محمدیون کی کور دبتی ہو فوراً بے اعتباری ظاہر کردی کہدیا کہ ضعیف ہے مجروح ہے اسکا راوی اعتبار کے لایق نہین یہ متواتر نہین ہے وغیرہ وغیرہ -
مولوی صاحب - اب آپ اِن حدیثون کے جھگڑے کو جو طول امل سے بھی کہین زیادہ ہے لیکر نہ بیٹھین فی الحال جناب اپنے دعوی کو کہ صرف جناب مسیح ہی قرآن شریف کی روسے معصوم ہین اور باقی دیگر کل انبیا نعوذ باللہ غیر معصوم ہین بیان کرین مین دیکھون تو کہ آپ کیونکر اپنے اس دعوی بلا دلیل کے ثابت کرنے مین کامیاب ہوتے ہین جناب من ہمارے نزدیک کل انبیا غیر معصوم ہین جناب مسیح کی کوئی خصوصیت نہین ہے مین بھی اُن آیتون کی جنکو حضور جناب مسیح کی معصومیت کی بابتہ پیش کرینگے ویسی ہی تاویل کر دونگا جیسی آپنے دیگر انبیا کے بارے مین کی ہے - مگر اس سے آپ یہ خیال نکرین کہ میرا اعتقاد بھی یہی ہے کہ جو اِن تاویلون سے مستنبط ہوگا نعوذ باللہ کوئی مسلمان کیونکر کہہ سکتا ہی کہ جناب عیسی کلمۃ اللہ روح منہ ایسے تھے صرف آپ کو جواب دینا ہے اور بس اب آپ پس وپیش نکرین اور حدیثون کا طول امل والا جھگڑا لیکر نہ بیٹھین ورنہ خیال کیا جائیگا کہ آپ کا دعوی ہی دعوی تھا

اور اوسکے ثابت کرنیسے آپ عاجز اگر یہ ٹال مٹولا کر رہے ہین۔

الحق۔ پھر اگر آپ ربنا المسیح من المقربین کلمۃ اللہ روح منہ ابن مریم کی بابت کوئی تاویل نکرسکے اور ہماری پیش کردہ آیات کے اور کوئی معنی نکرسکے تو پھر اوسوقت اگر آپ حدیثون کی طرح رجوع کرینگے تو مین ہرگز انپر بحث نکرونگا۔

کیونکہ مین اِس بحث کو طول دینا مناسب نہین سمجھتا اور اگر ہماری پیش کردہ آیات کے اور کوئی معنی پیدا نہوئے تو یہ بات فیصلہ پاجائیگی کہ سواے ربنا المسیح کے اور دیگر کل انبیا خواہ ادم ہین صفی اللہ ہون۔ خلیل ہون۔ کلیم اللہ ہون۔ یا رسول اللہ کیسے باشد سب کے سب عاصی وخاطی ہین۔ آپ کان کھولکر سُن لین۔

مولوی صاحب منظور۔ جناب منظور۔ اب آپ آیات شروع کرین مجکو آپ کے اِس دعوی بے بُنیاد پر ہنسی آتی ہے اچھا ذرا آپ بیان تو کر چلین۔

الحق۔ اے ہمارے معزز مولانا آپ ذرا گوش بہوش سے ہماری طرف متوجہ ہون اور قرآن کا فتوی سُننے کے قبل چند باتین بغور سنین۔ آپکو یاد ہوگا کہ ہم اس بحث کے شروع ہونے کے قبل کہہ چکے کہ بنی آدم مین جو گروہ انبیا کا ہوا اونین کوئی بھی معصوم نہین جتنے آدم کی صلب سے ہین خواہ نبی یا غیر نبی سب کے سب گنہگار تھے اور ہین صرف ربنا المسیح ہی آدم کی صلب سے نہین بلکہ روح اللہ ابن مریم ہمکو معصوم نظر آتے ہین قرآن بھی اُنکی اس صفت کا مدعی ہے ہمنے یہ بھی کہا تھا کہ اگر خدا کسی کے لیے ایسا انتظام کرتا تو ضرور ممکن تھا کہ وہ شخص معصوم ہوتا۔ مگر ہمکو کسی شخص کی بابت ایسا معلوم نہین ہوا سواے ربنا المسیح کے ہان یحیی اصطباغی کی بابت بھی قرآن کہتا ہے کہ وہ عورتون سے پرہیز کرنے والا ہوگا" یعنے حصور ہوگا ابھی ہم بائیبل شریف کو شاہد نہین لاتے اس عدیم النظیر ہستی کی شان مبارک مین صرف قرآن ہی کے بنا پر ہم آپ سے مخاطب ہین محمد صاحب کے زمانہ مین خداوند مسیح کے مُرید ہر طرف پھیلے ہوے تھی عرب مین بھی کثرت سے تھی سب کے سب اُسکی معصومیت کے قابل تھے گو بعض بدعتی فرقے اُسکی الوہیت کے منکر تو تھے مگر انکو بھی

جرأت نہوئی کہ اس پاک ومبارک ہستی کی قدوسیت کی بابتہ ایک حرف بھی اپنی زبان سے اُسکے خلاف نکال سکین۔ اُسکی قدوسیت ہی ایک ایسی چیز تھی جو اونکو مجبور کرتی تھی کہ اپنے کو عیسائی کہین ورنہ وہ ہرگز اپنے آپ کو اُسکا شاگرد نہ کہتے اور آجتک بھی وہی دیکھ رہے ہین اب جب محمد صاحب کا زمانہ آیا تو اوہنون نے بھی اُنھین خیالات مین نشوونما پایا۔ قرآن مین اوسکی معجزانہ پیدایش کا ذکر کیا اوسکے معجزونکا ذکر کیا اُسکو روح اللہ۔ کلمتہ اللہ مین المقربین کہا۔ دنیا و آخرت مین مرتبہ والا بتلایا۔ قیامت کا جھنڈا خطاب دیا۔ اور ایک سچی تاریخی حقیقت کا انکار کرکے اُنکا مرتبہ بڑہایا یعنے یہ کہ وہ ہرگز مصلوب نہین ہوے بلکہ زندہ آسمان پر اوٹھائے گئے۔ اُسکی موت سے انکار کرنا گویا اوسکے مرتبہ کو بڑہانا تھا کیونکہ انہون نے دیکھا کہ ایسی عظیم الشان ہستی بھلا کیونکر مرسکتی ہے لہذا کہدیا کہ وہ زندہ آسمان کو اوٹھائے گئے اور قیامت کے روز پھر نازل ہونگے۔ اگرچہ قرآن مین ایسا ہی پایا جاتا ہو کہ وہ ضرور مرگئے آخر کار زندہ ہوکر آسمانکو گئے چونکہ کفارہ کی حقیقت سے ناواقف تھے کسی حالت مین محمد صاحب نے اسبات پر زیادہ زور دیا کہ وہ ہرگز نہین۔ قرآن اونکو موروثی گناہ سے بھی پاک ثابت کیا کیونکہ اونکی والدہ کو ماں کے پیٹ ہی سے خدا کی نگاہ مین مقبول و برگزیدہ ٹھیرایا۔ اب ہم آپ کو قرآن کا بیان سناتے ہین آپ بغور ملاحظہ فرمایئے سورہ آلعمران۔ آیت ۳۱ و ۳۲ جب عمران کی عورت نے کہا تھا کہ اے رب جو کچھ میرے پیٹ مین ہے خالص آزاد مینے تیری نذر کیا ہے تو میری طرف سے قبول کر تو سنتا جانتا ہی جب وہ لڑکی جنی تب بولی اے رب مینے تو لڑکی جنی اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جنی اور بیٹا ایسا نہین ہوسکتا جیسے وہ بیٹی تھی اور مینے اوسکا نام مریم رکھا اور مین اوسکو معہ اُسکی اولاد کے شیطان مردود سے پناہ مین دیتی ہون پھر اُسکے رب نے اوسے اچھے طرح سے قبول کیا اور اچھی طرح بڑہایا اور مریم کا کفیل خدا نے ذکریا کو بنایا جب کبھی مریم کے پاس ذکریا آیا کرتا تھا تو اوسکے پاس کچھ کھانا رکھا ہوا پاتا تھا ذکریا نے کہا کہ اے مریم یہ کھانا کہان سے تیرے پاس آتا ہے وہ بولی اللہ کے

پاس سے آیا کرتا ہے" اب جناب مولانا غور فرمائیے کہ خداوند مسیح کی جوان ہونے والی ہین اور ابھی اپنے مان کے رحم ہی مین ہین کہ نا خدا کی نذر کی جاتی ہین - شیطان مردود سے پیدا ہونے کے قبل ہی پناہ مین دیجاتی ہین خدا اونکو اچھی طرح سے قبول کرتا ہے اور اچھی طرح سے بڑھاتا ہے مقدسہ مریم بتولہ کی اولاد کے لیے دُعا کیجاتی ہے کہ وہ شیطان مردود سے پناہ مین رہے مقدسہ مریم بتولہ کی خوراک فرشتہ بہشت سے لاتا ہے خدا کے گھر کا ہن کر انکی کفالت پر مقرر کیا جاتا خدا کے گھر مین رہتی ہین - لوگ اُنپر شہادت دیتے ہین کہ تیرا باپ اور تیری مان بدکار نہ تھے اور تو بھی بدکار نہین مریم مقدسہ کی پاکیزگی کہ لوگ اسقدر گرویدہ تھے کہ ہر شخص اُنکا کفیل بننا چاہتا تھا مگر کفالت زکریا بزرگ کے حصہ مین آئی - اب دیکھو فرشتہ مقدسہ بتولہ کو کیونکر مخاطب کرتا ہے" اے مریم اللہ نے تجھے پسند کیا - اور پاک رکھا اور سارے جہان کی عورتون پر تجھے برگزیدہ کیا - آل عمران ۴۲ آیت - دیکھو خداوند مسیح کی قدوسیت تو الگ خود اُنکی والدہ کو فرشتہ فرماتا ہے کہ اللہ نے تجھے پاک رکھا" کہو اُنکا مرتبہ کتنا بڑا ہوا ؟ خود قرآن کہتا ہے کہ سارے جہان کی عورتون پر تجھے برگزیدہ کیا اب کہو کہ اونکے پیٹ کا پہل کیون پاک نہو - ادنی کلیسا کے مقابلہ مین کوئی محمدی قرآن کی تعلیم کی مطابق منہ نہین کھول سکتا جب اُس کلیسا کے مناظرین مقدسہ مریم کی بیگناہی کے دعوی دار محمدی علماء کے سامنے ہون - اب ہم ذرا دیکھین کہ خداوند مسیح کے بارہ مین فرشتہ کیا کہتا ہے"

سورۂ مریم آیت ۱۹ مین تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخش جاؤن" دیکھئے لڑکا ابھی وجود مین نہین آیا اسکے قبل ہی پاکیزہ ہے اب کہو مورثی گناہ کو گنجایش کہان لڑکا مان کے پیٹ مین آنے کے قبل ہی پاکیزہ والدہ لڑکے کی پیدایش ہی سے خدا کی نظر مین برگزیدہ - اب اس لڑکے کے بارے مین فرشتہ کہتا ہے"

سورۂ مریم - آیت ۲۱ " اُس لڑکے کو آدمیون کے لیے معجزہ اور رحمت بنائین" مولوی صاحب

یہان لفظ رحمت پر غور فرمائین جسکو آدمیون کے لیے بنایا جاتا ہے۔ یہ رحمت وہی شاندار تعلیم ہے جسکو کفارہ کہتے ہین جسکو اہل اسلام مضحکہ مین اڑایا کرتے ہین ورنہ اس رحمت کے معنی ہمکو آپ سمجھائین اب سُنیئے فرشتہ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب خداوند مسیح اپنی بابت کیا کہتے ہین۔؟

سورۂ مریم آیت ۳۲ ”مجھے مان کے ساتھ نیک سلوک ٹھیرایا اور مجھے بدبخت اور ظالم نہین بنایا“ دیگر انبیا خود کہہ چکے ہم ظالمونمین ہین“ اب خود اللہ تعالے فرماتین کہتا ہے سورۂ مومنون آیت ۵۲۔ ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی مان کو ایک معجزہ بنایا پھر سورۂ مائدہ آیت ۱۰۹ سے ۱۱۵ تک پورے طور سے بیان ہوا کہ کیونکر خداوند تعالیٰ خداوند مسیح کا ساتھ اس جہان مین دیا اور اپنے وعدہ کو کہ اوسکو اچھی طرح سے قبول کیا اور بڑھایا خداوند مسیح کی بابت بھی یہی کہا علاوہ اسکے قرآن مین ایک آیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ خداوند مسیح نے اپنی کسی خطا کی مغفرت مانگی ہو یا اونکو حکم ہوا ہو کہ مغفرت مانگین دیگر دیگر انبیا کی بابت ذکر ہے کہ وہ اپنے کسی نہ کسی گناہ وخطا کو ضرور یاد کرینگے مگر ایک کلمتہ اللہ ہی ہین جو اپنی کسی خطا کو یاد نکرینگے۔ کیونکہ وہ کسی کے مرتکب ہی نہین ہوے۔ بھلا بتلائیے تو کہ یہ خصوصیت کیون روح اللہ سن المقربین کو دی گئی اس مین کیا راز ہے کچھ تو بولیے!

مولوی صاحب۔ یہی تو ہمارا جواب ہی آپ اوسکو ہمارے مقابلے مین بطور سوال کے پیش کرتے ہین ؟ اگر جناب مسیح آپکے ان دلائل و پیش کردہ آیات سے معصوم ہین تو کل انبیا جو قرآن مین بیان ہوئے وہ بھی معصوم ہین کیونکہ ہر انسان خاطی ورنہ جناب مسیح کی خصوصیت کیا

الحق۔ جناب مولوی صاحب اب آپ نے بڑی روش اختیار کی ہے ہم آپکے کل دلائل کو قرآن ہی کے بنا اور اوسیکے اقوال پر توڑ چکے ہر نبی کا گناہ اوسکے اپنے منہ سے بیان کرادیا اوسکے لیے اوسکا استغفار اور اللہ تعالے سے اوسکے لیے معافی نامہ بھی آپکو دکھلا چکے مگر آپنے ربنا المسیح کی بابت کوئی دلیل پیش نہین کی صرف اپنی زبردستی کو کام مین لانا چاہتے ہین آپنے جواب تو درکنار کسی آیت کی تاویل بھی تو نہین کی صرف کچھ طعن و جذبہ مین آگئے

اب جو آپ ہمسے ربنا المسیح کی خصوصیت دریافت کرتے ہین تو سنیئے اول تو آپ قرآن کے
بیان کو انجیل شریف کی دوربین لگا کر پڑھیں تب آپ کو اوسکی خصوصیت معلوم ہوگی
انجیل شریف مین فرشتہ مقدسہ مریم بتولہ کو مبارکباد دیتا ہے۔ انکو پسندیدہ کہکر
سلام پہونچاتا ہے۔ ان کو ساری جہان کی عورتون مین مبارک کہتا ہے الیسبات کے
یہان مقدسہ مریم بتولہ تشریف لیجاتی ہین تو وہ نیک بی بی انکو مخاطب کرکے کہتے ہین کہ یہ کیا
ہوا کہ میرے خداوند کی ماں میرے گھر مین آئی" فرشتہ کہتا ہے کہ وہ خدای تعالے کا
فرزند کہلائیگا وہ اوسکو قدوس کہلاتا ہے یوسف کو فرشتہ کہتا ہے کہ جو کچھ مریم کے
رحم مین ہے سو روح القدس سے ہے۔ خداوند مسیح کو جب ہیکل مین دستور کے
مطابق لے گئے تو شمعون بزرگ کہتا ہے کہ میری آنکھون نے تیری نجات دیکھی جو تو نے
سب لوگون کے لیے تیار کی ہے" دیکھئے یہان وہی رحمت والا معاملہ پورا
ہوتا ہے خداوند مسیح کے اپنے اقوال انجیل شریف مین یون ہین" کہ کون تم مین سے
مجھپر گناہ ثابت کر سکتا ہے" اس بات کو سنکر اوسکے دشمنون کے منہ مین زبان نہین
ہے کہ کچھ جواب دین آخری وقت مین اوس بیدین سے یون فرماتے ہین کہ تو کس
قصور کے لیے مجکو مارتا ہے"
مگر کوئی جواب تسکین بخش نہین ملتا اوسکے دشمن بے تحاشا بول اُٹھتے ہین کہ سچ مچ
یہ شخص راستباز تھا چور اور خونی اوسپر گواہی دیتے ہین کہ وہ بے گناہ ہے۔
حاکم خود ہاتھ دہوکر اوسکے خون سے پاک ہو کر کہتا ہے کہ مین اس راستباز کے
خون سے پاک ہون مین اوس مین کوئی گناہ نہین پاتا حاکم کی جورو اوسکو آگاہ
کرتی ہے کہ اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھنا۔ اب دیکھا آپنے اسقدر شہادتین ہمنے
پیش کین اب جو آپ خاص خصوصیت دریافت کرتے ہین وہ تو یہ ہے قرآن انکو کلمۃ اللہ
روح منہ۔ من المقربین۔ دنیا اور آخرت مین مرتبہ والا اور قیامت کا جھنڈا
کہتا ہے۔ یہ خطابات اور کسیکو کیا خود آپ کے نبی تک کو قرآن نہین دیتا۔ بلکہ

ہمارا یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ خداوند مسیح کے مقابلہ مین دیگر انبیا کو لانا بہی گستاخی ہے ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک حضرت یحیی کے برابر بھی تو کسی نبی کو خطاب نہین ملا۔ اور کیونکر
ملتا حضرت یحیی کا یہ کیا کم مرتبہ تھا کہ وہ کلمۃ اللہ کا نقیب بنا کر بہیجا گیا اسلیے اوسکو کہا گیا کہ وہ
ایک سید سے حصور ہوگا اوسپر رحمت وسلام بہیجا گیا۔ اسکو بھی آپ انجیل
شریف کی دوربین سے ملاحظہ فرماوین " خداوند مسیح فرماتے ہین جتنی عورتوں سے
پیدا ہوے اون سب مین یوحنا سب سے بڑا ہے " خداوند مسیح کلمۃ اللہ
جس سے تمام عالم بنے خود ثالوث مقدس کا اقنوم ثانی تہا خود خدا تھا بشریت کا جامہ اختیار
کرنے سے غرض صرف یہ تھی کہ خود تمام آدمیون کے لیے رحمت بنے اور یقیناً وہ
تمام آدمیون کے لیے رحمت بنا اور دُنیا کو عدالت کے تقاضے سے پاک کیا بشرطیکہ
آپ اُسکی سُنین یا کم سے کم قرآن کی بات مانین جسمین ہوکر دنیاوی رنج و تکالیف مشقت
کو برداشت کرکے رنج سے آشنا ہوا۔ ہماری بدکاریون کے سبب کچلا گیا
تاکہ ہم اوس کے مار کھانے سے چنگے ہون یہی خصوصیت تھی ورنہ کیا وجہ تھی
کہ قرآن کے بانی نے ایک حرف بھی اوسکی شان کے خلاف نہین کہا اور اگر کہتا تو
ضرور ایوان نبوت اُسیوقت مسمار ہو جاتا محمد صاحب کی تالیف قلوب والی مصلحت قرآن
سے روشن ہے۔ وہ اپنی تدبیر کی کامیابی کے دشمن نہ تھے وہ آجکل کے کوتاہ
اندیش ملانون سے زیادہ عقل رکھتے تھے۔ فی الحقیقت وہ ایسے دشمن عقل نہ تھے جیسے
آجکل ہمارے زمانہ مین کثرت سے لوگ اُنکی اُمت مین کہلانے والے پیدا ہوگئے ہین۔
بشریت کا جامہ خداوند مسیح نے اختیار کرلیا تو کچھ قباحت نہین اون کی ذاتی قدوسیت
کو اس سے کیا گزند پہونچ سکتی ہے موتی صدف کے اندر ایک گندے گوشت کے
لوتھڑے مین پیدا ہوکر اپنی قیمت اور آب کو نہین کہو دیتا بلکہ اس موتی ہی کی بدولت
اوس گوشت کے گندے لوتھڑے کی بہی قدر بڑہتی ہے اسکو بہی کوئی حقیر نہین جانتا
اوسیکو پہلے مس کرتے ہین تب بیش قیمت موتی ہاتھ لگتا ہے ورنہ اُس تک رسائی مشکل ہے

آپ تو مولوی ہین بلکہ بہت بڑے مولوی ہین آخر قرآن آپنے پڑہا بلکہ خوب پڑھا ہے کچھ تو انصاف کرین کہ کیا خصوصیت ربنا المسیح کی ہے جو قرآن سوا اونکے دوسرے کا مع خوان نہین اب ہم تحدی کرکے کہتے ہین کہ آپ یا آپ کا کوئی ہمسر دیا ہم خیال بتلاسکے کہ ربنا المسیح کے برابر کسی کو بھی قرآن [illegible] بتاتا ہے ؟

صرف یہی نہ سمجھو تا مسئلہ کو دہر لیا کہ نبی سب کے سب معصوم ہین در اصل قرآن ابنا المسیح کو اس صفت سے موصوف کرتا ہے اسکے سوا کسی قدر تصریحًا یحیی کو باقی دیگر انبیا کی بابت وہی کہتا ہے جو ہم بتلا آئے۔ ہان اگر آپ اوگون نے سعدی کے قول پر اعتبار کیا ہے کہ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم۔ تو خیر ہے سلام خدا آپ کو حق بات کے قبول کرنے کی توفیق دے ۔

خلقِ خدا مین میل کی ہو دے اگلی آج		تجید آسمان پہ زمین پر سلامتی

رباعی

صد شکر اب بخت ہمارا چمکا — روشن ہے جہان دین کو دو تا چمکا
پیدا ہوا روشن کن خورشید فلک — گردون کے مقدر کا ستارا چمکا

دیگر

کیون نہون دلسے خریدار ترا بیت لحم — خوب ہی گرم ہے بازار ترا بیت لحم
طور کیا خالق عالم نے سرا مین تیری — مرحبا طالع بیدار ترا بیت لحم

سوم

ہے رحمتِ رحمان کہ انسان بنا — اس رحم کے قربان کہ انسان بنا
انسان کی منظور نظر تھی جو نجات — اللہ تری شان کہ انسان بنا

چہارم

انسان بنے خدا نے برترا دے دل — دونون بنِ ہو اتحاد ذاتی کامل
ہے راز مسیح کا مجسم ہونا — گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

پنجم

ہنگام ازل خود بہ ظہور آمد — پیش از ہمہ مخلوق ضرور آمد
شد نوزدہ صد سال کہ در زیرہ جسم — دیر آمدہ از راہ دور آمد

خدا کی حمد ہو

پیدا ہوئے مسیح سعادت نشان آج — پھر کیون نہ آئے ہر تنِ مُردہ مین جان آج

بالا ہوئی ہے عالمِ سفلی کی شان آج — ہم صحبتِ ملائکہ ہین گلہ بان آج

فرشِ زمین تمام ہوا آسمان آج

ناظرین الحق کو بڑا دن مبارک ہو شکہ یہ بڑا دن سب کو مبارک کرے آمین۔

تب فرشتے نے اونھین کہا ڈرو مت کیونکہ دیکھو مین تمھین بڑی خوشی کی خبر دیتا ہون جو سب لوگون کے واسطے ہوگی کہ داؤد کے شہر مین آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے اور تمھارے لیے یہی پتہ ہے کہ تم ایک لڑکے کو کپڑے مین لپٹا اور چرنی مین رکھا ہوا پاؤگے اور ایکبارگی اُس فرشتے کیساتھ آسمانی لشکر کی ایک جماعت خدا کی تعریف کرتی اور یہ کہتی ظاہر ہوئی کہ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیون سے رضامندی ہووے۔

پیارے ناظرین یہ مژدہ جانفزا جو اوپر فرشتے نے بیابان مین سُنایا کیسا حیرت افزا مژدہ ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ناچیز گڈریون سے مخاطب ہوکر تمام عالم کی نجات کے ظہور کو بیان کیا۔ ہمارے مبارک خداوند کے ظہور کے منتظر تو سب ہی تھے۔ ہیکل مین شمعون راستباز خداوند کی نجات کا منتظر ہی نبیہ حنا بھی اسکی مشتاق۔ آدم کے زمانے سے ہر زمانے کے لوگ عالم جاہل۔ بادشاہ۔ نبی کاہن اِسکی راہ دیکھ رہے ہین مگر یہ مژدہ جانفزا تو ان غریب اور حقیر گڈریون کا حصہ تھا۔ دُنیا کی تاریخ کو اوٹھا کر دیکھو کہ کیا کبھی کسی اور نے بھی ایسا روح افزا و مُسرت بخش جملہ سُنا ہو؟ کہ بڑی خوشی کی خبر جو سب لوگون کے لیے ہوگی تمکو دیتا ہون" بیچارے گڈریے دن بھر اپنے گلون کو چرا کر ضرور تھک گئے ہونگے تمام سے باری باندھ دی ہوگی کہ کون کون کس وقت سے کس وقت تک نگہبانی کرے۔ اُنکو بھی کیا خبر تھی کہ آج رات جہان کی کایا پلٹ دینے والا داؤد کے شہر بیت لحم مین پیدا ہوگا اور اِسکی بھی کیا خبر تھی کہ ہم ناچیز گڈریے ہی اِس کام کے لیے چُن لیے جائینگے کہ اُسکی خداوندکو

دین رات کی خنکی کے باعث کتنے تو سکڑ کر اپنے اپنے لبادہ مین لپٹے ہوے خراٹے لے رہے ہونگے
کسی کسی پر دن بھر کی تھکاوٹ کے سبب سردی کا اثر ظاہر اگرچہ بھی معلوم نہوتا ہوگا تمام اعضا
تھکن سے بے حس و حرکت ہو کر خواب مین ہونگے۔ مگر وہ کیسے خوش نصیب تھے جن کی
بار ی مین یہ مژدہ جانفزا سُنایا گیا کہ داؤد کے شہر مین آج تمھارے لیے ایک نجات دہندہ
پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہے"
کون ہے جو اس جلال کے بادشاہ دنیا کے نجات دہندہ سے واقف ہوا ور ان گڈریون کی
طالعوری پر رشک نکرے - وہ وعدہ اور عہد جو خدا باپ نے اپنے اکلوتے کی بابت باغ عدن
مین عورت کی نسل سے باندھا تھا مسلسل اکثر لوگون نے سنا اور اسی وعدے پر پورا ایمان
رکھکر نجات کے وارث بھی ہوے سب کو آرزو تھی کہ اوسکے دنون کو دیکھین مگر جسم مین
ہو کر انسانی آنکھون سے دیکھنا سب سے پہلے اِن گڈریون کے حصہ مین تھا۔ شان ہے
اوسکی کریمی کی کہ داناؤن اور عقلمندون سے اس راز کو چھپایا پر بچون اور نادانون پر ظاہر کیا
ہان اے باپ یونہی تجکو پسند آیا"
ہمنے صفحہ آخر پر ایک نظم مین جو خاص کر الحق کے کرسمس نمبر کے لیے لکھی گئی ہے قرآن
سے خداوند مسیح کے محامد بیان کیے ہین ہم اپنے محمدی احباب کی توجہ اُس نظم کیطرف
خاص طور سے طلب کرایا چاہتے ہین۔ کوئی کتاب اگر فصیح اور بلیغ بھی ہو تو کیا دیکھنا
حقیقت مین یہ ہے کہ اُسکا بانی خود کیسا تھا اور اگر مخالف بھی اُسکے لیے شہادت دین
کہ وہ پاک اور بے عیب تھا پھر کیون اُسکی پیروی نہین کیجاتی ! عزیزو غور کرو!۔
۱۹۰۰ برس سے یہ مژدہ برابر سُنایا جاتا ہے اور پھر بھی اِس مین ہر وقت ایک تازہ
لطف حاصل ہوتا ہے علوم دن بدن بدلتے چلے جاتے ہین پُرانے علما کے خیالات
زنگ خُردہ کی کوئی پرواہ نہین کرتا مگر اِن گڈریون کے مژدہ کی خوشی ہمیشہ نئی معلوم
ہوتی ہے دُنیا کے ہر کونے مین اِسکے سنانیوالے موجود ہین اِس مژدہ جانفزا کو تو الگ رکھو
اِسکے سنانیوالے یعنی وہ ہی بیت لحم کے گڈریے ہماری یاد مین ہر دم نئے ہین وہ

خوش نصیب تھے اونھون نے اس مژدہ جانبخش کو سب سے پہلے سُنا اور دوسرون کو
سُنایا وہ سب سے پہلے مسیح کے گواہ ہوے اُنکے ایمان کے نظیر آجتک ہمکو کہین نہین
ملی فرشتے اُنکو خبر دیتے ہین اور وہ چرنی مین اپنے اور کُل جہان کے خداوندکو
دیکھکر پورا ایمان لاتے ہین لوگون مین اُسکو مشہور کرتے ہین اُنھون نے اُسکے معجزے
نہین دیکھے اُسکی حلیمی نہین دیکھی اُسکے دُکھ اُٹھانیسے وہ آشنا نہین مگر خداوندکو
شیرخواری کی حالت مین چرنی مین پڑا دیکھکر ایمان لائے۔ کہو اس سے بڑھکر اور
کونسا ایمان ہوگا۔ ہان اس جلال کے بادشاہ دنیا کے نجات دینے والے کی بابتہ فرشتون
ہی نے اُسکے صعود کے بعد الوداعی واعظ جلیل کے ماہی گیرون کو سُنایا تھا کہ جسطرح
تمنے یسوع کو اوپر جاتے دیکھا اُسی طرح اُسکو آتے دیکھوگے جسپر وہ ایمان لائے
مگر گڈریون کا ایمان پھر بھی اُنسے بڑھکر معلوم ہوتا ہے بلکہ یقینی ہے جلیل کے ماہی گیرون
نے اُسکے بہت سے کام دیکھے شروع سے اُسکے ساتھ تھے مگر گڈریون نے خداوندکو
شیرخواری کیحالت اور افلاس مین دیکھا اور ایمان لائے دیکھو اُن کے ایمان کو۔

اُنکی نجات کا باعث خداوند مسیح کا افلاس ہوا جو اُنکے اپنے افلاس سے بھی زیادہ تھا مگر
اُنھون نے اُسکو اُسی حالت مین دُنیا کا نجات دہندہ مان لیا اور نیز داؤد کے تخت کو
بحال کرنے والا۔ مسیح خداوند کے زمانے کے لوگون کے لیے اُسکی تعلیمی اُسکے کلام کی
قدرت اور معجزات تھے مگر ہمارے لیے اسکے علاوہ اُسکی بےگناہی اُسکی تعلیم
اُسکی پاکیزگی۔ دلی اطمینان اور تسلی اور اُسکی زندگی کا ہر حصہ گواہ ہے کہ وہ دنیا
کا نجات دہندہ ہے۔ سب سے بڑھکر اُسکی انجیل کی زندہ تاثیر کی تاریخ اور اُسکے زور آور
ہاتھ سے شاہنشاہون کا مغلوب ہوکر اسکو قبول کرنا اور اس نور کا دن دونی رات چوگنی
ترقی کرتے جانا ہے۔

اے سنگدل اور کج فہم انسان خاک کے کیڑے کیا تجکو ذرا بھی ان گڈریون کے ایمان
کیطرف خیال نہین ہوتا۔ کیا تجکو اُنکی برابر تمیز و وقوف نہین کہ خداوندکو شیرخواری

کی حالت مین ہان بلکہ اُس چرنی مین دیکھکر اُسکی کلُ صفات کو دریافت کرلے اگر تیری
دلمین گھمنڈ اور تکبرُ نہو تو تو اُن گڈریون کے ایمان ہی سے خداوند کو اپنا خداوند
اور نجات دہندہ مان لیتا۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کی عقل موٹی ہوکر شیطان کی سکھائی
پڑھائی حیلے حوالے پیش کرتی ہے کہ مجکو فلان بات روک رہی ہے ورنہ مین کب کا
مسیح کے پاس آجاتا اور اُسکو اپنا خداوند اور نجات دہندہ مان لیتا اس نجات دہندہ
کی خبر مہد سے لحد تک پاک اور مبارک فرشتے دیتے ہین۔ اگر کوئی ذرا بھی غور کرے
تو اِس "جلال کے بادشاہ" اور خدائے مجسم کو "جو اپنی ہی قدرت سے سب کچھ
سنبھالتا ہے" فوراً پہچان کر اُسکے سامنے سرِ نیاز جھکا دے اور پکار کر کہے ع خدا کا
شکر کہ مین بھی نیازمند ہوا + مگر وہان تو انسانی عقل۔ اپنے ٹوٹے پھوٹے منطقی اور
انسانی چترائی اور دانش کام مین لائی جاتی ہے۔ افسوس اے سرکش اور مغرور
دل والے انسان تجھکو مطلق خبر نہین کہ خدا کے راز اور ذاتِ الٰہی کا کشف تجھپر ہرگز
تیری فلسفہ اور منطق سے نہوگا بلکہ اِن بیت الحم کے گڈریون کے پاس جا وہ تیری
منطق اور فلسفہ جسپر تجکو ناز ہے ہیچ ثابت کرکے تجکو بتلا دینگے کہ یہ جلال کا بادشاہ
اور دنیا کا نجات دہندہ کون ہے جو آج داؤد کے شہر مین پیدا ہوا ہے اُسنے سیکھ
کہ تیری روح بچ جائے اور تیرا بھلا ہو۔ ورنہ یاد رکھ کہ تیری انسانی عقل تجکو دھوکا
دے چکی اور تجکو شیطان کے حوالے کر چکی ہے۔ وہ گاہے تجکو کہتی ہے کہ کیا پرواہ ہے
اِس راہ یا اُس راہ ہوکر مین خالق تک پہونچ جاؤنگا مگر یہ محض ابلہ فریبی ہے جب تو
اِس جلال کے بادشاہ اور دُنیا کے نجات دہندہ کا انکار کرتا ہے تو تو خالق کا انکار
کر چکا پھر اُس تک کیونکر پہونچیگا۔ تجھ مین اور دہریہ مین صرف نام کا فرق ہے۔
ابھی وقت ہے خبردار ہو ع پھر نہ کہنا ہمنے تجھہ تدبیر بتلائی نہین"
یہ مژدہ جو فرشتے نے گڈریون کو دیا کوئی معمولی بات نہین ہے بلکہ یہ مژدہ
تمام دُنیا کی نجات کی علت غائی ہے اگر یہ مژدہ نہ دیا جاتا تو آج ہم سب نا اُمید ہوتے

مگر اب ہماری اُمید ادس مین ہی جو آج داؤد کے شہر مین پیدا ہو کر مسیح خداوند کہلایا اُسنے خود کو خالی کیا حقیر و نادار بنا اسکا اعلیٰ مقصد اِس سے یہ تھا کہ دنیا مین تہذیب اور پاکیزگی کا نیا سن جاری کرکے دنیا کے فرزندون کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرکے اُنکے اطوار اور عادات کو خدا کے فرزندون کے مانند بناے اور یون صُلح و سلامتی کا بازار گرم کرے - کون یقین کرسکتا تھا کہ مسیح خداوند جو دنیا کا نجات دہندہ جلال کا بادشاہ خدا باپ کا اکلوتا بیٹا ایک سراے مین چرنی کے اندر پڑا ہوا ملیگا- ہان وہ جگہہ جہان جانور اپنی خوراک پاتے ہین ایسی مبارک گنی جائیگی کہ خود خدا اوسکو عزاز بخشے گا- کون اِسبات کو باور کرسکتا تھا کہ اوسکے والدین ایسے غریب و تنگدست ہونگی کہ سرا مین جہان وہ پیدا ہوگا کوئی بہتر جگہ نہ پا سکینگے اور مجبور ہو کر کسی معمولی چیتھڑے مین لپیٹ کر اُسکو کاٹھ کی چرنی مین لٹادینگے - مسیح خداوند کی تمام زندگی پر غور کرنے سے ہمکو ہر ہر قدم پر افلاس اور تنگدستی کا سامان نظر آتا ہے دیکھو سرکاری جزیہ ادا کرنے کو دینار مچھلی کے منھ سے نکالتا ہے تاکہ اپنا اور اپنے شاگردونکا جزیہ ادا کرے -

یہ جلال کا بادشاہ دنیا کا نجات دہندہ جسکا نام مسیح خداوند ہی داؤد کے شہر مین ابھی پیدا ہوا اُسکو سرا کی میلی کچیلی کوٹھری بھی نصیب نہین ہوئی بلکہ ایک کاٹھ کی چرنی مین وہ کپڑے مین لپٹا ہوا پڑا ہے اِسکے نیچے شاید بستر بھی نہین چرنی جو اُس ملک کے دستور کے مطابق لکڑی کی ہے اپنی سختی سے اُسکے نرم بدن کو تکلیف دیتی ہوگی -

آدم اول پوری قد کا انسان بنایا گیا تھا مگر آدم ثانی اپنی انسانی ہستی کو جنین کیحالت سے شروع کرتا ہے - بچپن اور بلوغت کے تجربونکو بھی حاصل کرتا ہے اُسنے اپنی جلالی شاندار آسمانی تخت کو چھوڑدیا - یہ کیون اسلیے کہ ہم چنگے ہون - خدا باپ کے عدل کو پورا کرے اسلیے وہ اپنی جلالی تخت کو چرنی سے بدلتا ہے - وہ بچہ ہونے کی حالت مین ہمکو دنیا کے تمام نوزائیدہ بچون سے زیادہ محتاج معلوم ہوتا ہے - وہ سو رہا ہے چرنی کی سختی اُسکو محسوس ہوتی ہی نجات دہندہ بننے کے لیے وہ محتاج بنگیا بالکل عاجز ہو کر

اِس دنیا مین آتا ہی۔ اور اپنی جوانی مین اپنے باپ پر بھروسہ رکھکر مانگتا ہے۔ ڈھونڈھتا ہی
کھٹکھٹاتا ہے۔ کیونکہ اُسکو جامہ بشریت مین ہوکر کامل ہونیکے لیے روشنی۔ طاقت۔ حوصلہ
تازگی اور سلامتی درکار ہے جو اُسکو باپ سے حاصل ہوتی ہے وہ اپنی طاقت کو
الگ رکھکر باپ کی قدرت پر بھروسا کرکے کام کرتا ہے اور یہی اُسکا اپنی کو خالی کرنا ہی
ورنہ وہ تو خود خدا تھا اور اپنی ہی قدرت سے سب کچھ سنبھالتا تھا۔ مگر ہم گنہگارونکی
خاطر اُسنے سب کچھ ترک کرکے اپنے کو انسانی حوائج کے حوالہ کرکے گناہ سے پاک رہکر
یون جامہ انسانیت کا درجہ آدم اول کی پاکیزہ حالت تک پہونچایا۔ دیکھو وہ شیرخواری
کی حالت سے گذر کر جوان ہوگا مگر ابھی پیدایش کے متعلق اور تھوڑا غور کرو وہ ہیکل
مین لایا جاتا ہی اور اُسکے والدین کی تنگدستی اس درجہ تک ہی کہ وہ سوا دو فاختہ کے
اور کچھ قربانی نہین کرسکتے۔ اسکے بعد دنیاوی بادشاہ ہونیکو برہم ہوا دیکھکر اُسکے باپ سے
حکم ملتا ہی کہ میرے بیٹے کو مصر لیجا۔ وہ باپ کے فرمان کا مطیع ہی۔ وہان سے واپس
آکر ایک چھوٹی سی بستی ناصرت مین کسی ٹوٹے پھوٹے مکان مین رہتا ہے اب کچھ بڑا ہوا
اسکا شرعی باپ نجار ہے۔ مسیح خداوند جہان کا نجات دہندہ کام مین اُسکا ہاتھ بٹاتا ہی۔
اب اختصار کے ساتھ دیگر واقعات پر نظر ڈالو۔ جلال کے بادشاہ۔ خدا کے بے عیب برہ
کے ہمراہ یردن کے کنارے جاؤ۔ دیکھو وہ یوحنا سے اصطباغ کا مستدعی ہوتا ہی
حالانکہ خود وہی تمام راستبازی اور پاکیزگی کا سرچشمہ تھا مگر اُسکو تو اپنے کو خالی کرنا منظور تھا
دیکھو اسکے بعد شیطان پورے سامان کے ساتھ تیار ہوکر اسکے مقابلہ کو آتا ہی اسکو بھوکھا
دیکھکر حملہ کرتا ہے۔ مگر یہ جلال کا بادشاہ جہان کا نجات دہندہ اُسکے تمام حربون کو بیکار
ثابت کرتا ہے۔ وہ شیطان سے مقابلہ کرنے کو شرم نہین گنتا کیونکہ وہ تو ہمارے لیے
حقیر بنا تاکہ ہم اُسکی حقارت سے سربلند ہوجائین۔ دیکھو وہ گلیل کے پہاڑونمین گھوم رہا
تعلیم دیتا ہے۔ معجزات کرتا ہے۔ مگر اُسکے سر رکھنے کو جگہ نہین گو اُسکے بنائے ہوئے
چرندون پرندون کے لیے ماندین اور بسیرے ہین مگر جلال کے بادشاہ جہان کے

نجات دہندہ کو سر دہرنے کی جگہہ نہین یہ سب صرف اسلیے تھا کہ وہ ہر طرح سے اپنے کو خالی
کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے گناہونکی مرض کے لیے مجرب نسخہ تیار کرے اور سب کا نجات دہندہ
کہلائے وہ اپنے زور کی روٹی کی خاطر اہیرون کا محتاج ہی مگر بھوکونکو کھلاتا ہے - وہ بھوکھا
پیاسا زخمی ہوکر ہان اُسکے پاؤن لہولہان ہین بلکہ وہ تہکا ماندہ ہوکر بھی آرام نہین کرتا
وہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بہیڑونکی تلاش کرنے کو ہر دم ہر گہڑی تیار رہے - مگر افسوس
وہ اُس سی بھاگ کر دور چلی جاتی ہین اُسکی آواز نہین سُنتی - ہان اُسکا ناصرت مین بودوباش
کرنا ہی اُسکی ذلت کا باعث ہوا وہ رد کیا جاتا ہے - یروشلم مین لوگ اُسکی بابت طرح طرح کے
خیال کرکے اُسکو اپنے سامنے سے دُتکار دیتے ہین اُسکے شنوا نہین ہوتے - اب
دیکھو اُسنے اپنے کو ایک اور درجہ نیچے اوتار کر خالی کیا - وہ گنہگارون اور محصول لینے
والون کو پیار کرنے لگا اُنکو نجات کی خبر دینے لگا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مکار اور ظاہر پرست
سردار کاہن اور فقیہونکے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا - کسیوقت اُسکا کلام اُسکے اپنے شاگردونکے
مذاق کے خلاف بھی ہوا کیونکہ دُنیا کی ہوا و ہوس اُنپر غالب آجایا کرتی تھی - مگر یہ مرد غمناک
اور درد کا آشنا جو فی الحقیقت جلال کا بادشاہ اور جہان کا نجات دہندہ ہے ہر
حال مین اپنے باپ کی مرضی کا طالب رہتا ہے اور ہر گہڑی اپنی عزیز جان کو دُنیا کی
بہبودی اور فلاح مین لٹا دینے کو تیار ہی -

افسوس صد افسوس ہمارے گناہ کیسے کریہ اور کثرت سے ہین کہ اسقدر ذلت گوارا کرنیکے
بعد بھی اس شاہون کے شاہنشاہ کو آرام نہین ابھی تو اس سے زیادہ گتسمن مین جاکر
اُٹھانا ہے جہان اُسکا پسینہ لہو ہوکر ٹپکیگا تاکہ ہمارے گناہ کے زخمونکا مرہم بنکر اندمال کری
گتسمن کے باغ سے کھوپڑی کے مقام تک کی حالت پر غور کرنے کا کسکو یارا ہے کون اُسکی
مصیبت کا اندازہ کر سکتا ہے - اُسکے اپنے شاگرد نے اُسکو پکڑوا دیا - عزیز اور پیارے
رفیق وقت پر دغا دے گئے وہ جو ساتھ مرنے کا دعویٰ کرتا تھا سہ بار اُسکے معمولی آشنا
ہونیسے منکر ہوا - اُسکے گالونپر تھپیڑ پڑ رہے ہین پشتِ مبارک پر کوڑی لگائے جاتے ہین

شیطان کے فرزند اوسکے چہرۂ مبارک پر تھوک کر اپنی عافیت بگاڑ رہے ہین ۔ ارغوانی پوشاک
پہنائی جاتی ہے کانٹونکا تاج سر مبارک پر رکھا جاتا ہی ۔ اُسکی صلیب اُسی کے کندھے پر اُٹھوائی
جاتی ہے جسکے بوجھہ سے وہ گر پڑتا ہی اُسکے کُرتے پر قرعہ ڈالا جاتا ہی صلیب پر ٹنگے ہونیکی
حالت مین مضحکہ کیا جاتا ہے کیلین ٹھونکر ہاتھ اور پانؤن کو کاٹھ پر جڑا جاتا ہے ۔ انھین سب
باتون کو اس جلال کے بادشاہ نے پہلے سے دیکھکر اپنے باپ کی جناب مین عرض کی تھی
کہ اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹلجاے مگر باپ کی مرضی تو اُسکو جہان کا نجات دہندہ
بنانے کی تھی اور اسی لیے اُسنے آخر تک برداشت کی ۔ آخر پیاسا ہوتا ہے مگر اُسکو پانی
کے عوض پت ملا سرکا اس غرض سے دیا جاتا ہی کہ اُسکے عذاب کو بڑھاوین ۔ اُسکے
ارد گرد چور ڈاکو ٹانگا جاتا ہے ۔ آخر کو سب کچھ پورا کرکے وہ خود بھی کہتا ہی کہ پورا ہوا"
کیا پورا ہوا ؟ نجات کا کام ۔ تکلیفونکا انجام ۔ خدا کی عدالت کا تقاضا ۔ بنی آدم کی مخلصی کا
کام ۔ شیطان کا سر کچلنا ۔ موت پر فتح پانا ۔ مسیح کا جلال بادشاہ ہونا ۔ جہان کا نجات دہندہ
ہونا ۔ داود کے تخت کا بحال کرنے والا ہونا ۔ خدا کا اکلوتا بیٹا ثابت ہونا وغیرہ سب کچھ پورا
ہوا ۔ اس سخت عذاب کو دیکھکر لوگ اُسکو خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا خیال کرتے ہین
مگر دراصل اپنے خالی کرنے کی ہر پہلو کے معنی اس کل سیاست اور ذلت مین پوشیدہ
تھے صلیب پر اُسکے پہلو مین برچھا لگتے ہی لہو اور پانی کا چشمہ بہتا ہے فی الحقیقت اس
کلوری کے چشمہ مین ہر گنہگار غسل کرکے نجات پا سکتا ہی ورنہ سب لاحاصل ۔
اب جب وہ صلیب سے اُتارا جاتا ہے تو اسوقت اُسکی سب مفلسی و تنگدستی دور ہو گئی
اب ہمکو وہ کہین دکھائی نہین دیتی اُسکی تجہیز و تکفین بڑی کرّ و فر کے ساتھ ہو رہی ہے
امیر لوگ آکر اُسکو اعزاز کے ساتھ دفناتے ہین نئی قبر مین رکھتے ہین اُسکی مفلسی کا
خاتمہ لفظ "پورا ہوا" کے ساتھ ہی ہو گیا اب وہ اپنے اُس جلال مین داخل ہوا جو وہ
دُنیا کے شروع سے پہلے اپنے باپ کے ساتھ رکھتا تھا ۔ اب وہ قبر سے تیسرے دن جی
اُٹھا شاگردون کو آسمان کی بادشاہت کی باتین سکھاتا تھا اور اپنے شاگردونکے روبرو آسمان

کو اُٹھ گیا جہان جاکر اُسنے اپنے آسمانی جلالی تخت کو بایئں دہنے ہاتھ بیٹھکر زینت بخشی اور عین اُسوقت فرشتے الوداعی وعظ اسطرح سُنا تے ہین کہ "ای جلیلی مردو تم کیون کہڑے آسمان کیطرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمھارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسیطرح جسطرح تمنے اُسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آئیگا" گڈریے فرشتے سے یہ الفاظ سُنکر کیسے کچھ حیران ہوی ہونگے جہان کا نجات دہندہ مسیح خداوند "کپڑے مین لپٹا چرنی مین رکہا ہوا" پائینگے۔ ضرور خیال ہوا ہوگا کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ مسیح خداوند ان گڈریون کی غریبی سے بھی زیادہ غریب ہوکر آئے۔ حق تو یون ہے کہ جسقدر یہ خبر کسی کو چونکا دیتی کہ "آج داؤد کے شہر مین تمھارے لیے نجات دہندہ پیدا ہوا" اُس سے زیادہ یہ حیرت انگیز ہی کہ وہ سرائین چرنی کے اندر کپڑے مین پٹا پڑا ہوا ہے۔" گڈریون کے ننگ ہونے اور فرشتے پر مضحکہ اُڑانیکو یہ آخری الفاظ کافی تھے مگر نہین فرشتے نے فوراً ٹھوکر کہلانیوالا پتھر اُنکے سامنے سے ہٹا دیا فوراً ہی ملائکہ کے گروہ نے ایک راگ ہوکر فرشتے کا ساتھ دیا اور خدا کی حمد وثنا گا کر اُنکے ابر شک کو کافور کردیا۔ فرشتے نے ایسی زبردست شہادت پیش کی کہ وہ ہرگز انکار ہی نہین کرسکتے تھے + یہی پتھر آجکے دن بھی کبھی کبھی لوگون کے سامنے آجاتا ہی کہ کیا کوئی بڑھئی کا بیٹا ناصرت کا رہنے والا جہان کا نجات دینے والا ہوسکتا ہی یہی بات یہودیونکے لیے ٹھوکر کا باعث ہوئی جسکی بدولت وہ آجتک ذلت اُٹھاتے ہین مگر جنھونے اُسکو قبول کیا اُنکو اُسنے اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہون آج بھی فرشتے کی زبانسے وہی الفاظ نکل رہی ہین کہ مسیح خداوند چرنی مین پڑا ہے۔ وہ تمھارا نجات دہندہ ہی۔ دیکھو اُسکی پیدایش کیجگہ کو اُسکی موت کیجگہ سے کسقدر مشابہت ہے جب پیدا ہوا تو کپڑے مین لپیٹکر کاٹھ کی چرنی مین رکھا گیا۔ جب مرنیکو تھا تو کاٹھ ہی پر لٹکایا گیا پھر سُفید کتانی کپڑون مین لپیٹ کر قبر مین جو چٹان مین کھُدی تھی دھرا گیا۔ غور کرو کہ ان سب باتونکا مرکز یا منبع وہی داؤد کے شہر بیت لحم کی سرائے کی چرنی ہے جسمین اُن گڈریون نے جہان کی نجات دہندہ کو دیکھکر خوشی منائی ہان جہان مسیح خداوند جہان کا نجات دہندہ کپڑے مین لپیٹ کر رکھا گیا تھا یسی جو کوئی ایمان سے ڈھونڈھے اور تلاش کرے تو خدا اُسکو طاقت بخشیگا کہ اُس ٹھوکر کے پتھر مین اپنی سلامتی

یا وسے جس چرنی کو لوگ حقیر جانتے ہین وہی نجات کے محیط کا مرکز ہی۔ جو اس چرنی مین سلامتی کو پاتا ہے۔ وہی ہمیشہ کے آرام کا وارث ہے پس آؤ ہم خیتیون نے سچ مچ اس چرنی مین سلامتی حاصل کی ہی۔ اپنی مبارک منجی کے حضور خوش ہوکر یون نغمہ کرین { یا سیدی یا سیدی ربی جلیلی ناصری + وصفت نیاید در بیان کز خلق و عالم برتری + اے جندا اے جندا اے مرحبا اے مرحبا + خوش آمدی ابنِ خدا اے آنکہ ہرجا حاضری + نورِ صداقت روے تو فردوس اعلی کوی تو + رحم و محبت خوے تو زان سروران راسروری + اے پیشوای انبیا وی رہنمای اولیا + اے مقتدای اتقیا از مہتران ہم مہتری + اے چارۂ بیچارگان وے داروی دردِ نہان آرام بخش ماندگان ہم حافظی و ناصری + ای دوستدارِ عاصیان وی غمگسار عاصیان + وے پاسدارِ عاصیان تو بی عدیل و ہمسری +

شوکت کی قرائن ہین ترے شان مین یکیا	اللہ ترا وصف ہے قرآن مین کیا کیا	حوالہ از قرآن رعایت سجع
الحق کہ تو کہلاتا ہے اللہ کا کلمہ	کُن کہکے کیا عالم امکان مین کیا کیا	نساء ر ۲۳
دنیا مین وجیہہ اور ہی عقبیٰ مین مقرب	رتبہ ہین ترے ایزدِ منان مین کیا کیا	آلعمران ۱۵
پیدا تو ہوا روح سے اللہ کی شاہا	کہتے ہین تجھے طبقۂ انسان مین کیا کیا	نساء ۲۳
طفلی مین یہ اعجاز کہ تو مہد مین بولا	منہ ڈالے تھے اعدا نے گریبان مین کیا کیا	مائدہ ر ۱۵
شیطان سے تو محفوظ مگر ادرو نکی اکثر	کیا جانئین کہ کہہ جاتا ہے وہ کان مین کیا کیا	آلعمران ۴
پہلے سے ترے حق مین یہ ہم سب کو خبر ہے	یحیٰی کی منادی تھی بیابان مین کیا کیا	؍؍ ر ۳
اعمی کو نظر بخشی تو ابرص کو کیا پاک	مردہ تو جِلا دیتا تھا اِک آن مین کیا کیا	؍؍ ر ۵
جب خلق کیا تو نے پرندے کو زمین سی	خالق کے تبا وصاف ہین نسا مین کیا کیا	؍؍ ر ۵
پھر کیون نہ کہین تجکو قیامت کا نشان ہم	غالب تو رہا موت کے میدان مین کیا کیا	زخرف ر ۶
مریم کا پسر تو جو بنا فیض سے تیرے	ہے اسکو شرف فرقۂ نسوان مین کیا کیا	آلعمران ۵
خالق نے تجھے مار کے پاس اپنے اُٹھایا	رفعت ہی تری عرش کے ایوان مین کیا کیا	مائدہ زخرف ۱۶
اُمت تری کفار پہ غالب ہے ہمیشہ	غلبہ تو انھین دیتا ہے ایمان مین کیا کیا	آلعمران کو رجع

اون کتابون کی اطلاع جنکو ہم اپنی محمدی احباب کیلیے مفید خیال کرتی ہین

شہیدان کارتھیج

منارۃ الحق

اثمار شیرین

نبی معصوم

راحت القلوب — مصنفہ لارڈ نارتھ برک

یسوع مسیح کی تعلیم

خلعت نامہ — مصنفہ مولوی صفدر علیصاحب

مسیح کی بابت تمھارا کیا گمان ہی — مصنفہ سردار دیدار سنگہ گجرات پنجاب

عیسیٰ کی سیرت۔

کیا مسیحی مذہب خدا کی طرف سے ہی۔

مفتاح الاسرار۔

بیگناہی مسیح۔

بیبل پڑہنا کیون ضروری ہے۔

راہ نجات۔

مسیح ابن اللہ۔

مسیح کا جی اوٹھنا۔

ہم آپ کو یقین دلاتے ہین کہ ان کتابون مین آپ ہرگز کچھ ایسا نہ پائینگے جس سے آپ کی دلشکنی ہو بلکہ مسیحی صداقتون کا اظہار ٹھنڈے دل سے بیان کیا گیا ہے۔

اڈیٹر الحق۔

الحق لکھنو ضوابط و شرائط

الحق لکھنو ضوابط و شرائط

الحق

۱) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتہ سے الحق ایس۔پی۔جی۔مشن۔کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔

مسیحا گر صلیب اوپر نہ خون اپنا بہا دیتے
تو مجرم تو نہ یہ بچتے اہا ہا

نرالا ہی عیسیٰ ترا ہے اُلفت
جو تم کہکے مُردے کو بھی تو پکارے

خدا ہے محبت

جو ہو غرق اسمین وہی پار نکلے
لحد سے تڑپ کر وہ اک بار نکلے

[illegible]

۳) راقم اگر اپنا نام پرچے مین ظاہر نکرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالون کا جواب دینگے۔

۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسی کے دل مین پیدا ہون محض جھگڑا اور تُو تُو مَین مَین کرنے کی غرض سے نہون۔

۵) اس پرچے مین اہل اسلام کے اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جائے گا۔

۶) اسمین اکثر اُن کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوے ہین۔

۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آجائے۔

۸) سَو پرچے ماہوار بارہ روپیہ ۱۲ عہ
پچاس پرچے ماہوار... ۶ عہ
پچیس پرچے ماہوار... ۳ عہ ۱۲
بارہ پرچے ماہوار... ۱ عہ ۱۲
اس سے کم فی پرچہ ماہوار ۔ ۹ ر
مسلمان چھ آنہ محصول ڈاک سالانہ روانہ کرکے فی سال بھر تک ماہوار پرچہ پا سکتے ہین۔ راقم شائق

الحق

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی مین ہون

نمبر ۱ | بابتہ ماہ جنوری ۱۹۰۱ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی کے دل دُکھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اُس پتہ سے الحق ۔ ایس ۔ پی ۔ جی مشن ۔ کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین ظاہر نکرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالون کا جواب دینگے۔

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسیکی دلمین پیدا ہون محض جھگڑا اور توہین مین اپنی غرض سے ہون۔

(۵) اس پرچہ مین اہل اسلام کے اعتراضونکا جواب خاصطور سے دیا جائیگا

(۶) اسمین اکثر اُن کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی نسبت تحریر ہوئے ہین۔

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سبکی سمجھ مین آجائے

(۸) جو مسلمان اپنے نام پرچہ خاصطور پر بھیجنا چاہین نہ صرف محصول ڈاک سالانہ کی ذمہ واری ۔ ٹکٹ مین ۲ بھیجنے سے آ سکتی ہین اگر چند مخبری بجائی ملکر ایک ہی پتہ پر ۲ پرچے طلب کرین

اڈیٹوریل

اے الحق کے پیارے ناظرین الحق گذشتہ صدی کے آخری سال مین پیدا ہو کر ایکسال بھر آپکی خدمتمین حاضر ہوتا رہا۔ الحق آپ کا دل سے ممنون ہے کہ آپ لوگون نے اسکی طرف توجہ کی اسکے مضامین پر بھی غور کیا آپ مین سے اکثرون نے اسکو اپنے خیالات سے آگاہ ہونے کا موقع بھی دیا اگر آپکے خیال مین الحق کے سال گذشتہ کے کسی مضمون سے کوئی الزام الحق پر عاید ہوتا ہو تو الحق اُسکے لئے آپ سے معافی کا خواستگار ہے کیونکہ پُرانی صدی مثل تقویم پارینہ کے ہمسے جُدا ہوئی ہم بھی اُس سے الگ ہو کر نئی صدی مین زندگی کا دم بھر رہے ہین لہذا گذشتہ را صلوٰة آیندہ را احتیاط کے مصداق عمل کرین۔

اس نئے سال مین بھی الحق کا ارادہ ہے کہ اپنے خیالات خاصطور سے اسلام کے متعلق بیان کرتا رہے اور اگر آپ لوگ اسپر کچھ سوچتے رہینگے تو ایک نہ ایک روز راہِ نجات جسکے خیال سے کسی فرد بشر کو غافل نہ رہنا چاہیے آپکو ضرور ملجاے گی۔

صاحبو اگر انسان مین ذرا بھی عقل ہو تو یہ مسئلہ نجات ہرگز ایسا نہین ہے کہ ہم اسپر کبھی کچھ نہ سوچین۔ ایسے لوگ بھی ہین جو اسپر سوچتے رہتے ہین لیکن کچھ پتہ نہین پاتے یہ کیون؟ اسلیے کہ اُنکے سوچنے اور تلاش کرنے مین غلطی ہے درست راہ سے تلاش نہین کرتے واجب طور پر نہین سوچتے۔ اگر انسان اپنی حقیقت کو دریافت کرے اور اُسپر اُسکی اصلی حقیقت روشن ہو جاے تو وہ فوراً اپنی بُری حالت کو جسمین وہ پڑا ہوا ہے معلوم کر کے اُسکو درست کرنیکی کوشش کریگا۔

جو شخص اپنی حالت کو دریافت نہین کرتا وہ شخص فطرت انسانی مین ناکمل ہے کیونکہ نہ وہ اپنے کو پہچان سکتا ہو اور نہ اپنے خالق کے فرائض جان سکتا ہے کہ انسان کو اپنے خالق کے ساتھ کیا تعلق ہو۔ جبتک معلوم ہو سکے تو پھر وہ کیونکر خداے اقدس کے حضور پہونچکر سرخرو ہوگا۔ لہذا امید ہے کہ آپ لوگ انکے مضامین پر جو وہ آپکو اس نئے سال مین دینگے غور و فکر کرتے رہینگے۔ اب ہم آپکو نئے سال کی مبارکباد مین ذیل کی رباعی نذر کرتے ہین۔

رباعی

یہ تازہ سما پھر ہو مبارک سب کو	عشرت کا مزا پھر ہو مبارک سب کو
صد شکر کہ خیریت سے گذرا وہ برس	یہ سال نیا پھر ہو مبارک سب کو

مسیح مصلوب

اے ہمارے معزز ناظرین سال گذشتہ مین ہم عصمت انبیا اور الوہیت مسیح پر کچھ مختصراً لکھ آئے اب ہمارا ارادہ یہ ہو کہ از روے قرآن مسیح خداوند کی موت پر بھی کچھ لکھین اور دیکھین کہ قرآن کہان تک اپنے بیان کی تصدیق کر کے کوئی مسیحی کتاب ہونیکا حق رکھتا ہو۔ اکثر محمدی قرآن ہی کی بنا پر ربنا المسیح کی موت کا انکار کیا کرتے ہین۔ دراصل خداوند مسیح کی موت جو کفارہ ہونے کے لیے ضروری تھی یہی ایک ایسی بات ہو جس سے مذہب مسیحی منجانب اللہ مانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت اپنے مین رکھتا ہو۔ پس خداوند مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرنا گویا ایک تاریخی واقعہ کو غلط بتلانا ہو اور جب تک تاریخ موجود ہے کسی کے انکار کیے سے یہ ممکن نہین کہ وہ واقعہ رد ہو جاے۔ سبب سے اہم سوال جو گنہگار کے دلمین پیدا ہوتا ہے

وہ یہ ہے کہ مین کیا کرون کہ اپنے گناہون سے مخلصی حاصل کرون۔ امیر ہو یا غریب۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ اسی فکر مین رہتا ہے کہ کیونکر اپنے خالق کی حضوری حاصل کرون۔ یہ سوچ ہر وقت و ہر گھڑی دامنگیر ہے کہ کیا کرون کہ نجات پاؤن۔؟

محمدی تعلیم کی رو سے گناہ ایک معمولی شے ہے اُس تعلیم کے پیرو گناہ کی خوفناک اثر اور نتیجہ کو نہین معلوم کرتے۔ اسلیے ظاہری رسمون کا ادا کرنا خدا سے ملنے کا ایک سستا اور یقینی وسیلہ سمجھ رکھا ہے اور ہر بات مین اللہ رحیم و غفور ہے پر تکیہ کیے ہو ہین۔ زنا کو متعہ۔ طلاق کو سنت۔ لوٹ و رہزنی کو مال غنیمت۔ قتل کرنے کو کافر کا خون بہا کر جنت حاصل کرنا۔ جھوٹ بولنے کو تقیہ یا توریہ وغیرہ اصطلاحون سے تعبیر کرتے ہین۔ علاوہ اسکے اور جسقدر گناہ ہون اُنکی بابت وہی تکیہ کلام کہ اللہ رحیم و غفور ہے وہ بخش دیگا۔ قرآن یہ اقرار تو ضرور کرتا ہے کہ انسان گنہگار ہے مگر اسکا علاج کچھ بھی نہین بتلاتا اور اگر کچھ بتلاتا ہے تو یہ کہ اعمال کیے جاؤ خدا بخشدیگا

انجیل شریف مین ہم یہ تعلیم پاتے ہین کہ خدا ہمارے خیال قول و فعل کو جانچتا ہے دل ہمارے خیال قول و فعل کے لیے ایک چشمہ ہے جہان سے ہر ایسے کام کی تحریک ہوتی ہے جو ہم اپنے خیال قول و فعل سے ادا کر سکتے ہین۔ خداوند مسیح کا فرمودہ ہے کہ جو کوئی بُری نگاہ سے کسی عورت پر نگاہ کرتا ہے وہ اپنے دلمین اُس سے زنا کر چکا خدا ہماری قولون کو بھی جانچتا ہے اسکی بابت بھی خداوند مسیح کا فرمودہ ہے کہ ہر ایک بات جو کہ وہ ہوا اُسکا عدالتمین حساب دینا ہوگا اگر کوئی شخص ان باتون پر غور کرے اور اپنے ہر گناہ کا بوجھ معلوم کرے وہی کفارہ کی تعلیم کو بھی قبول کر سکتا ہے ورنہ اُسکے لیے مشکل ہے کہ وہ کفارہ کا قائل ہو بس کفارے کے شاندار مکانمین داخل ہونیکے لیے پہلا دروازہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گنہگار مان لے۔ اگر وہ یہ صدق دل سے کرے گا اُسکو فی الفور کفارہ پر یقین آجائے گا کہ مسیح خداوند کا کفارہ انسان کے گناہ پر کیا اثر کرتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیونکر ہم اپنے گناہونکو معلوم کرین۔ کسی تاریک کمرہ مین

اسبات کا امتیاز کرنا کہ میرا جامہ سیاہ ہو یا سفید ناممکن ہے اگر ہم اسکی بابت صحیح
فتویٰ لگایا چاہین تو واجب ہے کہ اُس پوشاک کو آفتاب کی روشنی مین دیکھین
پس اسیطرح ہم اپنے آپ کو خدا کی پاک حضوری مین لاکر جانچین ایک مقدس
کا قول ہے "تو نے ہماری بدکاریان اپنی حضوری مین رکھی ہین اور ہمارے پوشیدہ
گناہ اپنے چہرے کی روشنی مین" - ایک دوسرے مقدس نے کیا خوب کہا ہے
"ہم سب کے سب نجس کی مانند ہین اور ہماری ساری نیکیان گندی دھجی کی مانند ہین" ایک
نبی کہتا ہے "مینے تیری بابت [illegible] سنا ہے مگر اب میری
آنکھون نے تجھے دیکھا [illegible] بیٹھکر توبہ کرتا ہون"
پس اب اگر سب کے سب گنہگار ہین تو اُنکے لیے سزا لازمی ہے کسی مملکت مین
اُسوقت تک ہرگز امن نہین ہو سکتا جب تک کہ اُس مملکت کے قوانین نہین
اور اُنپر پورا پورا عمل نہ کیا جائے اور پوری پوری پابندی کا خیال نہو ورنہ اُس مملکت
کی حالت کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ ملک مین جرائم پیشہ لوگ بڑھکر باعث
تکلیف خلق اللہ ہونگے اور کوئی فرد بشر چین سے نہ رہ سکیگا- پھر کتنا زیادہ ضرور و
لازم ہے کہ خدا تعالیٰ جو کل عالمون کا مالک و خالق ہے اُن سب کو سزا دے جو اُسکی پاک
شریعت کا عدول کرنے والے ہین- قدیم زمانون سے اسبات کو ہر قوم نے تسلیم کر لیا
کہ گناہ و جرم کی سزا ہونا ضروری ہے- اب سزا سے بچنے کیلیے چند سفر و چند نیک اعمال مغفرت
کے لیے بُرے اعمالون کا کفارہ نہین ہو سکتے-

قرآن سکھلاتا ہے کہ "نیک اور بُرے اعمال ترازو مین ایک ساتھ رکھے جاوینگے
اور تولے جاوینگے" قرآن کا اصول بالکل غلط ہے- فرض کرو کہ کسی آدمی نے کوئی
جرم کیا اور جُرم کا اقبال یا تو خود کیا یا شہادت سے ثابت ہو گیا اور جج نے اُسپر فرد
قرارداد جُرم قائم کرکے اُس سے صفائی کے گواہ طلب کیے اور یہ چور جج کی سوال
کے جواب مین یہ کہے کہ جناب مینے تو گزشتہ ماہ مین صرف چار ہی دن چوری کی- ماہ
مہینہ ۳۱ دن کا تھا ۲۷ دن تو مین ایمانداری کے ساتھ بسر کرتا رہا- کیا اُسکا یہ عذر
قبول ہوگا؟ اگر کوئی شخص ساری عمر مین ایک ہی خون کرے اور باقی عمر خون نکیا

یا آئندہ نکرنے کا وعدہ کرے تو کیا سزا سے بچ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیونکر انسان جسکے خمیر مین گناہ موجود ہے اور یہ نالائق ورثہ آدم سے اُسکو ملا ہے خدا تعالے کے روبرو راست باز ٹھہر سکتا ہے ہمارے چند مفروضہ نیک اعمال کافی کفارہ نہین ہو سکتے تا وقتیکہ کوئی نجات دہندہ خدا ہی مقرر نکرے اور وہ ایسا ہو کہ خود بیگناہ ہو اور دیگر بچانے پر قادر ہو ورنہ ہم ضرور عذاب ابدی کے وارث ہونگے۔ افسوس اسلام و دیگر مذاہب مین گنہگار انسان کیلیے کوئی چارہ نہین ہے۔ باقی آیندہ

اسلات نمبر

جناب ڈیٹر الحق صاحب۔ تسلیم بعد تکریم۔ مین بڑا ممنون ہونگا اگر آپ ... درج رسالہ فرماکر جواب باصواب سے خوش کرینگے۔

(۱) اسمین شک نہین کہ قرآن اُولوالعزم نبیون کی خطا یا گناہ کا ذکر کرتا ہے پر ساتھ ہی اُنکی معافی کا بیان بھی ضرور کرتا ہے۔ جب ایک کپڑہ داغ سے صاف پاک ہو گیا تو پھر اُسے داغدار نہ کہنا چاہیے۔

(۲) اگرچہ قرآن مین حضرت مسیح کی معصومیت کا کہین تذکرہ نہین پایا جاتا ہے تاہم انجیل مین تو کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ بھلا اسکے کیا معنی ہین " تو مجھے کیون نیک کہتا ہے " کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا مرقس ۱۰: ۱۸

دوسرے حضرت مسیح کا پہلا معجزہ (یعنی پانی بھرے مٹکون کا شراب بنانا) بھی اچھا معلوم نہین دیتا۔ کیونکہ معصوم سے ایک ام الخبائث چیز کا بننا بعید العقل ہے۔

محمد حسین خان بلوچ از مقام لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

جواب الحق

(۱) اے حضرت آپنے گناہ کے داغ کو کوئی معمولی داغ خیال کر لیا ہے یہ محمدی تعلیم کی خامی ہے یہ گناہ کا جگری داغ ہے اسکا دفع ہونا سوائے کلوری کے چشمے کے اور کہین نہین اگر قرآن مین انبیاؤن کی خطاؤن کی معافی کا ذکر ہے تو یہ اس سے کیونکر ثابت ہوا کہ اُنھون نے اور کوئی گناہ کیا ہی نہین۔ وہان تو کسی خاص گناہ کا ذکر ہے جو اُنھون نے کیا اُسکی معافی ہوئی۔ پھر روز قیامت اپنے اپنے گناہون کو یاد کرکے شرمانے کے کیا معنی

ہین - آپ تو آدمی سمجھدار معلوم ہوتے ہین جب حضرت مسیح کو آپ بر بنائے قرآن معصوم مان رہے ہین تو پھر اُسکو قبول کیون نہین کرتے اندھے کو سوجھا کہا ہی راہ دکھا سکتا ہے -

۲. ہمین نا خداوند مسیح نے کہا کہ مجھے کیون نیک کہتا ہی یہ صرف اس غرض سے تھا کہ وہ نوجوان محض چاپلوسی و خوشامد سے مسیح خداوند کو انسان جان کر نیک کہتا تھا مگر مسیح خداوند اُسکو بتاتا ہی کہ نیک کون ہو یعنی خدا اگر تو مجھکو نیک کہتا ہی تو خدا مان ورنہ نیک مت کہہ -

۳. خدا نے بہت سی اشیا ایسی بنائین جو بادی النظر مین مضر معلوم ہوتی ہین مگر بذاتہ وہ مضر نہین کوئی شے ام الخبائث نہین ہوسکتی صرف اُسکا ناجائز استعمال اُسکو ام الخبائث یا قاتل بنا یا ہی - مثلاً سم الفار زہر قاتل ہی مگر مقدار مناسب مین بڑی نافع ادویہ ہی - پھر خداوند مسیح کو اپنی کرامات دکھانا تھا جس چیز کی کمی تھی اُسکو مہیا کردیا - ہم آپکی تحریر کے مداح ہین کہ آپنے خندہ پیشانی سے عصمت انبیا کی متعلق اپنی ظاہری حقیقت مین قرآن کی وہی تعلیم ہے جو آپنے اپنے سوال نمبر اول مین تحریر فرمایا خدا آپکو حق کے قبول کرنیکی توفیق دے آمین -

مراسلہ نمبر ۲

جناب اڈیٹر صاحب الحق دام عنایتہ - تسلیم مزاج شریف - آج پرچۂ الحق نمبر ۲ جلد ۱ معرفت پادری پرم سکھ صاحب اٹاوہ ملا دیکھا پڑھا - گو نہ دل خوش ہوا اور نیز کچھ افسوس بھی ہوا - لہذا چند سطرین ارسال خدمت شریف ہین - امید کہ الحق کے کسی گوشہ مین جگہ دیکر ممنون فرمایئے - وہو ہذا -

چونکہ پرچۂ ہذا مین آپنے مسئلہ تثلیث دالوہیت مسیح پر بڑا زور دیا اور خوب شرح و بسط کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہی - اس مسئلہ الوہیت مسیح کی نسبت پادری فنڈر صاحب فرماتے ہین کہ اس بات کی کیفیت ہم سے تشخیص نہ کیجائے گی - بلکہ کسی آدمی کی طاقت نہین کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہی جو خدا کی پاک ذات کے بھیدون سے علاقہ رکھتی ہی - میزان الحق مطبوعہ لودیانہ سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۱۴۹ سطر ۱

ادر پادری ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب ایم اے فرماتے ہین کہ ہم اکیلے باپ کو بھی
خدا نہین کہہ سکتے۔ تشریح التثلیث مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۰۱ء صفحہ ۸۶ سطر ۱۶۔ اور ڈاکٹر
اپیچ مارٹین کلارک صاحب بہادر ایم ڈی - سی - ایم - فرماتے ہین کہ کثرت
فی الوحدت ایک ایسا معمہ ہے کہ اسکا سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا۔
بنگ مقدس ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۰ سطر ۹ - اور پادری - اڈورڈ جانسٹن
صاحب - بی - ڈی - و پادری نہال سنگہ صاحب بی اے - فرماتے ہین کہ تثلیث
بالفظ بائبل شریف کے کسی مقام مین نہین پایا جاتا ہی - اور نہ کسی جگہہ
اس تعلیم کی کوئی معقول تعریف ہی پائی جاتی ہی - رموز العالمین حصہ دوم
مطبوعہ الہ آباد ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۳ سطر ۱۵ - اب عرض یہ ہی کہ یہ حوالجات جو
اس عاجز نے نقل کئے صحیح ہین یا آپ نے پرچہ الحق نمبر ۱۰ کے صفحہ ۹۹
۱۰۰ مین بابت تثلیث و الوہیت مسیح کے لکھا ہے صحیح ہے - عین عنایت ہوگی
خاکسار عبد المجید از اٹاوہ محلہ گاڑی پورہ

جواب الحق

جناب بندہ - جو کچھ ہمنے اپنے اکتوبر اور نومبر سنہ ۱۹۱۱ء کے نمبرون مین تحریر
کیا وہ بھی درست ہے اور جو حوالجات آپ نے تحریر فرمائے وہ بھی
درست ہین - ہم خوش ہین کہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ " آپ نے مسئلہ
تثلیث و الوہیت مسیح پر بڑا زور دیا اور خوب شرح و نبط کے ساتھ
پایۂ ثبوت کو پہنچایا " کاش کہ آپ بھی اس روشنی مین آکر دل سے اسکو
قبول کرین - ہم خود اقرار کرتے ہین کہ ہم ان مسائل کو سمجھ نہین سکتے
مگر قریب قیاس ضرور ہین " قرآن کی توحید نہ تو عقل مین سما سکتی ہے
نہ قیاس مین آسکتی ہے پھر ہم اُس سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہین -
جن لوگون کا حوالہ آپ نے دیا وہ باوجود یہ اقرار کرنے کے بھی
مقدس تثلیث کے قایل ہین -
شائق صاحب کی پُرانی تصانیف کا حوالہ آپ کے مفید مطلب

نہین ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ رسالجات اب مثل تقویم پارینہ کے ہین جو اب کام نہین دیسکتے۔ زیادہ سلام۔

آزاد صاحب ساکن اٹاوہ کو جواب

اٹاوہ سے ایک صاحب جو آزاد تخلص کرتے ہین ہمارے اکتوبر اور نومبر کے نمبرونکو پڑھکر بہت کچھ چراغ پا ہوے ہین اور ایک لمبی تحریر بھی جو ابھی آپکے نزدیک نصف ہے کیونکہ باقی آیندہ پر ختم کی ہے آپنے بہت کچھ زہر اگلا ہے مگر آپکی کل تحریر الحق کے شرائط کی بالکل خلاف ہے لہذا درج نہین ہو سکتی اگر آپ اپنی تحریر کو درج کرایا چاہتے ہین تو شریفانہ اور مہذبانہ طور پر لکھین ہمسے اچھا خاصا جواب لین۔ ہم آپسے پھر تحدی کر کے کہتے ہین کہ بتلاؤ قرآن مین کسی مقام پر توحید کی تعریف کیگئی ہے؟ ضرور محمد صاحب چالیس برس تک بت پرستی کرتے رہے اس سے وحشی شخص انکار کرسکتا ہے جو تاریخ اور کتب سیر کی کوئی وقعت نہ رکھتا ہو۔ آپ ناحق کو گرم ہوے ہین۔ ہمکو آپ طفل مکتب کہین جاہل کہین جو جی مین آئے سو کہئے ہم آپکے لیئے دعا ہی کرتے رہینگے کہ خدا آپکی آنکھون کو کھولے اور آپکو برکت دے کہ اپنی فرزندی کے لائق بنائے آمین۔

الحق کی مکمل جلد بابت سنہ ۱۹۰۹ء

ناظرین الحق کو واضح رہے کہ احباب اور الحق کے قدردانون کی متواتر فرمائشون نے ہمکو مجبور کیا کہ الحق کی مکمل جلد بابت سنہ ۱۹۰۹ء دوبارہ چھاپی جائے۔ ہمنے احباب کے شوق کا اندازہ کر کے اسکی پانچسو جلدین چھاپ کر تیار کرلی ہین اسمرتبہ خوشخط ہین اسطور چھوڑ کر دبیز کاغذ پر کُل بارہ نمبر چھاپے گئے ہین ضخامت سو صفحے کے قریب ہوگئی۔ ترتیب اسکی عمدہ طور پر دیگئی جس سے بجائے بارہ نمبرون کے مجموعہ کی ایک عمدہ کتاب بنائی گئی ہے۔ عبارتین جو کتابت کی غلطیان تھین اُنکو حتی المقدور درست کیا گیا۔ مسیحی مناد ون کے لیے ایک زبردست ہتھیار ہے۔ محمدی احباب کو دوستانہ طرز مین حق کی طرف متوجہ کرنا اسکا ایک خاص کام ہے۔ پانچسو جلدون مین سے تین سو پچیس ۳۲۵ کی درخواستین ہمارے دفتر مین وصول ہو چکی ہین صرف ۱۷۵ جلدین باقی رہ گئی ہین جسکو خرید کرنا ہو فورًا درخواست بمعہ قیمت ایڈیٹر الحق ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کانپور کے نام کرے قیمت فی جلد بمع محصول ڈاک مسیحی منادون کے لیے ۸ ر مسلمانون کے واسطے صرف ۴ ر مشنری صاحبان جو اہل اسلام کے درمیان مفت تقسیم کیا چاہتے ہین حسب شرح ذیل پر خرید کرسکتے ہین۔ سو جلد ۵ پچاس جلد ۸ ر پچیس ۲۵ جلد ۲ بارہ ۱۲ جلد ۱ اس سے کم اگر خرید ینگے تو فی جلد ۸ ر

(کرائسٹ چرچ مشن پریس کانپور)

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب و شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسیکے دل دُکھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتہ سے۔ الحق ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین۔

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین ظاہر کرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالون کا جواب دین گے۔

(۴) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسی کے دلمین پیدا ہون محض جھگڑا اور تو تو مین مین کرنیکی غرض سے نہون۔

(۵) اس پرچے مین اہل اسلام کے

الحق کے ضوابط و شرائط

اعتراضون کا جواب خاص طور سے دیا جاے گا۔

(۶) ہمین اکثر اُن کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئی ہین۔

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کرنا چاہین اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تاکہ سب کی سمجھ مین آجاے۔

(۸) جو مسلمان اپنے نام پرچہ مسطور سے پرچہ منگانا چاہین وہ صرف ...... ایک سالانہ کے ذمہ دار نہین ہین کے ٹکٹ مین ۲ پرچے تک روانہ ہوسکتے ہین اگر چند مہدی بھائی ملا ایک ہی پتہ پر ۲ پرچے منگانا چاہین تو صرف ۲ سالانہ دینا ہوگا۔

یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی

مین ہون

الحق

نمبر ۲ | بابتہ فروری سنہ ۱۹۰۱ع ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

انتقال پر ملال

ہماری عزیز بزرگ ملکہ قیصرہ اور مادر شفقہ کے انتقال کے غم سے کونسا دل ہے جو خالی ہے یہ آہ و بکا کی آواز صرف مُلک برطانیہ ہی سے نہین آتی بلکہ دُنیا کے ہر کونے سے اس ماتم کی آواز بلند ہے۔ ہر شخص کے دل پر اس نیکبخت اور راستباز ملکہ نے اپنا سکہ بٹھایا تھا۔ اسنے تریسٹھ برس تک بڑی استقلال سے مدبرانہ طور پر اپنی نیک مزاجی۔ انسانی ہمدردی پاکیزہ زندگی کا نمونہ دکھا کر بیدار مغزی سے اپنی روز افزون مملکت مین سلطنت ہی نہین کی بلکہ غیر سلطنتون کو بھی صلح و سلامتی کا سبق سکھلایا۔ انگلستان کے لوگون کے غم کا اندازہ کرنا تو ہمارے امکان مین نہین مگر ہندوستان کے باشندون کے غم و الم کا اندازہ بھی کسی سے نہین ہوسکتا۔ ہماری خُلد آشیان ملکہ ہندوستان کے لوگون کی خوشی و غم کو اپنی ذات سے وابستہ کرتی تھین اور اپنی خوشی و غم مین ہندوستان کے لوگون کو بھی اپنے شریک حال پاتی تھین ہندوستان کے لوگون کے خیالات اپنی ملکہ و قیصرہ کیطرف صرف اُسی حد تک نہ تھی

جو ایک وفادار رعایا کو اپنے بادشاہ وقت کے ساتھ ہوا کرتے ہین بلکہ اُنکی ہندوستانی
رعایا اُنسے وہی عزت و محبت کرتی تھی جو ایک ہونہار خاندان کے بچے اپنے والدین سے
کرتے ہین - ملکہ کی ذاتی دلچسپی جو وہ ہندوستانیون سے رکھتی تھین ہمکو اُنکی محبت
کا حلقہ بگوش بنائے ہوے تھی - ملکہ کی سچی رحم دلی - دانائی - فراخ حوصلگی - رقیق القلبی
دوسرونکو نیکی کرنیکی طرف راغب کرنا - صلح و سلامتی پر شیدا ہوکر اسکو ترقی دینا -
طرز حکومت کو اس انداز پر رکھنا کہ کسی کی ذاتی آزادی اور خیالات مین سدراہ نہو -
یہ سب باتین ایسی ہین کہ لوگ برسون یاد کرکے رویا کرینگے -

خدا کے کلام مین لکھا ہے کہ راستباز کی اولاد اُسکو مبارک کہے گی ہم اپنی ملکہ کی
تیسری پشت تک یہ بات دیکھ رہے ہین کہ بعض اُنمین سے غیر ملکون مین سلطنت
کر رہے ہین اور وہ صبح اُٹھکر اُسکو مبارک کہتے تھے - ملکہ کے عہد سلطنت مین غلامونکو
آزادی ملی - دختر کشی بند ہوئی ہند مین تعلیم نسوان کو ترقی ہوئی ستی کی قبیح رسم
موقوف ہوئی - ٹھگی اور رہزنی کا انسداد ہوا - سائنس نے جسقدر ترقی کی اُسکا
بیان ہم کرنا نہین چاہتے - ملکہ اپنی ماں کی فرمانبردار بیٹی اپنے خصم کی وفادار
جورو اور اپنے بچون کی مہربان ماں تھین کیونکہ اُنھون نے یہ سب کچھ اُس نجات دہندہ سے
سیکھا تھا جسکو اُنھون نے دل سے قبول کیا تھا - اب ۸۲ برس کی عمر مین اپنی دوڑ کو
تمام کرکے اس جہان کے فانی تاج کو اس امید مین اُتار پھینکا کہ آخری دن وہ
شاندار جلالی تاج اپنے خداوند خدا سے حاصل کرین جسکی چمک و دمک ہرگز ماند
نہوگی - خدا ایسی ماندون اور اُنکی رعایا کو تسلی بخشے اور ملکہ کو جنت نصیب کرے آمین

قطعہ

مبارک ہین وہ مردے جو کہ مرتے ہین مسیحا مین
وہ اپنی محنتون سے چھوٹ کر آرام پاتے ہین
جو روحین راستبازونکی سفر کرتی ہین دنیا سے
ملائک اُنکی استقبال کو جنت سے آتے ہین

قطعہ تاریخ وفات از منت فرخ آبادی

مرگ وکٹوریہ کا رنج نہو
کیونکہ عین انکی عید ہی کے روز
ہمسے تاریخ سنلو اے منت

اہل اسلام کو نہین ممکن
کرگئین انتقال ہائے کوین
غم کی رات اب بنا ہے عیدکا دن
سنہ ۱۹۰۱ء

بقیہ مسیح مصلوب سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

قبل اسکے کہ ہم قرآن سے خداوند مسیح کی موت پر کچھ بحث کرین ہم دیکھین کہ محمد صاحب
کو کونسی خاص وجہ تھی جو اُنھون نے اس سے قطعی انکار کیا - ہم گذشتہ نمبر
مین کہہ آئے کہ محمد صاحب نے گناہ کو اپنی شریعت مین ایک معمولی بات بیان
کیا ہے اور اُسکی سزا کو بھی کچھ بڑا بھاری خیال نہین کیا کیونکہ چند معمولی رسمونکو
ادا کرنے سے سزا کے رفع دفع ہونے کا یقین اپنی اُمت کو دلا دیا - اول جو بڑی بڑے
گناہ تھی اُنکی دوسرے لفظون سے تاویل کر دی پھر وہ کیونکر کفارہ کی ضرورت
محسوس کرتے حالانکہ قربانی کو خدا کی خوشنودی کا باعث بتلایا ہی - فی الحقیقت
محمد صاحب کا انکار اس بھاری امر مین ہمکو یقین کامل دلاتا ہی کہ اُسپر بدعتی
عیسائی فرقون کا زبردست اثر کہان تک تھا - اگر محمد صاحب بھی مثل اُن بدعتی
لوگون کے جو مسیح کے جسم کو صرف دھوکھا خیال کرتے تھی اتفاق کرتے تو ہمکو ضرور
یقین ہو جاتا کہ کسی خاص بدعتی فرقہ کا اثر محمد صاحب پر پڑا تھا مگر نہین اسلام درحقیقت
کل ابتدائی مسیحی بدعتون کا مجموعہ ہو کر دنیا مین پھیلا ہی - قرآن مین مسیح کی اصلی
انسانیت پر خاص طور سے زور دیا ہی اور ایسا فرقہ بھی موجود تھا جو مسیح کو
محض انسان ہی خیال کرتا تھا - ایسی لوگ بھی تھے جو اُسکے جی اُٹھنے کے مقر تھے
ایسی بھی تھے جو اُسکی قیامت کے منکر تھے - ایسے بھی تھی جو اُسکے جسم کو محض دھوکہا
جانتے تھی اسی فرقہ کے ساتھ محمد صاحب نے ضرور اتفاق کیا کیونکہ قرآن مین
کہا کہ اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ سب مکار و نمین بڑا مکار ہی - یعنی عیسی کی جگہہ
صلیب پر کسی اور شخص کو ٹانگ دیا اور حضرت عیسی کو جیتا آسمان پر اُٹھا گیا - اب یہ
عظیم الشان واقعہ بت پرستون کے عہد مین ہوا جنھون نے مسیح کو صلیب دی
بت پرستونکے مورخ اسپر شاہد ہین جنکا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے - محمد صاحب کا مسیح کی
موت سے انکار کرنے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنھون نے اس موت کی
حقیقت کو معلوم کیا کہ صلیب پر مسیح کا مرجانا تیسرے روز مردون مین سے جی اُٹھنا
ایک عجیب واقعہ ہی اگر وہ اسکا اقبال کرتے ہین تو مسیح کے کفارہ پر ایمان لانا

فرض ہو جائیگا اگر ایسا ہوا تو اُنکی نبوت پر پھر کس کام کی کیونکہ بنی آدم کی نجات کا پورا بندوبست تو ہو چکا پھر اُنکی ضرورت کیا رہی اور وہ کیونکر نبی آخر الزمان کہلائینگے اور کون اُنپر ایمان لائیگا۔ کیونکہ یہ تو پاک نوشتوں مین لکھا ہوا تھا "کہ خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہے" اور جو لوگ بدعتی عیسائیون مین سے اُنکے اُستاد تھے وہ بھی انکو ورغلا کر گمراہ کرتے تھے یہ کچھ تو اُن لوگون کی راہ پر چلتے تھے اور کچھ "ایجاد بندہ" کا مصداق بنتے تھے۔
دیکھو غور کرنے کا مقام ہے کہ جب محمد صاحب نے مسیح کو محض انسان ہی مان لیا تھا تو کون امر انکو مانع تھا کہ وہ یہ کہدیتے کہ وہ مرگیا اور جی نہین اُٹھا۔ مگر کیونکر کہتے اُنکو تو اسمین ایک راز معلوم ہوتا تھا کہ مین اُسکو روح اللہ بھی کہتا ہون کلمۃ اللہ بھی۔ اور اُسکی پیدائش بھی ایک عجیب طرز سے ہے اور اُسکو ابن مریم خطاب ہے پس کیونکر "روح اللہ اور کلمۃ اللہ" کو موت کے قبضہ مین کر سکتا ہون۔ لہذا اُسکی موت سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ خدا نے اُسکو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ دیکھو کسی اور نبی کی موت سے منکر نہین ہوے گو بعض کو کلیم اللہ۔ خلیل اللہ۔ صفی اللہ کہا مگر انکار کیا تو صرف ربنا المسیح کی موت سے۔ انکا محض انکار بھی خداوند مسیح کی موت پر ایک عمدہ شاہد ہے۔ کیونکہ کسی بدعتی فرقہ کا رنگ انپر ایسا چڑھا ہوا تھا کہ جو انکو یہ نہین کہنے دیتا تھا کہ مسیح بھی مثل دوسرے رسولون اور نبیون کے تھا۔ اگر وہ ہمارے خداوند کی صلیب پانے کو مان لیتے تو ہرگز امید نہ کرنا چاہیے تھا کہ وہ خداوند مسیح کو دوسرے پیغمبرون سے اسقدر افضل ٹھہراتے کیونکہ وہ صرف یہ کہدیتے کہ وہ بھی خدا کا نبی تھا۔ "کلمۃ اللہ" "روح اللہ" ہرگز نہ کہتے پس جو کچھ محمد صاحب نے کہا وہ کسی دوسرے کے سکھائے پڑھائے سے کہا۔ اب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہین۔ خداوند یسوع مسیح کی بابت چارون انجیل نویس ہمکو بتلاتے ہین کہ کیونکر وہ یہودیون کے بغض و عداوت سے حوالہ کیا گیا۔ اُسپر جھوٹی تہمت لگائی گئی اور کیونکر مصلو

ہوا۔ اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ چونکہ قرآن اپنے کو پرانے اور نئے عہدنامہ کا نگہبان اور محافظ کہتا ہے پس جو کچھ اُن کتابون مین لکھا ہوگا وہ بربنائے قرآن درست ہے ورنہ قرآن بددیانت نگہبان ثابت ہوگا اور محمدیون کو اس سے ہاتھ اُٹھانا پڑیگا۔ اب دیکھو قرآن سورہ نسار کی آیت ۱۵۶ و ۱۵۷ مین یون کہتا ہے" اور اُنکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو رسول خدا تھے قتل کر ڈالا۔ نہ تو اُنھون نے اُنکو قتل کیا اور نہ اُنکو صلیب دی مگر اُنکو ایسا ہی معلوم ہوا اور لوگ اس بارہ مین اختلاف کرتے ہین تو اس معاملہ کی اُنکو خبر تو ہے نہین مگر صرف اٹکل کے پیچھے دوڑے چلے جارہے ہین اور یقیناً عیسیٰ کو لوگون نے قتل نہین کیا بلکہ اُنکو اللہ نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔

اب قرآن کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ محمد صاحب نے مسیح کی صلیبی موت سے انکار کیا اور کہدیا کہ خدا نے اُنکو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ یہ انکار محمد صاحب کا صرف خداوند مسیح کی موت ہی کے بارہ مین نہین ہوا بلکہ اس سے اُنھون نے تمام انبیاء سابق جنکو وہ خدا کے نبی کہتے ہین انکا بھی انکار کیا۔ انکو جھوٹھا دروغ گو۔ دھوکے باز ثابت کیا کیونکہ وہ سب کے سب مسیح کی موت کے بارہ مین نبوت کے نگاہ سے ہزارون برس قبل پکار پکار کے کہہ رہے ہین اور بتلاتے ہین کہ مسیح کے دنیا مین آنے کی علت غائی یہی قرار پائی ہے کہ وہ گنہگارون کے لیئے آیا تاکہ مرے پس اگر مسیح نہین مرا تو اُسکا آنا بھی لاحاصل ہوا ساری دنیا کی نجات جو خدا نے اپنے ذمہ لی تھی اور جو صرف مسیح کی کفارہ پر منحصر تھی وہ پوری نہوئی۔ محمد صاحب نے تمام سابقہ کتب مقدسہ کو جنکی تصدیق کرنیکو وہ آئے تھے اُنکی تردید کی کہ وہ کیونکر موسیٰ کے مانند ہو سکتے ہین اور جب وہ موسیٰ کے مانند کلام نہین کرتے تو کیون ہم اُنکی سنین اور کیون اُنکی بات کا اعتبار کرین اور کیون اُنکو خلاف گو نہ کہین۔ جنکا خدا بھی "سب مکارون مین زبردست مکار ہے"۔

اب ہم ڈنکی کی چوٹ پکار کر کہتے ہین کہ قرآن کا یہ بیان خود قرآن کی دوسرے
بیان کے خلاف ہے اور از روی قرآن مسیح کی موت پر یہ آیت جو ہم پیش کرینگے
ہماری طرف سے برہان قاطع ہے۔ اور ہم محمدیون کی تاویل اسپر سننا چاہتے ہین۔
ہم اس آیت کو عربی ہی مین پیش کیئے دیتے ہین گویہ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکانا
ہے محض اسی لحاظ سے اکثر ہم عربی عبارت کے ترجمہ ہی پر اکتفا کرتے ہین مگر
یہان عربی ہی مین سورہ مریم آیت ۱۵ مین ذکریا کے بیٹے یوحنا کے متعلق
یون لکھا ہے" وسلم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ ترجمہ
اسپر خدا کی امان جس دن وہ پیدا ہوا اور جسدن وہ مریگا اور جسدن زندہ
اُٹھا کھڑے کیے جائینگے۔ "۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا ضرور
پیدا ہو کر مرنے والے تھے۔ اور اسکے بعد یوم قیامت کو جی اُٹھینگے اسی سورہ
مریم مین خداوند مسیح کی مختصر سوانح عمری درج کی ہے۔ اور آیت ۳۵ مین یون
آیا ہے۔ ذلک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون "۔ ترجمہ یہ ہے
عیسی ابن مریم کی سچی سچی بات جسمین لوگ جھگڑا کرتے ہین"۔ اب بتاؤ یہ کونسی
بات تھی جسمین لوگ جھگڑا کر رہے تھے اسکا ذکر خود خداوند مسیح اس آیت سے
پہلی یعنی آیت ۳۴ مین کر رہے ہین" وسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم
ابعث حیا"۔ ترجمہ مجھپر خدا کی امان جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مرونگا
جسدن زندہ کھڑا کیا جاؤنگا" دیکھو اسکے بعد ہی وہ آیت ہے" یہ ہے عیسی
ابن مریم کی سچی سچی بات جسمین لوگ جھگڑا کر رہے ہین"
خدا ترس محمدیو ذرا غور کرو۔ دیکھو اس سے صاف آیت ہم تمکو اور کہانسے لا کر دین اگر
اسی سورہ کی آیت ۱۵ کی موافق یوحنا پیدا ہونیوالا تھا اور مرنے والا تھا اور پھر روز
قیامتکو زندہ ہونیوالا ہے تو کیون اس ۳۴ آیت کی معنی ویسے نہین لیتے کہ مسیح پیدا
ہونیوالا تھا اور پھر جی کر آسمان پر جانے والا۔ اُسکا پیدا ہونا اور آسمان پر جانا تو تمکو تسلیم ہے
صرف اُسکی موت سے انکار تھا وہ ہمنے یون پورا کر دیا ورنہ کہدو کہ یحیی بھی زندہ آسمان پر اُٹھایا
گیا اور اگر یحیی کے بارہ مین تم یہ نتیجہ نکالتے ہو کہ وہ مر گیا تو مسیح بھی مر گیا دیکھو آگے خود کہا ہے

حضرت عیسیٰ کی بھی یہی بات ہے جسمین لوگ جھگڑا کرتے تھے کہ وہ زندہ نہین ہوا یا مرا نہین۔ تمنے ایکبات مان لی کہ وہ زندہ اُٹھ گیا مگر اُسکے مرنے سے انکار کر گئے۔ اب مسلمان ہمکو بتلائین کہ اِس آیت کے معنی اُنکے ذہن مین اور کیا ہو سکتے ہین۔

شاہ عبدالقادر اس آیت ۳۴ کی تفسیر مین کہتے ہین "اور سلام ہے خدا تعالیٰ کا مجھپر جسوقت مین پیدا ہوا اور اُس دن بھی کہ مرونگا اور جسدن کہ پھر اُٹھون مین جیتا یعنی قیامت تلک ہمیشہ مجھپر سلام رہے۔ دیکھو قیامت تلک سلام سے کیا مطلب ہے۔ کیا یہی نہین کہ مین مرونگا جبتک کہ جی کر نہ اُٹھون تب تک مجھپر سلام رہے۔ اگر مسیح نہین مرا تو جو کچھ اس آیت مین مسیح نے کہا وہ سب غلط۔ قرآن جھوٹا قرآن کا روح الامین دغاباز قرآن کا بیان کرنیوالا مکار

اب آؤ ذرا دیکھین حسینی کیا کہتا ہے "۔ وسلم علی۔ خدا کا سلام مجھپر ہے یعنی یحییٰ علیہ السلام پر یوم ولادت جسدن مین پیدا ہوا و یوم اموت و یوم البعث حیا۔ اور جسروز مرون اور جسروز اُٹھایا جاؤن زندہ یہان مولوی صاحبان زور آزمائی تو ضرور کرینگے کہ یہ شک جس بات کا کرتے تھے وہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنے پر کرتے تھے نہ کہ مسیح کی موت پر کیونکہ اگلی آیت مین اسکا ذکر ہے مگر ہم صرف یہ کہینگے اس مرنے اور مر کر جی اُٹھنے سے کیا مراد ہے اور ضرور آیت ۳۵ کا مضمون آیت ۳۴ سے بالکل جُدا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہمعصر مسیح کی سوانح عمری بیان کرنیکے بعد صرف موت ہی کا ذکر باقی تھا اور اسکو بھی حضرت عیسیٰ نے بیان کر دیا اور اُسی کو قول الحق کہا ہے اور بس۔ کوئی صاحب شاید کہینگے کہ حضرت عیسیٰ کی موت جو اس آیت مین بیان ہوئی وہ اُس موت سے مراد ہے جو قیامت کے قبل اُنکو ہوگی ہم اسکے لیے اُن سے قرآن کی نص طلب کرنے کے مزاج پرسی کرینگے جب کوئی صاحب ہمکو ایسی کوئی آیت بتلا دینگے اُنسے نپٹ لینگے فی الحال ہماری تحقیقات کی داد دین اور قرآن پر شک و شبہہ پیدا کر لین باقی پھر دیکھا جائیگا۔ سورۂ آلعمران آیت ۵۴ و ۵۵ مین لکھا ہے "اور یہود نے داؤ کیا اور اللہ نے بھی داؤ کیا اور داؤ (یا مکر) کرنیوالون مین اللہ بہتر داؤ کرنیوالا ہے۔ اُسی زمانہ مین اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ دنیا مین تمھارے رہنے کی مدت پوری کر کے ہم تمکو اپنی طرف اُٹھا لینگے اور کافرون سے تمکو پاک کرینگے" اِس آخری آیت مین جو لفظ "متوفیک" آیا ہے علماء اسلام نے اُٹھا لینا۔ اور لے لینا ترجمہ کئے ہین مگر لفظ متوفیک کا درست ترجمہ

موت دینا ہو سکتا ہی-سورۂ مریم کی آیتون مین لفظ "موت" "یموت" ہی وہان سو اوی کوئی تاویل نہ کرینگے مگر یہان- متوفیک کا ترجمہ "اُٹھا لینا" اور "لے لینا" گڑھ لیا تا کہ سورۂ نسا کا بیان مطابق ہو- یہان بڑی صفائی سے یہ بیان ہوا ہے کہ خدا عیسیٰ کو یہودیون کے مکرون سے رہائی دینے والا تھا اور اُسے موت دیکر اپنی طرف اُٹھانیوالا کیونکہ اللہ سب مکارون سے زیادہ مکار ہے مگر یہ بتلاؤ جب مسیح جسکی شان مین قرآن کہتا ہی "اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم- وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین" خود یون کہتا ہی کہ ضرور ہی کہ ابن آدم دکھ اُٹھاوے اور غیر قومونکے حوالے کیا جاوے- ضرور ہی کہ وہ مصلوب ہو ضرور ہی وہ تین دن اور تین رات زمین کے پیٹ مین رہی تو کیونکر قرآن اُسکی تصدیق کرتا ہی- پھر دیکھو یہانتک تو مسلمان علما نے بلکہ خود قرآن نے مان لیا کہ مسیح صلیب پر تو ضرور چڑہا مگر چڑھنے کے ساتھ اللہ نے اُسکی جگہہ کسی دوسرے کو ٹانگ کر مسیح کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا صلیب پر چڑھنے تک کے کل واقعات تو جو نبیون نے مسیح کی بابت بیان کی سب پورے ہوئے اور خود مسیح کی شہادت جو اُسنے اپنی بابت دی وہ بھی پوری ہوئی مگر صرف ایک بات کہ وہ ضرور مرا اور اُسی پر کل نجات کا مدار تھا وہی پوری نہوئی یہ کیا اللہ کا مکر تھا کیا اللہ دُنیا کے شروع سے مکر کرتا رہا یا صرف محمد صاحب کو اپنے مکر مین لا کر اُنکو اور اُنکے مریدونکو تباہ کرنا چاہتا ہی اُنسے ایسا کونسا قصور ہوا ہے- اب ہم قرآن سے ایک اور مقام پیش کرینگے جو بہت صاف ہی اور ہمکو یہ بھی یقین ہی کہ اُسپر بہت کم مباحثہ ہو سکتا ہی- صرف اسبات کی ضرورت ہی کہ ہمارے مہربان محمدی مخاطبین اپنے دلون سے تعصب اور نفرت کو دور کر کے کچھ دیر کے لیے خدا کا خوف دل مین لا کر ہماری معروضات پر غور کرین- خدا ہمارے مخاطبون کو ایسی ہی توفیق دے بطفیل یسوع المسیح آمین باقی آیندہ

الحق کے ضوابط و شرائط

(١) مہذب اور شریفانہ الفاظ مین حق کا اظہار کرنا کسی دل دکھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا-
(٢) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہین وہ اس پتہ - الحق - ایس - پی - جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کرین-
(٣) راقم اگر اپنا نام پرچہ مین ظاہر نکرنا چاہین تو ہم رازداری کے ساتھ اُنکے سوالون کا جواب دینگے-
(٤) سوالات ایسے ہون جو نیک نیتی سے کسی کے دل مین پیدا ہون محض جھگڑا اور تو تو مین مین کرنیکی غرض سے نہون-
(٥) اس پرچہ مین اہل اسلام کے اعتراضونکا جواب خاصکر دیا جائیگا-
(٦) اسمین اکثر اُن کتابون پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوے-
(٧) جو صاحب کچھ تحریر کرین نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کرین اور سادہ عبارت مین تا کہ سب کی سمجھ مین آجاے-

(٨) مشنریون کو سو پرچے ماہوار بارہ روپیہ ۱۲
پچاس پرچے ماہوار ۶
پچیس پرچے ماہوار ۳
بارہ پرچہ ماہوار ۱
ایک پرچہ ماہوار ۲
مسلمانونکو صرف محصولڈاک ١

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی مین ہون

الحق

جلد ٢ | بابتہ ماہ مارچ سنہ ١٩٠١ء ایس پی جی مشن کانپور | **نمبر ٣**

مسیح مصلوب

سلسلہ کیلیے دیکھو فروری نمبر سنہ ١٩٠١ء

سورۃ المائدہ کی رکوع ١٦ مین ذکر ہے کہ روز قیامت خدا عیسیٰ سے سوال کریگا کہ کیا تو نے اپنے لوگون کو کہا کہ وہ مجھکو اور تیری مان کو ماسوا اللہ کے مانین - عیسیٰ جواب دیگا ہرگز نہین تو تو میرے دل کی جانتا ہے اگر مین کہتا تو مجکو وہ بات یاد ہوتی کہ مینے تو نہین کہا وہی کہا جو تو مجکو حکم کرتا تھا وغیرہ اب اس بیان مین جو آیت خاصکر ہمارے موجودہ مضمون سے علاقہ رکھتی ہے وہ ١١٧ ہے وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ "ترجمہ جب تک مین اُن لوگون مین رہا مین اُنکا نگران رہا پھر جب تو نے مجکو موت دی تو تو ہی اُنکا نگہبان تھا اور تو تو تمام چیزون کی خبر رکھتا ہے" بعض مولویون نے "توفیتنی" کا ترجمہ اپنی مطلب برآری کے لیے "اوٹھالیا" اور "لے لیا" کیا ہے شاہ عبدالقادر صاحب اپنی تفسیر مین یون لکھتے ہین "اور تھا مین اُنپر قول اور فعل اُنکے کا نگاہبان جب تک مین بیچ اونکے تھا پس جس وقت قبض کیا تو نے مجکو اور آسمان پر لے گیا اوپر اونکے اور تو اوپر سب چیز کے حاضر اور موجود ہے" دیکھو شاہ صاحب نے یہان

عیسائیون کے اعتراض سے بچنے کے لیے "توفیتنی" کا ترجمہ "قبض کیا" کر دیا مگر صبر کرو ہم شاہ صاحب کے "قبض" کیلیے مفسر حسینی سے قبض کشا نسخہ تیار کراتی ہین تاکہ شاہ صاحب اور انکے ہمخیالون کا یہ "انکی قبض" رفع دفع ہو جاے۔ ہم حسینی کی تفسیر پوری آیت پڑہ سُناتے ہین۔ "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ" اور تھا مین اونکے اقوال اور افعال پر "شَهِيدًا" گواہ یا نگہبان "مَّا دُمْتُ فِيهِمْ" جب تک تھا مین بیچ اونکے "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" پہر جب پہیر لیا تو نے یعنی آسمان پر اٹھا لیا یا مار ڈالا تو نے دیکھو حسینی نے کیسا بہت کچھ کیا ہی مگر مجبوراً مار ڈالا آخر مین کہنا ہی پڑا۔ ہم یہ نہین کہتے کہ آسمان پر اُٹھا لینا یا اوپر اٹھا لینا جسکے معنی وہی موت دی کے ہین درست نہین ہین مگر سیدھا اور آسان ترجمہ یہی ہے کہ "موت دی تو نے" اگر کسی مولوی کو جرأت ہو تو ہمارے ترجمہ موت دی کو از روے لُغت و قواعد عربی غلط ثابت کر دے اور ہم دعوی سے کہتے ہین کہ ہرگز نہ کر سکینگے اور اگر کوئی عربی دان کچھ ہماری خلاف کہنا چاہیگا تو پہلے اپنی عربی دانی کو بالاے طاق رکھے شروع سے اس آیت مین تنازعہ ہے اور وہ بہی اہل اسلام کے علما مین۔ کثرت سے لوگ ہین جو ہمارے ترجمہ کو درست کہہ رہے ہین اور اُنکا شمار قلیل ہے جو "قبض کیا یا اٹھا لیا" کا راگ گا رہے ہین اور انکا شمار بھی کثرت سے ہے جو قبض کرنا یا اُٹھا لینے کو موت دینے یا مار ڈالنے کی برابر خیال کرتے ہین۔ ابہی ہم نے حسینی سے کہلوا دیا ہے اب کیونکر سورہ نسا کا بیان اس آیت کے مطابق ہو سکتا ہے یہ تو صریح اختلاف ہے اور قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہو پس کلام خدا مین اختلاف کیونکر ہوا۔؟

اب ایک اور آیت ہم قرآن سے پیش کرینگے جسمین خداوند مسیح کی موت ہی نہین بلکہ اُنکی الوہیت ہی ثابت ہے اور وہ آیت سورۃ الانبیا آیت ۳۴ ہے "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ" (ترجمہ) (اے محمد) ہمنے تجھسے پہلے کسی بشر کی لیے ہمیشگی نہین رکھی مقصد اسکا یہ ہے کہ جب بت پرست لوگ محمد صاحب کو دق

کرتے تھے تو کوسنے کے طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اسکی موت دیکھین یعنے محمد صاحب
کی اسکلئے خدانے حضرت کو تسلی دی کہ تجھسے پہلے جو بشر ہوسے کوئی سدا جیتا نہین
رہا بس اگر تو مر جائیگا تو کیا یہ تیرے کوسنے والے جیتے رہینگے یہ بھی مرینگے اور
تجھ سے پہلے بھی سب آدمی مر گئے اسکے بعد ہی آیت ۳۵ مین کہدیا کُلُّ نَفْسٍ
ذَائِقَةُ الْمَوْت ، یعنے سب کو موت کا ذایقہ چکھنا پڑے گا دیکھو قرآن تبلاچکا
کہ خداوند مسیح کو خدانے زندہ آسمان پر اوٹھالیا اور آجتک زندہ چہارم پر زندہ ہین
اب تبلاؤ بشر من قبلک الخلد کے معنی کیا ہوے کیا یہان بھی خدانے کچھ
مکر کیا۔ مسیح خداوند تو محمد صاحب سے پہلے ہوئے پھر کیونکر خدا کہتاہے کہ ہمنے
تجھسے پہلے کسی بشر کے لیے ہمیشگی نہین رکھی اگر مسیح خداوند محمد صاحب کے گمان کے
مطابق محض بشر تھے تو ضرور مر گیئے اور جی بھی نہین اُٹھے اور اگر آجتک زندہ
ہین تو وہ بشر کیونکر ہوئے اسکا جواب ہمکو ضرور ملنا چاہیئے تاکہ قرآن کے اقوال کا
ہم کیونکر یقین کرین کہین کچھ کہتا ہے کہین کچھ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد
پس اگر کوئی کہے کہ مسیح کی موت نہین ہوئی تو وہ قرآن کی سورۃ آلعمران کی آیت
۴۵ کو بھی رد کرتا ہے۔ جہان مسیح خود کہتا ہے اگر مجھسے آگے توریت ہے اور مین اسکا
مصدق ہون اگر یہ درست ہوا اور درست ضرور ہوگا کیونکہ مسیح کا درجہ قرآن مین
ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ وہ کلمتہ اللہ ہے۔ روح اللہ ہے وہ اللہ مین سے
ہے اوسکا نام عیسیٰ ابن مریم ہے دنیا اور آخرت مین عزت والا اور مقربین مین
سے ہے پس اوسکا بیان ضرور حق اور برحق ہو سکتا ہے اب اگر مسیح نہین موا
تو کیونکر وہ توریت کا مصدق ہے کیونکہ توریت اور صحف انبیا تو نہین باتون سے
بھرے ہوئے ہین کیا کلمتہ اللہ روح اللہ دنیا اور آخرت مین عزت والا جھوٹ
بولیگا؟ محمدیو سوچو تو تم کیا کہنا چاہتے ہو بس اسکا جواب تمھارے پلے یہی پڑا
کہ وہ انجیل جسمین یسوع ناصری کا ذکر ہے اصلی نہین بلکہ جعلی ہے تمھارے نبی کو
تو اسقدر جگرا نتھا کہ وہ اسکو جعلی کہتے اور اگر کہتے تو ضرور اُنکی زبان بند ہوجاتی مگر تمکو
خدا مہلت دیتا ہے کہ توبہ کرو ایسی ناپاک گفتگو سے باز آؤ روح القدس کے حق مین

کفر مت بکو- دیکھو مسیح کے حواری بھی جنکو قرآن انصار اللہ کہہ رہا ہے اوسکی موت پر اوسکے زندہ ہونے پر بڑے زور شور سے شہادت دیتے ہین مگر ایک طرف تو تم انکو انصار اللہ کہتے ہو دوسری طرف کاذب بناتے ہو تمھارا حشر کن کے ساتھ ہوگا کیا محمد صاحب نے اپنی ہی شان مین کہا تھا یا اپنی اُمت کی شان مین "لعنت اللہ علے الکاذبین"

قرآن کا بیان یہودیون کے بھی خلاف ہے وہ باوجود مسیح اور اوسکی اُمت کی دشمن ہونے کے بھی اقرار کرتے ہین کہ مسیح ضرور موا کیونکہ تاریخی واقعہ پر خاک ڈالنا آسان نہین ہے +

بُت پرست رومی مورخ Tacitus مسیحی قوم کا بڑا بھاری دشمن تھا یون کہتا ہے کہ مذہب مسیحی کا موجد ایک شخص خرسطوس تھا جو شاہنشاہ طبریاس کے عہد سلطنت مین پنطوس پلاطوس کی حکومت مین مارا گیا" دیکھو کیسا صحیح بیان ہے جو اناجیل اربعہ اور اعمال الرسل سے مطابق ہے- دیکھو مرتے دم خداوند مسیح نے اپنی مان کو اپنے شاگرد یوحنا کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبرگیری کرے کیا اگر تمھارے خیال کے مطابق مسیح کی جگہ کوئی دوسرا شخص صلیب پر تھا تو اوسکی آواز بھی بدل گئی تھی جسکو بتولہ مریم نے نہ پہچان لیا کہ یہ اوسکے جگر گوشہ کی آواز ہے یا کسی مکار نے اُسکی جگہ دوسرے کو ٹانگ دیا؟ کیا اُس شاگرد نے اپنے پیارے ہادی کی آواز نہ پہچانی؟ پھر جسکو اللہ نے مکر کرکے عیسے کی جگہ ٹانگا تھا کیونکر مریم مقدسہ کا خیال آیا کہ میرے بعد کون اوسکی خبرگیری کریگا کیا اس مین بھی اللہ کا کوئی مکر تھا پھر وہ اپنے دشمنون کے لیے کیونکر دعا مانگتا ہے کہ اے باپ تو اُن کو معاف کر یہ گناہ اُنکے حساب مین مت لکھ کیونکہ وہ نہین جانتے کہ کیا کرتے ہین- اگر یہ شخص کوئی اور تھا تو ہم اسکو بھی ایک شریف النسل عظیم الشان شخص خیال کرکے حضرت ایوب کے صبر کرنے پر اسکو ترجیح دینگے ہاتھ لہولہان- پاؤن مین زخم- سر پر کانٹونکا تاج- جسکی نوکون سے زخم ہوکر خون کی بوندین جاری ہوکر ٹپک رہی ہین چارون طرف لوگونکا اژدہام ٹھٹھہ بازی کر رہا ہے دو شخص جنکا پیشہ چوری ڈاکہ زنی شہوت پرستی خونخواری تھا اوسکے دونون طرف ایک اُن مین سے بھی ٹھٹھہ کر رہا ہے پیاس کی حالت مین اوسکو پت ملا

سر کہ دیا جاتا ہے اِس سے پہلے سر کنڈا سے مار کر زد و کوب کرتے ہیں سب سے آخر میں
پہلو میں برچھا مارتے ہیں ایسی ایسی تکلیفیں ایک بے گناہ اُٹھا رہا ہے اور اِس
حالت میں وہ کہے کہ اے باپ یہ گناہ تو ان کے حساب میں مت لکھ۔ اللہ رے
تیرا صبر۔ دیکھو اگر تمھارا خیال درست ہو کہ یہ کوئی خراب شخص تھا جسکو خدا نے
حضرت عیسیٰ کی جگہ صلیب پر لٹکا دیا تو تمھارے نبی سے پھر بھی یہ افضل ہے
کیونکہ اُسنے اپنے ستانے والوں اور دشمنوں کے حق میں دعا کی مگر تمھارے نبی نے
اپنے باپ کے سگے بھائی اور اپنی چچی کو صرف اسلیے بد دعا دی کہ وہ اونکے
اسلام کو قبول نہیں کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اگر پھر وہی نقل ہانکو
کہ انجیل بدل گئی یہ بیان اصلی انجیل میں نہ تھا تو ہم تمکو یہ کہینگے کہ اِن باتوں کے بدلنے
سے یا انکی اسی طرح ہونے سے تمھارے نبی کی کونسی بات میں گھاٹا پڑتا تھا۔
اِس انکار کا سبب یہی ہے جو ہمنے اِس مضمون کی ابتدا میں بیان کیا کہ تمھارے
حضرت گناہ اور اُسکی حقیقت کو ہرگز نہیں سمجھے ورنہ ضرور ربنا المسیح کے کفارہ
کے قایل ہوتے وہ تو محض توحید کا راگ الاپتے تھے جو در اصل الحاد کی طرف
لیجاتی ہے کیونکہ نہ اِس سے انسان کے گناہ کا چارہ ہے اور نہ گناہ کو گناہ
خیال کیا جاتا ہے بلکہ یہ ایک فقرہ کہ اللہ رحیم و غفور ہے کہکر مست رہتے ہیں۔
مگر جب وہ اسکو رحیم غفور کہتے ہیں تو اُس کے عدل کو بھولجاتے ہیں اِس مضمون کو
ہم ذرا اور صاف کرکے بیان کرنا چاہتے ہیں گو ہم اگر اسکو یہیں ختم کر دیں تو
تو بھی یہ مضمون اپنی اس حالت میں بھی مکمل ہے قرآن کو شروع سے لے کر
اخیر تک پڑھو کہیں بھی خدا کا نام باپ سے تعبیر نہیں کیا گیا خدا کے ۹۹ نام قرآن
میں درج ہیں مگر ان میں سے کسی ایک نام سے بھی باپ کی صفت کا اظہار نہیں
ہو سکتا۔ ہماری ضمیر بھی ہمکو قائل کرتی ہے کہ خدا ضرور ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ
وہ ہمسے باپ کی سی محبت کرتا ہے اور اسکے ساتھ ہی ہماری ضمیر ہمکو آگاہ کرتی
ہے کہ ہم گنہگار ہیں اور اسکے ساتھ ہی ہمکو خدا کی پاکیزگی کی صفت کا خیال
آتا ہے بس فوراً ہم اپنے کو نا فرمانبردار اور باغی فرزند خیال کرتے ہیں

کیونکہ ہمارا باپ خدا پاک ہی ہم اپنی کرنی سے ناپاک پھر کیونکر اسکی حضوری حاصل کر سکتے
ہین- ہمارا باپ خدا بھی ہماری خطاؤن کی بابت یون شکایت کرتاہے۔ کہ سن اے
آسمان اور کان دھر اے زمین۔ کہ بیل اپنے مالک کو پہچانتاہے اور گدھا اپنے مالک
کے چرنی کو جانتا ہے پر میرے لوگ مجھے نہین جانتے اور نہ کچھ خیال کرتے ہین"
اب ان باغی اور نافرمانبردار فرزندون مین بعض تو اپنے باپ کے گھر کو لوٹ جانا
چاہتے ہین اور اپنی خطا کو قبول کر لیتے ہین اور ایسون کو انکا آسمانی باپ ہر وقت
قبول کرنے کو تیار ہی۔ مگر بعض بد ذات ہین اسقدر بے قصد ہو لیجاتے ہین- کہ اپنے ہی
جیسے بد معاش لوگوں مین بود و باش کرتے ہین اور اپنے عزیز باپ کی بابت
ہرگز خیال نہین کرتے ہین لوگ شیطان کے فرزند ہین شیطان انکے دلون کو موٹا کانون
کو بہرہ اور آنکھون کو اندھا بنا دیتا ہے اور وہی ایک بات سمجھاتا ہی کہ جو جی مین آئے
سو کئے جاؤ خدا رحیم اور غفور ہے ہر حالت مین تمکو بخش دیگا۔
مگر یہ نہ ہوگا ایسون کی بد ذاتی اور بدکاری ہو چکی ہی جسکو دیکھکر انکا باپ شیطان خوش
ہوتاہے کہ مین اپنے مقصد مین کامیاب ہو گیا- بھلا بتلاؤ تو جب خدا عادل بھی
ہے اور رحیم بھی تو ایسا کون ہے جو دونون صفتون کو پورا کرکے ہم سرخرو ہو سکتے ہین
قرآن کی سورہ فاتحہ مین لکھا ہے کہ خدا رحیم ہے تو کیا ہم اپنے گناہون سے بلا اسکا
عدل پورا کئے بچ جائینگے- اور خدا اپنے عدل کو پورا کرکے ہمکو سزا دے تو کیونکر
اسکا رحم پورا ہوگا- اب یا تو خدا اپنے عدل والی صفت کو ترک کرکے نرا رحم
ہی کریگا تب ہی تو ہم بچ سکتے ہین ورنہ ہمارے گناہ ہمکو عذاب الیم کا مستحق بنا
چکے کیونکہ وہ روز قیامت کا مالک ہے فرض کرو کہ کسی جج کے سامنے کوئی خونی
مجرم قرار دیا گیا اور از روی قانون وہ خون کی سزا یعنے پھانسی کا سزاوار ہوا
مگر جج بہت ہی رحیم الطبع ہے کیا خونی جج کے رحیم ہونے کا فائدہ اٹھا سکتا ہی
جسحال کہ جرم اسپر ثابت ہو گیا جج اپنے رحم کو قانون کے خلاف کام مین نہین
لا سکتا وہ ضرور قانون کی پابندی کو رحم پر اس معاملے مین ترجیح دے گا۔
اب ہم بھی گنہگار ہین ہر روز گناہ کرتے ہین کون ہمارے گناہون اور خطاؤن کا

شمار کرسکتا ہی۔ پھر کیونکر خدا جسکا ایک نام قرآن مین العادل بھی ہے اور جو ہر فرد بشر کا مالک ہی جو تمام آدمیون کا انصاف روز قیامت مین کریگا اور وہ بھی اُنکے اعمالونکی موافق۔ کون ہے جو اُسکے رحم کو حاصل کرسکتا ہے اور اگر وہ رحم نکرے تو کیونکر وہ الرحیم ہو سکتا ہے قرآن مین اِسکا حل ہمکو نہین ملتا مگر انجیل شریف مین اِسکو اِس خوبصورتی سے حل کر دیا ہے کہ اِنسان ضعیف البیان اس رحمت الٰہی کو دیکھکر حیران رہجاتا ہے وہان ہم اسکو اسطرح دیکھتے ہین۔ خداوند عیسیٰ نے اپنی جان تمام گنہگارون کے عوض مین دیدی۔ اور اسکی موت سے تمام گنہگارونکا کفارہ ہو گیا۔ پس اب اِن اسباب کو مدنظر رکھکر خدا اپنے رحم کو پورا کرسکتا ہی کیونکہ اسکے عدل کو مسیح کی موت نے پورا کیا ہے۔

اِسنے وہ سزا اپنے اوپر اوٹھائی جسکے ازروے عدل الٰہی ہم سزاوار تھے ہم جو کچھ خدا باپ کا دہارتے تھے وہ خدا بیٹے نے ادا کر دیا۔ صرف یہی ایک طریق ہے کہ خدا الرحیم ہوکر روز قیامت کا مالک ہی ہوسکتا ہے۔ ورنہ کوئی طریقہ محمدی بیان کرین۔ دیکھو محمد صاحب نے قرآن مین خداکے عادل اور رحیم ہونے کی کیسی غلط بنیاد ڈالی جسکا ثبوت ہرگز ازروے قرآن نہین مل سکتا۔ اس سے بڑھکر قرآن کی وہی غلطی ہے جسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ یعنے مسیح کی موت کا انکار۔ اسی سچے ایمان پر ہر مسیحی کلیسا مین شامل ہی ورنہ جو اِسکے خلاف کچھ کہے وہ ہرگز مستحق نہین کہ اپنے کو عیسائی کہے مسیح کی موت ہی سے خدا اپنا رحم گنہگار پر ظاہر کرسکتا ہے اور اوس کے آل عادل ہونے پر کوئی قصور نہ پڑے گا +

خداوند مسیح نے اِسی بات کے لحاظ سے یہ کہا کہ راہ حق و زندگی مین ہون مجھی سے خدا تک رسائی کا راستہ ہے۔ وہ برحق ہی اور مردہ گنہگار کو دوبارہ زندگی بخشنے والا اب کوئی دوسرا راستہ اگر ہو تو وہ ضرور ہلاکت تک پہونچائے گا۔ دیکھو حقیقی اسلام وہی ہے جو مسیح کا شاگرد ہون

مین پایاجاتا ہے مسیح کورد کرنا اسکی الوہیت سے انکار کرنا اوسکے نجات دہندہ ہونے سے منکر ہونا اوسکی موت کا جھٹلانا اوسکے کفارہ دینیکا اڑانا اپنی عاقبت خراب کرتا ہے اور خدا کے قادر کو ٹھٹھے بازی کرتا ہے۔ اور ایسا کہنا کہ انسان اپنی نیک اعمال سے بچ جائیگا یہ تو طبیعت انسانی کا فطرتی نتیجہ ہے اور گناہ ہے گھنڈ ہے بعض انسان اس سے کچھ تسکین بھی حاصل کر لیتے ہین مگر یہ محض خود پسندی اور گھمنڈ ہے کیونکہ خدا کے رو برو ہماری نیکیاں مثل گندی دہجی کے ہین ان گندی چیتھڑون کو پہنکر ہم خدا کے سامنے جسکی ذات پاک ہے نہین جاسکتے صرف مسیح کی راستبازی کا لباس جو بے داغ اور برف سے زیادہ سفید ہے ہمکو اس لایق بنا سکتا ہے کہ ہم خدا کی حضوری مین جائین اور

مسلہ تثلیث محمد صاحب کے لیے ٹھوکر کا باعث ہوا کیونکہ انھون نے عیسائی بعض فرقون سے اتفاق کیا اور غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ مسیحون کا اصل ایمان یہ ہے کہ وہ خدا باپ مقدس مریم اور ابن مریم کو مسلہ تثلیث کے اقانیم ثلثہ قرار دیتے ہین حالانکہ مسیحی درست ایمان یہ ہے کہ خدا باپ پیدا کرنے والا اور خدا بیٹا بچانے والا اور خدا روح القدس تسلی دینے والا اور اسی کو تثلیث فی الوحدت کہتے ہین اور ایماندار مسیحی نہ کسی گذشتہ زمانہ مین اور نہ آجکل اس بات کے اقرار کرنے سے شرمانے ہین کہ یہ بات ایک راز ہے جسکو کماحقہ سمجھ لینا کسی فرد بشر کا کام نہین اگر کوئی خدا کی ذات کو سمجھ جائے تو وہ پھر خدا نہ رہیگا کیونکہ انسانی ادنی عقل کے ادراک مین آگیا۔ دنیا مین بہت سے ایسے راز ہین جن کو انسان سمجھ نہین سکتا مگر بطور نتیجہ انکو اخذ کرکے مانتے ہین۔ مثلاً خدا حاضر و ناظر ہے۔ خدا خالق ہے۔ یعنے نیست سے ہست کرتا ہے بتلاؤ کون انکو سمجھا اگر سمجھا ہو تو ہمکو سمجھا دے فی الواقعی مسلہ تثلیث و کفارہ ایسے شاندار مسلہ ہین کہ انسان اپنے دل مین تسکین حاصل کر سکتا ہے ورنہ خشک ہو تو الحاد کا دروازہ فوراً کھولدیتی ہے۔ تاریخ کو دیکھو جسقدر رد ہوئے اور ملحد ہوئے وہ پہلے اسی مقام سے چلے تھے اور انجام اونکا الحاد مین ہوا +

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) ہندے بر شریفانہ الفاظ میں جو کچھ کہا کریا اسیکی دل دکھانیکی غرض کو کچھ نہ لکھا۔

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہیں وہ اس پتہ سے۔ الحق۔ ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کریں۔

(۳) سائل گر اپنا نام پرچہ میں ظاہر کرنا چاہیں تو ہم رازداری کیساتھ انکے سوالوں کا جواب دینگے۔

(۴) سوالات ایسے ہونگے جو نیک نیتی سے اسکے دل میں پیدا ہوں محض جھگڑا اور توتو میں میں کرنیکی غرض سے نہوں۔

(۵) اس پرچہ میں اہل اسلام کے

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
میں ہوں

الحق

الحق کے ضوابط و شرائط

اعتراضونکا جواب خاص طور سے دیا جائیگا

(۶) آیت اکثر قرآن کیتابوں پر ریویو ہونگے۔ جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہونگے

(۷) مضامین جو تحریر کریں سادہ عبارت میں تاکہ سبکی سمجھ میں آجاے۔

(۸) مستریونکو سو پرچہ ماہوار۔

بارہ روپیہ	۱۲
پچاس پرچہ ماہوار	۶
پچیس پرچہ ماہوار	۳
بارہ پرچہ ماہوار	۱/۸
فی پرچہ	۹
مسلمانونکو صرف محصول ڈاک	۶

نمبر ۴ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ع ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

ہم سابقہ تین نمبروں میں مسیح کی موت از روے قرآن کافی طور سے ثابت کر چکے اور بتلا چکے کہ قرآن کا بیان خود اسکے اپنے بیان کی مخالفت کرتا ہے اور محمد صاحب نے اسکا کیا وجہ بھی بتلا چکے کہ کیوں آنجناب نے اس شاندار تعلیم یعنی کفارہ کا انکار کرکے مسیح کی موت سے اپنی امت کو منکر ہونا سکھلایا۔

ہم سمجھتے تھے کہ جسقدر اسوقت تک ہم از روے قرآن اس مسئلہ پر لکھہ چکے وہ کافی سے زیادہ تھا مگر گذشتہ تین مہینوں میں ہندوستان کے ہر حصے سے ہمارے محمدی مخاطبوں نے ہماری طرز استدلال پر تو کچھ اعتراض نہیں کیا مگر مختلف پہلوؤں سے یہ کہا کہ ہم اکثر قرآن سے جن آیتوں کا حوالہ دیتے ہیں انکو عربی میں پیش نہیں کرتے ہمکو نہیں معلوم کہ اگر ہم قرآن کی آیتوں کو عربی ہی میں پیش کرکے اسکا ترجمہ کردیا کریں تو ہمارے مخاطب کسقدر فائدہ حاصل کرینگے یہ تو سب کو معلوم ہے کہ یہ پرچہ ماہوار آٹھ صفحہ پر شائع ہوتا ہے لوگ کثرت سے شاکی ہیں کہ پرچہ بہت چھوٹا ہے اور بیسیر ماہوار۔ اب بتلائیے اگر اس مختصر ماہوار پرچہ میں علاوہ اردو ترجمہ کے اصل عربی عبارت بھی نقل کردیجاے تو کسقدر اور کم گنجائش پرچہ میں رہجائے گی ہم

نمونہ کے طور پر ایک دو ہی چند اپنے مخاطب معترضین کی خاطر اُنھین کی ہدایتو نپر کار بند ہو کر شائع کرینگے
مگر ہم اپنے عزیز ناظرین سے ملتمس ہین کہ وہ براہِ نوازش ہمکو اپنی ذرّین رایسے مطلع فرمائین
کہ کیا دراصل عربی عبارت کے درج نہونے سے اُنکی سیطرحکی حق تلفی ہوتی ہے ؟

ہم اس ماہ مین بھی مسیح مصلوب کی موت پہ قرآن سے کچھ ادر سُنانا چاہتے ہین وہو ہذا
سورہ زخرف رکوع چھ آیت ۵۶ سے ۶۱ تک **ترجمہ** تو بس تمھاری قوم کے لوگ اسکو

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِبَنِيٓ اِسْرَآئِيلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُونَ وَاِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝

سُنکے ایک دم سے کہل کھلا پڑے اور لگے کہنے کہ ہمارے معبود اچھے یا عیسیٰ ان لوگون نے عیسیٰ کی مثال جو تمھارے سامنے لا ڈالی تو صرف کٹ حجتی کے طور پر بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہین جھگڑالو۔ عیسیٰ بس ہمارے ایک بندے تھے کہ ہمنے اُنپر احسان کیا تھا اور بنی اسرائیل کیلئے اُنکو ایک نمونہ بنایا تھا اور ہم چاہتے تو تم مین سے فرشتے کر دیتے کہ وہ زمین مین تمھاری جگہہ آباد ہوتے اور البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہین تو تم لوگ قیامت مین شک نہ کرو اور میرے کہے پر چلو یہی سیدھا رستہ ہے۔

ان آیتون مین جن الفاظ کیطرف ہم خاصکر اپنے مخاطبونکی توجہ طلب کرایا چاہتے ہین وہ یہ ہین۔ اور البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہین تملوگ قیامت مین شک نکرو۔
مفسرین قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے مشرکین کا سرگروہ زبعری تھا جو محمد صاحب سے اکثر بحث کیا کرتا تھا اور قیامت کی بابتہ دریافت کیا کرتا تھا کہ کب ہوگی؟ اور کیونکر ہوگی؟ اور وہان کیا ہوگا؟ اور قیامت کیون ہوگی؟ وغیرہ اور معلوم ہوتا ہے کہ کبھی محمد صاحب نے انھین مباحثونکے درمیان مین مشرکین کو مخاطب کرکے یہ کہا تھا۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ کہ تم اور خدا کے سوا جن چیزون کو پوجتے ہو وہ سب دوزخ کا ایندھن ہونگے۔ پس اسی جگہہ زبعری نے

اعتراض کیا کہ ہمارے بُت تو پتھر وغیرہ کے ہین اُنکو چاہی آگ مین ڈالو چاہے کسی اور
چیز مین اُنھین کوئی ضرر نہوگا اور اسی وقت یہ بھی سوال کیا تھا کہ عیسیٰ کی بابت تمھارا
کیا گمان ہو اور محمد صاحب نے غالباً یہی جواب دیا کہ وہ اللہ کے نیک بندے کلمۃ اللہ روح منہ
معصوم مطلق وغیرہ ہین تو زبعری کو ایک دوسری گرفت ہاتھ لگی اور فوراً بول اُٹھا کہ اگر
عیسیٰ سے نیک بندے جنکو نصاریٰ پوجتے ہین دوزخی ہوے تو ہمارے بُت پھر بھی مزے مین رہی
محمد صاحب کو اسکا جواب کچھ بھی نہ سوجھا اور بالکل خاموش ہوگئے زبعری کے ہمدردون
نے جو موجود تھے اس امر کے ظاہر کرنیکو تالیان بجائین کہ زبعری نے محمد صاحب کو بحث مین
ہرادیا اور فی الحقیقت ایسے موقع پر محمد صاحب کا سکوت کر جانا اسبات کی کافی دلیل ہے کہ محمد صاحب
زبعری سے کچی کھا گئے تب ہی تو خدا کو کہنا پڑا کہ عیسیٰ کی مثال جو تمھارے سامنے لا ڈلی
تو صرف کٹ حجتی کے طور پر بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہین جھگڑالو ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو بھی یہ بات
ناگوار گذری کہ محمد صاحب کے سکوت پر قوم قریش کے لوگ ایکدم سے کھل کھلا کر ہنس پڑے
اور شاید اسی لیے محمد صاحب کی زبانی یہ کہلوایا کہ البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہین
تم لوگ قیامت مین شک کرو اب ہم دریافت کیا چاہتے ہین کہ عیسیٰ کیونکر قیامت کی دلیل ہین
کیا اسکے معنی یہی نہین ہین کہ جسطرح عیسیٰ مردونمین سے مر کر جی اُٹھے ایسے ہی دوسرے
لوگ بھی ضرور مر کر جی اُٹھینگے ورنہ کیونکر عیسیٰ قیامت کی دلیل ہوسکتے ہین اصل مین
علم الساعۃ کے معنی ہین قیامت کا جھنڈا مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کھینچ
تانکر اُن حدیثون سے ملانا چاہی ہے جنمین لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ دوبارہ
دنیا مین آئینگے اور اسلامی شریعت کے مطابق کاروائی کرینگے اور تمام دنیا مین اسلامی
شریعت قائم کردینگے مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا عیسیٰ کا دوبارہ قیامت کے
قبل آنا کیونکر قیامت کی دلیل ہوسکتا ہے اس مقام پر بھی قرآن سورۂ نساء کی
بیان کی مخالفت کرتا ہے جہان لکھا ہے کہ عیسیٰ نہ مرا نہ جی اُٹھا بلکہ زندہ آسمانکو
چلا گیا ۔ بعض علماء محمدیہ نے اس مقام کو سورۂ نساء کے بیان کے خلاف معلوم کر

علم الساعۃ کو علم الساعۃ کرنا چاہا ہی اگر غور کرکے دیکھا جاے تو علم الساعۃ مسیح کی الوہیت پر دال ہی کیونکہ قیامت کا علم سوا خدا کے انسان کو نہین ہو سکتا جیسا کہ خود قرآن کی سورۂ اعراف رکوع ۲۳ آیت ۱۸۶ سے ۱۸۸ تک ترجمہ

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنها قل انما علمها عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ۝

لوگ تمسے قیامت کے بارہ مین پوچھتے ہین کہ کہین اُسکا تھل بڑا بھی ہے تم جواب دو کہ اُس کا علم تو صرف میرے پروردگار ہی کو ہے بس وہی اُسکو اُسکے وقت پر لا دکھائے گا۔ وہ ایک بڑا بھاری حادثہ ہے آسمان و زمین مین۔ قیامت تو بس اچانک تمھارے سامنے آموجود ہوگی پھر لوگ تمسے دریافت کرتے ہین گویا کہ تم اُسکی ٹوہ مین لگ رہے ہو۔ کیونکہ قیامت کا علم تو بس خدا ہی کو ہے لیکن اکثر آدمی نہین سمجھتے کہو کہ میرا اپنا ذاتی نفع اور نقصان بھی میرے اختیار مین نہین جو خدا چاہی اور اگر مین غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور مجکو گزند نہ پہونچتا مین تو ان لوگونکو جو ایمان لانا چاہتے ہین خوشی سنانیوالا ہون اور بس۔

ان آیتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب کو قیامت کا علم نہ تھا اور کیونکر ہوتا کیونکہ وہ خود بشر تھے اور جسکو قیامت کا علم ہی اُسے محمد صاحب اپنا پروردگار کہتے ہین اب اگر مسیح کو علم الساعۃ کہا جائے تو نا چار اُسکے خدا ہونے کا اقرار کرنا پڑیگا۔ خداوند مسیح نے خود اپنی بابت دعوی کیا ہی کہ قیامت اور زندگی مین ہون اور انھین معنونمین علم الساعۃ استعمال ہوسکتا ہی قیامت کے ہونے اور نہونے کے بابت محمد صاحب اور مشرکین کے مابین اکثر بحث چھڑی رہا کرتی تھی ہم چند آیتین ذیل مین

قرآن سے پیش کرتے ہین مثلاً۔

سورۂ نازعات رکوع ۲۔ آیت ۴۲ سے ۴۶ تک ترجمہ تمسے قیامت کے

یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسہا فیم انت من ذکرہا الی ربک منتہہا انما انت منذر من یخشہا کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحہا۔	بارہ مین پوچھتے ہین کہ اسکا کہین تھل بیڑا بھی، تم اسکا وقت بتانے کی طرف سے کہان کے بکھیڑی مین پڑے آخر کار تمھارے پروردگار ہی پر جاکر ٹھہرتی ہے جو شخص قیامت سے ڈرنا چاہتا ہے تم لوگ اسکو آگاہ کردینے والے ہو اور بس

لوگ جسدن قیامت کو دیکھینگے تو گویا وہ بس دن کے آخر پہر ٹھہرے یا اول پہر۔

سورۂ المومن رکوع ۶۔ آیت ۵۹ ترجمہ قیامت تو ضرور آنی ہے اسمین

ان الساعۃ لاتیۃ لاریب فیہا ولکن اکثر الناس لایومنون۔	کسی طرح کا شک نہین مگر اکثر لوگ یقین نہین کرتے۔

سورۂ زخرف رکوع ۷۔ آیت ۸۵ ترجمہ اور بڑی بابرکات ہے وہ ذات

وتبارک الذی لہ ملک السموات والارض وما بینہما وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون ۵	کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے سب جگہہ اسکی بادشاہت ہے روز قیامت کی خبر اسی کو ہے اور تمکو اسی کی طرف

لوٹ کر جانا ہے۔

سورۂ زمر رکوع ۷۔ آیت ۶۸ سے ۷۰ تک ترجمہ اور صور پھونکا جائیگا

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتب وجای	تو جو آسمان مین ہے اور جو زمین مین ہے ان پر بیہوشی طاری ہوجائیگی مگر جسکو خدا چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جاے گا تو اب سب کے سب ایک دم سے کھڑے ہوجائین گے دیکھنے لگینگے اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھیگی

بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لایظلمون ووفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون	اور کتاب رکھ دیجاے گی اور پیغمبر اور گواہ لا حاضر کیئے جاوینگے اور لوگونمین انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاویگا اور اُنپر ظلم نہ ہوگا اور جس نے

جیسے عمل کیئے ہین سب کو پورے پورے بھر دیئے جاوینگے اور جو کچھ بھی کہہ رہی ہین خدا اُس سے خوب واقف ہے۔

یہ آیتین عجا اور بہتیری ہیش کین ان مین خدا محمد صاحب کو طرح طرح کی ثبوت اور مختلف دلائل مشرکین کے قائل کرنیکے لیئے بتلاتا تھا تاکہ مشرکین کسی طرحسے قیامت قائل ہوکر بت پرستی سے باز آکر خدا پرستی کیطرف رجوع ہون مگر سب سے اٹل دلیل جو ہمکو قرآنمین نظر آتی ہو وہ یہی ہے کہ عدلی قیامت کی دلیل ہین ہر زمانہ و ہر ملک کے بت پرستون کے درمیان تاریخ ہمپر ظاہر کرتی ہو کہ باوجود بہت سی غلطیون کے روح کی بقا کا مسلہ کسی نہ کسی طرح سے مشرکین مین پایا جاتا تھا اور اسکی نرمی ہوائی ماہیت اُسکی نیست ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھی۔ مگر روح کا جسم کے ساتھ جی اُٹھنا ایک نئی مذہب بات تھی جب مقدس پولوس نے پہلی بار اس تعلیم کو ایتھنی کے لوگونکے سامنے بیان کیا تو لکھا ہو کہ اکثر لوگ اسکو طفلانہ بات سمجھکر ہنسنے لگے خداوند مسیح کے زمانہ مین بھی بعض صدوقیون کے جواب مین خداوند مسیح نے اُنکے اُس اعتراض کو جو وہ قیامت پر کرتے تھے یون رد کیا کہ تم نوشتون اور خدا کی قدرت کو نجانکر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت اسی نام مین سمجھی جاتی ہے جسمین خدا نے اپنے تئین ظاہر کیا جب اُسنے کہا کہ مین ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہون خدا مردونکا نہین بلکہ زندونکا خدا ہو مقدس پولوس مسیح کے جی اُٹھنے پر اپنے خطونمین بڑا زور دیکر مختلف کلسیاؤنکو مسیح کی قیامت کیطرف خاصطور سے رجوع کرتا ہو۔

مقدس پطرس بھی مسیح کے مردونمین سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ اُمید کیلئے سر نو پیدا ہونے اور بے زوال اور نہ آلودہ اور غیر فانی میراث جو آسمان پر کل

ایمانداروں کے لیے رکھی گئی ہے ذکر کرتا ہے۔
قیامت کے امکان کے ثبوت وقتاً فوقتاً پرانے اور نئے عہدنامہ میں بھی دئیے گئے۔ مثلاً پرانے عہدنامہ میں ہم پڑھتے ہیں کہ سارپتہ کی بیوہ کا لڑکا شونمیت عورت کا لڑکا وہ مردہ جو الیسع کی قبر میں ڈالا گیا جی اُٹھا۔ نئے عہدنامہ میں صوبہ دار کی لڑکی نائین کی بیوہ کا لڑکا چاروں کا مُردہ لعزر جی اُٹھا۔
اگرچہ قرآن کے زمانہ میں مسیحیوں اور یہودیوں کی کتب مقدسہ موجود تھیں اور ان متذکرہ بالا اشخاص کا ذکر ہی درج تھا۔ لیکن قیامت کی دلیل قرآن میں صرف مسیح کو ٹھہرایا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کیونکہ مذکورہ بالا اشخاص کا زندہ ہونا خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا تھا۔
یہ سب لوگ جلائے تو گئے مگر پھر مر گئے لیکن جب مسیح نے اپنی جان دیکر پھر اُسے لیا تو موت کا پھر اُس پر اختیار نہ رہا اس لئے مسیح قیامت کی دلیل ضرور ہے اُسکا جی اُٹھنا تمام انسانوں کے جی اُٹھنے کا دیباچہ ہے کیونکہ جیسے آدم میں شامل ہو کر سب مرتے ہیں ویسا ہی مسیح میں شامل ہو کر سب جلائے جائینگے اور یہ آخری جی اُٹھنا سچی قیامت اور مسیح کے جی اُٹھنے کا نتیجہ ہے محمدی مفسرین کا یہ کہنا کہ مسیح کو علم الساعۃ یعنی قیامت کی دلیل کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے خدا اس بات پر قادر تھا کہ مسیح کو بغیر باپ کے پیدا کر سکے تو ویسا ہی خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کھڑا کرے یہ علمار محمدیہ کی زبردستی ہے جسکو کوئی سلیم عقل والا شخص قبول نہیں کر سکتا مسیح کو بے باپ پیدا کرنے کے علاوہ بہت سے اور ایسی صنعتیں خدا تعالےٰ کی موجود تھیں جنکا ذکر کیا جا سکتا تھا مگر مسیح کو قیامت کی دلیل کہنا مسیح کی جی اُٹھنے پر دال ہے جسکے لئے مشرکین کو ایک خارجی ثبوت علاوہ قرآن کے دیا جا سکتا تھا کیونکہ

عیسائی جو کثرت سے عرب میں بھی تھے وہ تو اسبات کے قائل ہی تھے
کہ مسیح مر کر جی اُٹھا ہے ہم اس آیت کو جسمین مسیح کو قیامت کی دلیل
یا قیامت کا جھنڈا کہا گیا ہے مسیح کے جی اُٹھنے کا ایک بہت بڑا ثبوت
از روے قرآن گردانتے ہین کیونکہ مفسرین کی کمزوریان اس آیت
کی تفسیر کرتے وقت معلوم ہوتی ہین جسکا جی چاہے کسی تفسیر کو اُٹھا کر
دیکھ لے کہ ہر زمانہ مین مفسرین کے پانوٗن اس آیت کی تفسیر کرتے ہوے
کیسے کیسے ڈگمگاے ہین سواے رکیک تاویلون کے اور کچھ بن نہین پڑا
یہ بات بھی قابل غور ہے کہ خداوند مسیح کی صلیبی موت کے وقت ایک عجیب واقعہ ظہور مین آیا
لکھا ہے کہ قبرین کھل گئین اور بہت سی لاشین پاک لوگون کی جو آرام مین تھین اُنھین
اور اوسی کے جی اُٹھنے کے بعد اپنی قبرون سے نکلین اور پاک شہر مین جا کر بہتون کو
نظر آئین پس جسطرح خداوند مسیح کے جی اُٹھنے پر اکثر قبرین کھل گئین اور یون
قیامت کا ایک جزظاہر ہوا اسی طرح اُنکے دوبارہ آنے پر کلیتاً قبرین اور ہر
مقام جہان جہان مرفدون کی لاشین ہونگی اُگل دین گی اور پوری قیامت
ظاہر ہو گی پس یون بھی عیسیٰ قیامت کی دلیل و قیامت کا جھنڈا ہوا۔ ورنہ
مولوی صاحبان ہمکو سمجھائین تو کہ کیونکر عیسیٰ کو قیامت کی دلیل کہا گیا ہے

اطلاع

ہمارے پاس بہت سے خطوط محمدی احباب کے آے مگر ہم فی الحال اُنکو
درج نہین کر سکتے کیونکہ ہم ابھی ہین ہم اپنی طرف سے مسیح مصلوب والا مضمون ختم کرینگے اسکے بعد
اپنے مخاطبین کے خطونکو ماہ جون اور جولائی مین درج کرینگے تاکہ ہمارے مخاطبون
کو ہمارے کل خیالات اور دلائل اس اہم مضمون کے بابت معلوم ہو جائین اور اُنکو
اپنے اعتراضون پر ایک اور نگاہ ڈالنے کا موقع ملے۔

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب اور شرفانہ الفاظ میں حق کا اظہار کرنا کسی کے دل کی نیکی غرض سے کچھہ نہ لکھنا۔
(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہیں وہ اس پتہ سے۔ الحق ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کریں +
(۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ میں ظاہر نکرنا چاہیں تو ہم رازداری کے ساتھہ اُن کے سوالوں کا جواب دینگے +
(۴) سوالات ایسے ہوں جو نیک نیتی سے کیسکے دل میں پیدا ہوں نہ جھگڑا اور توہین کرنے کی غرض سے نہ ہوں +
(۵) اس پرچہ میں اہل اسلام کے

الحق کے ضوابط و شرائط

اعتراضوں کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا +
(۶) اس میں اکثر ان کتابوں پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئے۔
(۷) جو صاحب کچھہ تحریر کریں سادہ عبارتیں اختصار کے ساتھہ تاکہ سبکی سمجھہ میں آجائے +
(۸) مشتریوں کو سو پرچے ماہوار +

بارہ روپیہ	لعہ
پچاس پرچے ماہوار	۸ر
پچیس پرچے ماہوار	۴ر
بارہ پرچے ماہوار	۲ر
فی پرچہ ماہوار	۹ر
مسلمانوں کو صرف محصولڈاک	۲ر

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۵	بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء ایس پی جی مشن کانپور	جلد ۲

تتمہ مسیح مصلوب

ہم گذشتہ چار ماہ میں ربنا المسیح کی موت پر از روے قرآن بہت کچھہ لکھہ چکے مگر جیوں جیوں ہم قرآن پر زیادہ غور کرتے ہیں ہم کو پختہ یقین ہوتا جاتا ہی کہ محمد صاحب نے اگر مسیح کی موت کا انکار کیا تو نادانستہ کیونکہ کہیں کہیں بڑی صفائی سے اس کا اقرار کیا ہی جیساکہ ہم بہت سی آیتوں میں جن کا حوالہ پچھلے نمبروں میں دیا یہہ بات بتلا چکے کہ سورہ نسا میں جو یہہ بیان ہوا ہی کہ اُنھوں نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ صلیب دی قرآن کے بہت سے دیگر مقاموں کے بالکل مخالف ہی مگر اب ہم یہہ کہنے کو بھی تیار ہیں کہ سورہ نسا کا وہ بیان مسیح خداوند کی موت کے لئے کوئی انکاری ثبوت نہیں بلکہ اقراری بیان ہی +

فی الحال اسکے متعلق ہم اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ ابھی ہمیں قرآن سے اور کچھ بھی مسیح خداوند کی موت کی بابت عرض کرنا ہے ہم ذرا اسپر تو غور کریں کہ مسیح خداوند جب اِس دُنیا میں موجود تھا تو وہ اپنی نسبت لوگوں سے کیا کہا کرتا تھا؟ اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے ہمیں یہہ خاص باتیں معلوم ہوتی ہیں جو اپنی بابت اُس منجئی عالم سرور کائنات نے لوگوں کو مخاطب کر کے بطور پیش خبری کے بیان کیں اپنی موت اپنی قیامت اپنے صعود اور اپنے دوبارہ آنیکی بابت اب جب اُسنے اپنی موت کی بابت خبر دی تو اُسکے ساتھ ہی کفارہ کی تعلیم کو بھی واضح کر دیا مثلاً دیکھو مقدس یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵ اور جسطرح موسیٰ نے اُس سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اسیطرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُسکے سبب سے ہمیشہ کی زندگی پاوے +

مقدس یوحنا ۱۰: ۱۱ - اچھا چرواہا میں ہوں اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے اب اس سے بڑی صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی موت کی علت غائی گنہگار انسان کو بچانا تھی اہل یہود بھی ایک رہائی دینے والے کے منتظر تھے کیونکہ اُنکے پاک نوشتوں میں اُس رہائی دینے والیکا بڑی صفائی کے ساتھ ذکر ہوا تھا ربنا المسیح کی پیدایش کیوقت مقدس ہیکل میں ایک بزرگ جسکا نام شمعون تھا اس رہائی دینے والیکا منتظر تھا اہل یہود کے ساتھ جب مسیح خداوند کے مباحثے ہوتے تھے تو یہود اِس بات سے ہرگز منکر نہیں ہوتے تھے کہ مسیح کا آنا اُنکی کتابوں میں درج نہیں ہے بلکہ منکر صرف اِسی بات کے ہوئے تھے کہ مسیح ابن مریم وہ مسیح نہیں ہے جسکی خبر اُنکی کتابوں میں تھی ہم دیکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے بھی قرآن میں یہودیوں کو اُسکے لیئے بہت بڑی ملامت کی ہے سورہ نسار کے اُس بیان کے نیچے ہی جہاں مسیح کی موت سے انکار معلوم ہوتا ہے اسطرح لکھا ہے دیکھو سورہ نسار رکوع ۲۲ آیت ۱۶۱ +

وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ	اہل کتاب میں جتنے ہیں ضرور مرنے سے پہلے سکے سب عیسیٰ پر ایمان لائینگے مفسرین نے اسکی تفسیر یہہ کی ہے

کہ جب کوئی یہودی مرتا ہے تو فرشتہ اُسکے گرز مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقرار کر کہ مسیح جو آنیوالا

تھا وہی مسیح ابن مریم تھا جو آچکا مفسرین یہہ بھی کہتے ہیں کہ جب یہودی ایسا اقرار کرتا ہے تب
اُسکی جان نکلتی ہی جائے غور ہے کہ آیت میں لفظ اہل کتاب آیا ہے ہم دریافت کیا چاہتے
ہیں کہ کیا محمدی اہل کتاب نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ فرشتے اِن سے ایسا
اقرار نہ کرائیں؟ ہمارے خیال میں محمد صاحب کا یہہ کہنا کہ اہل کتاب میں سے مرنے سے
پہلے ہر شخص عیسیٰ پر ایمان لائیگا مقدس رسول کے اِس قول کا چربہ ہے کہ ہر ایک گھٹنا
مسیح کے تخت عدالت کے آگے خم ہوگا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب کے رہنما
بائبل شریف کے باریک باریک نقطوں سے بھی واقف تھے ہم بتلا آئے کہ خداوند مسیح نے
اپنی بابت چار بہت بڑی آئندہ ہونیوالی باتوں کی پیش خبری کی یعنی اپنے مرنے جی
اُٹھنے آسمان پر صعود کرنے اور دوبارہ دُنیا میں آنیکی محمد صاحب نے اِن میں سے
آخری دو باتوں کا تو اقرار کیا مگر پہلی دو باتوں کا سورہ نساء میں جھٹلانے کی کوشش
کی ہے کیونکہ قرآن کے مفسرین سورہ نساء کے اُس بیان سے ایسا ہی باور کراتے
ہیں اور سورہ نساء کے اُس بیان کی رعایت رکھکر قرآن کے دوسرے مقاموں کی
جو بادی النظر میں سورہ نساء کے بیان سے بالکل خلاف ہیں رکیک تاویلیں کرکے دونوں
بیانوں کو ایک کرکے دکھلاتے ہیں خداوند مسیح کی موت سے مُنکر ہونیکے لئے ہم محمد صاحب
کو زیادہ ملزم نہیں ٹھہراتے مگر ہاں مفسرین کی بیباکیاں اور زبردستیاں اُسی قسم کی ہیں جیسا
کچھ یہودی ربیوں نے عہد عتیق کو چھوڑ کر اپنے باپ دادوں کی روایتوں پر اندھے طور
سے عمل کرنیکی کی ہیں یہودیوں کے نزدیک پرانا عہدنامہ مثل مُردہ حرف کے ہے جس میں وہ کوئی
جان خیال نہیں کرتے بلکہ جھوٹھی اور بناوٹی روایتوں کو کلام اللہ پر ترجیح دیتے ہیں
یہی وجہ تھی کہ مسیح موعود کے پہچاننے میں غلطی کی اور اِس غلطی کا اثر لوگوں کے دلوں
پر یہاں تک تھا کہ خود خداوند مسیح کے شاگرد اُسکے مصلوب ہونے سے حیران ہوکر آپس
میں یہہ کہتے تھے "ہم کو امید تھی کہ اسرائیل کو خلاصی یہی دیگا" اُن کے دِل میں اِسبات کا
گمان نہ تھا کہ مسیح کو ایسا عذاب دیکر لوگ مار ڈالینگے وہ گمان کرتے تھے کہ مسیح اپنے

دشمنوں کے ہاتھ سے معجزانہ طور سے نکل جائیگا اُن کے ذہن میں یہہ بات ہرگز نہ آئی تھی
کہ مسیح کے اِس کلام کے کیا معنی ہیں "جب تک ابن آدم مُردوں میں سے جی نہ اُٹھے جو کچھ تم
نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا" کیونکہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے معنی ہی نہ سمجھے تھے بلکہ مسیح
کے جی اُٹھنے کے بعد بھی جب مقدس یوحنا اور پطرس مسیح خداوند کی قبر کے پاس پہنچے اُسوقت
تک وہ دونوں "اُس نوشتے کو نہ جانتے تھے جسکے بموجب اُسکا مُردوں میں سے جی اُٹھنا
ضرور تھا" پس اُسکے جاننے کے لئے خداوند مسیح کو صعود کرنیکے قبل اُنپر یہہ ظاہر کرنا ضروری
تھا "کہ یہہ میری وہ باتیں ہیں جو میںنے اُسوقت تم سے کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ
ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کی کتابوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں
پوری ہوں اسپر اُسنے اُنکا ذہن کھولا تاکہ صحیفوں کو سمجھیں اور اُن سے کہا یوں لکھا ہے کہ مسیح
دُکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا اور یروشلم سے شروع کرکے ساری قوموں
میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی مُنادی اُسکے نام سے کیجائیگی تم اِن باتوں کے گواہ ہو" اس
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودی لوگ اُس رہائی دینے والے کے جسکے منتظر وہ ہر زمانہ میں
تھے اُسکے اُن خاص نشانوں کو جو اُسکی بابت موسیٰ کی توریت نبیوں کی کتابوں اور زبور میں
مندرج تھے بالکل بھول گئے تھے زیادہ تر اُنکا دارومدار تالمود اور دیگر جھوٹی روایات پر تھا
صحیفوں کے سمجھنے کا ذہن اُن سے بالکل جاتا رہا تھا بعینہ یہی حال ہم محمدی مفسرین کا
پاتے ہیں وہ قرآن کے متن پر تو کم غور کرتے ہیں مگر نامعتبر روایتوں کو اپنے قیاس کے ساتھ
ملا کر بطور سند پیش کرتے ہیں ہمارا گمان ہے کہ قرآن کا کوئی مقام بھی یعنی جس جس جگہ وہ یہود اور
نصاریٰ کا ذکر کرتا ہے بائبل شریف کا ایسا مخالف نہیں معلوم دیتا جیسا کہ وہی قرآن کے
مقامات مفسروں اور محدثوں کے بیان کرنے سے معلوم ہوتے ہیں +

اب ہم قرآن سے ایک مقام پیش کرتے ہیں اور مفسرین کی تفسیر سنا کر ہم خود
اِسکا مطلب بائبل شریف کے منشا کے مطابق بتلائینگے اور ناظرین کو خود روشن ہوجائیگا
کہ مفسرین نے اس مقام کی تفسیر کرنیکے وقت کیسی کیسی لغزشیں اور ٹھوکریں کھائی ہیں +

سورۂ صافات رکوع ۳ آیت ۱۰۲ سے ۱۱۰ تک +

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ +

"ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم سوچو کہ تمہاری کیا رائے ہی کہا کہ اباجان آپ کو جو حکم ہوا ہی اُس کی تعمیل کیجیے انشاء اللہ آپ مجھ کو بھی صابر پائیں گے۔ جب پھر دونوں تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل پچھاڑا تو ہم کو ان کی کہ ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کر دکھایا نیک بندوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں بیشک یہہ کھلی ہوئی آزمایش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی سے فدیہ دیا اور آینوالی امتوں میں اُن کا ذکر خیر باقی رکھا" +

اِس عبارت کی آخری آیت میں جو عظیم کا لفظ یعنی ذبح کی صفت میں وارد ہوا ہی مفسرین اُسکی نسبت طرح طرح کے قیاس لڑا رہے ہیں کوئی کہتا ہی کہ ابراہیم نے جو مینڈھا لڑکے کے عوض ذبح کیا وہ موٹا تازہ تھا اِسلئے اُسکے لئے لفظ عظیم کہا گیا ہی کوئی کہتا ہی اُس مینڈھے نے چالیس فصلیں خریف کی بہشت میں چری تھیں اِسلئے لفظ عظیم بولا گیا کسی نے یہہ وجہ بیان کی کہ یہہ وہی مینڈھا تھا جسکو ہابیل نے پہلے پہل قربانی چڑھایا تھا اور جبرئیل اُسکو بہشت سے لے آئے تھے کسی نے یہہ لکھا ہی کہ ابراہیم کے بیٹے کے فدیہ ہونے کی وجہ سے لفظ عظیم کا اطلاق اُسپر ہوا اگر ذرا سا غور کرنے سے فوراً یہہ تمام قیاسات بے بنیاد معلوم ہوتے ہیں اور یہہ بھی معلوم ہوجاتا ہی کہ یہہ سب اسباب نہایت رکیک ہیں کیونکہ ایک انسان اور اِنسان بھی کیسا ذبیح اللہ ابن ابراہیم جسکے ذریعے دنیا کے تمام گھرانے نجات پائیں اُسکے عوض ایک جانور خواہ وہ بہشت ہی سے کیوں نہ آیا ہو ہرگز بدلا نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی ناقص ہستی کامل شی کا بدلہ نہیں ہوسکتی نہ ادنی مخلوق اعلیٰ مخلوق کے عوض قربان ہوکر لفظ عظیم کا مستحق ہوسکتا ہی پھر جائے غور ہی کہ قرآن کی فصاحت اور بلاغت کا دعوی کر کے معجزہ کی حد تک پہنچایا جاتا ہی لیکن جب وہ ایک ناچیز جانور پر لفظ عظیم کا اطلاق کرتا ہی تو

کون ہی جو قرآن کی فصاحت اور بلاغت کا قائل ہو۔ ہاں ہم یہہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ یہہ لفظ
عظیم اس عبارت میں شروع سے مفسرین کو کھٹکا کیا ہی تبھی تو طرح طرح کی تاویلیں سوجھیں بلکہ آجکل
دنتک بڑے بڑے مولوی اسبات کے درپے ہیں کہ اس لفظ عظیم کی گتھی کو سلجھائیں مگر بے سود
دیکھو موجودہ زمانہ کے عالم اجل فاضل اکمل خان بہادر شمس العلما مولانا مولوی نذیر احمد صاحب ایل
ایل ڈی دہلوی کو بھی یہہ لفظ عظیم قرآن کا ترجمہ کرتے وقت کھٹکا ہی اور وہ اس لفظ کے فائدہ میں
یوں رقمطراز ہیں ''مفسرین نے بڑی قربانی سے وہ موٹا تازہ دنبہ مراد لیا ہی جو اسمعیل علیہ السلام
کے بدلہ میں خدا نے جنت سے ذبح ہونیکے لئے بھیجا تھا اور ہمارا ذہن اسطرف منتقل ہوا کہ
شاید بڑی قربانی سے بقرعید کی قربانی مراد ہی کہ یہہ بھی سنت ابراہیمی ہی والعلم عنداللہ'' بڑا تعجب
معلوم ہوتا ہی کہ محمدی علما جو تیرہ سو برس ہیں اس لفظ عظیم کا اصل مفہوم جو ذبیح کی صفت میں وارد
ہوا ہی نہ سمجھ سکے اور جو کچھ سمجھے وہ بھی نہ سمجھنے کے برابر ہم اسکے معنی بتلاتے ہیں اس لفظ عظیم
کے بعد یہہ الفاظ ہیں ترکنا علیہ فی الآخرین یعنی آئندہ کی پشتوں میں اُنکا ذکر خیر باقی رکھا'' یہہ وہی
بات ہی جو خدا نے ابراہیم سے توریت میں کہی کہ میں تیری اولاد کو آسمان کے تاروں اور سمندر کی ریت
سے بھی زیادہ بڑھاؤنگا اور زمین کے سارے گھرانے تیری نسل سے نجات پاوینگے مسیح خداوندکی
بابت توریت نبیوں کے صحیفے اور زبور جو کچھ ہمکو پیشین خبری کے بتلاتے ہیں اسکا لب لباب یہہ ہی
کہ مسیح موعود اسحاق کی نسل یہوداہ کے فرقہ داود کے خاندان بیت لحم کے شہر او کنواری کے بطن
سے ظاہر ہوگا جب پیدا ہوگا تو مرد غمناک ہوگا اپنے لوگوں سے رد کیا جائیگا دنیا کی لعن طعن اُٹھائیگا
آخرکار صلیب پائیگا مگر قبر کو اسپر تسلط نہ ہوگی زندہ ہوگا اور آسمان پر صعود کر جائیگا۔ اہل یہود اسبات کا
پورا اعتقاد رکھتے تھے کہ خداوند اس وعدہ کو وقت پر پورا کریگا بلکہ وہ لوگ آجتک اُس ہادی کے دن کے
منتظر ہیں اور اس ہادی کے دن کی برچھائیں وہ مصر کی رہائی میں دیکھ چکے ہیں اور فی الحقیقت
خدا کا یہہ وعدہ جو اُس نے ابراہیم سے اسحاق ذبیح اللہ میں ہو کر کیا تھا اُسوقت پورا ہوا جسوقت
ربنا المسیح صلیب پر یہہ کہکر پکارا کہ ''پورا ہوا'' اور ٹھیک اُسوقت ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا یہودی
اور غیر یہودی دونوں کے لئے نجات کا دروازہ کھل گیا اسی معنی میں ترکنا علیہ فی الآخرین درست

ہوسکتا ہی اور خدا کا وہ کہنا بھی کہ "تیری اولاد کو آسمان کے تاروں اور سمندر کی ریت سے زیادہ بڑھاؤنگا، اور دُنیا کی ساری قومیں تیری نسل سے نجات پائینگی" اور ذبیح اللہ کی قربانی کا عوض وہی ہی جسکو کلمۃ اللہ اور روح اللہ خود قرآن میں کہا ہی اور بائبل شریف میں اُسے ابن اللہ کا خطاب ہی اور اُسپر لفظ عظیم کا اطلاق کرسکتا ہی نہ کہ کسی فردوسی بھیڑ پر جیسا کہ محمدی مفسرین یاوکرایا چاہتے ہیں ہمارے مہربان مکرم مولانا نذیر احمد صاحب کا یہہ کہنا کہ "بڑی قربانی سے بقرہ عید کی قربانی مراد ہی کہ یہہ بھی سُنت ابراہیمی ہی" ایک بڑی زبردستی ہی بھلا خیال تو فرمائے قرآن میں آپ یہہ مان چکے کہ مسیح جو آنیوالا تھا وہ وہی مسیح ابن مریم تھا یہودی اس بات سے منکر ہیں اور اگر وہ اسبات کے قائل ہوجائیں کہ مسیح ابن مریم ہی مسیح موعود تھا تو قضیہ ہی ختم ہوجائے۔ وہ آج ہی قربانی وغیرہ بند کردیں کیونکہ انکے پاک نوشتے اُنکو اس بات پر مجبور کرینگے کہ یہہ تمام رسمیں جو تم ادا کرتے تھے وہ مثل پرچھائیں مسیح موعود کے آنے تک تھیں جب مسیح موعود آگیا تو ان رسموں کو بھی بند کردیں اُس حالت میں یہہ سُنت ابراہیمی تو باقی رہیگی ہی نہیں۔ دوسری زبردستی مولوی صاحب کی ایک اور ہی کہ وہ اسمٰعیل کو ذبیح اللہ سمجھے ہوئے ہیں جسکو مولوی صاحب ہرگز ثابت نہ کرسکینگے فی الحال ہم اس بحث کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں صرف یہہ دکھلا دینا تھا کہ لفظ عظیم کی تاویل جو مفسرین اور علمانے کیا سونکا سہارا ڈھونڈھکر کی ہی وہ کیسی بے بنیاد ہی اور لفظ عظیم خداوندی مسیح کی قربانی سے کسقدر چسپاں ہی پس جبکہ خداوند مسیح کا قربانی ہونا جو کفارہ کے لئے نہایت ضرور تھا ہم قرآن سے بھی ثابت کرچکے تو کیوں ہمارے محمدی احباب اسپر غور نہ کریں اور سورہ نساء رکوع ۲۲ آیت ۵۷ اور ۱۵۸ اسکے بیان پر بھی سوچکر اُسکا اصل مفہوم دریافت کریں +

اس آیت میں جو الفاظ شُبِّهَ لَهُم ہیں اُسکے معنی درست تو یہی ہیں کہ اُنکا اشتباہ ہی معلوم ہوا اگر مفسرین کہتے ہیں کہ اُنکے معنی یہہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی شکل کا کوئی دوسرا صاحب بن گیا تھا جسکے لئے مفسرین کے پاس کوئی ثبوت نہیں صرف جھوٹی روایتوں کے پیچھے دوڑکر اپنا اعتبار بھی کھوتے ہیں حقیقت یہہ معلوم ہوتی ہی کہ یہودیوں نے مسیح کو مسیح جانکر نہیں مارا بلکہ یہہ سمجھکر کہ یہہ کوئی جھوٹھا مسیح ہی یوں گویا دھوکے سے اُنہوں نے حقیقی مسیح کو مروا ڈالا

یہہ جو اس آیت میں کہا کہ نہ قتل کیا نہ صلیب دی ایک طرح سے یہہ بھی درست معلوم ہوتا ہی کیونکہ اُنہوں نے خداوند مسیح کو قتل نہیں کیا قتل کا لفظ عام طور سے کسی دھاردار آلہ سے خون بہاکر مار ڈالنے کو کہتے ہیں مسیح کی موت کی تو یہہ صورت نہ تھی ممکن ہی اسی لحاظ سے کہا مَا قَتَلُوْهُ اب رہا مَا صَلَبُوْهُ صلیب دینے کے جو شرائط تھے وہ بھی خداوند مسیح کے ساتھہ ٹھیک ٹھیک برتے نہیں گئے صلیب پانیکے لئے کانٹوں کے تاج کا سر پر ہونا ضروری نہ تھا نہ پہلو میں برچھے مارنے کی ضرورت تھی پھر یہودیوں نے کب مسیح کو صلیب دی یا قتل کیا جو کچھہ کیا وہ رومی بت پرستوں نے کیا صرف یہودیوں کے کہنے سے ممکن ہی کہ اسی لئے کہا کہ نہ صلیب دی اور نہ قتل کیا یہہ یاد رہے کہ اگر سورہ نسا کے اس بیان کی قرآن کے دوسرے مقاموں کے ہم معنی تفسیر کیجائے تو سورہ نسا کا یہہ بیان قرآن کے سارے شیرازے کو بکھیر دیگا ✦

ہم قرآن کے اکثر مقامات پر مفسرین کو تفسیر کرنیکے بعد یہہ کہتے سُنتے ہیں واللہ اعلم لفظ عَظِیم جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اُس کی نسبت بھی اپنا قیاس لڑانے کے بعد قریب قریب ہر مفسر نے یہی کہکر پیچھا چھوڑا لیا ہی کہ " واللہ اعلم " پھر کون وجہہ مانع ہی جو سورہ نسا کی وہ آیت جسکے سمجھنے سے وہ قاصر ہیں اُنسے " واللہ اعلم " نہیں کہلواتی بلکہ برعکس اسکے بڑے زور اور شور کے ساتھہ یہہ کہتے ہیں کہ " شُبِّهَ لَهُمْ " کے یہہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ کوئی دوسرا شخص اللہ نے صلیب پر ٹانگ دیا اور اُس کو اللہ کا مکر بتلاتے ہیں اور یہہ بیان صریح انجیل شریف اور یہودیوں کے کُتب الہامی بلکہ خود محمدیوں کے قرآن جسکو وہ منجانب اللہ نازل ہونا بتلاتے ہیں خلاف ہی ✦

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وائیلی مینیجر
سنہ ۱۹۰۱ ع

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مہذب و شریفانہ الفاظ میں حق کا اظہار کرنا کسیکے دل کھانیکی غرض سے کچھ نہ لکھنا +

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہیں وہ اس پتے سے الحق ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کریں +

(۳) راقم اگر اپنا نام پرچہ میں ظاہر نہ کرنا چاہیں تو ہم رازداری کے ساتھ انکے سوالوں کا جواب دینگے +

(۴) سوالات ایسے ہوں جو نیک نیتی سے کسی کے دل میں پیدا ہوں محض جھگڑا اور تو تو میں میں کرنیکی غرض سے نہ ہوں +

(۵) اس پرچہ میں اہل اسلام کے جن مضامین کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا +

(۶) ہمیں اکثر ان کتابوں پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی ضد اپر تحریر ہوئے +

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کریں سادہ عبارتیں اختصار کیساتھ تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے +

(۸) قیمت بیرنگ سو پرچے ماہوار +

بارہ روپیہ — ۱۲ عہ

پچاس پرچے ماہوار — ۶ روپے

پچیس پرچے ماہوار — ۳ روپے

بارہ پرچے ماہوار — ۱/۸

فی پرچہ ماہوار — ۹

مسلمانوں کو صرف محصولڈاک — ۶

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۶ | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۱ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

مسیحی خداشناسی

خداوند عالم کے موجود ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہے بلکہ اُس کا موجود ہونا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے اور اس امر کا یقین کہ ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے مگر جیسا کہ وہ ذات پاک ہے ایسا نہ کسیکی عقل سمجھا سکتی ہے اور نہ آجتک کسی نے سمجھایا اور نہ ویسا آجتک کسی نے سمجھا اور نہ سمجھ سکتے ہاں اتنا ضرور ہر شخص سمجھا سکتا ہے کہ وہ ہر شی کا خالق ہے ہر شی کا مالک ہے ہر شی پر قادر ہے سب اُسکے سامنے مجبور رہیں اُسکی عزت اور جلال کے سامنے کسی کی کچھ ہستی نہیں ہے +

ہر ملت اور ہر عقیدے کے لوگ یہہ جانتے ہیں اور اُنکی عقل بھی قبول کرتی ہے کہ خدا کی ہستی کی کوئی ایسی دلیل نہیں ہوسکتی جسکے خلاف کوئی اعتراض یا عذر باقی نہ رہے اور فی الحقیقت اگر ہوتا تو ایمان کی گنجایش ہرگز نہ رہتی اور انسان کی آزمائش کی حالت بھی جو اُسکے ایمان کی کسوٹی ہے غیر ممکن ہوتی سب سے اوّل خدا کی ہستی کا خیال انسان کے باطن میں پیدا ہوتا ہے اور جب اس باطنی شہادت کو بیرونی شہادت ملجاتی ہے تو مضبوط ہوکر اُسکے ایمان کو زیادہ استحکام ہوتا ہے کوئی زمانہ خواہ کیسا ہی تنگ خیال کرو کوئی مُلک خواہ کیسا ہی دور کیوں نہ ہو کوئی قوم خواہ کیسی ہی وحشی کیوں نہ ہو سب کے دل

ہستی کیطرح اثبات کے قائل ہیں کہ خدا ہی اور یہہ عام بات ہی کہ عالم میں علت اور معلول دونوں کا تسلسل خود علت اولی پر دال ہی اور سب سے بڑھکر شہادت وہ ہی جسکو کانشنس یا نورِ قلب کہتے ہیں +

گو خداوند عالم کی ہستی کا خیال ایک عالمگیر خیال ہی مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ اس پاک ذات کی بابت اکثر لوگ بیہودہ اور گندے تصور باندھتے ہیں ہم اپنے ہندوستانکے تعلیم یافتہ غور کرنیکے بعد یہہ پاتے ہیں کہ خداشناسی کے تصور کے ساتھہ ساتھہ اُن میں چار بڑی بڑی غلط تعلیمیں خلط ملط ہوگئی ہیں۔ مثلاً۔

(۱) **میٹریل ازم** یعنی یہہ وہ تعلیم ہی جو سکھلاتی ہی کہ جہان ازلی مادہ سے مرکب ہی اور اسی کی قوت سے اُسکے تغیرات اور تبدلات ہوتے رہتے ہیں اب ذرا غور کرو تو اس تعلیم کا نتیجہ یہہ ہی کہ عالم میں خدا کی گنجائش نہیں رہتی +

(۲) **پنتھی ازم** یعنی ہمہ وستی تعلیم جو خدا اور جہان میں کچھ امتیاز نہیں کرتی بلکہ یہہ سکھلاتی ہی کہ خدا آپ ہی کرتا ہی اور آپ ہی کراتا ہی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ خالق اور مخلوق میں کوئی فرق نہیں +

(۳) **ڈی ازم**۔ اس تعلیم کا مقصد یہہ ہی کہ خدا نے اس جہان کو تو بنایا لیکن اب اُسکے انتظام میں دخل نہیں دیتا اسطرح یہہ تعلیم خدا کو اس جہان سے بالکل بے تعلق ٹھہراتی ہی یا یوں کہو کہ خدا مدت کے لئے ہر کام سے سبکدوش ہوگیا +

(۴) **اگناسٹی ازم**۔ یہہ تعلیم خدا کی ہستی کا نہ اقرار کرتی ہی اور نہ انکار اور اپنے دعوی کی دلیل یہ بیان کرتی ہی کہ انسان میں ایسی قوت نہیں ہی جس سے وہ خدا کا خیال کرے یا اس سے رفاقت رکھہ سکے ان چاروں تعلیمات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ خداشناسی کی کیسی غلط تعلیم لوگوں میں پھیلی ہوئی ہی ڈاکٹر ڈ ہیگن نے کیا خوب فرمایا ہی کہ بہتر ہی کہ ہم خدا کی بابت کوئی ایسا تصور نہ کریں بہ نسبت اس تصور کے جو اُسکی شان کے ناموافق ہو۔ سچی خداشناسی کا علم جو یوں ہی کہ "ہم ایک خدا پر جو قادر مطلق باپ آسمان اور زمین سب دیدہ اور نادیدہ چیزوں کا بنانیوالا ہے اعتقاد رکھتے ہیں" تمام مذاہب کے لئے جو خداشناسی کا دعوی کرتے ہیں ضروری ہی غور کرنیکا مقام ہی کہ خدا جو تمام عالم کا باپ ہی وہ تمام دنیا کے لئے ایک ہی حالت رکھتا ہی اور اس میں شخصیت اور قدوسیت اور کمالیت ہی خدا جو رحیم اور قادر مطلق ہی اُسکا حکم مسیح میں ہو کر اُن سب پر جو دانستہ یا نادانستہ غلطی اور گناہ کی دلدل میں سر بسر پست ہو گئے ہیں ظاہر ہوا ہی خدا خود مجسم ہوا تاکہ انسان اُسکی خصلت کو جانکر روحانیت قدوسیت اور کمالیت کیطرف مائل ہو کوئی مسیحی رسول یا مشنری کبھی غیر مسیحیوں کے درمیان بلا اس خیال کے نہیں گیا کہ اُسکی اپنی خداشناسی کا نقشہ اُن لوگوں سے بلند اور بالا ہی جنکے درمیان وہ اس مبارک ہستی کا پیغام پہنچانا چاہتا ہی مسیحیوں نے اگلے زمانے میں یونانیوں کو خداشناسی سکھلائی اور وہ آجکے دن ہندوستان کے ہندوؤں اور محمدیوں کو بھی خداشناسی سکھلا کر انپر یہہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ جنکو اُنکے مخاطبین نے اپنا ہادی اور رہبر پیشوا و شافع قرار دیا ہی انہیں بھی بہتیرے معمولی شخص اخلاقی خصلتیں بھی نہ رکھتے تھے پھر بھلا کیونکر وہ الٰہی ہستی یا شافع ہوسکتے ہیں؟ (باقی دارد)

مراسلات

جناب اڈیٹر الحق صاحب دام عنایتہ۔ تسلیم مزاج شریف آج آپکا پرچہ الحق نمبر ۳ جلد ۲ مجکو ملا۔ پڑھا معلوم ہوا کہ واقعی آپنے تحقیق کی خوب داد دی ہے آپکی تحریروں سے میٹھے میٹھے مجکو بھی گدگدایا کہ غالباً ایسے شخص سے بہتری تحقیقات نئی نئی نکل جائیگی لہذا التماس ہے کہ قبل اسکے چند سطریں بارہ مسئلہ تثلیث ارسال خدمت عالی کیا تھا اُسکو میری بدقسمتی سے آپنے کاٹ چھانٹ کر لنڈورا کر کے طبع کرا دیا میری تحریر کو براہ مہربانی ایسا نہ کریں تو عین عنایت ہوگی۔ اب اصل مطلب یہہ ہے کہ چونکہ حضرت مسیح کی نسبت پرچہ الحق مذکورہ میں سورۂ مائدہ کے رکوع ۱۶ کی آیت میں لفظ "توفیتنی" کا ترجمہ آپنے صفحہ ۱۸ سطر ۲ میں "موت دی تو نے" کیا ہے اس میں مراد آپ سے ہی اتفاق ہے اور بہت صحیح ترجمہ ہے اور صفحہ ۹ سطر ۴ میں آپ لکھتے ہیں کہ "قرآن بتلا چکا ہے کہ خداوند مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور آجتک فلک چہارم پر زندہ ہیں" یہہ آیت قرآن کے کس مقام پر ہے اور زندہ سے کیا مراد ہے۔ کیا معہ جسم خاکی آسمان پر زندہ ہیں۔ یا کوئی اور جسم ہے کہ "مسیح جسم کے حق میں تو مارا گیا لیکن روح میں تو زندہ کیا گیا" اول پطرس ۳۔ ۱۸ تو میں بھی مقدس پطرس کے ہم آواز ہوکر کہتا ہوں کہ مسیح روح میں زندہ کئے گئے نہ جسم خاکی میں اور اگر یہہ غرض ہو کہ حضرت مسیح اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہوکر آسمان پر اٹھائے گئے تو تمام عیسائی ہوں یا مسلمان براہ مہربانی اسکے ثبوت میں اس عاجز کو آگاہ کریں اور اسکا بھی خیال رکھیں کہ جو ثبوت یا گواہ پیش کریں وہ خود بھی اُس گواہ کو یا ثبوت کو سچا اور حق مانتے ہوں میں یہہ نہیں چاہتا کہ جھوٹا گواہ پیش کرکے اپنا دل خوش کریں اور اپنا پیچھا چھوڑا دیں فقط۔ آپکا تابعدار عبد المجید از اٹاوہ

جواب الحق

جناب من۔ آپکی تحریر سے ہم کو دو باتیں معلوم ہوتی ہیں جو جمہور مسلمانوں کے اعتقاد سے بالکل مختلف ہیں گو آپکی پہلی بات کہ لفظ "متوفیک" کے معنے "موت دی تو نے" جس سے آپنے خداوند مسیح کی موت کو تسلیم کرنے میں بالکل قرآن کی تعلیم سے مطابق ہے دوسری بات سے آپ مسیح خداوند کے جسم میں جی اٹھنے کے منکر ہیں اگر اہل اسلام کا عقیدہ یہی ہے کہ خداوند مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قیامت کے قبل وہ پھر نازل ہونگے بلکہ مسلمانوں نے انکے لئے قبر بھی کھود کے تیار [illegible] دوبارہ آمد پر انکی موت ہوگی تو اُسمیں دفن کئے جائینگے آپ مقدس پطرس کا سہارا ناحق ڈھونڈتے ہیں۔ آپکی یہی ہرگز [illegible] کہ آپنے اپریل اور مئی الحق کے نمبروں کو دیکھا ہوگا تو آپکو معلوم ہوگا کہ مقدس پطرس اور دیگر رسول کیا کہتے ہیں۔ خداوند مسیح کے حواری مسیح کے جی اٹھنے کو ماننے کیلئے ہرگز آمادہ نہ تھے اور اُسکے جی اٹھنے کے بعد ایسے سست اعتقاد تھے کہ ایکدوسرے کی گواہی پر ایمان نہ لاتا تھا جبتک کہ اسکو خود ٹٹولکر نہ دیکھ لیتا تھا اب آپ ذرا خیال تو فرمائیں کہ اگر مسیح جسم میں جی نہیں اٹھا تو ٹٹولتے کس چیز کو تھے اور آپ ہمیں یہہ بھی تو بتلائیں کہ وہ ڈرپوک اور سست اعتقاد شاگرد مسیح کی موت کے بعد کیوں ایسے دلیر ہوگئے اور کیوں اپنی جانوں تک کو قربان کرنے سے دریغ نہ کیا؟ بلکہ [illegible] یہی کہتے تھے کہ "خدا نے اسی یسوع کو مُردوں میں سے جلایا" اور یہہ خود مقدس پطرس کا قول ہے آپ مقدس پولوس کی تعلیم

جو وہ اس بارہ میں کارنتھ کی کلیسیا کو دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں (۱ قرن ۱۵) مسیح کا جی اُٹھنا ہی مسیحی کلیسیا کا بنیادی پتھر ہوا۔ بشپ ویسٹکٹ فرماتے ہیں کہ دوست اور دشمن اس پر متفق ہیں کہ ۱۸۰۶ برس گذرے کہ ایک شخص یسوع نامے قوم یہود ملک کنعان میں پیدا ہوا اُس نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ پیش کیا اگرچہ اُسمیں ظاہری حسن کچھ نہ تھا مگر تو بھی لوگ اُسکے گرویدہ ہوتے تھے اُسکے پاس دنیاوی دولت تھی جس سے لوگوں کو طمع دیکر اپنی طرف کھینچتا بلکہ وہ اوروں کا محتاج تھا کسی نے دیا تو کھا لیا کسی نے اُسپر سختی کی تو اُسکی برداشت بھی کی وہ نہ حاکم وقت تھا اور نہ کوئی ظالم شخص بلکہ خود ظالم اور بے انصاف حکومتوں کا محکوم اور ایسوں ہی کے زیر حکومت میں بڑی ذلت اور رسوائی کی موت سے مارا گیا پھر جیسا کچھ وہ خود ظاہری طور پر کنگال اور تنگ دست تھا اس تماش کے چند اشخاص اُس نے اپنے شاگرد ہونیکے لیے چن لئے اور اُنکو یہہ سکھلایا کہ راہ نجات میں ہوں اُس نے کسی کو اپنا شفیع نہیں مانا بلکہ خود دعویٰ شفاعت کا کیا اور اُسکی تعلیم ایسی اعلیٰ اور افضل ہے کہ جسکو اس دنیا کے فلسفی مزاج انسانیت کے ادراک سے بلند اور بالا مانتے ہیں مثلاً تعلیم ثالوث کفارہ بہشت میں پاکیزہ خیال لوگوں کا جانا سزا اور جزا کی تعلیم وغیرہ اور پھر تعجب کی بات ہے کہ اُس نے صدہا برسوں میں اپنے دین کو نہیں پھیلایا بلکہ چند برس کے اندر اُسکو خدا کہنے والے اُسکو مُردوں میں سے جی اُٹھکر آسمان پر صعود کرنیوالا اُسکو معجزات کا کرنیوالا ہر قوم اور ملک میں پیدا ہو گئے اب بتلاؤ کہ اگر مسیح مُردوں میں سے جی نہیں اُٹھا تو دین مسیح کے غالب آنیکے اسباب کونسے ہیں جن سے [illegible] ابتدائی زمانے میں یہودیوں کے مقدس ہونے یونانیوں کی حکمت اور رومیوں کی شجاعت کے غرور کو توڑ ڈالا اور خود اُن پر غالب آگیا ؟

آپ جو ہم سے یہہ پوچھتے ہیں کہ قرآن میں یہہ کہاں لکھا ہے کہ خداوند مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا اور آجتک فلک چہارم پر زندہ ہیں فی الحقیقت قرآن میں تو یہی الفاظ نہیں لکھے لیکن تمام مسلمانوں نے شروع سے انہیں الفاظ میں سورہ نساء کی اُس آیت کو بیان کیا ہے جہاں مسیح کی موت سے انکار اور پھر حدیثوں میں اس آیت کو مطابق کر کے دکھلانا چاہا ہے اور آپ کو خوب معلوم ہے بہر حال آپکی تحریر سے ہمکو اسقدر تو معلوم ہو گیا کہ آپ اُس اسلام کے ماننے والے نہیں ہیں جسکی مخالفت میں سید احمد مرحوم نے اپنی زندگی کا ایک حصہ صرف کیا تھا خدا کرے کہ آپ پر زیادہ روشنی چمکے یا دہ اسلام

اطلاع

ہم اپنے ناظرین کی دلچسپی کی خاطر خداوند مسیح کی زندگی کے حالات اناجیل اربعہ سے مختصر طور پر اقتباس کر کے مقبول عام مثنوی کے وزن میں اُس میں درج الحق کرتے ہیں [illegible] شاعرانہ صنائع بدائع [illegible] تشبیہوں کا کلام نہیں کیا بلکہ عام فہم الفاظ میں اصل نثر کو نظم میں ادا کیا گیا ہے اور جن جن مقامات سے یہہ حالات اقتباس کیے گئے اُنکا حوالہ بھی ساتھ ہی دیدیا گیا تاکہ جو لوگ پورے حالات سے واقفیت حاصل کرنیکی تمنا رکھتے ہوں وہ اُن حوالوں کے پتوں سے انجیل مقدس کا مطالعہ فرمائیں چونکہ خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے کہ میں جہان کا نور ہوں اسی مناسبت سے اسکا نام ”نور الہدیٰ للامم“ رکھا گیا یعنی غیر قوموں سے ہر پردہ اُٹھانیوالا نور ہے“ ۔

نورِ اعلام

دیباچہ

مقدمہ

اعمال ۱۷: ۲۴-۲۸

۱	ترا شکر ہو اے خدا نور ہی	یہہ دل تجھ سے نورٌ علیٰ نور ہی
۲	اندھیرے کو تو نے اُجالا کیا	منوّر یہہ سب زیر و بالا کیا
۳	گنہ سے تھی تاریک اقوام کُل	چراغِ ہُدا کر دیا تھا جو گل
۴	شعاعِ کرم نے کیا جب رجوع	ہوا آفتابِ صداقت طلوع
۵	خداوند عیسیٰ مسیحِ مہرباں	کہ جس سے منوّر ہی سارا جہان
۶	خدا جس نے دُنیا کو پیدا کیا	جو کچھہ اُس میں ہی سب ہویدا کیا
۷	وہ ہی مالکِ آسمان و زمین	وہ ہاتھوں کی ہیکل میں رہتا نہیں
۸	بشر سے وہ لیتا ہی خدمت نہیں	کسی چیز کی اُس کو حاجت نہیں
۹	وہ خود بخشتا ہی حقیقی حیات	اُسی سے ہی زندہ ہر اک ذی حیات
۱۰	بنی آدم اور اُن کی قومیں تمام	جنہیں پا سکو تم میانِ انام
۱۱	کیا ایک ہی خون سے پیدا اُنہیں	مناسب جگہ پر بسایا اُنہیں
۱۲	سکونت کی حدوں کو ٹھہرا دیا	جو ہی وقت اُن کا مقرر کیا
۱۳	خداوند کو تاکہ ڈھونڈھیں مدام	ٹٹولیں اُسے اور پائیں تمام
۱۴	اگرچہ وہ ہم سے نہیں دور ہی	اُسے پائیں قربت یہہ منظور ہی

۱۵	سبب یہہ کہ اُس سے ہی جیتے ہیں ہم	کیا شاعروں نے تمہارے رقم
۱۶	کہ ہم تو اُسی کی ہیں دراصل نسل	رکھے کیوں نہ پھر نسل سے وصل نسل
۱۷	نہیں زیب دیتا یہہ کہنا کبھی	تغافل میں اُس سے نہ رہنا کبھی
۱۸	خدا سیم ہو زر ہو یا سنگ ہو	یہہ فن بشر سے جما رنگ ہو
۱۹	غرض اب خدا ئے جہان ہر طرح	جہالت کے وقتوں سے دیگر طرح
۲۰	یہہ کہتا ہو انسان توبہ کریں	اُسی کی اطاعت کا کُل دم بھریں
۲۱	مقرر کیا اُس نے دن ایک ہو	عدالت برائے بد و نیک ہو
۲۲	یہہ ہوگا اُس انسان کی معرفت	جو زندہ ہوا مر کے ای خوش صفت
۲۳	خداوند عیسیٰ کی باتیں تمام	جو کرتا رہا ابتدا سے مدام
۲۴	جو خود دیکھنے والے انسان تھے	جو سرگرم خدمت بصد جان تھے
۲۵	بہ ترتیب اُنہوں نے لکھا یہہ بیان	کریں تا کہ تحقیق ہم بے گمان
۲۶	وہ سب آپ پڑھ لیں سو فرصت نہیں	مگر اس رسالہ میں وسعت نہیں
۲۷	یہہ چھوٹا رسالہ فقط اسی کتاب	ہوئی آپ کے واسطے انتخاب
۲۸	اسے پیش کرتے ہیں با صد سرور	یہہ کام آئیگی آپ کے بالضرور
۲۹	بہت اور بھی معجزہ ہیں جناب	نہ لکھے گئے جو میان کتاب
۳۰	یہہ لکھے گئے تا تم ایمان لاو	وہ ہو ابن حق زندگی اُس سے پاو
۳۱	چھٹے ماہ روح الامین جبرئیل	روانہ ہوا سوئے ملک جلیل
۳۲	کہا بلدۂ ناصرت میں بہ دل	وہاں ایک کنواری تھی مریم بتول
۳۳	اور اُس کی تھی یوسف سے منگنی ہوئی	تھا داؤد کا خاندان نشہی
۳۴	فرشتہ نے اُس سے کیا یوں کلام	مبارک پسندیدہ تجھہ کو سلام
۳۵	خدا ساتھہ تیرے ابد تک رہے	سدا عورتوں میں مبارک رہے
۳۶	وہ گھبرائی سنکر فرشتہ کی بات	یہہ کیسا سلام آیا ای خوش صفات
۳۷	کہا تب فرشتہ نے مریم نہ ڈر	ہوئی فضل ایزد کی تجھہ پر نظر
۳۸	تجھے حمل ہوگا جنے گی پسر	یسوع اُس کا ہو نام پاکیزہ تر
۳۹	وہ ہوگا بزرگ اور ابن خدا	ملے گا اُسے تخت داؤد کا

مبارک کنواری کا بشارت پانا

مسیح کا جنم

۴۰ وہ یعقوب کے گھر کا ہو بادشاہ / نہ ہوگی کبھی سلطنت یہہ تباہ

۴۱ وہ بولی ہو کیونکر یہہ بات اب کہ میں / نہیں جانتی مرد کو جبکہ میں

۴۲ فرشتہ نے اُس سے کہا صاف تب / کہ روح القدس تجھ پہ اُتریگی اب

۴۳ جو ہو سایہ قدرت کردگار / وہ کہلائیگا ابن پروردگار

۴۴ الیسبات تیری جو ہے رشتہ دار / بڑھاپے میں وہ بھی تو ہے باردار

۴۵ مہینا چھٹا بانجھ کا یہہ چلا / خدا کو ہے کچھ غیر ممکن بھلا

۴۶ کہا تب یہہ مریم نے کر کے یقین / میں باندی خداوند کی کمترین

۴۷ وہ ہو مجھ پہ جو کچھ کہ تو نے کہا / فرشتہ وہاں سے رواں تب ہوا

۴۸ ہے یوں حال پیدائش ابن رب / منگیتر تھی یوسف کی مریم وہ جب

۴۹ ہوئے تھے نہ دونوں بہم زینہار / وہ روح القدس سے ہوئی باردار

۵۰ تو شوہر نے اُس کے جو تھا راستباز / نہ چاہا کہ تشہیر پائے یہہ راز

۵۱ کیا قصد چپکے ہی سے چھوڑ دوں / جو رشتہ ہے نسبت کا وہ توڑ دوں

۵۲ فرشتہ نے تب خواب میں دی خبر / کہ اے ابن داؤد دل میں نہ ڈر

۵۳ جو ہے حمل مریم کا کچھ شک نہیں / وہ روح القدس سے ہے لا تو یقین

۵۴ وہ بیٹا جنیگی یسوع اُس کا نام / گنہ سے بچیں لوگ اُس کے تمام

۵۵ یہہ سب کچھ ہوا تا کہ اُس کا ہو پورا / خداوند کے جو نبی نے کہا

۵۶ ذرا دیکھیو قدرت کا ظہور / کنواری ہو زن روح سے حاملہ

۵۷ خدا وہ بشر کے ہوا ساتھ میل / دیا جائیگا نام عمانوایل

۵۸ ملک سے جو یوسف نے پائی خبر / تو مریم کو لے آیا وہ اپنے گھر

۵۹ رہا اپنی جورو سے پھر اجنبی / نہ جب تک وہ اپنا پلوٹھا جنی

۶۰ ہوا اُن دنوں حکم قیصر یہہ عام / لکھے جائیں یہودا کے لوگوں کے نام

۶۱ یہہ لکھے گئے نام پہلے ہی بار / کرنیوس تھے وقت اک ہوشیار

۶۲ چلے نام اپنا لکھانے کو سب / چلیں ناصرہ سے وہ یوسف بھی تب

۶۳ روانہ ہوا سوئے بیت اللحم / کہ تا ہو وہاں نام اُس کا رقم

۶۴ یہہ مطلب وہاں اُسکے جانے سے تھا / کہ داؤد کے وہ گھرانے سے تھا

۶۵ گیا لیکے مریم کو یوسف وہاں ۔۔۔ نہ پائی جگہ تب ٹھہرنے کہاں

۶۶ سرائیں تکے وہ ادھر یا ادھر ۔۔۔ پلوٹھا جنی مریم اپنا پسر

۶۷ لپیٹا اُسے ایک کپڑے میں آہ ۔۔۔ وہ چرنی میں رکھا گیا بادشاہ

۶۸ گڈریے تھے میدان میں جو وہاں ۔۔۔ ہوا نور اُن پر یکایک عیاں

۶۹ بہت ڈر گئے وہ ہراساں ہوئے ۔۔۔ جو وہ نور دیکھا تو حیراں ہوئے

۷۰ فرشتہ نے اُن سے کہا مت ڈرو ۔۔۔ خوشی کی خبر ہی یقیں تم کرو

۷۱ ہوئی شہر داؤد میں ایک بات ۔۔۔ وہ پیدا ہوا جس سے پاؤ نجات

۷۲ خداوند یسوع مجسم ہوا ۔۔۔ مجسم مسیح معظم ہوا

۷۳ پتہ یہ ہی جبکہ جاؤ گے تم ۔۔۔ اُسے رکھا چرنی میں پاؤ گے تم

۷۴ یکایک فرشتے رواں ہو گئے ۔۔۔ وہ دیوں حمد میں تر زباں ہو گئے

۷۵ خدا کو ہو تعریف بالائے عرش ۔۔۔ سلامت کہیں اُسکو بر روئے فرش

۷۶ رضا آدمیوں سے ہو اب اُسے ۔۔۔ رضامند رکھیں بس اب سب اُسے

۷۷ گڈریے تب آپس میں گویا ہوئے ۔۔۔ اِس اسرار مخفی کے جویا ہوئے

۷۸ بہت جلد تب تو رواں وہ ہوئے ۔۔۔ پیاسے تمنا رواں وہ ہوئے

۷۹ وہاں اُن کو چرنی میں لڑکا ملا ۔۔۔ اُسے دیکھ کر ماجرا سب کہا

۸۰ بہت لوگ سن سنکے حیراں ہوئے ۔۔۔ گڈریوں کی باتوں سے شاداں ہوئے

۸۱ کیا کچھ نہ مریم نے اندازہ اور ۔۔۔ سنیں ساری باتیں بصد فکر و غور

۸۲ گڈریے سنا کر خوشی کی خبر ۔۔۔ پھرے حمد کرتے ہوئے اپنے گھر

۸۳ غرض آٹھویں روز ختنہ ہوا ۔۔۔ یسوع آپ کا نام رکھا گیا

مسیح کا غیر قوموں پر ظاہر ہونا (متی ۲: ۱-۹)

۸۴ ہیرودیس جس وقت تھا حکمراں ۔۔۔ مجسم ہوا تب مسیح جہاں

۸۵ مجوسی چلے سمت مشرق میں چند ۔۔۔ کہ دیدار عیسیٰ مسیح ہوں بہرہ مند

۸۶ وہ آکر لگے کہنے سب بے شتاب ۔۔۔ ستارہ نظر آیا ہم کو جناب

۸۷ کہاں ہے یہودیوں کا بادشاہ ۔۔۔ اُسے سجدہ کرنے کی ہے ہم کو چاہ

۸۸ ہیرودیس سنکر ہوا مضطرب ۔۔۔ ہوا قلب اہل بلد منقلب

۸۹ بلایا وہیں کاہنوں کو شتاب ۔۔۔ فقیہوں سے بولا وہ کرکے خطاب

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

الحق کے ضوابط و شرائط

نمبر ۷ | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

بقیہ مسیحی خداشناسی

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء)

خدا کی قدوسیت ہی اُسکے کامل ہونیکا تاج ہے جسکے ہوئے بغیر قدرت حکمت او محبت اپنے اصلی جوہر کو کھو دینگی مسیحی منادلوگوں کو سکھلاتا ہے کہ خدا جسنے توبہ کرنیکا حکم دیا خود کبھی کسی سہو یا خطا کا مرتکب نہیں ہوا اُسکی تمام راہیں راست اور فعل کامل ہیں اگر خدا کی خصلت میں ذرا بھی نقص معلوم ہو تو تمام عالم کے عبادتخانے اُسی دم منہدم ہو جائیں سرافیم اپنے نقابوں کو اپنے چہرہ سے اُتار پھینکیں کہیں اسلئے نہیں کہ خدا کی عزت اُنکے دل میں ہے بلکہ اُسپر (نعوذ باللہ) نفرین کرنیکو آسمانی مقدسین کا تمام لشکر ملکیت نابود ہو جائے پاکیزہ روشن ستارے آفتاب اور ماہتاب اپنی روشنی دینا بند کردیں اور تمام عالم میں تاریکی چھا جائے یہہ سمجھکر یہوواہ کی کامل پاکیزگی ناقص ہوگئی پس مسیحی خداشناسی کا علم انسان پر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انسان اپنی اندرونی اور بیرونی زندگی کو مطابق بنائے خدا پاک ہے لہذا انسان بھی پاک ہو اور ایسی وحدت الٰہی کی تعلیم دیتی ہے جو خدا کو اُسکی خصلت سے جدا نہیں

کرتی وہ ایسی اخلاقی تعلیم کا مجموعہ ہی جو کبھی نہیں ٹوٹتا وہ انسان اور خدا کے درمیان باپ کا رشتہ
بتلا کر کل بنی آدم سے اپنا اتحاد ظاہر کرتی ہی +

یہہ بات بھی بڑی دلچسپ ہی کہ جیسا خداشناسی کا علم کچھ نہ کچھ ایک عالمگیر خیال ہی
ایسا ہی خدا کے باپ ہونیکا تصور بھی علاوہ مسیحی مذہب کے دیگر مذاہب میں کچھ نہ کچھ پایا جاتا ہی
جسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ خدا کو باپ جاننے کے لئے کسی نبی یا الہام کی چنداں
ضرورت نہیں ہی +

ایک مشہور قصہ یاد پڑتا ہی جو یوں ہی کہ ایک عیسائی اور ایک یہودی کسی پارسی مندر میں گئے
اور وہاں آگ جسے پارسی لوگ مقدس سمجھتے تھے روشن دیکھی یہودی نے پارسی پوجاری سے پوچھا
کیا تم لوگ آگ کی پرستش کرتے ہو؟ اُسنے جواب دیا کہ آگ کو تو نہیں مگر یہہ ایک نشان سورج کا ہی یہودی
نے پوچھا تو کیا تم سورج کی پرستش کرتے ہو؟ جواب دیا نہیں وہ بھی صرف ایک ایسے نادیدنی نور کا پرتو
ہی جو تمام موجودات کو قائم رکھتا ہی اسکے بعد پارسی نے پوچھا کہ تم اُس قادر مطلق کا کیا نام رکھتے ہو
یہودی نے جواب دیا کہ یہوواہ ایڈونائی یعنی خداوند جو تھا اور جو ہی اور جو رہیگا پارسی نے
یہودی سے کہا کہ تمہارا یہہ نام جو تم قادر مطلق کو دیتے ہو نہایت شاندار اور عظیم تو ہی مگر بھائی ہمکو تو اس
نام سے خوف معلوم ہوتا ہی یہہ سنکر مسیحی فوراً سامنے آیا اور کہا کہ ہم اُسے ابا یعنے باپ کہکر پکارتے ہیں یہہ
سنکر یہودی اور پارسی ایکدوسرے کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور مسیحی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا یہہ
نام جو قادر مطلق کو دیتے ہو بڑا پیارا اور بلند مرتبہ کا ہی مگر تمہیں کیونکر حوصلہ ہوا کہ اُس ابدی اور ازلی ہستی کو
اس نام سے پکارو؟ اُس نے جواب دیا کہ خود باپ نے ہمیں ایسا ہی کہکر پکارنا بتلایا اور اسکے بعد
اُنہیں انجیل کی اُس مخلصی کی خبر دی جو تمام عالم کے لئے خود خدا نے مجسم ہو کر تیار کی ہی اور وہ
دونوں ایمان لائے اور آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر خدا کو اپنا باپ اور کل بنی آدم کو اپنا بھائی
جانکر اپنے گھر کو صحیح ایمان کے ساتھ پھرے +

اِس روحانیت اور یگانگت اور خدا کے باپ ہونیکی تعلیم کے علاوہ مسیحی مکاشفہ میں ایک اور
نادر بات یہہ پائی جاتی ہے کہ خدا نے کل بنی آدم کے لئے حقیقی راہ خود تیار کی تاکہ وہ اس لائق

بیٹے کو اُس پاک ذات کی شراکت میں رہ سکے نیز یہہ کہ یھوواہ شروع میں بنی آدم کی نجات کا خواہاں رہا ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا گرے ہوئے انسان کے پاس کھڑا ہے اور اُسکے اُٹھانے کی تدبیریں اُسکے زخموں کا علاج اُسکے دردوں کے دور کرنیکا ذمہ اپنی ذات میں وابستہ کرتا ہے یہہ ہم کو بتلاتا ہے کہ خدا کیونکر مخلصی کا بندوبست اپنے انصاف کو پورا کر کے کر چکا +

بائبل میں شروع سے آخر تک ہم خدا کی آواز بنی آدم کے حق میں یہہ سنتے ہیں کہ ای آوارہ لوٹ آ +

جہان کے نجات دہندہ نے بھی انہیں باتوں پر زور دیکر فرمایا کہ وہ جہان پر حکم کرنے کو نہیں بلکہ بچانے کو آیا ہے وہ آیا کہ خدا کی تمام برکتوں کو ظاہر کرے اور یہہ ظاہر کرے کہ خدا اُنہیں پیار کرتا ہے اُسنے اس محبت کو ایک خاص صورت سے ظاہر کیا جسے انسانی آنکھوں نے دیکھا انسانی کانوں نے سنا ہاں انسانی ہاتھوں نے مس بھی کیا جسکی بابت مقدس یوحنا اپنی انجیل کی ایک ہی آیت میں جامع طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے +

باقی دارشتہ

مراسلات

جناب اڈیٹر صاحب - الحق کے چند نمبر میںنے پڑھے اور سال گذشتہ کی پوری جلد بھی میرے مطالعہ سے گذری آپ بار بار اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس میں کسی کے دل دکھانے والے الفاظ درج نہ کرینگے مگر افسوس آپ اپنے وعدہ کو بالکل فراموش کر کے کبھی کبھی بہت بڑا سخت کلمہ لکھہ دیتے ہیں اور طرفہ یہہ کہ جسکے لیئے نہ آپکے پاس کوئی سند اور نہ دلیل ہے آپنے جو الحق جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ ۳ سطر ۹ میں یہہ الفاظ لکھے ہیں "زنا کو متعہ - لوٹ اور رہزنی کو مالِ غنیمت قتل کرنیکو کافر کا خون بہا کر جنت حاصل کرنا جھوٹ بولنے کو نصیبہ اور توریہ وغیرہ اصطلاحوں سے تعبیر کرتے ھیں" اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپکے یا آپکے کسی پیر پادری کے پاس ان باتوں کا کوئی ثبوت بھی ہے یا یہہ ہزیان اپنی عاقبت بگاڑنے کو بکا ہے

بھلا فرمائیے تو قرآن شریف میں کہاں لکھا ہی کہ جھوٹ بولو اور اُسکو توریہ کی اصطلاح سے تعبیر کر کے مطمئن ہو جاؤ؟ آپ قرآن شریف پر کیا کیا اعتراض کرینگے پہلے اپنی بوسیدہ اناجیل کی تو خبر لو اپنی آنکھ سے شہتیر نکالو تب دوسرے کے تنکے کو خوب دیکھ کر نکال سکو گے آپکے بڑے ابا پطرس تو تین مرتبہ جھوٹ بولے ہاں شاید کفارہ پر تکیہ کر کے جھوٹ بول لئے ہونگے جسکا آپ بڑے زور سے اخون کے پرچوں میں ذکر کر کے مسلمانوں پر آڑ کتھیاں آرہے ہیں اب آپ تو قرآن شریف سے حوالہ دیں کہ کہاں اس کی تعلیم دی ہی کہ جھوٹ بولنا روا ہی؟ ورنہ ان الفاظ کو جو آپنے لکھے ہیں واپس لیں زیادہ سلام۔ راقم کرامت علی از مچھلی شہر +

جواب الحق

ہمارے پاس اس مضمون کے اور خط بھی مختلف اطراف ہندوستان کے آئے جو شمار میں ۱۵ ہیں گو مضمون سب کا واحد ہی مگر ان میں ۴۹ کی طرز تحریر بھی ناشائستہ ہی کہ لکھنے والوں کو مہذب گروہ سے یک لخت خارج کرتا ہی یہہ خط جو ہم نے اُوپر درج کیا اس میں بھی کچھ نہ کچھ طیش اور جذبہ دکھلایا گیا ہی اور حمیت اسلام کے جوش میں وارفتہ ہوکر کچھ الزامی باتوں سے بھی کام لیا گیا ہی مگر تو بھی ہم اسکو اوروں کے مقابلہ میں نہایت شائستہ اور مہذب خیال کرتے ہیں اسکے علاوہ ایک اور خط بھی جو اسی مضمون پر تھا اٹاوہ سے کسی صاحب نے لکھا تھا مگر افسوس اسوقت ہمارے کاغذات میں وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتا ہی اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو وہ جناب کرامت علی صاحب کے خط سے زیادہ متین اور سنجیدہ طرز میں تھا +

(باقی آئندہ)

بتاؤ تو مجھ کو کچھ اس کا نشان ۔ کہاں پیدا ہوگا مسیح جہان
اُنھوں نے بتایا کہ بیت اللحم ۔ ہے جائے ولادت کتب میں رقم
لکھا ہے کہ اے شہر بیت اللحم ۔ اگرچہ تو چھوٹا ہے کھا پھر نہ غم
تجھی میں سے نکلیگا سردار ایک ۔ مری قوم کا وہ مددگار نیک
ہیرودیس نے تب بلایا اُنھیں ۔ بتائیں نظر جو کچھ آیا اُنھیں
ستارہ کہاں کب دکھائی دیا ۔ تجسس پہ مامور اُن کو کیا
کرو جا کے بیت اللحم میں تلاش ۔ خبر دیجیو مجھ کو اے خوش قماش
تو میں بھی اُسے جا کے سجدہ کروں ۔ عبادت کروں اُس کا بندہ بنوں
مجوسی وہاں سے ہوئے جب رواں ۔ ہوا وہ ستارہ پھر اُن پر عیاں
چلا آگے آگے وہ خوش رہنما ۔ جہاں تھا وہ لڑکا وہاں تک گیا
بہت خوش ہوئے اُس ستارہ سے وہ ۔ گئے گھر میں تب اس اشارہ سے وہ
کیا اُس کو سجدہ بشوق و ادب ۔ کیا نذر جو کچھ کہ لائے تھے سب
اُنھوں نے وہیں جھولیاں کھول کر ۔ چڑھایا وہ لوبان و مُر اور زر
خبر خواب میں پا کے راہی ہوئے ۔ نہ پابند فرمان شاہی ہوئے
گئے دوسری راہ سے اپنے گھر ۔ ہیرودیس کو دی نہ مطلق خبر

اصطباغ ۔ متی ۳ : ۱–۱۱

بیاباں میں ایک یوحنا رسول ۔ شروع تھا منادی کا جس کو حصول
وہ لوگوں سے کہتا تھا توبہ کرو ۔ پھرو حق کے جانب گنہ سے ڈرو
وہ بپتسمہ دیتا اس اقرار پر ۔ گنہ کی خرابی کے اظہار پر
نکل آئے چاروں طرف سے بشر ۔ ہوئے مصطبغ اُس سے سب بحر و بر
سنو حال یوحنا کی پوشاک کا ۔ کمر میں کمربند چمڑہ کا تھا
وہ پہنے تھا پوشاک موئے شتر ۔ وہ کھاتا تھا شہد اور ٹڈی مگر
وہ کہتا تھا بپتسمہ دیتا ہوں میں ۔ تو پانی ہی سے کام لیتا ہوں میں
مگر ایک آتا ہے مجھ سے قوی ۔ دلیر و توانا ذکی متقی
جو ہے اُس کی جوتی میں تسمہ بندھا ۔ اُسے جھک کے کھولوں میں ہے تاب کیا
وہ بپتسمہ دیگا مگر روح سے ۔ بنیں گے مقدس بشر روح سے

اُنہیں روزوں کا اب سُنو تم بیان ۔ خداوند عیسیٰ بھی آیا وہاں
لیا دستِ یوحن سے خود صطباغ ۔ ہر اک راستبازی سے تا ہو فراغ
یہہ اسرار بینش جہاں کُھل گیا ۔ خداوند پر آسماں کُھل گیا
ہوا روحِ اقدس کا اُسپر نزول ۔ کبوتر کی صورت میں ہو ہی ذی عقول
اور آواز آئی کہ بیٹا ہی یہہ ۔ میں راضی ہوں جس سے وہ پیارا ہی یہہ

آزمایش

پڑا تیسویں سال میں جب یسوع ۔ بیاباں کے اندر گیا تب یسوع
جو منجی میانِ مناجات تھا ۔ وہ روزہ میں چالیس دن رات تھا
پھر آخر خداوند بھوکا ہوا ۔ یہہ شیطان نے آکر کے اُس سے کہا
بھلا تو خدا کا ہی بیٹا اگر ۔ بنے روٹی پتھر سے کہہ بے خطر
خداوند نے تب یہہ پاسخ دیا ۔ میں کہتا ہوں تجھ سے کہ ہی یوں لکھا
نہیں صرف روٹی سے جیتا بشر ۔ خداوند کے ہر سخن سے مگر
اُسے شہرِ اقدس میں تب لے گیا ۔ کنگورے پہ ہیکل کے کر کے کھڑا
لگا کہنے ہو گر خدا کا پسر ۔ تو اپنے کو نیچے گرا بے خطر
ذرا بھی نہ لا اپنے دل میں تو شک ۔ اُٹھا لینگے ہاتھوں پر آکر ملک
کلامِ خدا پر یقین تو جو لائے ۔ ترے پاؤں کو ٹھیس لگنے نہ پائے
کہا اُس نے یہہ بھی ہی لکھا ہوا ۔ خداوند کو اپنے مت آزما
لی جبکہ شیطان کو یوں لتاڑ ۔ نظر آگیا اُس کو اونچا پہاڑ
چڑھا کر وہاں سب دکھایا جہان ۔ جہاں کی ہر اک شان کر دی عیان
کہا مجھ کو سجدہ کرے تو اگر ۔ تو دونگا یہہ سب کچھ تجھے عیش کر
کہا تب خداوند نے دُور رہو ۔ بس اب دور شیطان مغرور ہو
لکھا ہی خداوند کو سجدہ کر ۔ اکیلے اُسی کو جُھکا اپنا سر
یہہ سُنتے ہی شیطان نے چھوڑا اُسے ۔ رہِ حق سے ہرگز نہ موڑا اُسے
دکھائی نہ بعد اُسکے اُس کو جھلک ۔ مسیحا کی خدمت کو آئے ملک

مسیح کی خدمت و تعلیم

لوقا ۴: ۱۴-۲۱

ب آگئے خدا کا وہ ابن جلیل ، پھرا روح میں سوئے ملکِ گلیل
وہاں اُس کی ملکوں میں شہرت ہوئی ، وہ شہرت سزاوارِ مدحت ہوئی
گیا تب مسیحا وطن کی طرف ، اُڑے جیسے بلبل چمن کی طرف
وہاں اُن کے معبد میں آیا مسیح ، عبادت میں تشریف لایا مسیح
وہیں وِرد پڑھنے کی خاطر شتاب ، اُسے دی یسعیاہ نبی کی کتاب
پڑھا یہہ لکھا تھا جہاں آشکار ، کہ ہی مجھہ پہ روحِ خداوندگار
مسیح اِس لیئے اُس نے مجھہ کو کیا ، غریبوں کو دُوں مژدۂ جانفزا
مجھے اُس نے بھیجا ہی یوں چاق و چست ، کہ ٹوٹے دلوں کو کروں میں درست
کروں قیدیوں کو میں آزاد اگر ، تو اندھوں کو دُوں دیکھنے کی خبر
جو گھائل ہوئے بھیڑیوں سے ہیں آہ ، رہے اب نہ اُن کی یہہ حالت تباہ
خداوند کے سال مقبول کی ، منادی کروں وقت ہر وہ یہی
کتاب اُس نے خادم کو دی بعد ازاں ، سب اُس کی طرف تاکتے تھے وہاں
تب اُس نے کہا آج پورا ہوا ، نوشتہ جہاں تک یہہ تم نے سنا
سبھوں نے گواہی دی اُس پر مگر ، تھے حیران باتوں سے اُسکے بشر

متی ۴: ۲۳-۲۵

غرض پھر مسیحا بملکِ جلیل ، پھرا معبدوں میں بشوقِ جمیل
وہاں اُن کے دُکھہ درد کرتا تھا دُور ، جو بیمار آتے تھے اُس کے حضور
کیا دفع دیووں کو کر کے کلام ، خبر سوریہ میں یہہ پھیلی تمام
جو شہرت مریضوں نے پھیلائی تھی ، بہت بھیڑ اُس کے عقب آئی تھی

متی ۵: ۱-۱۲

غرض دیکھہ کر بھیڑ خیر البشر ، سنانے کو اُن کے چڑھا کوہ پر
تلامیذ کو یوں سنانے لگا ، سب اسرار مخفی بتانے لگا
مبارک ہیں دل کے غریب آدمی ، شہہ عرش میں یہہ عجیب آدمی
مبارک ہیں غمگین ہیں جن کے دل ، تسلی اُنہیں کی تو ہی متصل
۱۶ مبارک ہیں وہ ہیں جو دل کے حلیم ، زمین کی ملیگی وراثت عظیم
مبارک جو ہو راستبازی کی پیاس ، وہ آسودہ ہونے کی رکھتے ہیں آس

مبارک ہیں وہ جو کہ ہیں رحم دل
مبارک ہیں پاکیزہ دل کے بشر
مبارک ہیں جو صلح کرواتے ہیں
مبارک ہیں وہ جو بدرد و الم
ملے آسمانی انہیں سلطنت
مبارک ہو تم جبکہ میرے سبب
بری باتیں حق میں تمہارے بنائیں
بڑا اجر اس کا ملیگا ضرور

مقدس متی ۷: ۲۸-۲۹

یہہ باتیں جو کرتا تھا وہ بیدرنگ
فقیہوں کے مانند وہ زینہار
جو شاگرد تھے اُس کے بارہ رسول
بلا کر اُنہیں یہہ دیا اختیار

مقدس متی ۱۰: ۱-۴

کریں دور دکھہ درد بیماریاں
جو پہلا تھا شمعون ایزد شناس
تھے یعقوب و یوحنا برادرہم
تھا برتھولما اور تھوما رسول
وہ یعقوب حلفا کا بیٹا پسر
وہ شمعون کنعانی متقی

مقدس متی ۱۱: ۱-۶

رسولوں کو یوں حکم جب دیچکا
وہ تا جا کے شہروں میں تعلیم دے
سنا اصطباغی نے محبس میں حال
روانہ کئے اپنے شاگرد دو
کہ کیا آنے والا ہی تو ہی مسیح
خداوند نے تب یہہ اُن سے کہا
اب اندھوں کو ملتا ہی نور نظر

نہ ہونگے کبھی رحم سے منفعل
کہ اُن کو خدا آئے گا خود نظر
خدا کے وہ فرزند کہلاتے ہیں
سہیں راستبازی کے باعث ستم
کہ ہی اُن کے لائق یہی منزلت
سنائیں تمہیں سب بہ طیش و غضب
بھگائیں ستائیں کھجائیں لجائیں
جزا پاؤ گے تم خدا کے حضور
ہوئی بھیڑ تعلیم سے اُسکے دنگ
سکھاتا نہ تھا بلکہ با اختیار
جنہیں فیض خدمت ہوا تھا حصول
کہ ارواح بد کر سکیں وہ فرار
اُنہیں اُس نے بخشیں یہہ طیاریاں
تھا دوسرا بھائی بھی اندریاس
وہ تھا فیلبوس ایک عالی ہمم
محصّل متی بھی بنا تھا رسول
ہوا ایک لبّی بھی مدِ نظر
یہودا فروشندۂ عیسوی
خداوند عیسیٰ وہاں سے چلا
منادی کرے خاص تفہیم دے
خداوند عیسیٰ کا سارا کمال
کریں اُس سے دریافت یوں آکے جو
دیا دوسرا ہی بتا دے صحیح
سنو اور دیکھو اگر شک رہا
چلیں کیوں نہ لنگڑے اچھل کود کر

الحق کے ضوابط و شرائط

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
میں ہوں

ضوابط و شرائط الحق

نمبر ۸ | بابت ماہ اگست ۱۹۰۱ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۲

بقیہ مسیحی خدا شناسی

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ جولائی ۱۹۰۱ء

کنفوشس جو چینیوں کا رہبر ہو گذرا ہے اُس نے کبھی بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ اُس نادیدنی ہستی کی بابت باخبر ہے جو آسمان میں سلطنت کرتی ہے اسی طرح بدھ نے کبھی ایک لفظ بھی الٰہی محبت کی بابت بیان نہیں کیا اگرچہ آجکل اُسکے پیروؤں میں کچھ کچھ اسکا خیال پایا جاتا ہے جسکے لئے وہ مسیحی تعلیم کے مقروض ہیں گو اس نے ایک ناستکی سسٹم میں شروع کیا تھا مگر اُس کے مریدوں میں وہ تعلیم ہمیشہ تک قائم نہ رہی کیونکہ آخرکار اُنہوں نے اپنے ہادی کو خدا بنا چھوڑا + وہ مصنفین جنہوں نے اسلام کو ٹھنڈے دل اور دوستانہ نگاہ سے دیکھا ہے اس بات کے بیان کرنے پر مجبور ہیں کہ بنی عرب کا خدا ظالم وحشی اور خود انسان کو غلطی میں ڈالنے والا ہے + اگرچہ قرآن رحیم خدا کی بابت بہت کچھ ذکر کرتا ہے مگر رحم کی اصلیت کو خدا کی دیگر صفتوں سے بالکل دھندلا کر دیا ہے اور یوں اسلام درحقیقت مذہب کے آسمان میں زرد اور پژمردہ ہلال ہے ہم

مشن پریس لودیانہ [illegible] منیجر سنہ ۱۹۰۱ء

اُنہیں چاروں طرف دھندلی روشنی کا سایہ دکھتے ہیں مگر یہہ روشنی بالکل محدود ہی قرآن کا اللہ پیاسے انسان کی
تپش کو بجھا نہیں سکتا اور نہ بھوکے گنہگار کو آسودہ کر سکتا ہی +

اب رہا ہندو مذہب اس میں بہت سے قیاسی مجسم خداؤں کا بیان تو ہی مگر الٰہی محبت اور مخلصی کی تدبیر کا کوئی
ایسا بیان نہیں جس سے بے اُمید انسان کوئی تسلی پا سکے مگر ہاں اسقدر یعنے خدا کی ربوبیت اُسکے رحم کے کام
کا ضرور کچھہ ذکر ہی ان سب کے مقابلہ میں مسیح خداوند نے کیسے وثوق کے ساتھہ انسانوں پر ظاہر کیا کہ وہ بنی آدم
کی نجات کے لئے خدا کیطرف سے مقرر ہو کے آیا ہی اور اُس کے ثابت کرنیکے لئے اُسنے اپنی زندگی میں معجزات
دکھلائے اور اُن معجزات میں اُسنے خدا کے رحم کو یوں ظاہر کیا کہ اُسنے کوڑھیوں کے بُودار زخموں کو چھوکر چنگا
کیا وہ گنہگاروں کے ساتھہ دعوت میں بیٹھکر نہ شرماتا اُس نے اپنی پوری پوری خود انکاری اس میں ظاہر
کی کہ اپنے جلالی اور شاہانہ تخت کو چھوڑ کر بیت اللحم کی سرائے کی چرنی میں گنہگار انسان کے بچانیکے لئے پیدا ہوا
وہ اُس غمناک نظارہ کا مرکز بنا جسکو ۱۹۰۰ برس گذرے کہ گلگتہ کے مقام پر دکھلائی دیا اُسنے اس بات کو ظاہر کر دیا
کہ گناہ سے تباہ حال انسان کو رہائی دینا خدا کے انصاف کو پورا کر کے ذات الٰہی کے لئے بعید نہیں ہی اُس نے
انسان کی توجہ اسطرف مبذول کرائی کہ وہ دیکھیں کہ خدا کیسا مہربان اور کیسا رحیم ہی +

فی الحقیقت ہم نے خدا کے رحم کا نظارہ اُسوقت بخوبی مشاہدہ کیا جب خداوند یسوع نے گلیل میں بھیڑ کو
رحم بھری آنکھوں سے دیکھکر فرمایا کہ یہہ مانند اُن بھیڑوں کے ہیں جنکا چرواہا کوئی نہ ہو +

جسقدر ہم نے ابھی تک بیان کیا اُس سے کسیکو یہہ سمجھنے کا حق نہیں ہی کہ ہم نے ایسا باور کرانا چاہا ہو کہ مسیحی
مذہب کے باہر خداشناسی کا تصور مطلق نہیں ہی ہرگز نہیں بلکہ ہمیں ہر ایک مذہب میں خداشناسی کا کچھہ نہ کچھہ علم ملتا ہی دیکھو
جب نوجوان بُدھ کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی طاقت ہمسے بڑی ہی جس سے ہم تسلی اور آرام پاسکتے ہیں اگر میں اسے
پا جاؤں تو میں انسان کو روشنی دکھلا سکوں اور اگر میں خود آزاد ہو جاوں تو دنیا کو بھی آزاد کر سکونگا ہم ضرور کہہ سکتے
ہیں کہ یہہ ایک تحریک اُسکے دلمیں خدا کی روح سے ہوئی اسیطرح ہم یونانیوں اور فارسیوں اور ہندوؤں کے دلوں
میں ایک ایسی امید پاتے ہیں کہ کوئی رہائی دینے والا آئیگا اور انکو رہا کریگا اُنکے درمیان خدا کے تجسم اور کفارہ کی
تعلیم کی پرچھائیں بھی پاتے ہیں منو کے شاستروں اور ویدوں کی نظم میں بھی اس بات کا پتہ لگتا ہی کہ بنی آدم سے
گناہ ہونیکے کفارہ کا وعدہ کیا گیا +

مگر یہہ خیال جو دوسری الہامی کتابوں میں متفرق طور سے ادھر اُدھر بکھرے ہوئے پڑے ہیں اور اپنی اصلی
تعلیم کو دھندلا بلکہ بے معنی کر کے دکھلاتے ہیں مسیحی پاک نوشتوں میں خدا کا انتظام مخلصی اور الٰہی محبت بڑی
کاملیت کے ساتھہ خدا کے بیٹے کے مجسم ہونے میں دکھلائی دیتی ہی یہہ مسیحی تعلیم کہ خدا مسیح میں ہی محض ایسی
نہیں ہی کہ انسان نے روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کئے بلکہ مسیحی تعلیم یہہ ہی کہ خدا نے خود انسانی روح کی

ہیکل پر قبضہ کیا اور اسی لحاظ سے خداوند مسیح نے یوں کہا کہ میں اور باپ ایک ہیں خداوند یسوع ہمارے لئے وہی درجہ رکھتا ہی جو خدا کا ہی اور یہہ مسیحی تعلیم ایسی مضبوط اور پائیدار ہی کہ تاریخ میں کوئی دوسرا ایمان آجتک مقابلہ کا ہمیں نظر نہیں آتا +

مسیحی کلیسیا کا ایمان یہہ ہی کہ وہ جو خدا کا ہمسر اور ہمتا تھا اپنی مرضی سے خدا کی یگانگت سے الگ ہوکر انسانی جامہ میں ہمیں بچانیکے لئے آیا کلیسیا کے ایمان نے مسیح کی یگانگت خدا اور روح القدس کے ساتھ بتلائی - اور روح القدس مسیح اور خدا باپ کے ساتھ ہر ایماندار کے دل میں ابھی موجود ہی +

باقی دارد

بقیہ جواب کرامت علی صاحب

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ جولائی ۱۹۰۱ء

چونکہ ہم کہہ چکے کہ ان خطوط کا مضمون واحد ہی لہذا جو کچھ جواب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ سب صاحبوں کے لئے کافی ہوگا اکثر احباب نے ہماری اس بات سے مخالفت ظاہر کی ہی کہ زنا کو متعہ سے تعبیر نہیں کیا اور نہ متعہ کا جواز قرآن سے ثابت ہی - ہم خود ایک حد تک اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن میں زنا کو متعہ سے تعبیر کر کے نہیں بتلایا مگر تو بھی مسلمانوں کا ایک فریق اسکو ہمارے ہم خیال زنا سمجھکر مکروہ بتلاتا ہی اور یہہ شخص جسکے دلپر ذرا بھی اخلاقی قانون کا اثر ہوگا تو وہ اسکو کہ کسی عورت سے رات دو رات تعلق پیدا کرکے اور اجورہ دیکر چلتا پھرتا نظر آوے ضرور مکروہ سمجھیگا اب متعہ کا جواز اور اسکی حرمت قرآن سے ثابت ہی یا نہیں اسکے لئے ہم یہہ آیت پیش کرتے ہیں سورۂ نسا فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ فَرِيضَةً یعنے پھر جو کام میں لائے اُن عورتوں کو دیوے اُنکا اجورہ جو مقرر ہوا اب یہہ آیت متعہ پر نص ہی اور شیعوں نے سُنیوں کے مقابلہ میں بحث کرکے اُن کو منوا دیا ہی کہ ضرور یہہ آیت متعہ پر نص ہی تفسیر ثعلبی میں منقول ہی کہ عمران بن حصین کہا کہ نازل ہوئی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ تعالی کی اور نہیں نازل ہوئی بعد اُسکے کوئی آیت جو منسوخ کرے اُسکو پس امر کیا ہم کو رسول اللہ صلعم نے اور متعہ کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کے مرنے کے وقت تک مطلب اسکا یہہ ہی کہ محمد صاحب کے زمانے میں لوگ متعہ کرتے تھے محمد صاحب اُسکو ہرگز بُرا نہیں سمجھتے تھے اور نہ وہ کوئی حکم اُسکو منسوخ کرنیکا دیگئے اور نہ قرآن میں کوئی آیت ایسی موجود ہی جس سے سورہ نساء کے بیان کو منسوخ سمجھا جائے زیلعی بیان الحقائق شرح کنز الدقائق میں کتاب النکاح محرمات میں مذکور ہی کہ ابن عباس حلت متعہ میں اس آیت سے استدلال کرتے تھے اور یہہ بات سب

پرروشن ہی کہ ہدایہ میں امام مالک کی نسبت یہہ بات مشہور ہی کہ وہ متعہ کے جواز کے قائل تھے اور شیعوں
نے بڑے بڑے قطعی دلائل و تاریخ و حدیث سے ثابت کر دیا ہی کہ اسلام میں خود بحکم محمد صاحب
متعہ حلال تھا اسوقت بھی حلال ہی چنانچہ جملہ امامیان اسپر کاربند ہیں اب ہم دریافت کرتے ہیں
کیوں سُنّی فریق متعہ کو مکروہ بتلاتے ہیں کیا اسی لئے نہیں کہ وہ اُسکو مکروہ خیال کرتے ہیں؟ اب
ہم اسپر زیادہ بحث نہ کرینگے کیونکہ دراصل یہہ ایک ناگوار بحث ہی پہلے سُنّی اور شیعہ آپس میں اتحاد
کرکے اسپر کوئی فتوی دیں تب ہماری تحریر پر اعتراض کرنا حق ہوگا ورنہ مردود ٭

اب رہا لوٹ اور رہزنی کو مال غنیمت قتل کرنے کو کافر کا خون بہا کر جنت
حاصل کرنا اسکے لئے ہم قرآن میں بعض مقامات سے پتہ دیتے ہیں اور آپ لوگوں سے استدعا
کرتے ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھہ اُن مقامات پر غور کر کے ہم کو مطلع فرمائیں کہ کیا اُن کے ایمان
کے صاف الفاظ میں وہی نہیں ہیں جو ہم نے بیان کئے اور وہ مقامات یہہ ہیں سورہ بقر
آیت ۱۸۶ سے ۱۹۱ تک - ۲۱۲ سے ۲۱۵ تک سورہ نسا آیت ۷۱ سے ۱۰۳ تک سورہ انفال
آیت ۲۶ سے ۷۰ تک سورہ توبہ ۴ و ۱۲ و ۱۲۴ سورہ عنکبوت ۵۰ و ۶۹ سورہ حج ۴۰ و ۷۷
سورہ مومنون ۹۷ و ۹۵ سورہ شعرا ۲۰۵ سے ۲۰۹ تک سورہ سجدہ ۲۱ و ۲۲ سورہ محمد ۴ و
۲۲ و ۳۴ سورہ صف ۲ سے ۴ تک ٭

جھوٹ بولنے کو تقیہ یا توریہ کی اصطلاح سے تعبیر کرنا اسکے لئے ہم سورہ نحل
کی آیت ۱۰۸ پیش کرتے ہیں جہاں لکھا ہی مَن کَفَرَ بِاللہِ مِن بَعدِ اِیمانِہٖ اِلّا مَن اُکرِہَ
وَقَلبُہٗ مُطمَئِنٌّ بِالاِیمانِ - یعنے جس نے خدا کے ساتھہ کفر کیا بعد ایمان لانے کے مگر
وہ جو کہ مجبور کیا گیا ہو اور اُس کا دل ایمان کے ساتھہ مطمئن ہو آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ محمد صاحب
نے بھی ایک مرتبہ اپنی قومیت چھپانے کے لئے نحن من الما ایک شخص کو شبہ میں ڈالنے
کے لئے کہا تھا اور مفسرین نے اس کے متعلق یہہ رائے ظاہر فرمائی ہی کہ محمد صاحب
نے یہاں توریہ کی رعایت سے ایسا کہا ٭

کیئے جاتے ہیں پاک کوڑھی یہاں
سُنیں بہرے مُردوں کو ملتی ہے جان

غریبوں نے سُن لی خوشی کی خبر
مبارک ہے مجھ سے نہ بھٹکے اگر

(متی ۱۶ باب ۱۳ سے ۲۰)

جو قیصریہ فلپی کے اطراف پر
ہوا ختم خداوند کا اب گذر

تو شاگردوں سے اپنے اُس نے کہا
بتاؤ مجھے لوگ کہتے ہیں کیا

کہ میں ابن آدم جو ہوں کون ہوں
وہ کہتے ہیں کیا آج میں بھی سُنوں

اُنہوں نے کہا بعض کا ہے کلام
کہ تو اصطباغی ہے یوحنا ہے نام

مگر بعض کہتے ہیں الیاس ہے
کسی کو یرمیاہ کا وسواس ہے

کوئی کہتا ہے کوئی نبیوں سے ہے
حقیقی ہوئی راہ بیکس نہ پائے

کہا تب خداوند نے یہہ سناؤ
مگر تم مرے حق میں کہتے ہو کیا

تو شمعون بولا ز راہ صحیح ہے
تو زندہ خدا کا ہے بیٹا مسیح

کہا اُس نے جب یہ مسیحی گفتگو
کہ یونس کے بیٹے مبارک ہے تو

تجھے جسم و خون نے بتایا نہیں
یہ نہیں ذہن میں ترا آیا نہیں

مرے باپ نے تجھ پہ ظاہر کیا
اس اسرار مخفی سے باہر کیا

میں یہہ بات بھی تجھ سے کہتا ہوں سُن
تو پطرس ہے میں نے لیا تجھ کو چُن

زمیں پر میں جسدم اُٹھاؤنگا چرچ
اسی سنگ پر تو بنائیگا چرچ

جہنم کا اُس پر نہیں اختیار
مری بات پر اب تو کر اعتبار

تو ہی سلطنت آسماں کی عجیب
تجھے کنجیاں اُس کی ہونگی نصیب

زمیں پر کرے بند جو تو یہاں
بندھیگا وہاں وہ سر آسماں

زمیں پر جو تو کھول دیگا یہاں
وہ بے شک کھلیگا فلک پر وہاں

کہا تب مسیحا نے اُن سے کہ ہاں
نہ کہنا کہ میں ہوں مسیح زماں

مری بات پر دھیان لانا ضرور
ہے شہر مقدس کو جانا ضرور

بزرگوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں
فقیہوں سے دُکھ پانے میں خوار ہوں

کریں مجھ پر سردار کاہن ستم
مجھے مار ڈالیں بدرد و الم ہے

مگر تیسرے روز پھر زندہ ہوں
فلک پر بقا کے میں پابند ہوں

تو پطرس نے اُس سے کہا تری خیر
نہ ہوگا کبھی تجھ پہ دشمن کا فیر

متی ۱۷: ۱-۹

خداوند نے تب کہا دُور ہو
تو شیطان ہی مجھ سے مفرور ہو

تو ٹھوکر کا باعث ہی مرے لئے
کہ ہی اِس میں نقصان تیرے سلئے

مقالات انساں کا رکھہ کر خیال
خدا کی نہیں بات کا پر خیال

جو چاہے کوئی مرا شاگرد ہو
مرے پاس ہو یا مرے گرد ہو

کرے پہلے انکار اپنا ضرور
اُٹھائے صلیب اپنی با صد سُرور

کرے پیروی مری ہر بات میں
مصیبت میں راحت میں آفات میں

بچاتا ہی کوئی اگر اپنی جان
تو کھوتا ہی اُس کو حقیقت یہہ مان

جو کھوتا ہی مرے لئے اپنی جان
وہی اُس کو پاتا ہی تحقیق مان

اگر آدمی کل جہان کو کمائے
اور اُس کے لئے جان اپنی گنوائے

تو کیا فائدہ ہی بتانا ذرا
عوض جان کا اپنے دیگا وہ کیا

کہ جب ابن آدم یہاں آئیگا
فرشتوں کو ہمراہ خود لائے گا

تو ہر ایک کو اجر دیگا ضرور
عمل جیسے ٹھہرینگے اُسکے حضور

چھٹے دن بعد یسوع مسیح مہربان
گیا کوہ پر اب بصد عز و شان

تھا ہمراہ اُس کے وہ پطرس رسول
یوحنا و یعقوب اقدس رسول

یہہ ہمراہ تھے ناگہاں بر محل
گئی روبرو اُن کی صورت بدل

چمکنے لگا چہرہ خورشید سا
سفید اُس کی پوشاک تھی پُر ضیا

قریب اُس کے موسی والیاس ہیں
بہم گفتگو کرتے ہیں پاس ہیں

لگا کہنے پطرس کہ کیا خوب ہی
یہیں اب رہیں دل کو مرغوب ہی

جو مرضی ہو تو تین ڈیرہ بنائیں
اس عیش اور عشرت سے خوشیاں منائیں

وہ پطرس تو یہہ بات کہتا ہی تھا
کہ نورانی بدلی نے سایہ کیا

اور آواز آئی کہ پیارا ہی یہہ
مرا بیٹا آنکھوں کا تارا ہی یہہ

میں خوش ہوں تم اُسکی سنو شوق سے
جو فرمائے سمجھو اُسے ذوق سے

یہہ سُنتے ہی شاگرد منہہ بل گرے
وہ اپنے دلوں میں بہت ہی ڈرے

خداوند نے تب اٹھایا اُنہیں
چھوا مت ڈرو۔ ہوش آیا اُنہیں

نہ دیکھا کسیکو تب اُس کے سوا
خداوند عیسیٰ فقط تھا کھڑا

اُترتے تھے وہ تب یہہ اُنسے کہا　　رکھیا منع اُن کو یہہ فرما دیا

نہ کرنا تم اِس کا کسی سے بھی ذکر　　نہ جب تک اُٹھوں جیتے لازم ہی فکر

تب اُن میں سے اکثر یہودی عوام　　جنہوں نے کہ دیکھے تھے اُسکے یہہ کام

جو مریم کے گھر اُن دنوں آئے تھے　　وہ بہتیرے ایمان بھی لائے تھے

جو دیکھا اُنہوں نے وہاں یا سُنا　　فریسیوں سے جا کے سب کچھ کہا

فراہم ہوئے صدر مجلس بہم　　لگے کہنے بے فکر بیٹھے ہیں ہم

بہت معجزے یہہ دکھانے لگا　　جہان اُسپہ ایمان لانے لگا

اُسے چھوڑ دینگے یوہیں ہم اگر　　تو پا جاینگے ہم پہ رُومی ظفر

نہ ہونگے فقط قابضِ مُلک ہی　　وہ لے لینگے ہاں قومیت کو تو بھی

اُسی دِن سے کرنے لگے وہ صلاح　　کریں قتل اس کو ہی اس میں فلاح

خداوند اسی واسطے ظاہرا　　نہ پھر درمیان اُن کے ہرگز پھرا

نواحِ بیاباں میں جا کر رہا　　وہیں کچھ دنوں تک گذارہ کیا

جو مَرنے کا دِن پاس آنے لگا　　وہ شہرِ مقدّس کو جانے لگا

۲ وہ جب راہ میں جا رہے تھے اُدھر　　قدم اب ہوا اُس کا کچھ بیشتر

بہت ڈر گئے وہ ہراساں ہوئے　　عقب اُس کے چلنے سے حیراں ہوئے

خداوند نے تب یہہ اُن سے کہا　　کہ شہرِ مقدّس میں گذرے گا کیا

فقیہوں کا اُس پر غضب آئیگا　　ہر اک کاہن اُس پر ستم ڈھائیگا

کرینگے پئے قتل جب دست بُرد　　تو پھر غیر اقوام کے ہو سپرد

وہ اُس پر کرینگے ہنسی اور مذاق　　دِلِ غمزدہ پر یہہ گذرے کا شاق

کرینگے زد و کوب کوڑوں سے ہائے　　اُسے مار ڈالینگے پھر ہائے وائے

مگر تیسرے دن اُٹھیگا وہ پھر　　نشانِ ستم جائیگا اُن کا گِر

متی ۱۷: ۹ ۵ ۱۳ - ۱۵ و مرقس ۹: ۲۲ - ۳۴

مسیح کی اذیت

وہ جب آ گئے کوہِ زیتوں کے پاس　　جو شاگرد تھے ذو محبت اساس

یہہ اُن سے کہا اب چلے جاؤ تم　　جو بستی وہاں سامنے پاؤ تم

۳۰ گدھی کا ہی بچہ وہاں اک بندھا　　کوئی اُس پر اب تک نہیں ہے چڑھا

اُسے کھول کر تم یہاں لائیو
خداوند کو ہے ضرورت پڑی
گئے دونوں فوراً بحکم حضور
بحکم مسیح اُس کو کھولا جو ہیں
یہہ کیوں کھولتے ہو یہہ کیا ہے غضب
تب اُن سب نے دونوں کو جانے دیا
وہ شاگرد بچّہ کو لے آئے جب
ہوا تب خداوند اُس پر سوار
وہاں اور لوگوں نے کپڑے تمام
درختوں کی شاخیں بہت کاٹ کر
یہہ کہتے تھے حاضر تھے اشخاص جو
جو یوں خاص اجلال حاصل ہوا
وہاں ساری چیزوں پہ ڈالی نظر
ہوا جب صبح کو رواں شاہ دیں
تو دیکھا درخت ایک انجیر کا
خیال آیا اُس سے ملیگا ثمر
نہ تھا موسم انجیر کا تب شتاب
کوئی تجھ سے آیندہ پاوے نہ پھل
خداوند عیسیٰ نے ہیکل میں جا
جو صراف تھے اور کبوتر فروش
بچشم غضب دیکھا بھگایا انہیں
یہہ فرما کے اُن سب کو سمجھا دیا
مرا گھر تو ہوگا عبادت کا گھر
یہاں تک کیا تم نے شر اختیار
فقیہوں نے اُس کا سخن جب سنا

جو روکے کوئی اُس کو بتلائیو
اُسے بھیجدیگا وہ اُس ہی گھڑی
بندھا پایا بچّہ اُنہوں نے ضرور
کھڑا تھا جو اک شخص بولا وہیں
اُنہوں نے بتایا تب اُس کا سبب
گدھی اور بچّہ کو لانے دیا
دیے ڈال کپڑے بفرط ادب
بصد شان و شوکت بعز و وقار
بچھائے سر راہ با احتشام
سر راہ تھے ڈالتے با کرّ و فر
ہوشعنا مبارک خداوند کو
خداوند ہیکل میں داخل ہوا
رہا بیت عنیا کی جانب سفر
لگی بھوک چاہا ملے کچھ کہیں
لدا تھا جو پتوں سے سرتاپا
بجز برگ کچھ بھی نہ آیا نظر
کیا تب سرور دو جہاں نے خطاب
اب اے بے ثمر تجھ میں آئے نہ پھل
نکالا یہہ اک کو جو تھا بیچتا
بیع کر رہے تھے بجوش و خروش
اُسی دم وہاں سے نکالا انہیں
لکھا ہے جو کچھ تھا نہ تم نے پڑھا
نہ ہو یار کا یاں تجارت کا گھر
بنایا اُسے ہاے چوروں کا غار
بہت کاہنوں نے سر اپنا دھنا

نمبر ۹ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۲

بقیہ مسیحی خداشناسی

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ اگست ۱۹۰۱ء

پاک ثالوث کی تعلیم اعلیٰ درجہ کے فلسفوں میں بھی ممکن مانی گئی ہی بلکہ پاک ثالوث کی تعلیم کا مسئلہ ہی خدا کی بابت ہم پر درست خیال اور تصور کرنا سکھلاتا ہی وہ ہمیں ڈی ازم پینتھی ازم کی مہلک تعلیموں سے بچاتا ہی ابن اللہ کے مجسم ہونے اور انسان کی مخلصی مسیح میں گناہ کا کفارہ ہونیکا بیان مسیحی مذہب کے لئے ایک زوردار صداقت اور ایک زندہ امید ہی اور ایک تاریخی واقعہ کی بنا پر یہہ مژدہ مسیحی کلیسیا آجتک دنیا میں دیتی ہی مسیحی مذہب کے علاوہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں مخلصی کے کام کو پورا کیا ہو اُن میں گناہ آلودہ روح کا علاج نہیں ملتا مسیحیت گناہ کی بابت زیادہ خیال کرتی ہی اور انسان کی ضمیر کو روشن کرکے بتلاتی ہی کہ وہ اپنی کرتوتوں کا ذمہ وار ہی اور اُسے خدا کے نزدیک آنا سکھلاتی ہی پینتھی ازم خالق کو اپنی مخلوق کے ساتھ ملا کر الٰہی ہستی کو گناہ کا بانی بتلا کر انسان کے دل سے اخلاقی قانون کو توڑتی ہی۔ ہندوستان مذہبی

مشن پریس لودیانہ۔ ایم وایلی سپنجر ۱۹۰۱ء

خیالات کے لئے مشہور ہی مگر یہاں کے لوگ بے امیدی کے دریا میں ایسے غوطہ کھاتے ہیں کہ اُنہوں
نے دوسروں کے بچانے کی اُمید قطعی چھوڑ دی قریب قریب ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اپنے
کاموں سے ہمہ اوستی خیالات کا پابند ہی گُناہ کو گُناہ نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں تو اُسکے لئے اپنے کو
ذمہ وار نہیں گردانتے اور یہہ کہکر ستے چھوٹتے ہیں کہ خُدا کی یہی مرضی تھی ہماری تقدیر میں یوں
ہی لکھا تھا برعکس اسکے مسیحیت خدا اور انسان کو ایک دوسرے کے قریب پہنچاتی ہی وہ کسیکی
شخصیت کو ضائع نہیں کرتی اور انسان کے دل میں اس خیال کو جماتی ہی کہ وہ نکمہ ہی وہ آپ
اپنی مدد نہیں کرسکتا اور ایک رہائی دینے والے کے ہاتھہ تک اُسکو پہنچاتی ہی اور گُناہ کی بابت
اُسے قائل کرکے سکھلاتی ہی کہ مسیح کو اپنا نجی ماننے ہندوستان کے لوگوں میں اس بات کی بڑی
ضرورت ہی کہ اُن میں راستبازی کی بھوک اور پیاس محسوس کرائی جائے تب وہ مسیح کے پاس
آسکینگے ابھی تک اُنہوں نے مسیحی حقیقت کو دریافت نہیں کیا اسلئے وہ خدا کی محبّت کی قدر نہیں
کرتے اُنہوں نے ابھی خدا کو نہیں دیکھا کیونکہ وہ اپنی ذات پات کے گورکھہ دھندوں میں ایسے پھنسے
ہیں کہ وہ مسیحی سنا دی کی باتوں پر دھیان نہیں لگا سکتے مسیحیت پہلے یہہ حکم کرتی ہی کہ خدا سے قادر سے
محبّت رکھہ اور اُسکے حکموں کو مان جسطرح دریائے یردن کے کنارے نبی بآواز بلند پکارا تھا کہ دیکھو
خدا کا برّہ جو جہان کے گُناہ اُٹھائی لئے جاتا ھے ایسے ہی آجکے دِن اُس برّہ کے خادم بآواز بلند یوں کہتے
ہیں کہ اُس گُناہ اٹھانیوالے اور رہائی دینے والے برّہ میں الوہیت اور انسانیت کا اتحاد ہوا
محبّت کی ڈوری جسکا ایک سرا خدا نے آدم کے گرتے کیوقت تھاما تھا اُسکا انتہائی سرا یہہ برّہ لیکر ہم
تک پہنچا تاکہ ہم اُس محبت کی ڈوری کے وسیلہ سے خُدا تک پہنچیں خدا نے خود اپنے کو انسانی حوایج کے حوالہ
کرکے نرم دلی محبّت معافی کی طبیعت مخلصی برکت اور کل نیک باتوں کا مرکز اپنی ذات میں بنایا اور صلیب
پر چڑھہ کر انسان ہو کر مرگیا +

یہہ بات تاریخ سے ثابت ہی کہ جب کبھی بت پرستوں کے درمیان انجیل نے اُنکے دلوں میں جگہ پائی
تو اُسکا بڑا سبب اس بیان کا ذکر تھا کہ کیونکر صلیب پر الٰہی محبّت کے اعلیٰ ظہور نے دُکھہ اُٹھایا مسیحی
کلیسیا کی قوت اِس سبب سے باقی نہیں رہی کہ اُس میں مقدّس لوگوں اور شہیدوں کے قصّہ

رنگ آمیزی کے ساتھ ہر زمانے میں بیان ہوتے رہے بلکہ اس سبب سے کہ یسوع مسیح جو ابن آدم کہلاتا
ہو اُسنے اپنے آپکو سبکی زندگی کے لیے صلیب پر قربان کر دیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پہلی تین صدیوں میں جب
مسیحی دنیا کے بادشاہوں کی اذیتوں کے تختہ مشق بنے ہوئے تھے تو اس نازک حالت میں مسیحی کلیسیا
کا برقرار رہنا امر دشوار تھا مسیحی کلیسیا خود خدا کی اُس بنیاد پر قائم ہوئی جو اُس الٰہی ہستی نے ناصرت کے
ایک شخص میں اپنے کو ظاہر کیا اور جسکی قربانگاہ اُسکی صلیب تھی جس قربانی کے شعلے جلال کیطرح اُٹھتے تھے۔
ہر زمانیکے لوگ جو گناہ کے ڈنک کو معلوم کر کے ترساں رہے اور اپنے فعلوں کے خطرناک نتیجہ اپنے ذہنوں
میں لا کر پریشان ہیں تو انہوں نے اسکے لیے گذشتہ زمانے کے انسانوں کے قصہ سننے میں کوئی زیادہ
دلچسپی ظاہر نہیں کی چاہے وہ سقراط تھا یا بدھ

لیکن جب دنیا اُسکی بابت سنتی ہے جو ابن اللہ تھا جو لوگوں کے درمیان رہا جسنے محبت کے تقاضہ
سے اپنے کو یہانتک پست کیا کہ صلیبی موت کو بھی برداشت کیا تو سبکے سب یکایک چونک پڑتے ہیں اور
بے اختیار یوں کہہ اُٹھتے ہیں کہ اس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا + باقی دارد

مراسلات

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰۗـــُٔــهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
مائی ڈیر اڈیٹر یہہ آیہ کریمہ جو قرآن شریف سے میں نے اوپر درج کی ہے اسکا مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہونگے
اور نہ سمجھے ہوں تو اب سن لیجیے اسمیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جو لوگ سچے دین سے منکر ہو جاتے ہیں انکی حمایت
کرنیکے لئے شیاطین تیار ہیں کہ انکو ایمان کے نور سے نکالکر کفر کی ضلالت میں گرا دیں اور یہی لوگ
یعنی جو منکر ہوئے ہیں دوزخی ہیں بلکہ ہمیشہ تک دوزخ میں پڑے رہینگے میں نے آیت شریف کو
اسلیئے پیش کیا ہے کہ الحق کا اڈیٹر کوئی نیا مرتد ہوا کرسٹان معلوم ہوتا ہے جو حال ہی میں حقیقی اسلام سے منحرف ہو کر
خدا کے (نعوذ باللہ) بیٹے پر ایمان لایا ہے اور اب جسقدر چاہے گناہ کرے کیونکہ جناب مسیح کا کفارہ اُسکے لئے کافی ہے
ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اڈیٹر اسلام کی کتابوں سے کچھ واقفیت رکھتا ہے مگر ساتھ ہی اسکے ہمیں یہہ بھی معلوم ہوتا
ہے کہ اسکو مسلمانوں کے ساتھ کچھ عناد ہے میں اور میرے ساتھ دوسرے دوست اس شخص کے لئے نہایت
افسوس کرتے ہیں افسوس اسلیے نہیں کہ وہ اسلام سے کیوں نکل گیا ایسوں کا نکل جانا ہی اچھا ہے مگر

افسوس صرف اسلئے ہی کہ بیچارہ ہمیشہ تک دوزخ میں رہیگا شیطان نے اُسکو ایمان کی روشنی سے نکالکر ورطہ ضلالت میں دھکیل دیا یہہ بیچارہ کیا کرے پیٹ بُری بلا ہی اس دوزخ کو بھی تو بھرنا تھا اسلئے اُسنے آپ اپنے آبائی مذہب یعنے سچّے اسلام پر جھوٹی سچّی خامہ فرسائی کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہی میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی مسلمان جو اسلام سے واقف ہو ہرگز کسی مذہب میں جا نہیں سکتا مگر شرط یہہ ہی کہ اُسکو خدا نے کچھ سمجھ دی ہو اور اپنی عاقبت کا کچھ خیال ہو ورنہ شکم پرست تو ہر زمانے میں سچّے دین سے منحرف ہوتے رہے مگر کوئی سمجھ دار اور فارغ البال مسلمان ہم نے تو عیسائی ہوتے ہوئے دیکھا نہیں اور نہ سُنا پس اب آپ سمجھ لیں کہ ہم آپکی دلیلوں اور اعتراضوں کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں ہاں اگر ہم کو یقین ہو جاتا کہ آپ مذہب عیسوی میں سمجھ بوجھ کر داخل ہوئے اور اُسکو حق سمجھ کر قبول کیا ہی تو ہم ضرور آپکے سمجھانیکی کوشش کرتے مگر یہہ بالکل بے سود ہی آپنے نوز ر کو خدا بنا رکھا ہی + راقم احسان اللہ از حیدر آباد سندھ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

جواب الحق

ای الحق کے معزز ناظرین ہم نے مذکورہ بالا خط کو محض اس غرض سے درج الحق کیا کہ آپکو معلوم ہو جائے کہ ہمارے محمدی بھائی کیسی کیسی بدگمانیوں کو اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہیں ہمارے پاس اس طرز کے خط ہر ڈاک میں روزمرہ دو چار آتے رہتے ہیں مگر ہم کبھی اُنکے جواب دینے کی طرف رجوع نہیں ہوتے کیونکہ ہم اس میں نہ اپنا اور نہ لکھنے والوں کا فائدہ دیکھتے ہیں ہم کو تعجب معلوم ہوتا ہی کہ لوگ ہمارے دلائل کا تو کوئی رد نہیں لکھتے مگر ذاتی حملہ کرنیکو تیار ہو جاتے ہیں لہذا یہہ پہلی اور آخری مرتبہ ہی کہ ہم الحق میں کسی ایسے خط کو جگہ دیتے ہیں اب ہم راقم خط سے مخاطب ہو کر چند باتیں جواب میں عرض کرتے ہیں کیوں جناب جب آپ یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ اڈیٹر الحق اسلام کی کتابوں سے کچھ واقفیت رکھتا ہی پھر آپ اُسپر نا سمجھی کا الزام کیونکر لگا سکتے ہیں؟ اور پھر آپکو یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ بیا منڈا ہوا کرسشان ہی؟ اور پھر آپ کو کیونکر یقین آئے کہ جسقدر لوگ اہل اسلام سے نکلکر ملّت مسیحی میں شامل ہوئے ہیں وہ سمجھ بوجھ ہی کر اُسکی پیروی کرتے ہیں؟ ہم تعجب کرتے ہیں کہ کیا آپ کے دل میں کوئی اور نیک گمان نہ تھا جو ایسی ایسی بدگمانیاں آپکے دل میں آئیں +

(باقی آیندہ)

متی ۲۶: ۱-۱۶

تفکر میں تھے مار ڈالیں اُسے ؛ مگر سوچے حامی بنالیں کسے
جو سب اُس کی تعلیم سے دنگ تھے باینوجہ گل رنگ بد رنگ تھے
سر شام باہر گیا شہر سے جہاں جیسے پوشیدہ ہو رہے
یہہ باتیں خداوند جب کرچکا تو شاگردوں سے اُس نے اپنے کہا
ہے دو دن کے بعد اب فسح کی جو عید سہیگا ستم ابن آدم شدید
بزرگ اور فقیہہ اور کاہن قریب اُسے ساتھ سختی کے دینگے صلیب
بزرگ اور فقیہہ اور کاہن تمام قیافا کے گھر پر ہوا اژدہام
وہاں مصلحت کی کہ بہتر ہے یہہ اُسے مار ڈالیں بڑا شر ہے یہہ
وہ بولے کہ تاخیر واجب نہیں مگر عید کے دن مناسب نہیں
مبادا ہو لوگوں میں برپا فساد کہ جس کا نہ ہم کرسکیں انسداد
صلاحیں یہہ کرتے تھے وہ لوگ جب خداوند تھا بیت عنیا میں تب
وہاں ایک عورت نے تب برملا خداوند پر عطر آکر ملا ؛
جو تھا عطر داں سنگ مرمر کا خاص اُسے توڑ ڈالا بصد اختصاص
ہوئے اس کے شاگرد اُسپر خفا یہہ نقصان بے فائدہ کیوں کیا
۲ بڑے دام پر عطر بکتا اگر غریبوں کو دیتے تو تھا عمدہ تر
خداوند نے تب دیا یوں جواب کیا اُس نے بے شک یہہ کار ثواب
ہیں محتاج ہر دم تمہارے قریب مگر دن یہہ ہوگا نہ پھر پھر نصیب
بدن پر میرے عطر اُس نے ملا ؛ یہہ میرے کفن کے لئے ہے بھلا
یہہ سچ بات کرتا ہوں تم سے بیان منادی ہو انجیل کی اب جہاں
وہاں اسکا یہہ ذکر خیر آئیگا کیا جو کچھ اُس نے کہا جائےگا
یہودا تب اُن میں سے باہر گیا وہیں کاہنوں پاس اُٹھ کر گیا
گرفتار اُسے میں کرادوں اگر بتاؤ مجھے دوگے تم کس قدر
روپے تیس دینگے اُنہوں نے کہا کمیں میں اُسی وقت سے وہ رہا
اِدھر آگئی بے خمیری جو عید تو اک روز پہلے بشوق مزید
۳-۱۰ خداوند کے آئے شاگرد سب یہہ کی عرض دے حکم اے ابن رب

فسیح کھانا تو چاہتا ہی کہاں
کہو اُس سے جا کر بتا دے ہمیں
خداوند یسوع مسیح واں آئے گا
یہہ سنتے ہی وہ جسکم لائے بجا
اُسی دن ہوئی جب کہ آیا زمانِ شام
لگا کھانے ساتھ ان کے بصد سرور
ضرور ایک تم میں سے ستم ڈھائیگا
وہ دلگیر آپس میں ہونے لگے
خداوند عالم بتا کیا میں ہوں
وہی ہی خطا کار رسم وفاق
ہی سچ ابن آدم تو مرجائیگا ۱۵
مگر ہائے افسوس اُس شخص پر
وہ اِنسان پیدا نہ ہوتا اگر
یہوداہ نے بھی کہا تب کیا میں ہوں
خداوند نے لیکے روٹی وہاں
اُنہیں دیکے کہنے لگا اُن سے کھاؤ
یونہیں شکر کرکے پیالہ دیا پھر
نئے عہد کا اب لہو ہی یہی پھر پھر
پیونگا نہ انگور کا رس کبھی پھر
گئے گا کے پھر کوہ زیتون کو پھر
اسی رات میں ٹھوکریں کھاؤگے
لکھا ہی گڈریہ کو ماروں گا اب
مگر بعد جینے کے بے قال و قیل
تو پطرس نے اُس کو دیا یوں جواب
اگر میں نہ کھاؤں گا ٹھوکر کبھی پھر

وہ بولا جو ہو ایک شخص فلاں
مکان کونسا ہی دکھا دے ہمیں
وہ ہمراہ ہمارے فسیح کھائے گا
فسیح کا جو کھانا تھا جا کر سجا
خود آیا خداوند عالی مقام
کہا بارھوں سے خود اپنے حضور
یقیناً وہ مجھکو پکڑوائے گا
لگے کہنے دل دل میں رونے لگے
کہا اُس نے میں صاف تم سے کہوں
کہ جس کا ہی ہاتھ اب میان طباق ٣٢٠
جو گذریگا اُسپر گذر جائیگا
جو یہہ کام کرتا ہے بد اور بتر
یہہ بہتر تھا اُس کے لئے خاصکر
وہ بولا تو ہی جب کہا کیا میں ہوں
کیا شکر رزاق روزی رساں
یہہ میرا بدن ہی یقیں دل میں لاؤ
یہہ میرا لہو ہی اشارہ کیا
معانی کی بس گفتگو ہی یہی
مگر جبکہ ہو سلطنت باپ کی
کہا اُن سے تم سب خبردار ہو ٣٣٠
مجھے چھوڑ کر تم چلے جاؤگے
پراگندہ ہو جائینگی بھیڑیں سب
چلا جاؤں گا تم سے پہلے جلیل
اگرچہ پراگندہ ہوں سب عتاب
خداوند نے تب نبوت یہہ کی

نہ بولیگا مرغ اس سے پہلے کہ یار
کرے گا تو انکار خود تین بار ٭

وہ بولا ہنوں گا نہ منکر حضور
مرونگا جو ہو ساتھ مرنا ضرور

یہی اور شاگردوں نے بھی کہا
جدائی کا غم اُن کے دل میں رہا

وہاں باغ تھا ایک گتسمنی نام
دُعا مانگنے کا وہاں تھا مقام

خداوند عیسیٰ وہاں پھر گیا
انہیں تینوں کو ساتھ اپنے لیا

وہاں تھا بہت دل سے رنجور وہ ٭
ذرا اُن سے آگے گیا دُور وہ ٭

کہا اُن سے ٹھہرے رہو تم ذرا
مرے ساتھ کچھ دیر تک جاگنا

یہہ کہہ کر بڑھا منہہ کے بل گر پڑا
خدا باپ سے کی دُعا گڑگڑا ٭

اگر ہو سکے یہہ گذر جائے جام
مگر تیری خواہش ہی ہو لا کلام

وہ تب آ کے پطرس سے کہنے لگا
نہ سوؤ مرے ساتھ جاگو ذرا

دُعا مانگو تا امتحاں آ نہ جائے
کہ ہے مستعد روح تن سست ہائے

دوبارہ وہی اُس نے مانگی دُعا
مرے باپ پوری ہو تیری رضا

پھر آیا تو پھر سوتے پایا انہیں
کہ تھی نیند بھاری جگایا اُنہیں

وہی تیسری بار پھر کی دُعا
پھر آیا تو شاگردوں سے یوں کہا

۳۵۰ کرو اب تم آرام سوتے رہو ٭
گھڑی آ گئی کیا کروگے کہو

چلو اُٹھ کے دیکھو رقیب آ گیا
پکڑوانے والا قریب آ گیا

وہ یہہ کہہ رہا تھا کہ بس ناگہاں
یہودا لئے ساتھ اپنے جواں

بڑی بھیڑ تلوار اور لاٹھیاں
خداوند کے پاس آیا دواں

پکڑوانے والے نے اُن سے کہا
جسے چوم لوں میں ز راہِ وفا

پکڑ لیجیو تم اُسی کو ضرور ٭ ٭
خبردار اِس میں نہ کرنا قصور

یہودا نے اُن سے یہہ کہکر کلام
کہا اے خداوند ربّی سلام

جو چوما تو بولا مسیح زماں ٭ ٭
یہاں کا ہے کو آیا تو اے میاں

خداوند پر ہاتھ ڈالے وہیں
سب ارمان دل کے نکالے وہیں

وہیں ایک شاگرد نے لیکے تیغ
چلائی کسی شخص پر بے دریغ

۳۶۰ وہ نوکر جو سردار کاہن کا تھا
اِسی ضرب میں اُس کا کان اُڑ گیا

خداوند نے تب کہا یوں پکار — چلاؤ نہ تلوار تم زینہار ؛؛
جو کھینچینگے تلوار تکرار پر ؛؛ — تو دم اُن کا نکلیگا تلوار پر ؛؛
ابھی مانگ سکتا ہوں میں باپ سے — وہ بارہ تمن بھیج دے آپ سے
مگر بات ہونا ہی جس کا ضرور — وہ پُوری ہو کیونکر رہوں گر میں دُور
خداوند لوگوں سے کہنے لگا ؛؛ — پکڑنے مجھے آئے کیوں تم بھلا
میں ہیکل میں ہر روز آیا کیا — تمہیں وعظ اپنا سُنایا کیا
نہ پکڑا مجھے اِس کا باعث ہی کیا — سبب یہہ کہ نبیوں نے سب کچھ لکھا
اُسی دم گئے بھاگ شاگرد سب — عجب ہی عجب ہی عجب ہی عجب
گرفتار جب کر چکے بدحواس — گئے اُس کو لے کر قیافا کے پاس
وہ شمعون پطرس بھی کھو کر شعور — چلا پیچھے پیچھے مگر دُور دُور
وہ سردار کاہن کے گھر تک گیا — لگا دیکھنے دیکھیں ہوتا ہی کیا
وہاں جمع تھے صدر مجلس کے لوگ — تھا دِل میں جنہوں کے مظالم کا روگ
لگے ڈھونڈھنے سب گواہی دروغ — کرنا کذب کو اپنے بخشیں فروغ
اگرچہ بہت جھوٹے آئے گواہ — نہ تھے متفق تو بھی آپس میں واہ
پھر آخر کہا دو گواہوں نے صاف — وہ جھوٹے تھے کہتے نہ کیونکر خلاف
کہا اُس نے ہیکل کو ڈھاؤنگا میں — اُسے تین دِن میں بناؤنگا میں
تو سردار کاہن یہہ کہنے لگا — خداوند سے کیوں تو سُنتا ہی کیا
مگر تھا خداوند عیسیٰ خموش — تھا سردار کاہن کے سر میں جو جوش
لگا کہنے عیسیٰ سے وہ پُرستم — میں دیتا ہوں تجھ کو خدا کی قسم
اگر تو خدا کا ہی بیٹا مسیح — تو ہم کو بتا دے جتا دے صحیح
خداوند نے تب کیا یوں بیان — وہی ہاں وہی تو جو کہتا ہی ہاں
یہہ ہی ابن آدم کو حاصل شرف — کہ بیٹھے خدا کے وہ دہنے طرف
اُسے آتے دیکھو گے بادل پہ اب — تو سردار کاہن ہوا پُرغضب
وہیں پھاڑ کر کپڑے کہنے لگا ؛؛ — سُنو آپ ہی کفر یہہ کہہ چکا
گواہی کی اب ہم کو حاجت ہی کیا — تمہاری کہو اِس میں نیت ہی کیا

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مذہب اور شرائط وغیرہ الفاظ میں حق کا اظہار ... کسی کی ... نہ کرنا

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے ... الحق بھیجے ... چاہیں وہ اس پتہ سے ... روانہ کریں

(۳) راقم اگر اپنا نام ... چاہیں تو ہم ... جواب دینگے

(۴) ... سوالات ... جواب ... کسی کے دل میں پیدا ہوں ...

(۵) اس پرچہ میں اہل اسلام کے ... کا جواب خاص طور سے دیا جائیگا

یسوع نے کہا کہ قیامت اور زندگی میں ہوں

الحق کے ضوابط و شرائط

(۶) ہمیں ... کتابوں پر ریویو ہوگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئیں

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کریں سادہ عبارت میں اختصار کے ساتھ تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے

(۸) مشتریوں کو سال بھر تک
سو پرچے ماہوار
پچاس پرچے ماہوار
پچیس پرچے ماہوار
بارہ پرچے ماہوار
فی پرچہ ماہوار سال بھر تک
مسلمانوں کو مفت ... ڈاک

نمبر ۱۰	بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور	جلد ۲

بقیہ مسیحی خداشناسی

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

انجیل مقدس میں ہم اکثر ایسے کلمات بھی پاتے ہیں جو خداوند مسیح کی انسانیت پر دال ہیں ہم اُس کی مجبوری کا ذکر دیکھتے ہیں وہ باپ پر بھروسا رکھتا ہے وہ اپنے کو باپ کی مرضی کے تابع بناتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ ہم اُسکا یہہ دعویٰ بھی سُنتے ہیں کہ وہ خُدا کے ساتھ ایک ہے ہم اُس کی الٰہی طاقت کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ گُناہوں کو معاف کرتا ہے وہ تمام دنیا کی عدالت کرنیکا دعویٰ کرتا ہے اب ان متضاد باتوں کی بابت کیا کہا جائے؟ کیا یہہ محض اِنسان اور مثل دوسروں کے مخلوق ہے جو بہر صورت میں محدود اور ماتحت ہے یا وہ خود الٰہی ذات جس نے اپنے جلال کو الگ رکھکر اپنے کو جسم کے تابع کیا؟ کیا مسیح زمین سے آسمان کو جاتا تھا یا اوپر سے زمین کو آتا تھا؟ کیا مسیح اپنی اُنگلی خدا کی طرف اُٹھا کر دکھاتا تھا یا وہ مثل خدا کے ہاتھ کے انسان تک پہنچتا ہے؟ یوحنا کی گواہی کے مطابق یسوع نے خود جواب دیا اور کہا کہ کوئی شخص آسمان پر نہیں چڑھا مگر وہ جو آسمان سے اُترا یعنی مقدس

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وایلی مینیجر سنہ ۱۹۰۱ء

ت کہا جسکی بابت ہو وہ ہمیشہ مبارک ہو وہ جو سب کے اوپر ہی خدا ہی کہتا ہی پولوس مسیح کے بارہ میں
باپ اُسنے دیکھا مجھے جسنے کہتا ہی کہ خود اپنی بابت کہتا ہی کیا نہیں کلام کسی نے کبھی مانند اُسکی گیا کہ
نہ سمجھا میں اس تعلیم اور سیکھی زبانی کی عالم منجئے اُس سے ابتدا نے کلیسیا تعلیم یہہ ہے دیکھا کو
اور جو ہی گیا سکھلایا کرنا تصور اور خیال صحیح بابت کی خدا کرکے ثابت غلط کو دونوں ازمردی اور
صحیح کا راز گہرے اس میں مسیح یسوع بیٹے کہ ہیں اُٹھتے کہہ پکار کر وہ ہیں لیتے سمجھ اسکو
مطلب سمجھا لہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور ہمیں بےگناہ ہونیکے لئے ترغیب دیتا ہے—
اُس نے خودغرضی اور تنگدستی اختیار کی اُس نے ہمدردی اور محبت کا نمونہ ایسے وسیع معنوں میں
دکھلایا کہ جس وسیع دائرہ میں افریقہ کے سیاہ فام لوگوں یورپ کی مغرور قوموں ہندوستان کے
قحط زدوں کو بیان دل سکتی ہی وہ جو آسمان میں قادر مطلق کے ساتھ تخت نشین تھا وہ بیت اللحم
میں آیا کلوری پر مرد غمناک بنکر رنج کا آشنا ہوا وہ جسکے ہاتھوں نے کوڑھ کو صاف کیا غمزدہ کو خوشی
بخشی مُردوں میں جان ڈالی اُسی کے ہاتھوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا
ہاں اُسکے غم آلودہ دل کو برچھے سے چھیدا مگر آخرکار اُسنے اُسپر فتح پائی اور اُسی صلیب کی بدولت وہ
دنیا کا نجات دہندہ کہلایا اور اُسی سے یہہ صلیب ہمیشہ قائم اور بےجنبش ہی اب بتلاؤ دوسرے مذہب
میں کہیں بھی ایسی کوئی خوش آئندہ آواز سُنائی دیتی ہی کہ جس سے گنہگار انسان کچھ تسکین حاصل کرے
سوا مسیحیت کے اس سوال کا جواب کہیں نہیں ملتا کیونکہ وہ دل اور ہاتھ جو گُناہ کرتے کرتے قرمزی
ہوگئے ہیں صاف ہوں دوسرے سب علاج اس مرض کی جڑ تک پہنچنے میں قاصر ہیں مگر مسیحیت
اس مرض کو جڑ سے کھودتی ہی شاید ہم صفائی سے نہ بتلا سکیں کہ یہہ کیونکر مرض کی جڑ کو کھودتی ہی مگر
اسکا تجربہ ہمیں خود ہی اور جو کوئی چاہے تجربہ کرکے دیکھ لے کہ مرض بالکل جاتا رہتا ہی یا نہیں +

(باقی داشتہ)

مراسلات

بقیہ جواب احسان اللہ صاحب

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء

ہم کو یاد ہی کہ مرحوم سر سید احمد نے بھی کبھی ایسا ہی کچھ کہا تھا کہ بعض مسلمانوں نے ظاہر میں اپنا مذہب چھوڑ دیا ہی اور عیسائی ہو گئے ہیں یہہ سمجھنا تو مشکل ہی کہ خدائے واحد پر اعتقاد رکھنے والا تثلیث کا معتقد ہو گیا مگر جب تفتیش کی جاتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ محتاجی ہی اُسکے عیسائی ہو جانے کا سبب ہی یہہ فقرات سر سید کے جو تعصب سے بھرے ہوئے ہیں محمدی قوم کو جوش دلانے کے لئے بہت کچھ کارگر ہوئے ہونگے مگر ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہہ اُنکا مغالطہ تھا اور کہ آنریبل سر سید کا منطق خود اُنہیں کو نیچا دکھانے کے لئے تیار ہی تواریخ طبری میں صاف لکھا ہی کہ خلیفہ سوئم یعنے عثمان کا بھانجہ عبد اللہ بن سعد جو پیغمبر عرب کا منشی تھا اُسنے اسلام کی وحدانیت اور پیغمبر کی پیغمبری کو ٹٹولا اور جب کچھ نہ پایا تو محمد صاحب کی زیست میں اسلام کو خیرباد کہا ابوبکر خلیفہ اوّل کے دور خلافت میں شام یمن اور کئی دیگر ملکوں کے لوگوں سے اسلامی سانپ کی کینچلی کو اُتار کر اُسی دین میں واپس چلے گئے جس میں سے یہہ بت پرست اسلام میں رہ گئے تھے کس کا منھہ ہی کہ اس بات سے انکار کرے کہ صحرا نشین خانہ بدوش اور لٹیرے بدوین یعنے مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں سے شام وغیرہ ملکوں کے لوگ دولت میں زیادہ نہ تھے پیغمبر عرب کی برہنہ تلوار سے بھی اسلام کا خدا اُنکے دل میں نہ اُترا اور نہ اسلام سے اُنکی تسکین ہوئی تو پھر وہی مذہب اختیار کرنا پڑا جو اُنکے باپ دادے کا تھا شہاب الدین مقتول نے مذہب اسلام کو بودا سمجھکر چھوڑ دیا اور یونانیوں کے مذہب اور خدا کو تسلیم کیا اسلام کے ایک فرقے نے خدائے واحد کو مجسم تسلیم کر لیا ہی اُنکے ایمان میں وہ خدا نہ اترا جسکو آپکے پیغمبر نے بنایا تھا مولانا روم محی الدین ابن عربی مولانا جامی وغیرہ اُس خدا کو نہیں مانتے جسپر اسلام فخر کرتا ہی اب کہو کہ کیا ان سب نے اسلام کو اسلئے چھوڑ دیا کہ وہ سب

محتاج بھکاری، اور دریوزہ گر تھے؟ یا عظمت اور دولت میں علماء دین محمدیہ سے کہیں زیادہ یا کم سے کم ہم پایہ تھے +

شروع زمانے سے مذہب اسلام نے کسیکو ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہی جب کوئی اسکے عقائد کو مہمل جانکر چھوڑ دیتا ہی تو مرتد کہتا ہی جب کوئی اُسکے مسائل سے متفق نہیں ہوتا تو اُسکو کافر کا خطاب ملتا ہی اس زمانے کے مسیحیوں کے لئے ایک اور لفظ وضع کرلیا ہی کہ جب کوئی مسلمانوں میں سے مسیحی ہوجاتا ہی تو کہتے ہیں کہ اُسکے مسیحی ہونے کا باعث محتاجی ہوگئی +

دراصل مسیحی اُس خُدا کی طرف دِل جُھکانے کو اسلام کی وحدانیت کو چھوڑ دیتا ہی جو عقل کے قریب ہی بھلا وہ خدا ہمارے کس کام کا جو نہ عقل میں آتا ہی اور نہ قیاس میں سماتا ہی اور نہ ذہن میں اُترتا ہی یہہ سب جانتے ہیں کہ جب کوئی شئی عقل میں نہ آوے تو پھر اُسکی عبادت کیونکر ہوسکتی ہی؟ ہمارے خیال میں اسلامی خدا کی نسبت تو ہندوؤں کے اوتار کچھہ کچھہ عقل کے قریب ہیں +

مولانا نذیر احمد نے بھی اپنے مشہور فسانہ ابن الوقت میں عیسائیوں کو کال کے زمانے میں کے تباہ حال لوگوں سے تعبیر کیا ہی ایسا ہی کچھہ مولانا حالی سرسید کی لائف حیات جاوید میں باور کرایا چاہتے ہیں مگر ہم کو کامل امید ہی کہ ہمارے منصف مزاج ناظرین مذکورہ بالا نظیروں پر غور کرکے اپنی غلطی کی جلد اصلاح کرنیکی طرف توجہ کرینگے +

وہ بولے کہ یہہ لائقِ قتل ہی
ہمارا تو دِل شائقِ قتل ہو

لگے تھوکنے اُس کے مُنہہ پر پلید
لگاتے تھے گھونسوں کی ضربیں شدید

کسی نے طمانچہ دیا اور کہا
تجھے کس نے مارا نبوت دکھا

تھا اُس وقت شمعون دالان میں
کہا اُس سے لونڈی نے یوں کان میں

۲ یسوعِ جلیلی کے تو ساتھہ تھا
وہ بولا اسے میں نہیں جانتا

یہہ کہکر اُسارے کے باہر گیا
وہاں دوسرا شخص بولا کہ کیا

نہ تھا ساتھہ تو ناصری کے وہاں
قسم کھائی پطرس نے تب الاماں

وہاں اور تھے آدمی جو کھڑے
وہ اس بات کے اور پیچھے پڑے

تیری بولی کرتی ہے تجھہ کو عیاں
تو لعنت لگا کرنے پطرس وہاں

اُسی دم وہیں مرغ نے بانگ دی
تو پطرس نے وہ گفتگو یاد کی

وہیں بس وہ باہر بصد انکسار
گیا اور رویا کیا زار زار (۱

متی ۲۷ ۱-۵

دمِ صبح آپس میں ٹھہری یہہ بات
لئے قتل آخر نکالی یہہ گھات

اُسے باندھہ کر خوب تدبیر سے
پلاطُس کے تب روبرو لے گئے

یہُودا کہ جس نے پکڑوایا تھا
وہ اب تو بہت سخت گھبرا اُٹھا

۳ ہوا جبکہ دِل میں نہیں بیقرار
لگا کرنے اپنے پہ لعنت ہزار

روپے تیس لیکر رواں وہ ہوا
بزرگوں کی جانب رواں وہ ہوا

کہا میں نے بھاری کیا یہہ گُناہ
پھنسا بے گُنہ ۔ میں ہُوا روسیاہ

وہ بولے کہ ہم کو ہی کیا اس سے کام
دئے پھینک ہیکل میں مفسد نے دام

اور اپنے کو پھانسی لگائی وہیں
نکل آئیں آنتیں بر دئے نہیں

لگے کرنے آپس میں تب وہ صلاح
نہیں واپسی میں روپوں کے فلاح

وہاں بیچتا تھا جو کھیت ایک کمہار
خریدیں اُسے تب یہہ پایا قرار

وہ پردیسیوں کی نئی قبرگاہ
سو کہلاتا ہی خون کا کھیت آہ

یرمیا نبی کی پڑھو اب کتاب
ہی اُس دام کا کل وہاں پر حساب

خداوند حاکم کے تھا روبرو
لگا پوچھنے بادشہ کیا ہی تو

۴ دیا تب خداوند نے یوں جواب
بجا ہی جو فرماتے ہیں خود جناب

بزرگ اور سردار چلّاتے تھے
پلاطُس لگا کہنے سُنتا نہیں
خموشی کا دیکھا جو اس طرح حال
تھا دستور حاکم کہ ہر عید پر
براؔبّاس قیدی جو مشہور تھا
مگر تب یہہ حاکم نے اُن سے کہا
جو الزام ناحق دیا ہے اُسے
وہ مسند پہ بیٹھا جو با احتشام
نہ راحت مجھے خواب میں کچھ رہی
سو تو اُس سے زنہار رکھیو نہ کام
بزرگوں نے لوگوں کو بہکا دیا
براباس کو مانگ لو ہر طرح
سُنی جبکہ حاکم نے فریاد یہہ
تو پوچھا کہ اس کے لئے کیا کروں
وہ چلّا کے بولے اُسے دے صلیب
جو حاکم نے دیکھا کہ بنتا نہیں
منگا پانی اور ہاتھ دھو کر کہا
وہ بولے کہ خون اُسکا ہم پر رہے
براؔبّاس کو اُس نے چھوڑا و لیک
پٹا ہاے کوڑوں سے حق کا حبیب
وہ دیوان خانہ میں تب لے گئے
بنا تاج کانٹوں کا سر پر دھرا
دیا ایک سرکنڈا ہاتھوں میں آہ
یہہ بے عزتی بعد میں کی مگر
دکھا جب چکے دل لگی کا چلن

بصد شور و شر آگ بھڑکاتے تھے
خداوند زنہار بولا نہیں
تو حاکم کو آیا تعجب کمال
رہا کرتا تھا قید سے اک نفر
چھڑانا اُسے اُن کو منظور تھا
کروں عیسیٰ ناصری کو میں کیا
حسد سے حوالہ کیا ہے اُسے
یہہ بھجوایا جورو نے اُس کی پیام
اِسی کے سبب سخت تکلیف تھی
سمجھ خوب سمجھا دیا والسّلام ۴۲۰
غضب کاہنوں نے یہہ برپا کیا
کرو قتل عیسیٰ کو ہے یہہ بھلا
مسیحا پہ کرتے ہیں بیداد یہہ
بدی کیا ہے کیا اب میں حیلہ کروں
یہہ کہتے تھے حاکم سے وہ بدنصیب
نہ ہو جائے بلوہ زیادہ کہیں
نہیں جانتا میں پاک خون سے ہوا
نہ ہم بلکہ اولاد کے سر پڑے
ستم گر نے ایسا سنا ہے کہیں
حوالہ کیا تاکہ پاوے صلیب ۴۳۰
سپاہی وہاں سب فراہم ہوئے
دیا قرمزی پیرہن بھی پہنا
لگے کہنے تسلیم اے بادشاہ
کہ سرکنڈا مارا سرِ پاک پہ
اُتارا وہیں قرمزی پیرہن

جو کپڑے تھے اُس کے پہنائے اُسے — تو پھر بہر تصلیب لائے اُسے
فورینی تھا شمعون نام اک بشر — صلیب اُسکی رکھدی اُسی شخص پر
وہاں پر جو تھا گلگتھا اک مقام — جسے کہتے تھے کھوپڑی خاص و عام
دیا پت ملا سرکہ پینے کو جب — نہ اُس نے پیا اُس کو چکھکر کے تب
۴ اُسے دیدی آخر وہیں پر صلیب — نگہبان بیٹھے سب اُسکے قریب
لئے کپڑے آپس میں سب بانٹ کر — بچا ایک کرتہ جو تھا چھانٹ کر
پڑی اُس پہ چٹھی کہ کس کا ہے یہہ — خدا کے نبی نے بھی لکھا ہے یہہ
بہم بانٹتے ہیں میرا پیرہن — قرع سے بٹا بے سلا پیرہن
لکھا باعثِ کشتنِ بے گناہ — ہے عیسیٰ یہودیوں کا بادشاہ
چپ و راست دو اور بدکار تھے — وہ بے جرم تھا یہہ گنہگار تھے
اِدھر سے اُدھر جو کہ جاتے تھے لوگ — اُسے دیکھ کر سر ہلاتے تھے لوگ
یہہ کہتے تھے ہیکل جو ڈھاتا تھا تو — اُسے تین دِن میں بناتا تھا تو
اگر تاب ہوتی بچا آپ کو — جو ابنِ خدا ہو بچا آپ کو
یوہیں کاہنوں نے بکے کفریات — بزرگوں نے ٹھٹھے کئے واہیات
۴۵۰ اگر بادشاہ ہے تو آوے اُتر — کرینگے ہم ایمان سے اُسپر نظر
خدا پر بھروسہ کیا ہے اگر — بچائے اُسے آکے ربُّ البشر
جو بدکار رکھتے تھے کچھ اُن بنی — وہ دونوں بھی کرتے تھے طعنہ زنی
چھٹے سے نویں گھنٹہ تک عنقریب — اندھیرا جہاں میں تھا وقتِ صلیب
کہا ایلی ایلی لما آپ نے ہے — مجھے چھوڑا ہے کیوں خدا باپ نے
لگے کہنے اُس جا تھے اُستادہ جو — وہ دیتا ہے آواز الیاس کو
انھیں میں سے اک شخص نے دوڑکر — کیا پارۂ ابر سرکہ میں تر
چسایا اُسے رکھ کے نرکٹ پہ ہائے — کہا بعض نے دیکھیں الیاس آئے
خداوند نے جان جلّا کے دی — پھٹا پردہ ہیکل کا راہ اب کھلی
زمیں کانپی پتھر گئے سب تڑک — کھلیں قبریں لاشیں اُٹھیں بے دھڑک
۴۶۰ وہ جب جی اُٹھا وہ بھی آئیں نظر — انھیں شہر اقدس میں جو تھے بشر

نگہبان تھا جو وہاں صوبہ دار — یہہ کل ماجرا سب ہوا آشکار
تو کہنے لگا لاکے دل میں یقیں — یہہ بیٹا خدا کا تھا کچھہ شک نہیں

دفن ہونا
متی ۲۷: ۵۷-۶۶

دم شام یوسف جو تھا اک مشیر — نہ تھا جس کا دولت میں کوئی نظیر
پلاطس سے لاش اُس نے لی مانگ کر — اُسے لے گیا اپنی ہی قبر پر
کیا دفن سوتی کفن میں لپیٹ — رہی لاش آرام میں اسکی لیٹ
مگدلینی مریم تھی حاضر وہاں — اُسی نام کی دوسری تھی جہاں
بروز دگر آئے کاہن بہم — پلاطس سے بولے کہ واقف ہیں ہم
وہ کہتا تھا سب سے دغاباز یہہ — ہیں پھر جی اُٹھونگا ہی کچھہ راز یہہ
مناسب ہے پہرہ رہے قبر پر — ہمیں اُس کے شاگردوں سے ہی یہہ ڈر
چُرالیں اُسے رات کو آکے وہ — وہ پھر جی اُٹھا یوں کہیں جاکے وہ ۴۷۰
اگر پڑ گیا یہہ دلوں پر اثر — تو پچھلا فریب اور ہوگا بتر
پلاطس نے اُن سے کہا جاؤ تم — مناسب جو کچھہ ہو بجا لاؤ تم
وہیں قبر پر اُس کے پہریں لگا — زبردست پہرہ دیا اک بٹھا

جی اُٹھنا
متی ۲۸: ۱-۱۰

بس سبت جب صبح کی پو پھٹی — اندھیری زمانے کی رخ سے ہٹی
تو مریم مگدلینی آئی ادھر — کرے قبر پر تاکہ اُس کے نظر
تھی ہمراہ مریم جو تھی دوسری — وہ لائی تھیں خوشبو بقصد خوشی
وہاں اک فرشتہ بھی آیا اُتر — سر قبر عیسیٰ ہوا جلوہ گر
جو چہرہ چمکتا تھا مانند برق — تو پوشاک تھی مثل خورشید شرق
جو پہونچا پاس آیا تو کانپے بشر — لگا پاسبانوں کو خوف و خطر
نگہبان مُردوں سے بدتر ہوئے — وہ بے ہوش باہم سراسر ہوئے ۴۸۰
فرشتہ نے یوں عورتوں سے کہا — ڈرومت نہیں میں تو ہوں جانتا
خداوند کو ڈھونڈھتی ہو مگر — یہاں وہ نہیں ہے گر تم نظر
وہ زندہ ہوا جیسا اُس نے کہا — خبر اُس کے شاگردوں کو دو یہہ جا
جو منظور تھی آبروے جلیل — گیا تم سے پہلے وہ سوئے جلیل
ضرور اُس کو دیکھوگے تم سب وہاں — ہوئیں قبر سے عورتیں تب رواں

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق کے ضوابط و شرائط

(۱) مذہبی اور شریفانہ الفاظ میں حق کا اظہار کسی کے دل دکھانے کی غرض سے کچھ نہ لکھنا

(۲) اگر کوئی صاحب اپنے شکوک رفع کرنا چاہیں وہ اس پتے سے الحق۔ ایس پی جی مشن کانپور اپنی تحریر روانہ کریں

(۳) اگر اپنا نام چھپوانا ظاہر کرنا نہ چاہیں تو بھی راز داری کے ساتھ ان کے سوالوں کا جواب دیا جائیگا

(۴) سوالات ایسے ہوں جو نیک نیتی سے دل میں پیدا ہوں محض جھگڑا کرنے کی غرض سے نہ ہوں

(۵) اس پرچہ میں اہل اسلام اور ہندوؤں کے خاص خاص اعتراضوں کا جواب دیا جائیگا

الحق کے ضوابط و شرائط

(۶) اس میں اکثر ان کتابوں پر ریویو ہونگے جو مذہب مسیحی کی صداقت پر تحریر ہوئیں

(۷) جو صاحب کچھ تحریر کریں سادہ عبارت میں اختصار کے ساتھ تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے

(۸) مشتریوں کو سال بھر تک

سو پرچے ماہوار ... [illegible]

پچاس پرچے ماہوار ... ۱۲

پچیس پرچے ماہوار ... ۸ روپئے

بارہ پرچے ماہوار ... ۴ روپئے

فی پرچہ ماہوار سال بھر تک ... ۸ آنے

مسلمانوں کو صرف محصول ڈاک [illegible]

نمبر ۱۱	بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء ایس-پی-جی مشن-کانپور	جلد ۲

تتمہ بیان مسیحی خداشناسی

سلسلہ کے لئے دیکھو الحق بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

دنیا میں گنہگاروں کا حال ایسا ہے کہ ایک شخص گڑھے میں گرا ہوا ہے ایک مذہب کا ہادی آکر اُسے اپنا ہاتھ بڑھا کر نکالنا چاہتا ہے لیکن اُس کا ہاتھ چھوٹا ہے وہاں تک پہنچ نہیں سکتا اور اُسکو اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ اُس گرے ہوئے کو نکال سکے ایک دوسرا ہادی آکر کہتا ہے کہ تم فی الحقیقت گڑھے میں نہیں گرے ہو اس میں کسی غلطی یا بے ایمانی کو دخل نہیں ہے بلکہ یہہ ایک حالت ہے جس میں رہنا ضروری ہے لیکن اگر تمہیں یقین ہے کہ تم تکلیف اور مصیبت میں ہو تو میں تمہیں چند نسخے بتلاتا ہوں مقدس تیرتھوں کی یاترا کرو برہمنوں کو کھلاؤ سیتا رام دن میں اتنی بار کہا کرو مگر اُس کی تسکین نہیں ہوتی اس کے بعد کنفوشی اس آتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اے غمزدہ اور لاچار شخص تیرے لئے یہہ حالت بہت بہتر ہے کیونکہ تو نے سوسائٹی کے قوانیوں کی پابندی نہیں کی تو ابھی اپنی کرتوتوں کی تھوڑی سی سزا پا رہا اس کے بعد کیا ہوگا مجھے معلوم نہیں اس پر بھی تسلی نہ پاکر نبی عربی

آکر یوں کہتا ہی کہ یہہ سزا تیری تقدیر میں ازل سے لکھی گئی ہی بشرطیکہ تو اسلام قبول کرے اور میرا کلمہ گو ہو تو تیرے لئے اس سے بچنا ممکن ہی بعد ازاں آتا ہی اور یوں کہتا ہی کہ تو جس حالت میں اسوقت پڑا ہی اس کو غنیمت جان صبر کر اپنی خواہشوں کو مار یہاں سے خلاصی پانے کی خواہش نہ کر خواہش کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہی اور جب یہہ حالت گذر جائیگی تجھہ کو نروانہ حاصل ہوگا گناہوں کی معافی کے لئے اپنے دماغ کو پراگندہ مت کر کیونکہ گناہ کی سزا ہونا ضروری ہی اس لئے معافی کے خیال کے خبط کو اپنے دل سے دور کر مگر اس سے بھی کچھہ تسکین نہیں ہوتی تب مسیح خداوند محبت آمیز لہجہ میں آکر کہتا ہی دیکھہ میں تیرے لئے ہمدردی امید الٰہی ذات کی گود سے لایا ہوں اسکو مفت لے اور تب اپنی قدرت اور رہائی دینے والے ہاتھوں کو جن سے آسمان اور ستارے قائم ہیں بڑھا کر اُسے اُس خوفناک گڑھے سے نکالتا ہی اور اُس کے دل کو خوشی سے معمور کرکے اُسے خدا کے حضور میں بے گناہ ٹھہرا کر خدا کی حمد و ستائش کرنا سکھلاتا ہی +

مسیحیت انسان کو مسیح کے وسیلہ حقیقی اور پورے طور سے رہائی دیتی ہی یہہ انسان کا میل خدا کے ساتھہ نہیں کراتی بلکہ انسان کے پاس الٰہی محبت کا مژدہ لاتی ہی انسان کو خدا کے پاس اُٹھا کر نہیں لیجاتی بلکہ خود خدا کو انسان تک لاتی ہی اور یوں انسان کو پاک کرکے ذات الٰہی کے سامنے کھڑا ہونیکے قابل بناتی ہی +

خداوند مسیح نے اپنی زندگی سے خدا کی پاکیزگی کی کمالیت کو ظاہر کردیا ہی اپنی موت سے خدا کا رحم صلیب پر ظاہر کیا یوں مسیح کی صلیب ہمیں خدا کو دکھلاتی ہی اور بتلاتی ہی کہ خدا ہماری پہنچ سے باہر نہیں ہی بلکہ ہر وقت ہمارے نزدیک وہ قہار نہیں ہی بلکہ شفقت سے بھرا ہوا ہی۔ یہہ برکت ہم کو صرف مسیح کے وسیلے ملی ہی کہ ہم خدا کی بابت صحیح تصور کرسکیں یہہ تصور ہماری قبر کی تاریکی کو روشن کرتا ہی کنفوشی اس بدھہ نبی عرب۔ یا ہندوؤں کے کسی رشی یا منی نے ہم کو خدا کا کوئی تصور ایسا نہیں سکھلایا جو ہم کو کچھہ تسکین دیتا اب آپ لوگ اپنے اپنے دلوں میں ایک سوال کریں اور اُس کا جواب اپنے ہی دل میں دیکر اپنے لئے فیصلہ کریں اور وہ سوال یہہ ہی +

کیا ان باتوں سے یہہ معلوم نہیں ہوا کہ مسیحی مذہب کی تعلیم سے خدا نے اپنی یکتائی روحانیت پاکیزگی ظاہر کی اور دنیا کی مخلصی کا انتظام دنیا پر مسیح خداوند یعنے اپنے اکلوتے

بیٹے کی معرفت ظاہر کیا؟ اور کیا اسوجہ سے یہہ مذہب عالمگیر ہونے کا حق نہیں رکھتا؟ اور کیا سچ جس میں خدا ہمارے اسقدر نزدیک آتا ہی اپنے رحم کو ظاہر کرتا ہی دُنیا کی تمام قوموں کا خیر طلب نہیں ہی اور اپنے پاس نہیں بُلاتا؟ پھر ہم کیوں اُسکے پاس درست راہ سے نہ جائیں +

مراسلات

جناب من پہلے آگے آپکی خدمت میں کئی عریضہ ارسال کئے غالباً میری بدبختی کے باعث آپکی توجہ اُنپر کچھہ نہوئی اب یہہ آخری عریضہ ارسال خدمت کرکے متوقع ہوں کہ درج الحق فرماکر اپنے ناظرین کو یہہ دریافت کرنیکا موقع دینگے کہ عموماً لوگ اس پرچہ الحق کی بابت کیا سمجھتے ہیں +

آپنے الحق میں قرآن شریف کی رو سے بعض ایسی باتوں کو ثابت کرنا چاہا ہی جنسے اہل اسلام کو انکار ہی اور شاید آپکو فخر ہوگا کہ انکو آپ ثابت بھی کرچکے مگر میں اور میرے سمجھا بلکہ جماعہ مسلمین یہی سمجھتے ہیں کہ ہنوز دلی دور است۔ آپ لنترانیاں تو بہت کچھہ ہانکتے ہیں کہ ہم نے یہہ ثابت کردیا ہمنے یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادی مگر اسکا جواب مسلمانوں سے ملنا چاہیئے ای بندہ خدا اگر آپ کچھہ ثابت کردیگے تو کون ہی جو اسکو نہ مانے۔ بفرض محال اگر آپنے کچھہ ثابت بھی کردیا اور کسی مسلمان نے آپکو اسکا جواب نہیں دیا ہاں یہی سمجھ لو کہ وہ قائل ہوگئے تو بھلا وہ ابکیوں تمہاری طرح عیسائی نہیں ہوجاتے ہیں کیا اُنکو اپنا بھلا منظور نہیں ہی؟ کیا وہ اپنا نفع و نقصان نہیں سمجھتے کیا تمہیں ایک افلاطون زمانہ پیدا ہوگئے ہو جو سب کچھہ سمجھ سکتے ہو اور دوسرا کوئی کچھہ نہیں سمجھتا؟ بس اب سمجھ لو کہ آپکی باتوں میں کوئی صداقت نہیں ہی اسی لئے تو مسلمان اُنکو نہیں مانتے پھر تمہیں کا خد سیاہ کرنے سے کیا حاصل تم اپنے نان پاؤ کھاؤ اور خوش رہو تو سلام خفا نہ ہونا فقط۔ راقم آپکا خیر اندیش محبوب الحسن از بانس بریلی۔

جواب الحق

جناب من آپکے کئی ایک خطوط قبل اس تحریر کے ہمارے دفتر میں موصول ہوئے مگر آپ خود جانتے ہیں کہ وہ کس طرز میں لکھے ہوئے تھے ہم نہیں سمجھتے کسی ناظر الحق کو کیا حق حاصل ہی کہ وہ الحق کی شرائط کی حدود سے تجاوز کرکے ہمیں مخاطب کرے آپکی یہہ تحریر بھی کچھہ اُسی قسم کی ہی مگر اسکا طرز تحریر ما قبل کی تحریروں سے بدرجہا مہذبانہ اور شریفانہ ہی ہم حیرت میں ہیں کہ ہماری گرفتوں اور عتراضوں کا جواب دینے کی تو کسیکو ہمت نہیں ہوتی مگر ہاں بے سرے راگ الاپنے کے لئے بہت سے تیار ہوجاتے ہیں بھلا اب آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ آپ کی اس تحریر میں کونسا فقرہ ہی جو آپنے الحق کے دلائل کے جواب میں رقم فرمایا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہہ کہدینے سے آپکا پیچھا چھوٹ جائیگا کہ آپکی باتوں میں کوئی صداقت نہیں ہی اسلئے تو مسلمان انکو نہیں مانتے کیا مکہ میں قوم قریش محمد صاحب سے نہیں کہتے تھے کہ تمہارے اپنے سگے ابو طالب ابو لہب ابو جہل تو تمہاری باتوں کو نہ مانتے

ہی نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہاری باتوں میں کوئی صداقت نہیں یہہ تو بالکل ایک بودا منطق ہے آپ اپنے دل ہی سے پوچھیں کہ آپ کیوں ہماری باتوں کو نہیں مانتے آخر آپکے پاس ہماری باتوں کا کچھ جواب بھی ہے یا محض صلواتیں سنانے ہی کے لئے آپ ادھار کھائے بیٹھے ہیں آپکا یہہ فقرہ بھی کشت زعفران سے کچھ کم نہیں ہاں یہی سمجھ لو کہ وہ قائل ہو گئے تو بھلا وہ اب کیوں تمہاری طرح عیسائی نہیں ہو جاتے؟ اسپر ہمیں ایک قصہ یاد آتا ہے جو اسلامی کتابوں میں ہے ہماری نظر سے گذرا ہے اور وہ یوں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر گئے تو جاتے وقت راستے میں ابلیس مردود سے مڈبھیڑ ہوئی ابلیس نے موسیٰ سے کہا ای موسیٰ آخر آپ اللہ کی جناب میں جاتے ہو ایک کام ہمارا بھی کرتے آنا موسیٰ نے اسکی حامی بھری اور کہا کہ بتلاؤ تمہارا کام کیا ہے ابلیس نے کہا کہ صرف تم اتنا دریافت کرتے آنا کہ آخر ہماری مغفرت کی بھی کوئی صورت ہے موسیٰ جب اللہ کی حضوری میں پہنچے اور اپنے کاموں سے فارغ ہو کر واپس آنے لگے تو ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ یا باری تعالیٰ اگر حکم ہو تو ایک گذارش اور کروں حکم ہوا کہ ای موسیٰ کہہ تب موسیٰ نے جرأت کر کے پوچھا کہ ای ذات پاک اس ابلیس مردود کی مغفرت کی بھی کوئی صورت ہے کہ یہہ اپنی سرشیوں سے باز آجاے اور بنی آدم کو بہکا کر گمراہ نکرے جواب ملا کہ ای موسیٰ وہ بڑا سرکش اور مغرور ہے وہ ہرگز اپنی مغفرت نہیں چاہتا ورنہ کچھہ مشکل نہیں اب بھی اگر وہ آدم کی قبر پر جاکے سجدہ کرے تو ہم فوراً اُسے بخشدینگے مگر ای موسیٰ یاد رکھہ کہ وہ ہرگز نہ ایسا کریگا موسیٰ پھر رب العالمین کی درگاہ سے رخصت ہو کر اپنے لوگوں کی جانب روانہ ہوئے راستے میں ابلیس انکا منتظر کھڑا تھا پوچھا کہ ای موسیٰ کچھ ہمارا بھی خیال رکھا یا اپنے ہی مطلب کی باتیں کرتے رہے تھے موسیٰ جب خدا کی درگاہ سے روانہ ہوئے تھے تو اپنے دل میں بڑے ہی خوش ہوئے اور سمجھے کہ میں نے آج شیطان کو بخشوا لیا اور یوں گویا کل جہان سے بدی نیست و نابود ہو جائیگی اور اب سے نیکی کا بازار گرم ہوگا کیونکہ انکا گمان تھا کہ یہہ ایک چھوٹی سی بات ہے ابلیس ضرور اس بات پر راضی ہو جائیگا کہ آدم کی قبر پر سجدہ کر کے مغفرت حاصل کر لیوے لیکن جب اُنہوں نے ابلیس سے ذکر کیا اور ترغیب دی کہ جاؤ بہت بڑا کام نہیں بتلایا گیا ایک ذرا سی بات ہے کہ تم آدم کی قبر پر سجدہ کر آؤ اور میرے ہمراہ چلو میں ابھی تمہارا قصور معاف کرا کے تمہیں بخشوائے دیتا ہوں ابلیس نے کہا کہ ای موسیٰ ہے تو فی الحقیقت ذرا سی بات مگر آن جاتی ہے ہمکو جہنم میں جلنا منظور ہے مگر ہم اپنی آن کو نہ کھوینگے اسپر موسیٰ کا غصہ بھڑکا ابلیس کو بُرا بھلا کہا۔ اب چاہے اس قصہ کی کچھہ حقیقت ہو یا نہو مگر ہمارے زمانے کے لوگوں کے خیالات سے بہت کچھہ مطابق ہے سو حضرت اسی آن کا ڈر بہتوں کو ہے بعضوں کو رشتے داروں کے چھوٹنے کا بعضوں کو مال اسباب کے ضبط ہونیکا بعضوں کو دنیا میں بےعزت ہونیکا بعضوں کو اپنے اور بیگانوں میں حقیر ہونیکا ڈر ہے اور یہی آن ہے جسکو وہ کھونا نہیں چاہتے اور جو ہماری باتوں کے قائل ہو جاتے ہیں وہ اپنے دل میں کہتے رہتے ہیں ؎ ہوں سچی تو آن جاتی ہے + آن رکھیں تو جان جاتی ہے

ضروری اطلاع۔ رسالہ نور افشاں لاہور جو ماہ جون سے چار صفحہ ماہوار شائع ہو رہا تھا وہ اس مہینے نومبر کے

اڈیٹر الحق ایس پی جی مشن کانپور کے پتہ پر ہونا واجب ہے +

متی یوحنا ۲۰: ۱۵-۱-۲۴

وہ جاتی تھیں جس وقت دینے خبر — ملا راہ میں اُن کو خیر البشر
کیا لطف کے ساتھ اُن سے کلام — قدم برگزیں کرکے اُس کو سلام
وہ بولا خبر بھائیوں کو کرو — چلی جاؤ بے خوف تم مت ڈرو
اُس روز یکشنبہ کو وقت شام — فراہم تھے شاگرد خیر الانام
۴ بخوف یہود اُن کے در بند تھے — مشوش تھے دل آرزومند تھے
خداوند عیسیٰ وہاں آگیا — بلا در کھلے ناگہاں آگیا
فراہم جو تھے وہ وہاں ساتھ سب — دکھائی اُنہیں پسلی اور ہاتھ سب
خداوند نے جب کیا تھا کلام — ہوئے شاد شاگرد خیر الانام
خداوند عیسیٰ نے پھر یوں کہا — کہ میں باپ سے جیسے بھیجا گیا
اُسی طرح میں ہوں تمہیں بھیجتا — یہہ کہکر اُنہیں روح کی پھر عطا
کہا اُن سے بخشو گے جن کے قصور — معافی ملے گی اُنہیں بالضرور
نہ بخشو گے جن کے سزا پائیں گے — کیا ہے جو کچھ بر ملا پائینگے

یسوع کا صعود

گئے کوہ پر پھر وہ گیارہ وہاں — بلایا تھا عیسیٰ نے اُن کو جہاں
اُسے دیکھ کر دل سے لائے یقین — مگر بعض شک میں رہے کچھ کہیں
۵۰ خداوند نے پھر کہا یوں پکار — زمیں آسماں کا مجھے اختیار
ملا باپ سے آپ سب جائیو — کل اقوام کے پاس اب جائیو
اُنہیں دینا بپتسمہ تم بے خطر — اب و ابن اور روح کے نام پر
سکھانا اُنہیں تا کریں وہ عمل — جو باتیں ہیں میری وہ ہیں بے بدل
نہ گر ناگ پکڑے ہوں ہاتھ آپ کے — رہونگا میں ہر روز ساتھ آپ کے
خداوند جب مر کے زندہ ہوا — تو اپنے رسولوں کو اکثر ملا
وہ جب تک کہ اوپر اٹھایا گیا — تو اکثر قریب اُن کے آیا گیا
دیئے زندگی کے عجائب ثبوت — کہ تا اُن کے دل کو نہ ہو پھر سکوت
وہ چالیس دن اُن کو آیا نظر — اُنہیں بادشاہت کی دی پھر خبر
دیا حکم اُن کو ذرا شک نہ لاؤ — کہ شہر مقدس سے باہر نہ جاؤ
۵۱ رہو باپ کے وعدہ کے منتظر — تمہیں یاد دہ میں دلاتا ہوں پھر
جو یوحنا کا بپتسمہ پانی سے تھا — خدا روح تم کو کرے گا عطا

تو اُن سب نے پوچھا کہ ربّی بتا — اسی وقت کیا وقت وہ آگیا
کرے گا ابھی بادشاہت بحال — وہ بولا کہ تم کو نہیں یہہ مجال
اُن اوقات کی رکھہ سکو تم خبر — جنہیں جانتا ہی فقط اک پدر
مگر جس گھڑی روح تم پاؤ گے — تو حد تک زمیں کے چلے جاؤ گے
گواہی مرے حق میں دو گے مدام — خبر ہوگی اُس کی جہاں میں تمام
یہہ کہکر وہ اوپر اُٹھایا گیا — نگاہوں سے اُن کی چھپایا گیا
وہ جب دیکھتے تھے سوئے آسماں — نظر مرد دو آگئے ناگہاں
وہ بولے کہ کیا دیکھتے ہو دھر — یوہیں پھر بھی آئیگا خیر البشر

روح القدس کا نازل ہونا

غرض مل کے سب پنتیکوست کے دن — فراہم تھے جب پنتیکوست کے دن ۲۰
اک آواز آئی وہاں ناگہاں — بڑی آندھی اُٹھی کروں کیا بیاں
وہ سب ہوگیا اُس سے معمور گھر — پڑیں آگ کیسی زبانیں نظر
اور اُن میں سے بیٹھیں وہ ہر ایک پر — گئے خاص روح القدس سے وہ بھر
جو روح القدس سے ہوئے متصف — زبانیں لگے بولنے مختلف
یہودی خداترس ہر قوم سے — فراہم وہاں پر جو آکر ہوئے
جو آواز غیبی سنائی وہاں — بڑی بھیڑ کی بھیڑ آئی وہاں
ہر اک اپنی بولی میں سنتا تھا بات — تعجب نے دیا اُن کی عقلوں کو مات
لگے کہنے کیا یہہ جلیلی نہیں — جو یہہ بولتے ہیں سنا ہو کہیں
ہوئے مضطرب اور حیران جو سب — لگا کہنے پطرس سنو بات اب
کرے غور اب دل میں ہر ایک فرد — کہ تھا عیسیٰ ناصری ایک مرد
ہوا تم پہ ثابت نہیں کچھہ یہہ دور — کہ تھا وہ خدا کی طرف سے ضرور
عجائب کئے کام اُس نے مدام — سو یہہ قوم ہی اُس سے واقف تمام
اُسی کو کیا تم نے مصلوب ہائے — ہوئے جہل کے ایسے مغلوب ہائے
اُسی کو خدا نے اُٹھایا ہی پھر — کہ مُردوں سے بے شک جلایا ہی پھر
کیا موت کو اُس نے مرکر تباہ — اسی بات کے تو ہیں ہم سب گواہ
وہ ہی دہنے ہاتھہ اب خدا باپ کے — بیاں کرتے ہیں سامنے آپ کے
اُسی نے یہہ ڈھالا ہی ہم پر جناب — جو مرکر ہوا قبر پر فتحیاب

وہ داؤد کب آسماں پر گیا   مگر کس کے حق میں یہہ اُس نے لکھا
خداوند بولا خداوند سے   کہ تو بیٹھ جا آکے دہنے مرے
۷ سرافراز ہو تو بجاہ و حشم   عدو ہوں نہ جب تک کہ زیرِ قدم
سُنا یہہ اُنہوں نے تو دل چھد گئے   رسولوں سے فوراً یہہ کہنے لگے
اب اے بھائیو کیا کریں ہم بتاؤ؟   وہ بولے کہ عیسیٰ پہ ایمان لاؤ
جو بپتسمہ لوگے تو بچ جاؤ گے   یہہ روح القدس باپ سے پاؤگے
جو وعدہ ہی تم سے سو پہلوں سے بھی   جو ہیں دُور رکھتا ہی اُن سے یہی
یوہیں اور باتیں بھی اُن سے کہیں   گواہی سے کوئی بھی خالی نہ تھیں
کہا پھر کہ اِس قوم کج سے بچو   خبردار ہوشیار غافل نہ ہو
ملا جن کو بپتسمہ اُن کا شمار   اُسی روز پایا گیا سہ ہزار
رسولوں سے تعلیم پاتے تھے وہ   دعا مانگتے سا نھہ کھاتے تھے وہ
رسولوں میں ظاہر ہوئے جب نشان   مخوف ہوئی اُن سے ہر ایک جان
۵۰ جو ایمان لائے تھے باہم شریک   ہر اک چیز ہوتی تھی تقسیم ٹھیک
ضرورت کسی کو کسی کی نہ تھی   کہ تکلیف و تصدیع باقی نہ تھی
بہم سب بڑھے دل سے جو مالُوف تھے   خدا کی ستائش میں مصروف تھے
خدا نے جو یہہ بخشی اُن کو تمیز   وہ نزدیک سب کے تھے بیشک عزیز
نجاتِ حقیقی جو پاتا تھا روز   خداوند اُس کو ملاتا تھا روز

رسولوں کے اعمال

سُناتے تھے ہر جا وہ جا کر کلام   خداوند دیتا تھا انجام کام
جو اعجاز ہوتے تھے اُن سے بیاں   ثبوت اُن سے ہوتا تھا اُن کا بیاں
وہ تھے ساری چیزوں میں باہم شریک   گواہی وہ دیتے تھے عیسیٰ کی ٹھیک
بڑا فضل اُن پر خدا کا ہُوا   خداوند کا جو جیا گو مُوا
یہاں تک نشان اُن سے ظاہر ہوئے   کہ جب عام اشخاص ماہر ہوئے
۵۶ تو بیمار کو چارپائی پہ ڈال کر   سڑک پر وہ لاتے تھے باہر نکال
جو پطرس کا پڑ جائے سایہ ذرا   تو حاصل ہو بیمار کو بس شفا
ہوئے جمع چاروں طرف جب مریض   ہوئے اُن سے چنگے غرض سب مریض
وہاں تب تو پطرس نے کھولی زبان   لگا کہنے مجھ پہ ہوا اب عیاں

وہ ظاہر پہ کرتا نہیں کچھ نظر ۔ ہر اک قوم میں جو کہ رکھتا ہے ڈر
پسند آتا ہے وہ اُسے لا کلام ۔ مسیحا نے سب کو دیا یہہ پیام
تمہیں تو وہ معلوم ہے اشتہار ۔ کہ عیسیٰ جو تھا مرد با اقتدار
وہ ممسوح تھا روح اقدس کے ساتھ ۔ چھڑایا اُنہیں تھے جو شیطاں کے ہاتھ
گواہ ہم ہیں اُن کاموں کے ای جناب ۔ کئے مُلک میں اُس نے جو بے حساب
اُسے کاٹھ پر مار ڈالا تھا جب ۔ اُٹھا تیسرے دن وہ پھر جیکے تب
ہوا ہم پہ ظاہر وہ مرنے کے بعد ۔ ہر اک کام کے ختم کرنے کے بعد ۷۰
وہ جب جی اُٹھا ساتھ کھاتا رہا ۔ ہمیں زخم اپنے دکھاتا رہا
دیا حکم اُس نے کہ دو اشتہار ۔ کرے گا وہ انصاف روز قرار
گواہی نبی اُسپہ دیتے ہیں صاف ۔ اُسی سے تمہارے گنہ ہونگے معاف

خاتمہ

(عبرانیوں کا خط ۲: ۱-۴)

مرید وہیں چاہیئے اب یہہ اور ۔ کریں دل میں ان ساری باتوں پہ غور
مبادا انہیں کھو کے آفت میں جائیں ۔ نہیں کوئی مشکل اور کیا ہم بتائیں
بیاں اس کا پہلے خدا سے ہوا ۔ ثبوت اس کا کل سامعیں سے ملا
ہوا سب وہ ثابت کرامات سے ۔ یقیں کے ہے قابل ہر ایک بات سے
ملیں روح کی نعمتیں بیشمار ۔ گواہی وہ سب دیتی ہیں آشکار

(مقدس پولوس رسول کا خط تسالونیقیوں ۱: ۷-۹)

اور اُسوقت دیکھو گے تم ناگہاں ۔ خداوند عیسیٰ سیر آسماں
فرشتوں کے ہمراہ آتا ہے وہ ۔ غضب آگ شعلہ دکھاتا ہے وہ ۷۱
اُنہیں جو خدا کو نہیں جانتے ۔ اور انجیل کو وہ نہیں مانتے
وہ لیگا ضرور اُن سے آج انتقام ۔ سزائیں رہینگے ابد تک مدام

(۲ قرنتیوں ۵: ۱۰)

ضروری ہے واجب ہے ہم سب کو اب ۔ عدالت میں عیسیٰ کے حاضر ہوں سب
کیا ہے جو ہم نے میان بدن ۔ بھلا یا بُرا جیسا ہوگا چلن
ملے گی اُسی کے مطابق جزا ۔ بھلے کو جزا اور بد کو سزا

(۲ پطرس ۳: ۹)

مگر شکر ابن خداوند پاک ۔ نہیں چاہتا وہ کوئی ہو ہلاک
وہ خود چاہتا ہے کہ بخشے نجات ۔ ہر اک شخص جانے سچائی کی بات

(مقدس یوحنا ۳: ۱۶)

خدا نے جہاں کو کیا ایسا پیار ۔ کہ بخشا پسر اپنا با اختیار
جو ایمان لائے نہ ہو وہ ہلاک ۔ رہے زندہ دائم۔ ہے مرضی یہہ پاک

رباعیات

مریم نے کہا جو نیک فالی دیکھی
نظر لطف جناب العالی دیکھی
کیوں شاد نہو خدا نے آپ بھیجی
اپنی باندی کی پست حالی دیکھی

رباعی ۲
[illegible]

رباعی ۳
[illegible]

جلد ۲	بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۱[illegible]ع ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کانپور	نمبر ۱۲

مسیح کی بابت تمہارا کیا گمان ہے

مسیح خداوند کی عید ولادت کی خوشی سے حصہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں دونوں کو ملتا ہے مسیحی کو اس لئے کہ وہ اپنے خداوند کی بابت سنجیدگی سے خیال کرتا ہے کہ اُس نے کیسی محبت دکھائی کہ اس دنیا میں آکر جنم لیا۔ اُسکی شفقت کا اندازہ کرتا ہے کہ اُس ذات پاک نے انسانیت کی برداشت کی۔ غیر مسیحی اس سے خوش ہوتا ہے کہ اُس کو حکام وقت کی طرف سے ان ایام میں تعطیل ہوتی ہے اس میں وہ دور دراز کے سفر کرتا ہے دوستوں سے

ملتا ہے جلسوں میں حاضر ہوکر بڑے بڑے فصیح مقرروں کی تقریریں سُنکر محظوظ ہوتا ہے ✦
مگر ہم اپنے الحق کے پیارے ناظرین سے ایک سوال کرتے ہیں کہ کتنے لوگ ہیں جو اس بات
پر غور کرتے ہیں کہ کیوں مسیح کی ولادت کی یاد دنیا کے ہر کونے سال بسال کیجاتی ہے۔ الحق کے
ناظرین میں کتنے ہیں جو ان دنوں میں اُس کی بابت کچھ بھی خیال کرتے ہیں کہ خداوند یسوع
مسیح ہی اس عید ولادت کی علت غائی ہے۔ کتنے ہیں جو اس پر سوچتے ہیں کہ اگر وہ نہوتا
تو اس عید کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ کتنے ہیں جو سوچتے ہیں کہ پہلے پہل اس عید کے منانے
کا اصل مقصد صرف یہہ تھا کہ داؤد کے شہر میں آج کل دنیا کا نجات دہندہ پیدا ہوا ✦

اس نمبر میں ہمارا ارادہ ہے کہ ناظرین کو خاص طور سے اس طرف متوجہ کریں کہ انکو کس قدر
ضرور ہے کہ اس عید ولادت کے دنوں میں خاص کر اُس ہستی کی بابت کچھ خیال کریں جسکی
خاطر یہہ عید منائی جاتی ہے۔ ضرور ہے کہ اس بات کو پڑھکر اکثر غیر مسیحی ناظرین یہہ کہیں
کہ ہم کیوں اس عید کے مبتدا یا یوں کہو کہ مسیح خداوند کی بابت دریافت کریں کہ وہ
کون تھا اور کیوں پیدا ہوا تھا۔ ہم اُسکے پیرو نہیں۔ ہم عیسائی نہیں۔ ہم کو اُس سے سروکار
نہیں۔ بس ہم تو اسی میں مگن ہیں کہ ان دنوں میں چھٹیاں ملجاتی ہیں اور ہم سیر و تماشوں میں مشغول
ہوتے ہیں۔ یہہ عیش و عشرت چھوڑ کر کیوں ناحق کو اپنا دماغ پریشان کریں کہ مسیح خداوند کون تھا
اور کیوں تھا ✦

آہ کجرو انسان کس قدر اس دنیا کے دھندے میں آیا ہوا ہے۔ ہم اکثر لوگوں کی زبان سے
وہی سُنتے ہیں جو ہم اوپر بیان کر آئے بلکہ وہ لوگ جو دینی مذہب کی مخالفت کرنیکا دعوے
کرتے اور بڑے زور شور سے مبارک مسیحی مذہب پر اعتراض کرنیکا دعوے
کرتے ہیں وہ اس پاک ہستی یعنی مسیح خداوند کے بالکل ناواقف ہیں ان کے مبلغ معلومات
کا ذخیرہ صرف مسیحی مذہب کی مخالفت کرنیکو بعض مخالفین کی تحریروں تک ہے اور وہ مخالفین خود دنیا کے
جال میں پھنس کر اخلاقی قانون سے منحرف ہوکر اپنے آپ کو اخلاقی الزاموں سے بری کرنے
کے لیئے مذہب عیسوی کی مخالفت کرتے ہیں دیگر مذاہب کو وہ لوگ بھی اس قابل خیال نہیں کرتے

کہ اُنکی مخالفت بھی کریں +

موجودہ زمانہ میں جو لوگ ہندوستان میں مذہب عیسوی کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ اپنے آپ کو بہت دانا اور عقلمند ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر درحقیقت اُنہوں نے کتاب مقدس کا مطالعہ نہیں کیا۔ حال ہی میں کوئی آریہ صاحب بنام ورمہ نے خداوند مسیح کو صرف ایک فرضی شخص ثابت کرنا چاہا تھا مگر اُن کی قلعی ہمارے پرانے اور لائق دوست مسٹر فارکرتے لکھو لکر پبلک کے سامھنے بڑے زور سے ثابت کر دیا کہ ورمہ کے اعتراضات کوئی نئے اعتراض نہیں ہیں بلکہ محض اُن پرانے ملحدوں کی تحریروں سے اخذ کئے گئے ہیں جنکو سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ مسیحی علماء تاریخ دان بیکار ثابت کر چکے ہیں +

یہہ امر مسلم ہی کہ اگر کوئی شخص کتب مقدس کا مطالعہ کرے تو بہت سے مقامات پر انسان کے دل میں شبہ پیدا ہو کیونکہ وہ خدا کا کلام اور انسانی عقل محدود پس ایسی حالت میں اُس مشکل کے حل کرنے کو خدا کی مدد طلب کرنا ہوگی اور اگر کوئی صدق دلی سے اُس کیلئے خدا سے مدد طلب کرے تو خدا ضرور اپنا روح القدس اُسپر نازل کرے گا اور وہ مشکل اُس پر حل ہو جائے گی اب جو لوگ کلام اللہ اور مسیح خداوند کے مذہب کے مخالف ہو کر مشہور ہوئے اُنہوں نے خدا کی مدد کو ہرگز طلب نہیں کیا بلکہ اپنی انسانی عقل جسکا دایرہ محدود ہے اُس میں اُس غیر محدود کے کلام کو حل کرنا چاہا اور یوں دھوکا کھا کر ہلاکت کے راستہ پر ہوئے بعض نے اپنی اخلاقی کمزوریوں اور نقصوں پر غور کر کے اپنے آپ کو شریعت سے آزاد کرنا چاہا اور یوں بالکل مطلق العنان ہو گئے اور جو کچھہ جی میں آیا کیا اور خدا اور اُسکے کلام کے ساتھہ گستاخیاں اور شوخیاں کیں +

یہہ خوشی کی بات ہی کہ ہمارے ہندوستان میں ایسے لوگ کم پائے جاتے ہیں جو ظاہرا یہہ کہیں کہ وہ خدا کو نہیں مانتے گو اپنے اعمال سے وہ اکثر ایسا ثابت کر دکھاتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں میں عام طور سے یہہ بھی مسلم ہی کہ وہ ضرور مر جائینگے اور کہ روح کو بقا ہے اُس کو خدا کے حضور حاضر ہونا ہوگا اپنے کاموں کا حساب دینا پڑیگا

عام طور سے لوگ سزا اور جزا کے بھی قایل ہیں اسی لئے شب و روز اس فکر و کوشش میں سرگردان پھرتے ہیں کہ کیونکر خدا کے سامنے سرخرو ہوں +

اب اگر اُن کے اِس فکر و کوشش پر غور کیا جائے تو نہایت ضرور معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کی بابت بھی اُن لوگوں کو غور و فکر کرنا واجب ہے کیونکہ اُس ذات پاک کا درجہ خدا اور انسان کے درمیان کی تفاوت کو دور کرتا ہے۔ اب اگر لوگ خداوند مسیح کی زندگی پر غور کریں تو اُنکو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ جس بات کی تلاش میں ہم شب و روز سرگردان ہیں وہ بات آسانی سے خداوند مسیح کے طفیل ہم کو مل سکتی ہے کیونکہ وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے صرف اُسکے ذریعہ خدا باپ کا علم حاصل ہو سکتا ہے اور خدا تک رسائی صرف مسیح خداوند کے جاننے پہچاننے اور ماننے سے حاصل ہو سکتی ہے وہ خدا اور انسان کے درمیان ٹھہرایا ہوا وسیلہ ہے محض اُسی کے وسیلہ انسان کا میل خدا سے ہو سکتا ہے۔ اور اُسکی مغفرت ہو سکتی ہے اور تب وہ راستباز ٹھہر سکتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات جو حاصل ہوگی وہ یہہ کہ ابدی ہلاکت سے بچ جائیگا +

مسیح خداوند محض انسان ہی نہیں بلکہ الٰہی ہستی ہے جسپر خود خدا باپ نے مہر کی اور وہ ہر انسان کو جو اُس پر ایمان لاتا ہے وہی عطا کرتا ہے جو ہر شخص اپنی روح کی بہتری کیلئے مانگتا ہے جب یہہ عام قاعدہ ایسا ہے تو معلوم ہوا کہ انسان خداوند مسیح کو خوش رکھنے سے اپنی روحانی زندگی برقرار رکھتا ہے۔ بنی آدم صرف اُسی میں ہو کر نجات کے مستحق ہو سکتے ہیں سوا اُس کے کوئی بھی ایسا نہیں جو انسان کے بچانیکا دعویٰ کرے۔ یا کسی نے کبھی کیا ہو۔ سچ تو یہہ ہے کہ وہ جس کے ساتھ خدا کا بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے۔ اور جس کے پاس بیٹا نہیں وہ فی الحقیقت زندہ درگور ہے +

اب ایک سوال ضرور پیدا ہوگا کیونکہ ہم اوپر کہہ آئے کہ خدا باپ نے مسیح خداوند پر مُہر کی اور ہر انسان کو حکم دیا کہ اُس کے بیٹے کی سُنے اُس کی عزت کرے تو پھر کیوں انسان اُس حکم کی تعمیل نہیں کرتا۔ اِسکا جواب یہہ ہوگا کہ انسان فعل مختار بنایا گیا جسطرح آدم و حوا کو پہلے حکم ملا تھا کہ باغ کے ہر درخت کا پھل کھائیں مگر ایک درخت کا نہ کھائیں مگر اُنھوں نے اپنی فعل مختاری کو خدا کی مرضی کے خلاف برتا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی سب اولاد گنہگار ہوئی اسی طرح

خُدا کسی کو مجبور نہیں کرتا تاکہ ہر شخص جبراً خُداوند مسیح کی سُنے بلکہ اُسنے انسان کو بالطبع آزاد رکھا لب جو اُس کی سُنتے اُس کی عزت کرتے ہیں وہ خدا باپ کے حکم کی تعمیل کرنے اور اُس وعدے کے مستحق ہوتے ہیں کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے اور جو اس حکم کو نہیں سُنتے وہ ضرور اُس کے برعکس یعنی ابدی ہلاکت میں جائینگے۔ خُدا کرے کہ ہمارے الحق کے ناظرین میں کوئی ایسا نہ ہو کہ مثل آدم و حوا کے خدا کے خلاف اپنی فعل مختاری کو برتے۔ خداوند مسیح نے کیا میٹھی آواز سے فرمایا ہے کہ اے تُم سب جو بڑے بوجھ سے لدے اور تھکے ہو میرے پاس آؤ میں تمکو آرام دونگا۔ افسوس اگر انسان اس ہمدردی کی آواز کی قدر نہ کرے اے خُدا سب پر رحم کر اور سب کو نجات کا وارث کر خداوند یسوع مسیح کی خاطر آمین۔

ناظرین الحق کو واضح رہے کہ آیندہ کو الحق الگ شایع نہوا کریگا بلکہ ذیل کے رسالہ کے ہمراہ شامل کر دیا گیا ہے جو الحق کے شایق ہوں واجب ہے کہ رسالہ ترقی کے خریدار بنیں۔

ترقی

ایک اردو ماہوار علمی اخلاقی اور مذہبی رسالہ جو شروع ۱۹۰۳ء سے ایک روپیہ سالانہ قیمت پر لاہور سے جاری ہوگا

جہاں ہندستان میں ترقئے تعلیم کے ساتھ اشاعت کُتب و اخبارات کی کثرت ہوگئی ہے وہاں یہ شکایت بھی اکثر سُنی جاتی ہے کہ ہر سال بہت سی ایسی کتابیں بھی شایع ہو جاتی ہیں جو مخرب اخلاق اور نوجوان طبایع پر سم قاتل کا اثر کرتی ہیں۔ ہر ایک شخص جس کو اخلاقی امور پر غور کرنیکا ذرا بھی موقع ملا ہے وہ ایسی تحریرات کی اشاعت کا متوقع پایا گیا ہے جن سے نیکی و اخلاق کا مادہ دن بدن لوگوں میں ترقی کرے اور مخرب اخلاق تحریرات کے اثر کو دلوں سے ضایع کردے پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی گذشتہ سالوں میں صرف مذہبی بحث مباحثہ اور روحانی

مذاق کی کتابیں ہی نہیں بلکہ عام پسند اخلاقی قصّے۔ کہانیاں ودیگر دلچسپ کتابوں کو بھی ملک میں اشاعت دیتی رہی ہے مگر اب اس ضرورت کو محسوس کرکے کہ ہند کے نوجوانوں کو ایک ایسے رسالہ کی اشد ضرورت ہے جو علم اخلاق و معلومات کا ذخیرہ ہو۔ اُس نے مناسب سمجھا کہ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے ایک اردو ماہوار رسالہ جاری کیا جائے۔ اس رسالہ کا نام ترقی ہوگا اور عمدہ ولایتی کاغذ ۲۰×۲۶/۸ کے پیمانہ پر ۴۴ صفحے کی ضخامت پر شایع ہوا کریگا۔ اس کے مضامین کی ترتیب حسب ذیل ہوا کرے گی ۔

(الف) چار صفحے میں مذہبی مضامین و مراسلات۔ اس حصّے میں نہ صرف وہی مضامین اور ریمارک شایع ہوا کرینگے جو مذہب عیسوی کی تائید میں ہوں بلکہ ایسی تحریریں بھی جو مذہب عیسوی کے مخالف بطور اعتراض کے ہمارے دفتر میں ارسال فرمایا کرینگے۔ مگر یہ شرط ضرور ہے کہ ایسی تحریریں نہایت مہذب اور دوستانہ طرز میں اور مختصر الفاظ میں ہوں۔ اسی لئے رسالہ الحق بھی اسی رسالہ میں شامل کردیا گیا ہے پس آیندہ سے ہمارا رسالہ الحق الگ شایع نہوگا۔

(ب) کم سے کم ۳۴ صفحے میں عام دلچسپ مضامین علمی و اخلاقی شایع ہوا کریں گے اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی مضامین کی تشریح و توضیح کیلئے تصاویر سے بھی کام لیا جائیگا۔ اس حصّے کے مضامین اس طور سے چھپا کریں گے کہ جسکا جی چاہے ان ماہواری مسلسل مضامین کو علیحدہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں جلد بندھوائے ۔

(ج) باقی چار صفحہ میں ضروری خبروں کا خلاصہ۔ علمی دنیا کی خبریں۔ نئی نئی دریافتیں۔ اور ایجادیں۔ سوسائٹی کی کارروائیاں۔ نئی نئی کتابوں پر ریویو اور اشتہارات وغیرہ درج ہوا کریں گے ۔

ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے چند مضامین کی فہرست اس موقع پر درج کرتے ہیں جو اس رسالہ میں وقتاً فوقتاً شایع ہوتے رہینگے ۔

سوانح عمریاں۔ سکندر اعظم۔ پیٹر اعظم۔ الفرڈ اعظم۔ مسٹر گلیڈسٹون۔ ڈاکٹر لوِنگسٹن۔ جارج سٹیفنس۔ حکیم سقراط۔ حکیم افلاطون۔ حکیم ارسطو۔ بدھ۔ زردشت۔ کیفوشس۔ یسوع مسیح وغیرہ۔

علوم - ہمارے رہنے کا عجیب گھر (تشریح بدن انسان مع تصاویر) سانپوں مگرمچھوں وغیرہ کا حال - حشرات الارض یعنی عجیب عجیب کیڑے مکوڑوں کا حال - علم نباتات یعنی عجیب عجیب پودوں کا حال - موتی اور عجیب و غریب بحری جانور - علم ہیئت کے عجائبات - علم کیمیا کے عجائبات - علم حیوانات کی عجیب و غریب باتیں - نئی نئی ایجادیں وغیرہ -

تذکرۂ اقوام سابران پلیسٹائن - مصر - یونان - بابل - اٹلی چین - جنوبی افریقہ - جاپان - عرب برہما - لنکا - اقوام امریکہ وغیرہ -

قصہ کہانی - ہومر (قدیم یونانی شاعر) کے قصہ جات - ورجل (قدیم رومی شاعر) کے قصہ جات ڈانٹی - (اٹلی کے مشہور شاعر) کی مشہور نظم بہشت دوزخ اور عالم اعراف کے متعلق - رابنسن کروسو گلیور صاحب کے سفرنامے - یہودیوں کی تاریخ کے متعلق حکایات - شہر روم کی مشہور آتشزدگی کا قصہ طیطلیس یعنی خداوند یسوع مسیح کے زمانہ کا قصہ - اور ایسے ہی اور نہایت دلچسپ اور فائدہ مند اخلاقی و علمی فسانجات +

جہاں یہہ خیال رکھا گیا ہے کہ یہہ رسالہ اعلیٰ درجہ کا دلچسپ و مفید ثابت ہو وہاں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ اسکی قیمت ایسی کم رکھی جائے کہ تھوڑی آمدنی والے اشخاص بھی اسے خرید سکیں شرح قیمت سالانہ ایک کاپی بمعہ محصولڈاک عہ - تین کاپی مع محصول ڈاک (ایک ہی پتے پر) ۸ عہ - ۱۲ کاپی مع محصول ڈاک لعہ - نمونہ کی کاپی مفت - قیمت ہمیشہ پیشگی ادا کرنی ہوگی +

چونکہ اس رسالہ میں مختلف مضامین سلسلہ وار چھپینگے اس لئے مناسب ہے کہ پہلے ہی نمبر سے خریداری شروع کریں ممکن ہے کہ ابتدائی نمبر جلد ختم ہو جائیں اور پھر مایوس ہونا پڑے

درخواست بنام اسسٹنٹ سیکرٹری
پنجاب بک سوسائٹی انارکلی لاہور
بمعہ قیمت ہونا واجب ہے

آپکو

بڑا دن مبارک ہو

تھی ہمیں آمد ماہ دسمبر کی خوشی
مل گئی چھبیس کو وہ برس بھر کی خوشی

ہم فرشتہ تو نہیں یوں چمکا گذریاں پر کہو
ہوتی ہے عرش پر کس ماہ پیکر کی خوشی

حکم قیصر سے ہوا ست الامہ میں اثر ہادم
اپنے بیٹے کے لئے خالق نے کہہ کر کی خوشی

کیوں نہ خوش ہوں خوش ہی ہم ہاں یکھکر
دل میں بھی کس غیبت خورشید انور کی خوشی

حق تعالی آپ ہی مریم سے پیدا ہوا
چاہئے ہر گھر میں ہو میلاد سرور کی خوشی

خوش ہیں ہم منعم سنا عیسی آہ مفلس ہکر
اہل زر ہوتی ہے افزونی زر کی خوشی

خوش ہیں رخسار عرق آلودہ عیسی سے ہم
ہوتی ہے بلبل کو دیدار گل تر کی خوشی

شاد ہیں ہم دیکھکر مصلوب عیسی کی صلیب
ہے اگر قمری کو شمشاد و صنوبر کی خوشی

رنج میں غم میں الم میں راحت و فرحت میں بھی
دے ہمیں روح القدس یارب برابر کی خوشی

مشن پریس لودیانہ - ایم - وائلی منیجر ۱۹۰۱ء

فہرست مضامین الحق جلد سویم

سنہ ١٩٠٢ع

صفحہ | مضامین

دیباچہ

الحق کی تیسری جلد تیار ہو کر نذر شائقین ہی چونکہ ۱۹۰۲ء کے شروع میں الحق رسالہ ترقی لاہور کے ساتھ شامل کر دیا گیا تھا اور امید تھی کہ جو پہلو الحق نے اختیار کیا ہی وہ رسالہ ترقی میں بھی برقرار رہیگا مگر مابعد ہم کو معلوم ہوا کہ ایسا ہونا فی الحال ناممکن ہی لہذا ترقی سے خود بخود قطع تعلق ہو گیا اور الحق اپنے اصلی لباس میں پھر جاری ہو گیا اکثر احباب نے فرمائش کی کہ الحق کی چوتھی جلد کا سلسلہ ۱۹۰۱ء سے جاری ہوا اور ۱۹۰۲ء کی جلد سوئم مجموعہ کی صورت میں شائع کی جائے پس اس جلد سوئم کے لئے بعض ضروری مضامین انتخاب کئے گئے ہیں رسالہ ترقی سے وہ مضمون جو بعنوان قیامت مسیح شائع ہوتا رہا وہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا علاوہ اس کے کشف الحقائق ممبئی اور مسیحی [illegible] سے بھی ایسے مضامین لئے گئے جو ہمارے خیال میں ہمارے غیر مسیحی احباب کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں +

ہم نے اپنے اشتہار میں "محمدیوں کی انجیل برناس کی تواریخی کیفیت" کے مضمون کا ذکر کیا تھا اور امید کرتے تھے کہ یہ مضمون جو بڑی عرق ریزی سے تیار کیا گیا تھا اسکو اس مجموعہ کے ساتھ شائع کرینگے مگر ہم کو ہمارے ولایت کے دوستوں نے خبر دی کہ اُس جعلی انجیل کا اطالیہ زبان کا نسخہ معہ عربی حاشیوں کے آکسفورڈ سے عنقریب شائع ہونے والا ہی جس کے ساتھ ایک محققانہ مقدمہ بھی ہوگا جس میں اس جعلی انجیل کے ہر پہلو پر بحث ہوگی پس ہم نے اپنے مضمون کا شائع کرنا فی الحال ملتوی کیا اور اس کوشش میں مصروف ہوئے کہ علاوہ اطالیہ زبان کے اُسکا انگریزی ترجمہ بھی ہو جس میں ہم کسی قدر کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ کلیرنسڈن پریس - اکسفورڈ کی سنڈیکیٹ کمیٹی نے اس بات کا پورا وعدہ کیا ہی کہ وہ اس کے انگریزی ترجمہ کے لئے حتی الامکان کوشش کریگی پس

ہمارے ناظرین اُس وقت تک منتظر رہیں کہ جب تک ولایت والے اسکو ہم تک نہ پہنچا دیں +

ہم کو قوی امید ہی کہ ہمارے محمدی احباب جنہوں نے بڑی دریا دلی سے اس جلد سویم کے لئے درخواست کی ہی وہ اس مجموعہ کو اُسی دریا دلی کے ساتھ مطالعہ بھی فرمائینگے اور تعصب اور ہٹ کو الگ رکھکر اُسپر بنظر انصاف غور کرینگے اور اگر کسی مقام پر وہ ہمسے متفق نہوں تو ضرور مطلع فرماکر ہم کو بھی اُسپر غور کرنے کا موقع دینگے تاکہ ہم دیکھیں کہ کون وجہ مانع ہی کہ ہمارے دوست ہم سے اتفاق نہیں رکھتے +

اب آخر میں التجا ہی کہ قادر مطلق خدا باپ بیٹا اور روح القدس ہم سب کے ذہن کو منور کرے - آمین +

اڈیٹر الحق ایس - پی - جی - مشن - کانپور

مسیح مصلوب

الحق جلد اول بابت سنہ ۱۹۱۰ء میں ہم عصمت انبیا اور الوہیت مسیح پر کچھہ اختصاراً لکھہ آئے اب ہمارا ارادہ یہہ ہی کہ از روئے قرآن مسیح خداوند کی موت پر بھی کچھہ لکھیں اور دیکھیں کہ قرآن کہاں تک اپنے بیان کی تصدیق کرکے کوئی سچی کتاب ہونیکا حق رکھتا ہی اکثر محمدی قرآن کی بنا پر ربنا المسیح کی موت کا انکار کیا کرتے ہیں۔ درحصل خداوند مسیح کی موت ہی جو کفارہ ہونے کے لئے ضروری تھی ایک ایسی بات ہی جس سے مذہب مسیحی منجانب اللہ مانا جاتا ہی اور اسی وجہ سے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت اپنے میں رکھتا ہی پس خداوند مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرنا گویا ایک تاریخی واقعہ کو غلط بتلاتا ہی اور جب تک تاریخ موجود ہی کسی کے انکار کئے سے یہہ ممکن نہیں کہ وہ واقعہ رد ہوجائے۔ سب سے اہم سوال جو گنہگار کے دل میں پیدا ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ میں کیا کروں کہ اپنے گناہوں سے مخلصی حاصل کروں؟ امیر ہو یا غریب۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ اسی فکر میں رہتا ہی کہ کیونکر اپنے خالق کے حضور سرخروئی حاصل کروں۔ یہہ سوچ ہر وقت و ہر گھڑی دامنگیر ہی کہ کیا کروں کہ نجات پاؤں؟

محمدی تعلیم کی رو سے گناہ ایک معمولی شی ہی اس تعلیم کے پیرو گناہ کے خوفناک اثر اور نتیجہ کو نہیں معلوم کرتے۔ اس لئے ظاہری رسموں کا ادا کرنا خدا سے ملنے کا ایک سستا اور یقینی وسیلہ سمجھہ رکھا ہی اور ہر بات میں اللہ رحیم و غفور ہی پر تکیہ کئے ہوئے ہیں۔ زنا کو متعہ طلاق کو سنت۔ لوٹ و رہزنی کو مال غنیمت قتل کرنیکو کافر کا خون بہا کر جنت حاصل کرنا جھوٹ بولنے کو تقیہ یا توریہ وغیرہ اصطلاحوں سے تعبیر کرتے ہیں علاوہ ازیں

اور جسقدر گناہ ہوں انکی بابت وہی تکیہ کلام کہ "اللہ رحیم وغفور ہے وہ بخش دیگا" قرآن یہہ
اقرار تو ضرور کرتا ہے کہ انسان گنہگار ہے مگر اس کا علاج کچھ بھی نہیں بتلاتا اور اگر کچھ بتلاتا ہے
تو یہہ کہ اعمال کیئے جاویں خدا بخشدیگا انجیل شریف میں ہم یہہ تعلیم پاتے ہیں کہ خدا ہمارے
خیال قول وفعل کو جانچتا ہے دل ہمارے خیال قول وفعل کے لئے ایک چشمہ ہے جہاں سے
ہر ایسے کام کی تحریک ہوتی ہے جو ہم اپنے خیال قول وفعل سے ادا کرسکتے ہیں۔ خداوند مسیح
کا فرمودہ ہے کہ "جو کوئی بُری نگاہ سے کسی عورت پر نگاہ کرتا ہے وہ اپنے دل میں اُس سے
زنا کرچکا" خدا ہمارے قولوں کو بھی جانچتا ہے اُس کی بابت بھی خداوند مسیح کا فرمودہ ہے کہ ہر ایک
بات جو مکروہ ہو اُس کا عدالت میں حساب دینا ہوگا اگر کوئی شخص ان باتوں پر غور کرے اور
اپنے اوپر گناہ کا بوجھ معلوم کرے وہی کفارہ کی تعلیم کو بھی قبول کرسکتا ہے ورنہ اُس کے
لئے مشکل ہے کہ وہ کفارہ کا قائل ہو پس کفارے کے شاندار مکان میں داخل ہونے کے لئے
پہلا دروازہ یہہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گنہگار مان لے۔ اگر وہ یہہ صدق دل سے کریگا
تو اسکو فی الفور کفارہ پر یقین آجائیگا کہ مسیح خداوند کا کفارہ انسان کے گناہ پر کیا اثر کرتا ہے
اب سوال یہہ ہے کہ کیونکر ہم اپنے گناہوں کو معلوم کریں۔ کسی تاریک کمرہ میں اس بات
کا امتیاز کرنا کہ میرا جامہ سیاہ ہے یا سفید ناممکن ہے اگر ہم اسکی بابت صحیح فتویٰ لگایا چاہیں
تو واجب ہے کہ اُس پوشاک کو آفتاب کی روشنی میں دیکھیں پس اسی طرح ہم اپنے آپ کو
خدا کی پاک حضوری میں لاکر جانچیں ایک مقدس کا قول ہے "تو نے ہماری برائیاں اپنی
حضوری میں رکھی ہیں اور ہمارے پوشیدہ گناہ اپنے چہرے کی روشنی میں" ایک دوسرے
مقدس نے کیا خوب کہا ہے "ہم سب کے سب نکمے ہیں اور ہماری نیکیاں گندی دھجی کی مانند
ہیں" ایک تیسرا کہتا ہے "میں نے تیری بابت سُنا تھا کہ تو کانوں سے سُنتا ہے مگر اب میری آنکھوں
نے تجھے دیکھا پس اب میں خاک اور راکھ میں بیٹھکر توبہ کرتا ہوں" پس اب اگر سب کے
سب گنہگار ہیں تو اُس کے لئے سزا لازمی ہے کسی مملکت میں اُس وقت تک ہرگز امن
نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُس مملکت کے قوانین نہ بنیں اور اُن پر پورا پورا عمل نہ کیا جائے

اور پوری پوری پابندی کا خیال نہ ہو ورنہ اُس مملکت کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہی کیونکہ ملک میں جرائم پیشہ لوگ بڑھکر باعث تکلیف خلق اللہ ہو نگے اور کوئی فرد بشر چین سے نہ رہ سکیگا۔ پھر کتنا زیادہ ضرور و لازم ہی کہ خدا تعالیٰ جو کل عالموں کا مالک و خالق ہی اُن سب کو سزا دے جو اُس کی پاک شریعت کا عدول کرنے والے ہیں۔ قدیم زمانوں سے اس بات کو ہر قوم نے تسلیم کر لیا ہی کہ گناہ و جرم کی سزا ہونا ضروری ہی۔ اب سزا سے بچنے کے لئے چند مفروضہ نیک اعمال مغفرت کے لئے بُرے اعمالوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے +

قرآن سکھلاتا ہی کہ" نیک اور بُرے اعمال ترازو میں ایک ساتھ رکھے جائینگے اور تولے جائینگے،، قرآن کا اصول بالکل غلط ہی۔ فرض کرو کہ کسی آدمی نے کوئی جرم کیا اور جرم کا اقبال یا تو خود کیا یا شہادت سے ثابت ہو گیا اور جج نے اُسپر فرد قرار داد جُرم قائم کرکے اُس سے صفائی کے گواہ طلب کئے اور یہہ چور جج کے سوال کے جواب میں یہہ کہے کہ جناب مینے تو گذشتہ ماہ میں صرف چار ہی دن چوری کی۔ اور مہینہ ۳۱ دن کا تھا، ۲۷ دن تو میں ایمانداری کے ساتھ بسر کرتا رہا۔ کیا اُسکا یہہ عذر قبول ہوگا؟ اگر کوئی شخص ساری عمر میں ایک ہی خون کرے اور باقی عمر خون نہ کیا ہو یا آئندہ نہ کرنے کا وعدہ کرے تو کیا سزا سے بچ جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ پھر کیونکر انسان جس کے ضمیر میں گناہ موجود ہی اور یہہ نالائق ورثہ آدم سے اُسکو ملا ہی خدا تعالیٰ کے روبرو راستباز ٹھہر سکتا ہی۔ ہمارے چند مفروضہ نیک اعمال کافی کفارہ نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ کوئی نجات دہندہ خدا ہی مقرر نہ کرے اور وہ ایسا ہو کہ خود بیگناہ ہو اور ہم کو بچانے پر قادر ہو ورنہ ہم ضرور عذاب ابدی کے وارث ہونگے۔ افسوس اسلام و دیگر مذاہب میں گنہگار انسان کے لئے کوئی چارہ نہیں ہی +

قبل اس کے کہ ہم قرآن سے خداوند مسیح کی موت پر کچھ بحث کریں ہم دیکھیں کہ محمد صاحب کو کونسی خاص وجہ تھی جو اُنہوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ہم کہہ آئے کہ محمد صاحب نے گناہ کو اپنی شریعت میں ایک معمولی بات بیان کیا ہی اور اُس کی سزا کوئی

کچھہ بڑا بھاری خیال نہیں کیا کیونکہ چند معمولی رسموں کے ادا کرنے سے سزا کے رفع دفع ہونیکا یقین اپنی اُمت کو دلا دیا۔ اول جو بڑے بڑے گناہ تھے اُن کی دوسرے لفظوں سے تاویل کردی پھر وہ کیونکر کفارہ کی ضرورت محسوس کرتے حالانکہ قربانی کو خدا کی خوشنودی کا باعث بتلایا ہی۔ فی الحقیقت محمد صاحب کا انکار اس بھاری امر میں ہم کو یقین کامل دلاتا ہی کہ اُنپر بدعتی عیسائی فرقوں کا زبردست اثر کہاں تک تھا۔ اگر محمد صاحب بھی مثل اُن بدعتی لوگوں کے جو مسیح کے جسم کو صرف دھوکا خیال کرتے تھے اتفاق کرتے تو ہم کو ضرور یقین ہوجاتا کہ کسی خاص بدعتی فرقہ کا اثر محمد صاحب پر پڑا تھا مگر نہیں اسلام درحقیقت کل ابتدائی مسیحی بدعتوں کا مجموعہ ہو کر دنیا میں پھیلا ہی۔ قرآن میں مسیح کی اصل انسانیت پر خاص طور سے زور دیا ہی اور ایسا فرقہ بھی موجود تھا جو مسیح کو محض انسان ہی خیال کرتا تھا۔ ایسے لوگ بھی تھے جو اُس کے جی اُٹھنے کے مقر تھے ایسے بھی تھے جو اُس کی قیامت کے منکر تھے۔ ایسے بھی تھے جو اُسکے جسم کو محض دھوکا جانتے تھے اسی فرقہ کے ساتھہ محمد صاحب نے ضرور اتفاق کیا کیونکہ قرآن میں کہہ دیا کہ اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ سب مکاروں میں بڑا مکار ہی یعنی عیسیٰ کی جگہ صلیب پر کسی اور شخص کو ٹانگ دیا اور حضرت عیسیٰ کو جیتا آسمان پر اُٹھا لیا۔ اب یہہ عظیم الشان واقعہ بت پرستوں کے عہد میں ہوا جنہوں نے مسیح کو صلیب دی بت پرستوں کے مورخ اسپر شاہد ہیں جنکا ذکر ہم آگے چلکر کرینگے۔ محمد صاحب کا مسیح کی موت سے انکار کرنیکا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے اس موت کی حقیقت کو معلوم کیا کہ صلیب پر مسیح کا مرجانا تیسرے روز مُردوں میں سے جی اُٹھنا ایک عجیب واقعہ ہی اگر وہ اسکا اقبال کرتے ہیں تو مسیح کے کفارے پر ایمان لانا فرض ہوجائیگا اگر ایسا ہوا تو اُن کی نبوت پھر کس کام کی کیونکہ بنی آدم کی نجات کا پورا بندوبست تو ہوچکا پھر اُن کی ضرورت کیا رہی اور وہ کیونکر نبی آخرالزمان کہلائینگے اور کون اُنپر ایمان لائیگا۔ کیونکہ یہہ تو پاک نوشتوں میں لکھا ہوا تھا " کہ خدا کا برہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہی" اور جو لوگ بدعتی عیسائیوں میں سے اُن کے اُستاد تھے وہ بھی اُن کو ورغلا کر گمراہ کرتے تھے یہہ کچھہ تو اُن لوگوں کی راہ پر چلتے تھے اور کچھہ ایجاد بندہ کا مصداق بنتے

تھے۔ دیکھو غور کرنیکا مقام ہی کہ جب محمد صاحب نے مسیح کو محض انسان ہی مان لیا تھا تو کون امر انکو مانع تھا کہ وہ یہہ کہدیتے کہ وہ مرگیا اور جی نہیں اُٹھا۔ مگر کیونکر کہتے اُن کو تو اُس میں ایک راز معلوم ہوتا تھا کہ میں اُسکو روح اللہ بھی کہتا ہوں کلمۃ اللہ بھی اور اُسکی پیدائش بھی ایک عجیب طرز سے ہی اور اسکو ابن مریم خطاب دیا ہی پس کیونکر روح اللہ او کلمۃ اللہ کو موت کے قبضہ میں کرسکتا ہوں۔ لہذا اُسکی موت سے انکار کردیا اور کہدیا کہ خدا نے اُسکو زندہ آسمان پر اُٹھالیا دیکھو کسی اور نبی کی موت سے منکر نہیں ہوئے گو بعض کو کلیم اللہ۔ خلیل اللہ۔ صفی اللہ کہا مگر انکار کیا تو صرف ربنا المسیح کی موت سے۔ انکا محض انکار بھی خداوند مسیح کی موت پر ایک عمدہ شاہد ہی۔ کیونکہ کسی بدعتی فرقہ کا رنگ انپر ایسا چڑھا ہوا تھا کہ جو اُنکو یہہ نہیں کہنے دیتا تھا کہ مسیح بھی مثل دوسرے رسولوں اور نبیوں کے تھا۔ اگر وہ ہمارے خداوند کی صلیب پانے کو مان لیتے تو ہرگز امید نہ کرنا چاہئے تھا کہ وہ خداوند مسیح کو دوسرے پیغمبروں سے اسقدر افضل ٹھہراتے کیونکہ وہ صرف یہہ کہدیتے کہ وہ بھی خدا کا نبی تھا۔ کلمۃ اللہ۔ روح اللہ ہرگز نہ کہتے پس جو کچھ محمد صاحب نے کہا وہ کسی دوسرے کے سکھائے پڑھائے سے کہا۔ اب ہم قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی بابت چاروں انجیل نویس ہم کو بتلاتے ہیں کہ کیونکر وہ یہودیوں کے بغض و عداوت سے حوالہ کیا گیا۔ اُسپر جھوٹی تہمت لگائی گئی اور کیونکر مصلوب ہوا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ چونکہ قرآن اپنے کو پرانے اور نئے عہدنامہ کا نگہبان اور محافظ کہتا ہی پس جو کچھ اُن کتابوں میں لکھا ہوگا وہ بربنائے قرآن درست ہی ورنہ قرآن بددیانت نگہبان ثابت ہوگا اور محمدیوں کو اُس سے ہاتھ اُٹھانا پڑیگا۔ اب دیکھو قرآن سورۂ نسار کی آیت ۱۵۶ و ۱۵۷ میں یوں کہتا ہی" اور اُن کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو رسول خدا تھے قتل کر ڈالا۔ نہ تو اُنہوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ اُن کو صلیب دی مگر اُن کو ایسا ہی معلوم ہوا اور لوگ اس بارہ میں اختلاف کرتے ہیں تو اس معاملہ کی ان کو خبر تو ہی نہیں مگر صرف اٹکل کے پیچھے دوڑے چلے جا رہے ہیں اور یقیناً عیسیٰ کو لوگوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اُن کو اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا +

اب قرآن کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ محمد صاحب نے مسیح کی صلیبی موت سے انکار کیا اور کہدیا کہ خدا نے اُن کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ یہہ انکار محمد صاحب کا صرف خداوند مسیح کی موت ہی کے بارہ میں نہیں ہو بلکہ اس سے اُنھوں نے تمام انبیاء سابق جن کو وہ خدا کے نبی کہتے ہیں اُن کا بھی انکار کیا۔ ان کو جھوٹا دروغگو۔ دھوکھے باز ثابت کیا کیونکہ وہ سب کے سب مسیح کی موت کے بارہ میں نبوت کی نگاہ سے ہزار دہا برس قبل پکار پکار کے کہہ رہے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ مسیح کے دنیا میں آنے کی علت غائی یہی قرار پائی ہی کہ وہ گنہگاروں کے لئے آوے تا کہ مرے پس اگر مسیح نہیں مرا تو اُسکا آنا بھی لاحاصل ہو ساری دُنیا کی نجات جو خدا نے اپنے ذمے لی تھی اور جو صرف مسیح کے کفارہ پر منحصر تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ محمد صاحب نے تمام سابقہ کتب مقدسہ کو جن کی تصدیق کرنے کو وہ آئے تھے اُن کی تردید کی کہو وہ کیونکر موسیٰ کے مانند ہو سکتے ہیں اور جب وہ موسیٰ کے مانند کلام نہیں کرتے تو کیوں ہم اُن کو نبی کیوں کہیں اُن کی بات کا اعتبار کریں اور کیوں اُن کو خلاف گو نہ کہیں جن کا خدا بھی سب مکاروں میں زبردست مکار ہی"

اب ہم ڈنکے کی چوٹ پکار کر کہتے ہیں کہ قرآن کا یہہ بیان خود قرآن کے دوسرے بیان کے خلاف ہو اور بروئے قرآن مسیح کی موت پر یہہ آیت جو ہم پیش کرینگے ہماری طرف سے برہان قاطع ہی اور ہم محمدیوں کی تاویل اسپر سُننا چاہتے ہیں۔ ہم اس آیت کو عربی ہی میں پیش کئے دیتے ہیں گو یہہ چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا ہو سورہ مریم آیت ۱۵ میں ذکریا کے بیٹے یوحنا کے متعلق یوں لکھا ہو " وسلم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ ترجمہ اسپر خدا کی امان جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مرینگے اور جس دن زندہ اُٹھا کھڑے کئے جائینگے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یوحنا ضرور پیدا ہو کر مرنے والے تھے۔ اور اسکے بعد یوم قیامت کو جی اُٹھینگے اسی سورہ مریم میں خداوند مسیح کی مختصر سوانح عمری درج کی ہی۔ اور آیت ۳۵ میں یوں آیا ہی۔ ذٰلک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون۔ ترجمہ یہہ ہی عیسیٰ ابن مریم کی سچی سچی بات جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں۔

اب بتاؤ یہہ کونسی بات تھی جس میں لوگ جھگڑا کر رہے تھے؟ اسکا ذکر خود خدا و ند مسیح اس آیت سے پہلے یعنی آیت ۳۴ میں کر رہے ہیں۔ وسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم البعث حیا

ترجمہ۔ مجھہ پر خدا کی امان جس دن میں پیدا ہوا اور جسدن مرونگا جس دن زندہ کھڑا کیا جاؤنگا

دیکھو اسکے بعد ہی وہ آیت ہے۔ یہہ ہے عیسی ابن مریم کی سچی سچی بات جس میں لوگ جھگڑا کر رہے ہیں +

خدا ترس محمدیو ذرا غور کرو۔ دیکھو اس سے صاف آیت ہم تم کو کہاں سے لا کر دیں اگر اسی سورۃ کی آیت ۱۵ اسکے موافق یوحنا پیدا ہونیوالا تھا اور مرنے والا تھا اور پھر روز قیامت کو زندہ ہونے والا ہے تو کیوں اس ۳۴ آیت کے معنے ویسے نہیں لیتے کہ مسیح پیدا ہونے والا تھا اور پھر جی اُٹھکر آسمان پر جانے والا تھا۔ اُسکا پیدا ہونا اور آسمان پر جانا تو تم کو تسلیم ہے صرف اُس کی موت سے انکار تھا وہ ہم نے یوں پورا کر دیا ورنہ کہدو کہ یحییٰ بھی زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا اور اگر یحییٰ کے بارے میں تم یہہ نتیجے نکالتے ہو کہ وہ مرگیا تو مسیح بھی مرگیا دیکھو آگے خود کہا ہے حضرت عیسی کی سچی سچی بات یہہ ہے جس میں لوگ جھگڑا کرتے تھے کہ وہ زندہ نہیں ہوا یا مرا نہیں تم نے ایک بات مان لی کہ وہ زندہ اُٹھہ گیا مگر اُس کے مرنے سے انکار کر گئے۔ اب مسلمان ہم کو بتلائیں کہ اس آیت کے معنے اُن کے ذہن میں اور کیا ہو سکتے ہیں +

شاہ عبد القادر اس آیت ۳۴ کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ اور سلام ہے خدا تعالیٰ کا مجھہ پر جس وقت میں پیدا ہوا اور اُس دن بھی کہ مروں میں اور جس دن کہ پھر اُٹھوں میں جیتا یعنی قیامت تک ہمیشہ مجھہ پر سلام رہے۔ دیکھو قیامت تک سلام سے کیا مطلب ہے۔ کیا یہی نہیں کہ میں مرونگا جب تک کہ جی کر نہ اُٹھوں تب تک مجھہ پر سلام رہے۔ اگر مسیح نہیں مرا تو جو کچھہ اس آیت میں مسیح نے کہا وہ سب غلط۔ اب آؤ ذرا دیکھیں حسینی کیا کہتا ہے۔ وسلم علے خدا کا سلام مجھہ پر ہے یعنی یحییٰ علیہ السلام پر یوم ولدت جسدن میں پیدا ہوا ویوم اموت و یوم البعث حیا۔ اور جس روز مروں اور جس روز اُٹھایا جاؤں زندہ یہاں مولوی صاحبان زور آزمائی تو ضرور کرینگے کہ بیشک جس بات کا کرتے تھے وہ عیسی کو خدا کا بیٹا کہنے پر کرتے تھے نہ کہ مسیح کی موت پر کیونکہ اگلی آیت میں اسکا ذکر ہے مگر ہم صرف یہہ کہینگے اس مرنے اور مر کر

ہی اٹھنے سے کیا مراد ہے اور ضرور آیت ۵۳ کا مضمون آیت ۴۳ سے بالکل جدا معلوم ہوتا
ہے کیونکہ خدا و مسیح کی سوانح عمری بیان کرنے کے بعد صرف موت ہی کا ذکر باقی تھا اور اس کو
بھی حضرت عیسیٰ نے بیان کر دیا اور اسی کو "قول الحق" کہا ہے اور بس۔ کوئی صاحب شاید
کہینگے کہ حضرت عیسیٰ کی موت جو اس آیت میں بیان ہوئی وہ اس موت سے مراد ہے جو قیامت
کے قبل اُن کو ہوگی ہم اس کے لئے اُن سے قرآن کی نص طلب کرینگے جب کوئی صاحب
ہم کو ایسی کوئی آیت بتلا وینگے اُن سے نپٹ لینگے فی الحال ہماری تحقیقات کی داد دیں اور
قرآن پر شک وشبہ پیدا کریں باقی پھر دیکھا جائیگا۔ سورہ آل عمران آیت ۴۷ و ۴۸ میں لکھا ہے
اور یہود نے داؤ کیا اور اللہ نے بھی داؤ کیا اور داؤ ریاکی کرنے والوں میں اللہ بہتر داؤ کرنے
والا ہے۔ اُسی زمانہ میں اللہ نے فرمایا کہ ای عیسیٰ دنیا میں تمہارے رہنے کی مدت پوری کرکے
ہم تم کو اپنی طرف اُٹھا لینگے اور کافروں سے تم کو پاک کرینگے۔ اس آخری آیت میں جو لفظ
"متوفیک" آیا ہے علماء اسلام نے اُٹھا لینا۔ اور لے لینا گڑھے ہیں مگر لفظ متوفیک کا درست
ترجمہ موت دینا ہو سکتا ہے۔ سورہ مریم کی آیتوں میں لفظ "موت" "وبموت" ہے وہاں مولوی
کوئی تاویل نہ کرینگے مگر یہاں۔ متوفیک کا ترجمہ "اُٹھا لینا" اور "لے لینا" گھڑ لیا تاکہ سورہ نساء
کا بیان مطابق ہو۔ یہاں بڑی صفائی سے یہہ بیان ہوا ہے کہ خدا عیسیٰ کو یہودیوں کے مکروں
سے رہائی دینے والا تھا اور اُسے موت دیکر اپنی طرف اُٹھانے والا کیونکہ اللہ سب مکاروں
سے زیادہ مکار ہے مگر یہہ بتلاؤ جب مسیح جس کی شان میں قرآن کہتا ہے۔ "اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم
وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین" خود یوں کہتا ہے کہ ضرور ہے کہ ابن آدم دکھ اُٹھاوے اور غیر قوموں کے حوالے کیا
جائے۔ ضرور ہے کہ وہ مصلوب ہو ضرور ہے وہ تین دن اور تین رات زمین کے پیٹ میں رہے تو کیونکر قرآن اُسکی
تصدیق کرتا ہے۔ پھر دیکھو یہانتک تو مسلمان علماء نے بلکہ خود قرآن نے مان لیا کہ مسیح صلیب پر تو ضرور چڑھا مگر چڑھنے
کے ساتھ اللہ نے اُسکی جگہ کسی دوسرے کو ٹانگ کر مسیح کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا صلیب پر
چڑھنے تک کے کل واقعات تو جو نبیوں نے مسیح کی بابت بیان کئے سب پورے ہوئے اور خود
مسیح کی شہادت جو اُس نے اپنی بابت دی وہ بھی پوری ہوئی مگر صرف ایکبات کہ وہ ضرور مرا اور

اسی پر کل نجات کا مدار تھا وہی پوری نہ ہوئی یہہ کیا اللہ کا مکر تھا کیا اللہ دنیا کے شروع سے مکر کرتا رہا یا صرف محمد صاحب کو اپنے مکر میں لا کر اُن کو اور اُنکے مریدوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے اُن سے ایسا کونسا قصور ہوا ہے۔ اب ہم قرآن سے ایک اور مقام پیش کرینگے جو بہت صاف ہے اور ہم کو یہہ بھی یقین ہے کہ اسپر بہت کم مباحثہ ہوسکتا ہے صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمارے مہربان محمدی مخاطبین اپنے دلوں سے تعصب اور نفرت کو دور کرکے کچھ دیر کے لئے خدا کا خوف دل میں لا کر ہماری معروضات پر غور کریں۔ خدا ہمارے مخاطبوں کو ایسی ہی توفیق دے بطفیل یسوع المسیح آمین؞

ربنا المسیح کی موت پر از روئے قرآن ہم بہت کچھ لکھ چکے مگر جیوں جیوں ہم قرآن پر زیادہ غور کرتے ہیں ہم کو پختہ یقین ہوتا جاتا ہے کہ محمد صاحب نے اگر مسیح کی موت کا انکار کیا تو نادانستہ کیونکہ کہیں کہیں بڑی صفائی سے اس کا اقرار کیا ہے جیسا کہ ہم بہت سی آیتوں میں جن کا حوالہ پچھلے صفحوں میں دیا یہہ بات بتلا چکے کہ سورہ نساء میں جو یہہ بیان ہوا ہے کہ انھوں نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ صلیب دی۔ قرآن کے بہت سے دیگر مقاموں کے بالکل مخالف ہے مگر اب ہم یہہ کہنے کو بھی تیار ہیں کہ سورہ نساء کا وہ بیان مسیح خداوند کی موت کے لئے کوئی انکاری ثبوت نہیں بلکہ اقراری بیان ہے؞

فی الحال اسکے متعلق ہم اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ ابھی ہمیں قرآن سے اور کچھ بھی مسیح خداوند کی موت کی بابت عرض کرنا ہے۔ ہم ذرا اسپر تو غور کریں کہ مسیح خداوند جب اس دنیا میں موجود تھا تو وہ اپنی نسبت لوگوں سے کیا کہا کرتا تھا؟ اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے ہمیں یہہ خاص باتیں معلوم ہوتی ہیں جو اپنی بابت اُس منجی عالم نے لوگوں کو مخاطب کرکے بطور پیش خبری کے بیان کیں یعنے اپنی موت اپنی قیامت اپنے صعود اور اپنے دوبارہ آنے کی بابت اب جب اُس نے اپنی موت کی بابت خبر دی تو اُسکے ساتھ ہی کفارہ کی تعلیم کو بھی واضح کر دیا مثلاً دیکھو مقدس یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵ اور جس طرح موسیٰ نے اُس سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو

وئی ایمان لاوئی اُس کی سبب سی ہمیشہ کی زندگی پاوے ۔

مقدس یوحنا ۱۰: ۱۱۔ اچھا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کی لئے اپنی جان
دیتا ہی۔ اب اس سے بڑی صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی موت کی علت غائی گنہگار انسان
کو بچانا تھی اہل یہود بھی ایک رہائی دینے والے کے منتظر تھے کیونکہ اُن کے پاک نوشتوں میں
اس رہائی دینے والے کا بڑی صفائی کے ساتھ ذکر ہوا تھا ربنا المسیح کی پیدائش کیوقت مقدس ہیکل
میں ایک بزرگ جسکا نام شمعون تھا اس رہائی دینے والے کا منتظر تھا اہل یہود کے ساتھ جب مسیح
خداوند کے سامنے ہوتے تھے تو یہود اس بات سے ہرگز منکر نہیں ہوتے تھے کہ مسیح کا آنا انکی
کتابوں میں درج نہیں ہی بلکہ منکر صرف اسی بات کے ہوتے تھے کہ مسیح ابن مریم وہ مسیح نہیں
ہی جسکی خبر انکی کتابوں میں تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے بھی قرآن میں یہودیوں کو اُسکے
لئے بہت بڑی ملامت کی ہی اور انسا رکے اُس بیان کے نیچے جہاں مسیح کی موت سے انکا
معلوم ہوتا ہی اس طرح لکھا ہی (دیکھو سورہ نساء رکوع ۲۲ آیت ۱۶۱)

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اہل کتاب میں جتنے
ہیں ضرور مرنے سے پہلے رب کے ... پر ایمان لاوینگے۔ مفسرین نے اس کی تفسیر
یہ کی ہی کہ جب کوئی یہودی مرتا ہی تو فرشتے اُسکے منہ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقرار کر کہ مسیح جو
نبیوالا تھا وہی مسیح ابن مریم تھا جو آچکا۔ مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ جب یہودی ایسا اقرار کرتا
ہی تب اُسکی جان نکلتی ہی جائے غور ہی کہ آیت میں لفظ اہل کتاب آیا ہی ہم دریافت کیا چاہتے
ہیں کہ کیا محمدی اہل کتاب نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا وجہ ہی کہ فرشتے ان سے ایسا اقرار نہ کرائیں؟
ہمارے خیال میں محمد صاحب کا یہ کہنا کہ اہل کتاب میں سے مرنے سے پہلے ہر شخص عیسیٰ پر
ایمان لائیگا مقدس رسول کے اِس قول کا چربہ ہی کہ ہر ایک گھٹنا مسیح کی تخت جلالت کی
آگے خم ہوگا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب کی رہنما بائبل شریف کے باریک باریک
نکتوں سے بھی واقف تھے ہم بتلا آئے کہ خداوند مسیح نے اپنی بابت چار بہت بڑی آئندہ
ہونے والی باتوں کی پیش خبری کی یعنی اپنے مرنے جی اٹھنے آسمان پر صعود کرنے اور

دوبارہ دنیا میں آئینگی۔ محمد صاحب نے ان میں سے آخری دو باتوں کا تو اقرار کیا مگر پہلی دو باتوں کا سورۂ نساء میں جھٹلانے کی کوشش کی ہے کیونکہ قرآن کے مفسرین سورۂ نساء کے اُس بیان سے ایسا ہی باور کراتے ہیں اور سورۂ نساء کے اُس بیان کی رعایت رکھکر قرآن کے دوسرے مقاموں کی جو بادی النظر میں سورۂ نساء کے بیان سے بالکل خلاف ہیں رکیک تاویلیں کرکے دونوں بیانوں کو ایک کرکے دکھلاتے ہیں۔ خداوند مسیح کی موت سے منکر ہونے کے لئے ہم محمد صاحب کو زیادہ ملزم نہیں ٹھہراتے مگر ان مفسرین کی بنائی ہوئی بیان منہ زبردستیاں اُسی قسم کی ہیں جیسا کچھ یہودی ربیوں نے عہد عتیق کو چھوڑکر اپنے باپ دادوں کی روایتوں پر اندھے طور سے عمل کرنے کی کی ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک پرانا عہدنامہ مثل مُردہ حروف کے ہے جس میں وہ کوئی جان خیال نہیں کرتے بلکہ جھوٹی اور بناوٹی روایتوں کو کلام اللہ پر ترجیح دیتے ہیں یہی وجہ تھی کہ مسیح موعود کے پہچاننے میں غلطی کی۔ اس غلطی کا اثر لوگوں کے دلوں پر یہاں تک تھا کہ خود خداوند مسیح کے شاگرد اُسکے مصلوب ہونے سے حیران ہو کر آپس میں یہہ کہتے تھے "ہم کو امید تھی کہ اسرائیل کو مخلصی یہی دیگا"۔ اُن کے دل میں اس بات کا گمان نہ تھا کہ مسیح کو ایسا عذاب دیکر لوگ مار ڈالینگے وہ گمان کرتے تھے کہ مسیح اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے معجزانہ طور سے نکل جائیگا۔ اُن کے ذہن میں یہہ بات ہرگز نہ آتی تھی کہ مسیح کے اس کلام کے کیا معنی ہیں "جب تک ابن آدم مُردوں میں سے جی نہ اُٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا"۔ کیونکہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے معنی ہی نہ سمجھے تھے بلکہ مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد بھی جب مقدس یوحنا اور مقدس پطرس آج خداوند کی قبر کے پاس پہنچے اُس وقت تک وہ دونوں "اُس نوشتے کو نہ جانتے تھے جس کی بموجب اُس کو مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا"۔ پس اُس کے جاننے کے لئے خداوند مسیح کو صعود کرنے کے قبل اُن پر یہہ ظاہر کرنا ضروری تھا "کہ یہہ میری وہ باتیں ہیں جو میں نے اُسوقت تم سے کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کی کتابوں اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ اسپر اُس نے اُنکا ذہن کھولا تاکہ صحیفوں کو سمجھیں اور ان سے کہا

یوں لکھا ہی کہ مسیح دکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا اور یروشلم سے شروع کرکے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کیجائیگی تم ان باتوں کے گواہ ہو" اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہودی لوگ اُس رہائی دینے والے کے جسکے منتظر وہ ہر زمانہ میں تھے اُس کے اُن خاص نشانوں کو جو اُس کی بابت موسیٰ کی توریت نبیوں کی کتابوں اور زبور میں مندرج تھے بالکل بھول گئے تھے زیادہ تر اُن کا دارومدار تالمود اور دیگر جھوٹی روایات پر تھا صحیفوں کے سمجھنے کا ذہن اُن سے بالکل جاتا رہا تھا ٹھیک یہی حال ہم محمدی مفسرین کا پاتے ہیں وہ قرآن کے متن پر تو کم غور کرتے ہیں مگر نامعتبر روایتوں کو اپنے قیاس کے ساتھ ملا کر بطور سند پیش کرتے ہیں ہمارا گمان ہی کہ قرآن کا کوئی مقام بھی یعنی جس جس جگہ وہ یہود اور نصاریٰ کا ذکر کرتا ہی بائبل شریف کا ایسا مخالف نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ وہی قرآن کے مقامات مفسروں اور محدثوں کے بیان کرنے سے معلوم ہوتے ہیں +

اب ہم قرآن سے ایک مقام پیش کرتے ہیں اور مفسرین کی تفسیر سنا کر ہم خود اس کا مطلب بائبل شریف کے منشا کے مطابق بتلائینگے اور ناظرین کو خود روشن ہو جائیگا کہ مفسرین نے اس مقام کی تفسیر کرنے کے وقت کیسی کیسی لغزشیں اور ٹھوکریں کھائی ہیں +

سورۃ صافات رکوع ۳ آیت ۱۰۲ سے ۱۰۸ تک +

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُـؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ +

ابراہیم نے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم سوچو کہ تمہاری کیا رائے ہی کہا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہی اُس کی تعمیل کیجئے انشاءاللہ آپ مجھکو بھی صابر پائینگے جب پھر دونوں تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل پچھاڑا تو ہم نے اُنکو کہا کہ ای ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کرکے دکھایا نیک بندوں کو ہم ایسا

ہی بدلہ دیا کرتے ہیں بیشک یہہ کھلی ہوئی آزمایش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی سے فدیہ
دیا اور آنیوالی اُمتوں میں اُن کا ذکر خیر باقی رکھا ۔

اس عبارت کی آخری آیت میں جو عظیم کا لفظ یعنی ذبیح کی شان میں وارد ہوا ہی مفسرین
اُسکی نسبت طرح طرح کے قیاس لڑا رہے ہیں کوئی کہتا ہی کہ ابراہیم نے جو میڈھا لڑکے کے عوض
ذبح کیا وہ موٹا تازہ تھا اس لئے اسکے لئے لفظ عظیم کہا گیا ہی کوئی کہتا ہی اُس میڈھے نے چالیس
فصلیں خریف کی بہشت میں چری تھیں اسلئے لفظ عظیم بولا گیا کسی نے یہہ وجہ بیان کی کہ یہہ
وہی میڈھا تھا جسکو ہابیل نے پہلے پہل قربانی چڑھایا تھا اور جبرائیل اُسکو بہشت سے لے
آئے تھے کسی نے یہہ لکھا ہی کہ ابراہیم کے بیٹے کے فدیہ ہونے کی وجہ سے لفظ عظیم کا اطلاق
اُسپر ہوا مگر ذرا سا غور کرنے سے فوراً یہہ تمام قیاسات بے بنیاد معلوم ہوتے ہیں اور یہہ بھی
معلوم ہو جاتا ہی کہ یہہ سب اسباب نہایت رکیک ہیں کیونکہ ایک انسان اور انسان بھی کیسا
ذبیح اللہ ابن ابراہیم جس کے ذریعے دنیا کے تمام گھرانے نجات پائیں اُس کے عوض ایک
جانور خواہ وہ بہشت ہی سے کیوں نہ آیا ہو ہرگز بدلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی ناقص ہستی کامل
شی کا بدلہ نہیں ہو سکتی نہ ادنی مخلوق اعلی مخلوق کے عوض قربان ہو کر لفظ عظیم کا مستحق ہو سکتا
ہی پھر جائے غور ہی کہ قرآن کی فصاحت اور بلاغت کا دعوی کرکے معجزہ کی حد تک پہنچایا جاتا ہی
لیکن جب وہ ایک ناچیز جانور پر لفظ عظیم کا اطلاق کرتا ہی تو کون ہی جو قرآن کی فصاحت اور
بلاغت کا قائل ہو ۔ ہاں ہم یہہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ یہہ لفظ عظیم اس عبارت میں شروع
سے مفسرین کو کھٹکا کیا ہی تب ہی تو طرح طرح کی تاویلیں سوجھیں بلکہ آجکے دن تک بڑے بڑے
مولوی اس بات کے درپے ہیں کہ اس لفظ عظیم کی گتھی کو سلجھائیں مگر بے سود دیکھو موجودہ زمانہ
کے عالم اجل فاضل اکمل خان بہادر شمس العلما مولانا مولوی نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی
دہلوی کو بھی یہہ لفظ عظیم قرآن کا ترجمہ کرتے وقت کھٹکا ہی اور وہ اس لفظ کے فائدہ میں یوں قمطراز
ہیں "مفسرین نے بڑی قربانی سے وہ موٹا تازہ دُنبہ مراد لیا ہی جو اسمعیل علیہ السلام
کے بدلے میں خدا نے جنت سے ذبح ہونیکے لئے بھیجا تھا اور ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا

کہ شاید بڑی قربانی سے بقرہ عید کی قربانی مراد ہی کہ یہہ بھی سُنت ابراہیمی ہے
والعلم عند اللہ" بڑا تعجب معلوم ہوتا ہی کہ محمدی علما چودہ سو برس میں اس لفظ عظیم کا اصل
مفہوم جو ذبیح کی صفت میں وارد ہوا ہی نہ سمجھ سکے اور جو کچھ سمجھے وہ بھی نہ سمجھنے کے برابر اب ہم
اس کے معنی بتلاتے ہیں اس لفظ عظیم کے بعد یہہ الفاظ ہیں ترکنا علیہ فی الآخرین یعنی آنے
والی پشتوں میں اُن کا ذکر خیر باقی رکھا" یہہ وہی بات ہی جو خدا نے ابراہیم سے تورات میں کہی
کہ میں تیری اولاد کو آسمان کے تاروں اور سمندر کی ریت سے بھی زیادہ بڑھاؤنگا اور زمین کے
سارے گھرانے تیری نسل سے نجات پائینگے مسیح خداوند کی بابت توریت۔ نبیوں کے صحیفوں
اور جو کچھ ہم کو بطور پیش خبری کے بتلاتے ہیں اُسکا لُب لُباب یہہ ہی کہ مسیح موعود اسحاق کی نسل
یہوداہ کے فرقہ داؤد کے خاندان بیت لحم کے شہر اور کنواری کے بطن سے ظاہر ہوگا جب پیدا ہوگا
تو مرد غمناک ہوگا اپنے لوگوں سے رد کیا جائیگا دنیا کی لعن طعن اُٹھائیگا آخر کار صلیب پائیگا مگر
موت اُسپر فتح نہ ہوگی زندہ ہوگا اور آسمان پر صعود کر جائیگا۔ اہل یہود اس بات کا پورا اعتقاد رکھتے
کہ خداوند اس وعدہ کو وقت پر پورا کریگا بلکہ وہ لوگ آجتک اُس رہائی کے دن کے منتظر ہیں ا
اس رہائی کے دن کی پرچھائیں وہ مصر کی رہائی میں دیکھ چکے ہیں اور فی الحقیقت خدا کا یہ
وعدہ جو اُس نے ابراہیم سے اسحاق ذبیح اللہ میں ہو کر کیا تھا اُسوقت پورا ہوا جس وقت
ربنا المسیح صلیب پر یہہ کہکر پکارا کہ "پورا ہوا" اور ٹھیک اُس وقت ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ
گیا یہودی اور غیر یہودی دونوں کے لئے نجات کا دروازہ کُھل گیا اسی معنی میں ترکنا علیہ
فی الآخرین درست ہو سکتا ہی اور خدا کا وہ کہنا بھی کہ "تیری اولاد کو آسمان کے تاروں اور
سمندر کی ریت سے زیادہ بڑھاؤنگا" اور "دنیا کی ساری قومیں تیری نسل سے نجات پائینگی"
اور ذبیح اللہ کی قربانی کا عوض وہی ہی جسکو کلمۃ اللہ اور روح اللہ خود قرآن میں کہا ہی اور
بائبل شریف میں اُسے ابن اللہ کا خطاب ہی اور اُسپر لفظ عظیم کا اطلاق کر سکتا ہی نہ کہ کسی فرد
بھیڑ پر جیسا کہ محمدی مفسرین باور کرایا چاہتے ہیں۔ ہمارے مہربان مکرم مولانا نذیر احمد صاحب
یہہ کہنا کہ "بڑی قربانی سے بقرہ عید کی قربانی مراد ہی کہ یہہ بھی سُنت ابراہیمی ہی" ایک بڑی زبر

ہو بھلا خیال تو فرمائیے قرآن میں آپ یہہ مان چکے کہ مسیح جو آنیوالا تھا وہ وہی مسیح ابن مریم تھا
یہودی اِس بات سے منکر ہیں اور اگر وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ مسیح ابنِ مریم ہی مسیح موعود
تھا تو قضیہ ہی ختم ہو جائے۔ وہ آج ہی قربانی وغیرہ بند کر دیں کیونکہ اُن کے پاک نوشتے اُن کو اس
بات پر مجبور کرینگے کہ یہہ تمام رسمیں جو تم ادا کرتے تھے وہ مثل پرچھائیں مسیح موعود کے آنے تک
تھیں جب مسیح موعود آگیا تو اِن رسموں کو بھی بند کرو پس اُس حالت میں یہہ سُنت ابراہیمیؑ باقی
رہیگی ہی نہیں۔ دوسری زبردستی مولوی صاحب کی ایک اور ہو کہ وہ اسمٰعیل کو ذبیح اللہ سمجھے
ہوئے ہیں جسکو مولوی صاحب ہرگز ثابت نہ کر سکینگے۔ فی الحال ہم اس بحث کو چھیڑنا مناسب نہیں
سمجھتے ہمیں صرف یہہ دکھلا دینا تھا کہ لفظ عظیم کی تاویل جو مفسرین اور علما نے قیاسوں کا سہارا
ڈھونڈھکر کی ہو وہ کیسی بے بنیاد ہو اور لفظ عظیم خداوند مسیح کی قربانی سے کسقدر چسپاں ہو جبکہ
خداوند مسیح کا قربانی ہونا جو کفارہ کے لئے نہایت ضروری تھا ہم قرآن سے بھی ثابت کر چکے تو
کیوں ہمارے محمدی احباب اسپر غور نہ کریں اور سورہ نسا رکوع ۲۲ آیت ۱۵۷ اور ۱۵۸
کے بیان پر بھی سوچکر اُسکا اصل مفہوم دریافت کریں ✦

اس آیت میں جو الفاظ شُبِّهَ لَهُم ہیں اُسکے معنی درست تو یہی ہیں کہ اُنکو ایسا ہی معلوم ہوا مگر
مفسرین کہتے ہیں کہ اُنکے معنی یہہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا ہمشکل کوئی دوسرا صلیب پر ٹنگا تھا جسکے
لئے مفسرین کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ صرف جھوٹی روایتوں کے پیچھے دوڑکر اپنا اعتبار بھی
کھوتے ہیں حقیقت یہہ معلوم ہوتی ہو کہ یہودیوں نے مسیح کو مسیح جانکر نہیں مارا بلکہ یہہ سمجھکر کہ یہہ
کوئی جھوٹھا مسیح ہو یوں گویا دھوکھے سے اُنہوں نے حقیقی مسیح کو مروا ڈالا یہہ جو اس آیت میں
کہا کہ نہ قتل کیا نہ صلیب دی ایک طرح سے یہہ بھی درست معلوم ہوتا ہو کیونکہ اُنہوں نے خداوند
مسیح کو قتل نہیں کیا قتل کا لفظ عام طور سے کسی دھاردار آلہ سے خون بہا کر مار ڈالنے کو کہتے ہیں مسیح کی موت کی تو یہہ
صورت نہ تھی ممکن ہو اسی لحاظ سے کہا مَا قَتَلُوہُ اب رہا مَا صَلَبُوہُ صلیب دینے کے جو شرائط تھے وہ بھی خداوند مسیح
کے ساتھ ٹھیک ٹھیک برتے نہیں گئے صلیب پانیکے لئے کانٹوں کے تاج کا سر پر ہونا ضروری نہ تھا نہ پسلیوں میں برچھے
مارنے کی ضرورت تھی پھر یہودوں نے کب مسیح کو صلیب دی یا قتل کیا جو کچھہ کیا وہ مدد می بت پرستوں

نے کیا صرف یہودیوں کے کہنے سے۔ ممکن ہو کہ اسی لئے کہا کہ نہ صلیب دی اور نہ قتل کیا یہہ یاد
رہے کہ اگر سورۂ نسار کے اس بیان کی قرآن کے دوسرے مقاموں کے ہم معنی تفسیر نہ کیجائے
تو سورۂ نسار کا یہہ بیان قرآن کے سارے شیرازے کو بکھیر دیگا +

ہم قرآن کے اکثر مقامات پر مفسرین کو تفسیر کرنے کے بعد یہہ کہتے سُنتے ہیں واللہ اعلم نفا
عظیم جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اُس کی نسبت بھی اپنا قیاس لڑانے کے بعد قریب قریب ہر مفسر
نے یہی کہکر پیچھا چھوڑا لیا ہی کہ " واللہ اعلم " پھر کون وجہ مانع ہی جو سورۂ نسار کی وہ آیت جس
سمجھنے سے وہ قاصر ہیں ان سے " واللہ اعلم " نہیں کہلوائی بلکہ برعکس اس کے بڑے لبے زور
شور کے ساتھ یہہ کہتے ہیں کہ " شُبِّہَ لَہُم " کے یہہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ کوئی اور
شخص اللہ نے صلیب پر ٹانگ دیا اور اُس کو اللہ کا مکر بتلاتے ہیں اور یہہ بیان صرف
انجیل شریف اور یہودیوں کے کتب الہامی بلکہ خود محمدیوں کے قرآن جسکو وہ منجانب اللہ
نازل ہونا بتلاتے ہیں خلاف ہی +

سورۃ المائدہ کے رکوع ۱۶ میں ذکر ہی کہ روز قیامت خدا عیسیٰ سے سوال کریگا کہ کیا تو نے
اپنے لوگوں کو کہا کہ وہ تجکو اور تیری ماں کو ماسوا اللہ کے مانیں عیسیٰ جواب دینگے ہرگز نہیں تو تو
میرے دل کی جانتا ہی اگر میں کہتا تو تجکو وہ بات یاد ہوتی مگر مینے تو نہیں کہا وہی کہا جو تو مجکو حکم
کرتا تھا وغیرہ اب اس بیان میں جو آیت خاصکر ہمارے موجودہ مضمون سے علاقہ رکھتی ہی وہ
آیت ۱۱۷ ہے وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ
عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ترجمہ جب تک میں اُن لوگوں میں رہا میں اُن کا نگران تھا
پھر جب تو نے مجھہ کو موت دی تو تو ہی اُن کا نگہبان تھا اور تو تو تمام چیزوں کی خبر رکھتا ہی "
بعض مولویوں نے " تَوَفَّيْتَنِي " کا ترجمہ اپنی مطلب براری کے لئے " اُٹھا لیا اور لے لیا " کیا ہی
شاہ عبد القادر صاحب اپنی تفسیر میں یوں کہتے ہیں " اور تھا میں اوپر قول اور فعل اُنکے
کے شاہد جب تک میں بیچ اُن کے تھا پس جس وقت قبض کیا تو نے مجھہ کو اور آسمان پر
لے گیا اوپر اُن کے اور تو اوپر سب چیز کے حاضر اور موجود ہی " دیکھو شاہ صاحب نے یہاں

عیسائیوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے "توفیتنی" کا ترجمہ "قبض کیا" کر دیا مگر صبر کرو ہم شاہ صاحب کی تفسیر حسینی سے تسکین کرائے دیتے ہیں۔ تاکہ شاہ صاحب اور اُن کے ہم خیالوں پر اُنکی غلطی روشن ہو جائے۔ ہم حسینی کی تفسیر پوری آیت پڑھہ سناتے ہیں۔ "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ اور تھا میں اُن کے اقوال اور افعال پر شہیداً گواہ یا نگہبان" ما دمت فیہم جب تک تھا میں بیچ اُن کے توفیتنی" پھر جب پھیر لیا تو نے یعنی آسمان پر اُٹھا لیا یا مار ڈالا تو نے"۔ دیکھو گو حسینی نے ایر پھیر بہت کچھہ کیا ہی مگر مجبوراً مار ڈالا آخر میں کہنا ہی پڑا۔ ہم یہہ نہیں کہتے کہ آسمان پر اُٹھا لینا یا اوپر اُٹھا لینا جسکے معنی وہی موت دی کے ہیں درست نہیں ہیں مگر سیدھا اور آسان ترجمہ یہی ہی کہ "موت دی تو نے" اگر کسی مولوی کو جرأت ہو تو ہمارے ترجمے موت دی کو از روئے لغت و قواعد عربی غلط ثابت کر دے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ کرسکیں گے شروع سے اس آیت پر تنازعہ ہی اور وہ بھی اہل اسلام کے علما میں۔ کثرت سے لوگ ہیں جو ہمارے ترجمے کو درست کہہ رہے ہیں اور اُن کا شمار قلیل ہی جو "قبض کیا یا اُٹھا لیا" کا راگ گاتے ہیں اور اُن کا شمار بھی کثرت سے ہی جو قبض کرنا یا اُٹھا لینے کو موت دینے یا مار ڈالنے کی برابر خیال کرتے ہیں ابھی ہم نے حسینی سے کہلوا دیا ہی اب کیونکر سورہ نسا کا بیان اس آیت کے مطابق ہو سکتا ہی یہہ تو صریح اختلاف ہی اور قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہو پس کلام خدا میں اختلاف کیونکر ہوا؟

اب ایک اور آیت ہم قرآن سے پیش کرینگے جس میں خداوند مسیح کی موت ہی نہیں بلکہ اُن کی الوہیت بھی ثابت ہی اور وہ آیت سورۃ الانبیا آیت ۳۴ ہی وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد (ترجمہ) "اے محمد ہم نے تجھہ سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی" مقصد اسکا یہہ ہی کہ جب بت پرست لوگ محمد صاحب کو دق کرتے تھے تو کوسنے کے طور پر یہہ کہا کرتے تھے کہ ہم اس کی موت دیکھیں (یعنی محمد صاحب کی) اس کے لئے خدا نے حضرت کو تسلی دی کہ تجھہ سے پہلے جو بشر ہوئے کوئی سدا جیتا نہیں رہا پس اگر تو مر جائیگا تو کیا یہہ تیرے کوسنے والے جیتے رہینگے یہہ بھی مرینگے اور تجھہ سے پہلے بھی سب آدمی مر گئے اس کے بعد ہی

آیت ۵۳ میں کہدیا "کل نفس ذائقة الموت" یعنی سب کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑیگا دیکھو قرآن بتلا چکا ہی کہ خداوند مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا اور آجتک زندہ ہیں اب بتلاؤ لبشر من قبلك الخلد کے کیا معنے ہوئے؟ کیا یہاں بھی خدا نے کچھ مکر کیا؟ مسیح خداوند تو محمد صاحب سے پہلے ہوئے پھر کیونکر خدا کہتا ہی کہ ہم نے تجھسے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی اگر مسیح خداوند محمد صاحب کے گمان کے مطابق محض بشر تھے تو ضرور مرگئے اور جی بھی نہیں اُٹھے اور اگر آجتک زندہ ہیں تو وہ بشر کیونکر ہوئے اس کا جواب ہم کو ضرور ملنا چاہیے ناظرین قرآن کے اقوال کا ہم کیونکر یقین کریں کہیں کچھ کہتا ہی کہیں کچھ پس اگر کوئی کہے کہ مسیح کی موت نہیں ہوئی تو وہ قرآن کی سورۂ آل عمران کی آیت ۴۴ کو بھی رد کرتا ہی جہاں خود مسیح کہتا ہی کہ مجھ سے آگے توریت ہی اور میں اسکا مصدق ہوں اگر یہ درست ہوا اور درست ضرور ہوگا کیونکہ مسیح کا درجہ قرآن میں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وہ کلمۃ اللہ ہی روح اللہ ہی وہ اللہ میں سی ھے اُس کا نام عیسے ابن مریم ھی دنیا اور آخرت میں عزت والا اور مقربین میں سی ھے پس اسی کا بیان ضرور حق اور برحق ہو سکتا ہی اب اگر مسیح نہیں موا تو کیونکر وہ تورات کا مصدق ہی کیونکہ توریت و صحف انبیا تو انہیں باتوں سے بھرے ہوئے ہیں کیا کلمۃ اللہ روح اللہ دنیا اور آخرت میں عزت والا جھوٹ بولیگا؟ محمدیو سوچو تو تم کیا کہنا چاہتے ہو پس اسکا جواب تمہارے پلے یہی پڑا کہ وہ انجیل جس میں یسوع ناصری کا ذکر ہی اصلی نہیں بلکہ جعلی ہی محمد صاحب کا تو اس قدر جگرا نہ تھا کہ وہ اسکو جعلی کہتے مگر تم کو خدا مہلت دیتا ہی کہ توبہ کرو اور روح القدس کے حق میں کفر مت بکو۔ دیکھو مسیح کے حواری بھی جن کو قرآن انصار اللہ کہہ رہا ہی اُسکی موت پر اُسکے زندہ ہونے پر بڑے زور شور سے شہادت دیتے ہیں مگر ایک طرف تو تم اُن کو انصار اللہ کہتے ہو دوسری طرف کاذب بناتے ہو۔

قرآن کا بیان یہودیوں کے بھی خلاف ہی وہ باوجود مسیح اور اُس کی اُمت کے دشمن ہونے کے بھی اقرار کرتے ہیں کہ مسیح ضرور موا کیونکہ تاریخی واقعہ پر خاک ڈالنا آسان نہیں ہی۔ بُت پرست رومی مورخ ٹیسیٹس جو مسیحی قوم کا بڑا بھاری دشمن تھا یوں کہتا ہی کہ مذہب

مسیحی کا موجد ایک شخص نسطوس تھا جو شاہنشاہ طبریاس کے عہد سلطنت میں پنطوس پلاطوس
کی حکومت میں مارا گیا۔ دیکھو کیسا صحیح بیان ہی جو اناجیل اربعہ اور اعمال الرسل سے مطابق ہی۔
دیکھو مرتے دم خداوند مسیح نے اپنی ماں کو اپنے شاگرد یوحنا کے سپرد کیا کہ وہ اسکی خبرگیری کرے
کیا اگر تمہارے خیال کے مطابق مسیح کی جگہ کوئی دوسرا شخص صلیب پر تھا تو اس کی آواز
بھی بدل گئی تھی جس کو بتولہ مریم نے نہ پہچان لیا کہ یہہ اُسکے جگر گوشہ کی آواز ہی یا کسی نے
مکر کرکے اسکی جگہ دوسرے کو ٹانگ دیا؟ کیا اُس شاگرد نے اپنے پیارے ہادی کی آواز نہ
پہچانی؟ پھر جسکو اللہ نے مکر کرکے عیسیٰ کی جگہ ٹانگا تھا کیونکر مریم مقدسہ کا خیال آیا کہ میرے بعد
کون اُس کی خبرگیری کریگا کیا اس میں بھی اللہ کا کوئی مکر تھا پھر وہ اپنے دشمنوں کے لئے
کیونکر دعا مانگتا ہی کہ "اے باپ تو اُن کو معاف کر یہہ گناہ اُن کے حساب میں مت لکھ کیونکہ وہ
نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔ اگر یہہ شخص کوئی اور تھا تو ہم اسکو بھی ایک شریف النسل عظیم الشان
شخص خیال کرکے حضرت ایوب کے صبر کرنے پر اسکو ترجیح دینگے ہاتھ اسکے لہو لہان۔ پاؤں
میں زخم۔ سر پر کانٹوں کا تاج جسکی نوکوں سے زخم ہو کر خون کی بوندیں جاری ہو کر ٹپک
رہی ہیں چاروں طرف لوگوں کا اژدہام ٹھٹھہ بازی کر رہا ہی دو شخص جن کا پیشہ چوری
ڈاکہ زنی شہوت پرستی خونخواری تھا اُس کے دونوں طرف ایک اُن میں سے بھی ٹھٹھہ کرتا
ہی پیاس کی حالت میں اُسکو ہٹ ملا سرکا دیا جاتا ہی اس سے پہلے سر کنڈا اسے مار کر زدکوب
کرتے ہیں سب سے آخر میں پہلو میں برچھا مارتے ہیں ایسی ایسی تکلیفیں ایک بے گناہ اُٹھا
رہا ہی اور اس حالت میں وہ کہے کہ "اے باپ یہہ گناہ تو اُن کی حساب میں مت لکھ" اللہ رے
تیرا صبر۔ دیکھو اگر تمہارا خیال درست ہو کہ یہہ کوئی خراب شخص تھا جسکو خدا نے حضرت عیسیٰ
کی جگہ صلیب پر لٹکا دیا تو تمہارے نبی سے پھر بھی یہہ افضل ہی کیونکہ اُس نے اپنے ستانے
والوں اور دشمنوں کے حق میں دعا کی مگر تمہارے نبی نے اپنے باپ کے سگے بھائی اور اپنی
چچی کو صرف اس لئے بد دعا دی کہ وہ اُن کے اسلام کو قبول نہیں کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
اگر پھر وہی ڈھل ہانکو کہ انجیل بدل گئی یہہ بیان اصلی انجیل میں نہ تھا تو ہم تم کو یہہ کہینگے کہ ان

باتوں کے بدلنے سے یا ان کی اسی طرح ہونے سے تمہارے نبی کی کونسی بات میں گھاٹا پڑتا تھا +

اس انکار کا سبب وہی ہی جو ہم نے اس مضمون کی ابتدا میں بیان کیا کہ محمد صاحب گناہ اور اُس کی حقیقت کو ہرگز نہیں سمجھے ورنہ ضرور ربنا المسیح کے کفارہ کے قایل ہوتے وہ تو محض خشک توحید کا راگ الاپتے تھے جو در اصل الحادکیطرف لیجاتی ہی کیونکہ نہ اس سے انسان کے گناہ کا چارہ ہی اور نہ گناہ کو گناہ خیال کیا جاتا ہی بلکہ یہی خشک فقرہ کہ اللہ رحیم اور غفور ہی کہکر مست رہتے ہیں مگر جب وہ اسکو رحیم و غفور کہتے ہیں تو اول عادل کو بھول جاتے ہیں اس مضمون کو ہم ذرا اور صاف کرکے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن کو شروع سے لیکر اخیر تک پڑھو کہیں بھی خدا کا نام باپ سے تعبیر نہیں کیا گیا خدا کے ۹۹ نام قرآن میں درج ہیں مگر ان میں سے کسی ایک نام سے بھی باپ کی صفت کا تصور نہیں ہوسکتا۔ ہماری ضمیر بھی ہم کو قائل کرتی ہی کہ خدا ضرور ہمارا باپ ہی۔ کیونکہ وہ ہم سے باپ کی سی محبت کرتا ہی اور اُس کے ساتھ ہی ہماری ضمیر ہم کو آگاہ کرتی ہی کہ ہم گنہگار ہیں اور اُس کے ساتھ ہی ہم کو خدا کی پاکیزگی کی صفت کا خیال آتا ہی بس فوراً ہم اپنے کو نافرمانبردار اور باغی فرزند خیال کرتے ہیں کیونکہ ہمارا باپ خدا پاک ہی ہم اپنی کرنی سے ناپاک پھر کیونکر اُس کی حضوری حاصل کرسکتے ہیں ہمارا باپ خدا بھی ہماری خطاؤں کی بابت یوں شکایت کرتا ہی۔ کہ سُن اے آسمان اور کان دھر اے زمین کہ بیل اپنی مالک کو پہچانتا ہے اور گدھا اپنی مالک کی چرنی کو جانتا ہے پر میری لوگ مجھے نہیں جانتی اور نہ کچھ خیال کرتی ہیں۔ اب ان باغی اور نافرمانبردار فرزندوں میں بعض تو اپنے باپ کے گھر کو لوٹ جانا چاہتے ہیں اور اپنی خطا کو قبول کرلیتے ہیں اور ایسوں کو اُن کا آسمانی باپ ہر وقت قبول کرنے کو تیار ہی۔ مگر بعض بغاوت میں اسقدر سبقت لیجاتے ہیں کہ اپنے ہی جیسے بدمعاش لوگوں میں بود و باش کرتے ہیں اور اپنے عزیز باپ کی بابت ہرگز خیال نہیں کرتے یہی لوگ شیطان کے فرزند ہیں شیطان اُن کے دلوں کو موٹا کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کردیتا ہی اور یہی ایک بات سمجھاتا ہی کہ جو جی میں آئے کئے جاؤ خدا رحیم اور غفور ہی

ہر حالت میں تم کو بخش دیگا۔

مگر یہ ہرگز نہ ہوگا ایسوں کے لئے ابدی ہلاکت کا حکم ہو چکا ہی جسکو دیکھکر ان کا باپ شیطان خوش ہوتا ہی کہ میں اپنے مکر و حیلہ میں کامیاب ہو گیا۔ بھلا بتلاؤ تو جب خدا عادل بھی ہی اور رحیم بھی تو کیونکر اس کی دونوں صفتوں کو پورا کر کے ہم سرخرو ہو سکتے ہیں قرآن کی سورۂ فاتحہ میں لکھا ہی کہ خدا رحیم ہی تو کیا ہم اپنے گناہوں سے بلا اسکا عدل پورا کئے بچ جائینگے اگر خدا اپنے عدل کو پورا کر کے ہم کو سزا دے تو کیونکر اُس کا رحم پورا ہوگا۔ اب یا تو خدا اپنی عدل والی صفت کو ترک کر کے نرا رحم ہی کریگا تب ہی تو ہم بچ سکتے ہیں ورنہ ہمارے گناہ ہم کو عذاب الیم کا مستحق بنا چکے کیونکہ وہ روز قیامت کا مالک ہی فرض کرو کہ کسی جج کے سامنے کوئی خونی مجرم قرار دیا گیا اور از روئے قانون وہ خون کی سزا یعنی پھانسی کا سزاوار ہوا اگر جج بہت ہی رحیم الطبع ہی کیا خونی جج کے رحیم ہونے کا فائدہ اٹھا سکتا ہی جس حال کہ جرم اُسپر ثابت ہو گیا جج اپنے رحم کو قانون کے خلاف کام میں نہیں لا سکتا اور ضرور قانون کی پابندی کو رحم پر اس معاملے میں ترجیح دیگا۔ اب ہم بھی گنہگار ہیں ہر روز گناہ کرتے ہیں کون ہمارے گناہوں اور خطاؤں کا شمار کر سکتا ہی پھر کیونکر خدا جس کا ایک نام قرآن میں ال عادل بھی ہی اور جو روز قیامت کا مالک ہی جو تمام آدمیوں کا انصاف روز قیامت میں کریگا اور وہ بھی اُنکے اعمالوں کے موافق۔ کون ہی جو اُسکے رحم کو حاصل کر سکتا ہی اور اگر وہ رحم نہ کرے تو کیونکر وہ الرحیم ہو سکتا ہی قرآن میں اسکا حال ہم کو نہیں ملتا مگر انجیل شریف میں اسکو اس خوبصورتی سے حل کر دیا ہے کہ انسان ضعیف البنیان اس رحمت الٰہی کو دیکھکر حیران رہجاتا ہی وہاں ہم اسکو اس طرح دیکھتے ہیں۔ خداوند عیسیٰ نے اپنی جان تمام گنہگاروں کے عوض میں دیدی۔ اور اسکی موت سے تمام گنہگاروں کا کفارہ ہو گیا۔ پس اب اس بات کو مدنظر رکھکر خدا اپنے رحم کو پورا کر سکتا ہی کیونکہ اسکے عدل کو مسیح کی موت نے پورا کیا ہی۔ اس نے وہ سزا اپنے اوپر اُٹھائی جسکے از روئے عدل الٰہی ہم سزاوار تھے ہم جو کچھ خدا باپ کا دھارتے تھے وہ

خدا بیٹے نے ادا کر دیا۔ صرف یہی ایک طریق ہے کہ خدا الرحیم ہو کر روز قیامت کا مالک بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی طریقہ محمدی بیان کریں۔ دیکھو محمد صاحب نے قرآن میں خدا کے عادل اور رحیم ہونے کی کیسی غلط بنیاد ڈالی جسکا ثبوت ہرگز از روئے قرآن نہیں مل سکتا۔ اس سے بڑھکر قرآن والوں کی وہی غلطی ہے جسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں یعنی مسیح کی موت کا انکار اسی سچے ایمان پر ہر مسیحی کلیسا میں شامل ہے ورنہ جو اس کے خلاف کچھ کہے وہ ہرگز مستحق نہیں کہ اپنے کو عیسائی کہے مسیح کی موت ہی سے خدا اپنا رحم گنہگار پر ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے العادل ہونے پر کوئی قصور نہ پڑیگا۔

خداوند مسیح نے اسی بات کے لحاظ سے یہہ کہا کہ راہ حق و زندگی میں ہوں مجھی سے خدا تک رسائی کا رستہ ہے۔ وہ برحق ہے اور مردہ گنہگار کو دوبارہ زندگی بخشنے والا اب کوئی دوسرا رستہ اگر ہوگا تو وہ ضرور ہلاکت تک پہنچائیگا۔ دیکھو حقیقی اسلام وہی ہے جو مسیح کے شاگردوں میں پایا جاتا ہے مسیح کو رد کرنا اسکی الوہیت سے انکار کرنا۔ اسکے نجات دہندہ ہونے سے منکر ہونا اسکی موت کا جھٹلانا اسکے کفارہ پر ٹھٹھا اڑانا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے اور خدائے قادر سے ٹھٹھا بازی کرنا ہے۔ ایسا کہنا کہ انسان اپنے نیک اعمال سے بچ جائیگا یہہ تو طبیعت انسانی کا فطرتی نتیجہ ہے اور گا ہے گا ہے بعض انسان اس سے کچھ تسکین بھی حاصل کر لیتے ہیں مگر یہہ محض خود پسندی اور گھمنڈ ہے کیونکہ خدا کے روبرو ہماری نیکیاں مثل گندی دھجی کے ہیں ان گندے چیتھڑوں کو پہنکر ہم خدا کے سامنے جسکی ذات پاک ہے نہیں جا سکتے صرف مسیح کی راستبازی کا لباس جو ہیدل عالی اور برف سے زیادہ سفید ہے ہم کو اس لائق بنا سکتا ہے کہ ہم خدا کی حضوری میں جائیں اور رہیں۔

مسئلہ تثلیث محمد صاحب کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوا کیونکہ انہوں نے عیسائی بدعتی فرقوں سے اتفاق کیا اور غلطی سے یہہ سمجھ لیا کہ مسیحیوں کا اصل ایمان یہہ ہے کہ وہ خدا باپ مقدس مریم اور ابن مریم کو مسئلہ تثلیث کے اقانیم ثلثہ قرار دیتے ہیں حالانکہ مسیحی درست ایمان یہہ ہے کہ خدا باپ پیدا کرنے والا اور خدا بیٹا بچانے والا اور خدا روح القدس

تسلی دینے والا اسی کو تثلیث فی التوحید کہتے ہیں اور ایماندار سبھی نہ کسی گذشتہ زمانہ میں اور نہ آجکل اس بات کے اقرار کرنے سے شرماتے ہیں کہ یہہ بات ایک راز ہی جسکو کما حقہ سمجھ لینا کسی فرد بشر کا کام نہیں اگر کوئی خدا کی ذات کو سمجھ جائے تو وہ پھر خدا نہ رہیگا کیونکہ انسانی ادنیٰ عقل کے ادراک میں آ گیا۔ دنیا میں بہت سے ایسے راز ہیں جن کو انسان سمجھ نہیں سکتا مگر بطور نتیجہ اُن کو اخذ کر کے مانتے ہیں۔ مثلاً خدا حاضر و ناظر ہی۔ خدا خالق ہی یعنی نیست سے ہست کرتا ہی بتلاؤ کون ان کو سمجھا اگر سمجھا ہو تو ہم کو سمجھاوے فی الواقعی مسئلہ تثلیث اور کفارہ ہی ایسا شاندار مسئلہ ہی کہ انسان اپنے دل میں تسکین حاصل کر سکتا ہی ورنہ خشک توحید تو الحاد کا دروازہ فوراً کھولدیتی ہی۔ تاریخ کو دیکھ لو جسقدر دہرئے اور ملحد ہوئے وہ پہلے اسی مقام سے چلے تھے اور انجام اُنکا الحاد میں ہوا +

ہم مسیح کی موت از روئے قرآن کافی طور سے ثابت کر چکے اور بتلا چکے کہ قرآن کا بیان خود اُس کے اپنے بیان کی مخالفت کرتا ہی اور محمد صاحب کے انکار کی وجہ بھی بتلا چکے کہ کیوں آنجناب نے اس شاندار تعلیم یعنی کفارہ کا انکار کر کے مسیح کی موت سے اپنی اُمت کو منکر ہونا سکھلایا +

ہم سمجھتے تھے کہ جسقدر اسوقت تک ہم از روئے قرآن اس مسئلہ پر لکھ چکے وہ کافی سے زیادہ تھا مگر گذشتہ تین مہینوں میں ہندوستان کے ہر حصے سے ہمارے محمدی مخاطبوں نے ہمارے طرز استدلال پر تو کچھ اعتراض نہیں کیا مگر مختلف پہلوؤں سے یہہ کہا کہ ہم اکثر قرآن سے جن آیتوں کا حوالہ دیتے ہیں اُنکو عربی میں پیش نہیں کرتے ہم کو نہیں معلوم کہ اگر ہم قرآن کی آیتوں کو عربی ہی میں پیش کر کے اُسکا ترجمہ کر دیا کریں تو ہمارے مخاطب کس قدر فائدہ حاصل کرینگے یہہ تو سب کو معلوم ہی کہ یہہ پرچہ ماہوار آٹھ صفحہ پر شائع ہوتا ہی لوگ کثرت سے شاکی ہیں کہ پرچہ بہت چھوٹا ہی اور نسپر ماہوار۔ اب بتلائیے اگر اس مختصر ماہوار پرچہ میں علاوہ اردو ترجمہ کے اصل عربی عبارت بھی نقل کر دی جائے تو کس قدر اور کم گنجایش پرچہ میں رہجائے گی ہم نمونہ کے طور پر ایک دو پرچہ اپنے مخاطب معترضین کی خاطر اُنہیں کی ہدایتوں پر کاربند ہو کر شائع کرینگے مگر ہم اپنے معزز ناظرین سے ملتمس ہیں

کہ وہ براہِ نوازش ہم کو اپنی زرین رائے سے مطلع فرمائیں کہ کیا دراصل عربی عبارت کے درج نہ ہونے سے اُن کی کسی طرح کی حق تلفی ہوتی ہی؟

سورۂ زخرف رکوع ۶ آیت ۵۷ سے ۶۱ تک وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ؕ ترجمہ تو بس تمہاری قوم کے لوگ اسکو سنکر کے ایک دم سے کھل کھلا پڑے اور لگے کہنے کہ ہمارے معبود اچھے یا عیسیٰ ان لوگوں نے عیسیٰ کی مثال جو تمہارے سامنے لا ڈالی تو صرف کٹ حجتی کے طور پر بات یہہ ہی کہ یہہ لوگ ہیں جھگڑالو عیسیٰ بس ہمارے ایک بندے تھے کہ ہم نے اُنپر احسان کیا تھا اور بنی اسرائیل کے لئے اُن کو ایک نمونہ بنایا تھا اور ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے کر دیتے کہ وہ زمین میں تمہاری جگہ آباد ہوتے اور البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہیں تو تم لوگ قیامت میں شک نہ کرو اور میرے کہے پر چلو یہی سیدھا رستہ ہی۔

اِن آیتوں میں جن الفاظ کی طرف ہم خاصکر اپنے مخاطبوں کی توجہ طلب کرایا چاہتے ہیں وہ یہہ ہیں۔ اور البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل ہیں تم لوگ قیامت میں شک نکرو مفسرین قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ عرب کے مشرکین کا سرگروہ زعبری تھا جو محمد صاحب سے اکثر بحث کیا کرتا تھا اور قیامت کی بابت دریافت کیا کرتا تھا کہ کب ہوگی؟ اور کیونکر ہوگی؟ اور وہاں کیا ہوگا؟ اور قیامت کیوں ہوگی؟ وغیرہ اور معلوم ہوتا ہی کہ کبھی محمد صاحب نے انہیں مباحثوں کے درمیان میں مشرکین کو مخاطب کرکے یہہ کہا تھا إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ کہ تم اور خدا کے سوا جن چیزوں کو پوجتے ہو وہ سب دوزخ کا ایندھن ہونگے۔ پس اسی جگہ زعبری نے اعتراض کیا کہ ہمارے بت تو پتھر وغیرہ کے ہیں اُن کو چاہے آگ میں ڈالو چاہے کسی اور چیز میں اُنہیں کوئی ضرر نہ ہوگا اور اسی وقت یہہ

بھی سوال کیا تھا کہ عیسیٰ کی بابت تمہارا کیا گمان ہے اور محمد صاحب نے غالباً یہی جواب دیا
کہ وہ اللہ کے نیک بندے کلمۃ اللہ روح منہ معصوم مطلق وغیرہ ہیں تو زعبری کو ایک دوسری
گرفت ہاتھ لگی اور فوراً بول اٹھا کہ اگر عیسیٰ سے نیک بندے جنکو نصاریٰ پوجتے ہیں دوزخی
ہوئے تو ہمارے بت پھر بھی مزے میں رہے۔ محمد صاحب کو اسکا جواب کچھ بھی نہ سوجھا
اور بالکل خاموش ہو گئے زعبری کے ہمدردوں نے جو موجود تھے اس امر کے ظاہر کرنے
کو تالیاں پیٹیں کہ زعبری نے محمد صاحب کو بحث میں ہرا دیا اور فی الحقیقت ایسے موقع
پر محمد صاحب کا سکوت کر جانا اس بات کی کافی دلیل ہے کہ محمد صاحب زعبری سے کچی کھا
گئے تب ہی تو خدا کو کہنا پڑا کہ عیسیٰ کی مثال جو تمہارے سامنے لاڈالی تو صرف کٹ حجتی کے
طور پر بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو بھی یہہ بات ناگوار گذری
کہ محمد صاحب کے سکوت پر قوم قریش کے لوگ ایک دم سے کھل کھلا کر ہنس پڑے اور
شاید اسی لئے محمد صاحب کی زبانی یہہ کہلوایا کہ البتہ عیسیٰ قیامت کی ایک دلیل
ہیں تم لوگ قیامت میں شک نہ کرو۔ اب ہم دریافت کیا چاہتے ہیں کہ عیسیٰ کیونکر
قیامت کی دلیل ہیں کیا اس کے معنے یہی نہیں ہیں کہ جس طرح عیسیٰ مُردوں میں
سے مرکر جی اُٹھے ایسے ہی دوسرے لوگ بھی ضرور مرکر جی اُٹھینگے ورنہ کیونکر عیسیٰ قیامت
کی دلیل ہوسکتے ہیں اصل ہیں علم الساعۃ کے معنی ہیں قیامت کا جھنڈا مفسرین
نے اس آیت کی تفسیر کھینچ تانکر اُن حدیثوں سے ملانا چاہی ہے جن میں لکھا ہے کہ قیامت
سے پہلے عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئینگے اور اسلامی شریعت کے مطابق کارروائی کرینگے
اور تمام دنیا میں اسلامی شریعت قائم کرینگے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا عیسیٰ کا دوبارہ
قیامت کے قبل آنا کیونکر قیامت کی دلیل ہوسکتا ہے اس مقام پر بھی قرآن سورۂ نسار
کے بیان کی مخالفت کرتا ہے جہاں لکھا ہے کہ عیسیٰ نہ مرا نہ جی اُٹھا بلکہ زندہ آسمان
کو چلا گیا۔ بعض علما محمدیہ نے اس مقام کو سورۂ نسار کے بیان کے خلاف معلوم کر کے
علم الساعۃ کو علم الساعۃ کرنا چاہا ہے اگر غور کر کے دیکھا جائے تو علم الساعۃ مسیح کی

الوہیت پر دال ہو کیونکہ قیامت کا علم سوا خدا کے انسان کو نہیں ہو سکتا جبکہ خود قرآن کی سورۂ اعراف رکوع ۲۳ آیت ۱۸۶ سے ۱۸۸ تک +

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِنْدَ ارَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۔ ترجمہ لوگ تم سے قیامت کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ کہیں اُسکا تقل ہڑا بھی ہو تم جواب دو کہ اُس کا علم تو صرف میرے پروردگار ہی کو ہو بس وہی اُسکو اُسکے وقت پر لا دکھائیگا۔ وہ ایک بڑا بھاری حادثہ ہو آسمان و زمین میں قیامت تو بس اچانک تمہارے سامنے آموجود ہوگی پھر لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں گویا کہ تم اُسکی ٹوہ میں لگے رہے ہو۔ کیونکہ قیامت کا علم تو بس خدا ہی کو ہو لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے کہو کہ میرا اپنا ذاتی نفع اور نقصان بھی میرے اختیار میں نہیں جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کرلیتا اور مجھکو گزند نہ پہنچتا میں تو اُن لوگوں کو جو ایمان لانا چاہتے ہیں خوشی سنانیوالا ہوں اور بس +

ان آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ محمد صاحب کو قیامت کا علم نہ تھا اور کیونکر ہوتا کیونکہ وہ خود بشر تھے اور جسکو قیامت کا علم ہو اُسے محمد صاحب اپنا پروردگار کہتے ہیں اب اگر مسیح کو علم الساعۃ کہا جائے تو لامحالہ اُس کے خدا ہونے کا اقرار کرنا پڑیگا۔ خداوند مسیح نے خود اپنی بابت دعوی کیا ہو کہ قیامت اور زندگی میں ہوں اور انہیں معنوں میں عِلمُ السّاعۃ استعمال ہو سکتا ہو قیامت کے ہونے اور نہونے کے بابت محمد صاحب اور مشرکین کے مابین اکثر بحث چھڑی رہا کرتی تھی ہم چند آیتیں ذیل میں قرآن سے پیش کرتے ہیں مثلاً :-

سورۂ نازعات رکوع ۳ آیت ۴۳ سے ۴۶ تک یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ

مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا۔ ترجمہ تم سے قیامت کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا کہیں ٹھل ٹھکانا بھی ہے تم اُس کا وقت بتانے کی طرف سے کہاں کے بکھیڑے میں پڑے آخر کار تمہارے پروردگار ہی پر جاکر ٹھہرتی ہے جو شخص قیامت سے ڈرنا چاہتا ہے تم لوگ اُس کو آگاہ کر دینے والے ہو اور بس لوگ جس دن قیامت کو دیکھیں گے تو گویا وہ بس دن کے آخر پہر ٹھہرنے پائے اول پہر۔

سورۂ المومن رکوع ۶ آیت ۵۹۔ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ ترجمہ قیامت تو ضرور آنی ہے اُس میں کسی طرح کا شک نہیں مگر اکثر لوگ یقین نہیں کرتے۔

سورۂ زخرف رکوع ۷ آیت ۸۵۔ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ترجمہ اور بڑی بابرکات ہے وہ ذات کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب جگہ اُس کی بادشاہت ہے روز قیامت کی خبر اُسی کو ہے اور تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

سورۂ زمر رکوع ۷ آیت ۶۸ سے ۷۰ تک۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ترجمہ اور صور پھونکا جائیگا تو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اُن پر بیہوشی طاری ہو جائیگی مگر جسکو خدا چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا تو اب سب کے سب ایک دم سے کھڑے ہو جائینگے دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نُور سے چمک اُٹھیگی اور کتاب رکھدیجائیگی اور پیغمبر اور گواہ لا حاضر کئے جاوینگے اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاویگا اور اُنپر ظلم نہ ہوگا اور جس نے جیسے عمل کئے ہیں سب کو پورے پورے بھر دیئے جاوینگے اور جو کچھ

بھی کہہ رہے ہیں خدا اُس سے خوب واقف ہے۔

یہ آیتیں جو اوپر ہم نے پیش کیں ان میں خدا محمد صاحب کو طرح طرح کی ثبوت اور مختلف دلائل مشرکین کے قائل کرنے کے لئے بتلاتا تھا تاکہ مشرکین کسی طرح سے قیامت کے قائل ہو کر بت پرستی سے باز آکر خدا پرستی کیطرف رجوع ہوں مگر سب سے اٹل دلیل جو ہم کو قرآن میں نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ جیسے قیامت کی دلیل ھیں ہر زمانہ و ہر ملک کے بت پرستوں کے درمیان تاریخ ہم پر ظاہر کرتی ہے کہ باوجود بہت سی غلطیوں کے روح کی بقا کا مسئلہ کسی نہ کسی طرح سے مشرکین میں پایا جاتا تھا اور اس کی نری ہوائی ماہیت اُس کے نیست نہ ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھی۔ مگر روح کا جسم کے ساتھ جی اُٹھنا ایک بڑی مذبذب بات تھی جب مقدس پولوس نے پہلے پہل اس تعلیم کو اتھینی کے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو لکھا ہے کہ اکثر لوگ اسکو طفلانہ بات سمجھ کر چلنے لگے خداوند مسیح کے زمانہ میں بھی بعض صدوقیوں کے جواب میں خداوند مسیح نے اُن کے اُس اعتراض کو جو وہ قیامت پر کرتے تھے یوں رد کیا کہ تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نجاننے کر غلطی کرتی ھو کیونکہ قیامت اسی نام میں سمجھی جاتی ھے جس میں خدا نے آپکو ظاہر کیا جب اُس نے کہا کہ میں ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ھوں خدا مردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ھے مقدس پولوس مسیح کے جی اُٹھنے پر اپنے خطوں میں بڑا زور دیکر مختلف کلیسیاؤں کو مسیح کی قیامت کی طرف خاص طور سے رجوع کرتا ہے۔

مقدس پطرس بھی مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ امید کے لئے سر نو پیدا ہونے اور بے زوال اور نہ آلودہ اور غیر فانی میراث جو آسمان پر کل ایمانداروں کیلئے رکھی گئی ھے ذکر کرتا ہے۔

قیامت کے امکان کے ثبوت وقتاً فوقتاً پرانے اور نئے عہدنامہ میں بھی دیئے گئے مثلاً پُرانے عہد میں ہم پڑھتے ہیں کہ ساریپتہ کی بیوہ کا لڑکا شونمیت عورت کا لڑکا وہ مردہ جو الیسع کی قبر میں ڈالا گیا جی اُٹھا نئے عہدنامہ میں صوبہ دار کی لڑکی نائین کی بیوہ کا

لڑکا چار دن کا مُردہ لعزر جی اُٹھا۔

اگرچہ قرآن کے زمانہ میں مسیحیوں اور یہودیوں کی کتب مقدسہ موجود تھیں اور ان متذکرہ بالا اشخاص کا ذکر بھی درج تھا لیکن قیامت کی دلیل قرآن میں صرف مسیح کو ٹھہرایا ہی اور یہہ بالکل سچ ہی کیونکہ مذکورہ بالا اشخاص کا زندہ ہونا خداوند مسیح کے جی اُٹھنے کے ہرگز برابر نہیں ہوسکتا تھا۔

یہہ سب لوگ جلائے تو گئے مگر پھر مر گئے لیکن جب مسیح نے اپنی جان دیکر پھر اُسے لیا تو موت کا پھر اُسپر اختیار نہ رہا پس اس لئے مسیح قیامت کی دلیل ضرور ہی اُس کا جی اُٹھنا تمام انسانوں کے جی اُٹھنے کا دیباچہ ہی کیونکہ جیسے آدم میں شامل ہوکر سب مرتے ہیں ویسا ہی مسیح میں شامل ہوکر سب جلائے جائینگے اور یہہ آخری جی اُٹھنا سچی قیامت اور مسیح کے جی اُٹھنے کا نتیجہ ہی محمدی مفسرین کا یہہ کہنا کہ مسیح کو علم الساعۃ یعنی قیامت کی دلیل کہنے کا مقصد یہہ ہی کہ جیسے خدا اس بات پر قادر تھا کہ مسیح کو بغیر باپ کے پیدا کرسکے تو ویسا ہی خدا اس بات پر بھی قادر ہی کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کھڑا کرے یہہ علماء محمدیہ کی زبردستی ہی جسکو کوئی سلیم عقل والا شخص قبول نہیں کرسکتا مسیح کو بے باپ پیدا کرنے کے علاوہ بہت سی اور ایسی صنعتیں خدا تعالیٰ کی موجود تھیں جنکا ذکر کیا جاسکتا تھا مگر مسیح کو قیامت کی دلیل کہنا مسیح کی جی اُٹھنے پر دال ہی جسکے لئے مشرکین کو ایک خارجی ثبوت علاوہ قرآن کے دیا جاسکتا تھا کیونکہ عیسائی جو کثرت سے عرب میں بھی تھے وہ تو اسبات کے قائل ہی تھے کہ مسیح مر کر جی اُٹھا ہی ہم اس آیت کو جس میں مسیح کو قیامت کی دلیل یا قیامت کا جھنڈا کہا گیا ہی مسیح کے جی اُٹھنے کا ایک بہت بڑا ثبوت از روئے قرآن گردانتے ہیں کیونکہ مفسرین کی کمزوریاں اس آیت کی تفسیر کرتے وقت معلوم ہوتی ہیں جس کا جی چاہے کسی تفسیر کو اُٹھا کر دیکھ لے کہ ہر زمانہ میں مفسرین کے پاؤں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کیسے کیسے ڈگمگائے ہیں سوائے رکیک تاویلوں کے اور کچھہ بن نہیں پڑا یہہ بات بھی قابل غور ہی کہ خداوند مسیح کی صلیبی موت کے وقت ایک عجیب واقعہ ظہور میں آیا لکھا ہی کہ

قبریں کھل گئیں اور بہت سی لاشیں پاک لوگوں کی جو آرام میں تھیں اُٹھیں اور اُسی کے جی اُٹھنے کے بعد اپنی قبروں سے نکلیں اور پاک شہر میں جاکر بہتوں کو نظر آئیں پس جس طرح خداوند مسیح کے جی اُٹھنے پر اکثر قبریں کھل گئیں اور یوں قیامت کا ایک جز ظاہر ہوا اسی طرح اُن کے دوبارہ آنے پر کلیتاً قبریں اور ہر مقام جہاں جہاں مُردے ہونگے اُگل دینگے اور پوری قیامت ظاہر ہوگی پس یوں بھی عیسیٰ قیامت کی دلیل اور قیامت کا جھنڈا ہوا۔ ورنہ مولوی صاحبان ہم کو سمجھائیں تو کہ کیونکر عیسیٰ کو قیامت کی دلیل کہا گیا ہے؟

قیامت مسیح

منقول از رسالہ ترقی لاہور

قریباً ۱۹ سو سال کا عرصہ ہوا جبکہ پولوس رسول نے اہل کارنتھہ (واقعہ یونان) کو خط لکھتے ہوئے یہہ فقرات تحریر کئے تھے کہ "میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے بموجب جی اُٹھا" (اکرنتھیوں ۱۵: ۳،۴) اور تھوڑا آگے جاکر پھر لکھتا ہے کہ "اگر مسیح نہیں جلایا گیا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو" (آیت ۱۷) اور پھر آیت ۲۰ میں دعوی سے کہتا ہے "لیکن بیشک مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے"+

مگر یہہ کچھہ پولوس سے مخصوص نہیں۔ عہد عتیق کی پیشین گوئیاں اور عہد جدید کے مختلف صحیفے خواہ اُن کے لکھنے والے کوئی کیوں نہوں۔ یکزبان ہوکر اس امر پر گواہی دیتے ہیں کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا رسولوں کی منادی کا یہی مضمون تھا۔ دیگر مسائل میں اُن کے خیالات اور اُن کے طریق اظہار میں شاید کچھہ فرق معلوم ہوتا ہو مگر اس مسئلے پر وہ سب کے سب یک-

زبان ہیں۔ رسولوں کی منادی اور تحریرات کو چھوڑ کر جب مسیحیوں کی زندگیوں پر نظر کرتے ہیں خواہ وہ کسی زمانے یا ملک یا فرقے کے کیوں نہ ہوں تو یہہ معلوم کرکے تعجب ہوتا ہی کہ وہ سب اپنے ایمان اور امید کا مدار اسی اہم مسئلے پر رکھتے ہیں *

جب مسیحی کتب مقدسہ و عقائد ناموں میں مسیح کے جی اُٹھنے پر اس قدر زور دیا گیا ہی تو یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ ہر زمانہ میں سب سے پہلے یہی مسئلہ مخالفین کی آنکھوں میں کھٹکتا رہا ہی۔ اور اُنہوں نے طرح طرح سے اسکی صحت و واقعیت پر شبہ ڈالنے کی کوشش کی ہی۔ آجکل بھی یوروپ ہی کے نہیں بلکہ دنیا کے ہر ایک حصّے کے ملحدوں نے اپنی ساری پونجی اسی مسئلہ پر خرچ کردی ہی۔ لیکن یہہ واقعہ ابتک اعتراضات کی لہروں کے ٹکڑوں کے مقابل چٹان کی طرح کھڑا رہا ہی اور ہمیں کامل یقین ہی کہ ہمیشہ کھڑا رہیگا *

حق پسند اور معقول آدمی اگر کسی چیز کی مخالفت بھی کرتے ہیں تو سوچ سمجھ کر کرتے ہیں وہ ہمیشہ اصول کے مطابق چلتے ہیں۔ ہر ایک امر کی تحقیقات باقاعدہ طور سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں محض ہوائی اور خیالی باتوں کی بنا پر اُس سے انکار نہیں کردیتے کسی واقعہ کو محض اس وجہ سے کہ وہ عام تجربہ یا قانون قدرت کے خلاف ہی رد کردینا حق پسندی نہیں ہی بلکہ پہلے یہہ دیکھ لینا ضروری ہی کہ آیا جو شہادت کسی واقعہ کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہی کافی ہی یا نہیں۔ اگر شہادت کافی ہی تو اُس کے بعد یہہ دیکھ سکتے ہیں کہ آیا یہہ واقعہ جو خلاف معمول معلوم ہوتا ہی اُس کی تشریح کسی اور طرح سے ہوسکتی ہی یا نہیں *

اِس زمانہ میں بہت سی چھان بین کرنے اور تاریخی اصولوں کے مطابق پرکھنے کے بعد اس امر کو عموماً تمام معقول پسند اہل الرائے تسلیم کرچکے ہیں کہ کتب عہد جدید بدیں مصنفوں کی شہادت اُن واقعات کے متعلق جو اُنہوں نے خود دیکھے یا دیکھنے والوں سے سنکر لکھے قابل تسلیم ہی۔ اِس سے کچھ بحث نہیں کہ آیا وہ کتابیں جن اشخاص کے نام سے منسوب ہیں درحقیقت اُنہیں کی لکھی ہوئی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ وہ مسیح کی وفات کے بعد ۲۰ سال سے لیکر پچاس یا ساٹھ سال کے اندر لکھی گئی ہیں اور دوسری صدی کی کلیسیا شروع

سے اپنے بزرگوں کی شہادت پر جو خود رسولوں کے دیکھنے والے تھے برابر مانتی چلی آئی ہے۔ اور اِس لئے وہ واقعات جن کا اُن میں ذکر ہے ایک معتبر شہادت کے ذریعہ سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکے ہیں خود رینین اور سٹراؤس بھی ان میں سے کئی کتابوں کی صحت کو تسلیم کر چکے ہیں اور اِن کتابوں کے مضامین سے بھی مسیح کی زندگی کے اکثر واقعات رسولوں اور ابتدائی مسیحیوں کے عقاید اور خاصکر مسئلہ قیامت مسیح کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ اگر ان اصحاب کو اعتراض ہے تو اس بات پر کہ یہہ واقعات خلاف قانون قدرت ہیں اور اِس لئے اُن کا واقعہ ہونا ناممکن ہے اور اسی بنا پر وہ رسولوں کی شہادت کی صحت کو قبول کرکے طرح طرح سے اُن کے بیانات کی غلطی کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ انہوں نے رویا دیکھی۔ کبھی یہہ کہ اُن کے حواس نے اُنہیں دھوکا دیا۔ الغرض اسی قسم کی تعبیروں سے یہہ کوشش کرتے ہیں کہ ان واقعات کو کسی نہ کسی طرح قوانین قدرت کی تحت میں لاسکیں +

ہم کو اس مقام پر اُن کے خیالات سے بحث نہیں۔ ہم اس وقت صرف اتنا جتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے معترضین جو اس واقع یعنے قیامت مسیح کی صحت و درستی سے انکار کرتے ہیں انہیں پہلے اِس امر کا فی اور قابل تسلیم دلایل کی بنا پر فیصلہ کر لینا چاہئے کہ آیا وہ مسیحی نوشتوں کی تاریخی شہادت کو قبول کرنے کو تیار ہیں یا نہیں۔ اِس کے بعد اُن واقعات کے سقم یا غلط فہمی کی نسبت بحث ہو سکتی ہے +

اہل اسلام کے پاس اس تاریخی شہادت سے بھی بڑھکر ایک اور بڑی شہادت کتب مقدسہ کی صحت کے بارے میں موجود ہے اور یہہ خود اُن کی الہامی کتاب یعنی قرآن ہے۔ بعض مسلمان علما خواہ کتنا ہی شور مچائیں اور یہہ کہیں کہ موجودہ مسیحی کتب مقدسہ محرف ہو چکی ہیں یا یہہ وہ کتابیں نہیں ہیں جو دراصل انجیل و توراة و زبور کے نام سے انبیا و حواریوں پر نازل ہوئی تھیں مگر قرآن یا صحیح حدیث یا مستند تفسیروں سے اس امر کی کچھہ بھی تائید نہیں ہوتی قرآن اپنے کو مصدقاً لما بین یدیہ (یعنے تصدیق کرنے والا اُن کتابوں کی جو اُن کے یعنے یہود و نصاریٰ کے ہاتھہ میں ہیں)، کے معزز لقب سے یاد کرتا ہے۔ اور کوئی فضول تاویل اِس

شہادت کو کمزور نہیں کرسکتی[1]+

ہمیں یقین ہی کہ معترضین کو سوائے اسکے کوئی چارہ نہیں کہ کم سے کم مسیحی کتب مقدسہ کی تاریخی شہادت کو تسلیم کرلیں۔ جب یورپ کے محققین اصلی زبانوں یعنی یونانی و عبرانی سے کامل واقفیت رکھنے اور تمام تاریخی دفتروں پر عبور کرنے کے باوجود اس بات کو تسلیم کرچکے ہیں۔ تو اور کون انکار کرسکتا ہی+

ہم اب بعض ان دلائل پر بحث کرینگے جو مسیح کی قیامت کو غیر واقعی ثابت کرنے کے متعلق پیش کی جاتی ہیں+

کوئی شخص جس نے مسیحی مذہب کی ابتدا اور اُس کی تاریخ پر غور کیا ہو اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ یسوع مسیح کے صلیب دئے جانے کے بعد ضرور کوئی ایسی بات واقع ہوئی جس سے رسولوں اور اُن کے ہمراہیوں کو یہہ یقین پیدا ہوا کہ خداوند یسوع مسیح ضرور جی اُٹھا ہی۔ یہی ایک بات ہی جس نے اُن کی مرجھائی ہوئی اُمیدوں کو پھر ہرا کیا اور گویا مسیحی مذہب کے دُنیا میں قائم ہونے کا باعث ٹھیری۔ معترضین کو بھی تاریخی واقعات پر بہت سی جرح قدح اور غور و فکر کرنے کے بعد آخرکار اس قسم کے واقعہ کے وقوعہ کو ماننا پڑا ہی+

لیکن یہہ واقعہ در اصل کیا تھا؟ کیا مسیح صلیب پر مرا نہیں بلکہ زندہ اُتارا گیا؟ کیا رسولوں نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ایک بات بنالی؟ یا کیا انہوں نے خود دھوکا کھایا؟ کیا اُن کے حواس نے اُنہیں دھوکا دیا اور جب وہ سمجھتے تھے کہ وہ ایک شخص مجسم کو دیکھتے ہیں

[1] سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی نے اپنی کتاب موسومہ شہادت قرآنی برکتب ربانی میں قرآن کی تمام آیات جن میں کتب مقدسہ یہود و نصاریٰ کا ذکر ہوا ایک جگہہ مع ترجمہ کے جمع کی ہیں اسکے علاوہ منار الحق میں بھی قرآن کے اس مضمون کی بہت سی آیتوں کو مع اقتباس از تفسیرات مثل رازی و بیضاوی و جلالین وغیرہ درج کیا ہی جس سے حق پسند انسان کے دل میں کچھہ شبہہ باقی نہیں رہتا کہ کتب مقدسہ کی تحریف و تنسیخ کا دعویٰ محض غلط اور بے بنیاد ہی یہہ کتابیں ۸ روپیہ قیمت پر پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور سے مل سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ دیکھو تبیین الکلام مؤلفہ سر سید احمد خان صاحب+

درحقیقت ایک رویا یا مثالی صورت کو دیکھتے تھے ؟ اس قسم کے سوالات معترضین کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی سمجھ کے موافق ان میں سے کسی ایک یا دو وجوہات کو فرض کر کے اس عظیم الشان واقعہ کی صحت سے انکار کرنے کا حیلہ ڈھونڈھتا ہے۔

بعض اشخاص کا خیال ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں بلکہ مردہ سا ہو گیا اور جب قبر میں رکھا گیا تو کچھ دیر کے بعد ہوش میں آ گیا۔ اس کی تائید میں وہ یہہ کہتے ہیں کہ صلیب پر موت جلد واقع نہیں ہوتی بعض اوقات آدمی کئی کئی دن تک لٹکے رہتے ہیں مسیح کے ہمراہ جو چور تھے اُن کی ٹانگیں توڑ کر اُن کو ہلاک کیا گیا مگر مسیح کے ساتھ اس قسم کا سلوک نہیں ہوا۔

برچھی کے پہلو میں لگنے کی صرف ایک انجیل نویس شہادت دیتا ہے۔ اُس پر بہت لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ صلیب پر سے اُتارنے کے بعد اور علاج کرنے سے بعض آدمی پھر صحیح و تندرست ہو گئے۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ مسیح بھی جو چند گھنٹوں کے بعد صلیب پر سے اُتارا گیا اور اُس کی ٹانگیں بھی توڑی نہیں گئیں قبر میں رکھے جانے کے بعد ہوش میں آ گیا ہو گا۔

اگرچہ ان معترضین کے خلاف مسیح کی موت کے ثبوت میں کئی ایک دلائل پیش کی جا سکتی ہیں مگر ہم اسوقت اُن پر بحث نہیں کرتے ہم فقط یہہ سوال کرتے ہیں کہ اگر آپکے خیال کے مطابق مسیح صلیب پر سے زندہ اُتارا گیا تو پھر کیا ہوا ؟ کیا وہ خود اُٹھکر کہیں چلا گیا ؟ یہہ تو ہرگز ممکن نہیں ہو سکتی کیونکہ جو شخص چھہ گھنٹے تک صلیب پر لٹکا رہا جس کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونکی گئیں جس کا پہلو برچھی سے چھیدا گیا (جس کی صحت کی انجیل نویس بڑے زور سے چشم دید شہادت دیتا ہے اور اس لئے اُس سے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں) تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ اسقدر جلد اپنے آپ اُٹھکر چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔

کس طرح ممکن ہے کہ ایک بیمار اور زخمی شخص اسقدر جلد اپنے زخموں سے شفا یاب ہو گیا ایسا ہوا تو یہہ بھی جی اُٹھنے کے معجزہ سے کچھ کم نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ہمارے ملک کے ایک شیخ چلّی نے حال ہی میں ایک مرہم حواریین کا اشتہار دیا ہے جس

نسبت بیان کیا ہی کہ وہ مرہم الہام کے ذریعہ سے حواریوں پر ظاہر کی گئی تھی اور اُس کے استعمال سے یسوع مسیح کے زخم فی الفور بھر گئے اور جسم میں طاقت آگئی جس سے وہ بآسانی چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے بلکہ کشمیر تک سفر کر کے اور وہاں بہت سے سال زندہ رہکر وفات پا گئے مگر جب تک وہ خود یا اُسکا کوئی شاگرد صلیب پر چڑھ کر پھر اُسی مرہم کے استعمال سے شفا پا کر نہ دکھائے کوئی شخص اس امر پر اعتبار نہیں کرسکتا۔ باقی رہی کشمیر میں آکر رہنے کی بات۔ سو اوّل تو اسکا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں۔ دوم اس سے خداوند مسیح کو گویا دنیا کی فریب دہی میں حواریوں کا شریک سمجھنا پڑیگا۔ کہ باوجود صفحہ زمین پر موجود ہونے اور حواریوں کی اس غلط بیانی سے واقف ہونے کے (جس سے ناواقف رہنا اُن کے لئے ناممکن تھا) پھر بھی اُنہوں نے اس فریب کا پردہ پھاڑنے میں اُنگلی تک نہ ہلائی +

توکیا کوئی اور شخص اُسے اُٹھا کر لے گیا؟ دشمنوں سے تو یہہ اُمید ہرگز نہیں ہوسکتی۔ تو کیا اُس کے شاگرد اُٹھا کر لے گئے؟ جیسا اُس زمانے میں بھی یہودیوں نے مشہور کر رکھا تھا۔ دیکھو متی ۲۸: ۱۵) اور اس طور سے اُنہوں نے دنیا کو دھوکا دیا۔ مگر کیا یہہ قرین قیاس ہی کہ ایک ایسے امر کے واسطے اسقدر آدمی باہم ملکر لوگوں کی فریب دہی پر آمادہ ہوں۔ خاصکر ایسے امر کے واسطے جس میں اُن کو کوئی ذاتی منفعت نہ ہو۔ بلکہ اس اقرار کے لئے بعد ازاں اپنی جان بھی دینی پڑے۔ کیا یہہ اُمید ہوسکتی ہی کہ جو لوگ اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی۔ راستبازی گناہوں کی معافی اور خدا کی بادشاہت کی منادی کرنے کو نکلے اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو ایک روحانی قانون کے تابع کردیا۔ اُنکی اس ساری پاک گرمجوشی اور الٰہی تعلیم کی بنا ایک دروغ پر تھی؟ اور پھر اس دروغ نے ایسا فروغ پایا کہ اُسکا بھید کھولنے والا کوئی بھی نہ ملا +

یہہ دلائل ایسے کمزور بلکہ لچر ہیں کہ یورپ کے محققین اور معقول پسند معترضین میں سے اب کوئی بھی اس قسم کے گمان کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ بلکہ ایک طرح سے باتفاق رائے سب نے اس امر کا اقرار کرلیا ہی کہ خواہ مسیح جی اُٹھا یا نہیں جی اُٹھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ صلیب پر مارا گیا اور دفن ہو گیا +

لیکن پھر اس جی اُٹھنے کی اصل کیا ہے؟ مُردوں میں سے جی اُٹھنا ناممکن ہے۔ قانون
قدرت کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہوا ہے نہ ہوتا ہے۔ رسولوں کی حالت اور اُن کی راستی پسند طبیعت
سے یہہ امید نہیں ہوسکتی کہ اُنہوں نے ساری دنیا کو دھوکا دینے پر کمر باندھ رکھی ہو۔ تو پھر کیا
بات ہے؟ یقیناً اُنہوں نے کسی نہ کسی طرح دھوکا کھایا ہے۔ یہہ بات اہلِ علم کے نزدیک پایۂ ثبوت
کو پہنچ چکی ہے۔ کہ بعض حالتوں میں جب طبیعت ایک خاص غم یا اضطراب کی حالت میں ہو
تو قوت متخیلہ طرح طرح کی صورتیں پیش کردیا کرتی ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ وہ ایک مجسم چیز یا شخص کو دیکھتا
ہے مگر درحقیقت یہہ سب اُسکا وہم و خیال ہوتا ہے۔ ہو نہ ہو رسولوں نے بھی اسی طرح دھوکا کھایا
غم کی کثرت اور اُستاد کی محبت کے جوش میں وہ اس قدر بیتاب ہو رہے تھے کہ آخر کار جس چیز
کی تصویر اُن کے ذہنوں میں تھی وہی اُن کے سامنے آموجود ہوئی ؛

سرسری طور پر نظر کرنے سے یہہ دلیل معقول معلوم ہوتی ہے اور ایک حق پسند آدمی اُسے
ماننے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر جب واقعات پر نظر کرتے ہیں تو اُسکا ماننا نہایت مشکل معلوم ہوتا
ہے۔ انجیل کے بیانات سے یہہ تو صاف ظاہر ہے کہ رسول اس امر کے لئے تیار نہیں تھے مسیح کی
وفات کے ساتھ اُن کی امیدوں کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اگرچہ مسیح اپنی زندگی میں اُن سے
کبھی کبھی اپنی آئندہ صلیبی موت اور جی اُٹھنے کا ذکر کرتا رہا تھا مگر وہ نہ اُس وقت اس بات
کو سمجھتے تھے نہ اب اُن کے خیال میں آتی تھی۔ مگر اس وقت وہ اس امر کو بالکل بھول گئے تھے
اور غم کے سوا کوئی چیز اُن کی یار و دمساز نہ تھی۔ بلکہ جب مریم مگدلینی نے آکر اس امر کی خبر دی کہ
اُس نے خداوند کو دیکھا ہے تو اُنہیں بالکل یقین نہ آیا اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس امر کے لئے
تیار نہ تھے۔ اور اس لئے اُن کی قوت واہمہ کو اس قسم کی شکلوں کے پیدا کرنیکا بہت کم موقعہ تھا
مگر شاید خود خدا نے ان رسولوں کی تسلّی کے لئے ایسا انتظام کیا تھا کہ خداوند یسوع
مسیح اپنی مثالی یا روحانی صورت میں شاگردوں پر ظاہر ہو کر اُن کو تسلّی دے مگر کیا اس
قسم کی تسلّی کا یہہ نتیجہ ہونا چاہئے کہ اُنہیں ہمیشہ کے لئے ایک قسم کے دھوکے اور فریب کا شکار
کر دیا جائے جب پہلے پہل خداوند ظاہر ہوا تو طبعاً شاگردوں کو یہہ خیال گذرا کہ وہ فقط ایک

روح کو دیکھتے ہیں۔ مگر وہ شخص یا صورت وہی جو اُن کے سامنے نمودار ہوئے اِس قسم کے گمان کو ہرگز قبول نہ کرتی تھی۔ بلکہ بار بار لکھا ہے کہ خداوند یسوع نے شاگردوں کے اِس قسم کے شبہ کو طرح طرح کی دلیلوں اور ثبوتوں سے رفع کرنے کی کوشش کی۔ اُنہیں چھوا۔ زخم دکھائے اُن سے بات چیت کی۔ اُن کے ہاتھ سے لیکر کھایا۔ اپنے ہاتھ سے اُنہیں کھانے کو دیا۔ غرضکہ پانچوں حواس یعنے سامعہ۔ لامسہ۔ ناطقہ۔ شامہ اور ذائقہ سے نہیں بلکہ چھٹی حس یعنی تیقن باطن سے بھی اِس امر کو ثابت کر دیا کہ وہ محض ایک روح یا خیالی صورت نہیں بلکہ ایک مجسم شخص کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں*

پھر اگر اسے قوت واہمہ کی غلطی تصور کریں تو دنیا میں یہہ ایک عجیب قسم کی غلطی ہوگی ایک دو نے نہیں درجنوں نے نہیں بلکہ سینکڑوں آدمیوں نے ایک دفعہ نہیں بلکہ پے درپے کئی دفعہ دھوکا کھایا۔ اس قسم کا واقعہ یقیناً دنیا میں ایک نادر واقعہ ہوگا اور پھر اس قسم کے دھوکے یا غلط فہمی کی بنیاد بھی خود خداوند یسوع مسیح ٹھیرینگے کہ اُنہوں نے باوجود اِس کے کہ شاگردوں نے اُنہیں محض روح سمجھا پھر بھی اُنہیں یقین دلاکر کہ وہ مجسم شخص ہیں۔ اُنہیں ہمیشہ کے لئے دھوکے میں ڈالدیا۔ مگر یہہ بات اُن کی ذات سے بعید ہے اور اسلئے رویا کے ماننے والوں کے پاس کوئی معقول دلیل اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہیں۔ برخلاف اس کے جو اعتراض اُن کے اس زعم باطل پر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ایسے سخت ہیں کہ اُنکا تسلی بخش جواب ابتک نہیں دیا گیا[۱۵]*

الغرض ان تمام اور اسی قسم کی دیگر دلائل پر غور کرکے جو معترضین مسیح کے جی اُٹھنے کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں آخرکار یکے بعد دیگرے سب کو رد کرنا پڑتا ہے اور سوائے اس کے کہ انجیل نویسوں کے بیان کو مان لیں اور کوئی چارہ نہیں۔ یوروپ کے معترضین کے ان

---

[۱۵] اس امر کا ابتک کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا کہ اگر بالفرض یسوع مسیح کی یہہ محض خیالی صورت نظر آتی تھی تو اُنکی لاش کہاں ہوئی۔ بلاشبہ وہ قبر میں نہ تھی۔ اگر دشمن لے گئے تو رسولوں کے دعوے جھٹلانے کے لئے پیش کیوں نہیں کی گئی۔ اور اگر دوست لے گئے۔ تو اُنہوں نے دنیا کو دھوکا دیا جسکی اُن سے امید نہیں ہوسکتی*

سب اعتراضات کی بنا اس امر پر ہے کہ وہ فوق القدرت ظہورات سے منکر ہیں اور وہ معجزات و دیگر ایسے واقعات کو قبول نہیں کرتے۔ اسلئے وہ ہر ایک واقعہ کو معلومہ قوانین قدرت کے تحت میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندوؤں یا مسلمانوں کو ان یورپین یا ایشیائی ملحدوں کے دلائل سے کام لینے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس قسم کے عجائبات ظاہر کرسکتا ہے اور کرتا ہے جو انسان کی عقل اور موجودہ تحقیقات و تجربہ سے کہیں بڑھکر ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بہت سے عجائبات یا معجزات کو تو مان لیں اور باقیوں سے تسلی بخش شہادت و تاریخی ثبوت کے ہوتے ہوئے انکار کردیں +

ہم نہیں کہہ سکتے کہ اہل اسلام کس منہہ سے خداوند یسوع مسیح کے خلاف معمول بن باپ پیدا ہونے کو مان کر اس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے مسئلہ سے انکار کرسکتے ہیں۔ جو شخص خلاف طریق مستمرہ دنیا میں آیا اگر وہ خلاف معمول طریق پر اس دنیا سے اُٹھا یا جائے تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ جو لوگ اس امر سے انکار کرتے ہیں اُن کے حق میں یہی مثال صادق آئیگی کہ وہ مچھر کو چھانتے مگر اونٹ کو نگل جاتے ہیں۔ سر سید احمد خان صاحب یورپین ملحدوں کی پیروی کرکے قرآن سے بلکہ تمام ادیان سے تمام معجزات اور بالائی قدرت امور کو نکال پھینکنے کی خواہ کتنی ہی کوشش کریں لیکن جو لوگ قرآن کو اُس کے ظاہری معنوں اور روایات قدیمہ سے ملا کر پڑھتے ہیں وہ کبھی اپنے دین کی اصولی باتوں سے منکر ہوئے بغیر معجزات کی حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتے۔

قرآن کی تعلیم قیامت مسیح کے بارے میں کیا ہے؟ اس امر کی تحقیقات فائدہ سے خالی نہ ہوگی ہم عام طور پر محمدیوں کے خیالات سے واقف ہیں جو وہ خداوند یسوع مسیح کی نسبت رکھتے ہیں۔ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے بچپن سے لیکر زندگی بھر طرح طرح کے معجزات اُن کے ہاتھ سے وقوع میں آتے رہے مثلاً جانوروں کا خلق کرنا۔ مائدہ کا آسمان سے نازل کرنا۔ اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔ مُردوں کا زندہ کرنا۔ آخر وہ عجیب طور پر زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اس وقت بھی فلک چہارم پر زندہ موجود ہیں وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور وہ اور اُن کی

والدہ مریم صدیقہ گناہ سے پاک ہیں "

ان امور پر جنکا اوپر ذکر ہوا سب کا اتفاق ہی اور ہمیشہ سے اتفاق رہا ہی جیسا کہ تفاسیر وکتب حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہی - صرف اس زمانہ میں دو آوازیں اس عام عقیدہ کے خلاف بلند کی گئی ہیں - ایک تو مغربی علوم کی بنا پر جو ہر ایک قسم کے معجزے وخرق عادت سے منکر ہی جسکے موئد سر سید احمد خان صاحب تھے مگر اُنہوں نے نہ صرف خداوند مسیح کے متعلق معجزانہ باتوں سے انکار کیا تھا بلکہ ہر قسم کے معجزے سے اور اُنکی غرض یہہ تھی کہ اسلام کو ہر قسم کے فوق القدرت امور سے صاف کر کے مغربی سائنس کے شیدا نوجوانوں کو ٹھیٹھ دہریہ پن سے بچایا جائے اور اُن کے لئے گویا قدیمی اسلام کے - جو اُن کے خیال کے مطابق توہمات باطلہ سے پُر ہی اور دہریہ پن کے درمیان ایک درمیانی مقام تعمیر کر دیں جہاں وہ آرام کر سکیں *

دوسرے صاحب مرزا غلام احمد قادیانی ہیں - وہ مُدعی سُست گواہ چست ،، کے اصول پر عمل کر کے حتی الامکان خداوند مسیح کی عظمت میں سے کم کر کے محمد صاحب کی جا یوں کہو کہ اپنی عظمت کو دوبالا کرنا چاہتے ہیں - اُن کے خیال کے مطابق (اور یہہ بالکل سچ بھی ہی) خداوند مسیح کی نسبت خلق طیر اور احیائے موتی اور زندہ آسمان پر موجود ہونے کا اعتقاد رکھنا اُنہیں نہ صرف محمد صاحب و دیگر انبیائے سابقہ پر فوقیت بخشتا ہی - بلکہ ایک طرح سے اُن کی الوہیت کو تسلیم کر لینا ہی *

مگر اس قسم کے گواہوں کی شہادت کسی عدالت میں تسلیم نہیں ہو سکتی - کیونکہ وہ ایک اصول اپنے ذہن میں پہلے قائم کر کے پھر دیگر آیات و روایات کو کھینچ تان کر اُس کے موافق و موئد بنانے کی کوشش کرتے ہیں - ہم ایسے صاحب سے کبھی اس امر کی امید نہیں کر سکتے کہ وہ حق بات کو ظاہر کرینگے یا اگر وہ اُن پر ظاہر ہو جائے تو اُسکے ماننے کو تیار ہونگے - اُن کی حالت یورپ کے دہریوں سے بالکل مشابہ ہی جیسا اُنہوں نے پہلے سے ٹھان رکھا ہی کہ معجزہ خلاف قدرت ہی اور اس لئے اُسکا واقع ہونا محال ہی اور کسی قسم کی شہادت اُن کو معجزہ کی صحت و واقعیت کا یقین نہیں دلا سکتی - اسی طرح ان صاحب نے اپنے ذہن میں خاص خاص اصول مقرر کر رکھے

ہیں۔ اور پھر اگر خود خدا بھی آ کر اُنہیں سمجھائے وہ اس امر کو ماننے والے نہیں +

مگر خود قرآن مسیح کے حق میں کیا کہتا ہی؟ اور اس امر کا معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کیونکہ قرآن نہ صرف توراۃ و زبور و انجیل و صحف انبیا کو منزل من اللہ تسلیم کرتا ہی بلکہ اپنے کو ’’مصدقاً لما بین یدیہ‘‘ کا لقب دیتا ہی۔ اسکی شہادت خاصکر اہل اسلام کے قائل کرنے کے لئے مفید ہوگی۔ بلکہ ایک طرح سے خود قرآن کی راست بیانی کی بھی موید ہوگی۔ کیونکہ اگر کسی امر میں قرآن کتب مقدسہ سے اختلاف کریگا تو ایسا اختلاف خود اُس کے اپنے حق میں مضر ہوگا۔ اس لئے اگر ہم حسن ظن کے اصول پر عمل کرکے جہاں کہیں اُس میں اور کتب مقدسہ کے بیان میں اختلاف پائیں اور تاویل جائز کے ذریعہ سے اُس کے بیانات کو کتب مقدسہ سے تطبیق دینے کی کوشش کریں تو ہمارا یہہ طریق نہ صرف جائز بلکہ قابل تعریف ٹھہریگا +

جو عقائد اہل اسلام مسیح کی نسبت رکھتے ہیں اور جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ قرآن کی تعلیم سے لفظی و معنوی مطابقت رکھتے ہیں۔ اگرچہ اُن میں سے کئی ایک بیانات انجیل میں نہیں پائے جاتے۔ مثلاً تکلم فی المہد (یعنے گہوارے میں بات چیت کرنا) خلق طیر وغیرہ وغیرہ۔ تو ہمارے دل میں اس سے کچھہ تعجب و اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب ہم اُس زمانہ کے یہودیوں اور مسیحیوں کی حالت پر خاصکر جو عرب میں آباد تھے۔ نظر کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن میں کتب مقدسہ کے علاوہ اور کئی ایک کتابیں تھیں جن میں اس قسم کی عجیب و غریب حکایتیں مندرج تھیں۔ یہہ کتابیں اگرچہ علما کے درمیان مستند نہیں سمجھی جاتی تھیں مگر عوام الناس اُن کو بڑی دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ محمد صاحب نے جو شاید کتب مقدسہ سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اُن کی واقفیت زیادہ تر اہل کتاب یعنے یہود و نصاری کی سُنی سُنائی باتوں پر موقوف تھی۔ کچھہ تعجب نہیں کہ اس قسم کی روایات کو سُنکر اُنہیں صحیح سمجھہ لیا اور اس طور سے قرآن میں اُن کو داخل کرلیا۔ مگر ہمیں اس سے کچھہ اعتراض نہیں۔ کیونکہ اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہی کہ محمد صاحب نہ صرف کتب مقدسہ کی تصدیق کرتے تھے بلکہ اہل کتاب کی روایات اور عام قصہ کہانیوں کو بھی ماننے کو تیار تھے +

لیکن ہم کو اس وقت قیامت مسیح کے مسئلہ سے بحث ہے۔ مگر مسلمان عموماً اس کو نہیں مانتے کیونکہ وہ مسیح کی وفات سے منکر ہیں۔ وہ صعود مسیح کے قایل ہیں۔ مگر وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیح بغیر مرنے کے زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ مگر کیا قرآن اُن کے اِس اعتقاد کی تائید کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جیساکہ مفصلۂ ذیل آیات سے ظاہر ہے+

۱۔ اذ قال الله یا عیسےٰ انیّ متوفیك ورافعك اِلیّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الّذين كفروا الی يوم القيامة۔ آل عمران ۲ رکوع

ترجمہ۔ جب کہا اللہ نے۔ اے عیسیٰ تحقیق میں تجھ کو پھیرلونگا (وفات دونگا) اور اُٹھالونگا اپنی طرف اور پاک کرونگا کافروں سے اور رکھونگا تیرے تابعوں کو اوپر منکروں کے قیامت کے دن تک+

۲۔ ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربیّ وربكم وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتنی كنت انت الرقيب عليهم۔ مائدہ ۱۶ رکوع

ترجمہ۔ (حضرت عیسیٰ خداتعالیٰ کو جواب میں کہینگے) میں نے نہیں کہا اُن کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں اُن سے خبردار تھا جب تک اُن میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا (وفات دی) تو تو ہی تھا خبر رکھتا اُن کی+

۳۔ واوصٰنی بالصلوٰة والزكوٰة ما دمت حيًّا وبرًّا بوالدتی ولم يجعلنی جبارًا شقيا۔ والسلام علےٰ يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيًّا۔ مریم رکوع ۲۔

ترجمہ (حضرت عیسیٰ نے کہا) اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن کھڑا ہوں جی کر+

۴۔ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسےٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الّذين اختلفوا فيه لفی شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينًا بل رفعه الله اليه۔ نسا۔ رکوع ۲۲

ترجمہ اور (یہودیوں کے) اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا

اللہ کا اور اُنہوں نے اُسکو مارا نہیں اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی اُن کے آگے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں۔ کچھ نہیں اُن کو اُس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا۔ اور اُنہوں نے اُسکو مارا نہیں بیشک۔ بلکہ اُس کو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف

پہلے دو آیتوں میں مسیح کے حق میں لفظ متوفیک یا توفیتنی استعمال ہوا جسکے معنے قرآن کے محاورہ[۵] کے بموجب وفات دینے یا مارنے کے ہیں۔ یہاں مفسرین کو سخت مشکل پیش آئی کیونکہ اُنہوں نے پہلے ہی سے اپنے ذہن میں ٹھیرا لیا تھا کہ مسیح مرے نہیں بلکہ زندہ آسمان پر چڑھائے گئے اور شاید اس قسم کے خیال کے لئے کسی حد تک آیت نمبر ۴ جوابدہ ہو۔ اس لئے اُنہوں نے طرح طرح سے اس کی تاویل شروع کی۔ آیت ۳ میں صاف لفظ اموت واقع ہوا جسکے معنوں میں کسی کو کلام نہیں +

ہو جو لچر تاویلات مفسروں نے لفظ توفی کے معنوں کی کی ہیں وہ اس قابل نہیں کہ اُن کا یہاں ذکر کیا جائے۔ ایک کہتا ہو اسکے معنے بھر جانے یا پورا ہونے کے ہیں۔ دوسرا کہتا ہو اسکے معنے نیند ہیں کہ خدا تعالی نے حضرت کو آسمان کی طرف اُٹھانے سے پہلے اُنکو سلا دیا۔ مگر ان میں سے بھی بعض ایسے ہیں جنکو لفظ توفی کے اصلی معنی ماننے کے بغیر چارہ نہیں اور اُنہوں نے بعض روایتیں نقل کر کے پیچھا چھڑایا ہو کہ مسیح تین گھڑی یا سات گھڑی بلکہ ایک روایت کے مطابق تین دن تک مرے رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لفظ متوفیک و رافعک کی ترتیب ٹھیک نہیں۔ بلکہ رافعک و متوفیک چاہیئے۔ یعنے اُسوقت آسمان پر اُٹھا لیا اور بعد کو جب وہ دوبارہ زمین پر آئینگے تو اُس وقت وفات پائینگے جس شخص کو اُنکا اصل بیان

---

[۵] سرسید احمد خان نے تفسیر قرآن جلد ۲ میں وفات مسیح پر لکھتے ہوئے لفظ توفی کے معنوں پر بحث کی ہو اور ثابت کیا ہو کہ اس کے معنے مارنا یا وفات دینا ہو۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جنہیں اپنی عربی دانی میں فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوی ہو اپنی کتاب ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۳۳۰ پر قرآن کے ۲۳ مقاموں کا حوالہ دیکر یہ ثابت کر دیا ہو کہ یہ لفظ مختلف صیغوں میں موت اور قبض روح کے معنوں میں استعمال ہوا ہو +

دیکھنے کا شوق ہو۔ وہ مذکورہ بالا آیات کی تحت میں تفسیر کبیر۔ بیضاوی یا اردو زبان میں ترجمان
القرآن یا دیگر تفاسیر کا مطالعہ کر سکتے ہیں +

اب جو شخص محض سرسری طور پر بھی آیات مذکورہ بالا کے مضامین و معانی پر غور کریگا
اُسے صاف معلوم ہو گا کہ ان آیات سے مسیح کا مرنا (متوفیک و توفیتنی و اموت) جی اُٹھنا (ابعث
حیاً) آسمان پر اُٹھایا جانا (رافعک الی۔ رفعہ اللہ الیہ) لفظی طور پر صاف پایا جاتا ہی اور اگر
چوتھی آیت قرآن میں موجود نہ ہوتی تو شاید مسلمانوں کو مسیح کے صلیب دئے جانے سے بھی
انکار کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہتی اور نہ لفظ توفیتنی کی باطل تاویلیں کرنے کی ضرورت
پڑتی۔ اور اگر سچ پوچھو تو شاید یہی ایک آیت ہی جس نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان
اس مسئلے کے بارے میں اس قدر اختلاف پیدا کر رکھا ہی اور موخرالذکر کو مجبور ہو کر یہہ کہنا پڑتا
ہی کہ قرآن کا یہہ دعوی کہ وہ مصدق لما بین یدیہ ہی غلط ہی۔ کیونکہ وہ ایک ایسے بین اور اہم
امر میں کتب مقدسہ کی مخالفت کرتا ہی +

مگر کیا اس آیت کے معنے صاف صاف مسیح کی صلیب کی تردید کرتے ہیں۔ ہمارا حسن
ظن ہمیں اس بات پر مجبور کرتا ہی کہ کوئی ایسی سبیل ڈھونڈھیں جس سے اس مسئلہ میں قرآن
اور کتب مقدسہ کی تطبیق ممکن ہو۔ زمانہ حال کے مسلمان علما اس امر میں کسی حد تک ہماری
مدد کرتے ہیں۔ اور اُن کی دلیری کو دیکھ کر ہمیں بھی حوصلہ پیدا ہوتا ہی کہ اس قسم کی سبیل آخر کار
نکلنی ممکن ہی۔ کیا تو زمانہ قدیم کے علما تھے جو صلیب کے نام سے کوسوں دور بھاگتے تھے اور
اس آیت کی بنا پر کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ یہ سمجھتے تھے کہ قرآن بالصراحت مسیح کے صلیب
دئے جانے کی تردید کرتا ہی۔ کیا زمانہ حال کے مولوی ہیں جو اُن کی نسبت ذرا زیادہ معقول
پسند ہیں اور تاریخی ضرورتوں کے لحاظ سے آخر کار اس امر کو تسلیم کر گئے ہیں کہ اس میں کچھ شک
نہیں کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا۔ مگر وہ صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے۔
قدیمی عالموں کو صلیب کے انکار کی وجہ سے شبہ لہم کے عجیب عجیب مہمل تاویلیں گھڑنی پڑتی

۱؎ چونکہ مفسرین قرآن کے لفظی معنوں کی رو سے یہہ مان نہیں سکتے تھے کہ مسیح صلیب دیا گیا اور ساتھ ہی

تھیں۔ زمانہ حال میں سر سید احمد نے مغربی دہریوں کی پیروی میں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح کی کسرِ شان کی غرض سے فقط یہہ کہکر خلاصی کی کہ شبہ لہم کے معنے مشابہت بالموت ہیں یعنے یہہ کہ صلیب پر چڑھنے کے بعد موت کی سی حالت ہوگئی جس سے دیکھنے والوں نے سمجھا کہ وہ درحقیقت مر گئے ہیں۔ مگر وہ درحقیقت مرے نہیں تھے اور قبر میں رکھے جانے کے بعد وہ پھر جی اُٹھے اور بعد ازاں اُٹھکر کہیں چلے گئے۔ اس خیال کی بطالت ہم ظاہر کر چکے ہیں۔ مگر اسوقت صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی تاویل کرنے والے قرآن و اسلام کے نادان دوست ہیں۔ کیونکہ جس قدر وہ قرآن کے بیانات کو کتب مقدسہ کے بیانات کے متضاد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُسی قدر وہ گویا قرآن کے دعوی مصدقاً لما بین یدیہ کی تردید کرتے اور اُسے خلاف بیانی کا مجرم ٹھیراتے ہیں +

پس کیا علمائے جدید اور کیا علمائے قدیم دونوں اس امر کے قائل ہیں کہ کوئی شخص یا تو خود مسیح یا کوئی شخص جو اُس کے مشابہ تھا صلیب پر چڑھایا گیا اور اِس لئے ماصلبوہ سے کلیتاً انکا رِصلیب ثابت نہیں ہوتا۔ دوسرا بیان بالکل لچر ہے اور اس لئے اُسپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اول الذکر قول مسیح کے صلیب دئے جانے کو تسلیم کرتا ہے مگر اُس کے صلیب پر مرنے سے انکار کرتا ہے۔ مگر کیا قرآن کی اس آیت کی کوئی اور تاویل کرنے کی گنجائش نہیں میرے خیال میں ہے اور ایسی کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ یعنے کتاب مقدسہ کے ساتھ تطبیق بھی ہو جائے اور آیت کو توڑنا مروڑنا بھی نہ پڑے +

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳۔ اس امر سے بھی انکار نہیں کرسکتے تھے کہ مسیح صلیب پر نہیں چڑھایا گیا۔ کیونکہ یہودی اس امر کی پختہ شہادت رکھتے تھے تو آخر کار اُنکو یہہ بات گھڑنی پڑی کہ یا تو خدا تعالیٰ نے خود مسیح کی شبیہ یہودا یا اُسکے کسی دشمن پر ڈالدی یا مسیح کے کہنے سے اُسکے ایک شاگرد نے برضا و خوشی مسیح کی صورت کو اختیار کرلیا اور اس طور سے یا تو مسیح کے دشمنوں میں سے ایک یا اسکا ایک شاگرد صلیب پر کھینچا گیا اور اس طور سے گویا خود خدا نے اور مسیح نے نہ صرف ساری دنیا کو بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی ہمیشہ کے واسطے دھوکے میں ڈال دیا۔ امام رازی کو اس تاویل پر اس قسم کے اعتراض سوجھتے ہیں مگر وہ اُنکو حسب معمول الم غلم باتیں بناکر بلا معقول جواب دئے ٹال دیتے ہیں +

پہلے اول کی تین آیتوں پر نظر کیجئے۔ پہلی آیت میں واقعات کی ترتیب یوں ہے۔ پہلے موت پھر آسمان پر اُٹھایا جانا (متوفیک ورافعک الیّ) دوسری آیت میں شاگردوں کے درمیان زندگی بسر کرنا۔ پھر مرنا۔ (ما دمت فیھم فلما توفیتنی) تیسری آیت میں مرنا۔ جی اُٹھنا (یوم اموت ویوم ابعث حیّاً) تینوں آیتوں کے ملانے سے مسیح کی زندگی کے آخری واقعات کی یہہ ترتیب ٹھیری۔ شاگردوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ مرنا۔ جی اُٹھنا۔ آسمان پر اُٹھایا جانا۔ مگر چوتھی آیت میں یوں لکھا ہے۔ ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ (یعنے یقیناً اُسے نہیں قتل کیا بلکہ اُسے اللہ نے اپنی طرف اُٹھایا) جس سے صاف ظاہر ہے کہ رفعہ اللہ الیہ سے پہلے اُن کی وفات اور جی اُٹھنے کا واقعہ محذوف ہے۔ لیکن اس سے پہلے قتل اور صلیب سے صاف لفظوں میں انکار ہے۔ بالقول سرسید و مرزا صاحب قتل اور صلیب پر مارے جانے سے انکار ہے۔

تو پھر یہہ موت کب واقعہ ہوئی؟ علمائے قدیم کے پاس اسکا کچھ جواب نہیں۔ کیونکہ اُن کی تاویل شبہ لہم باتفاق باطل ثابت ہوچکی ہے۔ سرسید و مرزا صاحب کے پاس بھی اسکا کچھ جواب نہیں کیونکہ وہ مسیح کے صلیب پر سے زندہ اترآنے اور بعد ازاں عرصہ تک زندہ رہنے کے مسئلے سے خود مسیح اور اُن کے حواریوں کو دروغ گوئی اور فریبدہی کا ملزم ٹھیراتے ہیں۔ اور علمائے قدیم کی اس تاویل کی طرح کہ مسیح کی شباہت دوسرے شخص پر ڈالی گئی۔ یہہ بھی ایک من گھڑت کہانی ہے جس کی بنا د فقط بیان کرنیوالوں کے دماغ ہی میں ہے اور اُسکا کوئی تاریخی ثبوت موجود نہیں۔

پھر قرآن کی صحیح تاویل کیا ہوسکتی ہے؟ پہلے ہمیں یہہ دیکھنا ہے کہ اس آیت میں روئے کلام کس کی طرف ہے۔ یہودی محمد صاحب سے نشان طلب کرتے ہیں اور اُنہیں خواہ مخواہ کھجاتے ہیں۔ وہ اُن کے جواب میں اُن کی کرتوتوں کا بیان کرتے ہیں اور اُن کی ساری شرارتیں ایک ایک کرکے اُنہیں سناتے ہیں۔ اور آخر میں اُن کی اس سب سے بڑی شرارت کا ذکر کرتے ہیں جسپر وہ اکثر شیخی کیا کرتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کرڈالا۔ اور یہہ دعویٰ وہ عیسائیوں کے خلاف کیا کرتے تھے جنکے عقیدے کو محمد صاحب بھی تسلیم کرتے تھے۔ کیونکہ عیسائی ابتدا سے مسیح کے جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کے قائل تھے۔ مگر یہودی کہتے تھے کہ یہہ بالکل جھوٹ

ہی یہہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ ہم نے تو عیسیٰ کو جسے تم مسیح کہتے ہو صلیب پر چڑہا کر قتل کر ڈالا۔ وہ زندہ کہاں سے ہو گیا اور آسمان پر کہاں سے چڑھہ گیا۔ اُسکے جواب میں گویا محمد صاحب فرماتے ہیں تم مارنے اور صلیب دینے والے کون ہو؟ تم تو شبہہ میں پڑے ہوئے ہو تم نے خدا کے ساتھہ مکر کیا تھا۔ خدا نے بھی تمہارے ساتھہ مکر کیا تم نے حق سے آنکھیں بند کرلیں تو خدا نے بھی تمہیں گمراہی میں رہنے دیا۔ تم نے اُسے اپنی طرف سے قتل کر کے گویا ہمیشہ کے لئے اُسکا خاتمہ کر دیا تھا۔ مگر خدا نے اُسے زندہ کر کے اپنی طرف اُٹھا لیا۔

سیاق کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں یہودیوں کے اس زعم باطل کی کہ ہم نے مسیح کو قتل کر کے گویا اُسکا خاتمہ کر دیا اور اُسکی مسیحیت کو باطل ثابت کر دیا تردید کرنا مقصود تھا۔

ہمارے نزدیک یہہ امر کہ اس آیت کا خطاب یہودیوں سے ہے اس آیت کے صحیح مفہوم کو معلوم کرنے کی کنجی ہے۔ اور اس سے اس کی معانی ایسی واضح اور کتب مقدسہ کے مطابق معلوم ہوتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو تعجب ہوگا کہ کیونکر ایسی سادہ تاویل اب تک مفسرین کے ذہن میں نہ آئی یہودیوں کا یہہ دعویٰ تھا کہ تحقیق ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر ڈالا۔ اس سے نہ صرف یہہ مقصود تھا کہ اُن کی مسیحیت اور رسول اللہ ہونے کی تردید کریں بلکہ ایک طرح سے اپنی قوت و اختیار جتانا بھی مقصود تھا۔ اور قتل کے علاوہ وہ ہم پر بھی زور دیتے تھے۔ مگر قرآن اُن کے اس دعویٰ کی تردید کرتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ ماقتلوہ وماصلبوہ اُنہوں نے اُسے قتل نہیں کیا۔ اُنہوں نے اُسے صلیب نہیں دی۔ اور پھر آخر میں یقیناً اُنہوں نے اُسے قتل نہیں کیا بل شبہ لہم بلکہ ظاہر میں ایسی صورت و شبیہ نظر آتی تھی کہ گویا یہودیوں نے اُسے صلیب دیدیا اور قتل کر دیا۔ ظاہراً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خدا نے مسیح کو ظالموں کے ہاتھہ میں چھوڑ دیا۔ اُنہوں نے جو کچھہ چاہا اُس کے ساتھہ کیا۔ مگر درحقیقت ایسا نہ تھا۔ یہودیوں کو کچھہ قدرت و اختیار نہ تھا کہ اُسکو قتل کریں اور صلیب پر چڑہا کر مار ڈالیں۔ بلکہ یہہ جو کچھہ ہوا۔ خدا کی مرضی اور اُسکے ارادہ ازلی کے مطابق ہوا۔

اور قرآن بھی اس امر میں ہماری تائید کرتا ہے کیونکہ اوپر کی آیتوں میں خداوند مسیح کی موت

کی نسبت خود خداوند تعالیٰ کی طرف ہی۔ چنانچہ پہلی آیت میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہی۔ یا عیسیٰ انی متوفیک (اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں) پھر دوسری آیت میں حضرت عیسیٰ خداتعالیٰ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں فلما توفیتنی (اور جب تونے مجھے وفات دی) یا تیسری آیت میں وہ فرماتے ہیں (یوم اموت ویوم ابعث حیاً (جس دن میں مروں اور جی اُٹھونگا) دیکھیے ان آیتوں میں خداتعالیٰ اُن کی موت کی نسبت اپنی طرف کرتا ہی اور یہودیوں کے اس زعم باطل کو کہ گویا اُنہوں نے اپنی قدرت سے عیسیٰ کو ہلاک کر کے اُن کی مسیحیت اور رسول اللہ ہونے کی تردید کردی غلط ثابت کیا ہی[۵] اور قرآن کا یہہ بیان انجیل کے نص سے بھی لفظی مطابقت رکھتا ہی۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل آیتوں سے ظاہر ہی +

(جب یہودی پکڑنے لگے تو یسوع نے پطرس سے کہا تلوار کو میان کر۔ جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اُسے نہ پیوں"؟ یوحنا ۱۸: ۱۱ +

"باپ مجھ سے اِس لئے محبت رکھتا ہی کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ دیتا ہوں مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہی اور اُس کے پھر لینے کا بھی اختیار ہی۔ یہہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا" یوحنا ۱۰: ۱۸ +

یسوع نے اُس سے (پطرس) کہا اپنی تلوار کو میان میں کرے۔ کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائینگے۔ آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کرسکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کردیگا۔ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہی کیونکر پورے ہونگے" (متی ۲۶: ۵۲-۵۴) +

"پلاطس نے اُس سے (مسیح سے) کہا تو مجھ سے بولتا نہیں ہی کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے

---

[۵] جیسا کہ انجیل کی اس آیت سے ظاہر ہی کہ "لوگوں نے اُسکو جواب دیا کہ ہم نے توراۃ کی یہہ بات سنی ہی کہ مسیح ابد تک رہیگا۔ پھر تو کیونکر کہتا ہی کہ ابن آدم کا اونچے پر چڑھایا جانا ضرور ہی" یوحنا ۱۲: ۳۴-۳۵ اس آیت میں الفاظ "اونچے پر چڑھایا جانا" بڑے پرمعنی ہیں۔ جہاں ایکطرف اس میں صلیبی موت کیطرف اشارہ ہی وہاں آسمان پر چڑھائے جانے کا بھی اشارہ مانا جاتا ہی (بل رفعہ اللہ الیہ) +

چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہی اور صلیب دینے کا بھی۔ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھہ پر کچھہ اختیار نہ ہوتا۔" یوحنا ۱۹: ۱۱+

ان آیات سے قرآن کے اُس بیان کی جیسے کہ ہم نے اپنی تاویل سے ثابت کیا ہی بالکل تائید ہوتی ہی اور قرآن اور انجیل کے بیان بالکل ایک دوسرے کے مطابق معلوم ہوتے ہیں۔ گو مسیح کو ظاہرا اشبہ لہم یہودیوں نے رومیوں کے ہاتھہ سے صلیب پر کھنچوا کر مروا ڈالا مگر یہہ سب خدا کے مقررہ انتظام اور ازلی علم کے موافق تھا (اعمال ۲: ۲۳) اور اس لئے یہودیوں کا یہہ فخر کہ (انا قتلنا المسیح) ہمنے عیسی ابن مریم کو قتل کر دیا اور اس طور سے ان کے دعوی مسیحیت و رسالت کو غلط ٹھیرا دیا محض زعم باطل ہی کیونکہ درحقیقت انہوں نے اُسے قتل نہیں کیا اور نہ صلیب کھینچا اور یقیناً اُسے قتل نہیں کیا مگر ظاہر میں ایسی صورت معلوم ہوتی تھی۔ بلکہ خدا نے اپنے ارادہ و انتظام ازلی سے ایسا ہونے دیا (توفیتنی و متوفیک) اور پھر اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ وہ خدا کے سچے رسول اور مسیح ہیں اُن کو مُردوں میں سے جلا لیا۔ (ابعث حیاً) اور پھر آسمان پر اپنی طرف بلند کر لیا (رافعک الی و رفعہ اللہ الیہ)+

ہماری ساری تقریر کا خلاصہ یہہ ہی۔ قرآن کتب مقدسہ کے مصدق ہونے کا دعوی کرتا ہی۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو اُس کے بیانات کی ایسی تاویل کریں جو کتب مقدسہ کے بیانات سے موافق ہو۔ قرآن میں مسیح کی موت اور جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کا ذکر ملتا ہی۔ مگر ایک آیت سے اُسکے قتل و صلیب دئے جانے کا انکار پایا جاتا ہی۔ جو تفسیر اس کی زمانہ قدیم و حال کے مفسروں نے کی ہی وہ ہر طرح سے ناقص و باطل ہی اور شان الٰہی کے خلاف اور قرآن کے دعوی کے باطل ٹھیرانے والی ہی اس لئے ہم اُن کے خلاف ایک اور تاویل پیش کرتے ہیں جو اُن تمام نقصوں سے جو مسلمان مفسروں کی تفسیروں میں پائی جاتی ہیں خالی ہی۔ اور بوجہ احسن اور باقاعدہ طور پر قرآن کے مضمون اور کتب مقدسہ کے بیان کی باہمی تطبیق کر دیتی ہی۔ اور اس لئے ہمارے نزدیک یہہ تاویل مسلمان مفسروں کی تفسیر کی نسبت حق کے زیادہ قریب ہی+

اور ہمیں یقین ہی کہ اگر مصنف قرآن اس وقت موجود ہوتا تو وہ فی الفور علمائے قدیم کی تاویل شبہ لہم کو (جس سے خدا معاذ اللہ دھوکا دینے والا ٹھیرتا ہی) یا علمائے حال کی تفسیر کو (جو مسیح اور اُن کے حواریئین کو جنہیں قرآن انصار اللہ کے معزز خطاب سے یاد کرتا ہی مکار و دغاباز ٹھیراتی ہی) بڑے غصے سے رد کر دیتا۔ اور یقیناً اپنے قول کی کوئی اسی قسم کی تشریح کرتا جیسے ہم نے کی ہی +

ہم نے حسن ظن کی بنا پر جیسہ ہماری سمجھ میں حق معلوم ہوا ظاہر کر دیا۔ اگر اہل اسلام اس کو قبول نہیں کرتے تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہم پھر بھی اُن سے یہی عرض کرینگے کہ وہ برائے خدا قرآن کے سارے بیانات کو جمع اور پھر اُن کی ایسے طور سے ترتیب وتطبیق کرکے تاویل کریں جو خدا کی اور مسیح کی شان کے شایاں ہو اور جس سے اُسکا سچا گواہ ہونا ثابت ہو +

بر رسولاں بلاغ باشد وبس

اور ہم نے قرآن سے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہی کہ وہ مسیح کی وفات اور جی اُٹھنے اور آسمان پر چڑھ جانے کے مسئلے میں کتب مقدسہ سے مطابقت رکھتا ہی۔ اس وقت ہم مسیح کی زندگی کے متعلق بعض دیگر امور کا ذکر کرتے ہیں +

جو لوگ سرسے سے ہر ایسی چیز سے جو اُن کی عقل وفکر میں نہیں آتی انکار کر دیتے ہیں

سلہ شاید یہہ کوئی کہے کہ محمد صاحب اُس توریت وانجیل کی جو دراصل حضرت موسیٰ وعیسیٰ پر نازل ہوئی تھیں تصدیق کرتے ہیں نہ اُن کی جو اس وقت موجود ہیں۔ مگر قرآن اس خیال کی صاف لفظوں میں تردید کرتا ہی۔ کیونکہ لکھا ہی کہ مصدق لما بین یدیہ یعنے سچا ٹھیراتا اُن کتابوں کو جو اُن یہود ونصاریٰ کے ہاتھ میں تھیں جن سے محمد صاحب کو معاملہ پڑتا تھا موجود تھیں اور مصدق لما معکم یعنے سچا ٹھیراتا اُن کتابوں کو جو تمہارے (اپنے زمانہ کے یہود ونصاریٰ کو مخاطب کرکے) درمیان میں مروج یا پاس موجود ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو توریت وانجیل بلکہ کل بائبل جو محمد صاحب سے پہلے اور محمد صاحب کے زمانہ میں مروج تھیں وہ وہی ہیں جو آجکل مروج ہیں۔ کوئی شخص جو ذرا بھی تاریخ کا مطالعہ کریگا اور حق بات کو قبول کرنے کو تیار ہوگا اس امر سے انکار نہیں کرسکتا +

ہمیں اُن پر تعجب نہیں نہ اُن سے کچھ گلہ و شکایت ہی۔ مگر افسوس اُن پر آتا ہی جو بہت سی عجیب و غریب باتوں کو بلا رو و کد قبول کر لیتے ہیں۔ مگر اُس قسم کی اور باتوں سے باوجود معقول شہادت کے ہونے انکار کر دیتے ہیں۔ جب ہم اہل اسلام کو دیکھتے ہیں کہ وہ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے بڑے بڑے معجزے دکھانے۔ مُردوں کو زندہ کرنے۔ آسمان پر چڑھ جانے گناہ سے پاک ہونے روح اللہ و کلمۃ اللہ ہونے وغیرہ وغیرہ باتوں کو جو نہایت ہی عجیب و غریب ہیں چپ چاپ مان لیتے ہیں۔ مگر اُسکی صلیبی موت اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا اقرار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں تو نہایت ہی تعجب ہوتا ہی۔ بالفرض اگر قرآن نے ایسے شک و شبہ ڈال دیئے تو ہم کو قرآن کے مصنّف پر تعجب ہوگا کہ اُس نے اس سے کیوں انکار کر دیا۔ یا اگر جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں قرآن ان سب مسائل کی تصدیق کرتا ہی تو مسلمان مفسروں کو کیا مشکل پیش آئی کہ اور سب باتوں کو مان لیں مگر خاص اس بات کے ماننے سے جھجکیں اور طرح طرح کی لایعنی اور نامعقول تاویلوں سے اُس سے بچنے کی کوشش کریں۔ ہمارے خیال میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہی جسکے ماننے میں مشکل پیش آئے اور طرح طرح کے مشکل اعتراض پیدا ہوں تو وہ ولادت مسیح کا واقع ہی۔ مگر اسکو اہل اسلام بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی بلا تامل قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن وفات مسیح و قیامت مسیح میں اُنہیں وقت پیش آتی ہی۔ کیا مسیح اعلیٰ ہذا دیگر انبیاء نے آپکے مسلمات کے موجب مُردوں کو زندہ نہیں کیا ؟ کیا خدا جو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہی ویسا ایک شخص کو موت کے پنجہ سے چھڑا کر پھر اُٹھا کھڑا نہیں کر سکتا ؟ اسے سوائے ہٹ دھرمی اور تعصب یا ضد کے اور کیا کہہ سکتے ہیں !!

ہم مسیحی فقط مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر محض اس لحاظ سے کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھے کچھ زور نہیں دیتے اور نہ اُسکو کوئی بڑی عجیب بات یا اعتقاد کی کوئی بڑی جزو سمجھتے ہیں۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو ہم مسیح کی زندگی کے کسی خاص واقع کو دوسرے واقعات سے الگ کر کے کسی خاص وقعت یا عظمت کے قابل نہیں سمجھتے ہیں۔ اگر مسیح بلا باپ کے پیدا ہوا تو اس سے خدا کی کچھ بہت بڑی قدرت ظاہر نہیں ہوتی۔ حضرت آدم عام خیال

کے مطابق بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے جسے شاید اس سے بھی بڑھ کر خدا کی قدرت کاملہ کا ظہور کہہ سکتے ہیں۔ اگر خداوند مسیح نے کرامتیں دکھائیں تو اور انبیا نے بھی ان سے پہلے دکھائی تھیں۔ اگر وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو لکھا ہی کہ الیشع نبی کی مُردہ ہڈیوں کے چھونے سے ایک مُردہ زندہ ہو گیا تھا۔ اگر خداوند مسیح تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے تو ہم جانتے ہیں کہ بہت سے آدمی ایسے تھے جو مُردوں میں سے جلائے گئے تھے خود لعاذر کو مسیح نے چار دن کے بعد قبر میں سے زندہ کر کے نکالا تھا۔ اگر مسیح آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایلیاہ نبی آتشی رتھ کے ذریعہ زندہ آسمان کو اُٹھایا گیا تھا۔ اگر مسیح کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی پاک اور عالی تھی۔ تو اُس کے اقوال وتعلیمات کا ہم دنیا کے مختلف مذاہب کے بانیان ومعلّمان ومصلحان قوم کی کتابوں میں برابر نشان پاتے ہیں +

تو پھر یسوع مسیح کی خصوصیت کی کیا وجہ ہی؟ کیوں ہم دیگر انسانوں سے اُسکا پایہ اس قدر بڑھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے خدائے مجسّم سمجھتے ہیں؟ اسکا جواب یہہ ہی کہ تمام خوبی تمام پاکیزگی۔ تمام قدرت۔ تمام سچّائی جس کی شعاعیں دنیا میں کہیں کہیں اپنی آب وتاب سے چمک کر طالبانِ حق کو اپنا گرویدہ کر رہی تھیں وہ سب اس یگانہ روزگار کی ذات بابرکات میں نہ صرف مجتمع ہوئیں بلکہ اپنے اصلی کمال کے ساتھ جلوہ گر ہیں +

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ نہ صرف تمام خوبیوں کا مرکز ٹھیرتا ہی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جو جو حسن وخوبصورتی ہم اوروں میں دیکھتے وہ اُسکے نور عالمتاب کی محض ایک تجلی تھی۔ وہی انسان کامل ہی اور اسلیئے وہی مجمع البحرین وبرزخ کبریٰ ہی۔ اُسی کی ذات اشرف میں ذات الٰہی وذات انسانی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئی کیونکہ وہ الٰہی اور انسانی ذات وصفات کا جامع ہی اُس کی ولادت اور موت اور انسانوں کیسی نہ تھی۔ اور نہ اُس کی زندگی معمولی زندگی تھی۔ وہ اختیار والوں کی مانند تعلیم دیتا تھا۔ انسان وحیوان اور نیچر کی قدرتیں اُس کی قدرت کو تسلیم کرتی تھیں۔ اُس کے افعال واقوال عام انسانی نقص اور خطا سے

مبرا تھے۔ وہ بلا تامل کہہ سکتا تھا کہ کون مجھ پر گناہ ثابت کرسکتا ہی۔ ذات الٰہی کے ساتھ جو تعلق اُسکو حاصل تھا اُس میں اَور انسانوں کی طرح گناہ اور خطا کی آمیزش نہ تھی۔ کیا یہ ایک عجیب بات معلوم نہیں ہوتی کہ کیا قرآن میں اور کیا بائبل میں جہاں سینکڑوں انبیاو مرسل و اولیا و صالحین کی خطاؤں اور توبہ و استغفار کا ذکر ہی صرف یہی ایک شخص ہی جس کی نسبت اس قسم کے کلمات استعمال نہیں کیئے گئے اور نہ اُس کے افعال و اقوال میں کسی ایسے امر کا ذکر کیا گیا ہی جس سے اُس میں شک و شبہ کی گنجایش ہو +

ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین جب خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور حالات پر غور کریں تو سب سے پہلے ان امور کو جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا خوب ذہن نشین کرلیں +

جن واقعات میں مسیح اور دیگر انبیا کے حالات و افعال میں باہمی مشابہت پائی جاتی ہی اُن پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے بعض امور میں بالکل ممیز ہیں۔ اُسکے معجزات ایک طرح سے عملی تمثیلیں تھیں اور وہ اُسکی قولی تمثیلوں کی طرح روحانی سچائیوں کو عملی طور پر ظاہر کرتے تھے۔ وہ محض اس غرض سے عمل میں نہیں آئے کہ لوگوں کو ایک عجوبہ دکھا کر قائل کیا جائے۔ بلکہ اُن سے علاوہ رفع حاجت یا ضرورت یا تکلیف کے ایک اعلےٰ روحانی سبق سکھانا مقصود تھا۔ وہ اُن روحانی قوتوں اور تاثیروں کے نمونہ یا تصویر کے طور پر ہوتے تھے جو وہ روحانی عالم میں نہ صرف مومنوں میں بلکہ کُل بنی آدم و دیگر مخلوقات میں ہر دم صادر کرتا رہتا ہی اور وہ بہ سبب ایسے اطمینان کلی کے ساتھ عمل میں لاتا تھا جس سے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ صاحب اقتدار شخص ہی اور ہر ایک چیز اُسے اپنا مالک سمجھ کر اُسکی اطاعت کرتی ہی +

اُسکی تعلیم نہایت پاکیزہ اور روحانی اور دل میں گھر کرنے والی تھی اور اگرچہ جو عمدہ اور اعلیٰ خیالات اور گہری باتیں اُس نے تعلیم دیں اُن میں سے بعض کہیں کہیں دوسرے معلموں کی کتابوں میں بھی مل سکتی ہیں مگر اُس کی زبان پر وہ ایسی کامل اور زندہ صورت میں معلوم ہوتی ہیں کہ وہ سیدھی دل میں جا لگتی ہیں۔ وہ فلسفے کے مسئلے یا فصیح و بلیغ تقریریں

سُنانے والا نہیں۔ اگرچہ سچا فلسفہ اور فصاحت بلاغت اُس کی تقریروں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہی۔ بلکہ اُسکے الفاظ زندگی کی روح سے بھرے ہیں۔ وہ زبان سے باتیں ہی نہیں کرتا بلکہ اُس کی صورت و شکل اور لب و لہجہ اُس کی زندگی اور اعمال سب اُس کی تعلیم کی صحت پر شہادت دیتے ہیں +

اُس کی تعلیم کی عظمت کی طرف دیکھ کر انسان کا دل گھبراتا ہی۔ اگرچہ وہ اُسکی تعلیم کی سچائی کو قبول کرتا ہی مگر اُسکا مدعا ایسا بلند اور رسائی سے برے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُسکے حاصل کرنے کی کبھی امید نہیں کر سکتا۔ مگر یہ معلم انسان کو اس مایوسی کی حالت میں نہیں چھوڑتا وہ مدد کا بھی وعدہ کرتا ہی۔ وہ جانتا ہی کہ انسان اپنی قوت سے اس اعلیٰ طریق کو طے نہیں کر سکتا اور نہ اس الٰہی تعلیم پر عمل کرنا اُسکی قدرت و بساط میں ہی اور اسلئے وہ اُن سے صاف صاف کہتا ہی کہ مجھ میں قائم ہو اور میں تم میں جیسے انگور کی ڈالی آپ سے میوہ نہیں لا سکتی مگر جب انگور کے درخت میں قائم ہو۔ اسی طرح تم بھی میرے بغیر کچھ نہیں کر سکتے +

مسیح کی موت اور جی اُٹھنا بھی معمولی موت اور جی اُٹھنا نہیں تھا۔ سیکڑوں انسان مرتے ہیں بعض ضعف عمر کی وجہ سے بعض بیماری سے بعض مختلف حادثات سے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو نیکی اور سچائی کی بدولت دُکھ اُٹھاتے ہیں اور اُس کی خاطر اپنی جان کو بھی دریغ نہیں کرتے۔ بعض کسی دوست یا رشتہ دار یا کسی اور کی جان کے بچانے کے لئے اپنی جان دے دیتے ہیں۔ مگر مسیح کی موت کا مفہوم نہایت وسیع ہی اور کوئی ایک امر اُس کی غرض کو پورے طور پر ظاہر نہیں کر سکتا۔ رسول طرح طرح سے اُسکا مطلب ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور مسیحی کلیسیا ۱۹ سو سال سے اس معدن اسرار کو کھود کھود کر انسان کی تسلی اور دولتمندی کے لئے بیش بہا جواہر نکالتی رہی ہی۔ مگر ابھی تک اِس کی تہ کو نہیں پہنچے۔ ہر ایک زمانہ اپنی ضرورتوں کے موافق بلکہ اُن سے بھی بڑھکر اُس میں دریافت کرتا ہی اور ہمیشہ اس امر کو معلوم کرنے کی آرزو رکھتا ہی کہ مسیح کی دو اُس محبت کی چوڑائی اور لمبائی

"اور اونچائی اور گہرائی کتنی ہے" (افسیوں ۳: ۱۹)+

"ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتوں کے لئے
فدیے میں دے" (مرقس ۱۰: ۴۵) "اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان دوستوں
کے لئے دیدے" (یوحنا ۱۵: ۱۳) "اچھا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے
اپنی جان دیتا ہے" (یوحنا ۱۰: ۱۱) "خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار
ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا" (رومیوں ۵: ۸) "جس نے ہمارے گناہوں کے باعث اپنے
آپ کو قربان کر دیا تاکہ ہمارے خدا اور باپ کی مرضی کے موافق ہمیں اس موجودہ خراب
جہان سے خلاصی بخشے" (گلتیوں ۱: ۴) "اس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر
سے اتار کر ان کا برملا تماشہ بنایا اور صلیب کے سبب سے ان پر فتحیابی کا شادیانہ بجایا"
(کلسیوں ۲: ۱۵) "پس اے بھائیو چونکہ ہمیں یسوع کے خون کے سبب اس نئی اور زندہ راہ
سے پاک مکان میں داخل ہونے کی دلیری ہے جو اس نے پردے یعنی اپنے جسم کو پھاڑ کر ہمارے
واسطے مخصوص کی ہے" (عبرانیوں ۱۰: ۱۹، ۲۰) "دیکھتے ہیں کہ موت کا دکھ سہنے کے سبب
جلال اور عزت کا تاج اسے پہنایا گیا تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کی خاطر موت کا مزہ چکھے کیونکہ
جس کے لئے سب چیزیں ہیں اور جس کے وسیلے سب چیزیں ہیں اس کو یہی مناسب تھا کہ جب بہت
سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو ان کی نجات کے بانی کو دکھوں کے ذریعہ سے کامل کرے"
(عبرانیوں ۲: ۹، ۱۰) "تاکہ وہ موت کے وسیلے سے اس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی
ابلیس کو بیکار کر دے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہتے انہیں چھڑا لے" (عبر ۲:
۱۴ و ۱۵) "اس نے (مسیح) انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک
فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اسے بہت سربلند کیا
اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے" (فلپیوں ۲: ۸ و ۹)+

یہہ مسیح کی موت کے چند پہلو ہیں جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا اور جو شخص اسپر محض اعتراض یا
مباحثہ کی غرض سے نہیں۔ بلکہ اپنی روحانی حالت اور ضرورتوں کو مدنظر رکھکر غور کریگا تو وہ

ضرور اُن سے اعلیٰ روحانی قوت اور تسلی حاصل کریگا۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے مسیح کی موت کے متعلق بحث کرتے ہوئے مسئلہ کفارہ مسیح کو ایسے طریق سے بیان کیا ہے جو کئی وجہ سے قابل اعتراض ہے لیکن اِس سے اصل سچائی کی صحت پر کوئی شبہ واقع نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم کسی آئندہ نمبر میں اس مسئلے پر مفصل بحث کریں ٭

مسیح کا جی اُٹھنا مسیح کی ذات پاک زندگی اور موت کا لازمی نتیجہ تھا۔ اُس کا جی اُٹھنا محض مُردوں میں سے جی اُٹھنا نہیں تھا۔ بلکہ اس سے بہت بڑھ کر تھا۔ اگرچہ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے ہاتھ اور پاؤں کے زخم دکھا سکتا تھا اور وہ اُسے دیکھ کر پہچان بھی لیتے تھے۔ وہ اُسے چھو سکتے تھے اور اُسے روٹی کھاتے بھی دیکھ سکتے تھے۔ مگر اُس کا جسم وہ پہلے والا جسم نہ تھا۔ وہ بند دروازوں میں سے گذر جاتا تھا اور دیکھتے دیکھتے آنکھ سے غائب ہو جاتا تھا۔ وہ بعض شاگردوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا تھا۔ اور جب تک وہ خود اپنے کو اُن پر ظاہر نہ کرتا تھا وہ اُسے نہیں پہچانتے تھے۔ اب اُس کا جسم معمولی مادی جسم نہ تھا بلکہ ایک ایسی حالت اختیار کر لی تھی جسے کلام اللہ کی زبان میں جلالی نام دیا گیا ہے ٭

لیکن یہہ جلالی جسم دفعتاً اِس درجہ کو نہیں پہنچا۔ اگرچہ اب اُسے کمال حاصل ہو گیا تھا مگر مسیح کی زندگی میں ہم اس تبدیلی کا کہیں کہیں نشان پاتے ہیں۔ جب وہ دریا پر چلتا تھا۔ جب وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں سے نکل جاتا تھا۔ خاصکر اُسوقت جبکہ پہاڑ پر اُس کے شاگردوں کے سامنے اُس کی صورت جلالی ہو گئی۔ یہہ باتیں بتدریج تبدیلی کا نشان

۵ یہاں اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ یسوع مسیح بیشتر اسکے کہ پتھر قبر کے منہ سے ڈھلکایا گیا قبر میں سے نکل گیا تھا۔ بلکہ یوحنا ۲۰: ۵ میں جو شاگردوں کے چشم دید واقعہ کا ذکر ہے کہ اُنہوں نے سوتی کپڑے پڑے دیکھے اور رومال جو اُسکے سر سے بندھا تھا سوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ لپٹا ہوا الگ پڑا تھا۔ اسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے کفن کے کپڑے اور سر کا رومال ٹھیک ٹھیک اپنی اپنی جگہ پر پڑے تھے جیسا کہ لاش کے قبر میں رکھنے کے وقت تھے۔ اور جسم بیچ میں سے گویا ہوا ہو کر نکل گیا تھا ٭

رہتی ہیں۔ جس طرح وہ زندگی جو اپنی صلیب اُٹھائے پھرا اور آخرکار لوگوں کی آنکھوں کے
سامنے اسپرٹ ہو گیا۔ اسی طرح اس کی جلالی حالت بھی دن بدن اُس میں ترقی کرتی گئی۔
اور اس لئے جب وہ آسمان پر چڑھ گیا تو وہ اسی جلالی تبدیلی کے کمال کا لازمی نتیجہ تھا
روحانی معاملات میں زمان و مکان کی قیود کو دخل نہیں اور نہ اس مادی دنیا کے قوانین
روحانی عالم پر قدرت و اختیار رکھتے ہیں۔ اسکا آسمان پر جانا نقل مکان نہ تھا بلکہ نقل
حالت تھی۔ وہ اُس [illegible] حالت میں [illegible] گویا نکلے بموجب خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اسی
لئے وہ کہہ سکتا ہے کہ آسمان و زمین کا تمام اختیار مجھے دیا گیا ہے اور جہاں دو یا تین میرے
نام پر اکٹھے ہوں میں ان کے درمیان ہونگا۔ روحانی عالم ہم سے دور نہیں اور اسی لئے
جب اُس [illegible] تو جب اُس کے خاص بندوں کی روحانی حالت اُس کے
جب وقت [illegible] تو وہ اُسے خدا کی قدرت کے دہنے طرف بیٹھا دیکھتے ہیں وہ
[illegible] اُس خدا [illegible] کا نقش ہے کہ سب چیزوں کو اپنی
قدرت کے کلام سے سنبھالتا [illegible] جناب باری کے دہنے طرف
جا بیٹھا ہے (عبرانیوں ۱: ۳) اور اسی [illegible] افسیوں کی تسلی کے
لئے یہ لکھتا ہے کہ ہم ایمان لانیوالوں کے لئے اُس کی بڑی قدرت کیا ہی بے حد ہے۔ اُس
کی اُس بڑی قوت کی تاثیر کے موافق جو اُس نے مسیح میں اُس وقت کی جب اُسے مُردوں
میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں پر بٹھایا اور ہر طرح کی حکومت اور اختیار اور قدرت
اور ریاست اور ہر ایک نام سے بہت بلند کیا۔ جو نہ صرف اس جہان میں بلکہ آنے والے
جہان میں بھی لیا جائیگا اور سب کچھ اُس کے زیر قدم کر دیا اور اُس کو سب چیزوں کے
اوپر سر بنا کر کلیسیا کو دیدیا۔ یہ اُس کا بدن اور اُسی سے معمور ہے جو ہر طرح سے سب کا معمور
کرنے والا ہے۔ (افسیوں ۱: ۱۹-۲۳)۔

توبہ کی حقیقت

توبہ ایک فعل ہی جو ہر انسان کی طبیعت میں ہی اور یہہ فطری ہی۔ انسان کو خدا کا اور نیک کاموں کا اور اپنے گناہوں کا بھی علم ہی اس لئے ان سب باتوں کا پتہ زبان سے بتا سکتا ہی۔ مگر جب تک کہ انسان کے دل کو گناہوں کی خبر نہ پہنچی ہو اور اسکو اپنے ایمان سے گناہوں کے مہلک ہونے کا یقین نہ ہو خدا کی وحدانیت کا۔ نیک کاموں کا اور اپنے گناہونکا علم سودمند نہیں ہی۔ دل اور دماغ دونوں جداگانہ ہیں مگر ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں دماغ میں ان تمام امورات کا علم ہوتا ہی جن کا بیان اوپر ہوا ہی مگر توبہ کا فعل صرف دل میں شروع ہوتا ہی۔ بہت سے لوگ اپنے گناہوں کو جانتے ہیں پھر بھی وہ گناہ کرتے ہیں اور گناہوں میں انہیں لطف آتا ہی۔ کیونکہ اُن کے دل کو گناہوں کے مضرت کی خبر نہیں پہنچی اس لئے دل میں توبہ کا فعل شروع نہیں ہوا اُن کو گناہوں میں لطف آنا کچھ تعجبات سے نہیں ہی۔ کیچڑ کے کیڑے کیا جانیں کہ پھولوں [illegible] والے ایسے مقام میں رہتے ہیں جہاں سدا بہار ہی جہاں حسد۔ کینہ۔ دشمنی اور عداوت نہیں۔ جہاں حرص۔ مذمت۔ غیبت اور رشک نہیں ہی

گناہ کیا ہی؟ ایک [illegible] ہر نسل آل آدم میں پایا جاتا ہی۔ میں جانتا ہوں کہ میری اقتضا اور خواہش بد [illegible] پیدا ہوا ہی اور یہہ موروثی ہی۔ میں جانتا ہوں کہ خدا واحد ہی۔ وہ میرا اور تمام موجودات کا خالق ہی۔ وہ رحیم ہی۔ سب کی حیات اور زندگی اسی کی طرف سے ہی۔ وہ ہم سب سے محبت کرتا ہی۔ باوجود اس کے میں خدا پر خالص دل سے محبت نہیں کر سکتا۔ محبت سے مراد یہہ ہی کہ جن باتوں سے وہ خوش ہوتا ہی میں کر نہیں سکتا اور جو باتیں اُس کی رضا کے خلاف ہیں وہ کرتا ہوں اور اُنکے کرنے سے میرے نفس کو تسکین ہوتی ہی۔ انتقام لیکر میں خوش ہوتا ہوں۔ مذہبی دشمنی رکھنے سے مجھے مسرت ہوتی ہی۔ غصے کے انجرات لفظوں کے ذریعے سے باہر نکال کر میرا دل مطمئن ہوتا ہی۔ مجھے بہت سے نیک کاموں کا علم ہی اور ان سب کاموں

کو اچھا سمجھتا ہوں مگر ان پر عمل نہیں کرتا ہوں دیکھتا ہوں کہ بہت نیک کام کرنے سے میرے
مال کا نقصان ہوتا ہے تو میں وہ کام نہیں کرتا۔ نیک کام پر عمل نہ کرنے سے گو اس شخص کا نقصان
کتنا ہی متصور ہو میں نے دیکھا کہ ان سب کاموں کا مزاحم کا گناہ ہے اور وہ دل میں ہے
دل میں گناہوں کا عمل ہوتا ہے اور ان کے آثار بھی ظاہر ہوتے ہیں مگر افسوس دل اپنے دشمن
سے بے خبر ہے۔ مجھے گناہوں سے ندامت اور شرمندگی نہیں ہوتی۔ نہ رنج ہوتا ہے میں شرمندہ
ان سے ہوتا ہوں جن سے شرم ہے یا ان کا خیال دل میں آتا ہے۔ دل گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے
یا یہی سبب خدا کے لطف و کرم کا اور اس کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال دل میں نہیں آتا+

توبہ کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور [illegible] کہا گیا ہے افراط سے خالی نہیں ہے۔ مذہب
اسلام سے یہ بات نکالی گئی ہے کہ صرف دل کے پچھتانے سے پہلے گناہ معاف ہوتے ہیں اور آئندہ
زمانہ کے گناہوں سے انسان بچ جاتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں یہ رائے کہاں تک
صحیح ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ ارادہ میں بھی قوت نہیں ہے۔ پس اس پر اتنا اعتبار نہ کیا جائے
جتنا کہ مذہب اسلام نے اعتبار کرنے کی تحریک کی ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ توبہ
کی شرمندگی اور ارادہ گناہوں سے باز رکھتے ہیں مگر دل کی حالت بدلنے سے یہ دونوں
بدل جاتے ہیں۔ ہم بہت دفعہ اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوئے اور ہم نے گناہ ترک کر دینے
کا مصمم ارادہ کیا مگر جب ہمارے دل میں گناہوں کے آثار پیدا ہو گئے تو ہم نے وہی گناہ
کئے جن کے نہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ایک عجیب بات یہ بتائی گئی ہے کہ گناہوں کا غلبہ کم ہو
تو ترک دنیا کرو۔ عزلت نشین ہو۔ کم بولو۔ کم خواری اور کم خوابی اختیار کرو۔ یہ تمام ہدایتیں
جو گناہوں کو روکنے کے لئے کی گئی ہیں مگر بجز ارادہ کے ان پر عمل نہیں ہو سکتا پس اگر ارادہ
سے گناہ رک اور مٹ سکتے تھے تو ان ہدایتوں کی جن پر عمل کرنا نہایت دشوار ہے کیا ضرورت
تھی؟ ان ہدایتوں میں خوشی نہیں۔ ان ہدایتوں میں آرام و اطمینان نہیں۔ ان ہدایتوں
میں ہے تو صرف رونا ہی رونا اور وحشت اور خوف اور مایوسی ہے۔ جس سے خدا کے فضل و کرم
کا نظارہ نظر نہیں آتا+

جو شخص مذہب کے تابع ہے وہ توبہ سے انکار نہیں کرسکتا۔ توبہ خدا سے ملاپ کرنے کا پہلا زینہ ہے۔ توبہ سے انسان اپنے گناہ دیکھتا ہے اور اُسے پشیمانی ہوتی ہے۔ قوت ارادی بھی کارآمد ہے مگر جب تک مسیح کے کفارہ کا یقین دل میں پیدا نہ ہوگا نری توبہ سے لب گور تک ہم روتے اور پیٹتے رہینگے۔ کھنگر کوئیں سے بجز کنکر اور خاک کے اور کیا نکلیگا مسیح مرا اور بلند ہوا کہ تائبوں کو اپنی طرف کھینچے۔ جو تائب سب سے اعلیٰ سچائی کو یعنے مسیح کی موت کو دیکھتے ہیں وہ ہر حالت میں خوش اور مطمئن رہتے ہیں۔ ان کا دل محو صداقت ہو جاتا ہے اُن کو گناہوں سے نفرت اور پاکیزگی سے محبت ہوتی ہے +

رجعت قہقری کے جتنے معنی وسیع ہیں اتنے ہی توبہ کے لفظی معنی تنگ اور محدود ہیں رجعت قہقری کے معنی اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر خدا کی طرف بازگشت کرنے کی اور توبہ کے معنی نرے شرمندہ ہونیکے ہیں رجعت قہقری ہمارے مقصد کے بہت سے پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے۔ رجعت قہقری سے پہلے مسیح کی موت پر اور مسیح کے مرکر زندہ ہونے پر ہمارا یقین جمیگا تو بہت سی روحانی مشکلات دفع ہونگی۔ توبہ کے ذیل میں اتنی ٹیسیں پیدا نہ ہونگی جتنی کہ مسیح کے ساتھ ربط نہ رکھنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور انسان کو خدا کی تلاش میں اپنا گھر اور اپنا وطن چھوڑنا ہوتا ہے +

ہم نے کشف الحقائق کے گذشتہ نمبروں میں طبعی ایمان پر مفصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقص ہے طبعی ایمان میں سب سچائیاں بقدر نہیں ہیں جتنی پاکیزگی کے لئے درکار ہیں۔ جب وہ مسیح کی موت کے ساتھ مل کر بدل جاتا ہے۔ ہم ایمان کے ذریعہ سے عالم بالا کو دیکھتے ہیں جس میں محبت۔ عدل اور سچائی ہے۔ وہاں گناہ کا نام نہ ہوگا۔ پاکیزہ روحوں کو اعلیٰ مقصد حاصل ہوگا اور سب چیزوں کا انصاف ہوگا +

جس میں ایمان ہوگا اُس میں پاکیزگی ہوگی اور جس میں ایمان نہ ہوگا اسمیں پاکیزگی نہ ہوگی۔ ایمان اور پاکیزگی لازم اور ملزوم ہیں مگر بغیر توبہ کے ایمان پیدا نہ ہوگا +

* یہ اخبار بمبئی میں مولوی حسام الدین صاحب کے اہتمام سے طبع ہوتا ہے۔ اڈیٹر

گناہ کبیرہ اور توبہ

منقول از کشف الحقائق بمبئی

توبہ کی حقیقت کے مضمون کی طرف جو ماہ جون کی کشف الحقائق میں شائع ہوا ہے جناب مولوی انور خان صاحب رئیس ٹونک متوجہ ہوئے ہیں وہ اپنے کرم نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ گو ارادہ مذہبی قوت نہ ہو مگر گناہوں کی شناعت کے سبب وہ نجیبہ روحانی ہو جس سے ہم کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔ میں جانتا ہوں مولوی صاحب موصوف نے جو کچھ لکھا ہے بہت اچھا لکھا ہے مگر مذہب اسلام کی بنا پر لکھا ہے۔ اور اتنا مختصر الفاظ میں لکھا ہے کہ صرف گناہ کبیرہ کو زیر بحث لئے کوئی دلچسپ نتیجہ برآمد نہ ہوگا +

حضرت محمد کے صحابیوں سے بعض گناہ کبیرہ تین بتاتے تھے اور بعض پانچ شمار کرتے تھے مگر جوں جوں تم عہد عرب کے زمانہ سے اپنے زمانہ کی طرف نیچے اترتے آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ علمائے اسلام گناہ کبیرہ کی تعداد بڑھاتے گئے ہیں اور علمائے متاخرین نے تو سترہ تک تعداد بتائی ہے۔ مگر بعض علمائے اسلام نے حساب تفریق پر عمل کیا اور سترہ میں سے گناہ کبیرہ کم کئے اور فرمایا کہ خدا اور رسول سے انکار کرنا۔ نماز نہ پڑھنا۔ حج نہ کرنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ جہاد کو نہ جانا۔ روزہ نہ رکھنا۔ بیگناہ مسلمان کو قتل کرنا۔ زنا کرنا۔ یتیم کا مال غبن کرنا۔ سود لینا۔ بجز ان نو گناہوں کے اور کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہے۔ جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا اُس پر حد لازم آئیگی اور وہ جہنم میں جائیگا +

علمائے اسلام میں گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی نسبت بہت کچھ اختلاف ہے۔ ایک عالم جس گناہ کو گناہ کبیرہ بتاتا ہے دوسرے کے نزدیک وہ صغیرہ ہے۔ اس خلفشار کے سبب گناہ کبیرہ اطمینان سے تسلیم نہیں کر سکتے اور وہ قابل تسلیم بھی نہیں ہیں +

میں جانتا ہوں کہ گناہ کبیرہ کا پتہ قرآن سے لگانا اس سے زیادہ اور کوئی بات قابل اطمینان نہیں ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سورۂ نساء کے شروع سے تیس آیت تک پڑھو اور اس آیت تک پہنچو۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿ترجمہ جن بڑے گناہوں سے تمہیں منع کیا گیا ہے اگر تم بچو گے تمہاری برائیاں ہم تم سے دور کرینگے اور تم کو عزت کی جگہ میں داخل کرینگے﴾

جن جن گناہوں سے اس آیت تک منع کیا ہے وہ سب کبیرہ گناہ ہیں +

سورۂ نساء کی پہلی آیت سے تیسویں تک جن گناہ کبیرہ کے اقسام بتائے گئے ہیں اُن کو اس مقام پر بیان کرنے سے غالباً مفید نتیجہ مرتب ہوگا اور وہ یہ ہیں +

نمبر	کیفیت
۱	خدا کو بنی نوع کا خالق نہ ماننا
۲	خدا سے نہ ڈرنا۔
۳	آپس میں بدسلوکی کرنا۔
۴	یتیموں کا مال کھا جانا۔
۵	یتیم چار عورتوں سے نکاح کرنا اگر عدل نہ کرسکو تو صرف ایک عورت کے ساتھ نکاح کرو +
۶	عورتوں کو مہر نہ دینا +
۷	جب لڑکا بالغ ہو اُسکا مال اُسے واپس نہ دینا +
۸	عورتوں کو اور رشتہ داروں کو اُن کا حصہ نہ دینا +
۹	وارثوں کے مال سے تھوڑا حصہ فقیروں کو نہ دینا۔
۱۰	اگر ایک عورت ہو تو نصف حصہ نہ دینا۔
۱۱	اگر دو سے زیادہ ہوں تو دو تہائی حصہ نہ دینا۔
۱۲	والدین کو چھٹا حصہ نہ دینا۔

نمبر	کیفیت
۱۳	وَلَكُمْ نِصْفُ کی آیت میں میراث کے حصے ہیں طوالت کے خوف کے سبب ہم نے چھوڑ دیا+
۱۴	اپنی بے حیا بیوی زانیہ کو بے گو ننگ پردہ میں نہ رکھنا (سورہ نور میں حد ہی)+
۱۵	زانی تائب کا گناہ معاف نہ کرنا۔
۱۶	جو گناہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی وہ توبہ کرتے ہیں وہ کافر ہیں+
۱۷	موتاکی عورت مختار ہی اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو اُسے روکنا گناہ کبیرہ ہی+
۱۸	اپنی بیبیوں کے ساتھ تحمل سے زندگی بسر نہ کرنا+
۱۹	اپنے باپ کی منکوحہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا۔
۲۰	ماؤں کے ساتھ۔ بیٹیوں کے ساتھ۔ پھوپھیوں اور خالہ کے ساتھ۔ بھتیجیوں اور بھانجیوں کے ساتھ۔ دودھ پلانے والی ماں اور دودھ بہن کے ساتھ نکاح کرنا گناہ کبیرہ ہی+
۲۱	وَالْمُحْصَنٰت اس آیت میں عورتوں سے نکاح کرنیکا اور اُن کو مہر دینے کا بیان ہی+
۲۲	اگر آزاد عورت سے نکاح کرنیکا مقدور نہ ہو تو لونڈی کے ساتھ نکاح کرو+
۲۳	بُری خواہشات کی پیروی کرنا+
۲۴	ایک دوسرے کا مال کھا جانا۔
۲۵	ظالموں کے لئے یعنے آپس میں ایک دوسرے پر کرینگے اُنکے لئے دوزخ ہی+

ان دونوں فہرستوں کے جن میں گناہ کبیرہ کی کیفیت ہی تین حصے ہو سکتے ہیں پہلے حصے میں گناہ شرعی کا بیان ہی۔ دوسرے حصے میں گناہ قومی اور تیسرے حصے میں اخلاقی گناہ کا ذکر ہی+

پہلا حصہ۔ یہہ بات ظاہر ہی کہ بجز شریعت محمدی کے دوسرے مذاہب میں نہ نماز

(جس طریقہ سے مسلمان پڑھتے ہیں) کا نہ حج اور جہاد کا نہ مہر دینے کا اور چار بیویوں کا عدل نہ کرنے اور لونڈی کو نکاح نہ لانے کا حکم نہیں ہی لہذا ہم نے شرعی گناہ سے اُن کو تعبیر کیا ہی اس سے یہہ لازم آتا ہی کہ جن گناہوں کو مسلمان گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں دوسرے مذاہب کے لوگ اُن کو گناہ نہیں سمجھتے۔ ان احکام کے مجموعہ کو جو حصہ اول میں ہیں غور سے دکھیو تو فی الحقیقت گناہ نہیں ہیں بلکہ رسمی احکام ہیں جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ احکام کے اس مجموعہ میں کوئی بات ایسی پائی نہیں جاتی جس پر عمل کرنے سے اخلاق میں ترقی ہو۔ یا اخلاق میں ترقی کرنے کی خواہش پیدا ہو۔ یہہ ہم جانتے ہیں کہ خدا رحیم ہی۔ بندہ نواز ہی ہم سے محبت کرتا ہی اور ہماری روحانی بھلائی چاہتا ہی۔ اُسکے احکام میں جتنے کہ اُسنے دئے ہیں یہہ خاصیت ہی کہ اُن پر عمل کرنے سے دل کا زنگ گناہوں سے بھر جاتا ہی اور اُس کے دل کی بندشیں ڈھیلی ہوجاتی ہیں اور اپنے گناہوں سے پشیمان ہوتا ہی اور گناہوں کی مغفرت چاہتا ہی جن احکام میں یہہ خاصیت نہ ہو اُن پر عمل نہ کرنے سے انسان گنہگار نہیں ہوسکتا اس سے یہہ ظاہر ہی کہ احکام کے اس مجموعہ میں طبعی اور اخلاقی گناہوں سے نادم کرنے کی خاصیت نہیں ہی پس کیوں شارع اسلام نے اُن کو گناہ کبیرہ بتایا ہی؟ یہہ نری رسومات ہیں اور رسومات کے ادا نہ کرنے سے انسان خدا کا گنہگار نہیں ہوسکتا۔

حضرت موسیٰ نے جو [illegible] یہودیوں کو روحانی ترقی یعنے اخلاقی ترقی کے لئے شرعی احکام یعنے شریعت ظاہری کا سلسلہ جاری کیا ہی کہ انسان اور مذاہب میں پایا نہیں جاتا اگر اس عمدگی سے قائم کیا ہی کہ اس سے [illegible] مفید ہو نہیں سکتا [illegible] روحانی اگر عکس ہی تو شریعت ظاہری آئینہ ہی شریعت ظاہری کے ذریعہ سے نظام روحانی سمجھا گیا تھا شریعت ظاہری کم عمر طفل تھی اور [illegible] تک زندہ رکھی گئی تھی کہ وہ روحانی بندوبست سمجھیں۔ بائبل کے ایک صفحہ پر شریعت ظاہری ہی اور دوسرے صفحہ پر روحانی احکام ہیں۔ جس سے مقصد یہہ ہی کہ شریعت ظاہری کا غلاف ایک محدود زمانہ تک ہی۔ گروہ انبیا نے نہایت بلند آہنگی سے پکارا کہ خدا کو تمہاری قربانیاں اور نذرانے پسند نہیں اُس کو تمہارا دل پیارا ہی تم پاکیزہ اخلاق پیدا کرو اور یہی خدا کو مرغوب

ہیں۔ شریعت محمدی میں اور شریعت موسوی میں کچھ مناسبت نہیں ہے۔ شریعت محمدی میں
صرف احکام کا ادا کر دینا ہے اور شریعت موسوی میں ظاہرہ احکام ہیں وہ ایک اعلیٰ مقصد
کے لئے ہیں +

دوسرا حصہ قومی گناہ۔ اس میں کچھ شک نہیں گناہ کبیرہ کی فہرست پر نظر ڈالنے سے
اخلاقی حیثیت نظر آتی ہے اُن قومی گناہوں کا بیان [illegible] کیا ہے جو عرب کے مسلمانوں
میں پھیلے ہوئے تھے [illegible] مرتب کیا [illegible] نمبر ۱۹ و ۲۰ کے گناہوں میں
بجز ہندوؤں کے اور کوئی قوم مبتلا نہیں [illegible] صاحب کی زبانی
سُنا ہے کہ حضرت محمد کے زمانہ میں ہندو [illegible] سوتیلی ماں اور خالہ وغیرہ
کے ساتھ بھی دوستی رکھتے تھے [illegible] بھائی کی بیوی وہاں تک
کہ جہالت کے زمانہ کے بعض شاعروں نے بھی [illegible] کی ہے۔ البتہ سومالی عرب
جو جدہ اور بحر احمر کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں وہ مسلمان ہیں مگر برائے نام ہیں مُردار
کھاتے ہیں چوریاں کرتے ہیں مرد اور عورت صرف گھٹنوں تک تہ بند باندھتے ہیں اور
نمبر ۱۹ و ۲۰ کے گناہوں میں ابتک مبتلا ہیں +

اس میں کچھ شک نہیں کہ رند بطبیعت بد اخلاق اور حیوان ہے اور کوئی اپنی سوتیلی ماں اور
پھوپھی وغیرہ کے ساتھ بھی دوستی نہ رکھیگا۔ بمقدار اس کے ہر قوم اور مذہب کے لوگ نظر حقارت
سے دیکھتے ہیں جو اپنی رشتہ دار عورتوں کے ساتھ شہوانی تعلق رکھتا ہے اُس کو اتنی حقارت
سے نہیں دیکھتے جو عیاش اور زانی ہے۔ رند اخلاقی رتبہ سے اتنا نیچا گرا ہے کہ اُسکے اخلاقی حواس
مر گئے اس لئے لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں رند رشتہ کی عورتوں کا بلغم چاٹتا ہے اس لئے
حقہ سے مدارات کرنے کو بھی اُن کا دل گوارا نہیں کرتا۔ گویا وہ پھانس ہے جو مجمع خلائق کے
ہر انسان کے جسم میں کھٹکتا ہے۔ شریعت محمدی میں زانی اور رند دونوں گناہ کبیرہ میں مبتلا ہیں
اور دونوں کی سزا کا حکم مساوی ہے۔ ہم ظاہرہ طور سے دیکھتے ہیں تو رند سے دو قسم کے گناہ سرزد
ہو رہے ہیں۔ (۱) اپنے کنبے کی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کیا ہے حالانکہ اسپر طبعی

طور سے اعتبار کیا گیا تھا (۲) وہ زنا کرتا ہے۔ مگر رند اور زانی دونوں کو شریعت محمدی میں سادی سزا دینے کا حکم ہے۔ حالانکہ قسم اول کا گناہ ایک ایسا سوزناک فعل ہے کہ وہ زنا کے درجے سے نیچے اُتر کر بہائم ہیں جا ملا ہے جنہیں حیا اور شرم مطلق نہیں ہے میں اس مطلب کو صاف کرنے کے لئے ایک مثال دونگا۔ فرض کرو کہ زید نے ہزار روپئے دغا سے لے لئے اور عمر نے ہزار روپے کی چوری کی۔ دونوں مجرم ہیں مجسٹریٹ حائن اور دغا باز کو سزا دیگا چونکہ اس سے دو گناہ سرزد ہوئے (۱) اُس نے اعتبار کا لحاظ نہ کیا اور بلا دریافت کئے روپئے اُٹھائے یہ ایک قسم کی چوری ہے (۲) مثل چور کے غیر کے روپیوں کا مالک بن بیٹھا۔ رند جو اپنے رشتہ کی کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے شریعت محمدی میں اُسے زیادہ سزا نہیں دی گئی گو اس سے دو گناہ سرزد ہوئے اُس کمینے نے اعتبار اور بھروسے میں بھی خلل پیدا کر دیا ہے مگر اتنی سزا اُس کے لئے مقرر ہے جتنی زانی کے لئے ہے *

ان تمام باتوں پر غور کرنے سے یہہ خیال آتا ہے کہ کبیرہ کا لفظ گناہ کے ساتھہ جو جوڑ دیا گیا ہے زائد لفظ ہے۔ گناہ اور کبیرہ دونوں لفظوں کو ساتھہ جوڑ دینے سے معنی میں وسعت پیدا نہیں ہوتی۔ ہر قوم اور ملت کے لوگوں نے اُس کو گناہ جتایا ہے یہانتک کہ اسفل قومیں بھی اُس کو گناہ جانتی ہیں مگر کبیرہ کا لفظ گناہ سے مرکب کر کے نہیں بولتیں *

تیسرا حصہ۔ اخلاقی گناہ۔ ان دونوں فہرستوں کے دیکھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف انسان کے بُرے افعال دیکھے گئے ہیں اور حقیقت میں مذہب اسلام میں انسان کے ظاہری افعال کو دیکھنے کا حکم ہے اس لئے گناہ کبیرہ کی سزا کہیں زیادہ دیجاتی ہے اور کہیں کم دینے کا حکم ہے مثلاً اُس شخص کو سزا دینے کا حکم ہے جس نے یتیم کا مال غصب کیا ہے۔ اس میں کچھہ شک نہیں غاصب نے گناہ کیا اور کھلا دغا دیا جو یتیم کا مال کھا گیا * یتیم بچے کے سوا ہم زید کو دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہے اور اُس کی ایک کلہاڑی خالد دبا بیٹھا ہے۔ عمر نے ولید کو کتاب دی ہے مگر اب انکار کرتا ہے۔ زید کی چھڑی عمر نے غبن کی ہے جس طرح یتیم کا مال کھا جانا گناہ کبیرہ میں داخل کیا ہے ان دغابازیوں اور فریب کو گناہ کبیرہ میں داخل نہیں کیا حالانکہ یہہ سب

گناہ تخم گناہ کے درخت کی ایک ہی صورت کی شاخیں ہیں جو دل کی زمین سے پھوٹ نکلی ہیں
شریعت محمدی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کبیرہ کی مقدار کو کم و بیش بتایا اور ہر
گناہ کی سزا کی حد قرآن اور احادیث کی بنا پر چاروں اماموں نے مقرر کی ہے۔ گو دونوں فہرستوں
کے گناہ جن کو ہم نے اس مضمون کی فہرست گناہ میں درج کیا ہے گناہ کبیرہ بتائے گئے ہیں۔
مگر معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کبیرہ کی مقدار کم و بیش ہے اس لئے ہر گناہ کی سزا اُس کے مقدار کے
مطابق جس کی اُنہوں نے مقدار مقرر کی ہے اُس مقدار کے مطابق سزا بھی مقرر کی۔ چور کے
ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اور بے نمازی کو تازیانے مارنے کا حکم ہے۔ گناہ کی مقدار مقرر کرنا اور
اُس کے مطابق سزا دینا یہہ طریقہ مثل گورنمنٹ کے فوجداری قانون کے ہے۔ گورنمنٹ کا
مقصد جسمانی سزا دیکر ڈرا دینا ہے کہ سزا کی تکلیف کو یاد کر کے آیندہ کے لئے گناہ نہ کرے۔
دل اور اخلاق پاک کرنے کا مقصد نہیں ہے صرف امن قائم رکھنے کا مقصد ہے جس شخص کو
جسمانی سزا دیجاتی ہے وہ اپنی قوم اور برادری کے لوگوں سے شرمندہ ہوگا اور شرمندہ ہونا
فطرت انسانی کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ہزارہا سزایاب لوگوں کو قیدخانوں میں دیکھا ہوگا مگر کبھی یہہ
نہ دیکھا ہوگا کہ کسی نے توبہ کی ہو اور خدا کا خوف اُس کے دل میں جسمانی سزا سے پیدا ہوا ہو توبہ
کی تعریف کے پہلوؤں سے ایک پہلو یہہ ہے کہ سب گناہوں کو ترک کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو۔ شریعت
محمدی میں صرف اُس گناہ کبیرہ کی سزا دیجاتی ہے جو گناہ صادر ہوا اور اُس کا ثبوت قاضی کی
پیشی میں ہو اور گناہ جو خفیہ کئے جاتے ہیں گنہگار کو مجرم قرار دینے کا کسی کو مجاز نہیں ہے۔ ان
تمام باتوں سے یہہ پایا جاتا ہے کہ مثل گورنمنٹ کے لوگوں کی گردنیں اور شکنجہ قانونی ہتھیاروں
کے نیچے لیکر جرم سے باز رکھنے کا ہے دل میں توبہ پیدا کرنے کا نہیں ہے + انسان کے دل اور
سرشت میں گناہوں کی جڑ ہے جدھر سے گناہ پھوٹتے ہیں اسکو نہیں دیکھا اور صرف اُن برے فعل
کو گناہ ہے اور تعداد بتائی ہے جو انسان سے صادر ہوتے ہیں۔ مبارک ہو مسیح خداوند کو جس نے
ہم کو بتایا کہ تمام خباثتیں دل میں بھری ہیں اور وہی انسان کو ناپاک کرتی ہیں۔ (مرقس
۷: ۲۳) +

جب مسیحی مذہب کا آفتاب طلوع ہوا (مسیح آیا) تو اُس نے اپنے ذاتی برتاؤ سے بتایا کہ ہم کو لوگوں کی مجموعی حالت سے کچھ سروکار نہیں۔ غلام اپنے مالک کی اطاعت کرتے تھے اور مسیح دیکھتا تھا بجز اسکے جو برائیاں اور خرابیاں اُس کے زمانہ میں جائز تھیں اُن کی مذمت اُس نے نہیں کی۔ بایں ہمہ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ مسیحی مذہب دنیا کے لئے برکت ہوا۔ روحانی شائستگی کو اُس نے پھیلایا۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیونکر؟ اُس کا جواب یہہ ہے اُس نے انسان کی صرف باطنی حالت یعنے روحانی حالت کو بدلا جس سے خیالات۔ اخلاق اور دل پاک ہو گئے۔ مسلمانوں میں نہایت مشہور مورخ ابو الفدا ہو گذرا ہے وہ اپنی تاریخ میں جالینوس کا قول نقل کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ جو اخلاقی پاکیزگی فیلسوفوں میں ہونی چاہئے تعجب ہے کہ وہ سب مسیحی غرباؤں میں پائی جاتی ہے۔ وہ حلیم اور بردبار ہیں۔ راستکار ہیں۔ ہمدرد ہیں۔ اپنے نفس پر قادر ہیں۔ عورتوں میں بھی مسیح نے فیلسوفوں کے اخلاق ڈال دیئے ہیں اور وہ نہایت باعصمت ہیں*

گناہ طبعی اور موروثی

بعض علمائے اسلام یہہ بتاتے ہیں کہ آدم اور اُسکی نسل میں خیر و شر دونوں برابر چلے آتے ہیں۔ حضرت آدم کو خیر و شر کا علم حاصل ہو گیا تھا اور اُنکی نسل کو بھی حاصل ہے اسلئے گناہ کی طرف نظر آتی ہے اور گناہ کرتی ہے انسان طبعاً گنہگار نہیں ہے۔ حضرت آدم کی نسل میں گناہوں کے ثمر سے نظر آرہے ہیں وہ اس گناہ کے تخم کے ثمرے نہیں ہیں جسکے مرتکب حضرت آدم ہوئے تھے اور جسکے سبب بہشت سے نکالے گئے تھے۔ حضرت آدم کو گناہوں کا علم حاصل تھا اور انکی نسل ماں کے پیٹ سے گناہوں کا علم حاصل کر کے پیدا ہوتی ہے مگر گناہ اپنے دل اور اپنی طبیعت میں ساتھ لیکر پیدا نہیں ہوتی*

۲۔ ہماری ہستی۔ اخلاق اور گناہ

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ علم طبعی قوت ہے۔ جتنی چیزیں ہم جانتے ہیں علم کے ذریعے جانتے ہیں۔ گناہ کا مادہ ہمارے دل اور ہماری سرشت میں موجود ہے اور حضرت آدم کی نسل میں

آدم کی اُس حالت میں دیکھتے ہیں کہ وہ گناہ سے پاک تھے۔ مگر نسل آدم میں کوئی شخص دنیا کے تختے پر نظر نہیں آتا جو آزاد ہو*

جو لوگ آزاد ہیں اُن ہیں اپنے ہم جنسوں کی خالص محبت اور ہمدردی ہے۔ گو اُن کے ہم جنس اُنہیں طعنے دیتے ہیں۔ اُن پر بہتان لگاتے ہیں۔ اُنہیں ذلیل و خوار اور عقوبتوں میں مبتلا کرتے ہیں اور اُن سے متنفر ہیں مگر اُن کی محبت کا پیمانہ اور اُن کی محبت کا جوش کم نہیں ہوتا۔ اور بلا رعایت قوم اور مذہب ہر شخص کے ساتھ دل خوش کن مفید اور نیک برتاؤ برتتے ہیں*

ہم نے آزادی کی تعریف کی ہے کیا وہ نری تعریف ہی تعریف ہے یا اس کی عملی مثالیں بھی مل سکتی ہیں۔ اگر تم مثالیں دیکھنا چاہو تو اوپر کے زمانہ کی طرف چلے جاؤ اور چوتھی صدی عیسوی میں دیکھو تو معلوم ہوگا کہ شہنشاہ روم اور رعایا مسیحیوں کے سخت دشمن تھے۔ ہر طرح کے عذاب میں اُنہوں نے مسیحیوں کو مبتلا کر رکھا تھا مگر قحط سالی کے زمانہ میں ایک ضلع میں قحط تھا شہنشاہ کی رعایا کی کس نے مدد کی؟ کیا شہنشاہ نے؟ کیا اُسکے ہم مذہب بت پرست بھائیوں نے؟ نہیں۔ یہہ وقت ہمدردی کا تھا۔ کم زور لوگ عقابوں کے شکار ہو رہے تھے قصبوں اور دیہاتوں کی ہوا مُردے کی لاشوں کے سڑنے کے سبب متعفن ہوگئی تھی۔ اور وبائی امراض پھیل گئے تھے ان خطرناک مقاموں میں صرف مسیحی کود پڑے اور نزدیک اور دور کے ملکوں کے مسیحیوں سے روپیہ اور غلہ منگوایا اور بت پرست بھائیوں کی جنہوں نے مسیحیوں کو بھالوں کی نوکوں پر چڑھایا تھا۔ آگ میں جلایا تھا نہایت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی اور بے لوث محبت سے مسیحیوں نے انکی امداد کی اور مردہ لاشوں کو دفن کیا اور اس طرح سے اُن سے ملے جیسے بھائی بھائی سے ملتا ہے۔ اس مجموعی امداد کا اثر بت پرستوں پر کیا ہوا؟ اُنہوں نے خیال کیا کہ دشمنوں کے ساتھ ہمدردی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸ لوگوں کے اُن کاموں میں دست اندازی نہ کرے جس میں مال اور جان کا نقصان نہ ہو۔ ہم نے آزادی کی جو تعریف کی ہے اُسکا ایک حصہ ہے* ایڈیٹر

یا طبیعت انسانی کے خلاف ہی۔ مسیحیوں کا خدا سچا ہی۔ رحیم اور پاک ہی۔ اُس نے اُن کو
آزادی دی ہی اور دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے برانگیختہ کیا ہی جس کی نظیر نہ
کسی مذہب میں نہ دنیا کی تواریخ میں ملتی ہی+

رومی بڑے متقی تھے۔ رومیوں کے اخلاق بہ نسبت یونانیوں کے سطح سے زیادہ
بلند تھے اسلئے آزادی کو جسے مسیح نے مسیحیوں کے دل میں ڈالا تھا فوراً سمجھ گئے+

جب روحانی پاکیزگی اور گناہوں کا ذکر آتا ہی تو غیر مذہب کے لوگ اپنے مذہب کے چند
شخصوں کی حدیث کا بیان کرتے ہیں بجز اس کے غیر مذہب کے بہت سے گیرا نے مذہب
نے خصوصاً صوفیوں نے اپنی تصانیف اور تالیفات میں چنداں آپ کو آزاد بتایا ہی ہمیں معلوم
نہیں کہ اُن میں کس حد تک حریت اور آزادی تھی۔ وہ اپنی تصانیف میں اپنے افعال کا ذکر
نہیں کرتے۔ اُن کے تذکرے لکھے گئے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خدا سے واصل
ہو سکتے ہیں اور خدا اُن سے واصل ہوا ہی اور وہ مجذوب ہوگئے ہیں بجز اس کے تذکروں میں
اُن کی راستوں کا بیان ہی وہ اُن کے اقوال اقتباس کئے گئے ہیں۔ تذکرے نویس اُنکی
باطنی حالت کو۔ اُن کے منصب کا موں کو اُن اقوال کو اُن کے افعال سے تطبیق نہیں دیتے
اور اُن تمام فرائض کا بیان نہیں کرتے جو آزاد انسان اپنے ہمجنسوں کے ساتھ فرائض اور واجبات
ادا کرتے ہیں۔ وعظ کہنا جزو آزادی ہی غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے
پیش آنا یہہ بھی جزو آزادی ہی مگر ایک دو اصول کی پابندی سے آزادی کی پوری صورت
نہیں بنتی۔ یہہ بات قابل توجہ ہی کہ جس قدر آزادی کم ہوگی فرائض کم ادا ہونگے اور جسقدر
آزادی زیادہ ہوگی فرائض زیادہ ادا ہونگے نسل آدم کی فطرت میں گناہ گھسا ہوا ہی اور
یہی آزادی کا مزاحم کار ہے اور آزادی کی پوری تصویر بننے نہیں دیتا۔ انسان میں آزادی
کے درجہ تک پہنچنے کی قوت نہیں۔ بجز اسکے انسان کی آزادی پر بھی گناہوں کا تسلط ہی اسلئے
آزادی کو شگفتہ ہونے نہیں دیتے۔ شیطان سے خدا کی قوت زیادہ ہی اور خدا کی قوت غیر فانی
ہی۔ وہ انسانوں کی گروہ میں آیا اور مسیح کے لقب سے ظاہر ہوا۔ وہ انسانوں کو آزادی دیتا

ہی اور مقدس مقام پر پہنچاتا ہی۔ جہاں گناہ سے پہلے حضرت آدم تھے۔

۵۔ انسان کے گناہ طبعی ہیں

دنیا میں جتنے فیلسوفوں نے علم نفس پر بحث کی ہی نہایت قوی دلیلوں سے اُنھوں نے اس امر کو ثابت کیا ہی کہ گناہ انسان کی طبیعت میں ہیں اور یہہ موروثی ہیں۔ ملا جلال الدین نے کتاب اخلاق جلالی میں اس بات کا انکار کیا ہی کہ گناہ انسان کا امر طبعی نہیں ہی۔ اُنہوں نے ایک بڑی رنگین دلیل پیش کی ہی اور اپنی دلیل کو منطقی شکل کا لباس پہنایا ہی وہ فرماتے ہیں کہ

انسان کے خلق متغیر ہیں
اور جتنی چیزیں متغیر ہیں وہ طبعی نہیں ہیں
پس انسان کے خلق بھی طبعی نہیں ہیں

میں لفظ تغیر اور طبعی کی تحقیقات کے لئے علم طبعی اور علم کیمیا کے الجھاؤ میں پھنسا نہیں چاہتا۔ میں دو تین نہایت سادہ مثالیں پیش کرونگا تغیر کے معنی بدلنا ہی۔ ہم بولتے ہیں کہ ”دیکھئے اب ہوا بدل گئی“ ہمارا مطلب یہہ ہوتا ہی کہ ہوا گرم چلتی تھی اب سرد چلنے لگی یہہ بھی ہم بولتے ہیں کہ ”پانی کا ذائقہ بدلا ہوا ہی“ یعنے پانی جیسے با ذائقہ پہلے تھا اب نہیں ہی۔ ہم کو بہت سی مثالوں کے پیدا کرنے سے معلوم ہوگا کہ بہت سی طبعی چیزوں میں بھی تغیر پیدا ہوتا ہی اور ہر وقت ہوتا رہتا ہی۔ جیسا کہ ان دونوں مثالوں میں پایا جاتا ہی اور یہہ دونوں چیزیں طبعی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کمبل کیڑا کیہ بہہ منظر اور بدصورت ہی مگر بتدریج بدل کر خوشنما تیتلی ہوجاتا ہی۔ پس موجودات میں ہزارہا چیزیں طبعی ہیں جو متغیر ہیں اور جن کے نام اور جنکو تغیر ہوئے ہم بتا سکتے ہیں۔ مولانا جلال الدین نہایت روشن دماغ عالم ہیں۔ اُنکا خلق طبعی سے انکار کرنا تعجبات سے ہی۔

لفظ تغیر اور تبدل کے سادہ اور عام مستعار معنی یہہ ہی کہ ایک چیز کا دوسری چیز پر غلبہ ہو۔ ہوا گرم چل رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہوا سرد ہوگئی ہی اس لحاظ سے

ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہوا کی گرمی پر سردی غالب ہوئی نیکی اور گناہ دونوں متضاد ہیں جب
دل پر خدا کی محبت کا اور نیکی کا غلبہ ہوتا ہے اور دل اُن باتوں سے خوش ہوتا ہے جن سے
خدا خوش ہوتا ہے اور اُن باتوں سے اسکو نفرت ہوتی ہے جن سے خدا کو نفرت ہے اس سے یہہ
بات ظاہر ہوتی ہے کہ دل پر خدا کے افعال غالب ہیں اور خواہشات جسمانی یعنے گناہ مغلوب
ہیں۔ قلب کی اس حالت کو مسیحی مذہب میں دل بدلنے اور دل خدا کے نذر کرنے
سے تعبیر کیا ہے*

حضرت آدم اور اماں حوا کو خدا نے اپنے اخلاق ودیعت کیے تھے جن کو حضرت موسیٰ نے
کتاب پیدایش میں ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ مسلمان
بھی اس سے متفق ہیں۔ احادیث میں بھی یہی الفاظ وارد ہوئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے
ہیں۔ حضرت آدم اور اماں حوا خدا کے [illegible] اخلاق سے لطف اٹھا رہے تھے
وہ خدا کی رضا کے تابع تھے۔ وہ [illegible] ان کی آنکھوں میں خاص محبت تھی
اُن کی محبت کا دائرہ نہایت وسیع تھا [illegible] کو اپنی محبت کے
دائرہ میں لے لیا تھا اور [illegible] غرض جتنی صفات پاکیزہ
ہیں وہ سب اُن میں تھیں اور پاکیزگی سے جتنی راحت اور جتنی خوشی حاصل ہوتی ہے وہ سب
اُن کو حاصل تھی۔ وہ دن اُن کے لئے نہایت نا مبارک تھا جس روز شیطان سے انکا ملاپ
ہوا اور اُس کے چکمے سے ان میں حرص اور خود غرضی پیدا ہوئی حرص اور خود غرضی گناہ کی جڑ
ہے۔ اُن کی پاکیزگی میں گناہ مل گیا اور اس طرح اس کو تیرہ اور گدلا کر دیا جیسے پانی میں مٹی مل
جانے سے پانی گدلا ہو جاتا ہے۔ گناہ صرف حضرت آدم تک محدود نہ رہا تھا مگر وہ زہر یلا
مادہ جو حضرت آدم میں تھا اُن کی نسل میں سرایت کر گیا جس کا نمایاں اثر ہم حضرت آدم کی
نسل میں دیکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے بائبل میں کہا گیا ہے کہ گناہ انسان کی سرشت میں ہے اور
موروثی ہے یعنے حضرت آدم کی نسل میں گناہ بطور ورثہ کے چلا آتا ہے*

ہم اپنے مخفی کاموں پر اپنے ارادے اور اپنے افعال پر غور کرتے ہیں تو خود ہمارا دل ہمیں

شہادت دیتا ہی کہ ہم اتنے نیک نہیں ہیں۔ جتنا کہ لوگ اور ہمارے دوست آشنا ہم کو نیک سمجھتے ہیں۔ ہماری اخلاقی نیکیوں میں گناہ کا دھواں مخلوط ہو گیا ہی۔ لوگ صرف چراغ کی روشنی کو دیکھتے ہیں مگر خوبصورت طاق کو نہیں دیکھتے جس کو دھوئیں نے سیاہ کر دیا ہی۔

انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک سیاہ ہی اور دوسرا سفید ہی۔ جب انسان زندگی کے سیاہ پہلو پر ہوتا ہی تو اُس کی کتاب میں جائز اور ناجائز ان دونوں لفظوں کے معنی واحد ہی وہ حکمت عملی سے۔ چالاکی اور چستی سے فریب سے وہ غیروں کے مال۔ دولت اور زمین پر قابض ہو جاتا ہی۔ اور جمہور عام کو یہہ بتاتا ہی کہ میرا حق تھا میں نے لیا۔ وہ جتنے سیاہ کام کرتا ہی سمندر کی تہ میں بیٹھ کر کرتا ہی اسلئے بجز اس کے معاون اور دوستوں کے۔ خدا کے اور اُس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے پہلو کو دیکھو تو وہ ہمدرد اور رحمدل اور فیاض نظر آتا ہی۔ اُس نے انسانوں کی بہبودی کے لئے شفاخانے۔ مدرسے اور مسافر خانے تعمیر کئے ہیں۔ کوئی حاجتمند اُسکے در پر سے ناامید ہو کر واپس نہیں جاتا۔ ہر ایک شخص جو کج روش اور بد اخلاق ہی اور اپنے خاندان کے لوگوں پر ستم کر رہا ہی مگر ناتوانوں اور دردمندوں کی مدد کرتا ہی جو اُس کے خاندان سے نہیں ہیں اور بر سر راہ بھیک مانگ رہے ہیں۔ انسان کے خواص و طبیعت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ انسانوں کا ایک عظیم الشان مجمع صرف فیاضی کے کام دیکھتا ہی جن سے خلق فیضیاب ہو رہی ہی۔ اور اُن کاموں کو نہیں دیکھتا کہ ہزارہا لوگوں کا مال بیجا طریقے سے لے لیا ہی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رند اور بدمعاش ہیں۔ ان کا دہنا ہاتھ لوگوں کا مال لوٹ رہا ہی اور بائیں ہاتھ سے غربا کی امداد کرتے ہیں۔ اُن کا نام غربا پرور کے لقب سے لیا جاتا ہی۔ یہہ فطری روشنی ہی اور ہر انسان کی طبیعت میں ہی جس کو حضرت سلیمان نے ان الفاظ میں ادا کیا ہی کہ "آدمی کی روح خداوند کا چراغ ہی" (امثال باب ۲۰ آیت ۲۷) بعض لوگ تو صرف ناموری کے فیاضانہ کام کرتے ہیں اور بعض ایسے لوگ ہیں کہ فیاضانہ کام کے لئے اُن کا دل اُنہیں مجبور کرتا ہی اور وہ کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگ بھی دیکھتے ہیں کہ صرف آخرت میں اجر کی امید پر غربا کی مدد کرتے ہیں میں اسوقت انسان کی فطرت کی اور اُس کی خواہشات کی تاریخ لکھنا نہیں چاہتا اسلئے

مختصر الفاظ میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ کل انسانوں کے مجمع پر نظر ڈالو تو یہہ ظاہر ہوگا کہ انسان کے دل پر گناہ غالب ہیں کیونکہ اُس کے ہر کام میں جو وہ کرتا ہی خدا کے نام پاک کی عظمت اور بزرگی ہونے کی خواہش نہیں پائی جاتی +

اس سے کسی کو انکار نہوگا کہ ہر انسان کے افعال میں گناہ کے آثار پائے جاتے ہیں اگر چار ہزار برس پہلے انسان جھوٹ بولتا تھا۔ فریب دیتا تھا تو اب بھی یہہ افعال ہر ملک کے لوگوں میں سرزد ہوتے ہیں۔ آب و ہوا نے انسان کے رنگ کو بدل دیا۔ جو سیاہ تھے سرد ملکوں میں آباد ہونے سے سرخ رنگ ہو گئے مگر کسی چیز نے انسان کے گناہوں کو نہیں بدلا۔ اس لحاظ سے کہا جاتا ہی کہ گناہ انسان کی فطرت میں ہیں اور موروثی ہیں +

مسیحی خدا شناسی

خدا وند عالم کے موجود ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہی بلکہ اُس کا موجود ہونا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہی اور اس امر کا یقین کرنا ہر شخص کی فطرت میں داخل ہی مگر جیسا کہ وہ ذات پاک ہی ایسا نہ کسی کی عقل سمجھا سکتی ہی اور نہ آجتک کسی نے سمجھا یا اور نہ ویسا آجتک کسی نے سمجھا اور نہ سمجھ سکے۔ ہاں اتنا ضرور ہر شخص سمجھا سکتا ہی کہ وہ ہر شی کا خالق ہی ہر شی کا مالک ہی ہر شی پر قادر ہی سب اسکے سامنے مجبور ہیں اُسکی عزت او رجلال کے سامنے کسی کی کچھہ بھی ہستی نہیں ہی +

ہر ملت اور ہر عقیدے کے لوگ یہہ جانتے ہیں اور اُنکی عقل بھی قبول کرتی ہی کہ خدا کی ہستی کی کوئی ایسی دلیل نہیں ہوسکتی جسکے خلاف کوئی اعتراض یا عذر باقی نہ رہے اور فی الحقیقت اگر ایسا ہوتا تو ایمان کی گنجائش ہرگز نہ رہتی اور انسان کی آزمایش کی حالت بھی جو اُس کے ایمان کی کسوٹی ہی غیر ممکن ہوتی سب سے اوّل خدا کی ہستی کا خیال انسان کے باطن میں پیدا ہوتا ہی اور جب اس باطنی شہادت کو بیرونی شہادت مل جاتی ہی تو مضبوط ہو کر اُسکے ایمان کو زیادہ استحکام ہوتا ہی

خواہ کہیں کوئی زمانہ تک خیال کرو کوئی ملک خواہ کیسا ہی ہو اور کیوں نہ ہو کوئی قوم خواہ کیسی ہی وحشی
کیوں نہ ہو سب کے دل کسی نہ کسی طرح اثبات کے قائل ہیں کہ خدا ہے اور یہہ عام بات ہے کہ عالم
میں علت اور معلول دونوں کا تسلسل خود علت اولی پر دال ہے اور سب سے بڑھکر شہادت وہ ہے جسکو
کانشنس یا نور قلب کہتے ہیں +

گو خداوند عالم کی ہستی کا خیال ایک عالمگیر خیال ہے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُس پاک
ذات کی بابت اکثر لوگ بیہودہ اور گندے تصور بھی باندھتے ہیں ہم اپنے ہندوستان کے تمام
مذاہب پر غور کرنے کے بعد یہہ پاتے ہیں کہ خداشناسی کے تصور کیساتھ ساتھ اُن میں چار بڑی
بڑی تعلیمیں بھی خلط ملط ہو گئی ہیں - مثلاً

(۱) میٹیریل ازم - یعنی یہہ وہ تعلیم ہے جو سکھلاتی ہے کہ جہان ازلی مادہ سے مرکب ہے اور
ازلی قوت سے اُسکے تغیر اور تبدلات ہوتے رہتے ہیں اب ذرا غور کرو تو اس تعلیم کا نتیجہ یہہ ہو گا کہ
عالم میں خدا کی گنجائش نہیں رہتی +

(۲) پنتھی ازم - یعنی ہمہ اوستی تعلیم جو خدا اور جہان میں کچھہ امتیاز نہیں کرتی بلکہ یہہ
سکھلاتی ہے کہ خدا آپ ہی کرتا ہے اور آپ ہی کراتا ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خالق اور مخلوق
میں کوئی فرق نہیں - خالق ہی خیر و شر کا بانی ہے +

(۳) ڈی ازم - اس تعلیم کا مقصد یہہ ہے کہ خدا نے اس جہان کو تو بنایا لیکن اب اُسکے
انتظام میں دخل نہیں دیتا اس طرح یہہ تعلیم خدا کو اس جہان سے بے تعلق ٹھہراتی ہے یا یوں
ہو کہ خدا ہمیشہ کے لئے یہ کام سے سبکدوش ہو گیا +

(۴) اگناسٹی سزم - یہہ تعلیم خدا کی ہستی کا نہ اقرار کرتی ہے اور نہ انکار اور اپنے دعوی کی
دلیل یہہ بیان کرتی ہے کہ انسان میں ایسی قوت نہیں ہے جس سے وہ خدا کا خیال کرے یا اُس سے
رفاقت رکھ سکے +

ان چاروں تعلیموں پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداشناسی کی کیسی غلط تعلیم لوگوں
میں پھیلی ہوئی ہے لارڈ ملکن نے کیا خوب فرمایا ہے کہ یہہ بدتر ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کی بابت

خدا کو اُس کی خلقت سے جُدا نہیں کرتی وہ ایسی اخلاقی تعلیم کا مجموعہ ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا وہ انسان کو بتلاتی ہے کہ خدا اُسکا باپ ہے اور یوں یہہ رشتہ بتلا کر کل بنی آدم سے اپنا اتحاد ظاہر کرتی ہے۔

یہہ بات بھی بڑی غور طلب ہے کہ جیسا خداشناسی کا علم کچھہ نہ کچھہ ایک عالمگیر خیال ہے ایسا ہی خدا کے باپ ہونیکا تصور بھی علاوہ مسیحی مذہب کے دیگر مذاہب میں کچھہ نہ کچھہ پایا جاتا ہے جسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو باپ جاننے کے لئے کسی نبی یا الہام کی چنداں ضرورت نہیں ہے

ایک مشہور قصہ یاد پڑتا ہے یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی کسی پارسی مندر میں گئے اور وہاں آگ جسے پارسی لوگ مقدس سمجھتے تھے روشن دیکھی یہودی نے پارسی پوجاری سے پوچھا کیا تم لوگ آگ کی پرستش کرتے ہو اُس نے جواب دیا کہ آگ کی تو نہیں مگر یہہ ایک نشان سورج کا ہے یہودی نے پوچھا تو کیا تم سورج کی پرستش کرتے ہو جواب دیا نہیں وہ تو صرف ایک ایسے نا دیدنی نور کا پرتو ہے جو تمام موجودات کو قائم رکھتا ہے اسپر پارسی نے پوچھا تم اس خالق کا کیا نام رکھتے ہو یہودی نے جواب دیا کہ یہوواہ ایڈونائی یعنی خداوند جو تھا اور ہے اور ہوگا پارسی نے یہودی سے کہا کہ تمہارا یہہ نام جو تم خالق کو دیتے ہو نہایت شاندار ہے مگر معانی تم کو تو اس نام سے خوف معلوم ہوتا ہے جیسا مسیحی فوراً سامنے آیا اور کہا کہ ہم اُسے اپنے باپ کہکر پکارتے ہیں یہہ سنتے ہی یہودی اور پارسی ایک دوسرے کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور مسیحی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا یہہ نام حقیقت میں بہت ہی پیارا اور بلند رتبہ کا ہے لیکن یہہ کہو کہ کسطرح حوصلہ ہوا کہ اُس ابدی اور ازلی ہستی کو اس نام سے پکارو اسنے جواب دیا کہ خود باپ نے نہیں ایسا ہی کہکر پکارنا بتلایا اور اسکے بعد انہیں انجیل کی اُس خلاصی کی خبر دی جو تمام عالم کے لئے خود خدا نے مجسم ہوکر تیار کی ہے اور وہ دونوں ایمان لائے اور آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر خدا کو اپنا باپ اور کل بنی آدم کو اپنا بھائی جانکر اپنے گھر کو سچے ایمان کے ساتھہ پھرے۔

اس روحانیت اور ربّانیت اور خدا کے باپ ہونے کی تعلیم کے علاوہ مسیحی مکاشفہ میں ایک اور نادر بات یہہ پائی جاتی ہے کہ خدا نے کل بنی آدم کے لئے حقیقی راہ خود تیار کی تاکہ وہ اس لائق بنے کہ اُس پاک ذات کی شراکت میں رہ سکے نیز یہہ کہ جو وعدہ شروع سے بنی آدم کی نجات کا خواہاں

رہا۔ ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا گرے ہوئے انسان کے پاس کھڑا ہی اور اُسکے اُٹھانے کی تدبیریں اُس
کے زخموں کا علاج اُس کے دردوں کے دُور کرنیکا ذمہ اپنی ذات سے وابستہ کرتا ہی یہہ ہم کو بتلاتا
ہی کہ خدا کیونکر مخلصی کا بندوبست اپنے انصاف کو پورا کر کے کر چکا +

بائبل میں شروع سے آخر تک ہم خدا کی آواز بنی آدم کے حق میں یہہ سنتے ہیں کہ اے آوارہ
لوٹ آ۔ جہان کے نجات دہندہ نے بھی انہیں باتوں پر زور دیکر فرمایا کہ وہ جہان پر حکم کرنے کو
نہیں بلکہ بچانے کو آیا ہی وہ آیا کہ خدا کی تمام برکتوں کو ظاہر کرے اور یہہ ظاہر کرے کہ خدا انہیں پیار
کرتا ہی اُس نے اِس محبت کو ایک خاص طور سے ظاہر کیا جسے انسانی آنکھوں نے دیکھا انسانی کانوں
نے سُنا ہاں انسانی ہاتھوں نے مس بھی کیا جس کی بابت مقدس یوحنا اپنی انجیل کی ایک
ہی آیت میں جامع طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا
بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے +

کنفوشس میں جو چینیوں کا پیغمبر ہو گذرا ہی اُسنے بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اُس نادیدنی
ہستی کی بابت جو آسمان میں سلطنت کرتی ہی کچھ بھی آگاہی رکھتا تھا سلطح بدھ نے کبھی ایک لفظ بھی
الٰہی محبت کی بابت بیان نہیں کیا اگرچہ آخر کو اُسکے پیرووں میں کچھ کچھ اسکا خیال پایا جاتا تھا
جسکے لئے وہ مسیحی تعلیم کے [illegible] ہیں [illegible] ایک ناستک دھرم میں اپنا خیال شروع کیا تھا مگر اُس کے
مریدوں میں وہ تعلیم ہمیشہ [illegible] رہی کیونکہ آخر کار انہوں نے اپنے ہادی کو خدا بنا چھوڑا +

وہ مصنفین جنہوں نے اسلام کو ہمدردی دل اور دوستانہ نگاہ سے دیکھا ہی اس بات کے بیان
کرنے پر مجبور ہیں کہ نبی عرب کا خدا ظالم وحشی اور خود انسان کو غلطی میں ڈالنے والا ہی +

اگرچہ قرآن رحیم خدا کی بابت بہت کچھ ذکر کرتا ہی مگر رحم کی اصلیت کو خدا کی دیگر صفتوں سے
بالکل دھندلا کر دیا ہی اور یوں اسلام درحقیقت مذہب کے آسمان میں زرد اور پژمردہ ہلال ہی
ہم اُس میں چاروں طرف دھندلی روشنی کا سایہ دیکھتے ہیں مگر یہہ روشنی بالکل محدود ہی قرآن کا
اللہ پیاسے انسان کی تپش کو بجھا نہیں سکتا اور نہ بھوکے گنہگار کو آسودہ کر سکتا ہی +

اب رہا ہندو مذہب اس میں بہت سے قیاسی مجسم خداوندوں کا بیان تو ہی مگر الٰہی محبت اور مخلصی

ں جس سے بے امید انسان کوئی تسلی پاسکے مگر ہاں اسقدر یعنے خدا کے باپ
ضرور کچھ ذکر ہی ان سب کے مقابلہ میں مسیح خداوند نے کیسے وثوق کے ساتھ
آدم کی نجات کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہو کے آیا ہی اور اُسکے ثابت کرنے
ہیں معجزات دکھلائے اور اُن معجزات میں اُس نے خدا کے رحم کو یوں ظاہر کیا
سوں کو چھو کر چنگا کیا وہ گنہگاروں کے ساتھ دعوت میں بیٹھکر نہیں شرمایا
انکاری اس میں ظاہر کی کہ اپنے جلالی اور شاندار تخت کو چھوڑ کر بیت اللحم
نگار انسان کے بچانے کے لئے پیدا ہوا وہ اُس غمناک نظارہ کا مرکز بنا
گلگتہ کے مقام پر دکھلائی دیا اُسنے اسبات کو ظاہر کر دیا کہ گناہ سے تباہ
خدا کے انصاف کو پورا کر کے ذات الٰہی کے لئے بعید نہیں ہی اُس نے
مبذول کرائی کہ وہ دیکھیں کہ خدا کیسا مہربان اور کیسا رحیم ہی فی الحقیقت
اُسوقت بخوبی مشاہدہ کیا جب خداوند یسوع نے گلیل میں بھیڑ کو رحم بھری
کہ یہہ مانند اُن بھیڑوں کے ہیں جنکا چرواہا کوئی نہ ہو +
نک بیان کیا اُس سے کسی کو یہہ سمجھنے کا حق نہیں ہی کہ ہم نے ایسا باور کرانا چاہا
ہر خدا شناسی کا تصور مطلق نہیں ہی ہرگز نہیں بلکہ ہمیں ہر ایک مذہب میں خدا شناسی
سب نوجوان بدھ کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی طاقت ہم سے بڑی ہی
پاسکتے ہیں اگر میں اُسے پاجاؤں تو میں انسان کو روشنی دکھلاسکوں اور اگر
تو دنیا کو بھی آزاد کر سکونگا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ یہہ ایک تحریک اُسکے دل میں
سی طرح ہم یونانیوں اور فارسیوں اور ہندوؤں کے دلوں میں ایک ایسی امید
دینے والا آئیگا اور اُنکو رہا کریگا اُنکے درمیان خدا کے تخم دکفارہ کی تعلیم کی چھپی
شاستروں اور ویدوں کی نظم میں بھی اس بات کا پتہ لگتا ہی کہ بنی آدم سے
وعدہ کیا گیا ہی +
دوسری الہامی کتابوں میں متفرق طور سے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے پڑے ہیں اور

اپنی جسمانی تعلیم کو دھندلا بلکہ بے معنی کر کے دکھاتے ہیں مسیحی پاک نوشتوں میں خدا کا انتظام مخلصی اور الٰہی محبت بڑی کمالیت کے ساتھ خدا کے بیٹے کے مجسم ہونے میں دکھلائی دیتی ہے یہہ مسیحی تعلیم کہ خدا مسیح میں ہے محض یہی نہیں ہے کہ انسان نے روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کئے بلکہ مسیحی تعلیم یہہ ہے کہ خدا نے خود انسانی ہستی کی ہیکل پر قبضہ کیا اور اسی لحاظ سے خداوند مسیح نے یوں کہا کہ میں اور باپ ایک ہیں خداوند یسوع وہی درجہ رکھتا ہے جو خدا باپ کا ہے اور یہہ مسیحی تعلیم آپ ہی مضبوط اور پائیدار ہے تاریخ میں کوئی دوسرا ایمان اسکے مقابلے کا ہمیں نظر نہیں آتا +

مسیحی کلیسیا کا ایمان یہہ ہے کہ وہ جو خدا کا بیٹا اور ہمیشہ تھا اپنی مرضی سے خدا کی یگانگت سے الگ ہو کر انسانی جامہ میں ہمیں بچانے کے لئے آیا کلیسیا کے ایمان نے مسیح کی یگانگت خدا اور روح القدس کے ساتھ بتلائی۔ اور روح القدس مسیح اور خدا باپ کی ساتھ ھر ... ارکان میں اب بھی موجود ہے ۔

پاک ثالوث کی تعلیم اعلیٰ درجہ کے فلسفوں میں بھی ممکن مانی گئی ہے بلکہ پاک ثالوث کی تعلیم کا مسئلہ ہی خدا کی بابت ہمیں درست خیال اور تصور کرنا سکھلاتا ہے۔ وہ ہمیں ڈی ازم، پنتھی ازم کی مہلک تعلیموں سے بچاتا ہے۔ ابن اللہ کے مجسم ہونے اور انسان کے مخلصی بخش مسیح میں گناہ کا کفارہ ہونے کا بیان مسیحی مذہب کے لئے ایک زوردار صداقت اور ایک زندہ امید ہے اور ایک تاریخی واقعہ کی بنا ہے یہہ مژدہ مسیحی کلیسیا آجتک دنیا میں دیتی ہے مسیحی مذہب کے علاوہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں مخلصی کے کام کو پورا کیا ہو ان میں گناہ آلودہ روح کا علاج نہیں ملتا مسیحیت گناہ کی بابت زیادہ خیال کرتی ہے اور انسان کی ضمیر کو روشن کر کے بتلاتی ہے کہ وہ اپنی کرتوتوں کا ذمہ وار ہے اور اُسے خدا کے نزدیک آنا سکھلاتی ہے پینتھی ازم۔ خالق کو اپنے مخلوق کے ساتھ ملا کر الٰہی ہستی کو گناہ کا بانی بتلا کر انسان کے دل سے اخلاقی قانون کو توڑتی ہے +

ہندوستان مذہبی خیالات کے لئے مشہور ہے مگر یہاں کے لوگ بے امیدی کے دریا میں ایسے غوطہ کھاتے ہیں کہ انہوں نے دوسروں کے بچانے کی امید قطعی چھوڑ دی۔ قریب قریب ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اپنے کاموں سے ہمہ اوستی خیالات کا پابند ہے گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے ہیں اور

اگر سمجھتے ہیں تو اُسکے لئے اپنے کو ذمہ وار نہیں گردانتے اور یہہ کہکر ستے چھوٹتے ہیں کہ خدا کی یہی مرضی تھی ہماری تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا برعکس مسیحیت خدا اور انسان کو ایک دوسرے کے قریب پہنچاتی ہی وہ کسی کی شخصیت کو ضائع نہیں کرتی اور انسان کے دل میں اس خیال کو جماتی ہی کہ وہ نکمہ ہی وہ آپ اپنی مدد نہیں کرسکتا اور ایک رہائی دینے والے کے ہاتھ تک اُسکو پہنچاتی اور گناہ کی بابت اُسے قائل کرکے سکھلاتی ہی کہ مسیح کو اپنا منجی مانے ہندوستان کے لوگوں میں اس بات کی بڑی ضرورت ہی کہ اُن میں راستبازی کی بھوک اور پیاس محسوس کرائی جائے تب وہ مسیح کے پاس آسکینگے ابھی تک انہوں نے مسیحی حقیقت کو دریافت نہیں کیا اِس لئے وہ خدا کی محبت کی قدر نہیں کرتے اُنہوں نے ابھی خدا کو نہیں دیکھا کیونکہ وہ اپنی ذات پات کے گورکھہ دھندوں میں ایسے پھنسے ہیں کہ وہ مسیحی منّاد کی باتوں پر دھیان نہیں لگا سکتے مسیحیت پہلے یہہ حکم کرتی ہی کہ خدائے قادر سے محبّت رکھہ اور اُسکے حکموں کو مان جسطرح دریائے یردن کے کنارے نبی باآواز بلند پکارا تھا کہ دیکھو خدا کا برہ جو جہان کے گناہ اٹھالئے جاتا ہے ایسے ہی آجکے دِن اُس برّہ کے خادم باآواز بلند یوں کہتے ہیں کہ اُس گناہ اُٹھانے والے اور رہائی دینے والے برّہ میں الوہیّت اور انسانیت کا اتحاد ہوا وہ محبت کی ڈوری جسکا ایک سرا خدا نے آدم کے گرنے کے وقت تھاما تھا اُسکا انتہائی سرا یہہ برّہ لیکر ہم تک پہنچا تاکہ ہم اُس محبت کی ڈوری کے وسیلہ سے خدا تک پہنچیں۔ خدا نے خود اپنے کو انسانی حوائج کے حوالہ کرکے رحم دلی محبت معاف کرنے کی طبیعت مخلصی۔ برکت اور کل نیک باتوں کا مرکز اپنی ذات میں بتایا اور صلیب پر چڑھکر انسان ہوکر مرگیا۔

یہہ بات تاریخ سے ثابت ہی کہ جب کبھی بُت پرستوں کے درمیان انجیل نے اُنکے دلوں میں جگہ پائی تو اسکا بڑا سبب اس بیان کا ذکر تھا کہ کیونکر صلیب پر الٰہی محبت کے اعلیٰ ظہور نے دُکھ اُٹھایا مسیحی کلیسیا کی قوت اس سبب سے باقی نہیں رہی کہ اُس میں مقدس لوگوں اور شہیدوں کے قصے رنگ آمیزی کے ساتھ ہر زمانے میں بیان ہوتے رہے بلکہ اس سبب سے کہ یسوع مسیح جو ابن آدم کہلاتا ہی اُسنے اپنے آپ کو سب کی زندگی کے لئے صلیب پر قربان کردیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پہلی تین صدیاں

میں جب مسیحی دنیا کے بادشاہوں کی اذیتوں کے تختۂ مشق بنے ہوئے تھے تو اُس نازک حالت میں مسیحی کلیسا کا برقرار رہنا امر دشوار تھا۔ مسیحی کلیسا خود خدا کی اُس بنیاد پر قائم ہوئی جو اُس الٰہی ہستی نے ناصرت کے گاؤں میں انسان بنکر اپنے کو ظاہر کیا اور جسکی قربانگاہ اُسکی صلیب تھی جس قربانی کے شعلے جلال کی طرح اُٹھتے تھے +

ہر زمانے کے لوگ جو گناہ کے ڈنک کو معلوم کر کے ترساں رہے اور اپنے فعلوں کے خطرناک نتیجہ اپنے ذہنوں میں لا کر پریشان ہوئے تو اُنہوں نے اُسکے لئے گذشتہ زمانے کے انسانوں کے قصہ سُننے میں کوئی زیادہ دلچسپی ظاہر نہیں کی چاہے وہ شعر اعتقادیا بدکیوں نہ ہو لیکن جب دنیا اُسکی بابت سُنتی ہے جو ابن اللہ تھا جو لوگوں کے درمیان رہا جسنے محبت کے تقاضے سے اپنے کو یہاں تک پست کیا کہ صلیبی موت کو بھی برداشت کیا تو سب کے سب یکایک چونک پڑتے ہیں اور بے اختیار یوں کہہ اُٹھتے ہیں کہ اس شخص کی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا +

انجیل مقدس میں ہم اکثر ایسے کلمات بھی پاتے ہیں جو خداوند مسیح کی انسانیت پر دال ہیں ہم اُسکی مجبوری کا ذکر دیکھتے ہیں وہ باپ پر بھروسا رکھتا ہے وہ اپنے کو باپ کی مرضی کے تابع بناتا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ ہم اُسکا یہہ دعویٰ بھی سُنتے ہیں کہ وہ خدا کے ساتھ ایک ہے ہم اُسکی الٰہی طاقت کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ گناہوں کو معاف کرتا ہے وہ تمام دنیا کی عدالت کرنیکا دعویٰ کرتا ہے اب ان متضاد باتوں کی بابت کیا کہا جائے ؟ کیا یہہ محض انسان اور مثل دوسروں کے مخلوق ہے جو ہر صورت میں محدود اور ماتحت ہے یا وہ خود الٰہی ذات جس نے اپنے جلال کو الگ رکھکر اپنے کو جسم کے تابع کیا ؟ کیا مسیح زمین سے آسمان کو جاتا تھا یا اوپر سے زمین کو آتا تھا ؟ کیا مسیح اپنی انگلی خدا کیطرف اُٹھا کر دکھاتا تھا یا وہ مثل خدا کے ہاتھ کے انسان تک پہنچا تھا ؟ یوحنا کی گواہی کے مطابق یسوع نے خود جواب دیا اور کہا کہ کوئی شخص آسمان پر نہیں چڑھا مگر وہ جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم۔ پولوس مسیح کے بارہ میں کہتا ہے کہ خدا جو سب کا اوپر ہے ہمیشہ مبارک ہو وہ جسکی بابت کہا گیا کہ اُسکی مانند کبھی کسی نے کلام نہیں کیا خود اپنی بابت کہتا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اُسنے باپ کو دیکھا عرض یہہ تعلیم کلیسا نے ابتدا سے اُس منجئی عالم کی زبانی سیکھی اور اس تعلیم میں سبیلی ازم اور ڈی انا

دونوں کو غلط ثابت کر کے خدا کی بابت صحیح خیال اور تصور کرنا سکھایا گیا ہے اور جو اُسکو سمجھ لیتے ہیں
وہ پکار کر کہہ اُٹھتے ہیں کہ میں نے یسوع مسیح میں اس گہرے راز کا صحیح مطلب سمجھا کہ وہ خدا کا بیٹا
ہے اور ہمیں بیگناہ ہونیکے لئے ترغیب دیتا ہے اُس نے خود غریبی اور تنگدستی اختیار کی اُس نے
ہمدردی اور محبت کا نمونہ ایسے وسیع معنوں میں دکھلایا کہ جس وسیع دائرہ میں افریقہ کے سیاہ فام
لوگوں یورپ کی مغرور قوموں ہندوستان کے غمزدہ دل کو پناہ مل سکتی ہے وہ جو آسمان میں
قادر مطلق کے ساتھہ تخت نشین تھا وہ بیت اللحم میں آیا کلوری پر مرد غمناک بنکر رنج کا آشنا ہوا
وہ جسکے ہاتھوں نے کوڑھہ کو صاف کیا غمزدہ کو خوشی بخشی مُردوں میں جان ڈالی اسی کے ہاتھوں
میں کیلیں ٹھوکی گئیں سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا ہاں اُسکے تمام او وہ دل کو چھیدے چھید اگر آخر
کار اُس نے اُسپر فتح پائی اور اُسی صلیب کی بدولت وہ دنیا کا نجات دہندہ کہلایا اور اُسی
سے یہہ صلیب ہمیشہ قائم اور بے جنبش ہے اب بتاؤ دوسرے مذہب میں کہیں بھی ایسی کوئی
خوش آئندہ آواز سنائی دیتی ہے کہ جس سے گنہگار انسان کچھہ تسکین حاصل کرے ہاسوا مسیحیت کے
اس سوال کا جواب کہیں نہیں ملتا کیونکہ وہ دل اور ہاتھہ جو گناہ کرتے کرتے قرمزی ہوگئے ہیں
صاف ہوں ـ دوسرے سب علاج اس مرض کی جڑ تک پہنچنے میں قاصر ہیں مگر مسیحیت اس مرض
کو جڑ سے کھو دیتی ہے شاید ہم صفائی سے نہ بتلا سکیں کہ یہہ کیونکر مرض کی جڑ کو کھو دیتی ہے اس کی
گواہی ہمارے دل کے اندر پیدا ہے اور جو کوئی چاہے تجربہ کرکے دیکھہ لے کہ مرض بالکل جاتا رہتا ہے
یا نہیں دنیا میں گنہگاروں کا حال ایسا ہے کہ ایک شخص گڑھے میں گرا ہوا ہے ایک مذہب کا ہادی آکر
اُسے اپنا ہاتھہ بڑھا کر نکالنا چاہتا ہے لیکن اُس کا ہاتھہ چھوٹا ہے وہاں تک پہنچ نہیں سکتا اور اُسکو اتنی
طاقت بھی نہیں کہ اُس گرے ہوئے کو نکال سکے ایک دوسرا ہادی آکر کہتا ہے کہ تم فی الحقیقت گڑھے
میں نہیں گرے ہو اُس میں کسی غلطی یا بے ایمانی کو دخل نہیں ہے بلکہ یہہ ایک حالت ہے جس میں رہنا
ضروری ہے لیکن اگر تمہیں یقین ہے کہ تم تکلیف اور مصیبت میں ہو تو میں تمہیں چند نسخے بتلاتا ہوں مقدس
تیرتھوں کی یاترا کرو برہمنوں کو کھلاؤ سیتا رام دن میں اتنی بار کہا کرو مگر اُس کی تسکین نہیں ہوتی
اسکے بعد کنفوشی اس آتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اے غمزدہ اور لاچار شخص تیرے لئے یہہ حالت بہت

بہتر ہے کیونکہ تو نے سوسائٹی کے قوانینوں کی پابندی نہیں کی تو ابھی اپنی کرتوتوں کی تھوڑی سی سزا پا رہا ہے اس کے بعد کیا ہوگا مجھے معلوم نہیں اس پر بھی تسلی نہ پاکر نبی عرب آکر یوں کہتا ہے کہ یہہ سزا تیری تقدیر میں ازل سے لکھی گئی ہے بشرطیکہ تو اسلام قبول کرے اور میرا کلمہ گو ہو تو تیرے لئے اس سے بچنا ممکن ہے پھر بدھ آتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ تو جس حالت میں اسوقت پڑا ہے اسی کو غنیمت جان صبر کر اپنی خواہشوں کو مار یہاں سے خلاصی پانے کی خواہش نہ کر خواہش کرنا بھی بہت برا گناہ ہے اور جب یہہ حالت گذر جائیگی تجھ کو نروان حاصل ہوگا گناہوں کی معافی کے لئے اپنے دماغ کو پراگندہ مت کر کیونکہ گناہ کی سزا ہونا ضروری ہے اس لئے معافی کے خیال کے خبط کو اپنے دل سے دور کر مگر اس سے بھی کچھ تسکین نہیں ہوتی تب مسیح خداوند محبت آمیز لہجہ میں آکر کہتا ہے دیکھ میں تیرے لئے ہمدردی امید الٰہی ذات کی گود سے لایا ہوں اسکو مفت لے اور تب اپنی قدرت اور رہائی دینے والے ہاتھوں کو جن سے آسمان اور ستارے قائم ہیں بڑھا کر اسے اس خوفناک گڑھے سے نکالتا ہے اور اس کے دل کو خوشی سے معمور کر کے اسے خدا کے حضور میں بےگناہ ٹھہرا کر خدا کی حمد و ستائش کرنا سکھلاتا ہے۔

مسیحیت انسان کو مسیح کے وسیلہ حقیقی اور پورے طور سے رہائی دیتی ہے یہہ انسان کا میل خدا کے ساتھ نہیں کراتی بلکہ انسان کے پاس الٰہی محبت کا مژدہ لاتی ہے انسان کو خدا کے پاس اٹھا کر نہیں لیجاتی بلکہ خود خدا کو انسان تک لاتی ہے اور یوں انسان کو پاک کر کے ذات الٰہی کے سامنے کھڑا ہونے کے قابل بناتی ہے۔

خداوند مسیح نے اپنی زندگی سے خدا کی پاکیزگی کی کمالیت کو ظاہر کر دیا ہے اپنی موت سے خدا کا رحم صلیب پر ظاہر کیا یوں مسیح کی صلیب ہمیں خدا کو دکھلاتی ہے اور بتلاتی ہے کہ خدا ہماری پہنچ سے باہر نہیں ہے بلکہ ہر وقت ہمارے نزدیک وہ قہار نہیں ہے بلکہ شفقت سے بھرا ہوا ہے۔ یہہ برکت ہم کو صرف مسیح کے وسیلے ملی ہے کہ ہم خدا کی بابت صحیح تصور کر سکیں یہہ تصور ہماری قبر کی تاریکی کو روشن کرتا ہے کنفوشی اس بدھ نبی عرب۔ یا ہندوؤں کے کسی رشی یا منی نے ہم کو خدا کا کوئی تصور ایسا نہیں سکھلایا جو ہم کو کچھ تسکین دیتا اب آپ لوگ اپنے اپنے دلوں میں ایک سوال کریں اور اسکا جواب اپنے

ہی دل میں دیکھ کے اپنے لئے فیصلہ کریں اور وہ سوال یہہ ہے :-

کیا ان باتوں سے یہہ معلوم نہیں ہوا کہ مسیح مذہب کی تعلیم سے خدا نے اپنی یکتائی روحانیت پاکیزگی ظاہر کی اور دنیا کی مخلصی کا انتظام دنیا پر مسیح خداوند یعنے اپنے اکلوتے بیٹے کی معرفت ظاہر کیا اور کیا اس وجہ سے یہہ مذہب عالمگیر ہونے کا حق نہیں رکھتا کیا مسیح جس میں خدا ہمارے اسقدر نزدیک آتا ہے اپنے رحم کو ظاہر کرتا ہے دنیا کی تمام قوموں کا خیر طلب نہیں ہے اور اپنے پاس نہیں بلاتا پھر کیوں اُس کے پاس درست راہ سے نجائیں

خدا باپ

مرقومہ پادری ڈبلیو ہوپر صاحب ڈی ۔ ڈی

(منقول از مسیحی امرتسر)

ہم مسیحی لوگ اکثر خدا کو باپ کہتے ہیں اور اسکا خاص سبب یہہ ہے کہ خود مسیح خدا کو یا تو اپنا باپ یا عموماً باپ اکثر کہا کرتا تھا۔ یہہ محاورہ مسیحی دین کے سوا صرف ایک ہی چھوٹے فرقے یعنے برہمو سماج میں پایا جاتا ہے اور برہمو خود اسکے مقر ہیں کہ ہم نے یہہ محاورہ مسیحی دین سے لیا ہے ہاں ہندو لوگ خدا کو باپ کہنا بُرا تو نہیں سمجھتے مگر ایسا استعمال کم کرتے ہیں۔ اور ان کی دینی کتابوں میں بھی ایسا ذکر بہت ہی کم آتا ہے اور محمدی لوگ اس کی بڑی مخالفت کرتے ہیں بلکہ اکثر خدا کو باپ کہنا کفر بھی سمجھتے ہیں۔ پس اس کا کیا سبب ہے کہ مسیحی لوگ یہہ مسئلہ کہ " خدا باپ ہے " بڑی سرگرمی سے مانتے ہیں؟ یہہ کہ اس سے اُن کے دین کے دو بڑے ضروری مسائل یعنے خدا کی شخصیت اور اُسکی محبت ثابت ہوتے ہیں +

آج کل بہت سے ہندوؤں کے خیالات بہت کچھ بدل گئے ہیں۔ مگر حقیقی ہندو مذہب میں جو شئی غیر محدود۔ غیر متبدل اور سب کا مبدا اور منبع ہے اُس میں شخصیت نہیں اور جس میں

شخصیت ہی وہ ازلی نہیں ہوسکتی اور یہ سب کا مبدا اور منبع ہوسکتی ہی یعنے جس شی کو ہندو لوگ سب
کی اصل مانتے ہیں انمیں شخصیت نہ ہونے کے باعث وہ اسکی عبادت نہیں کرتے اور جسکی وہ عبادت کرتے ہیں
اسکو وہ سب کی اصل تسلیم نہیں کرتے پس اگرچہ لفظ خدا کا ہندی ترجمہ اکثر ایشور یا پرمیشور سمجھا جاتا ہی پھر بھی دونو
کے معنی میں زمین آسمان کا فرق ہی کیونکہ ہندو لوگ جسے ایشور کہتے ہیں وہ نہ ازلی ہی نہ اصلی اور جس کو وہ ازلی
اور اصلی مانتے ہیں وہ ایشور نہیں ہوسکتا لیکن باپ میں شخصیت ہمیشہ پائی جاتی
ہی والد سے اولاد خود بخود پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ دیدہ و دانستہ اُس کا باپ ہوتا ہی۔ اسی
طرح خدا نے دیدہ و دانستہ مخلوقات کو پیدا کیا پس محمدی لوگ جو اس مسئلہ کے منکر ہیں خدا کو باپ
کہنا کیوں کفر سمجھتے ہیں؟ اسکا ایک سبب تو یہ ہی کہ آدمیوں میں اولاد فقط باپ سے پیدا نہیں
بلکہ ماں سے بھی اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم خدا کو باپ کہیں تو کسی اور کو تسلیم کرنا پڑیگا جو اُس سے
عورت کا سا تعلق رکھے۔ البتہ یہہ تو تکلف ہوتا مگر دانشمندوں کے لئے یہہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ انسانی
تشبیہ خدا کی طرف صرف ایک خاص حد تک منسوب کی جاتی ہی اور اس پر باپ کا لقب ایسے کامل
طور پر صادق آتا ہی جیسا انسان پر مخلوقیت کے باعث نہیں آسکتا۔ لیکن محمدیوں کی مخالفت
کا دوسرا سبب یہہ بھی ہی کہ اگرچہ وہ خدا کی شخصیت اور خودمختاری اور قدرت پر بڑا زور دیتے ہیں
پھر بھی اس کی محبت سے ناواقف ہیں اور باپ کو محبت کرنا لازم ہی۔ خدا کی رحمت کا تو وہ بہت
ذکر کرتے ہیں مگر رحمت اور محبت میں بڑا فرق ہی۔ رحمت اور مہربانی تو سارے جانداروں پر ہوسکتی
ہی مگر محبت صرف ان سے ہوسکتی ہی جو خود محبت کرنے کے قابل ہوں یا ہوسکتے ہوں۔ یعنے محبت
صرف انسان سے ہوسکتی ہی۔ چنانچہ کتب مقدسہ میں خدا جو کل مخلوقات کا خالق ٹھہرتا ہی ان سب کا
بلکہ نباتات اور حیوانات کا بھی باپ نہیں کہلاتا اور فقط فرشتوں اور آدمیوں کا باپ کہلاتا ہی۔
دیکھو متی ۶ : ۲۶ جہاں اگر خدا پرندوں کا باپ کہلا سکتا تو ایسا کہلانے کا موقع تھا۔ اسکا سبب
معلوم ہوتا ہی کہ اگرچہ خدا سب پر مہربان ہی (زبور ۱۴۵: ۹) تو بھی جس طرح باپ اپنی اولاد سے
اس واسطے محبت رکھتا ہی کہ وہ شخص ہو کر محبت رکھنے کے قابل ہیں اسی طرح خدا فقط فرشتوں
اور آدمیوں سے اس لئے محبت رکھتا ہی کہ وہ مجھ سے محبت رکھنے کے قابل ہیں۔ لہذا انجیل میں

جو خدا کی ابوبیت کا خاص ذکر ہی اُس میں یہہ مسئلہ بھی ہی کہ "خدا محبت ہی" یہہ دونوں ایکدوسرے سے لازمی تعلق رکھتے ہیں +

لیکن خدا مخلوقات سے جو کام رکھتا ہی اُسکی اصل اور گویا نمونہ خود خدا کی ذات میں پایا جاتا ہی چنانچہ اسکی ابوبیت بھی اصل و نمونہ اسی کی ذات میں موجود ہی۔ اگرچہ کتب مقدسہ میں کل فرشتے اور آدمی خدا کی اولاد کہلاتے ہیں مگر پھر بھی ایک ہی جو بالکل خاص طور پر اور خاص معنی میں اسکا بیٹا کہلاتا ہی۔ دیکھو زبور ۲ : ۷ کہ جہاں مسیح اپنے کو یا نبی پیغمبر کرکے کہتا ہی " خداوند نے مجھ سے فرمایا کہ میرا بیٹا تو ہی آج میں تیرا باپ ہوں"۔ لیکن اس عمیق امر کا ہم اور بیان نہیں کرتے کیونکہ آگے چلکر اسکا مفصل بیان کرنے کا ارادہ ہی۔ پس اس وقت دو اور باتوں کا مختصر ذکر کرکے ختم کرتے ہیں۔ ایک یہہ ہی کہ اگرچہ ہندوؤں کا تریبہ اور مسیحیوں کا ثالوث آپس میں ظاہری مشابہت رکھتے ہیں پھر بھی یہہ حقیقی نہیں کیونکہ ان کے تریبہ کے بڑے بڑے دیوتے بےشخصیت براہم کے محض مظہر ہیں پس فی الحقیقت ہندوؤں کے نزدیک تریبہ نہیں بلکہ چتر بیہ ہی اور چاروں میں سے جو اعلیٰ اور باقی تینوں کی اصل ہی وہ بےشخصیت ہی اس کے برعکس مسیحی دین میں الوہیت کی جو اصل ہی وہ باشخصیت ہی یعنے باپ ہی اور باپ ہونے کے سبب وہ نہ صرف باشخصیت بلکہ محبت بھی ہی۔ دوسری بات یہہ ہی کہ جب خدا خاص طور پر اور خاص معنی میں مسیح کا باپ ٹھہرا تو جو آدمی مسیح سے ایسے پیوستہ ہیں جیسے درخت میں شاخیں اور بدن میں اعضا پیوستہ ہوتے ہیں وہ بھی مسیح کے سبب سے خاص طور پر اور خاص معنی میں خدا کی اولاد ٹھہرتے ہیں (رومیوں ۸: ۲۹) چنانچہ کتب مقدسہ میں اگرچہ خدا سارے آدمیوں کا باپ ٹھہرا تو بھی یہہ محاورہ مسیحیوں کی نسبت بہت ہی زیادہ آتا ہی ہاں لوقا ۱۵: ۱۱-۲۱ سے ظاہر ہی کہ بے دین آدمی بھی آدمیت کے سبب خدا کی اولاد ہیں مگر اسی مقام سے یہہ بھی صاف ظاہر ہی کہ جب وہ خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں اُسی وقت اُن کو اس رشتہ سے کچھہ فائدہ ہوتا ہی +

خدا باپ

اوپر ہم نے بتایا کہ مسیحی دین میں خدا اسلئے باپ کہلاتا ہی کہ اُس
کی ذات میں شخصیت اور محبت ظاہر ہیں - اب ذرا سوچیں کہ شخصیت کے لئے کیا کچھ لازم ہی سب
ذی عقل اشیا میں یہ خصوصیت ہی کہ وہ اپنے سے متفرق اشیا کو وہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں معلوم
کر سکتی ہیں اور انسان میں اس کے علاوہ یہ بھی خصوصیت ہی کہ وہ اپنی شئی کو معلوم کر کے
اپنے سے متعلق جان سکتے ہیں - اب اگر خدا میں شخصیت ہی تو یقین ہی کہ وہ بھی اپنے سے
متفرق اشیا کو معلوم کرتا ہی - وہ یہ بھی معلوم کرتا ہی کہ وہ شئی اگرچہ مجھ سے متفرق ہی پھر بھی میرے
علم کا مورد ہو اور وہ شئی مجھ سے بالکل متعلق ہی لیکن وہ شئی کیا ہو سکتی ہی؟ البتہ جب سے مخلوقات
خلق ہوئی اُسی وقت سے وہ خدا کے علم کا مورد ہی لیکن خلقت سے پہلے وہ مورد کیا تھا - کیا خدا ازل
سے باشخصیت نہیں ہی یا اُس کی ازلی شخصیت ثابت کرنے کے لئے کیا ہم دنیا کو بھی ازلی تسلیم
کریں؟ ہرگز نہیں - یہ دونوں خیال غلط ہیں - یا یہ کہ خدا کی ازلی شخصیت ثابت کرنے
کے لئے یہ تسلیم کرنا ضروری ہی کہ اُسکے علم کا مورد اُس سے علیحدہ نہیں بلکہ اُس کی ذات میں
شامل ہی اور دونوں کا علاقہ بھی اُسی ذات میں شامل ہی پس خدا کی شخصیت اور انسان
کی شخصیت میں یہہ ایک بڑا فرق ٹھہرا کہ خود شناسی کے لئے جو تین اشیاء لازم ہیں یعنے عالم
اور معلوم اور دونوں کا ملانے والا علاقہ اُن میں سے دوسرا اور تیسرا خدا کی ذات سے تو علیحدہ
مگر خدا کی ذات میں شامل +

ان میں سے تیسری شئی کا بیان ہم اس وقت نہیں کرتے آگے چلکر بیان کرنے کا
ارادہ ہی - لیکن دوسری شئی کی بابت اور دو باتیں اس وقت کہتے ہیں - ایک یہہ کہ چونکہ خدا کے
علم کا مورد خود خدا کی ذات میں شامل ہی اس لئے یقین ہی کہ اگر الٰہی اسرار پر دنیوی تشبیہیں
صادق آ سکیں) وہ خدا کے لئے آئینے اور شیشے دونوں کا کام دیتا ہی یعنے ایک تو خدا کے لئے

ازلی عکس ہی جسمیں خدا ہر دم اپنے آپکو بے کم وکاست بالکل صاف صاف دیکھتا رہتا ہی اور دوسرے جب سے خلقت ہوئی اُسوقت سے وہ ایسا وسیلہ ٹھہرا ہی جس سے خدا مخلوقات کو دیکھتا رہتا ہی اور اُن دونوں کاموں کا نتیجہ یہہ بھی ہوتا ہی کہ خدا جب اُسکے وسیلے سے دنیا کو معلوم کرتا ہی تو نہ صرف اُسکے واقعہ حال کو دیکھتا ہی بلکہ دنیا کا جو حال کہ پہلے ارادہ خلقت کیوقت اُسکے دلمیں تھا خصوصاً وہی حال اپنے علم کے اُسی صورہ میں عکس کے طور پر دیکھتا ہی بلکہ ازل سے بھی جب دنیا خلق ہوئی تھی خدا وہی ارادہ اُسی وسیلہ میں معلوم کرتا تھا اور جسطرح سے وہ خدا کے علم کا وسیلہ ہی اُسی طرح خدا جو کچھہ کرتا ہی سب اُسی وسیلہ سے کرتا ہی چنانچہ دنیا کی پیدایش اور اُسمیں کی خواہ خود مختار خواہ غیر مختار چیزوں کا انتظام یہہ سب خدا اسی وسیلہ سے کرتا ہی اس سبب سے یوحنا کی انجیل کے شروع میں لکھا ہی کہ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھہ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا ساری چیزیں اُسکے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھہ پیدا ہوا ہی اس میں سے کوئی چیز اُسکے بغیر پیدا نہ ہوئی۔ پھر عبرانیوں کے خط کے شروع میں ذکر ہی کہ اُسکے وسیلہ سے خدا نے عالم پیدا کئے اور کلسیوں کے خط کے پہلے باب کی ۱۵ سے ۱۷ آیت تک یہہ ذکر ہی کہ وہ اَن دیکھے خدا کی صورت ہی۔ کیونکہ اسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں . . . ساری چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئیں . . . اور اُسی سے ساری چیزیں قائم رہتی ہیں۔ پھر قدیم زمانہ کے مسیحی مصنف اکثر اُسے آفتاب الوہیت کی کرنوں کا مجموعہ اور چشمہ الوہیت میں سے دریا کہا کرتے تھے۔ بلکہ عبرانیوں کے خط مذکورۂ بالا میں بھی وہ خدا کے جلال کی رونق اور اُسکی ذات کا نقش کہلاتا ہی۔ (پہلے باب کی تین آیتیں) ان سب تشبیہوں سے یہہ دریافت ہوسکتا ہی کہ وہ خدا کی ذات میں شامل ہوکے تین طرح سے وسیلہ کا کام دیتا ہی یعنے خدا کی خود شناسی کا۔ خدا کے دنیا کو معلوم کرنے اور اُس میں کام کرنے کا اور مخلوقات کے خدا کو پہچاننے کا وسیلہ وہی ہی +

لیکن ان سب تشبیہوں میں ایک بڑا نقص ہی یعنے یہہ کہ ان میں شخصیت کی طرف کچھہ اشارہ نہیں فی الحقیقت خدا کی شخصیت اور انسان کی شخصیت میں جو فرق اوپر مذکور ہوا اُس کے سوا ایک اور فرق یہہ بھی ہی کہ خدا کی خود شناسی کے لئے جو معلوم شی اور عالم و معلوم کا جو علاقہ ضروری ہی وہ نہ صرف اس کی ذات میں موجود ہی بلکہ خود با شخصیت بھی ہی خدا کا جو ازلی عکس ہی وہ نہ

ت... وسیلہ ہی۔ وہ خود ازلی
...ندا سے جانا جاتا بلکہ خود اس کو جانتا بھی ہی اور خدا اور دنیا کا جو دائمی وسیلہ ہی۔ وہ خود ازلی
...و جانتا ہی جن کا وہ وسیلہ ہی اسی شخصیت کے ظہور کے لئے وہ جو کتب مقدسہ کے تھوڑے سے
مقاموں میں کلام کہلاتا ہی۔ بے شمار مقاموں میں خدا کا بیٹا کہلاتا ہی اور کلیسیا میں اگرچہ وہ
دونوں ناموں سے مشہور ہی پھر بھی بیٹے کے نام سے بہت ہی زیادہ مشہور ہی لیکن اس کے
ساتھ یہہ بھی یاد رکھنا ضرور ہی کہ اس کی ابنیت انسان کی ابنیت میں آسمان اور زمین کا فرق ہی ایک
تو جیسا ہم کہہ چکے ہیں اس ولادت میں ماں کے ہونے کی کچھ ضرورت نہیں اور دوسرے آدمیوں
میں جو بیٹا باپ کے بعد ہی پیدا ہوتا ہی یہہ بات خدا بیٹے پر صادق نہیں آتی بلکہ اس کی ولادت
ازلی ہی بیٹے کوئی ایسا وقت کبھی نہ تھا جس میں وہ مولود نہ رہا ہو ازل سے وہ خدا باپ سے
مولود ہوتا بھی اور ہوا بھی ہی +

اگر پوچھا جائے کہ خدا کی خود شناسی کا وسیلہ یا شخصیت کس طرح ثابت ہو سکتا ہی تو ہم یہہ
جواب دیتے ہیں کہ محبّت بھی جیسا ہم اوپر کہہ چکے ہیں خدا کی ذات میں شامل ہی اور محبّت کو محبوب
کی شخصیت لازم ہی۔ خدا کی ازلیت اور دنیا کی مخلوقیت کے ثابت کرنے کے لئے جس طرح اس
کے علم کے مورد کا اسکی ذات میں شامل تسلیم کرنا ضرور ہی اسی طرح اس کی محبّت کے مورد کا
اس کی ذات میں شامل تسلیم کرنا بھی ضروری ہی اور محبّت کا مورد صرف شخص ہی ہو سکتا ہی یعنے
صرف وہی ہو سکتا ہی جو نہ صرف محبوب بلکہ محب بھی ہو سکتا ہی اور یہی ازلی طرفین کی محبّت جو
خدا کی ذات میں شامل ہی اس بات کا خاص سبب ہی کہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہی شخصیت تو بیٹے کے
سوا خادم اور اور بہت قسم کے رشتہ داروں میں بھی پائی جاتی ہی مگر باپ بیٹے کے بیچ میں
جو محبت ہوتی ہی وہ بالکل مخصوص ہی اور کتب مقدسہ کے بہت سے مقاموں میں مثلاً یوحنا ۳:
۳۵ × ۱۴ : ۳۱ × ۱۵ : ۹ + ۱۷ : ۲۳ × ۲۴ : ۲۶ × افسیوں ۱ : ۶ – قلسیوں ۱ : ۱۳ میں
اس بات کا مفصل بیان ہوا ہی +

روح القدس

ہم کہہ چکے ہیں کہ خدا کی شخصیت انسان کی شخصیت سے دو باتوں میں اختلاف رکھتی ہے یعنے ایک تو خدا کے علم اور اس کی محبت دونوں کا مورد اور اُس کی ذات میں شامل ہے اور پھر عالم معلوم اور محب محبوب میں جو علاقہ ہے وہ بھی خدا کی ذات میں شامل ہے اور دوسرے یہ کہ اس مورد اور اس علاقہ دونوں میں شخصیت بھی ہے یہی وہ سر ہے جسے مسیحی لوگ ثالوث کہتے ہیں اور اگرچہ غور کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ عقل کے برخلاف نہیں بلکہ عقل خوب روشن ہو کے اُسے جانتی بھی ہے پھر بھی عقل خود بخود یعنے الٰہی مکاشفہ کے بغیر اُسے کبھی دریافت نہ کر سکتی تھی۔ ایک شخص کی ذات میں تین علیحدہ علیحدہ شخص کس طرح شامل ہو سکتے ہیں یہ ہماری سمجھ سے باہر تو ہے اس واسطے کہ ہمارے تجربہ سے بعید ہے لیکن انجیل کو جو کوئی بغور اور بے تعصب پڑھے۔ اُس پر یقیناً روشن ہوگا اس میں باپ بیٹا اور روح القدس کہلاتے ہیں وہ نہ صرف الٰہی ذات میں شامل ہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ شخصیت رکھتے ہیں ٭

اس مسیحی عقیدے کی طرف قرآن میں جو کہیں کہیں اشارہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی خبر بہت بڑی غلطی کے ساتھ محمد صاحب کو ملی تھی۔ کیونکہ جب ثالوث کا تیسرا اقنوم کنواری مریم سمجھی گئی تو نہ صرف حقیقی اور تفرقی کفر کا خیال دل میں آیا بلکہ مسیحی عقیدہ سے ایسا بڑا فرق آگیا کہ عدد کے سوائے دونوں میں کچھ مشابہت بھی معلوم نہیں ہوتی ٭

لیکن اسلام میں دو اور مسائل ہیں جو ثالوث سے تو کچھ واسطہ نہیں رکھتے لیکن مسئلہ مذکورہ بالا کی نسبت مسیحی عقیدہ سے کچھ زیادہ متعلق ہیں۔ ایک تو اُس دین میں جبرئیل فرشتہ روح القدس کہلاتا ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ سب فرشتے انسان سے نہایت مقدم اور نہایت مقدس بھی ہیں۔ اور یہی اقرار کرتے ہیں کہ فرشتوں میں سے جو خاص مقرب ہیں اُن میں سے جبرائیل فوقیت رکھتا ہے لیکن وہ بھی مخلوق ہے اور ہم کسی مخلوق کو روح القدس نہیں کہہ سکتے ایک تو اسلئے کہ وہ قدسیت کا چشمہ نہیں

ہو سکتا اور دوسرے اس لئے بھی کہ توریت - زبور - انبیاء کے صحائف اور انجیل میں جو روح القدس
کہلاتا ہے اُس کا ایسا ذکر ہوا ہے کہ اُسے الٰہی ذات میں شامل مانے بغیر کتب مقدسہ سمجھے نہیں جاتے +
دوسرے قرآن میں مسیح خود روح اللہ کہلاتا ہے اس سے البتہ مسیح کی الوہیت جسکے مسلمین منکر
ہیں ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اگر مسیح نہ صرف خدا کی روح کی قدرت سے پیدا ہوا بلکہ پیدا ہو کے بھی روح اللہ
کہلاتا ہے تو یقین ہے کہ اس میں انسانیت کے سوائے الوہیت بھی شامل ہے لیکن مسیحی لوگ اس مسئلہ
کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ وہ الٰہی ثالوث میں مسیح کو تو او روح اللہ یعنے روح القدس کو او مانتے ہیں
لیکن روح کسے کہتے ہیں - ہندو لوگ دو طرح کے آتما مانتے ہیں - یعنے پرماتما اور جیو آتما چونکہ
پرماتما ایک ہی مانا جاتا ہے اور جیو آتما بے شمار اس لئے بہت سے اردو بولنے والے سمجھتے ہیں کہ ہم پرماتما
کو خدا اور جیو آتما کو مخلوق روح کہہ سکتے ہیں لیکن فی الحقیقت ایسا ترجمہ کرنے سے بڑا دھوکہ کھایا جاتا ہے
ایک تو پرماتما نہ تو عالم سمجھا جاتا ہے نہ معلوم - نہ محب نہ محبوب - نہ تو معبود نہ عابد - غرض نہ تو فاعل
نہ مفعول اور دوسرے جیو آتما کے لئے بھی شخصیت لازم نہیں سمجھی جاتی کیونکہ سب جمادات اور
نباتات میں بھی جو بے حس و حرکت ہیں جیو آتما تسلیم کئے جاتے ہیں لیکن روح کو شخصیت لازم ہے
جو روح ہے وہ خود شناس اور خود مختار ہے لیکن مخلوق روحیں ہیں مثلاً انسان اور فرشتگان میں خود
شناسی اور خود مختاری محدود ہیں - اس لئے ہم انہیں ارواح مطلق نہیں کہہ سکتے مگر جب مسیح نے
کہا (یوحنا ۴: ۲۴) کہ خدا روح ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ خدا روح مطلق ہے یعنے اسکی خود شناسائی
اور خود مختاری لامحدود ہے +

پس جب کتب مقدسہ میں اس علاقہ کی طرف جو باپ اور بیٹا کے بیچ میں ازل سے ہے شخصیت
منسوب کی جاتی ہے تو وہ بھی الٰہی ذات میں شامل ہونے کے باعث روح مطلق ثابت ہوتی ہے -
چنانچہ ۱ قرنتھیون ۲: ۱۰ و ۱۱ میں وہ خدا کی ذات و صفات کی گہری باتوں کا دریافت و کشف کرنے
والا ٹھہرتا ہے اور تمام کتب مقدسہ میں وہ خدا کے سب کاموں کا کامل کرنے والا ظاہر ہوتا ہے ہم اوپر
کہہ چکے ہیں کہ خدا کے سب کاموں کا وسیلہ تو اسکا بیٹا مذکور ہوا لیکن یہہ ذکر ہر جگہ پایا جاتا ہے کہ جب روح القدس
مخلوقات میں ہر قسم کی مخلوق کی قابلیت کے بموجب سکونت رکھتا ہے اسی وقت خدا کا مطلب او خصوصاً

ارادہ جو مخلوقات کے لئے پایا جاتا ہی پورا ہوتا ہی*

اثبات مسئلہ تثلیث بدلائل معقول

واضح ہو کہ منجملہ مسائل دین عیسوی کے مسئلہ توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید ادق ہی اسی واسطے اکثر مسیحی معلم اسکی تعلیم و تلقین سے قاصر ہیں نیز علما مذہب غیر مثلاً محمدی و آریہ دیانندی و نیچری و یونانی ٹبیرین وغیرہ اس مسئلہ کو خلاف عقل تصور کرکے دین عیسوی کی دولت سرمدی سے محروم رہتے ہیں تاہم یہہ مسئلہ ایسا ادق نہیں کہ عرفا جو علم معقول سے واقف ہیں نا سمجھ سکیں لہذا مسئلہ ہذا کا ثبوت معقول ہدیہ ناظرین ہے امید ہی کہ انصاف سے درگذر نکرینگے

منبصرہ

وجود یعنی مبداء آثار کی دو قسم ہیں ذہنی و خارجی پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسم ہیں اول کلی جس میں تعدد و شرکت جائز ہی ثانی جزی جس میں تعدد و شرکت ناجائز ہی پھر وجود ذہنی کی دو اور قسم ہیں ایک انتزاعی جسکا منشا انتزاع خارج میں موجود ہو ثانی اعتباری جو محض اعتبار معتبر پر موقوف ہو نیز وجود خارجی کی دو اور قسم ہیں ایک محسوس جو حواس خمسے سے پہچانا جاوے ثانی غیر محسوس یعنی معقول جو مجرد عقل سے جانا جاوے پھر یاد رکھنا چاہئے کہ عوالم خارجہ چار ہیں اولاً عالم اجسام جو محسوسات سے متعلق ہی۔ ثانیاً عالم مثال۔ ثالثاً عالم مجردات۔ رابعاً۔ عالم کلیات یہہ ہر سہ عالم معقول یعنی عالم امر سے تعبیر کئے جاتے ہیں چنانچہ مسئلہ توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید عالم معقول سے متعلق ہی اور جو عقل بالفعل کے مرتبہ سے عبور رکھتا ہی وہ اس مسئلہ کو بخوبی سمجھ سکتا ہی ورنہ اس مسئلہ کی نسبت اس کی گفتگو ایسی ہی جیسے ایک جاہل کی علم اقلیدس کی نسبت

دعویٰ نسبت مسئلہ توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید بصورت قضیہ شرطیہ منفصلہ لزومیہ یہہ ہی کہ اگر منشا انتزاع توحید و تثلیث ذات باری ہی تو مسئلہ توحید فی التثلیث و تثلیث فی التوحید حق ہی تشریح لفظ توحید و تثلیث کی نسبت صرف یہہ کہتا ہوں کہ یہہ دونوں لفظ باب تفعیل سے ہیں اور منجملہ خواص باب تفعیل کے اُسکا ایک خاصہ نسبت ہی اور معنی نسبت کے اضافت ہیں یہہ ایک متعدد خاص ہی اور توحید و تثلیث دونوں نسبت انتزاعی ہیں جو ذات باری تعالیٰ سے منتزع ہوتے ہیں لہذا توحید سے یہہ مراد ہی کہ ذات واجب الوجود واحد ہی اور تثلیث سے یہہ مراد ہی کہ واجب تعالیٰ کی ذات میں تین اقنوم یعنی شخص و فرد ہیں۔

اس مسئلہ میں امور تنقیح طلب سات ہیں اولاً کہ ذات واجب تعالیٰ بتکثر الافراد واحد ہی۔ ثانیاً ذات واحد واجب تعالیٰ باعتبار افراد ثلاثہ ثالوث ہی ثالثاً مابین اقانیم یعنی افراد کے اشتراک و امتیاز ہی۔ رابعاً باوجود صدور و خروج اقانیم یکے بادیگرے تقدم ذاتی و زمانی لازم نہیں آتا خامساً ہر اقنوم مستجمع بجمیع صفات کمال ذات واجب ہی سادساً آثار تشخیصی اقانیم میں مباینت ہی سابعاً توحید و تثلیث میں جانبین سے لزوم عینی ہی +

ثبوت امر اول کہ ذات واجب تعالیٰ بتکثر الافراد واحد ہی:-

واضح ہو کہ جمہور معقولین مفہوم واجب کو کلی مانتے ہیں اور کلی ایسے مفہوم کو کہتے ہیں کہ جسمیں عقل تعدد و شرکت جائز رکھے چنانچہ ہر کلی کے لئے خارج میں کثرت افراد کا پایا جانا ضرور ہی کیونکہ اگر خارج میں کثرت افراد نہ پائی جائے تو کلی کلی نہ رہیگی بلکہ جزئی ثابت ہوگی جسمیں عقل تعدد و شرکت کو ناجائز سمجھتے ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ درصورت اعتبار کثرت افراد خارج کے تعریفات کا بات سے کلیات نسبیہ و معقولات ثانیہ خارج ٹھہریں کیونکہ جب انکا وجود ہی خارجی نہیں تو کثرت افراد کہاں تو جواب یہہ ہی کہ عقل بمجرد نفس مفہوم کلی کے خارجی میں کثرت افراد سے منقبض نہ ہو اور بمجرد نہ پانے کسی مخصص کے خارج میں افراد پر اُسکا صادق آنا تجویز کرے اب سوال یہہ لازم آتا ہی کہ اگر ذات واجب کلی ہی تو کلیات خمسہ میں سے کون کلی ہی تو جواب یہہ ہی کہ اقسام کلیات جنس۔ نوع۔ فصل۔ خاصہ۔ عرض عام پانچ ہیں اور کلیات مذکورہ اپنے افراد کی نسبت عین یا جزو یا خارج ماہیت ضرور ہوتی ہیں پس واجب کو جنس یا فصیل کلی بتانا

مناسب نہیں کیونکہ وہ اپنی افراد کی جزو ماہیت ہوتی ہیں اس سے ذات واجب میں ترکیب کا نقص
لازم آتا ہی جو منافی ذات واجب ہی اور کلی خاصہ وعرض عام بھی ذات واجب کو نہیں کہہ سکتے کیونکہ
انکو ماہیت افراد سے کچھہ تعلق نہیں ہوتا کیونکہ یہہ دونوں کلی ذاتی نہیں بلکہ خارجی ہیں مگر ذات
واجب کو کلی نوع تسلیم کرنے میں کچھہ قباحت نہیں رہتی کیونکہ کلی نوع منفرد بلا تنزیل وتصعید کی
اپنی افراد کی عین ماہیت ہوتی ہی اگر کوئی معترض کہے کہ نوع جنس وفصل سے مرکب ہوتی ہی لہذا
ذات واجب میں ترکیب کا نقص لازم آتا ہی تو جواب یہہ ہی کہ جنس وفصل دونوں از روے مفہوم
اعتباری متغایر ہوتی ہیں اور از روے خارج متحد الذات لہذا از روئے فلسفہ تمام انواع خارج میں بسیط
ہوتے ہیں نہ مرکب اب سوال یہہ پیش آتا ہی اگر مفہوم واجب کلی ہو تو ہو مگر خارج میں تو ذات واجب کلی نہیں تو
جواب یہہ ہی کہ ہر کلی تین قسم کی ہوتی ہی منطقی عقلی طبعی انمیں سے کلی منطقی وعقلی کا وجود تو خارج میں بیشک نہیں
پایا جاتا کیونکہ کلی منطقی تو محض مفہوم کا نام ہی جسکا وجود خارجی ہوتا ہی نہیں اور کلی عقلی مجموعہ منطقی طبعی کا نام
ہی چنانچہ اُسکا وجود بھی خارجی نہیں ہوسکتا اسواسطے بانتفاع جز کلی منطقی ہوتا ہی مگر کلی طبعی
کے وجود کا خارج میں پایا جانا مسلمات سے ہی مگر اسکی نسبت تین قول ہیں قول اول یہہ ہی کہ
وجود افراد کو ہی اور کلی طبعی اس سے منتزع ہی یہہ لوگ موجود کو متشخص میں محصور جانکر کہتے کہ اگر کلی طبعی
موجود ہووے تو متشخص یا کلی موجود متشخص میں منقسم ہوگا یا کلی معدوم میں پس صورت اولی میں کلی قبل
تشخص کے متشخص ہو لازم آتا ہی اور صورت ثانی میں انضمام موجود کا معدوم کے ساتھہ لازم آتا ہی
اور یہہ ممنوع ہی مگر ان لوگوں نے نہ جانا کہ بغیر علاقہ ذاتی کے درمیان افراد اُس ذات کے معنی ذات
واحد کیونکر منتزع ہوتے ہیں اور مختلف ذات کے افراد سے نہیں ہوتے اُسکے جواب میں وہ یہہ کہتے ہیں کہ
کہ وہ علاقہ مجہولۃ الکنہ ہی یہہ اُنکی صریح نادانی ہی نہیں جانتے کہ بالبداہت وہ علاقہ مجہولۃ الکنہ افراد متعددہ سے خارج
نہیں ہی اور مراد اُس علاقہ مجہولہ سے کلی طبعی ہی اور موجود کہ جسپر احکام ترتیب اور موجودیت فقط متشخص منحصر نہیں ہی
انہوں نے معنی کلی کو نہیں سمجھا کہ در باطن تشخصات کلی ہی مندرج ہیں گو بظاہر موجود نہوں قول ثانی یہہ ہی کہ کلی
طبعی ضمن میں اشخاص کے موجود ہی انہوں نے بھی معنی کلی کو نہیں سمجھا چنانچہ بطلان اُسکا تیسرے قول سے
ظاہر ہوگا قول ثالث کہ صحیح اور معتبر ہی یہہ ہی کہ کلی طبعی کو وجود بنفسہ ہی اور مابہ الاشتراک والامتیاز شئی واحد ہی

یہ وہ ذات کلی طبعی ہے شرکت اور فردیت کہ دونوں مفہوم متغایر ہیں بطون میں اس کلی کے مندرج ہیں گو مفہوم اشتراک اور امتیاز کا جدا جدا ہو مگر شئ واحد میں بنظر وجہ اختلاف اعتباری کی ضدیت نہیں یعنی پس اس صورت میں بالکل یہہ حاجت انضمام تشخص کے ساتھ کلی طبعی کے نہ رہے اور بنفسہٖ مشترک اور کلی ہونا اسکا مشعر ہے اپنے ممتاز ہونے پر بیچ صورت افراد اپنے کے مثلاً انسان موجود ہے اور بنفس تصور اسکے کے وقوع شرکت سے مانع نہیں ہے پس بنفسہٖ مشترک ہونا اسکا مستلزم ہے اپنے صاحب امتیاز ہونے پر بیچ صورت مختلفہ واطوار متنوعہ کے لہذا پایا جاتا حقیقت واحدہ کا کہ کلی طبعی ہے افراد کثیر میں بالبداہت عقل سلیم تسلیم کرتی ہے چنانچہ ذات الہیت واحدہ کا بہ حیثیت کلی طبعی نوع منفرد بتکثر افراد موجود فی الخارج ہونا محال نہ رہا ثبوت امر دوم کہ ذات واجب تعالیٰ باعتبار افراد یعنی اقانیم ثلاثہ ثالوث ہے اسکے ثبوت میں تین دلیل ہیں پہلی دلیل نجات انسان کی احتیاج ہے جس سے ذات الٰہی میں افراد ثلاثہ کا ہونا لازمی امر ہے تشریح اسکی یہہ ہے کہ انسان کا گنہگار اور طالب نجات ہونا بدیہات سے ہے پس باریتعالیٰ بہ شخصیت واحدہ یا بہ واحد شخص ورحم گنہگار کو سزا نہیں دی اور نجات بخشنی محال ہے جبکہ عدل ورحم صفات متضادہ وجوبے اسکی اپنے اپنے اثر کے برابر متقاضی ہیں لہذا اقنوم اول کے باعتبار عدالت ضرورت ہے اور اقنوم ثانی باعتبار شفاعت بصورت ادائے کفارہ ضروری ہے کفارہ کنندہ کو درمیانی ہونا ضرور ہے جو من حیثیت الانسان انسان ہو تاکہ سزا بعین ذات مجرم اٹھاوے اور من حیثیت الالہیت الٰہی ہو تاکہ بقدرت کاملہ سزا جاودانی کو مٹا دیوے اور اقنوم ثالث کی اسلئے ضرورت ہے کہ وہ بتاثیر وترغیب بحسوبیت کفارہ بشرط ایمان انسان کو بحضور الہیت راستباز ٹھہراوے اور اطمینان دلی بخشے دلیل ثانی بعض مظاہر الہیت افراد ثلاثہ الٰہی ظاہر ہیں اولاً جمہور حکما الٰہی جملہ عالم کو مظہر ذات باریتعالیٰ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ بغیر اسکے علم باریتعالےٰ محال ہے لہذا اہم مظہر الہیت بسکا مظہر عالم اجسام ہے اقنوم ثالث روح القدس سے تعبیر کرتے ہیں ثالثاً مظہر ثانی الہیت برزخ الہیت والنسانیت ہے کیونکہ موجودات جمادات۔ نباتات حیوانات انسان اور ذات الوہیت پر منحصر ہیں اور مابین جماد ونبات کے وجود مرجان ومابین نبات حیوان وجود نخل بوجہ حس لمس وقبول لقاح ومابین حیوان وانسان کے وجود بوانہ برزخ واقعہ میں لہذا

بامکان العام مابین انسان والہیت وجود برزخ ہونا ضرور ہی پس وجود عالم پرنظر ڈالنے سے از روئے تواریخ سوائے وجود المسیح کے دوسرا برزخ الہیت وانسانیت ثابت نہیں ہوتا اور المسیح کے برزخ ہونے پر اُسکی ذات وصفات فعل کی بے نظیری دال ہی چنانچہ پیدائش اُسکی پیدائش رفتار وموت وجی اُٹھنے وآسمان پر صعود فرمانے اور مخصوصیت سے بخوبی ثابت ہی لہذا ہم مظہر الہیت کو جسکا مظہر المسیح ہی اقنوم ثانی یعنی ابن اللہ کہتے ہیں اور بلا لحاظ مظاہر مذکورہ کے مرتبہ لا بشرط شئی کے اعتبار سے ذات صمد کو اقنوم اول رب سے تعبیر کرتے ہیں +

ذات الہیت کا واحد ہونا مسلمات سے ہی

دلیل تیسری حصر افراد ثلاثہ کی یہہ ہی کہ عالم کا متعدد الانواع ہونا بدیہی ہی پس اگر ذات الٰہی میں صرف ایک ہی اقنوم ہو تو مسئلہ مسلمہ حکما ہے کہ واحد سے واحد ہی صادر ہوتا ہی ذات الہیت کا اس خلقت متعدد الانواع کا خالق ہونا محال عقل ہی چنانچہ اس مشکل کے حل کرنیکے لئے ذی عقول عشرہ کے قائل ہوئے اور یوں حساب کثیرہ حاصل ہونیکے بعد اُنہوں نے ایجاد عالم کا مسئلہ حل کرلیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرتبہ ثالث کے بعد بدلیل اضعاف ومضاعف جہات کثیرہ حاصل ہوجاتے ہیں پس جبکہ تعینات یعنی افراد ثلاثہ الہیت سے احتیاج اتحاد عالم رفع ہوجاتی ہی لہذا افراد عشرہ کا قایل ہونا صریح عقل کے خلاف ہی اور ذات واجب میں اقانیم ثلاثہ کی تسلیم کرنے میں عقل سلیم مجبور ہی +

ثبوت امر سوم کہ مابین اقانیم کے اشتراک وامتیاز ہی چونکہ کلی طبعی نوع اپنی افراد کی تمام ماہیت ہوتی ہی + اور مثل ماپ یا سانچہ کے اپنی ہر فرد پر صادق آتی ہی پس ہر فرد کا باعتبار ماہیت بسیط مشترک ہونا اور باعتبار فردیت کے ممتاز ہونا بدیہی امر ہی نہ باعتبار واحد جو محال ہی +

ثبوت امر چہارم کہ باوجود صدور وخروج اقانیم یکے بادیگرے تقدم ذاتی وزمانی لازم نہیں آتا یہہ امر ظاہر ہی کہ افراد کلی طبعی نوع میں باعتبار بروز وتمثل کے تقدم ذاتی وزمانی لازم نہیں آتا بروز وتمثل سے یہہ مراد ہی کہ ایک شئی بصورت دیگر بغیر تغیر ذات وصورت اولیٰ کے ظاہر ہو اور یہہ حکم ہر کلی طبعی پر منطبق ہی کیونکہ وہی کلی ہر فرد میں بصورت دیگر ظہور کرتی ہی لہذا اس

کلام سمجھنے کے لئے علم درکار ہے یہاں علم سے مراد عربی یا انگریزی دانی نہیں ہے مگر علم فلسفہ علم منطق علم بیان علم کلام وغیرہ وغیرہ نہ یہ کہ جیسا جسکے دل میں آیا اس نے ویسا ہی سمجھ لیا جیسا آجکل بعض مدعیان ہمہ دانی کا حال ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ خدا اپنا فضل کرے اور یہ نعمت ان لوگوں کو بارور ہو آمین

جوالا سنگھ از دہلی

لودیانہ مشن پریس ایم - وائلی مینیجر

ان کتابوں کی اطلاع جن کو، یسوع نے کہا

کے لئے مفید خیال کرتے ہیں

- ینابیع الاسلام
- شہیدان کا رتھیج
- منار الحق
- اثمار شیریں
- نبی معصوم
- راحت القلوب
- یسوع مسیح کی تعلیم
- خلعت نامہ
- عیسیٰ کی سیرت
- کیا مسیحی مذہب خدا کی طرف سے ہے؟
- مفتاح الاسرار
- بیگناہی مسیح
- بیبل پڑھنا کیوں ضروری ہے؟
- راہ نجات
- مسیح ابن اللہ
- مسیح کا جی اٹھنا
- کشف القرآن
- شہادت قرآنی مصنفہ سر ولیم میور
- عبد المسیح ولد اسحاق کندی
- رسالہ حیات محمدی مذہب کے متعلق مصنفہ مسٹر منرو صاحب
- دعوت المسلمین مصنفہ سر ولیم میور

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کتابوں میں آپ ہرگز کچھ ایسا نہ پائینگے جس سے آپ کی دل شکنی ہو بلکہ مسیحی صداقتوں کا اظہار ٹھنڈے دل سے بیان کیا گیا ہے۔

یہہ کل کتابیں آپ کو پنجاب ریلیجس ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے مل سکتی ہیں

اڈیٹر الحق

اور اسکے اُس انتظام کو پہچانے جو اُس نے گرے ہوئے انسان کی نجات کے لئے مقرر کیا ہے +

ہم اپنے ناظرین کی توجہ خاصکر الحق کی جلد سوئم کی طرف طلب کرایا چاہتے ہیں جس میں بعض اہم امور پر مضامین کا مجموعہ شایع کیا گیا ہے اور جس کی غرض صرف اسی قدر ہے کہ ہمارے غیر مسیحی احباب ذرا خیال فرمائیں کہ ہم میں اور اُن میں ایمانی فرق کیا ہے اور جو تعلیم مسیحی دین خدا اور انسان کی نجات کی بابت دیتا ہے وہ کہانتک انکے لئے انہیں ایمانی مسائل پر بالا و بلند ہے +

سال گذشتہ میں ہمارے پاس بہت سے خطوط بابت اندراج پرچہ آئے چونکہ الحق ترقی کے ساتھ شائع ہو گیا تھا ہم اُن کو درج نہ کر سکے اس سال میں انشاء اللہ جب جب موقع ملیگا ہم اُن خطوں میں سے اکثر خطوں کے خاصوں کو درج الحق کرتے رہینگے - فی الحال ایک خط پرچہ ہذا میں درج کرتے ہیں حالانکہ اب اسکے درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی کیونکہ اسکا کافی جواب جلد سوئم بابت ۱۹۰۲ء میں ہو چکا ہے - مگر اس سے اسقدر تحقیق ہو جائیگا کہ ہمارے احباب کس طرز میں اپنے کرمنامے تحریر کیا کرتے ہیں +

سال گذشتہ میں جو خطوط ہمارے پاس ہمارے محمدی احباب نے ارسال فرمائے اُن میں کثرت سے خط اس مضمون کے ہیں کہ محمد صاحب کی بابت پیشین گوئیاں تورات اور انجیل میں موجود ہیں بعض مہربانوں نے ان پیشین گوئیوں کا حوالہ بھی دیا ہے - اگرچہ جو آیات ہمارے دوستوں نے پیش کی ہیں اُنکا بارہا جواب دیا گیا ہے مگر تو بھی ہم ہم اس خاطر اپنے محمدی احباب کے اسبات کو انسب خیال کرتے ہیں کہ ہم اُن کے ساتھ ان آیات پر پھر غور کریں اکثر خطوط نہایت کرخت طرز میں تحریر ہوئے ہیں جو قابل اندراج نہیں ہیں اس لئے ہم اُن کے نفس مضمون ہی کو لیکر ناظرین کے سامنے اپنا جواب ادب سے پیش کرینگے اور سلسلہ وار اُن آیات پر غور کرینگے اور ہم بہت خوش ہونگے اگر ہمارے محمدی احباب ہم کو مطلع فرمائینگے کہ آیا اُنہوں نے ہماری اس ناچیز محنت سے کچھ فائدہ اُٹھایا یا نہیں - یا کم سے کم ہماری تحریر کا سقم ہم پر ظاہر کر دینگے +

ہم یہہ بھی یاد دلایا چاہتے ہیں کہ الحق کے ضوابط اور شرایط کی مد اول کا خیال کر کے ہم کو مخاطب کیا جائے اور ہم خود بھی اُس کی پابندی کرینگے بعض احباب نے ہماری شکایت کی ہو کہ ہم نے اول کے دو سال میں گاہے گاہے اس بات کا خیال نہیں رکھا۔ اگر اُن کا یہہ کہنا سچ ہو تو ہم نہایت افسوس کرتے ہیں اور ادب کے ساتھ معافی کے خواستگار ہیں گو دیدہ و دانستہ ہم نے ہرگز کچھہ ایسا نہیں لکھا جو ہمارے مخاطبوں کو رنج پہنچائے اور اگر نادانستہ کوئی لفظ یا فقرہ ہماری زبان قلم سے نکل گیا ہو تو خیر آئندہ را احتیاط پر کاربند ہونگے ٭

اس نئے سال سے ہم نہیں چاہتے کہ کسی کو چڑھائیں یا کوئی ہم کو مجبور کردے کہ ہم اپنی شرائط کے دائرے سے باہر جائیں بلکہ یہہ تلاش کریں کہ حق کیا ہی ؟

محمد صاحب کی بابت پیشگوئیکی تنقیح

ہمارے محمدی احباب کا یہہ دعوی کہ محمد صاحب کی بابت اگلی کتابوں میں پہلے سے خبر دی گئی ہی وہ صرف قرآن کی دو آیتوں پر منحصر ہی گو قرآن میں اکثر اور بھی اشارے اور کنائے پائے جاتے ہیں جن میں محمد صاحب نے لوگوں کو یقین دلایا کہ اُن کی بابت اگلی کتابوں میں خبر دی گئی ہی مگر یہہ آیتیں جن کو ہم یہاں پیش کرینگے وہ بہت صاف ہیں صرف حیرت یہہ بات کی ہی کہ خود محمد صاحب نے کبھی کسی خاص کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور نہ کوئی خاص مقام بتلایا کہ جہاں اُن کی خبر دی گئی ہو۔ یوں اُنھوں نے اپنے پیرووں کو ایک مشکل میں ڈالدیا کہ وہ خود اُس کو تلاش کریں۔ مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے محمدی احباب کافی غور نہیں کرتے اور نہ اگلی کتابوں کا مطالعہ اس غرض سے کرتے ہیں کہ اُن میں اُس بات کو تلاش کریں تاکہ وہ خود محمد صاحب کے ایسے اقوال اور دعووں کی پڑتال کرسکیں ٭

اب پہلے ہم وہ آیتیں قرآن کی یہاں پیش کرینگے :۔

(۱) سورۂ اعراف کے رکوع ۱۹ کے آخری حصہ میں یوں لکھا ہی "جو لوگ مانتے ہیں کہنا رسول کا جو نبی اُمّی ہی جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور انجیل میں

لکھا ہوا پاتے ہیں“ (۲) سورہ صف کے رکوع اول میں یوں لکھا ہے۔ جب کہا عیسےٰ ابن
مریم نے کہ ای بنی اسرائیل مجھکو بیشک خدا نے تمہارے پاس رسول کرکے بھیجا ہے توریت
کی تصدیق کرتا ہوا جو میری آگے ہے اور خبر دیتا ہوں ایک رسول کی جو میری بعد آئیگا
جس کا نام احمد ہے +

یہہ وہ مقام جو ہم نے قرآن سے پیش کئے ایسے ہیں جن میں محمد صاحب نے اپنی امت
کو یہہ یقین دلایا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے رسول کرکے بھیجے گئے اور اُن کی خبر یہودیوں اور عیسائیوں
کی کتابوں میں موجود ہے جو اُس وقت رائج تھیں مگر نہ تو خود محمد صاحب نے اور نہ اُنکے مریدوں
نے اہل کتاب کے سامنے اپنے اس دعوی کو کبھی ثابت کیا صرف زبان سے کہدیا اور بس +

ان آیتوں کی رو سے محمدی پر فرض ہے کہ وہ محمد صاحب کی خاطر اس کا یقین رکھے
کہ وہ خدا کے رسول ہیں مگر اہل کتاب کے سامنے وہ تب ہی سرخرو ہوگا جب ایسی پیش خبریاں
کا حوالہ اُن کی کتابوں سے نکال کر اُن کو دکھلاوے ورنہ یہہ دعوی بلا دلیل سماعت کے قابل
نہ ہوگا +

محمدی قرآن کی ان آیتوں کو اہل کتاب کے سامنے بطور حجت پیش نہیں کرسکتے کیونکہ
وہ لوگ قرآن کو کوئی ایسی کتاب خیال نہیں کرتے جس پر اُن کے ایمان کا کوئی جز منحصر ہو
مگر ہاں اہل کتاب اپنی کتاب کو محمدیوں پر بطور ایک زبردست دلیل کے پیش کرسکتے ہیں جس سے
کوئی محمدی منکر نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن میں اُن کا نام نور و ہدی ہے اور قرآن اُن کی تصدیق کرتا ہے ٹھیک ایسا
ہی جیسا کہ قرآن کے محاورے میں حضرت عیسی توریت کی (جو لفظ قرآن کے محاورہ میں اہل یہود کی کل
کتابوں پر اطلاق ہوتا ہے) جو اُن سے پہلے تھی تصدیق کرتے ہیں +

پس اگر کوئی مقام جو محمدی احباب محمد صاحب کی بابت اہل کتاب کی مسلمہ کتب سے
پیش کریں اور وہ اُن کتب کے موافق محمد صاحب کی بابت ثابت نہ ہو تو محمدیوں کو یہہ
گنجائش کہنے کی باقی نہیں رہیگی کہ ہم اُن کتابوں کو سند نہیں گردانتے +

محمدی بھائیوں نے بڑی دیدہ ریزی کرکے بہت سی آیات محمد صاحب کے اقوال

کے ثبوت میں پیش کی ہیں جن میں سے اکثر تو بالکل بے جوڑ اور بے تکی ہیں جن کو خود محمدی علما اور محققین رد کرتے ہیں مگر چند مقامات ایسے ہیں جن پر محمدی علما اور محققین ابتک اڑے ہوئے ہیں کہ وہ مقامات محمد صاحب ہی کی شان میں ہیں ہم اس سلسلہ میں صرف انہیں مقامات کو پیش کرینگے اور اُن کا مفہوم کتاب مقدس کے منشا کے مطابق دکھائینگے +

پہلا مقام پیدایش ۲۱: ۱۲ و ۱۳ ہے جہاں یوں لکھا ہے۔" خدا نے ابراہیم سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تیری نظر میں بُری نہ معلوم ہو ہر ایک بات کی حق میں جو سرہ نے تجھے کہی اُس کی آواز پر کان رکھہ کیونکہ تیری نسل اضحاق سے کہلائیگی۔ اور اُس لونڈی کی بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے +

اس کی بابت محمدی علما کا خیال ہے کہ ان آیتوں میں محمد صاحب کی رسالت کی خبر دی گئی ہے کیونکہ خدا نے اسمٰعیل کو برکت دی اور وہ برکت یوں پوری ہوئی کہ محمد صاحب اُن کی نسل سے پیدا ہو کر تمام دنیا کے لئے نبی منفرد ہوئے +

ہم اپنے مخاطبوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جو کچھہ برکت اسمٰعیل کو دی گئی وہ دنیاوی تھی کیونکہ اُن سے بارہ سرداروں کا پیدا ہونا کہا گیا تھا اور وہ برکت اُن کے بارہ بیٹوں میں پوری ہوگئی مگر خدا کی جو برکت اضحاق کو تھی وہ روحانی تھی اور وہی نبوت سے علاقہ رکھتی تھی +

جو برکت خود خدا نے ان الفاظ میں بیان فرمائی بیشک تیری جورو سرہ تیرے لئے ایک بیٹا جنیگی تو اُس کا نام اضحاق رکھنا اور میں اُس سے اور بعد اُس کی اُس کی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے قائم کرونگا اور اسمعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی دیکھہ میں اُسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بہت بڑھاؤنگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور میں اُسے بڑی قوم بناؤنگا لیکن میں اضحاق سے جسکو سرہ جنیگی اپنا عہد قائم کرونگا +

عہد جسکا ذکر اس جگہ خدا ابراہیم سے کرتا ہی یہہ وہ عہد ہی جسکا بیان پیدایش ۱۲: ۷ میں اس طور سے پہلے ہوچکا ہی۔ میں اپنی اور تیری درمیان اور تیری نسل کی درمیان اُنکی پُشت دَرپُشت کے لیے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں +

پھر یہہ لکھا ہی کہ خداوند نے ابراہیم کو دکھلائی دیکر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دونگا۔ پیدایش ۱۲: ۷ +

پھر لکھا ہی کہ ابراہیم کی نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پاوینگی پیدایش ۲۲: ۱۸ +

اسی وعدہ کو جو خدا نے ابراہیم سے کیا تھا اُسکو اضحاق کو یاد دلاکر اُسی وعدہ پر پھر تاکیداً یوں فرماتا ہی میں تیرے ساتھ ہونگا اور تجھے برکت بخشونگا۔ کیونکہ میں تجھے اور تیری نسل کو یہہ سب ملک دونگا اور میں اُس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہیم سے کی ہی وفا کرونگا اور میں تیری اولاد کو آسمان کے ستاروں کی مانند وافر کرونگا زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پاوینگی پیدایش ۲۶: ۲-۴ +

اب اسمٰعیل کے لیے جو کچھ وعدہ ہوا وہ کچھہ تو ہم اوپر بتا چکے باقی یہاں بتلاتے ہیں +

ابھی اسمٰعیل رحم ہی میں تھے کہ ہاجرہ پر سرہ نے اُسکی کوتاہیوں کے سبب سے سختی کی تو وہ بھاگ کھڑی ہوئی خدا کا فرشتہ اُسپر ظاہر ہوا اور اُسکو ہدایت کی کہ تو اپنی بی بی کی پاس پھر جا اور اُسکے تابع رہ +

اور یہہ بھی کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے تو حاملہ ہی اور ایک بیٹا جنیگی اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سبکے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بود و باش کریگا پیدایش ۱۶: ۱۰-۱۲

پھر پیدایش ۲۱: ۱۰-۱۲ میں ہم پڑھتے ہیں کہ خدا ابرہام کو فہمایش کرتا ہی کہ جو بات سرہ تیری جورو نے اس لڑکے اور لونڈی کے بارہ میں کہی کہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ اسپر خدا نے فرمایا کہ جو کچھ کہا گیا اسپر کان رکھ چونکہ ابرہام کی طبیعت کے خلاف تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو جو ہاجرہ سے پیدا ہوا تھا اُس بے سروسامانی کے

ساتھ گھر سے نکال دے۔ خدا نے انکو تسلی دی کہ میں اُن کو بہرہ مند کرونگا مگر تیری نسل اضحاق سے کہلائیگی اور اُس سے زمین کی تمام قومیں برکت پاوینگی اسی برکت سے اسمٰعیل محروم رہے یہہ برکت صرف اضحاق ہی کی نسل کو دی گئی + جس برکت کا وعدہ اسمٰعیل کی بابت کیا گیا تھا وہ انکو ملی مگر روحانی برکت جس سے دنیا کی ساری قومیں برکت پاویں جس میں بنی اسمٰعیل بھی ایک قوم ہیں وہ صرف اضحاق ہی کی نسل کو دی گئی +

ہم نے اس غرض سے پوری پوری آیتوں کو نقل کر دیا ہے کہ منصف مزاج لوگ خود سب پر غور کریں اور دونوں کی برکتوں کو میزان عقل اور انصاف میں تولیں۔ اور خود اپنے لئے نتیجہ نکالیں +

ہم ان آیتوں پر زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتے کیونکہ اُس میں بعض ایسے امور متنازعہ بھی ہیں جن پر اگر ہم کچھ لکھیں تو وہ ہمارے مخاطبوں کے رنج کا باعث ہوگا اور ہم کو یہہ منظور نہیں کہ ہم خواہ مخواہ کسی ناگوار بحث میں اُلجھیں +

آگے ہم بتلائینگے کہ خدا کیونکر یہہ وعدہ جو ابرہام سے اضحاق کی بابت کیا تھا مابعد اضحاق کی نسل سے پشت در پشت یاد دلاکر اُس وعدہ کو مضبوط کرتا رہا۔ اور ہمارے مخاطبوں کو خود بخود معلوم ہو جائیگا کہ درحقیقت جو کچھ روحانی وعدہ یا برکت پانے کی سبیل خدا نے بتلائی وہ سوا اضحاق کے اور کہیں نہیں ہو سکتی۔ باقی آئندہ +

مراسلات

جناب اڈیٹر الحق۔ آداب تسلیم۔ براہ مہربانی یہہ چند سطریں درج رسالہ فرماکر جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرمائیگا +

الحق جلد ۲ میں جناب نے لکھا ہے "اکثر محمدی قرآن کی بنا پر مسیح کی موت کا انکار کیا کرتے ہیں اور مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرنا گویا ایک تاریخی واقعہ کو غلط بتلانا ہے" جناب من۔ مسیح کی صلیبی موت

کا انکار نہ صرف قرآن ہی کرتا ہی بلکہ انجیل برناباس بھی۔ اس اختلافی واقعہ سے انکار کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ البتہ اُسکی صلیبی موت کا اقرار کرنے سے یہہ ماننا پڑیگا کہ وہ لعنتی بھی ہوا لیکن لعنت کا مفہوم تمام دنیا کے اتفاق سے خدا سے دور اور مرتد ہونا اور خدا سے برگشتہ ہونا ہی کسی جسمانی بیماری کا نام یا فقط کسی مصیبت پڑنا۔ یہہ لعنت نہیں بلکہ لعنت کا تعلق روح کے ساتھہ ہی کیا روا ہی کہ ایک راستباز کو لعنتی خدا سے مرتد اور برگشتہ کہا جاوے۔ کیا یہہ قرآن نے صداقت ظاہر نہیں کی جو مسیح کو صلیبی موت سے بچا کر لعنت کی پلیدی سے بری رکھا ۔

صلیبی موت کی خبر سنکر مسیح کا غمگین اور دلگیر ہونا اور اس سے بچنے کے لئے مُنہہ کے بل گر کر بار بار دعا مانگنا اور بھی اس کی تائید کرتا ہی ۔

اس عاجزانہ دعا کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر اپنے پیارے نبی (مسیح) کو لعنتی موت سے بچا لیا۔ فالحمد للہ ۔

یہہ بھی واضح ہی کہ ایک جگہ مسیح نے یونس کے ساتھہ اپنی تشبیہہ پیش کی ہی اور کوئی عیسائی اس سے بیخبر نہیں کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا پھر اگر مسیح قبر میں مردہ پڑا رہا تو مردہ کو زندہ سے کیا مناسبت اور زندہ کو مردہ سے کونسی مشابہت ۔

اس پیشین گوئی میں جناب مسیح نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ گو یونس کی طرح لوگ اپنے زعم باطل میں سمجھینگے کہ مسیح مر گیا لیکن فی الحقیقت میں زندہ ہی رہونگا ۔

حاکم وقت کو بھی یقین تھا کہ مسیح بالکل سچا اور بیگناہ ہی۔ اسکی عورت کو خواب میں فرشتہ دکھائی دیا جس نے بہت ڈرایا کہ مسیح کی موت میں تمہاری تباہی ہی۔ پس وہ حاکم اس معصوم کو کس طرح مجرم بنا کر قتل کرتا۔ گو شریر لوگ اسکو کتنا ہی اکسائے ۔

راقم۔ ایم۔ بی۔ پنجابی

نوٹ:۔ ہم صرف اسی قدر کہینگے کہ آپنے اس تحریر میں ہماری کن دلایل کو رد کیا۔ اڈیٹر

لودیانہ مشن پریس ایم۔ وایلی مینیجر ۱۹۰۳ء

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق
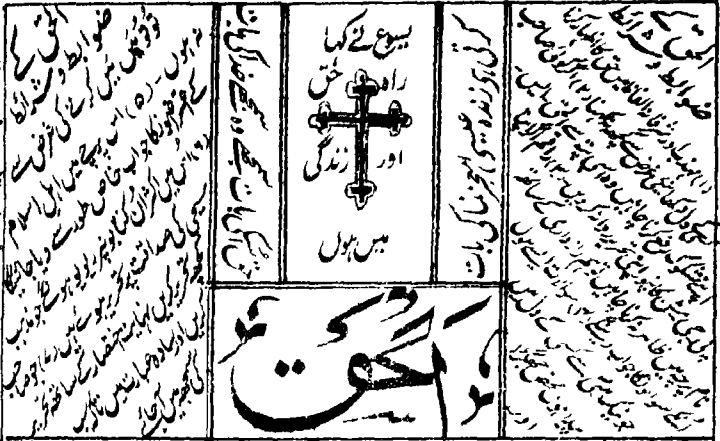
نمبر ۲ بابت ماہ فروری ۱۹۰۳ء ایس۔پی۔جی مشن کانپور جلد ۴

ایڈیٹوریل

ماہ گذشتہ کی یکم تاریخ کو دہلی میں اعلیٰ حضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کی تقریب تاجپوشی میں جو عظیم الشان دربار منعقد ہوا وہ درحقیقت ایک ایسا ہی جشن تھا جو بقول حضور نائب السلطنت لارڈ کرزن "ایک لاثانی جلسہ تھا" اور یہہ دربار ہندوستان کی تاریخ میں آئندہ نسلوں کے لئے ہمیشہ یادگار رہیگا۔ یوں تو گذشتہ زمانے میں بھی اس قسم کے موقعوں پر بڑے بڑے جشن و جلسے ہوا کئے ہیں مگر جو دھوم دھام اور شان و شوکت اور بھیڑ بھاڑ اس دربار کے وقت دہلی شہر میں تھی وہ ہرگز گذشتہ موقعوں پر نہوئی ہوگی۔ ہاں یہہ توسچ ہے کہ مغلیہ دربار اپنے خاص کروفر اور تزک احتشام کے لئے بہت کچھہ مشہور ہیں۔ مگر جہانتک تاریخ ہمارا ساتھہ دیتی ہے خیال ہوتا ہے کہ انکی ایسی تقریبات میں رؤسا اور امرا کا ایسا مجمع اور یہہ کثرت شاید ہی ہوئی ہو۔ اس دربار میں قریب سوا سو ۱۲۵ کے والیان ریاست اور راجے مہاراجے نواب اور شہزادے موجود تھے انکے علاوہ مضافات او ملحقات ہند سے بھی مشاہیر اور اکابر کی ایک تعداد کثیر مدعو تھی ممالک غیر کے مہمانوں کی تعداد بھی کچھہ کم نہیں تھی بلاد یوروپ کے اکثر امرا تشریف لائے تھے۔ عرب۔ برہما۔ سیام۔ آسام۔ جاپان۔ کابل

نیپال کے قائمقام بھی تشریف رکھتے تھے دربار کے دن ایک ایسا منظر تھا جو صرف مشرقی ہی نظروں میں چکاچوند پیدا نہیں کرتا تھا بلکہ یورپین نگاہیں بھی اُنکی بوقلمونی سے متاثر و متحیر ہو رہی تھیں سلطنت برطانیہ کی برکات امن و امان نے ایک عجیب و غریب حالت پیدا کی کہ کسی زمانے میں جو قطعہ زمین کف دست میدان اور رزمگاہ تھا جہاں سوا سو برس پہلے کئی خونریز جنگیں وقوع میں آئی تھیں اسوقت وہی میدان بزم گاہ کا کام دے رہا تھا سب سے بڑی طرفہ ماجرا یہ تھا کہ صرف اس مشہور میدان ہی کی قلب ماہیت نہیں ہوئی تھی بلکہ اس دربار میں جو والیان ملک مجتمع تھے جنکے مقدمین کبھی باہم برسر پیکار رہا کرتے تھے اب اُن کی اولاد ایک ایسے جشن طرب خیز میں اس طرح شریک تھی کہ گویا اُن جھگڑوں کا کوئی وجود ہی نہ تھا اور ایک امن و امان کے زمانے میں جسقدر باہمی ارتباط والتیام پیدا ہو سکتا تھا وہ سب موجود تھا اُن سب باتوں سے بخوبی روشن ہوگا کہ یہ دربار کیسا شاندار اور عظیم الشان ہوا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت قیصر ہند سلامتی کے شہزادے کے دلدادہ ہیں اور اُس کی خواہش ہمیشہ یہ ہے کہ اُنکی اپنی رعیت اور دیگر والیان ملک کی رعیت میں بھی صلح و سلامتی کا بازار گرم ہو ہند کے والیان ملک امن و امان رکھنے کے لئے مجبور ہیں مگر جب وہ خود سلامتی کے شاہزادہ کو اپنا سرفراز دینگے۔ اُسوقت اس خدمت کو برضا و رغبت ادا کرینگے کاشکہ وہ دن جلد آجائے کہ ہر شخص سلامتی کے شاہزادہ کو پہچانے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے ❊

کتب مقدسہ میں محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

ہم گذشتہ ماہ میں توریت مقدس سے اُس پیشگوئی کو جسکو محمدی احباب اپنے پیشوا کی بابت خیال کرتے ہیں پیش کر کے بتلا چکے ہیں کہ کلام مقدس کے اُس مقام کا اصل مقصد کیا ہے اور اُسکے متعلق دیگر مقامات کلام اللہ سے بھی ثابت کر دیا کہ جو برکت روحانی خدا نے اضحاق کو دی اُسی سے اسمٰعیل محروم کئے گئے وہ برکت وہ عہد تھا جو خدا نے حضرت ابراہیم سے باندھا کہ تیری نسل سے دنیا کی سب قومیں برکت پاوینگی اور یہی وہ روحانی برکت تھی جسکا وعدہ خدا بارہا

ابراہیم کے بعد اُسکی اولاد سے متواتر کرتا رہا اگر اسمٰعیل بھی اس برکت میں شامل تھے تو پاک کلام سے سند لاؤ کہ خدا نے اُس سے اور اُنکے بعد اُسکی اولاد سے متواتر یہہ وعدہ کیا ہو جو کچھہ وعدہ برومندی کا اسمٰعیل کی بابت ہوا تھا وہ ضرور پورا ہوا۔ اگر خداترس محمدی کتاب پیدایش ۲۸/۴ کا غور سے ملاحظہ کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ اضحاق جو یعقوب کو مخاطب کرکے برکت دیتا ہوا یہہ الفاظ کہتا ہو کہ خدا ابراہیم کی برکت تجھے دیوے اور تیرے ساتھہ تیری نسل کو بھی اس سے وہی برکت مراد ہو جو خدا نے خاص طور سے ابراہیم اور اُسکی نسل کو دی تھی کہ دنیا کی ساری قومیں اُس کی نسل سے برکت پاوینگی ورنہ باقی تمام دنیاوی برکتیں اضحاق نے نام لےلیکر یعقوب کو دیں پھر یہہ ابراہیم والی برکت کیا ہو؟

مرحوم سرسید کا یہہ خیال کہ جو وعدہ خدا نے برکت کا کیا تھا وہ صرف ملک کنعان کی زمین کا دینا تھا محض خام خیال ہو کیونکہ وہ ان الفاظ سے کہ تیری نسل سے دنیا کی سب قومیں برکت پاوینگی بالکل پہلوتہی کر گئے اور اپنے خطبات کے ناظرین کو دوسری طرف پھیر لے گئے اور ایک مغالطہ دیکر سوال کرنا شروع کر دئے کہ کیوں وہی وعدہ اور برکت اسمٰعیل سے بھی منسوب نہیں کیا جاتا جو ضحاق سے ہوا! یعنی ضحاق سے انبیا پیدا ہوئے اسمٰعیل سے بھی نبی آخر الزمان پیدا ہوا اور سند میں صرف یہہ پیش کرتے ہیں کہ اسمٰعیل کے حق میں خدا نے فرمایا کہ وہ بھی ابراہیم کی اولاد ہو ہم مودبانہ سید صاحب کے ہم خیالوں سے عرض کرتے ہیں کہ صرف اس لئے ہم اسمٰعیل سے وہ وعدہ منسوب نہیں کرتے کیونکہ خدا نے خود فرمایا تیری نسل صرف اضحاق ہی سے کہلائی گئی اور اُسی سے زمین کی ساری قومیں برکت پائینگی پس خدا کی مرضی اور حکم کے مطابق آپ اسمٰعیل اور اُسکی اولاد کو بھی ضحاق ہی کے طفیل روحانی برکت حاصل کرنے دیں آپ لوگ زبردستی کرکے اُنکے خاندان میں خدا کی مرضی کے خلاف کسی کو نبی بناکر اُنکو اور اُنکی اولاد کو ابراہیم والی برکت سے محروم نہ رکھیں پس آپکا یہہ سوال یہودیوں اور عیسائیوں سے تو ہو نہیں سکتا کہ کیوں اسمٰعیل کے حق میں بھی وہی وعدہ منسوب نہ کیا جائے؟ کیونکہ خدا نے خود اسکا فیصلہ پاک کلام میں کر دیا ہو +

سید صاحب نے عیسائیوں کی اس بات پر حیرت ظاہر کی ہے کہ اسمعیل کو دنیاوی برکت
ملی اور اضحاق کو روحانی و دنیاوی دونوں برکتیں دی گئیں اور کہتے ہیں کہ یہہ تاویل
کسی طرح صحیح نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر صرف وہی آئتیں جن کو آپ نے قطع برید کر کے
اپنے خطبہ میں درج کیا ہے پاک کلام میں ہوتیں تب بھی کسی حد تک اسمعیل ابراہیم والی
برکت سے محروم رہتے کیونکہ آپنے بھی جھجکتے ہوئے اس آیت کو پیش کیا ہے کہ تیری نسل
اضحاق ہی سے کہلائیگی +

ای ہمارے معزز ناظرین سید صاحب نے بڑی ہوشیاری سے صرف اُن آیتونکو جمع کیا ہے
جن میں ابراہیم اضحاق اور یعقوب کی دنیاوی برکتونکا ذکر ہے گویا اس سے یہہ ثابت کرنا چاہا
ہے کہ اگر اسمعیل کو روحانی برکت نہیں ملی تو اضحاق کو بھی نہیں ملی۔ ہر دو کی برکتیں دنیاوی
ہی تھیں لیکن اگر یہہ بھی ہوتا تو سید صاحب اور اُنکے ہم خیالوں کو کم سے کم اسقدر تو سوچ
لینا واجب تھا کہ پھر بھی اضحاق کی برکت کا پلہ بھاری ہے کیونکہ ابراہیم کے بعد اضحاق سے اور
اُسکے بعد یعقوب سے اُسی وعدہ کو قائم کیا جاتا ہے مگر اسمعیل کے حق میں صرف ابراہیم کے
ساتھ ایک سرسری وعدہ ہے وہ بھی صرف اس غرض سے کہ وہ بھی ابراہیم کی اولاد ہے پس اسکے
ساتھ برکت کا وعدہ ہوا اور وہ برکت اولاد کی کثرت میں پوری ہوگئی۔ مگر ابراہیم والی برکت
متواتر نسلاً بعد نسلاً یاد دلائی گئی +

سید صاحب اسمعیل کی برکت میں تین باتیں گناتے ہیں (۱) مینے اسکو برکت دی
(۲) اُسے بار آور کیا اور بہت کچھ فضیلت دی (۳) اسکو بڑی قوم کرونگا ہم کہتے ہیں ان
تینوں کے معنے ایک ہی ہیں۔ کیونکہ پہلی بات آخر کی دو باتوں کا مفہوم اپنے میں رکھتی ہے
پس آخر کی دو باتیں پہلی بات کی کھلی تفسیر ہیں پہلے بیان کیا کہ اسکو برکت ملی دوسری بات
میں اُس برکت کی خاطر اُسکو بار آور کیا اور فضیلت دی یعنی اُسکو بھی ابراہیم کی اولاد ہونیکے
لحاظ سے بار آور کیا تیسری بات میں بار آوری کو اور زیادہ مثمر کرنگا اور بڑی قوم ہوگئے اور
بڑی قوم ہو کر انکا فرض ہے کہ خدا کے فرمان اور مرضی کے مطابق ابراہیم والی برکت حاصل

کریں اور وہ صرف اضحاق ہی کی نسل سے ملنا ممکن ہی +

ابراہیم کی دوسری حرموں کے بیٹے بھی ابراہیم کے جیتےجی گھر سے رخصت کردئے گئے انکو بھی ابراہیم کی نسل سے برکت ملیگی کیونکہ آخر وہ بھی بڑھکر دُنیا کی کوئی قوم تو ضرور ہوئے ہونگے اور خدا نے دنیا کی سب قوموں کو ابراہیم کی نسل سے برکت دینے کا وعدہ کیا ہی پس خود اسمٰعیل اور انکی اولاد بھی اُس برکت کی محتاج ہی جو لوگ کتاب پیدائش میں ابراہیم کی زندگی کے حالات اور اُسکے متعلقین کے بیان کا غور سے مطالعہ کرینگے اُنکو ہماری بات کے ماننے اور ہمارے مخاطبوں کے تحکم و زبردستی کو ناروا ٹھہرانے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا +

دوسری پیشگوئی

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اُسکی طرف کان دھریو . . . . میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُس کے مُنہہ میں ڈالونگا اور جو کچھہ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو میں اُسکا حساب اُس سے لونگا۔ استثنا ۱۸ : ۱۵-۱۸-۱۹ +

اب پہلے ہم نئے عہد نامہ سے چند آئتیں پیش کرینگے جسکے مطابق یہہ پیشگوئی اضحاق کی نسل میں پوری ہوئی اور خود خداوند مسیح کی ذات میں اور اسی پیشگوئی کا حوالہ دیکر خداوند کے حواری اہل یہود کو جو تورات مقدس سے بخوبی واقف تھے قائل کرنا چاہتے تھے اور اُنکو اُس آفت سے بچانا چاہتے تھے جو اُس نبی کے نہ ماننے کی وجہ سے اُن پر آنیوالی تھی +

مقدس یوحنا کی انجیل ۱ : ۴۵ میں یوں لکھا ہی فیلبوس نے نتھانی ایل کو پایا اور اُسے کہا کہ جسکا ذکر موسیٰ نے تورات میں اور نبیوں نے کیا ہی ہم نے اُسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہی +

مقدس رسولوں کے اعمال ۳: ۲۲-۲۵ میں لکھا ہے۔ کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھاویگا جو کچھ وہ تمہیں کہے اُس کی سب سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اُس نبی کی نہ سُنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائیگا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لیکے پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے ہو جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے جب ابراہیم سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاوینگے ۔

پھر اسی مقدس رسولوں کے اعمال ۷: ۳۷ میں مسطور ہے یہہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھہ سا ایک نبی ظاہر کریگا اُس کی سنو ۔

مقدس متی ۱۷: ۵ میں خود خدا کی طرف سے ایک شہادت پیش کرتے ہیں جب کوہ پر خداوند مسیح کی صورت بدل گئی موسیٰ اور الیاس اُس سے باتیں کرتے پائے گئے تو لکھا ہے ایک نورانی بدلی نے اُن پر سایہ کیا اور دیکھو اُس بادل سے ایک آواز اس مضمون کی آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں تم اُس کی سنو۔ دیکھئے یہاں خود موسیٰ اور اُنکے ہمراہ الیاس مسیح کے تین شاگردوں کے روبرو شہادت دیتے ہیں اُن کے ایمان کو پختہ کر رہے ہیں اور سب کی شہادت پر خود خدا آسمان سے تصدیق کرکے کہہ رہا ہے کہ تم اُس کی سنو . . . مقدس حواری جب جب لوگوں کے سامنے خداوند مسیح کا ذکر کرتے تھے تو ہر موقع پر یہہ کہا کرتے تھے کہ جسکا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ اُس سے اُنکا مقصد اُن پیشگوئیوں کی طرف تھا جو موسیٰ نے اُس نبی کی بابت کیں اور مابعد زمانہ بزمانہ نبیوں نے اُسکی بابت ذکر کیا چونکہ ہم محمد صاحب کے حامیوں کی مفروضہ پیشگوئیوں کی تنقیح کر رہے ہیں۔ لہذا ہم اُن تمام پیشگوئیوں کا ذکر نہیں کرینگے جو خود موسیٰ اور دیگر نبیوں نے اس نبی کی بابت کی ہیں

صرف چند کا حوالہ پیش کرتے ہیں طالب حق خود بائبل مقدس میں مطالعہ کرے۔ مثلاً موسیٰ کی پیشگوئیاں پیدایش ۳: ۱۵ و ۲۲: ۱۸ و ۲۶: ۴ و ۴۹: ۱۰ گنتی ۲۱: ۹ استثنا ۱۸: ۱۵ نبیوں کی پیشگوئیاں زبور ۱۶: ۹ و ۱۰ و ۲۲ باب و ۲۳: ۱ الیسعیاہ ۴: ۲ و ۷: ۱۴ و ۹: ۶ و ۴۰: ۱۰-۱۱ و ۵۰: ۶ و ۵۳: ۲-یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۳۳: ۱۴-۱۵ حزقیل ۳۴: ۲۳ و ۳۷: ۲۵ دانئیل ۹: ۲۴-میکاہ ۵: ۲ و ۷: ۲۰ ملاکی ۳: ۱ و ۴: ۲ یہہ چند مقامات ہم نے مشتے نمونہ از خروارے پیش کیے ہیں کیونکہ ہم اس وقت خداوند مسیح کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح نہیں کرتے ہمارے محمدی احباب صرف اس بنا پر مذکورہ بالا دوسری پیشگوئی کو اپنے پیشوا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ اسمٰعیل کو خدا نے برکت دی اور وہ ابراہیم کی اولاد میں بتلائے گئے ہیں چونکہ موسیٰ نے لفظ تمہارے بھائیوں میں سے استعمال کیا ہے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جن میں سے وہ نبی برپا ہوگا جو موسیٰ کی مانند ہوگا وہ بھائی بنی اسرائیل کے باہر ہیں اب چونکہ بنی اسمٰعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں اور اُن کے مورث اعلیٰ کو خدا نے برکت دی پس وہ نبی ضرور بنی اسمٰعیل ہی میں ہونا چاہیے۔ ہم کو مولوی صاحبان کے منطق پر تعجب آتا ہے وہ اسمٰعیل کو تو ابراہیم کی اولاد گردانتے ہیں مگر قطورہ یا دوسری حرم سے اگر ابراہیم کی اولاد ہوئی اُن کو اولاد نہیں گردانتے جب ابراہیم نے خدا سے اسمٰعیل کے واسطے گذارش کی تو خدا برکت دینے کی ایک ہی وجہ بتلاتا ہی کیونکہ وہ تیری اولاد ہی اس لئے میں اُسکو برکت دونگا پس اس لحاظ سے دوسری حرموں کے بچوں کو بھی ضرور برکت ملی اور شاید اس لئے ابراہیم نے اپنے جیتے جی اُن کو کچھ تھوڑا بہت دیکر الگ کردیا کیونکہ وہ خدا کا دوست خدا کے وعدوں پر پورا بھروسا رکھتا تھا اور اُس کو یہہ بھی یاد تھا کہ میری نسل تو صرف اضحاق ہی سے کہلائیگی اس لئے عملی طور سے ابراہیم نے اپنا سب کچھ اضحاق ہی کو دیا۔ پس یہہ کہنا کہ اسمٰعیل کے سوا اور کسی کو برکت نہیں ملی

بالکل بو دا خیال ہے ہاں اگر اور لوگ ابراہیم کی اولاد ثابت نہ ہوں تو ہم مولوی صاحبان کے کہنے کو مان لینگے +

چونکہ یہہ دوسری پیشگوئی اول کی پیشگوئی پر منحصر ہے جسکی ہم تردید کر چکے پس اس پر اگر ہم کچھ بھی نہ لکھیں تو کوئی حرج نہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ پرچہ میں مولوی چراغ علی مرحوم کے رسالہ بشارت مثل موسیٰ اور سر سید احمد خان کے خیالات کو اس پیشگوئی کی بابت جانچینگے - فی الحال ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے محمدی احباب بلکہ زیادہ درست یہہ ہے کہ خود محمد صاحب نے پہلے اپنے آپ کو نبی گردانا اور تب اہل کتاب کی کتابوں میں پیشگوئی تلاش کرنے لگے - مگر محمد صاحب نے زیادہ دانائی کا پہلو اختیار کیا تھا کہ کبھی کسی خاص مقام یا آیت کا حوالہ نہیں دیا پر اُنکے پیرو خاص خاص آئتیں تلاش کر کے بتا رہے ہیں جو سراسر غلطی ہے +

اخبار کشف الحقائق بمبئی

ہم کو یہہ سنکر نہایت ملال ہوا کہ کشف الحقائق حالت نزع میں ہے اور اگر اسکے سرپرستوں اور بہی خواہوں نے وقت پر اسکو سہارا نہ دیا تو خوف ہے کہ بیچارہ حسرت کی نگاہ واپسین ڈالکر اپنے گرویدہ ہوا ہوں کو اگر ہمیشہ کے لئے نہیں تو بھی ایک عرصہ تک کے لئے تو ضرور سسکتا چھوڑ جائیگا سب کو معلوم ہے کہ اسکا اڈیٹر علاوہ عدیم الفرصت ہونیکے دایم المریض بھی ہے مگر اسپر بھی وہ اپنے خداوند کے جلال کی خاطر ہر طرح کی تکلیف کو گوارا کرتا ہے - اور ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کشف الحقائق نے اگر کسی کو اور کچھ فائدہ نہیں پہنچایا تو بھی کم سے کم شریف اور تعلیم یافتہ محمدی عیسائیوں کی بابت نیک گمان کرنا سیکھ گئے ہم بڑے زور کے ساتھ اُن مشنریوں اور عیسائیوں کو اس طرف متوجہ کیا چاہتے ہیں جو محمدن مشن پر زور دے رہے ہیں کہ کشف الحقائق کو مدد دیکر بحال رکھیں ہمارا پرچہ بہت چھوٹا ہے زیادہ تحریر کرنیکی گنجائش نہیں مگر ہم یہہ کہے بغیر رہ نہیں سکتے کہ کشف الحقائق محمدن مشن کیلئے بنیادی پتھر کو جمانیوالا معمار ہے +

لودیانہ مشن پریس ایم - وایلی مینیجر ۱۹۰۲ء

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
میں ہوں

الحق

نمبر ۳ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور جلد ۴

ایڈیٹوریل

ہمارے محمدی احباب ہم کو پھر اپنے کرمناموں سے سرفراز فرمانے لگے مگر ہم کو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہی کہ ہمارے مہربان الحق کی شرائط کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ نہایت دریدہ دہن ہوکر نامہذب الفاظ میں اپنے کرمناموں میں ہم کو یاد کیا کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا مگر ہاں ہم کو افسوس ضرور ہوتا ہی کہ وہ قوم جو ساڑھے سات سو برس تک اس ہندوستان میں بادشاہت کر چکی ہی اب اُس میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو مذہبی خط وکتابت میں سوا گالیوں کے اور کچھ لکھنا نہیں جانتے گویا بادشاہت کے ساتھ شرافت کو بھی کھو بیٹھے ہیں۔ گذشتہ ماہ میں ہمارے نزدیک چند خطوط نہایت مغلظ الفاظ میں موصول ہوئے مگر ہم اُن مہربانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اُنکے لئے اپنے خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اُن کو پاکیزہ خیالات عطا کرے اور سب سے زیادہ یہہ کہ اُن کو اپنی پہچان بھی عطا فرمائے۔

جسوقت ہم مارچ نمبر کے لئے مضمون لکھ رہے تھے ایک مہربان کا طول طویل خط ملا جس میں اُنہوں نے خاص طور سے اس بات کا ذکر کیا ہی کہ آجکل پادری صاحبان لوگوں کو نئے کوٹ

اور ڈبل روٹی اور مکھن کا لالچ دیکر عیسائی بناتے ہیں،، کاتب خط نے پادریوں کے نام بھی
دیئے اور کئی عیسائیوں کو گنوایا ہی مگر ہم کو یقین ہی کہ یہہ کاتب خط کی طبیعت کا ایک لہرا
ہی جو کسی نہ کسی طرف کو رواں ہوتا تھا کسی پادری صاحب یا عیسائی کا نام لکھکر آپ سبکدوش
نہیں ہوسکتے بلکہ آپ کو پورا پتہ دینا واجب تھا مگر ہم آپ کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے
آپ کی بات مانے لیتے ہیں کہ آپ شاید سچ ہی کہتے ہونگے تو کیا۔ اس سے اسی قدر ثابت
ہوگا کہ اگر کسی نے ایسا کیا تو بہت برا کیا اور جس شخص نے ڈبل روٹی یا نئے کوٹ کے
لئے اپنا مسلمانی مذہب ترک کردیا تو کیا اُسکے مسلمان ہونے پر آپ کچھہ فخر کرسکتے ہیں؟ پر
آپ اس پر بھی غور کریں کہ یہہ انجیل کی تعلیم نہیں ہی بلکہ وہاں تو لکھا ہی جو کوئی میرا شاگرد
ہوا چاہے چاہئے کہ وہ اپنا انکار کرے پھر دوسرے مقام پر یوں لکھا ہی کہ جو کوئی گھر بار
ماں۔ باپ۔ بھائی جورو بال بچوں کو میری خاطر نہیں چھوڑ سکتا وہ میرے لائق نہیں
ہی۔ اب آپ ہی انصاف سے بتلائیں کہ ان سب چیزوں کے مقابلہ میں ،،مکھن روٹی یا
نیا کوٹ،، کوئی اعلیٰ درجہ کی چیز ہوسکتی ہی۔ اگر آپ کا کہنا سچ بھی ہو کہ فلاں مسلمان ان
چیزوں کے لئے عیسائی ہوگیا تو یہہ تو صرف محمدی خمیر کا اثر ہی کیا آپ بھول گئے جو سورہ
توبہ میں لکھا ہی کہ ،، المولفۃ قلوبھم یعنے جن کا دل پرچانا منظور ہی مفسر حسینی اس کی
بابت یوں کہتا ہی۔ یعنے جن لوگوں نے اسلام قبول تو کیا مگر اُن کی نیتیں ابھی خالص تھیں
تو اُن کی تالیف قلوب کیواسطے انہیں محظوظ کرنا چاہئے۔ اور مؤلف قلوب اشراف عرب سے
تھے مثلاً ابو سفیان۔ عتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس وغیرہ تاریخ بتلاتی ہی کہ محمد صاحب نے
طائف کا محاصرہ کیا تو تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں کے لوگوں نے اپنے آپ کو حوالہ کرکے اطاعت
قبول کرلی اُسوقت محمد صاحب نے ساکنان مکہ اور بدوی لوگوں کے سرداروں کو بڑی
کشادہ دلی سے بڑے بڑے بیش قیمت تحفے اور نذرانے محض اس غرض سے دئے کہ اُن
کے دل اسلام کی طرف راغب ہوں۔ اور اس پر آپ کے پرانے منڈے ہوئے لوگ ناراض
اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ اسکا علاج محمد صاحب نے یوں کیا کہ خدا کی طرف سے یہہ آیت پڑھ سنائی

سورہ توبہ رکوع ۷" اور بعض ان میں ہیں جو تجھ کو طعنہ دیتے ہیں زکوٰۃ بانٹنے میں سو اگر انکو اُس میں سے ملے تو راضی ہوں اور اگر اُن کو نہ ملے اُسی وقت وہ ناخوش ہو جائیں۔ یہ اُن کے لئے اچھا ہی کہ جو کچھ اللہ نے اور اُس کے رسول نے اُن کو دیا اُسی میں راضی ہوتے۔ اور کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہی۔ اللہ اور اُس کا رسول اپنے فضل سے ہم کو دیگا ہم کو صرف اللہ ہی درکار ہی۔ زکوٰۃ جو ہی تو حق مفلسوں اور محتاجوں کا ہی اور اُس کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہی"+

اب آپ بتلائیں کہ محمد صاحب کا سرداران عرب کو بلا اس کے کہ وہ مسلمان ہوں لوٹ کے مال ہی سے دیدینا کیا کہا جا سکتا ہی؟ کیا سوا رشوت کے اسکا اور کوئی نام ہو سکتا ہی؟ مدینے سے مسلمانوں کا اس بات پر اعتراض کرنا بالکل بجا تھا کہ اُن کی قوت بازو کی کمائی ایسے لوگوں کو دیجائے جو نہ مفلس ہیں نہ محتاج اور نہ اُس کام پر گئے ہیں +

پھر بھلا مسلمان کس مُنہہ سے دوسروں کو تیر ملامت کا نشانہ بناتے ہیں خداوند مسیح یا اُس کے شاگردوں نے کبھی ایسا نہیں کیا اور اگر کوئی محمدی آپکے قول کے مطابق ایسا ہو جو نئے کوٹ اور ڈبل روٹی اور مکھن کے لئے عیسائی ہوا ہو تو اس میں اُس نے محمد صاحب ہی کو اپنا ہادی بنایا ہوگا۔ ہم کو ضرورت نہ تھی کہ اس لچر بات پر اس قدر تحریر کرتے مگر اکثر لوگوں کا یہہ خیال ہی کہ لوگوں کو لالچ دیکر مسیحی کیا جاتا ہی پس ہم کو امید ہی کہ ہمارے محمدی احباب آئندہ اپنے ایسے بیانوں کو زیادہ معتدل بنانے کی کوشش کرینگے اور پہلے اپنے گھر میں اس معاملہ کو سوچینگے کہ وہاں کیا حالت ہی۔ خداوند مسیح کا فرمودہ ہی کہ "ای ریاکار پہلے اپنی آنکھہ کے شہتیر کو نکال تب اپنے بھائی کی آنکھہ سے کانڑی اچھی طرح دیکھہ کے نکال سکیگا"+

محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

ہم گذشتہ ماہ میں دوسری پیشگوئی کو بیان کر چکے ہیں۔ اب اس پر جو کچھہ زا رکھکر مولوی

چراغ علی نے رسالہ بشارت مثل موسی اور سر سید احمد خان نے اپنے خطبات میں ایک
بے بنیاد عمارت تعمیر کی ہے ہم اُس کی جانچ کر کے ناظرین الحق پر اس کا انصاف چھوڑتے
ہیں کہ وہ خود سوچیں کہ حق کس کی جانب ہے؟ سر سید احمد خان اس دوسری پیشگوئی کو
جس کا ذکر ہم نے گذشتہ ماہ میں کیا اُسکی بابت ان الفاظ کی طرف اپنے ناظرین کی توجہ
طلب کراتے ہیں اول "اپنا کلام اُس کے منہہ میں ڈالونگا" دویم "مثل تیرے" یعنے مثل
موسی - اول بات کی بابت سید صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے محمد صاحب کے مُنہہ میں
اپنا کلام عربی الفاظ میں ڈالا اور وہ آج تک قائم ہے اور اسی لئے ضمن میں عیسائیوں
کی کتاب مقدس پر ایک بعلی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسی کی زبان سے جو الفاظ نکلے
تھے وہ عبرانی تھے مگر اب انجیل یونانی میں تحریر ہوئی ہے - ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ یہہ خطبات
سر سید نے اپنے ابتدائی خیالات کی حالت میں لکھے ہیں اگر اُن کو اس کے لکھنے کے دس برس
بعد اس کی طبع ثانی کرانے کی نوبت آتی تو وہ خود اُن کی ترمیم کر دیتے کیونکہ یہہ بات اور
اعتراض محققین کی نگاہ میں کچھہ وقعت نہیں رکھتا - کہ قرآن عربی زبان میں ہونے
سے خدا کا اپنا کلام ہے اور انجیل کا عبرانی سے یونانی میں ہو جانا اُسکو خدا کا کلام
ثابت نہیں کرتا - دوسری بات کی بابت سید صاحب فرماتے ہیں کہ مثل موسی سے
مراد ہے کہ ہر بات میں مثل موسی ہوگا اور اس کے بعد کوئی دس بارہ تمثیلی مثل عام طلا ول
کے کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر درج کر کے محمد صاحب کو مثل موسی من مانی دلیلوں سے قرار دیا
ہے جسپر کچھہ لکھنا بالکل بے سود ہے ہم اُن کے ہم خیالوں کو یاد دلایا چاہتے ہیں کہ اگر محمد
صاحب کسی صورت میں بھی مثل موسی ہونے کا دعوی کرتے تھے تو سب سے پہلے اُن کو
اسرائیلی ہونا واجب ہے نہ کہ اسماعیلی - پھر اُن کو بنی اسرائیل کے درمیان ہونا واجب تھا
نہ کہ عرب کے بدوؤں کے درمیان اور اگر بقول آپ کے اُن کے منہہ میں خدا کا کلام
رکھا گیا تو اُسی کلام سے اُن کے دعوی کی تردید ہوتی ہے - مثلاً -
اس پیشگوئی میں لکھا ہے کہ تیرے لئے یعنے بنی اسرائیل کے لئے کیونکہ موسی تو بنی اسرائیل

کی گروہ سے کلام کر رہے تھے نہ کہ بنی اسمعیل سے اب جسکو خدا کا کلام کہا جاتا ہی اور جسکو خدا نے
محمد صاحب کے منہہ میں رکھا اُس میں یوں لکھا ہی۔ اور ہم نے ہر رسول پر اپنی قوم کی زبان
میں بھیجا تاکہ اُنکے لئے بیان کرسکے۔ سورہ ابراہیم ۴ آیت یہہ کلام بقول آپ کے
خدا نے اُس وقت محمد صاحب کے مُنہہ میں رکھا تھا جب لوگوں نے محمد صاحب کی
رسالت پر یہہ اعتراض کیا تھا کہ جسقدر نبی پہلے ہوئے ہیں وہ تو عبرانی بولتے تھے اگر
آپ بھی نبی ہیں تو یہہ عربی بولنے کے کیا معنی ہیں۔ اس پر یہہ اوپر کی آیت سنائی
گئی تھی۔ اب آپ لوگ خود بتلائیں کہ اس لفظ قوم کے کیا معنی ہیں پس صاف معلوم ہوا
کہ اگر محمد صاحب نبی تھے ہی تو عرب کی قوم کے لئے یوں وہ موسیٰ کی بشارت
کا مصداق ہرگز نہیں ہوسکتے ۔

اب آپ سورہ قصص کے رکوع ۵ کو شروع سے ملاحظہ فرماویں کہ وہاں کیا لکھا ہی
خدا کئی قوموں کا ذکر کرتا ہی جن میں متواتر رسول بھیجتا رہا اور اب محمد صاحب کو آیت
۴۶ میں یوں خطاب ہوتا ہی کہ تو اُن کو (یعنے اہل مکہ کو) ڈراوے جن کے پاس کوئی
ڈرانیوالا تجھہ سے پہلے نہیں آیا شاید وہ نصیحت پکڑیں ۔

پھر ذرا سورہ انعام رکوع ۲۰ آیت ۱۵۷ کو غور سے ملاحظہ کریں جہاں اہل مکہ
اور سارے عرب کو خطاب ہوتا ہی کہ یہہ نہ کہنا کہ ہم سے پہلے صرف دوہی فرقوں (یعنے
یہود اور نصاریٰ) پر کتاب نازل ہوئی ہی اور ہم اُن کے پڑھنے سے غافل تھے اور
یہہ بھی نہ کہنا کہ اگر ہماری طرف کتاب نازل ہوتی تو ہم یہود اور نصاریٰ سے زیادہ ہدایت
یافتہ ہوتے۔ اب خدا سے تمہارے پاس حجت آگئی ہی۔ (یعنے قرآن) اب دیکھئے
وہ بات کیسی بے جوڑ ہوئی جاتی ہی کہ جو کوئی اُس نبی کی نہ سُنیگا وغیرہ کیونکہ یہاں تو
محض عرب مخاطب ہیں اہل یہود اور نصاریٰ بالکل شنوائی سے بری ہیں۔ پس کیونکر
محمد صاحب موسیٰ کی پیشگوئی کے مصداق ہوسکتے ہیں؟ اس کے علاوہ آپ اس پر بھی
غور کریں کہ سورہ شوریٰ رکوع اول آیت ۵ میں یوں لکھا ہی کہ یوں ہم نے تیری طرف

عربی قرآن الہام کیا کہ تو بستیوں کی ماں (یعنے مکہ) کو اور اُن کو جو اُس کے گرد ہیں ڈراوے
اب غور فرمائے کہ ان آیتوں سے کیا ثابت ہوتا۔ یہاں نہ ہم آپ کو کسی تاویل کی طرف لیجاتے ہیں نہ کوئی تعبیر یا خیال پیش کرتے بلکہ خاص آیات قرآنی سے آپ لوگوں کو یاد دہانی کراتے ہیں جنکو آپ خود فرماتے ہیں کہ یہہ کلام خدا ہی جسکو خدا نے محمد صاحب کے مُنہہ میں رکھا تھا۔ جائے تعجب ہی کہ یہہ کلام بالکل موسیٰ والی پیشگوئی کے خلاف ہی۔ کبھی بھی محمد صاحب نے یہہ نہیں کہا کہ میں موسیٰ کی پیشگوئی کا مصداق ہوں ہاں اسقدر تو ضرور متفرق طور سے قرآن میں ہی کہ اُن کی بابت خبر اہل یہود اور اہل نصاریٰ کی پاک کتابوں میں ہی مگر کوئی حوالہ نہیں اسکے برخلاف ہم خداوند مسیح کو یہہ کہتے سُنتے ہیں۔ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھہ پر بھی ایمان لاتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہی یوحنا ۵ باب ؛

ہم اس پر اس نمبر میں زیادہ بحث نہ کرینگے بلکہ باقی بیان کو اگلے ماہ میں عرض کرینگے۔ مگر ہم کو سر سید کے خطبات پڑھہ کر ایک بات کا نہایت افسوس ہوا کہ سر سید نے اکثر لامذہب اور مذہب مسیحی کے مخالفوں کو عیسائی مصنف کر کے بیان کیا ہی مثلاً رینان۔ دیون پورٹ۔ گبن اور اسی قسم کے اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو یورپی مصنف تو ہیں مگر اُن کو عیسائی کر کے لکھا گویا اپنی وسیع معلومات پر ایک داغ لگایا ہی۔ کیونکہ یہہ لوگ ہرگز عیسائی نہ تھے بلکہ آزاد منش لوگ تھے اور اکثر ان میں سے مذہب عیسوی کے ساتھہ بہت بُرا عناد رکھتے تھے ؛

اب اس پیشگوئی میں ہم کو آئندہ نمبر میں صرف ایک بات پر غور کرنا باقی رہا ہی کہ ہمارے محمدی بھائی جو لفظ تیرے بھائیوں میں سے کے یہہ معنی پیدا کرتے ہیں کہ اُس سے مراد اولاد اسمٰعیل ہی وہ کہاں تک اُن کو کوئی سہارا دیتا ہی گو ہم اس کا کسی قدر بیان ماہ فروری میں کر چکے ہیں۔ فی الحال ہم اسی قدر کہا چاہتے ہیں کہ انصاف پسند ناظرین ذرا غور سے ملاحظہ کریں کہ کیا قرآن کی اُن آیات کی رو سے جو ہم نے اوپر پیش

کی ہیں محمد صاحب کسی طرح بھی موسیٰ والی بشارت کے مطابق نبی ہو سکتے ہیں؟ ابھی ہم یہہ بحث کرنا نہیں چاہتے کہ آیا محمد صاحب کسی قسم کے بھی نبی تھے یا نہیں بلکہ صرف دیکھنا چاہتے ہیں کہ موسیٰ کی بشارت کے نبی ہیں یا نہیں۔ ہمارے بعض مہربانوں نے ہمارے پاس چند خط اس بات کی بابت ارسال فرمائے ہیں اور دریافت کیا ہے کہ ہم محمد صاحب کو کسی طرح کا نبی بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ اور بعض احباب نے کارلایل کی ہیرو ورشپ سے چند اقتباس کر کے روانہ فرمائے ہیں اکثروں نے گبن کا بھی حوالہ دیا ہے مگر ہم اس وقت ان کا جواب دینا اپنا فرض نہیں جانتے جب ہم اس مرحلہ کو طے کر لیں گے کہ محمد صاحب موسیٰ کی پیشگوئی کے دعویدار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اُس وقت اس طرف رجوع ہونگے کہ کارلایل۔ گبن یا اور کسی نے کن معنوں میں محمد صاحب کو نبی مانا ہے۔ فی الحال خلط مبحث کے لحاظ سے ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں +

مراسلات

جناب اڈیٹر الحق سلامت

آپکے مزاج۔ بعد آنکہ مجکو کسی عیسائی صاحب کی معرفت سے رسالہ الحق ملا ہے۔ ابتک میرے زیر نظر ہے اور غور سے مطالعہ کر رہا ہوں مگر بوقت انکشاف مبحث گناہ پر میرے نظر لگی معلوم ہوا کہ منقول از کشف الحقائق ہے۔ چونکہ پہلے اس سے آنہا رسالہ مسمیٰ بہ استبرا فی عصمت سید الانبیار۔ بجواب رسالہ عدم عصمت حاشیہ پر اسکے جواب لکھ چکا ہوں۔ لہذا آپکی خدمت میں ارسال ہے بامید آنکہ اسکے جواب سے مجکو سرفراز فرمائیگا۔ اور یہہ بھی کہ ٹکٹ نمبر آپکی نذر ہے بس امید ہے کہ الحق میرے لئے ارسال کیا جائے پتہ۔ شہر بمبئی کمیت باڑی کے دسویں گلے بمعرفت مولوی علی خان صاحب حاجی سلطان محمد کو ملے

منقول از حاشیہ استبرا فی عصمت سید الانبیار بجواب رسالہ عدم عصمت محمد مطبوعہ لاہور +

معلوم ہو کہ بمبئی میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ کشف الحقائق از جانب پادری حسام الدین صاحب شائع ہوتا ہے۔ کشف الحقائق نمبر ۲۰ اگست ۱۸۹۸ء نمبر ۸۔ جلد ۲ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں انسان کے گناہ طبعی ہیں۔ دنیا میں جتنے فیلسوفوں نے علم نفس پر بحث کی ہے نہایت قوی دلیلوں سے انہوں نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ گناہ انسان کی طبیعت میں ہیں اور یہہ موروثی ہیں۔ مولانا جلال الدین نے کتاب اخلاق جلالی میں اس بات کا انکار کیا ہے کہ گناہ انسان کا امر طبعی نہیں ہے انہوں نے بڑی رنگین دلیل پیش کی ہے اور اپنی دلیل کو منطقی شکل کا لباس پہنایا ہے وہ فرماتے ہیں۔ انسان کے

نوٹ۔ چونکہ یہہ خط ٹھیک۔ جیسے املا اور عبارت میں لکھا تھا ہم نے ویسا ہی درج کر دیا گو بعض جگہ عبارت بالکل اکھڑی ہوئی ہے مگر

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۴ | بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء ایس۔پی۔جی مشن کانپور | جلد ۴

اڈیٹوریل

ہم کو معلوم نہیں اگر الحق بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء وقت پر شائع ہو سکے کیونکہ اسکا اڈیٹر
۲۰ مارچ گذشتہ سے ۱۵ اپریل تک متواتر روحانی و جسمانی صدموں کا شکار ہوتا رہا۔
۱۴ اپریل ۱۹۰۳ء کو اڈیٹر کی سوا تیرہ برس کی بیٹی ایک سال سخت بیمار رہکر اپنے آسمانی
وطن کو سدھاری ایسے وقت میں جبکہ خود اڈیٹر کی جسمانی حالت مخدوش تھی اگر خدا ہی جو
سارے بیکسوں اور لاچاروں کا والی ہے اپنی پدرانہ شفقت سے اُس کے کمزور دل کو نہ سنبھالتا
تو ضرور وہ بھی ناامیدوں کی طرح غم کرتا ہوا اپنی نور نظر کی خاطر خود بھی گور میں سو جاتا۔ مگر خدا
جو تسلی کا بانی اور سرچشمہ ہے اُسی نے اُس کے کمزور دل کو تسلی دیکر مضبوط کر کے اس قابل بنایا
کہ پھر ایک دفعہ وہ اپنی اُس خدمت کے لئے آمادہ ہوا جو وہ اپنے خدا کا جلال
ظاہر کرنے کی خاطر الحق کے ذریعہ کرتا ہے۔ پس ہم اپنے ناظرین سے ملتمس ہیں کہ اگر الحق اس
ماہ میں وقت پر شائع نہ ہو تو وجوہات مذکورہ بالا کو کافی معذرت خیال فرما کر تاخیر کے لئے
درگذر فرماویں۔ اور خدا سے دعا کریں کہ وہ اپنے ہر عاجز و ناتوان بندے کا ایسی نازک

حالت میں دستگیر ہو۔ آمین +

چونکہ اس دفعہ بہت جلدی کی وجہ سے کاپی اور پروف دیکھنے کی نوبت نہیں آئی لہذا اگر کتابت کی یا اور کوئی قسم کی غلطیاں پائی جاویں تو معاف فرمایا جاوے +

اس پرچہ کے آخر میں رسالہ ترقی کا مجمل اشتہار درج ہے ہم اپنے ناظرین کو جو اخلاقی اردو لٹریچر کے شائق ہوں بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں کہ اس رسالہ کو ضرور منگا کر مطالعہ کریں +

محمد صاحب کی بابت پیشینگوئیوں کی تنقیح

دوسری پیشینگوئی جس کا ذکر گذشتہ دو ماہ میں ہوتا رہا۔ اُسکی بابت ہم کو اس ماہ میں صرف مولوی چراغ علی صاحب کے رسالہ بشارت سنل موسی کی ان دلائل پر غور کرنا ہے جو وہ ان الفاظ پر لاتے ہیں کہ تیرے بھائیوں میں سے۔ مراد اولاد اسمعیل ہے۔ اس پر وہ تین دلیلیں پیش کرتے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرکے انکی ہر دلیل کا جواب دینگے مگر پہلے ہم یہہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل متن عبرانی میں الفاظ تجھہ میں سے بھی مندرج ہیں چونکہ مولوی چراغ علی صاحب کو مقدس استیفان اور مقدس پطرس کے وعظ میں یہہ الفاظ نہ ملے اور نیز توریت مقدس کا یونانی ترجمہ جو سپٹواجنٹ کہلاتا ہے۔ اُس میں بھی یہہ الفاظ نہیں پائے جاتے اس لئے مولوی صاحب نے اپنی من مانی دلیل یہہ گھڑ لی کہ جب ترجمہ میں یہہ الفاظ درج نہیں ہیں تو ضرور اصل متن میں بھی یہہ الفاظ نہونگے۔ اور مولوی صاحب بڑے وثوق کے ساتھ یقین دلایا چاہتے ہیں کہ دراصل متن میں یہہ الفاظ نہ تھے۔ اب پہلے مولوی صاحب کی تین دلیلیں سُن لیجئے +

۱۔ اس آیت کو پطرس حواری نے اعمال حواریں میں نقل کیا ہے اور اس میں یہہ فقرہ "تجھہ میں سے" نہیں ہے +

۲۔ استیفان حواری نے بھی اس آیت کو نقل کیا ہے اُس میں بھی وہ فقرہ نہیں ہے +

۳۔ توریت کے یونانی ترجمہ میں جو سپٹواجنٹ کہلاتا ہے اور نہایت قدیم اور بہت معتبر ترجمہ

ہو اُس میں بھی یہہ فقرہ نہیں ہی۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ قدیم صحیح نسخوں میں یہہ الفاظ نہ تھے
ان مذکورہ بالا تینوں دلیلوں کا سر سید احمد خان اپنے خطبات احمدیہ میں ذکر کرتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ میں نے اس بحث کو جناب مولانا بالفضل اولینا جناب مولوی عنایت رسول
صاحب چڑیاکوٹی کے سامنے پیش کیا جو عبرانی زبان اور توریت مقدس کے بہت بڑے
عالم ہیں اور غالباً ہم مسلمانوں میں آجتک عبرانی اور کالدی زبان و توریت و زبور و صحف
انبیا کا ایسا کوئی عالم نہیں گذرا۔ جناب ممدوح نے فرمایا کہ ترجموں کی طرف ہم کو التجا لیجانے
کی کچھہ ضرورت نہیں ہی اور جبکہ یونانی ترجمہ توریت کا حضرت عیسیٰ سے پیشتر ہو چکا تھا
تو حواریین نے بھی غالباً اُسی ترجمہ سے نقل کیا ہوگا تو بس گویا دلیل صرف ایک یونانی ترجمہ پر
عود کرتی ہی اور ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ترجمہ کے استدلال سے اصل متن پر کچھہ الزام لگاویں
ناظرین یہہ رائے ایک عالم عبرانی دان مسلمان کی ہی اور اس رائے نے مولوی چراغ علی صاحب
کی تمام دلائل کو رد کر دیا۔ اب کہو ہم کیونکر اُن کے اس دعوے کو قبول کرلیں کہ الفاظ مخصوص
سے اصل نسخہ میں نہ تھے اور اگر نہ تھے تو پھر کیونکر آگئے ترجمہ میں کسی لفظ یا فقرہ کا نہ ہونا اس
بات پر ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ وہ عبارت یا لفظ اصل میں نہیں ہی۔ مولوی چراغ علی صاحب
نے جن کو تین دلائل کر کے بیان کیا وہ فی الحقیقت ایک ہی دلیل ہے جو بقول مولوی
عنایت رسول صاحب صرف ایک یونانی ترجمہ پر عود کرتی ہی" اور سچ بھی ہی کیونکہ
سپٹواجینٹ کا ترجمہ قبل مسیح ہو چکا تھا اور یہہ ترجمہ عام طور پر رائج بھی تھا۔
رسولوں نے جب جب حوالہ دیا تو اُسی ترجمہ سے دیا۔ پس تین دلیلوں کی صرف ایک ہی دلیل
باقی رہی اور وہ دلیل بھی بقول مولوی عنایت رسول صاحب پسندیدہ نہیں ہی اور
نہ مولوی صاحب "ترجمہ کے استدلال سے اصل متن پر الزام" لگانا درست خیال کرتے
ہیں۔ اب مولوی چراغ علی صاحب جو ان الفاظ کی بابت زور سے کہہ رہے ہیں کہ وہ
اصل متن میں پائے نہیں جاتے اُس کا ایک خاص سبب ہی اور وہ ہم بتائے دیتے

ہیں استثنا ۱۸: ۱۵ میں یہہ مرقوم ہی "خداوند تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے

ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کریگا،، اس میں ہر پڑھنے والے کو معلوم ہو سکتا ہی کہ تیرے ہی درمیان کا تیرے ہی بھائیوں میں سے کے ساتھ بیان ہوناگویا بڑی تاکید اور زور کے ساتھ بنی اسرائیل کو یاد دلایا جاتا ہی کہ جو نبی میری مانند ہوگا وہ ضرور ہی کہ تیرے ہی درمیان سے ہو اور تیرے ہی بھائیوں میں سے۔ مولوی صاحب تیرے ہی درمیان کے زور کو غلط ترجمہ کی آڑ میں اصل متن سے خارج کر کے تیرے ہی بھائیوں پر پورے طور سے زور آزمائی کرنا چاہتے ہیں ہم اُن کی تین دلیلوں کا جواب تو انکو اُن کے ہم ملت مولوی عنایت رسول صاحب جیسے عبرانی عالم سے دلا چکے اب ہم ذرا اُن کے اس دوسرے دعوے کو جانچیں۔ مولوی چراغ علی صاحب فرماتے ہیں وہ یہہ کہ بموجب محاورہ توریت کے بھائیوں کے لفظ سے ہمیشہ بنی اسرائیل ہی مراد ہوتے ہیں محض غلط ہی بلکہ کتاب استثنا باب ۲۳-۷ میں بنی قطورہ پر اور کتاب استثنا باب ۴:۲ و باب ۲:۸ و صحیفہ اشعیاہ باب ۲۰:۲۱ و صحیفہ عبدیاہ آیت ۱ میں بنی عیشاہ پر اور کتاب پیدائش باب ۱۶:۱۲ و باب ۲۵:۱۸ میں اسمٰعیل پر بھی لفظ بھائیوں کا بولا گیا ہی اور جو کہ ان میں سے بجز اسمٰعیل کے اور کسی کو برکت نہیں دی گئی تھی اس لئے بنی اسمٰعیل ہی میں سے نبی موعود کا مبعوث ہونا تعین اور منحصر ہو گیا تھا،، ہم افسوس کرتے ہیں کہ جو جو حوالجات مولوی صاحب نے دئے ہیں اُن میں سے اکثر مقامات میں تو اس بحث کا ذکر بھی نہیں پایا جاتا مثال کے لئے ہم پہلا مقام استثنا ۲۳:۸ کو پیش کرتے ہیں وہاں لکھا ہی وہ اُن کی تیسری پشت کے جو لڑکے پیدا ہوں تو خداوند کی جماعت میں داخل ہوویں اشعیاہ ۲۰:۱۲ میں مرقوم ہی وہ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہی نگہبان بولا صبح ہوتی ہی اور رات بھی اگر تم پوچھوگے تو پوچھو تم پھر کے آؤ،، ہم نے صرف دو مقاموں کو پیش کیا ہی قریب قریب ہر مقام کا مضمون مولوی صاحب کے دعوے کے خلاف ہی عبدیاہ میں بھی صاف صاف یعقوب کا نام ہی مجرد لفظ بھائیوں ہرگز نہیں ہی ہم یہہ تو نہیں کہتے کہ مولوی صاحب نے جان بوجھ کر غلط حوالجات دیکر سُرخ رو بننا چاہا ممکن ہی کہ کاتب

کی غلطی ہو مگر افسوس اس بات کا زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے ایک غلط دعویٰ کیا جس کا ثبوت اُن کے پاس کچھ نہیں ہے اگر توریت میں ذیل کے مقامات کا مطالعہ غور سے کیا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیر بنی اسرائیل کو نام لیکر تو بنی اسرائیل کا بھائی کہا ہے مگر غیر بنی اسرائیل کو تمہارے بھائی کہکر بنی اسرائیل کا شریک ہرگز نہیں بنایا گیا اب ان آیتوں کو غور سے پڑھئے +

(۱) تو اپنے بھائیوں میں سے ایک کو اپنے اوپر بادشاہ مقرر کیجیو اور کسی اجنبی کو جو تیرا بھائی نہیں ہے اپنے اوپر بادشاہ قائم نہ کرنا استثنا ۱۷: ۱۵ +

بھلا کوئی مولوی یا اسمعیل کا حمایتی تو بتاوے کہ کب بنی اسمعیل کو بنی اسرائیل نے اپنا بادشاہ کیا +

(۲) تو اپنے بھائیوں کو سود پر قرض نہ دیجیو۔ تو اجنبی کو سودی قرض دیسکتا ہے استثنا ۲۳: ۹ و ۲۰ و احبار ۲۰: ۱ +

(۳) اگر تمہارے بیچ تمہارے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہووے استثنا ۱۵: ۷ +

(۴) اسکے علاوہ احبار ۲۱: ۱۰ میں لکھا ہے کہ کاہن اور سردار کاہن سوا بنی اسرائیل کے ہو ہی نہیں سکتا +

(۵) چند اور مقامات کا ہم حوالہ لکھدیتے ہیں مثلاً گنتی ۲۵: ۶ استثنا ۱: ۱۶ و ۱: ۲۸ و ۳: ۲۰ و ۱۰: ۹ و ۱۷: ۲۰ و ۱۸: ۲۔ یشوع ۲۲: ۳ و ۱۵ و ۴: ۱۸ و ۲۲: ۷۔ جب ہم ان تمام مقامات کا مطالعہ کتاب مقدس میں نکال کر کریں تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہہ اصطلاح اپنے بھائی۔ اُنکے بھائی تمہارے بھائی۔ یا تیرے بھائی کسی ایک مقام پر بھی غیر بنی اسرائیل کے لئے نہیں آئی اور جب کبھی بلحاظ قرابت نسبی ایسا موقع آیا تو فوراً قوم کا نام لکھکر اُنکو بھائی کہا ہے مثلاً استثنا ۱۷: ۷ و ۲: ۴ و ۸ +

پھر احبار ۱۰: ۶ میں لکھا ہے کہ سارے گھرانے اسرائیل کے تمہارے بھائی ہیں اب ہم کو اگر یہہ دکھلایا جاوے کہ اسرائیل کے گھرانوں کے سوائے کوئی اور بھی فرقہ تھا

جس سے بنی اسرائیل مثل اپنے بھائیوں کے سلوک کرتے تھے یعنی نہ تو اُن سے سود لیتے تھے اور نہ ان میں سے بادشاہ اور کاہن بھی انتخاب کرتے تھے تب ہم یہہ ماننے کو تیار ہو جاینگے کہ مجرد لفظ بھائی یا بھائیوں غیر بنی اسرائیل کے لئے بھی بولا گیا ہی ورنہ ہم اس کی خصوصیت خاص بنی اسرائیل کے لئے پورے طور سے ثابت کر چکے مولوی چراغ علی صاحب کا یہہ کہنا کہ سوا اسمٰعیل کے اور کسی کو بیت نہیں ملی لہذا نبی موعود کا مبعوث ہونا متعین اور منحصر ہو گیا تھا بالکل نادیوانی ہے بھلا جب مقدس پطرس اور مقدس ستفیان نے یہود کو مخاطب کیا تو کیا اُن کے مخاطب آپ کے برابر بھی توریت کے اشارات اور کنایات کو چھوڑ کر اس صاف پیشگوئی کو نہ سمجھ سکتے تھے اگر آپ کے گمان کے مطابق یہہ وعدہ اسمٰعیل سے تھا تو وہ فوراً اُن کا منہہ بند کر دیتے کہ وہ نبی مثل موسیٰ تو بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوگا ہاں بلکہ خود خداوند یسوع سے کہتے کہ ہم تیری کیونکر سُنیں ہم تو اُس کی سُنیں گے جو ہمارے بھائیوں بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوگا

مراسلات

صاحب اڈیٹر الحق۔

۹ مارچ کے الحق میں ہمارے دیرینہ دوست سلطان احمد صاحب کا خط ہمارے اُس مضمون کی تردید میں جو ہم نے رسالہ کشف الحقائق میں گناہ کبیرہ پر بحث کرتے ہوئے مولانا جلال الدین صاحب کے خلاف اس امر کو نہایت سادہ دلایل سے ثابت کیا تھا کہ گناہ انسان کا امر طبعی ہی شایع ہوا ہی۔ ہمارے دوست کی تحریریں صرف مثالیں جداگانہ ہیں ورنہ جو مقصد اُن کا ہی وہی مقصد ہمارا ہی۔ مثال کے جدا ہونے سے مقصد نہیں بدلتا۔ ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم اور ہمارے دوست سلطان احمد صاحب گلے ملیں کہ ہم دونوں اس امر خاص میں متفق ہیں ✦

ہمارے دوست نے تھوڑی مدت سے علم طب پڑھنا شروع کیا ہی۔ ہمیں امید ہی کہ خواص مادہ اور خواص نفس انسانی پر عبور کرنے سے ہمارے دلائل اُن کو ایسے مرغوب ہونگے جیسے بچوں کو مصری کی ڈلیاں ہوتی ہیں +

صاحب من ہمارے دوست سلطان احمد صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ میں نہ صرف دائم المریض ہوں بلکہ چلنے پھرنے سے بھی لاچار ہو گیا ہوں۔ لہذا میں بے بنیاد مباحثہ کے الجھاؤ میں پڑا نہیں چاہتا۔ مضامین لکھکر کشف الحقائق میں ناظرین کی غور و فکر کے لئے چھاپ دیتا ہوں وہ خود منصف ہو کر تحقیقات کریں کہ حقانیت کیا ہی +

ہم کو مسیح خداوند نے یہہ ہدایت کی ہی کہ اختلاف رائے اور خیالات اور عقائد کے سبب محبت میں فرق نہ آنا چاہئے۔ جناب سلطان احمد صاحب جیسے پہلے ہمارے دوست تھے اب بھی ہیں + زیادہ تسلیم۔

خاکسار حسام الدین از بمبئی

رسالہ ترقی

ایک علمی۔ اخلاقی۔ تاریخی اور مذہبی رسالہ جو پنجاب ریجس نیک سوسائٹی لاہور سے نکلتا ہی۔ قیمت پیشگی معہ محصولڈاک عہ رسالانہ ہی اس رسالہ کا حجم سال گذشتہ میں ۲۰×۲۶ کے ۴۴ صفحہ تھا۔ مگر اس سال بلاقیمت بڑھائے ۳۲ صفحے کر دیا گیا ہی سال گذشتہ میں علاوہ دیگر مضامین و اخبار کے سات علمی و تاریخی رسالے اس میں شائع ہوئے مثلاً تشریح بدن انسانی معہ تصاویر۔ کیڑے مکوڑوں کا حال معہ تصاویر اسکندر اعظم۔ الفریڈ اعظم۔ یونان کے قدیم شاعر ہومر کی نظم الیڈ کا قصہ۔ یروشلیم کے آخری

حالات۔ شاہ ایڈورڈ ہفتم معہ آٹھ تصاویر۔ یہ رسالے عنقریب کتاب کی صورت میں شایع ہونگے سال ۱۹۰۲ء کی جلد ایک روپیہ قیمت پر مل سکتی ہے۔ ۱۹۰۳ء میں منجملہ اور مضامین کے مفصلہ ذیل رسالے درج ہونگے۔ (۱) ایک دلچسپ ناول نیرو قیصر روم کے عہد کے متعلق جس نے جنون میں آکر شہر روم کو جلا دیا تھا معہ تصاویر۔ (۲) سورج۔ چاند۔ ستاروں سیاروں کے حالات معہ تصاویر (۳) ہومر کی دوسری نظم یعنی اُڈیسے کے سفر و مصائب کا حال (۴) بہشت دوزخ کا حال جو اٹلی کے مشہور شاعر ڈینٹی کی نظم میں ہے (۵) مارکوپولو (بارھویں صدی عیسوی) کے سفرنامجات چین و تاتار و ہند وغیرہ۔ ان رسالوں میں سے ۳ رسالے اس وقت ترقی میں نکل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مہینہ بھر کے عالم کے اہم واقعات کا خلاصہ اور علمی خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ تصاویر کثرت سے اور اعلی مصوروں کی کھنچی ہوئی حسب موقعہ دیجاتی ہیں۔ علاوہ مذکورہ بالا مسلسل مضامین کے حسب ذیل مضامین اس سال کے تین نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں صنعت و حرفت کے متعلق مہاراجہ بڑودہ کی بے نظیر اسپیچ۔ دربار دہلی کی کیفیت۔ حالات ونیز ولا۔ حالات مراکو۔ بے تار برقی خبررسانی۔ مرحوم آرچ بشپ ٹمپل معہ تصاویر۔ حالات کربلا معہ تین تصاویر وغیرہ وغیرہ +

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں +

لودہانہ مشن پریس۔ ایم۔ وائلی منیجر ۱۹۰۳ء

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۵ | بابت ماہ مئی ۱۹۰۲ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۴

اڈیٹوریل

اڈیٹر الحق اُن احباب کا نہایت ہی مشکور ہے جنہوں نے اُس کے غم کے وقت اپنے اپنے کرمناموں کے ذریعہ اپنی پوری ہمدردی دکھلائی مسیحی احباب کا تو وہ ضرور ممنون ہے مگر اپنے محمدی احباب کا وہ خاصکر ممنون ہے جنہوں نے باوجود مذہبی اختلاف کے اُسکے ساتھہ پوری انسانی ہمدردی ظاہر کی۔ الحق کی ایک غرض یہہ ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھہ جاویں کیونکہ یہہ بھی ایک حکم شریعت کا ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر انسان میں دو حصّے ہوتے ہیں ایک تو وہ جسکا تعلق انسان اور خدا کے ساتھہ ہے جسکو ہر انسان ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنے خدا کے سامنے کیسا ہے اور دوسرا حصّہ وہ جو انسان انسان کے ساتھہ رکھتا ہے جسکو انسانیت کا برتاؤ اور انسانی ہمدردی کہتے ہیں اور اُسی کو بعض وقت خلق اور ملنساری سے بھی تعبیر کرتے ہیں ہم خوش ہیں کہ ہمارے محمدی احباب اب اس کو ایک حد تک سمجھنے لگے ہیں کہ اسحاق اور اسمٰعیل کی نسل آپس میں بلا مذہبی عناد بڑھائے انسانی ہمدردی کو کام میں لاسکتے ہیں۔ ہم پھر ایک بار اپنے محمدی احباب کا شکریہ ادا کرکے اُن کو آگاہ کرتے ہیں کہ گو مسیحی اپنے

کسی عزیز کی جدائی میں ایک عرصہ تک مغموم رہے مگر وہ اپنے نجات دہندہ کے جی اُٹھنے میں اُس مبارک امید کا متوقع ہوتا ہے کہ جس سے سب مُردے جی اُٹھینگے اور اپنے اُن عزیزوں کی بابت جو اپنی دوڑ کو پہلے تمام کرکے عالم بقا کو کوچ کر گئے ہیں اس بات سے تسلی پاتا ہے کہ اُس کے عزیز ہلاک نہیں ہوئے بلکہ اُس سے آگے اپنے خداوند کے استقبال کو گئے ہیں جہاں ایک تھوڑی مدت بعد وہ خود اپنی دوڑ کو تمام کرکے اُن سے بہشت کے دروازہ پر ملاقی ہوگا۔ یہہ کیسا برحق کلام ہے۔

مبارک ہیں وہ مردے جو کہ مرنے میں مسیحا ہیں + وہ اپنی محنتوں سے چھوٹ کر آرام پاتے ہیں جو وجہہ راستبازوں کی ترکی ہیں دنیا سے + ملائک اُن کے استقبال کو جنت سے آتے ہیں

الحق جلد سوم بابت ۱۹۰۶ء کی اشاعت اہل اسلام میں امید سے زیادہ ہوئی اور اکثر لوگوں نے اپنی آزادانہ رائے ظاہر کی ہے بعض لوگ ہماری بحث کو جو مسیح مصلوب کے مضمون پر کی گئی ہے قابل قدر خیال کرتے۔ ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے اسلام کو اس پر غور کرکے یا تو اپنی غلطی کی اصلاح کریں یا آپ کو آپ کی دلایل کا سقم سمجھاویں +

ابھی ماہ حال ۲۵ اپریل کو ایک ہمارے مہربان کا خط وصول ہوا۔ اُس میں وہ یوں رقمطراز ہیں " سال گذشتہ کے پرچہ میں ایک موقع پر آپنے حضرت اسمٰعیل کی قربانی پر آپنے کچھ لکھا ہے اُس میں لفظ عظیم پر آپ کی تحقیق استدلال اور بحث واقعی با قدر اور دلچسپ ہے میں نے اُن کا وہ مقام تین چار پڑھے لکھے ہوئے شخصوں کو دکھایا اور اُنہیں آپ کی بحث کی خوبی میں میرے ہم رائے ہونا پڑا "

اس قدر لکھکر ہمارے مہربان ایک صلاح بھی ہم کو دیتے ہیں جس پر ہم اُس وقت تک عمل نہیں کر سکتے جب تک کہ پرچہ کا حجم نہ بڑھ جائے وہ فرماتے ہیں " کہیں کہیں آپ الحق میں صرف آیتوں کا پتہ و نشان دینا کافی سمجھتے ہیں عربی عبارت غالباً بوجہ قلت گنجایش پرچہ نہیں لکھتے میری صلاح ہے کہ آیت قرآنی جس پر آپ بحث کریں خواہ کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو اُسے ضروری درج پرچہ کریں متن میں نہیں تو حاشیہ پر اُس کے واسطے جگہ نکالیں آیت کے موجود ہونے

ہیں احتمال موضوعیت نہیں رہتا بہر حال اس معاملہ میں آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار نہیں"۔

ہمارے محمدی دوست کہتے ہیں کہ قربانی کی رسم فرزند ابراہیم کی یادگار میں چلی آتی ہی مگر یہودی اور عیسائی کہینگے کہ قربانی کی رسم اس سے بھی قدیم ہی کیونکہ ہابیل کو قربانی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں پس اگر ابراہیم کے وقت سے اُس کو خدا کی چُنی ہوئی قوم ادا کرتی رہی تو اس سے یہہ ثابت ہوگا کہ وہی پرانی رسم جسکو خدا ہر زمانہ میں گناہ کے کفارہ کے لئے قبول کرتا رہا اُسی کو ابراہیم اور اُن کی اولاد میں خاص طور سے مقرر کیا اور اُسکو قرآنی محاورہ میں "ذبح عظیم" کے واقع ہونے تک قائم کیا یہودی اُس "ذبح عظیم" کو نہ پہچان کر آجتک غلطی میں گرفتار ہیں مگر مسیحی اُس "ذبح عظیم" کے ذبح ہونے کو تسلیم کرتے ہیں لہذا قربانی جو "ذبح عظیم" کے زمانہ تک تھی متروک ہوئی محمدی بھائی ایک تاریخی واقع کو غلط کر کے بیان کر رہے ہیں گو اُن کے علماء میں یہہ امر خود متنازعہ ہی کثرت سے لوگ فی زماننا اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ اسمٰعیل قربانی کے لئے باندھے گئے حالانکہ نہ تو توریت سے ایسا ثابت ہی اور نہ قرآن سے صرف چند ضعیف اور وسواسی خیالوں پر تحکم کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسحاق نہیں بلکہ اسمٰعیل قربانی کے لئے حکم دئے گئے تھے حضرت عمر حضرت علی حضرت عباس بن عبد المطلب وابن مسعود وکعب احبار وقتادہ وسعید بن جبیر ومسروق وعکرمہ وزہری وسدی ومقاتل .غیرہ اہل یہود اور اہل نصاریٰ کے ہمزبان ہو کر کہتے ہیں کہ اسحاق ہی قربانی کے لئے باندھے گئے تھے چونکہ یہودیوں نے کبھی اسمٰعیل کا قربانی ہونا تسلیم نہیں کیا لہذا یہہ بڑے علماء اور خلفاے اسلام بھی جو محمد صاحب سے اکثر بہت نزدیک تر تھے دم نہ مار سکے پھر بھلا اُن کے مقابلے میں ہم کسی اور مولوی یا دوسرے درجہ کے گواہ کی کیوں سنیں ہم اُن چند کے نام بھی لکھے دیتے ہیں جو اسمٰعیل کو ذبیح اللہ مانتے ہیں مگر اُن کی وقعت ومنزلت مذکورہ بالا گواہوں کے سامنے جو خود محمدی ہیں ہرگز ہو نہیں سکتی وہ یہہ ہیں کہ ابن عباس۔ ابن عمر۔ وسعید بن المسیب وحسن بصری وشعبی ومجاہد۔ کلبی۔ پس مناسب ہی کہ ہمارے محمدی احباب اس جھوٹے فخر کو چھوڑ دیں جب خود خدا تعالیٰ ہی اسمٰعیل کو یہہ

عزت نہ سمجھتے تو کیوں وہ اسحاق کی عزت گھٹا کر اسمٰعیل کو دینا چاہتے ہیں اور یوں خدا تعالیٰ
کی ہتک کرکے مجرم اور قابل انتقام بنتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ محمد صاحب نے ہرگز یہہ غلطی
نہیں کی اور نہ قرآن سے ایسے معنی پیدا ہوتے ہیں کیونکہ محمدی علما نے بھی جو باریک بین
اور نکتہ سنج تھے اسحاق ہی کو ذبیح اللہ گردانا ہے مگر بعض لوگوں نے جن کو نہ تنقیح سے مس
اور نہ ہجان بین سے کام بلکہ جو کچھہ خیالات کہنہ اور زنگ خوردہ اُن تک پہنچے اُنہیں کو بسی
قدر سیقل دیکر اپنی تفسیروں اور دیگر تصنیفوں میں درج کر دیا اور یوں عوام کی گمراہی کا
باعث ہوئے ہماری دعا ہے کہ خدا سب کو راہ راست کی ہدایت کرکے ورطہ ضلالت سے نکالے

اکثر مہربان ایک پوسٹ کارڈ لکھکر الحق کے نمونہ کا پرچہ طلب فرمایا کرتے ہیں مگر ہم
کسی کے نام بلا نصف آنہ کا ٹکٹ وصول ہوئے نمونہ کا پرچہ روانہ نہیں کرتے اور نہ ایسے
پوسٹ کارڈوں کا جواب دینا مناسب جانتے ہیں جن میں اکثر الحق کی قیمت وغیرہ
دریافت کیجاتی ہے ایسی باتوں کے جواب پانے کی توقع میں جوابی کارڈ یا نصف آنہ کا
ٹکٹ روانہ کرنا مناسب ہے۔ لہذا اطلاعاً گذارش ہے کہ آیندہ ہمارے احباب اس کے
مطابق کاربند ہوں ✦

محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

سر سید احمد صاحب اس دوسری پیشگوئی کے متعلق فرماتے ہیں " کیونکہ حضرت
عزیر پیغمبر نے جب توریت کو بعد تنبیہ بابل تحریر فرمایا تو اُس میں یہہ لکھا ہے کہ

" اور پھر قائم نہ ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند جس نے پہچانا اللہ کو دوبدو"
(توریت کتاب پنجم باب ۳۴: ۱۰) اس آیت کا ترجمہ سید صاحب نے اپنے طور پر کیا ہے مگر
مسیحیوں کا ترجمہ یوں ہے " اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا جس سے خدا

آمنے سامنے آشنائی کرتا۔ استثنا ۳۴: ۱۰ +

ہم گذشتہ نمبروں میں بتا آئے ہیں کہ کس طرح اس پیشگوئی کو خداوند مسیح کے حواریوں نے اور خود خداوند مسیح نے اپنی بابت بتلایا کہ وہ نبی جو مثل موسیٰ ہونے والا تھا خود مسیح موعود تھا۔ سید صاحب نے اس مذکورہ بالا آیت میں لفظ مانند پر بہت زور دیا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بتلا چکے کہ مثل عام ملانوں کے محمد صاحب اور موسیٰ میں چند باتوں میں مشابہت پیدا کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ نبی مثل موسیٰ حضرت عزیر کے زمانہ تک تو بنی اسرائیل میں پیدا نہیں ہوا تو دیکھنا چاہئے کہ پھر وہ نبی کس قوم میں پیدا ہوا جو مثل موسیٰ تھا۔ مگر سید صاحب بھول گئے اور نہ خیال کیا کہ یہ بات جب حضرت عزرا نے تحریر فرمائی تھی وہ محمد صاحب سے ایک ہزار برس قبل کی ہے اور خداوند مسیح سے قریب ساڑھے چار سو برس قبل۔ اگر محمد صاحب کے زمانہ تک اور کوئی نبی برپا نہ ہوتا تو شاید آپ کی یہ دلیل کچھ کارگر ہوتی مگر اب تو حضرت عزرا کے فرمانے کے ساڑھے چار سو برس بعد خداوند مسیح جو مسیح موعود مثل موسیٰ تھے مبعوث ہو چکے اور وہ کل علامتیں جو نبی مثل موسیٰ کی بابت کل انبیا نے بتلائی تھیں اپنی ذات میں ظاہر کیں اور پکار کر کہا کہ موسیٰ نے تو میری بابت آگے سے تم کو خبر دی ہے یہ بھی معلوم رہے کہ عزرا کے زمانہ سے لیکر مسیح خداوند تک کوئی نبی برپا نہیں ہوا پس

حضرت عزرا کا یہ کہنا کیسا موزون ہے کہ ابتک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں ہوا اس سے لوگوں کو موسیٰ کے وعدے کی بابت یاد دہانی منظور تھی اور آئندہ کے لئے متوقع رکھا کہ بنی اسرائیل میں وہ موعودہ نبی مثل موسیٰ ضرور پیدا ہوگا۔ علاوہ اسکے ہم یہ بھی بتلا آئے ہیں کہ یہودی کبھی غیر بنی اسرائیل کے فرقہ میں نبی موعود مثل موسیٰ کے منتظر نہیں رہے۔ ہم نفس میں پولوس کو جو خود یہودی اور یہودی کتابوں کا زبردست عالم تھا بطور ایک گواہ کے پیش کرتے ہیں اور قوی امید رکھتے ہیں کہ ہمارے حق پسند ناظرین اسپر غور فرمائینگے اور تب ان کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عزیر کا یہ کہنا کیسا درست تھا کہ ابتک بنی اسرائیل میں کوئی نبی مثل موسیٰ برپا نہیں ہوا اور آئندہ جب ہوگا تو

بنی اسرائیل کے سوا اور کہیں پیدا نہیں ہو سکتا وہ فرماتے ہیں کہ وہ اسرائیلی ہیں اور فرزندی اور جلال اور عہد اور شریعت اور عبادت کی رسمیں اور وعدے اُن ہی کے ہیں۔ باپ دادے اُن ہی کے ہیں اور جسم کی نسبت سے مسیح بھی انہیں میں سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے۔ رومی ۹: ۴ و ۵+

اب ناظرین خود غور کریں کہ بنی اسرائیل کے درمیان خدا کی تمام بخششیں شروع سے بتائی جاتی ہیں اور اسی قوم کے اندر باقی دنیا کی قوموں کی نجات مقرر کی گئی ہے پھر کیوں خدا کے احکام کی تردید کرکے اُس کی ہتک کیجاتی ہے؟

اب ہم اس پیشگوئی کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں چاہتے جو کچھ لکھا گیا وہ کافی سے زیادہ ہے اگر کوئی صاحب ہم کو بتلائیں کہ ہم نے کسی امر میں اُن کی حق تلفی کی ہے تو ہم بخوشی اُن کے بیان کو سننے کو تیار ہیں اور حتی المقدور اپنے بیان کو زیادہ صراحت سے بیان کرنے کو بھی آمادہ ہیں+

مراسلات

جناب اڈیٹر الحق سلامت

میں تو آپ سے بہت کچھ شکایت کرنے والا تھا۔ اپنے اُس مضمون کے بارے میں جسکو ۲۲ تاریخ ماہ ذیقعدہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا کیونکہ اُس میں اکثر الفاظ گھٹائے اور بڑھائے گئے ہیں۔ مگر الحق کا نمبر ۴ جلد ۴ بابت ماہ اپریل سے معلوم ہوا کہ جناب متواتر روحانی اور جسمانی صدموں کا شکار ہو رہے تھے۔ لہذا اسکے برعکس میں آپکو صبر اور شکرگذاری کی رائے دیتا ہوں اور میری یہی مراد ہے کہ خداوند اُس مرحومہ کو اپنی رحمت اور جناب کو تندرستی عطا کرے آمین ثم آمین۔ جناب من میں اُن غلطیوں کو اس سلسلہ میں درج کرونگا تاکہ جناب انکو شائع کریں۔ تاکہ جس کے پاس وہ نمبر پہنچے ہیں۔ وہ بھی اُسکے اغلاط سے منحرف ہو کر اُس کی

تصحیح کی سعی فرمائیے*

اغلاط مراسلات الحق نمبر ۳ جلد ۴ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۳ء

آہنا نہیں بلکہ آپنا ہے۔ عدم عصمت کے محمد۔ رہگئے ہیں۔ اصل یوں ہے۔ عدم عصمت محمد۔ منت متازہ۔ نہیں بلکہ مست و تازہ ہے بہبندی کے لفظ اڑائے گئے ہیں۔ جہاں پہ سفیدی ہے۔ وہاں مکان مہندی ہے۔ الی المادہ۔ نہیں بلکہ الی المادۃ ہے والتعص۔ نہیں بلکہ والتنقل ہے لفظ انہیں۔ زیادہ ہے یہہ آپکی طرف سے ہے۔ بہاری۔ نہیں بلکہ ساری ہے۔ لمعتہ۔ نہیں بلکہ شمعتہ ہے۔ خمون نہیں۔ بلکہ خمول ہے۔ اصفسان نہیں بلکہ استیصال ہے۔ میرے دوست آپکو خوب روشن ہے کہ ہیچ کس اپنے مضمون کو مخالف کے ہاتھ میں نہیں دیتا ہے۔ مگر میں آپکو ایماندار اور منصف سمجھتا ہوں۔ لہذا میں اپنے مضمون کو جناب کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ پس امید ہے کہ آئندہ آپ میرے مضمون کو احتیاط سے درج کرینگے اور اپنے اس جملے کو۔ چونکہ ٹھیک جیسے املا اور عبارت میں لکھا تھا۔ ہم نے ویسا ہی درج کردیا ہے۔ واپس لیجئے۔ فقط اور ہم اپنے معزز پادری حسام الدین صاحب کی شفقت اور مہربانی سے ممنون و مشکور ہوں کہ اس کمترین کی طرف عنان قلم گہر رقم کو توجہ فرمائی ہے اور امید ہے کہ آخر تک ایسے ہی متوجہ رہینگے جناب کے اس جملے کے جواب میں جو مقصد آن کا ہے وہی مقصد ہمارا ہے۔ یہہ کہتا ہوں کہ اس حقیر کا مقصد یہہ ہے۔ ہر خلق قابل تغیر است۔ و ہیچ قابل تغیر طبعی نیست نتیجہ یہہ نکلا کہ ہیچ خلقے طبعی نیست چنانچہ میرے گذشتہ مضمون سے بھی یہی مراد ہے۔ اگر جناب کو اس سے اتفاق ہے۔ تو فیہا المراد۔ والا بینہما برزخ لایبتغان۔ اور جناب کے اس جملے کے جواب میں۔ ہمیں امید ہے کہ خواص مادہ اور خواص نفس انسانی پر عبور کرنے سے ہمارے دلایل اُن کو ایسے مرغوب ہونگے۔ جیسے بچوں کو مصری کی ڈلیاں ہوتی ہیں۔ اسقدر کہنا گستاخی نہوگا کہ۔ بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ چہ خوش گفتی * جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخارا۔ پس جب جناب اپنے مکاشفہ میں اس حقیر کے خلاف شائع کرینگے تب ہم بھی دیکھینگے۔ زیادہ والسلام۔ الراقم۔ حاجی سلطان محمد از بمبئی ۱۴ صفر ۱۳۲۱ھ

جناب من - آپ کا یہ فرمانا کہ ہم نے آپ کی تحریر میں کسی قسم کی دست برد کی بالکل غلط ہے آپ کی اصلی تحریر کاتب کو حوالہ کی گئی تھی جیسا اُس سے آپکی تحریر پڑھی گئی اُس نے بھی نقل کردی آپ اپنی خوشنویسی کی شاید خود ہی داد دیسکتے ہیں ورنہ ہمارے خیال میں آپکی خوشنویسی کی داد دینے والا کوئی نہیں ہے - آپکی عبارت کی طرز جو ہمارا بیان تھا وہ بالکل درست ہے کیونکہ شہر بمبئی میں اردو زبان "مسلمانی بولی" کے نام سے مشہور ہے چونکہ آپکی تحریر بھی اُسی "مسلمانی بولی" کا نمونہ تھی لہذا ہم کو وہ بیان آپکی تحریر پر کرنا پڑا - آپکی موجودہ تحریر بھی پہلی تحریر سے کچھ بہتر نہیں ہے - بہر حال ہم آپکا اصل خط کاتب کے حوالے کرتے ہیں اور وہ بھی آپکی طرح مومن بھائی ہیں جیسا اُن سے پڑھا جائیگا وہ نقل کردینگے - اگر آپ اپنی تحریر کو درست اور صحیح الفاظ میں چھپوانا چاہتے ہیں تو یا تو خود کچھ دنوں تک خوشنویسی کی مشق کریں یا کسی خوشنویس سے لکھوا کر ارسال فرمایا کریں آپکا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آپکی تحریر میں کسی مقام پر ہم نے اپنی طرف سے کوئی لفظ اضافہ کیا یا نکال ڈالا اگر آپ اپنے اس بیان کو واپس نہ لینگے تو ہم آپکا اصل خط مولوی حسام الدین صاحب کے پاس روانہ کردینگے - آپ کسی اور مومن بھائی کو ساتھ لیکر اُن کے پاس جاکر ماہ مارچ کے پرچہ سے انکا مقابلہ کرلیں - ہاں جو غلطیاں کاتب کے سر آپ تھوپنا چاہتے ہیں اُنکی ذمہ واری آپکی خوشنویسی پر ہے۔

ہم کو اسقدر فرصت نہیں ہے کہ ہم لوگوں کی بدخط تحریر کے مشتبہ الفاظ پر اپنا وقت صرف کریں اُنکو صاف طور سے لکھکر کاتب کے حوالہ کریں جیسا اصل خط ہمارے دفتر میں موصول ہوتا ہے ویسا ہی کاتب کے حوالہ کردیا جاتا ہے کاپی دیکھتے وقت اگر کاتب نے کسی صاف لکھے ہوئے لفظ میں خطا کی ہو تو درست کردی جاتی ہے - مگر مشتبہ لفظ کے صحیح سمجھنے کے لئے وقت رائگاں نہیں کیا جاتا - اڈیٹر -

اطلاع - الحق جلد سوم بابت ۱۹۰۲ء عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہوئی کی کچھ جلدیں باقی رہگئی ہیں اگر کسی صاحب کو اسکی سیر کرنا منظور ہو تو فوراً ۲ روپیہ ارسال فرماکر منگا کر مطالع کریں اہل اسلام خاص طور سے متوجہ ہوں اس میں مندرجہ ذیل مضامین بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں :-

مسیح مصلوب - قیامت مسیح - توبہ کی حقیقت - گناہ کبیرہ - مسیحی خداشناسی - خدا باپ - خدا بیٹا - خدا روح القدس - مسئلہ ثالوث پر چند عقلی دلائل - المشتہر - اڈیٹر الحق - ایس - پی - جی - مشن - کانپور

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۶ بابت ماہ جون ۱۹۰۳ء ایس پی جی مشن کانپور جلد ۴

ایڈیٹوریل

ہم نے جو گذشتہ نمبر میں اسمٰعیل کی بابت یہہ کہا تھا کہ کثرت سے محمدی علماء ضحاق کا قربان ہونا قبول کرتے ہیں اور اُن کا یہہ قبول کرنا قرآن ہی کی بنا پر ہے اور توریت میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ قربان کرنے کا حکم ضحاق کی بابت تھا۔ اس کی بابت ہمارے پاس چند خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ہمارے محمدی مہربان ہم کو الزام دیتے ہیں کہ یہہ ڈھکوسلہ ہم نے اپنی طرف سے گھڑا ہے۔ اکثر احباب نے اپنی تحریروں میں اپنی جبلی عادت کے موافق سخت سُست بھی کہا ہے اس کے جواب میں ہم حافظ شیرازی کے ہمزبان اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ؎ بدم گفتم و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی * جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خارا * باقی رہا یہہ کہنا کہ جو کچھ ہم نے لکھا وہ ہمارا اپنا گھڑا ہوا ڈھکوسلہ ہے اسکے جواب میں سوا اسکے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ایسے احباب اپنے یہاں کی کتابوں سے کچھ واقفیت نہیں رکھتے ہم نے تو سوا درجن کے قریب قد و ریش دراز محمدی سپوتوں کے نام بھی گنوا دئے تھے جو ہم سے زیادہ وہی کہہ رہے ہیں جسکو لوگ ڈھکوسلہ کہکر ٹالنا چاہتے ہیں روضۃ الاحباب والا لکھتا ہے "اختلاف ست علما را کہ ذبیح اللہ

اسمعیل بود یا اسحاق قاضی بیضاوی در تفسیر خویش و امام نوادی در کتاب تہذیب الاسماء اللغات وغیرہا آوردہ اند کہ برانند کہ اسمعیل بود و جمیع کثیر برانند کہ اسحاق بود دلیل ایشاں این ست کہ حق تعالیٰ در قرآن مجید میفرماید فبشرنا بغلام حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری چہ ظاہر آیہ دلالت میکند بر آنکہ آن پسر کہ ابراہیم باو مبشر شدہ اوست کہ در خواب ماموگشتہ بذبح او۔ و در قرآن ہیچ جا نیست کہ وے مبشر شدہ باشند بغیر از اسحاق چنانکہ در سورہ ہود فبشرناہا باسحق و در سورہ صافات میفرماید و بشرناہ باسحق نبیا من الصالحین و دیگر حدیث کہ در ذکر نسبت یوسف وارد شدہ کہ یوسف نبی اللہ ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق ذبیح اللہ۔

کیا اسکو پڑھکر بھی ہمارے دوست وہی بانگ بے ہنگام ہانکے جائینگے کہ یہہ ہمارا اپنا گھڑا ہوا ڈھکوسلہ ہے۔ سننے روشنی والے گوش ہوش لگا کر سن لیں کہ مرحوم سر سید احمد خاں کو تسلیم ہے کہ قربانی کے لئے اسحاق نہ کہ اسمعیل ذبیح اللہ تھا۔ وہ اُن روایات کو جن کی بنا پر اسمعیل کو ذبیح اللہ قرار دیا جاتا ہے بالکل جھوٹھی اور لغو خیال کرتے ہیں۔ اسحاق کے ذبیح اللہ ہونے کی بابت وہ بہت سی روایات کو پیش کرتے ہیں جو اُن کے نزدیک معتبر اور دوست ہمارے نزدیک روایت پر زور دیتا کہ وہ درست ہیں یا نادرست ہیں چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف قرآن بغور اسکا غور کرنے سے یہہ بھی صاف تسلیم حجانی کو ہے کا بھی چاہیئے تعصب کو دور کرکے غور کر دیکھے اور ہماری بات کو جانچے۔

محمد صاحب کی بابت پیشنگوئیونکی تنقیح

گذشتہ نمبروں میں ہم دو پیشنگوئیوں کی بابت لکھ چکے اب ہم محمدیوں کی تیسری فرضی پیشگوئی کا ذکر کرینگے وہ یہہ ہے۔

"اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا فاران

ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی" استثنا ۳۳: ۲ +

"خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہی کوہ فاران سے آیا۔ سیلاہ۔ اُسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اُسکی حمد سے معمور ہوئی" حبقوق ۳: ۳ +

سید احمد خان صاحب ان دونوں آیتوں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ "ان آیتوں میں جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا اور شریعت کا اُس کے ہاتھ میں بیان ہونا بیان ہوا ہی وہ علانیہ محمد صاحب کے مبعوث ہونے اور قرآن کے نازل ہونے کی کہ وہی شریعت ہی بشارت ہی" +

اس کے بعد سید صاحب نے بڑی عرق ریزی کر کے بہت سے اقوال پیش کئے ہیں جن سے آپ کا استدلال یہہ ہی کہ فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہی چونکہ اولاد اسمٰعیل حجاز اور عرب کے اردگرد آباد تھی پس لفظ فاران کے استعمال ہونے سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ بشارت اولاد اسمٰعیل کے لئے ہی کہ وہاں سے نبی پیدا ہوگا اور شریعت اُسکی معرفت دیجائیگی۔ ہم اس امر میں صرف یہہ کرینگے کہ بائبل مقدس سے وہ تمام مقامات بتلائینگے جہاں جہاں لفظ فاران آیا ہی۔ اور بائبل مقدس ہی سے بتلائینگے کہ کیا ممکن ہی کہ فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہی اگر ثابت ہوجائے کہ فاران سینا اور شعیر کے اردگرد ہی کے کسی مقام کا نام ہی تو سید صاحب کی ساری دلیلوں کا جواب ہوجائیگا ہم کو ضرورت نہیں کہ اس بات کی تحقیق کے درپے ہوں کہ اسمٰعیل کا فلاں بیٹا عرب میں تھا یا نہیں یا حجاز میں اُس کی اولاد نے بود و باش اختیار کی یا نہیں کیونکہ سید صاحب نے پہلے فاران کو مکہ میں لا دکھایا ہی اس کے بعد اولاد اسمٰعیل کو نام بنام مکہ کے اردگرد بسایا ہی +

وہ مقامات جن میں فاران کا ذکر ہوا ہی یہہ ہیں ۔

پیدایش $\frac{۱۴}{۶}$ و $\frac{۲۱}{۲۱}$ گنتی $\frac{۱۰}{۱۲}$ و $\frac{۱۲}{۱۶}$ و $\frac{۱۳}{۳ و ۲۶}$ استثنا $\frac{۱}{۱}$ و $\frac{۳۳}{۲}$ سموئیل $\frac{۲۵}{۱}$ اسلاطین $\frac{۱۱}{۱}$

حبقوق ۳/۳ ٭

گنتی ۱۲/۱۶ آیت میں توریت کے یونانی ترجمہ یعنے سپٹواجنٹ میں سین کے بعد فاران آیا ہے وہ آیت یوں ہے۔ کہ "وہ دشت سین سے روانہ ہو کر دشت فاران میں خیمہ زن ہوئے" اس مقام پر فاران سفر کے اُن مقامات کے ساتھ بیان ہوا ہے جنکا ذکر گنتی ۳۳ باب میں ہوا ہے۔ اب اس کا مقابلہ کرو گنتی ۱۳/۲۶ آیت سے جہاں لکھا ہے کہ اور وہ چلے موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس دشت فاران کے قادس میں آئے اور انہیں اور ساری جماعت کو آکے خبر دی اور اُس سرزمین کا میوہ انہیں دکھایا ٭

ان تمام جملہ آیتوں میں جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں ان میں سے گنتی ۳۳/۲ و حبقوق ۳/۳ شاعرانہ استعاروں میں بیان ہوئے ہیں یعنے فاران کا پہاڑ یا فاران کے پہاڑ اور اُن دونو مقاموں کے ساتھ دبورہ کے گیت کے ابتدائی الفاظ کا مقابلہ کرنا ضروری ہے مثلاً قاضی ۵ باب اور زبور ۶۸ کو جب ہم پڑھتے ہیں تو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک اسی طرز میں شاعر نے گنتی اور حبقوق میں بھی اُس مطلب کو ادا کیا ہے۔ اس کا بھی خیال رہے کہ حبقوق نبی میں سینا کا ذکر مطلق نہیں ہوا مگر پھر بھی شاعر کا مقصد یہہ بیان کرنے کا ہے کہ خدا اپنے مکان مقدس سے آتا ہے تاکہ اپنے لوگوں کو جو مصیبت میں ہیں رہائی دیوے۔ اُس کے حضور پہاڑ پگھل جاتے ہیں بجلی چمکتی ہے سینا اور شعیر اور میدان ادوم خاص مقامات ہیں جہاں سے وہ آتا ہے اور جہاں بتلایا جاتا ہے کہ وہ طلوع ہوا۔ اور فاران کے پہاڑ ان مقامات کا ایک حصہ ہے یا کم سے کم اُنکے قرب وجوار میں ہے۔ موجودہ زمانہ کے علما اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ فاران قادس کے سامنے واقع ہے اور شعیر اور سینا کے بالکل قریب تر ہے ٭

ہم اس کی بابت اگلے نمبر میں زیادہ صفائی سے لکھینگے جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ضرور فاران سینا۔ اور شعیر کا کوئی قریب تر مقام ہے نہ کہ مکہ کے قریب اور ہم اپنے بیان کے ثبوت

ہیں صرف پاک کلام کی آیات ہی کو پیش کرکے بتلائینگے کہ الہامی کلام کسقدر زبردست
شہادت اس امر میں پیش کرتا ہی +

مراسلات

۲۹ اپریل ۱۹۰۳ء - از ہردوی ملک اودھ

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الحق زاد عنایتہ

تسلیم - مزاج شریف میں کئی روز سے الحق ۱۹۰۱ء دیکھ رہا ہوں کہ مصلوب کی
نسبت آپنے قرآن شریف سے بھی زور آزمائی کی ہی اور آپکو یہہ تو معلوم ہی کہ قرآن شریف
کو مصلوب سے سخت انکار ہی اور یہہ بھی واضح ہی کہ عیسائیوں نے اپنے مذہب کی بنیاد بھی
مسیح مصلوب ہی پر رکھی ہی اسکی تحقیقات ہونا ضرور ہی اور حضرت عیسیٰ کے مصلوب
نہ ہونیکا بار ثبوت میرے ذمہ ہی اور الحق کی یہہ شرطیں کہ شریفانہ الفاظ میں مباحثہ ہو بدل
منظور ہی - اور یہہ بھی منظور ہی کہ جہانتک مضمون سمجھہ میں آجاوے مختصر ہی ہو اور مضمون بھی
عام فہم ہو لیکن تین شرطیں میری قبول کرنی پڑینگی بعد اسکے میں مراسلہ بھیجونگا - اول یہہ جو
مراسلہ میرا آپکے پاس پہنچ جاوے اور الحق کی شرطوں کے اندر ہو تو اُسکو چھاپنا پڑیگا اور
اگر آپ چھاپنے سے انکاری ہوں تو بذریعہ عدالت اپنا ہرجہ و خرچہ وصول کرنیکے بعد بھی وہی
مراسلہ بجبر الحق میں چھپوا سکوں جو مراسلہ آپکے پاس پہنچ جاوے وہ تو آپ ضرور چھاپ
دیں اور اگر آئندہ کو نہ چھاپنا منظور ہو تو الحق میں چھاپ دیں کہ تمہارا مراسلہ چھاپنا منظور نہیں
تو آپ بری الذمہ ہیں - معاف کیجئے میں یہہ شرط اسواسطے کرتا ہوں کہ آجتک کسی عیسائی نے
مسلمانوں کی بات کا جواب ہی نہ دیا اگر تحریر بھیجی اور اسکا جواب نہ بن پڑا تو وہ تحریر ہی نہ
چھاپی اسواسطے اگر میرا مراسلہ آپکو لاجواب معلوم ہوا اور آپ نہ چھاپیں تو پھر میں اپنا ہرجہ
و خرچہ ضرور وصول کرکے وہی مراسلہ میں چھپوا لونگا +

۲۔ دوسری شرط یہہ ہے کہ اگر بائبل مقدس کی کوئی آیت پیش کیجاوے اور وہ آیت مہذب نہ ہو اور اُسکی تشریح کرنے میں اوبھی تہذیب سے گرجائے تو آپ اُسکو غیر منصفانہ کہکر نہیں ٹال سکتے ۔

۳۔ تیسری شرط یہہ ہے کہ جب تک مطلوب کا فیصلہ نہ ہوجائے طرفین میں سے کوئی دوسرا مسئلہ نہیں پیش کر سکتا۔ اگر آپ کو حق کی تحقیق کرنا منظور ہے تو میرا یہہ خط الحق میں چھاپ کر ممنون فرمائے اور میرے نام الحق جاری کردیجئے قیمت خواہ وی پی سے منگوا لیجئے لیکن اسکا خیال رہے کہ جس پرچہ میں میرے آپکے سوال وجواب نہ ہوں تو میں اُسکا خریدار نہیں مطلب یہہ کہ ہر ایک پرچہ میں سلسلہ وار میری آپکی بحث چھپتی رہے۔ اگر آپ یہہ بحث منظور نہ کریں تو یہہ سمجھا جاوے گا کہ آپنے الحق کی شرط ۲ و ۵ سے خود ہی انحراف کیا۔ فقط

الراقم۔ شیخ غلام محمد مالک ڈاکٹر شفا ہم ڈاکخانہ ہردوئی ملک اودھ

یکم مئی ۱۹۰۳ء

ازجانب اڈیٹر الحق

(۱) (الف) آپ کی اول شرط کا جزو اول بالکل مہمل ہے کیونکہ اگر آپ الحق کے شرائط کے دائرہ سے باہر نہ جائینگے تو ہم کو آپ کی تحریر درج الحق کرنے میں کیا عذر ہوسکتا ہے؟

(ب) آپ فرماتے ہیں کہ اگر تحریر درج الحق نہوگی تو عدالت میں خرچہ اور ہرجہ ہرزا بُنگا ہمارے خیال میں اگر آپ اس امر میں کسی وکیل سے مشورہ لیتے تو شاید یہہ لکھنے کی جرأت آپ کو نہ ہوتی کیا آپ اڈیٹر کی ذمہ داری اور حقوق سے بالکل ناواقف ہیں؟

(ج) آپ کا یہہ سمجھنا بھی بادہوائی ہے کہ کسی عیسائی نے مسلمانوں کی بات کا جواب بھی نہ دیا بلکہ وہ بیچارے کیا سوال کرینگے جو جواب پانے کی امید رکھیں اگر کوئی سوال قابل سماعت ہو اُسکا جواب دیا جاسکتا ورنہ مجذوب کی بڑ کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟

(د) آپ اسپر زیادہ زور کیوں دیتے ہیں کہ میرا رسالہ ضرور شائع کریں اس لفظ ضرور سے ہم کو شبہ ہوتا ہے کہ آپ ضرور بالضرور الحق کی شرائط کے دائرہ سے باہر ہوکر زور آزمائی

کرینگے ورنہ بار بار اور باتکرار اس لفظ ضرور کے کیا معنے ہیں؟

(۲) آپکی دوسری شرط ہم کو پورے طور سے یقین دلاتی ہی کہ آپ بائبل مقدس سے کوئی ایسی آیتیں تلاش کرینگے جس سے آپ کو دائرہ تہذیب سے باہر نکلنے کا موقع ملے پس آپ کی یہہ شرط نیک نیتی پر مبنی نہیں معلوم ہوتی +

(۳) آپکی تیسری شرط کہ جب تک مغلوب کا فیصلہ نہ ہو کوئی دوسرا مسئلہ طرفین سے پیش نہ ہو اس کی بابت ہم کو اسی قدر کہنا ہی کہ آپ الحق کی جلد سویم ۲ روپیہ روانہ کرکے منگائیں اور مطالعہ کریں اور اُس میں قیامت مسیح اور مسیح مصلوب کے مضامین کو غور سے پڑھیں اگر ہماری دلائل کا جواب آپکے پاس ہو تو خوشی سے مراسلہ ارسال فرماویں ورنہ انہیں اعتراضونکو دوبارہ پیش کرکے جواب کی توقع رکھنا لاحاصل ہی بلکہ یہہ توقع بھی نہ رکھیں کہ ہم اُن دقیانوسی خیالوں کو جن کی تردید ہم کرچکے پھر سے الحق میں درج کرکے کثیر التعداد ناظرین کی آپکی خاطر حق تلفی کرینگے +

آپ کا یہہ کہنا کہ جس پرچہ میں آپکا مضمون نہ ہو اسکے آپ خریدار نہیں ہوسکتے یہہ بالکل مہمل ہی اگر الحق کی خریداری منظور ہی تو اس شرط کو بالائے طاق رکھیں +

آخر میں ایک شرط ہماری ہی کہ اگر آپ اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کرسکے تو کم سے کم اتنا ضرور گوارا کرینگے کہ آپ ایک معذرت نامہ الحق میں بدیں مضمون درج کرادیں کہ آپنے ناحق ناظرین اور اڈیٹر الحق کا وقت ضائع کیا اور اس کے لئے معافی کے خواستگار ہونگے۔ والسلام

رسالہ الحق

چونکہ عرصہ تین ماہ سے بندہ کو الحق کے بغور مطالعہ کرنیکا موقع ملا ہے۔ لہذا جو راست ہی اُس کا اظہار کرنا بندہ بحیثیت ایک منصف المزاج ہونے کے اپنا فرض منصبی سمجھتا ہی اور بڑے زور سے اپنے معزز احباب پر اس امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہی۔ رسالہ الحق ... مذہبی خیالات کا جوہر اندرونی جانچنے کا کسل ... اور بے لوث حق کا گواہ ہی مذکرہ

بالا امورات کو مدنظر رکھکر امید ہی کہ تمام حق پسند لوگوں کی نظر میں یہہ پرچہ اعلیٰ وقعت رکھتا ہی۔ بلکہ مسیحیوں کے لئے غنیمت ہی۔ خدا الحق کی عمر دراز کرے اور اُسکو تقویت وہمت بخشے تاکہ تمام لوگ اُس سے فیضیاب ہوکر خیالات ورائیوں کی عملی طور تقلید کریں ....

الراقم۔ ایک منصف مزاج مسلمان

ہم نے منصف مزاج مسلمان صاحب کے خط میں سے اکثر فقرات کو قصداً چھوڑ دیا ہی کیونکہ ہمارے نزدیک اُنھوں نے الحق کی حد سے زیادہ تعریف کی اور اگر ہم اُن سب کو شائع کر دیتے تو لوگ ضرور ہم پر خودستائی کا الزام لگاتے جہاں جہاں فقرات یا الفاظ چھوڑے گئے وہاں ...... اس طرح نشان کر دیا ہی۔ اڈیٹر الحق۔

اِطلاع

الحق جلد سوئم بابت ۱۹۰۲ء عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہوئی کی کچھ جلدیں باقی رہگئی ہیں اگر کسی صاحب کو اُسکی سیر کرنا منظور ہو تو فوراً ۶ / ارسال فرما کر منگا لیں اور مطالعہ کریں اہل اسلام خاص طور سے متوجہ ہوں اس میں مندرجہ ذیل مضامین بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں مسیح مصلوب۔ نجاست مسیح۔ توبہ کی حقیقت۔ گناہ کبیرہ۔ مسیحی حدیث نامی۔ خدا باپ۔ خدا بیٹا۔ خدا روح القدس۔ مسئلہ ثالوث پر چند عقلی دلائل*

المشـــــــــتهر

اڈیٹر الحق۔ ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۷ | بابت ماہ جولائی ۱۹۰۳ء ایس-پی-جی مشن کانپور | جلد ۴

ایڈیٹوریل

ہم کو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے اکثر ناظرین الحق کو بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں اور اکثر احباب بائبل مقدس کی بابت درخواست کرتے ہیں ہم نے اکثر احباب کو بہت سی جلدیں نئے اور پرانے عہدنامہ کی ارسال کیں مگر آئندہ کو ہم ایسی فرمایشوں کی تعمیل نہ کر سکینگے کیونکہ ہم کو اپنے ناظرین کی خاطر یہ کتابیں خود کتب خانوں سے منگا کر روانہ کرنا پڑتی ہیں پس ہم اپنے ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ آئندہ کو پنجاب رلیجس ٹریکٹ سوسائٹی انارکلی لاہور ملک پنجاب کے اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب کے نام پر درخواست کیا کریں۔ ایسا کرنے سے ہم کو اور ہمارے احباب دونوں کو نفع ہے؛

سرسید احمد خان نے ذبیح اللہ کی بابت حسب ذیل تحریر فرمایا ہے:-

ایک اور روایت عموماً لوگوں میں مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسمٰعیل کی قربانی کرڈالنے کا حکم دیا تھا۔ اس روایت کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ زیادہ تر

تقویت اُس روایت کو ہوتی ہی جس میں حضرت اسحاق کی قربانی کرنے کے حکم ہونیکا ذکر ہی اور اس اختلاف کا جو سبب ہی وہ ہم آگے بیان کرینگے +

حضرت ابراہیم نے جو اپنے بیٹے کی قربانی کرنے کا ارادہ کیا اُس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہی قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اِنِّی اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِی اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ فلما اسلما وتله للجبین ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرویا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح عظیم - قرآن مجید میں اس امر کی تصریح نہیں ہی کہ حضرت اسحق کی نسبت قربانی کا حکم تھا یا حضرت اسمعیل کی نسبت اور نہ کسی معتبر اور مستند حدیث سے اس کی تفصیل پائی جاتی ہی +

بعض مسلمان مورخوں کا قول ہی کہ حضرت اسحق کی نسبت قربانی کا حکم تھا اور بعض کا قول ہی کہ حضرت اسمعیل کی نسبت - یہہ اختلاف توریت مقدس کی اُس آیت کے مبہم اور غیر مصرح ہونے کی وجہ سے ہی جس میں اس مقام کا ذکر ہی جہاں مذکورہ بالا قربانی کا عمل میں آنا تجویز ہوا تھا اور وہ آیت یہہ ہی "خدا ابراہیم را امتحان نمود و با وگفت ای ابراہیم وا و گفت اینک حاضرم و خداوند گفت کہ حال پسر یگانہ خود اسحق راکہ دوست می داری بگیر و بزمین موریاہ برو و دراں جا او را در یکے از کوہے کہ بتو می گویم از برائے قربانی سوختنی تقریب نما" بعض مسلمان مصنفوں نے اس گمنام جگہ کو بیت المقدس اور اُس کے پہاڑ قرار دئے ہیں اور بعضوں نے مکہ معظمہ کے قریب کے پہاڑ جو لوگ اس مقام کو مکہ معظمہ کے پہاڑ قرار دیتے ہیں وہ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ عبری لفظ "موریہ" جس کے معنے جبال کے ہیں تثنیہ اور جمع دونوں صیغوں میں استعمال ہوتا ہی اور اس لئے وہ استدلال کرتے ہیں کہ اُس سے مکہ معظمہ کے مشہور دو پہاڑوں صفا اور مروہ میں سے ایک مراد ہی" ہم کہتے ہیں کہ اگر یہہ ہی تو مقام قربانی کی بابت اختلاف ہونا چاہئے نہ کہ ذبیح کی بابت اگر سید صاحب کا یہہ

کہنا درست مانا جائے تو اسیقدر ثابت ہوگا کہ بجائے یروشلم کے کسی اور مقام پر اسحٰق
قربان ہوئے تھے حقیقت یہہ ہے کہ پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے کہ کم حرامی تے حجتاں ڈھیر"
ہمارے مسلمان بھائی اسمٰعیل کو ذبیح اللہ ماننا چاہتے ہیں جو خدا کی مرضی کے بالکل خلاف
ہے جس آیت پر شبہہ کیا جاتا ہے وہاں نام اسحٰق صاف موجود ہے۔ اسکے بعد سید صاحب
یوں رقمطراز ہیں۔

توریت مقدس میں اسی باب کی چودھویں آیت میں یہہ لکھا ہے " و ابراہیم اسم آن
مکان را یہوہ یراہ گذاشت کہ تا امروز شہرت چنین ہم میخوانند در کوہ خداوند نمایان است
مسلمان مورخوں کے نزدیک یہہ مقام وہ ہے جو کہ مکہ کے پاس واقع ہے اور آجتک عرفات
کے نام سے مشہور ہے۔ پس جو لوگ اُس قربانگاہ کو مکہ معظمہ میں قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں
کہ قربانی کا حکم حضرت اسمٰعیل کی نسبت ہوا تھا اور جو لوگ اُس قربانگاہ کو بیت المقدس میں
قرار دیتے ہیں وہ حضرت اسحٰق کی نسبت قربانی کا حکم ہونا کہتے ہیں جیسے کہ مسعودی نے لکھا ہے
جسکی عبارت یہہ ہے۔ وقد تنازع الناس فی الذبیح فمنہم من ذہب الی انہ اسحٰق ومنہم من
رای انہ اسمٰعیل فان کان الامر بالذبح وقع بمنی فالذبیح اسمٰعیل لان اسحٰق لم یدخل
الشام اجد ان حمل منہ (مروج الذہب مسعودی) مگر ذی علم مسلمان عالموں کا صاف بیان
ہے کہ حضرت اسحٰق کی نسبت قربانی کا حکم ہوا تھا نہ حضرت اسمٰعیل کی نسبت اور یہی امر
مندرجہ ذیل حدیث سے بھی پایا جاتا ہے عن محمد ابن المنتشر قال ان اجلا نذر ان ینحر
نفسہ ... فقال لہ مسروق لا تنحر ... واشتر کبشا فاذبحہ للمساکین فان اسحٰق خیر منک
وفدی بکبش ... (رواہ ابن رزین مشکوۃ) اس حدیث میں مسروق کا صاف قول
ہے کہ حضرت اسحٰق قربان ہونیوالے تھے۔"

ہم آئندہ نمبر میں سید صاحب کی بعض باتوں پر ریمارک لکھینگے فی الحال ہمارے
محمدی بھائی غور کریں خود اُن کے اپنے گھر ہی میں اہل غرض اس معاملہ میں کیا کچھ
کہہ رہے ہیں +

محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

ہم نے گذشتہ نمبر میں وہ سب مقامات بطور حوالہ کے لکھدئے جہاں جہاں فاران کا
ذکر ہوا ہے۔ اب ہم اُن مختلف مقامات سے اکثر کو پیش کرکے ثابت کرینگے۔ کہ فاران ہرگز
مکہ کے پہاڑوں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہہ مقام شعیر و سینا کے قریب تر ہے سب سے پہلا
مقام پیدایش ۱۴: ۶ ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ "حوریوں کو اُن کے کوہ شعیر میں الفاران تک
جو بیابان کے کنارہ پر ہے مارا"۔ اب معلوم ہوا کہ فاران کا نام کدرالعمور کے حالات میں
لیا گیا ہے جیسا کہ اس باب کی اوپر کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے اور اس سے صاف
صاف پتہ چلتا ہے کہ الفاران اُس دھاوے کے جنوبی سمت پر واقع تھا۔ چونکہ کدرالعمور
حوریوں کو اُن کے پہاڑ شعیر میں شکست دیکر عین مسفاط یعنی قادس میں واپس آیا پس
معلوم ہوا کہ عین مسفاط اور قادس ایک ہی جگہ کا نام ہے اور یہہ کہ کدرالعمور وہی ہے جسکو
ابراہام نے شکست دیکر لوط کا مال اسباب واپس لیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے اسبات
کا خیال کرکے اُن شاعرانہ خیال کی آیتوں کو اسی طرح تعبیر کیا ہے۔ کہ فاران کے پہاڑ
سے مراد کوئی ایسا مقام ہے جو شعیر و سینا کے قریب تر ہے۔ بہت سے نقشہ نویسوں نے
الفاران کو خلیج اکابہ کے دہانہ کے قریب بتلایا ہے۔ استثنا ۱: ۱ میں جس قدر
مقامات ہیں۔ اُن کے ناموں اور متن سے کوئی ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا۔ کہ
فاران کس مقام پر بتلایا جاوے۔ اسی طرح سموئیل ۲۵: ۱ میں یوں لکھا ہے۔ کہ
سموئیل مرگیا۔ اور سارے اسرائیلی جمع ہوکے اُس پر روئے۔ اور رامہ میں اُس
کے گھر کے بیچ اُسے گاڑا۔ اور داؤد اُٹھ کے دشت فاران کی طرف اُترا" اگر کوہ اور
دشت میں فرق کیا جائے تو یہہ مقام سلطنت یہوداہ کا جنوبی حصہ قرار پائیگا۔
اب سلاطین ۱۱: ۱۸ میں یہہ لکھا ہے" پھر وہ مدیان سے نکل کے فاران میں آئے اور
فاران سے لوگ ساتھ لیکے مصر میں شاہ فرعون کے پاس گئے" اس آیت کے اگلے

بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ حداد اپنے باپ کے خادموں کے ساتھ ادوم سے
مدیان کو بھاگا۔ اور مصر کو جاتے ہوئے فاران سے گذرا۔ پس صاف معلوم
ہوتا ہی کہ بجائے اس کے فاران بجانب مکہ ہو اُس سے کوسوں مخالف طرف کو واقع
ہی۔ پھر پیدایش ۲۱: ۲۱ میں لکھا ہی۔ وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ اور اُس کی
ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اُس سے بیاہنے کو لی۔ اب یہہ مقام
اسمٰعیل اور اُس کی ماں ہاجرہ کا قیامگاہ قرار پایا یعنی جب وہ اور اُن کی ماں سارہ
کے حکم سے نکالے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ فاران بیرشبع اور مصر کے مابین واقع
ہی یا کم سے کم بیرشبع سے بجانب مصر ہی۔ نہ کہ بجانب مکہ ✦

پیدایش کے ۱۶ باب میں جو ہاجرہ کے بھاگنے کا بیان ہی۔ فرشتہ نے
جس چشمہ پر اُس کو پاکر مخاطب کیا تھا۔ اُسکو جغرافیہ دان قادس اور بیرید کے مابین
بتاتے ہیں۔ اب آگے جو آیتیں آئینگی۔ اُن میں قادس اور فاران بالکل قریب
نزدیک بتائے جاتے ہیں۔ اور یہہ تمام آیتیں گنتی کی کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً
گنتی ۱۰: ۱۲ میں لکھا ہی۔ تو بنی اسرائیل دشت سینا سے اپنے اپنے سفروں میں
چلے۔ اور بدلی دشت فاران میں جا ٹھہری۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ دشت فاران
دشت سینا کے قریب تر ہی۔ پھر جیسا کہ گنتی ۱۲: ۱۶ میں لکھا ہی۔ کہ بعد اُس کے
لوگوں نے حصیرات سے کوچ کیا۔ اور فاران کے بیابان میں ڈیرے کئے۔
حصیرات سے پہلے انہوں نے قبرۃ التہاوہ (گنتی ۱۱: ۳۵) میں بھی ڈیرے
کئے تھے۔ اور اُس سے پہلے تبعیرہ میں مقیم ہوئے تھے۔ گنتی ۱۱: ۳۔ اب ہم
ایک اور خاص مقام پر غور کریں۔ کہ جاسوس دشت فاران سے زمین موعودہ کی
جاسوسی کرنیکو گئے تھے۔ مثلاً گنتی ۱۳: ۳ میں یوں لکھا ہی۔ "چنانچہ موسیٰ نے
خداوند کے ارشاد کے موافق دشت فاران سے اُن کو بھیجا۔ وہ سب لوگ بنی اسرائیل
کے سردار تھے"۔ پھر اسی باب کی ۲۶ آیت میں لکھا ہی۔ کہ وہ لوگ پھر کے موسیٰ

اور ہارون اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس دشت فاران کے قادس میں آئے اور انہیں اور ساری جماعت کو آکے خبر دی اور اُس سرزمین کا میوہ انہیں دکھایا۔ اب اگر اس آیت ۲۶ کا مقابلہ استثنا ۱: ۱۹ سے کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ جاسوس جس مقام سے روانہ کئے گئے تھے وہ قادس برنی تھا۔ اور وہیں جاسوس واپس بھی آئے۔ اس کو گنتی ۱۳: ۲۶ میں دشت فاران کا قادس لکھا ہے۔ پس دونوں نام ایک ہی مقام کے نام ہیں۔ اور اس کل کا نتیجہ غور کرنے سے یہہ نکلتا ہے کہ دشت فاران دشت سینا سے شروع ہو کر زمین موعود کے دروازہ تک پھیلا ہوا ہے۔ گنتی اور استثنا کے اُن مقامات پر جہاں جہاں اس کا ذکر ہوا غور کریں۔ تو یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قادس اُس کی یعنی دشت فاران کی حدود کے اندر تھا۔ اب اگر ہم اس مقام کی خاص حدود قائم کریں تو نقشہ میں یہہ مقام کنعان کے جنوب اور ادوم کے مشرق میں ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو آیتیں ہم نے اوپر بیان کیں اُن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے پس قاعدہ سے اُس کی حدود یہہ ہونگی۔ یعنے

شمال میں کنعان۔ جنوب میں کوہ سینا۔ غرب میں ملک مصر اور مشرق میں کوہ شعیر۔ سر سید احمد خان صاحب خود قبول کرتے ہیں کہ تین مقام فاران کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک کوہستان حجاز ہے۔ دوسرا فاران کوہ طور کا یعنے سینا کے پاس تھا۔ تیسرا فاران نواح سمرقند میں ہے +

ہم کو حیرت اسبات کی ہے کہ سر سید نے کیونکر جرأت کی کہ کوہ سینا کے فاران کو چھوڑ کر حجاز کے فاران کو تسلیم کیا۔ کلام جو کیا گیا وہ بنی اسرائیل سے تھا۔ اُن سے وہی بات واشارہ بیان کیا جا سکتا تھا جسکو وہ سمجھہ سکتے تھے یہہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ بنی اسمٰعیل کے ہمراہ بنی اسرائیل کبھی حجاز میں آباد نہ تھے پس آپ ایک الہامی بات کے رد کرنے کو دنیاوی منطق اور دلائل عقلیہ سے سرخرو

نہیں ہو سکتے۔ آپ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے وقت میں
وہ مقام فاران نہ کہلاتا تھا۔ یا وہاں نہیں ہی۔ ایحضرت جب تھا ہی نہیں
تو ان بزرگوں کے واقعات کے ساتھ اس کا ذکر الہامی کلام میں کیونکر ہوا؟
پھر آپ کا یہہ کہنا بھی باد ہوائی ہی۔ کہ حضرت اسمٰعیل اور ہاجرہ بیر شبع سے
پھر کر وہاں آباد ہوئے۔ یہہ بات ثابت نہیں ہی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اسمٰعیل
اور ہاجرہ کے بیان میں کیونکر اس کا ذکر کیا گیا؟ کیا آپ کے پاس کوئی دوسری
توریت ہی؟ بھلا یہودیوں سے تو دریافت کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے پہلے
یہہ فرض کر لیا کہ فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہی پھر یہہ فرض کر لیا کہ محمد صاحب
کی پیشگوئی توریت میں موجود ہی۔ پس آپ کی نگاہ تو فاران کے لفظ پر پڑی جو کہ
درحقیقت ایک شاعرانہ طرز میں بیان ہوا ہی۔ جسکا مقابلہ جب آپ کے ہم خیال
ڈبورہ کے گیت قاضی ۵: ۴ و ۵ سے کرینگے اور زبور ۶۸ سے تب معلوم ہوگا
کہ اصل مقصد کیا ہی۔ پس پکار اُٹھے کہ محمد صاحب کی پیشگوئی کا پتہ لگ گیا۔ اور
اسی لئے بے بنیاد خیال پر دلائل کا طومار باندھ دیا۔ جو شاید صرف آپ ہی کو
مطمئن کر سکتی ہیں ورنہ اور تو کوئی اُس سے قائل نہیں ہو سکتا۔ آپ کا یہہ کہنا
بھی کچھ مزہ ہی دیجاتا ہی۔ کہ یہہ توراۃ والا فاران نہیں ہی۔ توریت میں اس کا
ذکر ہونا لاحاصل اور آپ کا اُس سے استدلال کرنا عبث ٹھہریگا زیادہ تعجب
اس بات سے ہوتا ہی۔ کہ آپ نے خود ہی اکثر اُن آیتوں کو توریت سے نقل کیا
جن سے فاران کوہ سینا کی طرف معلوم ہوتا ہی۔ مگر آپ اُسکو مکہ کی طرف اوندھائے
دیتے ہیں۔ ... ۵ میل سے زیادہ کا فاصلہ فاران اور مکہ میں ہی اب ہم اور کیا
لکھیں اسقدر کافی ہی +

ہم کو شاید اس کے قبول کرنے میں عذر نہ ہوگا کہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے
اکثر عرب کے اردگرد آباد تھے مگر آپ تو اسمٰعیل اور ہاجرہ کو عرب میں نہیں بلکہ مکہ میں

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۸ | بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۳ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۴

ایڈیٹوریل

اس نمبر میں ہم ایک خط مولوی حاجی سلطان محمد صاحب کا درج کرتے ہیں حاجی صاحب موصوف ایک نامہ نگار ہیں جو اسلام کی حمایت میں دو خط الحق میں شائع کرا چکے ہیں مگر حاجی صاحب نے شروع ہی سے اپنا ماٹو یہہ بنایا تھا کہ سب باتوں کو پرکھو بہتر کو اختیار کرو اور جب آپ کو معلوم ہوگیا نجات صرف مسیح ہی سے ہے اُسی وقت آپ نے دُنیا کو اپنی پشت پر رکھا اور اپنا منہہ اُسی آفتاب صداقت کی طرف لگایا۔ ہم کو معلوم نہیں کس قدر اور بھی لوگ الحق کے ناظرین میں ہونگے جو مسیح کی صداقت کے تو قایل ہیں مگر یہہ دنیا کی کملی یا تو وہ خود چھوڑ نہیں سکتے یا دنیا نے اپنی کملی میں ایسا لپیٹا ہی کہ اُن کو اُس سے نکلنا دشوار معلوم ہوتا ہی۔ خدا سب کی مدد کرے کہ وہ صداقت کے آفتاب سے مُنہہ نہ موڑیں +

گذشتہ نمبر میں ہم نے سر سید احمد خان کے حوالہ سے اسمٰعیل کے نہ قربان ہونے کی بابت لکھا تھا اور بتلایا تھا کہ کیونکر علماء اسلام اضحاق ہی کو ذبیح اللہ قرار دیتے جیسا

سرسید صاحب نے ایک لفظ "ہویم" کو پیش کیا تھا کہ اس کی وجہ سے اختلاف رائے ہوا
مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جب آیت میں اضحاق کا نام صاف صاف مندرج ہی تو اختلاف کی
گنجایش کہاں رہی؟ اب ہم دیکھیں کہ قرآن ذبیح اللہ کے نشان کیا بتلاتا ہی قربانی
کا ذکر قرآن میں سورہ صافات میں ہوا ہی اس کے علاوہ قربانی کا کہیں ذکر نہیں
ہوا مثلاً ابراہیم کی دعا اس طرح قرآن میں مرقوم ہی۔ ای میرے رب بخش مجھ کو
کوئی نیک بیٹا۔ پھر ہم نے اُس کو خوشخبری دی ایک لڑکے کی جو تحمل والا ہوگا پھر جب
وہ پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو۔ کہا اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ
تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو کیا دیکھتا ہی۔ کہا ای باپ جو حکم تجھ کو ہوتا ہی وہ کر
ڈال۔ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو برداشت کرنے والا پائیگا۔ پھر جب دونوں نے
حکم مانا۔ اور اُس کو پیشانی کے بل پچھاڑا۔ اور ہم نے اُس کو آواز دی اس طرح کہ
ای ابراہیم تو نے تو سچ کر دکھایا خواب۔ نیکی کرنے والوں کو ہم یوں بدلہ دیتے ہیں
بیشک یہی ہی صریح جانچنا اسکا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح عظیم سے اور باقی رکھا
ہم نے اسکا ذکر پچھلی خلق میں سلام ہی ابراہیم پر بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی کرنے والوں
کو۔ وہ ہی ہمارے ایماندار بندوں میں +

اس قدر بیان کے بعد ایک اور بشارت بھی مندرج ہی اور خوشخبری دی ہم نے
اُسکو اضحاق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اضحاق پر
اس آخری آیت سے محمدی گمان کرتے ہیں کہ قربانی کا حکم اسمٰعیل کی بابت تھا
جو اضحاق سے پیشتر موجود تھا مگر ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہی کہ یہ خیال محض
غلط ہی کیونکہ توریت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہی کہ اضحاق حکم قربانی کرنیکے وقت
موجود تھا قرآن سے بھی عیاں ہی کہ ابراہیم کو بشارت ولادت اضحاق قبل حکم قربانی
دی گئی بلکہ قبل ہلاکت امت لوط یہہ حکم ملا تھا کیونکہ جب فرشتے سدوم و عمورہ کو ہلاک
کرنے جانے تھے تو راستے میں ابراہیم کی دعوت قبول کی اور اسکو خبر دی ایک ہوشیار

لڑکے کی دیکھو سورۂ ہود-حجر و ذاریات +

پھر اگر قرآن پر غور کروگے تو معلوم ہوگا کہ قرآن میں اسمٰعیل کے تولد کی کوئی خبر نہیں ہے اور ابراہیم نے اُسی لڑکے کو نذر کیا جس کی بشارت اُس کو ملی تھی- ذبیح اللہ کی یہہ صفات قرآن میں ہیں ہوشیار-حلیم-تحمل والا اور نیک-اسمٰعیل کی نسبت توریت میں یہہ صفات ہیں جنگجو-اور وحشی مگر اضحاق کا یہہ کہنا کہ کرڈال جو تجھ کو حکم ہوا تو پائیگا مجھ کو برداشت کرنے والا یہہ سب حلیم اور تحمل-نیک اور ہوشیار ہونے کے خاصے ہیں جسکا صلہ خدا نے یہہ دیا کہ "وہ ہی ہمارے نیک بندوں اور ایمانداروں میں" +

جسکو محمدی خبر تولد اضحاق خیال کرتے ہیں وہ ہرگز خبر تولد اضحاق نہیں بلکہ خبر نبوت اضحاق ہے تب ہی تو کہا کہ خوشخبری دی ہم نے اسکو ضحاق کی جو نبی ہوگا نیکبختوں میں اور برکت دی ہم نے اُسپر اور اضحاق پر یعنے ذبیح اللہ کو فرمانبرداری کے صلہ میں نبوّت عطا ہوئی اور علاوہ اسکے اور بھی برکت ملی +

ابراہیم کی دعا تو یہی تھی "اے رب دے مجھ کو کوئی نیک بخت لڑکا" اور اس لڑکے کی صفات بعد قربانی بھی بتلائی گئی "نبیًا من الصٰلحین" +

پھر اس قربانی کو "صریح جانچنا" بتلایا ہے یہہ جانچ کسی ایسے ہی فرزند کی قربانی کرنیکا حکم دینے سے ہوسکتی تھی جو ابراہیم کا نہایت ہی عزیز و دلدار ہوا اور یہہ سوا ضحاق کے اور کوئی نہ تھا-اب ہمارے محمدی احباب اسپر غور کریں اور اپنے لئے خود فیصلہ کریں ہم اور کیا کہیں +

مراسلات

ناظرین دیکھئے حاجی سلطان محمد صاحب سولوس سے پولوس ہو گئے کیوں میں نے دین محمدی کو چھوڑ دیا مختصر عبارت میں اپنے تبدل ایمان کی علت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں میرے اکثر احباب اس امر کے اچھی طرح سے واقف ہیں کہ بمبئی میں مینے قریباً چھہ یا سات برس تک سکونت اختیار کی چنانچہ بمبئی میں ایک مدت تک عربی و فارسی کتابوں کی تعلیم بھی وقتاً فوقتاً دیکھا کرتا تھا اور کمائی یورمکے، ویں گلی میں میرا ایک مطلب بھی جاری

تھا اب وہ گھاس بازار میں موجود ہی باوجود اینہمہ میں نے مباحثہ مذہبی کو بھی فرو نہیں رکھا بلکہ
ہمیشہ اور ہر وقت پادری صاحبان سے مباحثہ جاری رہا کرتا تھا اور کئی اخباروں میں میرے
مضمون بخلاف دین عیسوی کے شائع بھی ہو چکے ہیں اور کئی ایک پادری صاحبان سے
میرا تحریری مباحثہ بھی ہو چکا ہے غرض کہ دن رات یہی شغل تھا اور مباحثہ دینی کے بغیر مجھے
چین نہیں آتا تھا چنانچہ میرے اس احوال سے میرے دوست مولوی علیخان صاحب و
حافظ ناصر حسین صاحب و حاجی چچا صاحب و مرزا محمد بیگ صاحب وغیرہ وغیرہ احباب
خوب واقف ہیں یہانتک کہ مولانا مولوی غلام نبی صاحب امرتسری نے جو میرے بہت
دوست ہیں ایک کتاب بنام تحقیق الاسلام فارسی ترجمہ کرنے کے لئے روانہ فرمائی تھی
اور اس حقیر کو واعظ رد نصاری خطاب بھی عنایت فرمایا تھا۔ اس مدت میں اگرچہ میں نے
انجیل شریف کو بھی دن و رات مطالعہ کرنے کے لئے مخصوص رکھا تھا مگر محض بنظر
تعصب اور اس لحاظ سے کہ اگر مجھے ایسے کوئی آیت ملے جس سے میں پادریوں کو الزام دے سکوں
اور میری حجت اُن پر تمام ہو سکے غرض آنکہ مولوی علی خان صاحب کے مکان پر ایسا
ایک جلسہ قائم کیا گیا جس میں کہ ہم آپس میں دینی مسائل کی تحقیق کریں اور اس مجلس
کے صدر بھی حقیر تھا چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ منصور مسیح صاحب کی ٹیکسٹ ایس جی جی
مشن بمبئی سے۔ درباره نجات اہل اسلام مباحثہ مقرر ہو گیا مطلب آنکہ اکیس رات علی
سبیل تواتر مباحثہ کا بازار گرم رہا۔ اسی اثنا میں رسالہ الحق کی جلد بابت ۱۹۰۳ء سے
جوزف صاحب کے ذریعہ سے مجھے ملی جبکہ میں نے اسکو نظر تحقیق سے دیکھا تو اسکا اثر
مجھ پر یہاں تک ہو گیا کہ فی الفور میں نے اس کو سالانہ طور پر منگوایا اور ہمیشہ اُس کو دیکھا
کرتا تھا چنانچہ اس میں بھی میرا ایک مضمون بخلاف مولوی حسام الدین صاحب ایڈیٹر
کشف الحقائق درباره گناه شائع ہو چکا ہے ایک تو منصور مسیح صاحب کے سوال درباره
نجات کے اور دوسرے الحق کے رسالجات نے مجھے اسبات پر آمادہ کیا کہ اب قرآن شریف
کو بھی غور سے دیکھنا چاہئے قرآن کو کھولنے کے ساتھ اس آیت پر میری نظر پڑ گئی ومن یعمل

مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔ جبکہ خوب میں نے اس آیت
کے مضمون پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت دین محمدی میں کسی صورت سے نجات نہیں
ہی پھر بھی مینے کئی ایک آیات اسی مضمون کی موید و معین دیکھیں اور کئی ایک احادیث
کو دیکھا چنانچہ بعض اُن میں سے مشکوٰۃ کتاب الایمان میں موجود ہیں۔ اور ایک ماہ تک میں
قرآن کو نہا خوب غور سے دیکھا کیا جب کہ کچھ بھی مراد بر نہ آئی تب میں بوقت شام مولوی
علیخان صاحب کے مکان میں آیا اور حافظ نام حسین صاحب بھی موجود تھے میں نے
مولوی صاحب سے کہا کہ جناب آپنے اس آیت کی طرف غور کیا ہی آیت مذکورۃ الصدر
کو میں نے سُنا دیا۔ مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ البتہ اسکا مضمون بہت ٹھیک ہی
اور یہی مقتضا عدل کی ہی۔ پس میں نے کہا کہ بیشک مقتضاء عدل تو یہی ہی مگر شفاعت
رسول سے انکار کیجئے اور جس قدر احادیث کہ اس مطلب کی مددگار ہیں سب کو دھو ڈالیے
مولوی صاحب نے کہا کیوں۔ میں نے کہا اس لیئے کہ سفارش منافی ہی عدل کی دوسرے
یہہ کہ نجات بالاعمال لازم ہوگی۔ پس مینے مولوی صاحب کو تمثیل ذیل کو سُنا دیا کہ بالفرض
ایک حاکم نے اپنی رعایا کے لیئے ایک ایسا مضمون شائع کیا کہ ومن یعمل مثقال
ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔ پس ایک شخص نے جو کہ اس قاعدہ سے
واقف بھی تھا اسکے خلاف کیا کہ ایک سال کی قید کا مستوجب ٹھہرا اور حاکم نے ایک برس
کی قید کرنیکا حکم صادر فرمایا۔ بعد اُسکے ایک خاص ملازم اُسکی سفارش کرنیکے لئے آیا اور
اس سے کہا کہ فلاں شخص نے اگرچہ خلاف قانون کے فعل کیا مگر آپ اسکو معاف فرمائیگا پس
دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو اُسکی سفارش کو مانیگا اور اُسکو چھوڑ دیگا۔ یا اُس کی سفارش
کو رد کر دیگا اور اسے قید میں رکھہ دیگا۔ پس باختیار شق اول بادشاہ نے اپنے
حکم کا عدول کیا اور یہہ سخت امر ہی۔ اور باختیار الثانی شفاعت باطل ٹھہریگی اور محمد
صاحب کا کذب ثابت ہو جائیگا کیونکہ انہوں نے بہت سی احادیثوں میں کہا ہی کہ میں
شفاعت کرونگا۔ اگر ہم نجات بالاعمال کو مان بھی لیں تو بھی دین اسلام کے اصول کے

موافق ہم ابدالآباد اُسکے دوزخ میں جلتے رہینگے کیونکہ احادیثوں سے ثابت ہی کہ اگر ہم ہزار برس عبادت کریں اور خدا کی مرضی پر چلیں لیکن بوقت مردن مردود اور بے ایمان مرجائینگے اور اگر تمام عمر معصیت ہو و لعب کریں تو بوقت مردن جنت میں جائینگے۔ پس ایسے بلا بنیاد قواعد پر فریفتہ ہوجانا عقل انسانی سے بعید ہی۔ پس ہم کو ایسے منجی کی تلاش کرنا چاہئے جسکا یہ کلام ہو۔ اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا۔ مولوی صاحب اس آیت کو سُننے سے پریشان ہوگئے اور ہم دونوں میں مدت چھ ماہ تک مباحثہ خفیہ رہا غرض آنکہ یہاں سے مجھے دین محمدی کی تفتیش کرنا پڑی یہانتک کہ خداوند نے مجھ غریب کو اپنا سید ھا رستہ بتایا اور نجات ابدی کا وارث بنایا اور اب میری یہی دعا ہی کہ میرے تمام محمدی بھائیوں کو بھی اس راستہ پر لائے آمین۔ الراقم حاجی سلطان محمد از کانپور ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء

۲۷ جولائی ۱۹۰۳ء

جناب اڈیٹر صاحب الحق زاد عنایتہ

تسلیم آپنے میرا اطلاعی خط چھاپ دیا ممنون ہوا بندہ حسب وعدہ اپنے شکوک روانہ کرتا ہو اور الحق کی شرط (۲) (۵) کے مطابق آپکی پابندی کا منتظر ہوا اور جو آپنے میرے اطلاعی خط پر دو قدح کیا ہو وہ معمولی ہی جو پرچہ النظیر میں چھپوا کر خدمت میں پیش کرونگا تاکہ یہ مضمون طول نہ ہو وہ نہ پھر آپ اسکی شکایت کرینگے مگر دو ایک آپکی فضول باتیں اس میں بھی لکھتا ہوں قولہ آپ کی (۳) شرط کی بابت ہم کو اس قدر لکھنا ہی کہ آپ الحق کی جلد سوئم ۲ روانہ کرکے منگالیں اگر ہمارے دلایل کا جواب آپکے پاس ہو تو خوشی سے مراسلہ ارسال فرماویں اقول الحق کی پانچویں شرط کے مطابق آپ میرے اعتراضوں کے جواب دینے کے ذمہ وار ہیں نہ کہ اُلٹا اپنے دلایل کے جواب مجھ سے طلب کرنیکے اور کسی بہانہ کے پیش کرنیکا آپکو حق نہیں الحق کی شرطوں کی پابندی کیوں نہیں کرتے جو الحق کی پیشانی پر آپ لکھ رہے ہیں اُسی پر قائم رہئے یہہ دونوں شرطیں آپ واپس نہیں لے سکتے جب تک کہ معذرت نامہ الحق میں بدیں مضمون نہ چھاپ دیں کہ اہل اسلام

کو واضح ہو کہ الحق کی یہہ دونوں شرطیں ہاتھی کے دانت کی طرح دکھانے کی ہیں اور جب کوئی اپنے شکوک روانہ کرنیکا وعدہ کریگا تو پھر ہم ایسی شرط پیش کرینگے کہ وہ کبھی وصول ہو جائیں اور جناب شایق صاحب آپ کا یہہ لکھنا کہ "ہمارے دلایل کے جواب اگر آپکے پاس ہوں" اسکے جواب میں ایک استفتا اپنے شکوک کے اخیر میں لکھے دیتا ہوں خواہ مجھے آپ وہ کبھی نہ دیں آپکو معلوم ہو جاویگا کہ آپکے دلایل تو کیا چیز ہیں تمام عیسائیوں کے دلایل مصلوب کی بابت رد ہو گئے ہیں اور میں ہر طرح مصلوب کے ستم سمجھانے کو موجود ہوں مگر برائے خدا ان بہانوں کو آپ بالائے طاق رکھیں۔ قولہ جس پرچہ میں آپکا مضمون نہ ہو سکے آپ خریدار نہیں یہہ محل ہی اگر الحق کی خریداری منظور ہی تو اس شرط کو بالائے طاق رکھیں با قول میں آپ کی طرح کروٹیں بدلنا نہیں چاہتا جو میں لکھ چکا ہوں اُسی پر قائم ہوں جب تک میرے شکوک کی رد و قدح ہوتی رہیگی اور آپکی غلط فہمیوں کا جواب آپ میری طرف سے چھاپتے رہینگے میں برابر خریدار رہونگا + آپکی آخری شرط میں اپنی خوشی سے قبول کرتا ہوں مگر آپکو حق نہیں کہ الحق کے خلاف کوئی شرط پیش کریں +

شکوک مفصلہ ذیل ہیں :-

معیار اول - اللہ تعالیٰ فرماتا ہی استثنا ۲۱ : ۲۳ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہی خدا کا ملعون ہی الخ اس حکم سے ظاہر ہی کہ کوئی پیغمبر یا خدا کا پیارا مصلوب نہیں ہو سکتا اور جو مصلوب ہی وہ ملعون ہی اور ملعون حضرت عیسیٰ کے حکم سے جہنم میں جاوینگے متی ۲۵ : ۴۱ تب وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا اے ملعونو میرے سامنے اُس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُسکے فرشتوں کے لئے طیار کی گئی ہی الخ +

معیار دویم - امثال ۲۱ : ۱۸ شریر لوگ صادقوں کے بدلے اور خطاکار راستبازوں کے عوض فدیہ دئے جاوینگے انتہا اور صادق کو شریروں کا فدیہ قرار دینا خدا کو جھوٹا کرتا ہی جب یہہ دو معیار شیطان و رحمان کی پہچان کے لئے خدا نے الہام کیں تو اب یہہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے ملعونوں سے بچنے کے لئے حضرت عیسیٰ نے کیا دعویٰ کیا ہی دیکھو انجیل یوحنا ۸ : ۳۲ سے ۳۶

تک اور پھر انجیل یوحنا ۸ : ۲۱ تب یسوع نے پھر انہیں کہا میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے
گناہ میں مروگے جہاں میں جاتا ہوں تم آنہیں سکتے ہو الخ پھر انجیل یوحنا ۱۳ : ۳۳ اے بچو میں
تھوڑی دیر تک تمہارے ساتھ ہوں تم مجھے ڈھونڈھو گے اور جیسا کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ
جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے ویسا اب میں تمہیں بھی کہتا ہوں الخ اجی ڈاکٹر صاحب انکو
اکثروں نے ڈھونڈھا ہوگا مگر کوئی نہیں سکا ورنہ اُن کی یہہ پیشینگوئیاں جھوٹھی ہو جائینگی
اور نہ مصلوب کے جی اُٹھنے کا شاگرد اعتبار کرتے تھے چنانچہ لوقا میں ہے کہ بہت سی عورتوں نے
قبر سے لوٹکے جب یہ چھائی پوشاک والوں سے سنا تھا کہ وہ جی اُٹھا ہے اُنہوں نے گیارھوں اور
دیگر ونکو خبر دی لوقا ۲۴ : ۱۱ پر انکی باتیں انہیں کہانی سی سمجھ پڑیں اور انکا اعتبار نہ کیا الخ
کیونکہ وہ تو خود حضرت عیسیٰ سے سن چکے تھے کہ میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں
پھر وہ مسیح معصوم کی بات کو سچ مانتے یا عورتوں کی افواہ کو اب یہہ سوال ہے کہ مصلوب کی
بابت شاگرد کیا عقیدہ رکھتے تھے متی ۲۸ : ۱۷ اُسے دیکھکر اُنہوں نے اسکو سجدہ کیا
پر بعضے دبدھے میں رہے الخ جب خود شاگرد تیسرے ہی دن نہ پہچان سکے جو شکل اور صورت
سے واقف تھے تو اُسوقت کے عیسائیوں کا یہہ شک کیونکر رفع ہوگیا کہ وہ عیسیٰ ابن مریم
ہی تھے جس پر عیسائیوں کے مذہب کا دار و مدار ہے - اور یہہ بھی سمجھ لو کہ مصلوب کا جسم
قبر سے زندہ ہو جانیکی بابت شاگردوں اور روح القدس کا کیا خیال ہے اول پطرس ۳ : ۱۸
وہ جسم کے حق میں تو مارا گیا لیکن روح میں زندہ کیا گیا الخ اگر مصلوب کا جسم زندہ ہو جانے
کی بابت شاگردوں کی تحقیق صحیح ہوتی تو نہ پطرس جسم سے انکار کرتے اور نہ روح القدس
انجیل میں ایسی غلطی ہونے دیتا ۔ فقط

استفتا - قرآن شریف میں لفظ عظیم جو حضرت ابراہیم کے بیٹے کے فدیہ کے ذمہ پر بولا گیا
ہے آپنے اسکو مصلوب پر چسپاں کیا ہے مگر اتنا اور بھی بتا دیجئے کہ مصلوب پر خدا تو لعنت کرتا
ہے اور ایسے فدیہ کو شریر و خطا کار بنتا ہے یا خدا کا حکم صحیح ہے یا آپکا +

آپکا خیر خواہ شیخ غلام محمد مالک شکرم از بلگرام

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء ایس پی جی مشن کانپور جلد ۴

ایڈیٹوریل

گذشتہ نمبر میں ہم بوجہ عدم گنجایش پیشینگوئیوں کے سلسلہ کو قایم نہ رکھ سکے ناظرین معاف فرمائیں اس ماہ میں وہ سلسلہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس نمبر میں ہم سلطان محمد صاحب کا خط مندرج کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے محمدی احباب کو لکھا ہے امید ہے کہ وہ دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا اور ہمارے محمدی ناظرین ضرور اُس پر غور کرینگے اور خاصکر اس بات کا اندازہ اپنے دلوں میں کرینگے کہ خداوند مسیح کی زندہ تاثیر کس قدر جلد انسان کے دل پر اثر کرتی ہے۔ سلطان محمد صاحب کے خط کے ہر فقرہ بلکہ ہر لفظ سے صداقت اور تعلیمی کی بو آتی ہے کسی وحشی قوم کے کسی فرد کا اس قدر جلد تبدیل ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

سلطان محمد صاحب نے ایک اور خط شیخ غلام محمد صاحب کے جواب میں لکھا ہے اگرچہ ہم اس بحث کو بند کرنا چاہتے تھے مگر اس بات کا خیال کر کے کہ ایک نو مرید جو محمدی مذہب سے نکل کر مسیحی کلیسیا میں داخل ہوا وہ کس طرح پہلے توریت مقدس کو پڑھتا تھا اور جب اُس پر سچی حقیقت ظاہر ہوگئی تو وہ اپنے گذشتہ خیالات کی بابت خود کیا رائے رکھتا

پر اپنا ترجمہ استعمال کرتے ہیں اس کی ایک خاص وجہ ہے جسکو ہم اگلے نمبر میں بیان کرینگے از ناظرین خود معلوم کر لینگے کہ سید صاحب کا اصل مقصد اس سے کیا +

مراسلات

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

جناب اڈیٹر صاحب دام عنایتکم - اُمید ہے کہ آپ براہ کرم مجکو اپنے اسم باسمی پرچہ الحق کے ذریعہ اجازت دینگے کہ اپنے محمدی احباب سے کچھہ گذارش کروں میں ماہ گذشتہ میں اپنے تبدیل مذہب کی وجہ گذارش کرچکا ہوں مگر میں حیران ہوں کہ میری توقع کے خلاف میرے محمدی احباب مجھہ سے ناراض ہیں مجھہ کو سخت و سست کہہ رہے ہیں اور اپنے ایناموں میں آتش کے طوفان اُٹھا کر میرے سر پر برسانا چاہتے ہیں کیا وہ میری اس صاف گوئی کی قدر نہیں کرتے کہ جب مجکو ایک بات حق معلوم ہوئی تو باوجود مالی اور دنیاوی نقصان ہونے کے میں نے اس کو قبول کیا اور ان کو صفائی سے مطلع کر دیا۔ کیا وہ یہہ پسند کرتے کہ میں ریاکاری اور مکاری کو کام میں لاتا - زندیق اور منافق ہو کر اُن کے درمیان رہتا؟ میری ضمیر تو اُس کو قبول نہیں کرتی اور نہ کوئی راستباز شخص اس کو قبول کریگا بشرطیکہ اس کو دین و دیانت کا پاس ہو اور وہ خدا کو عالم الغیب جانتا ہو انسان میں دو حصے ہیں ایک وہ جسکا تعلق صرف خدا کے ساتھہ ہے - اور خدا ہی انسان کی نیت اور ارادہ و منشا سے واقف ہے دوسرا حصہ وہ جس سے وہ اپنے ابناء جنس سے رہتا ہے - پس کوئی وجہ معقول نہیں ہے کہ میرے احباب میرے تبدیل عقائد سے مجھ سے ناخوش ہوں اور وہ قدیم محبت کا شعلہ میری طرف سے اپنے دل میں گل کر کے بغض و عناد کا تخم بوئیں اسکو بار آور کریں میں قوم کا افغان ہوں میرے آباؤ اجداد نے مذہب اسلام کو حق سمجھہ کر قبول کیا تھا مگر اُن کے آباؤ اجداد محمدی نہ

تھے۔ اب جب مینے دنیا میں ہوش سمبھالا تو مینے مذہب عیسوی کو راست پایا ممکن ہی
کہ میں غلطی پر ہوں مگر میرے احباب یہہ کیونکر گوارا کر سکتے ہیں کہ ایک شخص جوان کا ہمراہ ہی
نہیں ہو سکتا اسکو مجبوراً تقلید کا پابند کرائیں میں صرف اس غرض سے یہہ چند سطور تحریر
کرتا ہوں کہ ان کو واضح رہے کہ دین کے معاملہ میں "جبر و اکراہ" ممکن نہیں یا کم سے کم مناسب
نہیں۔ خدا اپنی رحمت سے ہر انسان کی ہدایت کرتا ہی اور خاصکر اُن کی جو اُس سے
مانگتے ہیں۔ مینے مانگا مجھہ کو مل گیا اگر میرے احباب بھی صدق دل سے مانگینگے تو وہ
بھی ضرور پائینگے ٭

ایک اور امر بھی گذارش کرنا واجب ہی کہ جسقدر وہ میری مخالفت کرتے ہیں اُسی
قدر میرے دل میں اُن کے خیالات کا بُطلان اور اپنے خیالات کی تصدیق ہوتی جاتی
ہی بس اگر اُن کی زور آور مخالفت اور مزاحمت سے میرا ایمان پختہ ہو تو اس کے لئے
بھی مجھہ کو ان کا مشکور ہونا واجب ہی کیونکہ اکثر برائی سے بھلائی پیدا ہوتی ہی پس
اُن کی مخالفت کی تو مجھہ پرواہ نہیں مگر اس قدر حیرت مجھہ کو ضرور ہی کہ اپنی اس مخالفانہ
روش میں وہ اکثر انسانیت کو بھی ہاتھہ سے دے بیٹھے ہیں اگر میں نے کوئی قصور
کیا ہی تو اُس کا جواب میں اپنے خدا کو دونگا اگر کوئی عمدہ کام کیا ہی تو اسکا اجر مجھہ کو اپنے
خالق سے ملیگا میرے دوستوں کو اس میں ذرا بھی دخل نہیں ہے میں امید کرتا ہوں
کہ میری یہہ ناچیز التماس مسموع ہو گی اور میرے دوست مجھہ سے وہی برتاؤ کرینگے جو
ہر انسانیت کا خاصہ ہی میں اپنی نجات کا خواہاں تھا اس لئے جب میں اسلام میں تھا
تو اُس کے سارے اصولوں کا حتی المقدور پابند تھا اسی لئے حج بھی کیا اور سب پاپڑ
بیلے تھے مگر میری روح کو تسلی نہ ہوئی اسلام کی روشنی کا مقابلہ جب مینے مسیحی روشنی
سے کیا تو مقدم الذکر مجھہ کو صرف ایک کرمک شب تاب نظر آئی موخر الذکر کو مینے آفتاب
صداقت پایا پس ہر صاحب تمیز سمجھہ سکتا ہی کہ کرمک شب تاب آفتاب کے مقابل میں
بالکل بیکار۔ ہی یہہ عرض کر دینا بھی واجب ہی کہ جسقدر زیادہ قرآن پر مینے غور کیا اُسی قدر

رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے بلکہ اُسی دن اسے گاڑ دے کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا
ہی (ا) پس جناب من (وہ) کی مشار الیہ خاص ایسے شخص کے لئے ہی جس کا ذکر میں
کرچکا اور آیات کا مقصد اور مضمون بھی یہی ہے پس خاص کو عام بنانا اہل اسلام کے
نزدیک بہت سخت گناہ ہی بلکہ کفر ہی۔ اسی طرح آپ کا استدلال از امثال بھی
مذبذب اور غلط ہی شاید خود جناب سمجھ جائینگے اس کی رد و قدح کی کچھ ضرورت نہیں ہی۔
خدا آپ کی رہبری کرے آمین - آپکا خیر طلب سلطان محمد ۶ ستمبر ۱۹۰۳ء

عجیب بات - ہمارے محمدی بھائی دعوی کرتے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہی اور محمد صاحب اپنے
مخاطبوں سے کہتے تھے کہ تم اسکی مانند ایک آیت ہی بنالاؤ مگر صحیح حدیثوں میں ذکر ہی کہ اس میں آیۃ الکرسی
شیطان کی سکھلائی ہوئی آیت ہی اور اسکو تمام قرآن کی آیتوں میں اعلی مرتبہ کا بیان کیا ہی چنانچہ
مسلم اور ابوداؤد اسکے راوی ہیں کہ ابی بن کعب سے روایت ہی کہ محمد صاحب نے فرمایا کہ ابو المنذر تم جانتے
ہو کہ آیات قرآن میں کونسی آیت تمہارے نزدیک مرتبہ میں سب سے بڑی ہی ابو المنذر نے عرض کیا کہ
اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ تو محمد صاحب نے انکی چھاتی پر ہاتھ مارکے فرمایا کہ اے
ابو المنذر تم کو علم مبارک ہو [illegible] بات کی بات تم پڑھتے ہیں کہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ
محمد صاحب نے انکے [illegible] رمضان کی زکوٰۃ [illegible] ایک شخص آیا اور لپ بھر کر اناج بھرنا شروع کیا ابوہریرہ
نے اسکو پکڑ لیا [illegible] محتاج [illegible] ہیں [illegible] صبح کو محمد صاحب نے انکا حال دریافت کیا ابوہریرہ
نے کل حال بیان کیا محمد صاحب نے کہا کہ وہ بالکل جھوٹا ہی آج پھر آئیگا چنانچہ وہ پھر رات کو آیا پھر گرفتار
کیا گیا مگر پھر وہ گڑگڑایا تو اسکو چھوڑ دیا محمد صاحب نے پھر حال پوچھا اور کہا کہ وہ جھوٹا ہی آج پھر آئیگا
اور وہ [illegible] تیسری رات [illegible] کہا اب تجھکو نہ چھوڑونگا اُس نے کہا کہ مجھکو چھوڑدو
تو میں تم کو ایک ایسی آیت [illegible] جب رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو تو شیطان
تمہارے نزدیک نہ آئیگا [illegible] یہی آیت سکھلائی صبح کو پھر محمد صاحب نے دریافت
کیا تو کل ماجرا بیان کیا گیا محمد صاحب نے کہا کہ آیت تو بہت اچھی ہے مگر یہ جس سے تم تین
شب گفتگو کرتے رہے شیطان ہی۔ اسی طرح ترمذی راوی ہی کہ ابوایوب سے روایت ہی کہ اُن کے
کھجوروں کے کھتے سے چوری ہونی شروع ہوئی تین رات وہ اُن کی تاک میں رہے اور وہی واقعہ
گذرا جو اوپر بیان ہوا تیسرے روز یہ آیت وہ چور جسکو محمد صاحب نے شیطان بتلایا سکھلا کر
رہائی کا خواستگار ہوا محمدی بھائی اسپر غور کریں ؎

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۱ | بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۴

ایڈیٹوریل

چونکہ یہہ برس کی آخری سہ ماہی ہے اِس لئے ہم اسی وقت سے اپنے مسیحی ناظرین سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں تاکہ اُن کو اس بات پر غور کرنے کا پورا موقع دیا جائے اور وہ اس کو خوب سوچ سمجھکر جواب باصواب سے ایڈیٹر پرچہ ہذا کو جسقدر جلد ممکن ہو مطلع فرماویں

(۱) سال گذشتہ میں الحق جس وجہ سے بند رہا اُس کی وجہ بتلا دی گئی ہے مگر اُس سال کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے ایک مکمل جلد شائع کر کے نذر ناظرین ہوئی تھی ۔ اس سال کے شروع میں جب سے ہم نے اپنا کام شروع کیا اُس وقت سے ہم کو اپنے ناظرین اور معاونین سے سوا شکریہ کے شکایت کی گنجایش نہیں ہے ۔ اُنہوں نے ہماری مدد کر کے ہم کو حوصلہ دلایا کہ ہم اپنا کام اطمینان کے ساتھ کرتے رہے سال گذشتہ کی مکمل جلد کی ۵۰ جلدیں محمدی احباب نے براہ راست ہم سے پوری قیمت دیکر خریدیں اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو ہم اپنے تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر تعداد کسی مسیحی کتاب کی مسلمانوں نے ایک ماہ کے اندر کبھی نہیں خریدی ۔ علاوہ اس کے ۳۲ محمدیوں نے

نصف قیمت دیگر خریدیں - ۶۰ محمدی احباب الحق کے لئے سالانہ محصول ڈاک ادا کرتے ہیں جو ماہوار پرچہ پاتے رہتے ہیں ۵۵ محمدیوں کو ہمارے دفتر سے مفت بصیغہ ڈاک پیڈ الحق روانہ ہوتا ہے درخواستیں تو بہتوں کی آئیں مگر ہم اس سے زیادہ کی منظور نہ کر سکے کیونکہ ہماری مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ ہم محصول ڈاک کے بھی متحمل ہوں مشنری صاحبان کے نام ۶۰ سے زیادہ ہمارے رجسٹر میں درج ہیں جو مختلف تعداد پرچہ خرید کرکے لوگوں میں ماہوار مفت تقسیم کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کی خریداری پر ہم نازاں ہیں کیونکہ اگر وہ نہ خرید کریں تو ہم ایک پرچہ بھی مفت نہیں دے سکتے +

(۲) ہماری گذارش ہے کہ آئندہ سال جس جس قدر مشنری صاحبان اس وقت پرچے خرید فرماتے ہیں وہ اپنی خریداری کی تعداد کو دوگنا کر دیں تاکہ ہم زیادہ محمدی احباب کو مفت پرچہ دے سکیں - مہربانی کرکے ہر ایک مسیحی بھائی جو اس پرچہ کو پڑھے اپنے مشنری صاحب سے اس امر میں درخواست کرے ورنہ عموماً مشنری صاحبان اُردو پرچوں کو اکثر نہیں پڑھتے پس یہہ اُن کے مددگاروں کا کام ہے کہ وہ ہماری اس عاجزی کی درخواست کو اُن کے گوش گذار کر دیں اور اُس کو خدا کے جلال کی خاطر کریں +

(۳) ہم اپنی درخواست کو اور بھی وسیع کیا چاہتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ مسیحی اہل قلم جن کو خدا نے تحریر کی برکت دی ہے ہماری مدد اپنی قلم سے کریں تاکہ پرچہ زیادہ دلچسپ ہو یہی وجہ ہے کہ ہم پرچہ کا حجم نہیں بڑھا سکتے کیونکہ بیچارہ اڈیٹر اکیلا سب کچھ نہیں کر سکتا وہ اپنے کار منصبی سے جب فرصت پاتا ہے تو اپنا فرصت کا وقت الحق کی نذر کرتا ہے +

(۴) ہم اس لئے یہہ درخواست پہلے سے پیش کرتے ہیں کہ لوگ ہم کو وقت پر جواب دیں اگر کسی صاحب کو اگلے سال خریداری منظور نہ ہو تو آخر نومبر ۱۹۰۳ء تک ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دیں ورنہ بحالت خاموشی یہہ بات طے پا جائیگی کہ اُن کو سال آئندہ بھی اس کی خریداری منظور ہے +

(۵) جن مہربانوں کو اپنی خریداری کی تعداد بڑھانا منظور ہو وہ بھی آخر نومبر ۱۹۰۳ء تک

اطلاع بخشیں تاکہ زاید پرچے چھپوانے کا انتظام اہل مطبع سے کیا جائے +

(۶) اگلے نمبر میں ہم بتلائینگے کہ الحق کا اثر اس سال میں ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں پر کیا ہوا +

مراسلات

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم- آپکے رسالہ میں اول شرط یہہ ہے کہ کوئی لفظ کسی کے دل دکھانے والے درج نہ کئے جائینگے- لیکن سلطان محمد صاحب نے لفظ کذب نسبت محمد صاحب درج کیا یہہ شرط سے تجاوز نہیں کیا جو کسی طرح بر اُن کو حق نہیں تھا اور آپ کو بھی اُس لفظ پر توجہ دہی نہیں یا آپ کی شرائط ہاتھی کے دانت ہیں- دوسری بات اگر ہم کوئی مضمون آپ کی شرائط کے موافق مولوی سلطان محمد کے مضمون کے متعلق تحریر کریں تو کیا آپ بلا تعصب اُس کو اپنے اخبار میں شائع کرینگے اِسکا جواب بذریعہ الحق شائع ہو- راقم الٰہی بخش کمائی پورہ ۶ گلی بمبئی +

جناب من اوّل تو آپ کو معلوم رہے کہ اڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہوا کرتا- ماسوا اس کے ہم آپ کا یہہ الزام ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ہم اپنی شرائط کے دائرہ سے باہر ہوئے- سلطان محمد صاحب ایک نو مرید ہیں جو ابھی مذہب محمدی کو ترک کر چکے ہیں پس اُنہوں نے اپنے خیالات اپنے آبائی مذہب اور اُس کے عقائد کی بابت ظاہر کئے اور بتلایا کہ جب شفاعت کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ غلط ثابت ہو کر کذب ٹھہرا اگر کوئی شخص الہام کا دعویٰ کرے اور وہ غلط ثابت ہو تو دینیات میں اس کے لئے لفظ کذب ہی استعمال ہوگا- بہر حال اگر آپ کے اور آپکے ہم خیالوں کے دل پر اس لفظ سے چوٹ لگی تو ہم افسوس کرتے ہیں مگر اس قدر

ضرور کہیں گے کہ اب آپ لوگوں پر یہہ واجب ہی کہ لفظ "کذب" کو غلط ثابت کر کے "صدق" دکھلائیں۔ باقی رہا آپ کا فرمانا کہ سلطان محمد صاحب کے مضمون کے متعلق کچھ لکھیں اس کی آپ کو پوری اجازت ہی۔ بلکہ اس کے لئے تو اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب آپ خود الحق کی شرائط کا خیال رکھکر تحریر کریں گے تو ہم کو اُس کے درج کرنے میں عذر ہی کیا ہوسکتا ہی۔ الحق آپ ہی لوگوں کے لئے شائع کیا جاتا ہی اس کا اصل مدعا محمدی بھائیوں سے دوستانہ طرز میں خطاب کرنا ہی۔ البتہ ذاتی حملوں اور بغض و عناد نکالنے کے لئے یہہ کوئی رزم گاہ نہیں ہی۔ آپ خود لکھیں اپنے دوستوں کو بھی آمادہ کریں تاکہ ہم بھی آپ کے خیالات سے آگاہ ہوں اُن پر خود غور کریں۔ دوسروں کو غور کرنے کا موقع ملے + اڈیٹر

محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

پانچویں پیشگوئی

میں سب قوموں کو ہلا دونگا اور ساری قوموں کی مرغوب چیزیں ہاتھہ آئینگی اور میں اس گھر کو جلال سے بھر دونگا رب الافواج فرماتا ہی" حجی نبی ۲ : ۷ سر سید احمد خان نے اس آیت کا ترجمہ عربی میں یوں کیا ہی "وازلزل الامم کلھا وحمد جمیع الامم تجئ واملا ھٰذا البیت مجدا قال رب الخلائق" اس آیت کی عبرانی عبارت کا ترجمہ وہی درست ہی جو عربی میں درج ہی اور وہ یوں ہی +

وَأُزَلْزِلُ كُلَّ الأُمَمِ فَأَمْلأُ هٰذَا الْبَيْتَ مَجْدًا قَالَ رَبُّ الْجُنُودِ اور اِنکا اُردو ترجمہ قریب قریب وہی درست ہی جو ہم نے اوپر درج کیا۔ سر سید نے اُردو ترجمہ میں بھی لفظ حمد کو عبرانی کے لفظ کو بگاڑ کر قائم رکھا ہی عبرانی لفظ חמד ۃ حمدۃ تھی اسی طرح گذشتہ پرچہ میں

جو لفظ محمد یم تھا اسکو بھی آپنے دونوں ترجموں میں کھینچکر محمد بنا ہی لیا تھا اور اس موجودہ
آیت میں لفظ حمد کو محمد کا مادہ قرار دیا ہی۔ آپ پادری پارک ہرسٹ صاحب سے نقل کرتے
ہیں کہ حمد کا مادہ ”ہر قسم کی پاک چیزوں کے لیئے بولا جاتا ہی“ مگر ہم حیران ہیں اس فقرہ کو
محمد صاحب کی بشارت سے کیا نسبت ہی۔ اگر ہم آپسے پوچھیں کہ کیا محمد صاحب پاک
چیزوں میں سے ایک پاک چیز ہیں جو اس لفظ کی گردان میں وہ داخل ہو گئے؟ اور
اگر بفرض محال ہم یہہ آپ سے سن بھی لیں کہ ہاں وہ پاک چیزوں میں سے ایک ہیں پھر
تو تمام انبیا پاک چیزوں میں ایک ایک فرد ہیں۔ تو پھر محمد صاحب کی خصوصیت
کیا رہی؟ آپ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے اس آیت کو مسیح کی بابت پیش نہیں کیا
اس لیئے ان سے منسوب نہیں ہو سکتی۔ خیر اگر ایسا ہو تو ہم پوچھتے ہیں کہ محمد صاحب
نے کب اس آیت کو اپنے لیئے پیش کیا؟ جو پیشین گوئی قرآن میں درج ہی کہ حضرت
عیسیٰ نے کی اُس میں لفظ احمد ہی مگر جی نبی کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرایا گیا پس
آپ ہی کیوں اسکو اپنے پیغمبر پر جماتے ہیں جبکہ انہوں نے خود اس کا دعوی نہیں
کیا۔ اب ہم آپ کو بتائیں حضرت متی نے اپنی انجیل خاصکر ان مسیحیوں کے لیئے
لکھی تھی جو یہودیوں میں سے عیسائی ہوئے تھے اور عبرانی زبان بولتے تھے اس لیئے اکثر
وہی پیشنگوئیاں درج کی گئیں ہیں جو اُن کی حالت سے زیادہ چسپاں ہیں یہاں
آیت میں لفظ سب قوموں کا ہی نہ کہ خاص یہودی قوم کا۔ آپ آیت کی پوری سمجھ حاصل
کرنے کو پیدایش ۴۹ کو دیکھیں جہاں لکھا ہی۔ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہوگا
اور نہ حاکم اُس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ سیلا نہ آوے
اور قومیں اُس کے پاس اکٹھی ہونگی“ پھر ملاحظہ کریں ملاکی ۳ اور وہ خداوند جس کی
تلاش میں تم ہو ہاں عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آویگا
دیکھو وہ یقیناً آویگا رب الافواج فرماتا ہی“ اب آپ مقدس متی کی سنیں وہ کیا کہتے ہیں
اور بھیڑ جو اُس کے آگے آگے جاتی تھی اور پیچھے پیچھے چلی آتی تھی پکار پکار کر کہتی تھی کہ

ابن داؤد کو ہوشعنا" مقدس متی ۲۱ باب ۹ دیکھئے سب قوموں نے اپنے محمد کو پہچانا اور روح
کی ہدایت سے گواہی دی۔ پر دیکھئے مقدس لوقا جنہوں نے خاصکر اپنی انجیل انہیں
لوگوں کے لئے لکھی جو غیر قوموں میں سے مسیحی ہوئے تھے وہ کیا فرماتے ہیں "اے مالک
اب تو اپنے غلام کو اپنے قول کے مطابق سلامتی سے رخصت دیتا ہے کیونکہ میری آنکھوں
نے تیری نجات دیکھی ہے جو تو نے سب اُمتوں کے روبرو تیار کی تاکہ غیر قوموں میں سے
پردہ اُٹھانے والا نور اور تیری اُمت اسرائیل کا جلال بنے" مقدس لوقا ۲: ۲۹-۳۲
اس کے علاوہ ہم اور چند آیتوں کا حوالہ دیتے ہیں اُن کو ملاحظہ کرلیں اب یا تو یہہ کل
آیتیں محمد صاحب کی بابت ہیں یا اور کسی کی بابت مثلاً یسعیاہ ۲: ۲ و ۱۱: ۱۰ اور ۴۲:
۱ و ۴ و ۴۹: ۶ و ۷ و ۲۲ و ۲۳ و ۵۵: ۴ و ۵ و ۶۰: ۱ و ۳ علاوہ اس کے زبور ۶۰: ۷ و
۱۰۸: ۸ اور بھی بہت سے مقامات ہیں مگر یہہ کافی سے زیادہ ہیں کہ اُن کا اطمینان
کردیں جو سرسید کے ہمراہی ہیں۔ یا اُن کی تقلید کو سُنت حنبال کرتے ہیں اگر حمدت
پاک چیزوں پر بولا جاتا ہے تو خداوند مسیح اُس کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ قرآن میں اُن کو
مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ کہا ہے خدا کی قربت سوا پاک چیز کے اور کسی کو ہو ہی نہیں سکتی
پس قرآن بھی پکار کر یہہ لفظ خداوند مسیح سے منسوب کریگا محض لفظ حمد ہم او رحمدت
نے سرسید سے ان دو آیتوں بلکہ تیری کو بھی جو آگے بیان ہوگی فہرست پیشگوئی
محمد صاحب میں درج کرا دیا ورنہ اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ ہم اسپر کیا کہیں سوا
اسکے کہ ایک بے بنیاد بات کی خاطر ہم کو اپنا وقت اور اپنے ناظرین کا وقت ضائع
کرنا پڑا۔ سرسید اسی غرض سے اپنا ساختہ ترجمہ ہر موقع پر پیش کردیا کرتے ہیں
تاکہ عبرانی الفاظ کو توڑ مروڑ کر کچھہ دیر طبع آزمائی کرنے کا موقع مل جائے ہم نے
سرسیّد کے خطبات انگریزی میں نہیں دیکھے کیونکہ اُردو میں ہم کو بتلایا گیا ہے کہ اس میں
مضامین انگریزی سے زیادہ ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ سرسید نے ہرگز انگریزی میں ان آیتوں
کو درج نہ کیا ہوگا ورنہ یورپ کے محققین انکو طفلانہ باتیں سمجھکر ضرور خندہ زنی کرتے۔ غالباً

اُردو میں بھی مضامین زیادہ ہیں جو پائے تحقیق سے بالکل گرے ہوئے ہیں +

چھٹویں پیشگوئی

"اُس نے سوار دیکھے گھڑ چڑھوں کو جو دو دو آتے تھے گدھوں پر بھی سوار اور اونٹوں پر بھی سوار اور اُس نے بڑی فکر سے تاکا" یسعیاہ ۲۱: ۷ +

سرسید نے اسکا ترجمہ یوں لکھا ہے" اور ایک جوڑی سواروں کی دیکھی ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خود متوجہ ہوا" ناظرین غور کریں ترجمہ میں کس قدر تصرّف کی گئی ہے کہاں تو سواروں کا ذکر ہے جو دو دو کرکے آتے تھے مگر سرسید صرف دو سواروں کا ذکر کرتے ہیں دراصل اونٹ کے لفظ نے بھکا دیا۔ اگر اس میں اونٹ کا لفظ نہ ہوتا تو سرسید ہرگز نہ بھکتے ہمکو اسوقت ایک مثل یاد آئی ہے کہ کسی حکیم کے پاس ایک مریض گیا مریض کو دیکھکر حکیم تاڑ گیا کہ اسکو وہم کا مرض ہے۔ اُس نے کچھہ خاک دھول کی چند پوڑیاں اُس کو دیں اور کہا کہ کھاتے وقت اونٹ کا خیال مت کرنا تو اچھا ہو جائیگا۔ ورنہ میرا ذمہ نہیں ہم بھی اپنے ناظرین سے بمنت عرض کرتے ہیں کہ اس کل باب کو پڑھیں یا کم سے کم آیت اول سے دس کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے مگر پڑھتے وقت اونٹ خیال نہ کریں اور پھر ہمارا ذمہ ہے اگر اُن کے دل میں نشان وگمان بھی ہو کہ یہ پیشگوئی کسی نبی کی بابت ہے بلکہ بابل کی بربادی کی بابت الہامی کلام۔ جو شخص اس کو برباد کریگا اسی کے سوار نگہبان نے دیکھے اُس میں نہ حضرت عیسےٰ اور نہ محمد صاحب کا ذکر ہے۔ بھلا گدھے اور اونٹ کے لئے تو آپ کو نام مل گئے مگر گھوڑے کے لئے کس کو منتخب کرینگے ہم کو اندیشہ ہے کہ مرزا کادیانی بھی گھوڑے پر سوار ہو کر دعویٰ نہ کر دیں کہ میں وہ نبی ہوں جس کی پیشگوئی پہلو بہ پہلو حضرت عیسیٰ اور محمد صاحب کی بابت یسعیاہ ۲۱: ۷ میں درج ہے یہاں اُن پیشگوئیوں کا سلسلہ ختم ہوا جو پرانے عہدنامہ میں محمد صاحب سے پیش کی جاتی ہیں

آئندہ نمبر سے اُن پیشگوئیوں کو بیان کریںگے جن کو نئے عہد نامہ سے پیش کیا جاتا ہے +

مختلف خبریں

لارڈ بشپ صاحب بمبئی نے اپنی رخصتی چٹھی میں ہندوستانیوں کی ذہانت۔ فراست اور بے تعصبی کی تعریف کرکے ہندوستانی مسیحیوں کے اتفاق پر اظہار مسرت کیا ہے +

پائنیر نے لکھا ہے کہ بمبئی کی گورنری خالی ہونے پر سر انٹونی میکڈانل سابق لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ آگرہ واودھ کو پیش کی گئی تھی مگر آپ نے اسکو منظور نہیں کیا +

شاہ ایران اور ان کی سنی رعایا کے درمیان سخت نفاق پیدا ہوا ہے +

گورنمنٹ نے منظور کیا ہے کہ مختلف سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسر اور دیگر حکام جب رات کو طویل سفر کرتے ہوں تو اُن کے لئے ریل کا ایک درجہ مخصوص کر دیا جائے

گلاسکو میں ایک مالدار سکاچ لیڈی کشتی رانی کے لئے چیلنج دے رہی ہے اگلے سال مقابلہ ہوگا۔ یہ لیڈی خود کشتی چلاویگی +

گورنمنٹ پنجاب کی رائے ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کو سخت سزائیں دی جانی مناسب ہیں +

اعلان کیا گیا ہے کہ جو لوگ مدراس کی نمائش صنعت وحرفت کے موقعہ پر رعایتی ٹکٹ لینا چاہیں انہیں لازم ہے کہ سکرٹری کمیٹی نمائش کا تصدیق کردہ سارٹیفکٹ اپنے ہاں کے اسٹیشن ماسٹر کی خدمت میں پیش کریں +

جوربا**گان** (کلکتہ) ۹ بنگالی لڑکے بارود کی آتشبازی بناتے تھے پھٹ گیا۔ چہرہ۔چھاتی۔ ہاتھ۔ ٹانگیں جل گئیں دو سخت مجروح سب ہسپتال میں پڑے ہیں +

لاہور کے سررشتہ آبرسانی کے تالاب پر ایک گھنٹہ گھر بنانے کی تجویز پسند کی گئی ہے

لکھنؤ میں سرکاری خرچ سے ایک بڑا سنٹ جیمس چرچ تعمیر کیا جائیگا +
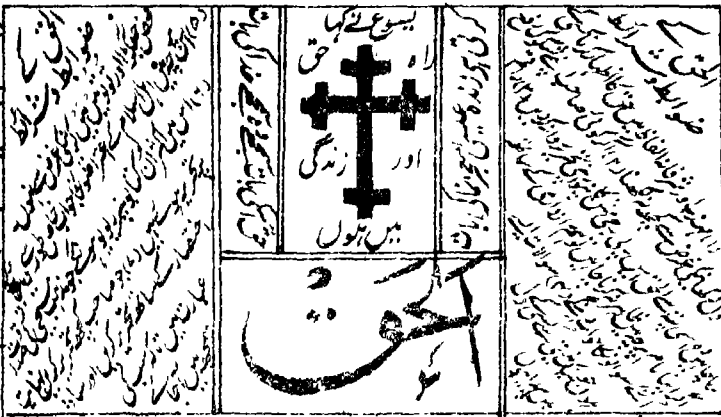
نمبر ۱۱ | بابت ماہ نومبر ۱۹۰۶ع ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۴

ایڈیٹوریل

ہم کو بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوتی ہے جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص حصہ ہندوستان میں لوگ اس پرچہ کو پڑھتے ہیں اور اسپر امید سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں بمبئی میں آجکل اس کی بابت بہت کچھ دلچسپی ظاہر کی جاتی ہے اگرچہ یہہ دلچسپی مخالفت کے رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے لیکن تو بھی ہم کو اس سے حوصلہ ہوتا ہے کہ ہماری آواز پر کان دھرنے والے موجود ہیں ہمارے پاس بمبئی سے بہت سے خطوط آئے جو اندراج الحق کے لئے تو نہیں مگر الحق کے متعلق لوگوں کی رائے کا آئینہ ہیں اُن میں سے صرف ایک ٹکڑے کو اس جگہ درج کرتے ہیں۔

بخدمت شریف اڈیٹر الحق کانپور جناب من آپکا اخبار الحق نمبر ۹ جلد ۴ میری نظر سے گذرا یعنے اسکو اول تا آخر دیکھا دیکھنے سے شوق پیدا ہوا کہ بذریعہ الحق معلوم کرنا چاہئے کہ صورت نجات کیا ہے جسکو ہمارے مشنری بھائی ہمیشہ پکارتے رہتے ہیں کہ ہم لوگ بغیر نیک کام یعنے دعمل کے نجات پاوینگے۔ والسلام آپکا نیازمند حامد خان بن وزیر خان بمبئی چنیدی بازار

جواب دینے میں ہم کو بڑی راست معلوم ہوتی ہے انکا میلان فی الحقیقت راستی کی طرف ہے یہہ لوگ نیک نیت اور صدق دل سے صرف انہیں باتوں کو دریافت کرنے میں جو اکثر مشکل معلوم ہوتی ہیں اور جب انکو تشفی بخش جواب ملتا ہے تو فوراً قبول کر لیتے ہیں اگرچہ ان لوگوں میں سے کسی نے ابتک علانیہ اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ وہ مسیح خداوند کے مریدوں میں ہیں مگر تو بھی اُس سے محبت کرنا سیکھ گئے ہیں اور بڑے ادب اور تہذیب کے ساتھ خدا کے کلام کے رازوں کے دریافت کرنے کو اپنے کرمفرماؤں میں ہم کو یاد کرتے ہیں۔

پس ہم امید کرتے ہیں کہ آیندہ بھی ہم کو ایسی ہی کامیابی ہوگی۔ ہمارے خریداروں پر فرض ہے کہ وہ پرچوں کو ایسے متلاشیوں تک پہنچا دیا کریں جو حق کی تلاش میں ہیں ہم اپنے آخری صفحہ کی ضروری اطلاع کی طرف خاص طور سے اپنے خریداروں کو متوجہ کیا چاہتے ہیں کہ وہ فوراً ہم کو جواب باصواب سے مطلع فرمائیں محمدی احباب سے بھی گذارش ہے کہ سال آیندہ کا محصول ڈاک فوراً عنایت کریں تاکہ پرچہ اُن کے پاس برابر پہنچتا رہے چونکہ اس پرچہ میں خط و کتابت کا سلسلہ کسی قدر زیادہ ہے لہذا پیشگوئی والا مضمون اس مرتبہ درج نہیں ہو سکتا۔ اور تعجب نہیں اگر آیندہ پرچہ میں بھی اس کی گنجایش نہ ہو کیونکہ ابھی ہمارے پاس چند اور خطوط باقی ہیں جن کا درج کرنا ضروری ہے۔ جنوری ۱۹۰۹ء سے یہہ سلسلہ پھر جاری ہوگا لہذا ناظرین منتظر رہیں +

اذا جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

جناب اڈیٹر صاحب الحق والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ میں آج اپنے پیارے دوست سلطان محمد صاحب کی اُس تحریر پر جو گذشتہ نمبر میں شائع ہوئی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپکی غیر متعصب طبیعت سے امید ہے کہ ان چند سطروں کو چھاپ کے ممنون فرمائیگا +

میرے پیارے دوست نے ہم مسلمانوں پر ایک سخت تہمت تراشی بلکہ یوں کہنا چاہئے "آہن اڑین" کے مصداق ایک بزدلانہ حملہ کر کے اپنے احباب کا دل دکھایا ہے۔ بھلا میں آپ سے یہہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی مسیحی شخص خواہ کسی درجہ کا ہو مشرف باسلام ہو جائے تو کیا آپ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ

دیگر مسیحیوں کو بھی موقع دیا کہ وہ بھی کچھ کہیں۔ آپکا یہہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر کوئی مسیحی دین محمدی میں جا ملے تو عیسائی یہہ کہینگے کہ "بے ہمی رود دیگرے بمی آید مہربان من یہہ مقولہ بالکل خود غرضی پر مبنی ہے ہم اس شخص کے لئے نہایت افسوس کرینگے اور خدا کی جناب میں التجا کرینگے کہ اسکو پھیر لا تا کہ نجات سرمدی کا وارث ہو۔ یہہ تو اس شخص کے لئے ہم کرینگے جسکا علم ہم کو ہو جائے کہ عیسویت سے نکل کر کسی اور طرف کو چلا گیا مگر ہمارے یہاں یہہ دستور ہے کہ غائبانہ طور پر بھی ایسے لوگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد کرتے ہیں جو وقتاً فوقتاً فریب کھا کر راہ حق سے پھر جاتے ہیں اس دعا کا ایک ٹکڑہ یہہ ہے "اے کریم خداوند ہماری سن اور رحم کر کے جتنے گمراہ ہوئے اور جتنوں نے فریب کھایا ان سبکو راہ حق پر لا"۔ ہم ایسے خود غرض نہیں ہونا چاہتے کہ اوروں کو ہلاکت میں جاتے دیکھیں اور خاموش رہیں اگر آپ لوگوں کا ایسا اصول ہے تو اس میں خود غرضی کی بو آتی ہے +

آپنے جو اپنے مضمون کا عنوان بنایا ہے کہ "دیکھو حق آیا اور باطل نیست و نابود ہوا اور باطل تو نیست و نابود ہونیوالا ہی تھا" یہہ نہایت عمدہ مقولہ ہے اور سلطان محمد کی زندگی میں اسکی زندہ تفسیر موجود ہے جب انکو حق کی روشنی ملی تو فوراً ظلمت کافور ہو گئی اور وہ نور صداقت سے روشن ہو کر آپ لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ غالباً اس عنوان کو قائم کرتے وقت آپنے شاید زیادہ غور نہیں کیا ورنہ آپ اور کوئی آیت تجویز کرتے آپکا یہہ کہنا کہ اسلام پر ایک رکیک اور بزدلانہ حملہ کیا یہہ بھی قرآن کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے کیا آپ قرآن پڑھتے وقت اس آیت پر غور کرنا بھول گئے۔ "لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ" پس اگر آپکے خیال کے مطابق یہہ بات سچ بھی ہو کہ سلطان محمد نے یا اڈیٹر نے انکے مضمون کو شائع کر کے ہزاروں بندگان خدا کی دل شکنی کی تو اس سے تو آپکو زیادہ تعجب نہ کرنا چاہئے تھا +

اسکے بعد جو آپنے خداوند مسیح کی بابت ایک رکیک خیال پیش کیا ہے بحیثیت مسلمان ہونیکے آپکو اس سے احتراز واجب تھا مگر شاید بحکم "گر ضرورت بود روا باشد" پر عمل کیا ہو تو اسکی صحت آپ جانیں ہم حیران ہیں کہ یہہ آیت عربی میں کیوں پیش کی گئی اگر مت کی تھی تو یونانی میں پیش کرنے توجہ بات بھی تھی۔ آپ اس آیت کے متعلق ان تینوں مقاموں کو دیکھیں جہاں یہہ بیان ہے یعنے

ہم نے مشہور حدیثوں کی بنا پر اُس آیت کو بتلایا تھا کہ خود محمد صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیت سب سے بڑھکر ہے اور جن لوگوں نے اُسکو کسی سے سیکھا اُسکو محمد صاحب نے شیطان بتلایا اور نیز یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسکے قبل اُسکے سیکھنے والے اُس آیت سے کسی زبان میں واقف نہ تھے میکنبل صاحب کی مثال پیش کرنا آپکو کوئی نفع نہیں پہنچاتی کیونکہ وہ تو تمام بائبل کو آپکے شاگرد بننے سے پہلے کئی زبانوں میں جانتے تھے آپنے صرف اُردو کے حروف اُنکو پڑھائے اور بس۔ اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ آپ اپنے جوش میں کیا کچھ کہہ گئے اگر آپکو ہماری عبارت پر کچھ شبہہ ہو جسکو ہم نے چند حدیثوں کی بنا پر اختصار کرکے لکھا تھا تو ہم آئندہ پوری پوری حدیثیں معہ ترجمہ شائع کرینگے تاکہ آپکو معلوم ہو کہ جو کچھہ ہم نے کہا وہ ہمارا نہ تھا بلکہ خود حضرت محمد صاحب اور اُن کے صحابیوں نے ہم تک پہنچا دیا ہے۔ باقی یہہ کہنا کہ لوگ اسلام کے معاملات سے واقف نہیں وہ کیوں پرائے بچھڑے میں پاؤں ڈالتے ہیں۔ بالکل بے ہوائی اور الزامی جواب ہے کوئی محقق اسکو آپکی طرف سے کافی معذرت خیال نہ کریگا۔ اے حضرت پرائے کا درد محسوس کرکے ہر بندۂ خدا پر فرض ہے کہ اُسکی ہمدردی کرے ہم کو آپکے مذہبی اصولوں سے ایک بات معلوم کرکے آپ لوگوں کی غلطی پر افسوس ہوا اس لئے آپ لوگوں کے غور و فکر کے لئے اُسکو آپکے سامنے پیش کر دیا۔ ہم نے تو ہمدردی کی اور آپ اُلٹا سمجھے خیر اس کا آپ کو اختیار ہے۔ کیا آپ کو انکار ہے کہ یہہ عبارت اسلامی حدیثوں کی بنا پر نہیں ہے؟ مگر آپ کی تحریر سے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ خدا آپکی رہبری کرے۔ اڈیٹر

اطلاع ضروری

چونکہ یہہ الحق کا گیارھواں نمبر ہے اگلے ماہ کے پرچہ کے ساتھہ یہہ سال تمام ہوگا۔ لہذا گذارش ہے کہ جن حضرات کو زیادہ پرچے خریدنا منظور ہوں وہ ہم کو فوراً مطلع کریں اور اگر کسی صاحب کو اپنا پرچہ بند کرنا ہو تو وہ بھی مطلع فرماویں اگر ہمارے پاس یکم دسمبر ۱۹۰۳ء تک کوئی اطلاع پرچہ بند کرنیکے لئے نہ آئی تو سمجھا جائیگا کہ سال آئندہ بھی پرچہ لینا منظور ہے اور جنوری ۱۹۰۴ء کا پرچہ وسط جنوری میں بصیغہ قیمت طلب پاکٹ روانہ ہوگا لہذا اطلاعاً گذارش ہے۔ المشتہر اڈیٹر الحق

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۱۲ | بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کانپور | جلد ۴

ایڈیٹوریل

یہہ اس سال کا آخری نمبر ہے ہم اپنے مہربانوں اور ناظرین کو مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا اُنکو ہمت دے کہ آیندہ بھی ہمارا ہاتھہ بٹائیں اور الحق کی اشاعت میں کوشش کریں۔

اس نمبر میں شیخ غلام محمد صاحب کا خط درج ہے چونکہ یہہ صاحب ہماری واجبی معذرت کو جو ایسے نامہ نگاروں کے لیے نہایت مناسب تھی ہمارے عجز پر محمول کر بیٹھے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوا کہ دسمبر کا پرچہ اُنکے کرم خوردہ خیالات کی نذر کیا جائے۔ نہ صرف اُن کی خاطر بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ شاید ایسے اور بھی ناظرین ہوں جو صرف ان کتابوں کو پڑھتے ہیں جو مذہب عیسوی کے خلاف لکھی گئی ہیں اور اُن کی معلومات صرف اُنہی کتابوں تک محدود ہیں۔ اُنکو بھی اس مضمون سے فائدہ پہنچے۔ ہم نے اگر سلطان محمد صاحب کا خط درج الحق کیا تھا تو اُس سے اس بحث کو دوبارہ چھیڑنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف یہہ دکھانا تھا کہ اکثر لوگ پاک کلام کو محض اعتراض کرنے کی خاطر مطالعہ کرتے ہیں سلطان محمد صاحب خود ان لوگوں میں سے ایک تھے مگر اُن پر خدا نے اپنا فضل کیا۔ شیخ صاحب نے اِس کو عمدہ موقع خیال کر کے پھر وہی

معتبد بالجرم کی شرط لگائی تھی وہ آپ کی دلی تراش ہے اور پولوس مقدس کی پیش کردہ یہہ شرط ہے کہ (جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے) اور پولوس مقدس ہی کی شرط صحیح ہے کیونکہ مصلوب کاٹھ ہی پر لٹکایا گیا تھا کیا پولوس مقدس کے الہام میں آپ کو بھی شک ہے جو آپ ان کے خلاف توریت کی تحریف بالمعنی کی داد دینے لگے آپ تو پولوس مقدس کے مقلد ہیں تو پھر کیسے مصلوب کو خدا کا ملعون سمجھتے ہیں انجیل و توریت کے خلاف ایجاد کی اختراع پیش کرتے ہیں کیا آپکے نزدیک پولوس مقدس نے یہہ آیت بغیر الہام کے لکھ دی ہے یا کہ خدا نے بغیر جرم کے لعنت کر دی ہے یا کیا پولوس مقدس پر خدا نے جھوٹا الہام کر دیا تھا اگر نہیں تو پھر کیوں اپنے الہامی عقیدہ پر اپنے دلی تراش کو ترجیح دیتے ہیں اور الٹا سوال تجاہل عارفانہ مجھ سے کرتے ہیں اور کیا اتھاناشیش کا عقیدہ انگریزی سے ترجمہ کر لگے نہیں سنا جہاں لکھا ہے کہ (گان ٹوہل یعنی مسیح جہنم میں گیا تھا) جب مصلوب کو خدا جہنم میں بھیج چکا تو کیا جرم کی تحقیقات آپ کے لیے باقی رکھ چھوڑی ہے قولہ استدلال از اشکال بھی مذبذب اور غلط ہے شاید خود جناب سمجھ جائینگے اس لئے رد و قدح کی کچھ ضرورت نہیں اقول جو کچھ توریت و انجیل سے سمجھا جا سکتا ہے میں نے وہی لکھ دیا ہے اگر آپ کے مذہب کی بنا د بالوہیت ہے کیونکہ حضرت عیسی مصلوب نہیں ہوئے بلکہ ملعون کو جہنم میں بھیجینگے اگر یہہ آپ کے نزدیک بھی صحیح ہے تو پھر واقعی رد و قدح کی ضرورت نہیں اور اگر پھر بھی آپ حضرت عیسی کی توہین کریں تو پھر جناب رد و قدح کی ضرورت کیوں ہے تعجب ہے کہ آپ لوگ ملک در ملک حورت و منادی کرتے پھرتے ہیں اور اسی کے لئے تنخواہیں پاتے ہیں مگر اس کی غلطی کی تصحیح آج تک نہیں ہوئی بلکہ یہہ معذرت پیش ہوتی ہے کہ اس میں رد و قدح کی ضرورت نہیں ہے آپ جہنم [illegible] ایک کہ پھر آپ اس کو معیار قرار دیتے ہیں یہہ تو آپ نے یہاں کا عجیب عقیدہ ہے کہ جس کی غلطی صحت نہ ہو سکے وہ سچا معیار قرار دیا جائے کچھ جناب نے میری کیا خاطر جمع کی ہے کیونکہ پہلی معیار کی بابت جو جناب نے لکھا ہے وہ انجیل کے خلاف جسکو خود عیسائی دیکھ کر مغالطہ میں پڑینگے کہ جناب کو سچا سمجھیں یا انجیل کو ٭

اور دوسری معیار کی نسبت آپ نے کہہ دیا کہ آپ خود سمجھ جائینگے اور بقیہ مضمون کی بابت تو جناب نے قلم ہی نہیں اٹھایا شاید اہل اسلام کا عقیدہ آپ کے نزدیک بھی صحیح ہے البتہ میری یہہ خاطر جمع ہو گئی کہ قرآن کے خلاف آپکے پاس جواب نہیں در الحق کی پانچویں شرط آپکو واپس لینی پڑیگی خدا کرے کہ آپ حق و باطل میں تمیز کریں ٭ شیخ غلام محمد مالک ڈاک

ارنکلی ام - ۱۸ - اکتوبر ۱۹۰۳ء

ہمارا جواب

مسیح ہمارے لئے لعنتی بن کر ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ تاکہ مسیح یسوع کے سبب سے ابراہیم کی برکت غیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اُس روح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔ اے بھائیو میں انسان کے طور پر کہتا ہوں کہ اگرچہ آدمی ہی کا عہد ہو جب اُس کی تصدیق ہوگئی تو کوئی اس کو باطل نہیں کرتا اور نہ اسپر کچھ بڑھاتا ہے"

گلتیوں ۳: ۱۳-۱۵+

پاک کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے طفیل لعنت آئی مگر مسیحی اُس لعنت سے محفوظ ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ کیسے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ خود مسیح خداوند نے اُسکو اپنے اوپر اُٹھا لیا۔ مصلوبیت اُسکو شریعت کی لعنت کے تحت میں لائی۔ اور اس سے اُس نے شریعت کے فتوے کا زور مٹا دیا اور مسیح مصلوب کی برکتیں یہودی اور غیر قوم ہر دو کے لئے عام ہوگئیں یا یوں کہو کہ اُن سب کو مسیح کی قربت ایمان کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔

(۱) ان آیتوں میں شریعت کا کام ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ کیا تھا یعنے انسان پر لعنت کا فتوے دے اس کا کام اسی جگہ تمام ہوا اس کے سوا اسکے امکان میں اور کچھ نہ تھا جو کر سکے پہلا کام کہ جو مسیحی مذہب کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ شریعت کے اثر کو زائل کرے اور اُس کی غلامی سے ہم کو آزاد کر کے رہائی دے یہہ رہائی اور مقامات میں فدیہ دینے سے نامزد ہوئی ہے یعنے نسل انسانی نے جو گناہ کیا اُس کا کفارہ خداوند مسیح کی موت ہوئی۔ گویا شریعت کا تقاضہ پورا کیا اس کے لئے اسقدر مقامات کا دیکھنا ضروری ہے "تم اپنے نہیں بلکہ قیمت سے خریدے گئے" ۱۔ قرن ۶ "تم قیمت سے خریدے گئے ہو آدمیوں کے غلام نہ بنو" ۱۔ قرن ۷: ۲۳ "اور جس طرح اُس اُمت میں جھوٹے نبی بھی تھے۔ اسی طرح تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہونگے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اُس مالک کا انکار کرینگے جس نے انہیں مول لیا اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالینگے" ۲ پطرس ۲: ۱ اور وہ یہہ نیا گیت گانے لگے کہ تو ہی اس کتاب کے لینے اور مہریں کھولنے کے لائق ہے۔ کیونکہ تو نے ذبح ہوکر اپنے خون سے ہر ایک فرقے اور اہل زبان اور امت اور قوم میں سے

خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا" مکاشفات ۵: ۹ علاوہ اس کے دیکھو مکاشفات ۱۴: ۳ و ۵ یہہ تو وہ مقامات ہیں جہاں خداوند کے مصلوب ہونے کو شریعت کی لعنت کے لیے قیمت بتلایا گیا ہی اور مصلوب ہونے کے قبل ذیل کے مقامات میں یوں ذکر آیا ہی "چنانچہ ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" مقدس متی ۲۰: ۲۸ و مرقس ۱۰: ۴۵ میں بھی لفظ فدیہ میں دینا آیا ہی۔ اسی طرح مابعد اکثر رسولوں نے اسکو استعمال کیا ہی مثلاً رومی ۳: ۲۴- ۱- قرن ۱: ۳۰- افسیوں ۱: ۷ و ۱۴ و ۴: ۳۰ قلسیوں ۱: ۱۴- عبرانی ۹: ۱۵ الپس معلوم ہوا جسکو شیخ صاحب مسیح کی ذاتی لعنت قرار دیتے ہیں وہ درحقیقت سب بنی آدم کی لعنت ہی جس میں ہمارے شیخ صاحب بھی ایک فرد ہیں اگر اُن کو یہہ لعنت کا طوق پسند ہی تو مبارک مگر ہم کو افسوس ضرور ہوتا ہی کہ لعنت کا طوق آسانی سے کٹ سکتا ہی مگر وہ اڑی کرتے ہیں +

ان آیتوں میں جو لفظ ہمیں آیا ہی وہ اول تو یہودیوں پر اطلاق کرتا ہی مگر پھر بھی اُنہیں پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ رسول مقبول غیر قوم مسیحیوں کو لکھ رہا ہی اگرچہ یہہ غیر قوموں میں سے مسیحی ہوتے لوگ شریعت کی لعنت کے تحت میں تو نہ تھے مگر خدا کے قہر کے بچے ضرور تھے۔ پس مسیح کی موت سے وہ بھی خدا کی بادشاہت کے فرزند بن گئے +

شریعت کی لعنت یعنے وہ لعنت جو شریعت کے عدول سے عاید ہوتی تھی۔ ہمارے لئے لعنتی بن کر اس کے لئے دیکھو ۲- قرن ۵: ۲۱ جہاں یوں لکھا ہی "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہماری خاطر گناہ ٹھہرایا" یعنے اُس کے ساتھ گنہگار جیسا سلوک کیا گیا حالانکہ وہ گنہگار نہ تھا +

الفاظ ہمارے لئے بھی غور طلب ہیں ا- تمطاؤس ۲: ۶ میں لکھا ہی "جس نے اپنے آپکو سب کے فدیہ میں دیا" ایسا ہی مقدس متی ۲۰: ۲۸ میں درج ہی "اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" +

اب شیخ صاحب کا سارا زور اسپر ہی کہ لکھا ہی کہ "جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہی" ہم اس کی بابت بھی ان کا اطمینان کئے دیتے ہیں بشرطیکہ آپ راستی پسند ہوں آپ ذرا احبار ۱۶: ۲۱ و ۲۲ کو مطالعہ کریں وہاں لکھا ہی "اور ہارون اپنے دونوں ہاتھ اُس جیتے حلوان کے سر پر رکھے اور بنی اسرائیل کی ساری بدکاریاں اور اُن کے سارے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرکے اُن کو اُس حلوان کے سر پر دھرے اور اُسے کسی شخص کے ہاتھ جو اُس کے لئے معین ہو بیابان کو بھجوا دے کہ وہ حلوان اُن کی ساری بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھا کے ویرانے میں لیجائیگا

وہ اُس حیوان کو بیابان میں چھوڑ دے۔ اب آپ ذرا مقدس پطرس کا پہلا خط ۲: ۲۴ و ۲۵
کو ملاحظہ کریں وہاں لکھا ہے۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے جسم پر لئے ہوئے صلیب
پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں اور
اُس کے مار کھانے ہی سے تم نے شفا پائی۔ کیونکہ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے
مگر اب اپنی روحوں کے چرواہے اور نگہبان کے پاس پھر آ گئے ہو" اب آپ ذرا انصاف کر کے
خدا کا خوف محسوس کر کے اپنے ان کفر آمیز کلمات کو تولیں کہ کیا یہ مناسب تھا کہ آپ مسیحیوں
کی کتاب سے ایسے ناواقف ہو کر ایسے مجہول کلمات تحریر کریں۔ خدا آپ کو معاف کرے۔ اب ہم
آپ کو بتلاتے ہیں کہ کیونکر مسیح کی موت ہمارے حق میں ہونے کے باعث اُس پر وہی لفظ اطلاق
کرتی ہے۔ وہ بے عزتی کی موت جو خداوند مسیح نے اختیار کی فی الواقع لوگوں کی نگاہ میں وہی
تھی جو کسی ایسے شخص پر ہوتی تھی جو خدا کے عتاب کا مستوجب ہوتا تھا اسی کو یسعیاہ
نبی اپنی نبوت کی نگاہ سے صدیوں پیشتر دیکھ کر یوں کہتا ہے کہ "ہمارے پیغام پر کون یقین
لایا اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا۔ وہ اُس کے آگے کونپل کی طرح پھوٹ نکلا اور اُس
جڑ کی مانند جو خشک زمین سے پھوٹتی ہو۔ اُس کے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ
کچھ رونق کہ ہم اُس پر نگاہ کریں اور کوئی نمائش بھی نہیں کہ ہم اُس کے مشتاق ہوویں وہ
آدمیوں میں سے نہایت ذلیل اور حقیر تھا وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا لوگ اُس سے
گویا روپوش تھے اُس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اُس کی کچھ قدر نہ جانی۔ یقیناً اُس نے
ہماری مشقتیں اُٹھا لیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھا لیا پر ہم نے اُس کا یہ
حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل
کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست
ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم
میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی۔ وہ تو نہایت
ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بھی اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے
لیجاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے آگے بے زبان ہے۔ اسی طرح اُس
نے اپنا منہ نہ کھولا۔ ایذا دیکے اور اُس پر حکم کر کے وہ اُسے لے گئے پر کون اُس کے
زمانہ کا بیان کریگا کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میری گروہ کے گناہوں کے
سبب اُس پر مار پڑی اُس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر وہ اپنے مرنے
کے بعد دولتمندوں کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُس کے منہ میں

ہرگز چھل نہ تھا لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کچلے اُس نے اُسے غمگین کیا جب اُسکی جان گناہ کے
لئے گذرانی جاوے تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا اور اُس کی عمر دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اُس کے
ہاتھ کے وسیلے سے برآویگی۔ اپنی جان ہی کا دکھ اُٹھا کے وہ اُسے دیکھیگا اور سیر ہوگا اور
اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ اُن کی بدکاریاں
اپنے اوپر اُٹھا لیگا ۔ ۔ ۔ اُس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گنہگاروں
کے درمیان شمار کیا گیا اور اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور گنہگاروں کی شفاعت
کی" یسعیاہ ۵۳: ۱-۱۱+

شیخ صاحب اب آپ کو کیونکر جرات ہوگی کہ یہہ مجذوب کی بڑ ہے ہیں کہ مذہب عیسوی کی
بنیاد بالو پر ہے۔ اب اگر آپ کو ذرا بھی خوف خدا ہوگا تو آپ ضرور معلوم کر لینگے کہ کن معنوں میں
وہ لعنتی ہوا مقدس پولوس تو خود فرماتے ہیں کہ اے بھائیو میں انسان کے طور پر کہتا ہوں۔
احبار ۲۱: ۲۲و۲۳ کا حوالہ جو آپ نے دیا اگر آپ عبرانی سے واقف ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ
وہاں یوں درج ہے کہ وہ جو لٹکایا گیا خدا کا ملعون ہے۔ سپٹواجنٹ جو عبرانی کا یونانی ترجمہ ہے
اس میں بھی الفاظ خدا کا ملعون موجود ہیں+

شریعت کی لعنت مسیح پر اُس کی موت کے ذریعہ آئی۔ شریعت نے صاف صاف کہا
جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ خدا کا ملعون ہے چونکہ مسیح کی موت کی یہہ شکل ہوئی لہذا مقدس پولوس
نے انسان کے طور پر کہا کہ وہ لعنتی ہوا۔ یہہ تو نہ کہا کہ وہ لعنتی تھا" بلکہ مسیح پر جو شریعت
کی لعنت کی شکل صادر ہوئی وہ کسی ایسی خطا کی سزا نہ تھی جس کے لئے حکم شریعت لکڑی پر
لٹکانے تھے۔ شریعت کی سزا جو لکڑی پر لٹکا کر مارنے میں دیجاتی تھی وہ تمام بنی آدم کے لئے
سزا نہ ہوا کرتی تھی بلکہ اُسی شخص کے خاص قصور کی سزا تھی۔ مگر مسیح کی بابت کہا گیا ہے کہ بیگناہ
گنہگاروں کے لئے موا اگر وہ نہ مرتا تو گنہگار ضرور ہلاک ہوتے۔ اُس کی موت خدا کے
قہر کو روکنے کے لئے کافی سمجھی گئی۔ یہہ ہم کو بتلایا نہیں گیا کہ گناہ کا سارا بوجھ اُس پر لادا گیا
اور جو کچھ اُس کی سزا تھی وہ سب صلیبی موت میں ادا ہوئی مگر ہاں یہہ بتلایا گیا ہے کہ مسیح کی
موت نے سزا کا تقاضا پورا ہوا۔ مگر اُس کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ یہہ سزا مسیح کو خود اُس کے
کسی گناہ کے لئے دی گئی بلکہ دوسروں کے لئے ٹھیک جیسا ہم نے اوپر بیان کیا کہ ہارون
ایک جیتے حیوان پر کل بنی اسرائیل کی بدکاریاں۔ گناہ اور خطائیں لادتا تھا حالانکہ اُس حیوان
کا کوئی قصور نہ تھا اور نہ ہم کو معلوم ہے کہ کیونکر ایک مسدد بنی اسرائیل کی خطاؤں کا بوجھ اٹھاتا
تھا پھر بھی خدا کا حکم ایسا ہی تھا+

ہم نے اس جواب میں کلام اللہ سے زیادہ کام لیا ورنہ آپ کی تحریر اس قابل نہ تھی کہ اس پر زیادہ توجہ کی جاتی مگر آپ نے بار بار اپنے بیان کو خود اپنی نگاہ میں وقعت دے رکھی تھی اس لئے آپ کو اس کی حقیقت بتلا دی گئی سلطان محمد صاحب نے آپ کی تحریر کا جواب دوسرے پہلو سے دیا تھا مگر آپ کی تسکین نہ ہوئی +

اگر خداوند مسیح نہ مرتا اور مر کر جی نہ اٹھتا تو ہرگز آج مسیحی مذہب وجود میں نہ ہوتا آپ حواریوں کے ابتدائی وعظوں کا مطالعہ رسولوں کے اعمال میں کریں اور مقدس پولوس کے خطوط کو بغور پڑھیں +

آپ لوگ ایسے اعتراض کرکے صرف قرآن کی غلطیوں کو مٹانا چاہتے ہیں مگر یہہ آپ کے امکان سے بالکل باہر ہے خود مصنف قرآن اس میں عاجز ہے البتہ اگر خدا اُن کو جہان میں آنے کی اجازت دے تو غالباً وہ اپنی غلطیوں کو مان کر آپ لوگوں کی اصلاح کریں مگر امید نہیں پڑتی کہ آپ لوگ اب اُن کی بھی سنیں - اب یہہ بحث تمام ہے جو کچھ لکھا گیا اس پر آپ غور کریں خدا آپ کو توفیق دے کہ حق کو مان لیں - فقط اڈیٹر الحق

جس روز دسمبر کی کاپی ہمارے پاس تصحیح کے لئے پہنچی اسی روز شیخ صاحب کا ایک طول طویل خط نہایت ناملائم الفاظ میں پہنچا جس میں وہ ہم کو مبلغ چھ سو روپیہ انعام کا وعدہ کرتے ہیں - مگر ہم کو ان ڈھول سے وعدوں کی حقیقت مرزا قادیانی کے وعدوں سے ظاہر ہو چکی ہے شیخ صاحب کو خدا نے اتنی توفیق تو دی ہی نہیں کہ ۴ محصول ڈاک الحق کے لئے ادا کرتے جب ہم نے اخبار آپ کے نام کا بند کر دیا تو لگے شکایت کرنے اور وہ بھی نہایت ناملائم الفاظ میں - اگر انسان سچ مچ شریف ہو تو وہ ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کرے - آپ کا نصف آنہ کا ٹکٹ ہمارے دفتر میں جمع ہے جو دسمبر کے پرچہ پر لگا کر ادا کیا جائیگا - یہہ نصف آنہ شیخ صاحب نے دو مرتبہ کرکے جواب پانے کی آرزو میں روانہ کیا تھا مگر ایسے کوتاہ اندیش لوگوں کے لئے ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے - فقط اڈیٹر الحق

مشن پریس لودیانہ - ایم - وایلی منیجر ۱۹۰۳ء

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۱ بابت ماہ جنوری ۱۹۰۴ء ایس پی جی مشن کانپور جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین الحق کو یہہ سال نو مبارک ہو اور اس سال میں خدا انکو اپنی بابت زیادہ عرفان عنایت کرے۔ تاکہ وہ دن بدن اُس کی طرف مائل ہو کر آخرکار ابدی زندگی کے وارث ہوں۔ اور یہہ ابدی زندگی خداوند مسیح کی پہچان میں ہے اور اُسپر ایمان لانے سے ہر شخص مفت اسکا حقدار ہو جاتا ہے کیونکہ اُس نے پکار کر خود کہا کہ راہ۔ حق اور زندگی میں ہوں کوئی بغیر میرے وسیلے باپ یعنے خدا کے پاس آ نہیں سکتا۔ الحق کی اشاعت سے یہی غرض ہے کہ لوگ اُس راہ پر چلنا سیکھیں جو خدا نے کُل بنی آدم کی نجات اور رہائی کے لئے تیار کی ہے۔ خداوند کریم سب کی رہبری کرے آمین +

ہم کو بڑی خوشی اس بات سے ہوئی کہ ہمارے سابقہ خریداران میں سے سوا دو شخصوں کے اور کسی نے الحق کا خریدنا بند نہیں کیا اور یہہ دو صاحبان بھی ایسے خریداروں میں سے ہیں جو صرف ایک ایک پرچہ خرید کرتے تھے البتہ جیسی ہمکو امید تھی کہ موجودہ خریدار اپنے پرچوں کا شمار بڑھا دینگے اُس میں ہم کو کسی قدر ناکامیابی ہوئی صرف چند ہی خواہوں نے دوگنے اور تگنے پرچے خرید کرنا منظور فرمایا ہے نئے خریدا

بھی امید سے بہت ہی کم ہوئے۔ البتہ محمدی احباب نے کثرت سے درخواستیں مفت پرچہ پانے کے لئے ارسال کیں مگر ہم افسوس کرتے ہیں کہ اُنکی درخواستوں کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ ظاہر ہے کہ دُنیا کے سب کام روپیہ ہی سے چلتے ہیں اگر ہم کو اس قدر امداد ہمارے مسیحی دوستوں سے ملتی کہ ہم بغیر قیمت تمام اپنے محمدی احباب کی فرمائشوں کو پورا کر سکتے تو ہم کو ہرگز [illegible] ناگوار نہ ہوتا مجبوری اُن کی درخواستوں کو افسوس کے ساتھ فی الحال نامنظور کرتے ہیں۔ بہت سے محمدی احباب نے محصول ڈاک کے لیے ٹکٹ ارسال فرمائے ہیں اُن کے نام پرچہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء سے روانہ ہوگا۔ باقی محمدی ناظرین الحق میں سے اکثروں نے ابتک سال آئندہ کے لیے محصول ڈاک ادا نہیں کیا مگر بہتوں نے پوسٹ کارڈوں کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ عنقریب محصول ڈاک روانہ کرینگے۔ پھر بھی ہم بطور یاد دہانی کے اُن کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ جنوری کا پرچہ پاتے ہی محصول ڈاک عنایت ہو ورنہ ماہ فروری کا پرچہ روانہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے پاس اسقدر گنجائش نہیں ہے کہ محصول ڈاک ماہ بماہ اپنے پاس سے خرچ کریں امید قوی ہے کہ ہماری اس گذارش پر ضرور خیال کیا جائیگا

اس سال کے شروع سے ہم محمد صاحب کی بابت اُن پیشینگوئیوں کا ذکر کرینگے جنکو نئے عہدنامہ میں بتلایا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ہمارا ارادہ ہے کہ قرآن کی ہر ایک سورۃ میں سے سلسلہ وار بعض آیتوں پر اپنا خیال ظاہر کریں اور اُن آیتوں کا مقابلہ قرآن کی دیگر ہم مضمون اور مخالف مضمون آیات سے بھی کر کے دیکھیں کہ اُن کی حقیقت کیا ٹھہرتی ہے اور ہم کو بڑی خوشی حاصل ہوگی اگر ہمارے محمدی احباب ہمارے خیالات پر اپنی رائیں راستی سے ظاہر فرمائینگے۔

ایک بات اور ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو صاحبان کسی مقام سے دوسرے مقام پر محض عارضی طور پر جاتے ہیں وہ اپنے [illegible] پتہ کے لیے بجائے اس کے کہ ہم کو تحریر فرماویں اپنے شہر کے پوسٹ ماسٹر کو [illegible] تاکہ اُن کا پرچہ اُن کو برابر پہنچتا رہے

البتہ اگر مستقل طور پر وہ کسی مقام کو چھوڑکر دوسرے مقام پر سکونت اختیار کریں تو وہ ہم کو مطلع کر دیا کریں کہ انکا پتہ بدل دیا جائے۔ اگر کسی صاحب کا پرچہ مہینے کی آخری تاریخ تک نہ پہنچے تو فوراً ہم کو مطلع کریں مثلاً جنوری کا پرچہ جنوری کے آخری دن تک ضرور وصول ہو جانا چاہئے اگر اس میں دیر ہو تو فوراً مطلع کریں +

نئے عہدنامہ میں محمد صاحب کی بابت پیشینگوں کی تنقیح

پہلی پیشینگوئی

سرسید احمد نے اپنے خطبات میں پرانے عہدنامے کی پیشینگویوں کے بعد تین پیشگویاں نئے عہدنامہ سے بھی پیش کی ہیں سب سے پہلے وہ مقدس یوحنا کی انجیل سے چند آیتوں کو قطع برید کرکے پیش کرنے گاڈفری ہیگنس کے اعتبار پر زور آزمائی کرتے ہیں اور اس بات پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ اصل لفظ فارقلیط تھا جسکے معنے ہیں احمد۔ وہ ہم کو گاڈفری ہیگنس کی مجادلانہ تقریریں سنا کر مطمئن کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر سید صاحب کو انجیل کے قلمی نسخوں کی بابت پورا علم ہوتا تو ہرگز گاڈفری ہیگنس کے احمقانہ خیالات کو پیش نہ کرتے بلکہ اس کی تقریر کو پوچ اور لچر خیال کرکے اس سے کنارے نکل جاتے۔ اول ہم بتلاتے ہیں کہ سید صاحب نے اس پہلی پیشگوئی کو کس طرح پیش کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں۔ عید فسح کے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ اب ان کا وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہیں تو انہوں نے اپنے حواریوں کو بہت سی نصیحتوں میں یہہ بھی فرمایا کہ یہہ رموز میں نے تم سے کہے جبکہ تمہارے ساتھ تھا لیکن پیرا کلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجیگا میرے نام سے ہر بات تم کو سکھاویگا اور یاد دلاویگا تم کو تمام وہ باتیں جو کہ میں نے تم سے کہی ہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴: ۲۵ و ۲۶) پر یوں نقل کرتے ہیں +

تاہم میں تم سے سچ کہتا ہوں یہہ بھلا ہے تمہارے لئے کہ یہاں سے میں چلا جاؤں کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو یہہ پیلبیطاس تمہارے پاس نہ آویگا" (انجیل یوحنا باب ۱۶: ۷) اس قدر پیش کر کے سید صاحب گاڈفری ہیگنز سے بہت کچھ بکواس کراتے ہیں اور بحوالہ شیب مارش اس لفظ فارقلیط کے تین معنی بتلاتے ہیں یعنے حامی - مبتیس وغیرہ اور ان معنوں کی مشابہت محمد صاحب میں بحوالہ قرآن سورہ مریم آیت ۱۱۰ سورہ اعراف آیت ۱۸۸ اور سورہ سبا آیت ۵۴ میں ٹٹول کر دریافت کرتے ہیں۔ سب کے آخیر میں انجیل برناس کی بابت لکھتے ہیں کہ "شائد اخیر زمانہ کے ایک آدھ سچے مسلمان اور جاہل مولوی نے کہیں سن سنا کر کہ برناس کی انجیل ہے جسمیں یہی مطلب آیا ہے شائد اُس کا حوالہ دیدیا ہو مگر قدیم عالموں اور بڑے بڑے محققوں نے اُس بشارت کی بابت برناس کی انجیل کا خواہ وہ صحیح ہو یا غلط نام تک نہیں لیا" سید صاحب جارج لیل صاحب اور اُن اکثر عیسائیوں کو جو خیال کرتے ہیں کہ قرآن کی یہہ آیت "یاتی من بعدی اسمہ احمد" کو انجیل برناس سے لیا ہے غلط بتلاتے ہیں اس کے لئے ہم سید صاحب کے نہایت مشکور ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کو جنہوں نے انجیل برناس سے کبھی حوالہ دیا ہو جاہل اور کچے مسلمان بتلاتے ہیں اور اُن کو قدیم بڑے بڑے عالموں اور محققوں کے گروہ سے خارج کرتے ہیں۔ اب ہم اس آنے والے کی نسبت اُن آیتوں کو پیش کرتے ہیں جن میں خداوند مسیح نے وعدہ کیا اور جب ہم اُن آیتوں کو ایک جگہ کر کے پڑھینگے تو فوراً اُس آنیوالے کی شکل پہچانی جائیگی ورنہ قطع بُرید کر کے کسی مقام کو پیش کرنا اور کسی لامذہب کی تقریر یا دلایل پیش کرنا سوا اس کے اور کیا ثابت کریگا کہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

"اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا دیگا کہ تمہارے ساتھ ابد تک رہے یعنے سچائی کی روح جسے دنیا نہیں پا سکتی کیونکہ اُسے نہیں دیکھتی اور نہ اُسے جانتی ہے لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ

رہتی ہی اور تم میں ہوگی"۔ مقدس یوحنا ۱۴: ۱۶ و ۱۷ مینے یہہ باتیں تمہارے ساتھہ ہوتے ہوئے تم سے کہیں لیکن تسلی دینے والا یعنے روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب کچھہ سکھلائیگا اور جو کچھہ مینے تمہیں کہا ہی تمہیں یاد دلائیگا"۔ ۱۴: ۲۵ و ۲۶ پھر ۱۵: ۲۶ و ۲۷ میں لکھا ہی "پر جب تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنے سچائی کی روح جو باپ سے نکلتی ہی آوے تو وہ مجھہ پر گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھہ ہو" پھر سولھویں باب کے شروع سے ہم یوں پڑھتے ہیں۔ "یہہ باتیں مینے تمہیں کہیں تاکہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ وہ تم کو عبادتخانوں سے نکال دینگے بلکہ وہ گھڑی آتی ہی کہ جو کوئی تمہیں قتل کرتا ہی گمان کریگا کہ خدا کی بندگی بجا لاتا ہی۔ اور تم سے اس لئے ایسا سلوک کرینگے کہ انہوں نے نہ باپ کو جانا اور نہ مجھے۔ لیکن میں نے یہہ باتیں تم کو کہیں تاکہ جب وہ گھڑی آئے تو تم یاد کرو کہ مینے تمہیں کہا اور مینے شروع میں یہہ باتیں تمہیں نہ کہیں۔ کیونکہ میں تمہارے ساتھہ تھا۔ پر اب اُس پاس جس نے مجھے بھیجا ہی جاتا ہوں تم میں سے کوئی مجھہ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہی۔ بلکہ اس لئے کہ میں نے یہہ باتیں تمہیں کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا۔ لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہی کیونکہ جو میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا پر اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھہ پر ایمان نہ لائے اور راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس دنیا کے سردار پر حکم کیا گیا ہی۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے کہوں۔ پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کرسکتے ہو لیکن جب وہ یعنے سچائی کی روح آئے تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگا کیونکہ وہ اپنی نہ کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبر دیگا۔ وہ میرا جلال ظاہر کریگا کیونکہ میری چیزوں سے لیگا

اور تمہیں بتائیگا۔ سب کچھ جو باپ کا ہے میرا ہے اس لئے مینے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگا اور تمہیں بتائیگا"۔ ۱۶: ۱-۱۵ ۰

اب جب ہم نے یہ سب یہاں ترتیب کے ساتھ بتلا دیا کہ کس سلسلہ میں خداوند یسوع مسیح نے اس آنے والے مددگار کا ذکر کیا تو اس کو پڑھکر کا بلا فرق جیسا کوئی احمق بھی ہوگا جو کسی ایسے شخص پر فارقلیط کا اطلاق کرے جس میں ان صفتوں سے ایک بھی پوری نہ ہوا۔ در اصل فارقلیط عربی ہے پارا او قلیو سے اول حصہ کے معنی ہیں پاس اور آخری حصہ کے معنی ہیں بلانا۔ اس کے چار مقصد ہیں (۱) اپنے پاس بلانا (۲) اپنی مدد کے لئے بلانا (۳) مثل وکیل کے لئے ہمارے لئے کام کرے (۴) تسلی دینا جس طرح کوئی وکیل اپنے موکل کو دیا کرتا ہے پس ان سب باتوں کا خیال کرکے خداوند مسیح نے روح القدس کے لئے یہ لفظ چن لیا جسکو تفسیر کرکے اس نے خود آیت ۲۶ میں بتلایا کہ وہ تسلی دینے والا پاک روح یعنی سچائی کی روح ہے۔ اسی ۱۴ باب کی ۱۸ آیت میں وہ کہتا ہے کہ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑونگا"۔ اب اگر وہ تسلی دینے والا چھ سو برس کے بعد آیا تو گویا مسیح کا کلام بالکل نادرست ٹھہرا کیونکہ خود رسول اور ان کے جانشین چھ سو برس تک یتیم رہے اور پھر محمد صاحب تریسٹھ برس رہکر مر گئے اور اسوقت سے اس وقت تک بلکہ زمانے کے آخر ہونے تک کلیسیا یتیم ہوگئی۔ لیکن جو معنی خداوند نے تسلی دینے والے کے بتلائے وہ بالکل روح القدس کے نزول سے اس وقت تک پورے ہوئے وہ کلیسیا کے ہر فرد کے ساتھ ہے اور ہر مسیحی کے ساتھ مسیح کی گواہی دیتا ہے اور مسیح کی بزرگی کرتا ہے اسکا جلال ظاہر کرتا ہے نہ کہ مثل محمد صاحب اس کی ہتک کرے اس کے خلاف گواہی دے اس کے لوگوں کو ستائے ان کو قتل کرے۔ پس ہم اسپر اور زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے جو لوگ حق پسند ہوں وہ مقدس یوحنا کے ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ باب کا مطالعہ غور سے کریں اور مابعد رسولوں کے اعمال میں اس بیان کو پڑھیں جہاں روح القدس کے نازل ہونے کا ذکر ہے کیونکہ اس نے لوگوں کو ان کے گناہ دل

سے قائل کیا اور وہ بول اٹھے کہ ای بھائیو ہم کیا کریں کہ نجات پائیں اور اُنکو بتلا دیا گیا کہ خداوند یسوع کے نام پر ایمان لا کر اُس کے نام سے بپتسمہ لیں اور اُنہوں نے فوراً مانا کیونکہ روح القدس اُن میں رہکے دل میں تاثیر کرتا ہو جب وہ انسان کے دل میں آکر سکونت کرتا ہو تو ہمیشہ اُس کی ہدایت اور راہبری کرتا رہتا ہو۔

ہم کو ضرور ہو کہ ہم بتلائیں کہ کس طرح ان تمام مقاموں میں خداوند مسیح نے پاک تثلیث کے راز کو سمجھایا اور باپ اور بیٹے کا تعلق روح پاک کے ساتھہ یعنے بیٹا درخواست کرتا ہو اور باپ بھیجتا ہو اور روح پاک آکر بیٹے کی تصدیق کرتا اور اُسکا جلال ظاہر کرتا ہو اور اُس کی بزرگی کرتا ہو۔ اُس کے لیے لوگوں کے فہم قاصر ہیں کہ وہ اس بھید کو قبول کریں تاوقتیکہ وہی روح پاک اُن کی عقلوں کو بیدار نہ کرے۔ فی الحال ہم اسی قدر چاہتے ہیں کہ ہمارے محمدی بھائی غور کریں کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہہ بنوا احمد صاحب ہوں صرف لفظ کی تجنیس خطی پر بحث کرکے کچھہ ثابت نہ ہوگا یہہ کل صفات محمد صاحب میں ثابت ہونے واجب ہیں جو آئتیں قرآن سے سرسید صاحب نے پیش کی اُن کو بھی لوگ نکال کر دیکھہ لیں اگر حق پسند ہونگے تو بول اُٹھینگے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

قرآن کی سورتوں پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نگاہ

(۱) سورہ فاتحہ۔ اسکا اشارہ سورۃ الحجر رکوع ۶ آیت ۸۷ میں یوں کیا گیا ہو کہ ہم نے تجھکو دوہرائی جانیوالی سات آئتیں اور قرآن عظیم عطا کیا ہو جس سے مراد یہی سورۃ معلوم ہوتی ہو اس سورۃ میں اُسی قدر درخواستیں شمار میں ہیں جتنی خداوند کی دُعا میں ہیں اگرچہ اُن درخواستوں اور اِن درخواستوں میں بہت بڑا فرق ہو اس میں جو یہہ درخواست ہو کہ سیدہی راہ پر قائم کر اس سے غالباً مراد اسلام ہو۔ اس سورہ کو ہمیشہ دعا کی جگہ استعمال کیا جاتا ہو اور اس کے چند خاص نام ہیں مثلاً کتاب کی ابتدا۔ تکملہ۔ گنج بنیاد

حمد۔ شکرانہ۔ اور دعا۔ محمدی اس کے انجام پر لفظ آمین بولتے ہیں +

(۲) سورہ البقر۔ اس کی ۲۸۶ آیت میں ایسے اشارے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ مدینہ کی سب سے پہلی سورتوں میں سے ایک ہی۔ اسکی ۴ آیت میں لکھا ہی جو تجھ پر نازل کیا گیا" مگر اور مقاموں میں ہم پڑھتے ہیں کہ جبرئیل کی معرفت خدا کے حکم سے قرآن محمد صاحب کے دل پر القا کیا گیا +

آیت ۶ میں ایک ناتمام تمثیل ہی جسپر شاہ عبدالقادر صاحب نے ایک عمدہ فائدہ لکھا ہی +

آیت ۲۰ میں لکھا ہی کہ خدا نے زمین کو تمہارے واسطے بطور فرش کے اور آسمان کو بطور سقف کے بنایا اور آسمان سے پانی اتارا اور پھر اُس کے ساتھ تمہارے واسطے پھلوں کا رزق پیدا کیا پس کسی کو اللہ کے ساتھ ہمسرت بناؤ یہہ خیال بالکل پرانے اور نئے عہدنامہ کا ہے اور قرآن میں صدہا جگہ اسی مضمون کی آیات ملتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا کی کردگاری کا مضمون کوئی نیا مضمون نہیں ہی جسپر قرآن نے کچھ زیادہ روشنی ڈالی ہو بلکہ اکثر مقامات میں اس مضمون کو بالکل دھندلا کر کے دکھلایا جیسا ہم اس سلسلہ میں بیان کرتے رہینگے +

آیت ۲۱ اور اگر تم کو اس کلام کی نسبت کسی قسم کا شک ہی جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہی تو کوئی سورۃ اس کی مثال لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے شاہدوں کو پکارو اور اگر تم صادق ہو" اس آیت میں ایک ایسی بات کے لئے بت پرستوں کو تحدی کی گئی ہی جو اُن کے امکان سے باہر تھی یعنے اللہ کے سوا اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارو۔ جیسے خدا نے تو آسمان زمین بنائے مینہہ برساتا ہی پھل رزق کے لئے پیدا کرتا ہی تم بھی اپنے معبودوں سے کوئی ایسی شے طلب کرو۔ اکثر اسکو فصاحت قرآن پر محمول کیا جاتا ہی مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہی یہاں صرف خدائی کردگاری کا ذکر ہی اور یہی جھوٹے معبود کر نہیں سکتے حفاظت قرآن کو کوئی تعلق نہیں ہی + باقی آئندہ

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وائیلی مینیجر

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۲ | بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۴ع | ایس - پی - جی مشن کانپور | جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم نہایت افسوس بلکہ درد کے ساتھ معذرت کرتے ہیں کہ جنوری کا پرچہ اغلاط سے پر ہو کر شائع ہوا کیونکہ ہم کو اس قدر وقت نہ ملا کہ ہم کاپی کی صحت کرتے۔ ہم کو کامل امید تھی کہ جنوری کا پرچہ ۱۵ جنوری سے قبل شائع ہو جائیگا کیونکہ ہم مضمون لکھکر شروع دسمبر سنہ ۱۹۰۳ع کو مطبع والوں کے سپرد کر چکے تھے اور تاکید کردی تھی کہ کاپی تیار کر کے فوراً ارسال کریں مگر مطبع والوں کی غفلت اور بے پروائی سے اول تو کاپی گم ہو گئی پھر مل گئی اور ہم کو ۲۷ تاریخ جنوری کو کاپی وصول ہوئی چونکہ ہم دورے پر تھے کاپی ہمیرپور پہنچی پھر وہاں سے ایک اور مقام کو چلے گئے یوں تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی ہم کو جس وقت ملی وہی وقت ڈاک کی روانگی کا تھا لہذا ویسی ہی واپس مطبع کردی- اسی لئے اکثر غلطیاں نہایت مکروہ قسم کی باقی رہگئیں- امید ہے کہ ناظرین ہماری اس واجبی معذرت کا خیال کر کے درگذر فرمائینگے +

سلطان محمد کے دو ایک مضمون جو سال گذشتہ میں اُنکے مسیحی ہونے کے بعد الحق میں شائع ہوئے اُنکی بابت بمبئی کے مسلمانوں نے بہت سی تحریریں ارسال

لیکن بعض تو اُن میں سے درج الحق ہوگئیں اور اکثر درج نہ ہوئیں وجہ صرف یہ ہو کہ کثرت سے تحریریں محض ذاتی حملوں سے پُر تھیں - الحق کا منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ کسی شخص کے ذاتی اخلاق سے بحث کرے بلکہ مذہب عیسوی کی بابت اگر کوئی شک کسی شخص کو نیک نیتی سے ہو اُسکو سمجھانا - مجادلہ اور مکابرہ نہ الحق کو پسند ہو اور نہ ایسی تحریریں اُس میں درج ہو سکتی ہیں بعض لوگ آزادی کا استعمال نامناسب طریق سے کرتے ہیں بس ہم اپنی ذمہ واری کا خیال کر کے خود نقصان سے بچنا اور دوسروں کو بچانا چاہتے ہیں - اگر کوئی شخص ہماری اس روش کو تعصب سے تعبیر کرے تو یہ اُس کی خوش فہمی ہو ٭

ہمارے پاس ایک رسالہ الموسوم نورالہدیٰ جلد اول منجانب انجمن تائید الاسلام جموں ریاست کشمیر بغرض ریویو آیا ہی - ہم نے اس رسالہ کو بغور پڑھا اور پڑھکر نہایت خوشی اس امر سے حاصل ہوئی کہ اب اہل اسلام کے درمیان زیادہ صلاحیت سے گفتگو کرنے کا طریق شروع ہوا ہی - اس رسالہ میں اگرچہ مسیحیوں کے ایمانی عقائد کی بابت بحث ہی مگر نہایت مہذبانہ طریق سے اپنی تحریر کو قلمبند کیا ہی - نفس مضمون کی بابت ہم کو اسیقدر کہنا ہی کہ مصنف رسالہ نے جن امور پر تحریر کیا ہی اُن امور کے لئے دیگر صدہا آیات اس قسم کی بائبل مقدس میں مندرج ہیں جن سے مصنف کے دعویٰ کو کوئی مدد نہیں ملتی اور اکثر تو مصنف نے آیات کی تاویل اپنے طور سے کی ہی جو کسی مسیحی کے لئے سند نہیں ہو سکتی - اسی سلسلہ میں ہم کو ایک دوسرے رسالہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی وہ وہ محاکمہ ہی جسکو قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان گدھ کپتان سرکار پٹیالہ نے تصنیف کیا ہی اس میں مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں اور اُنکے دعویٰ نبوت پر بحث کی ہی قاضی صاحب نے نہایت ٹھنڈے دل اور متانت سے مرزا صاحب کے اقوال کا تناقض اور اُنکے دعووں کا بطلان ظاہر کیا ہی ہم ایسی روش کو پسند کرتے ہیں کہ تحریروں میں ذاتیات سے بحث نہ ہو بلکہ اصل اصول پر کسی نیک نیتی سے کیجائے اور یہی بات انسان کی شرافت کا جوہر ہی ورنہ پھکڑ بازی اور بازاری شہدوں کی طرح اشارے اور کنایوں میں گالی

گلوچ کرنا کمینہ خصلت اور بے حیائی کا ثبوت ہے +

نئے عہد نامہ میں محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

دوسری پیشگوئی

دوسری پیشگوئی کو سید صاحب نے اس طرح پیش کیا ہے "جب بعد معلوم ہونے اور قبر میں دفن کئے جانے کے حضرت عیسیٰ زندہ ہو کر اُٹھے اور حواریوں سے ملے اور اُن کے سامنے مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عنیا میں جانے اور آسمان پر چلے جانے سے تھوڑی دیر پہلے اُنہوں نے اپنے حواریوں سے یہہ فرمایا دیکھو میں بھیجتا ہوں وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھہرو شہر یروشلم میں جب تک کہ تم کو عطا ہو قوت اوپر سے" (انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۴۹

اسکے بعد سید صاحب یوں رقمطراز ہیں +

"چند سطروں کے بعد لوقا اپنی انجیل ختم کرتے ہیں اور کچھ کر اُس وعدہ کے پورا ہونے کا ذکر نہیں کرتے ہیں بلکہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ یہہ کہکر آسمان پر چلے گئے تو تمام حواری اُنکو سجدہ کر کر بڑی خوشی سے یروشلم کو پھر آئے اور ہمیشہ ہیکل میں خدا کی تعریف اور شکر کرتے رہے اور انہیں لفظوں پر لوقا کی انجیل ختم ہوتی ہے اور اُس وعدہ کے وفا ہونے کا کچھ ذکر نہیں ہوتا پس ثابت ہوتا ہے کہ لوقا کی زندگی تک یا کم سے کم اس انجیل کے لکھے جانے کے وقت تک وہ وعدہ جسکو لوقا سمجھے تھے پورا نہیں ہوا تھا"

پھر سید صاحب اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ زبانہائے آتشیں کا حواریوں پر نازل ہونا ہرگز اُس وعدہ کا پورا ہونا نہیں ہے مگر سید صاحب اسکی کوئی دلیل نہیں دیتے۔ پھر آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی کیا ضرورت تھی کہ یروشلم میں ٹھہرنے کی قید لگائی جاتی روح القدس جنگل میں بھی نازل ہو سکتا تھا آپ اس کی ایک تاویل بھی سناتے ہیں جو بڑے مرے کی ہے کہ اس سے مراد یہہ تھی کہ جب تک محمد صاحب آئیں

تب تک بیت المقدس ہی کی طرف سر جھکاؤ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ خود محمد صاحب نے کیوں ایک عرصہ تک بیت المقدس کی طرف سر جھکایا؟ کیا اُن کو یہہ امر نہ بتلایا گیا تھا؟ اب ہم سید صاحب کی مفروضہ پیشگوئی کی حقیقت ناظرین کو بتاتے ہیں ۔

مقدس لوقا کی عبارت یوں ہے "اور دیکھو میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن تم جب تک عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو یروشلم شہر میں ٹھہرو" ناظرین ذرا ان الفاظ پر غور کرو اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر الفاظ تم پر غور طلب ہیں پھر عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو۔ تب تک یروشلم میں ٹھہرو بھلا ان باتوں کو مکہ اور بیت المقدس کے قبلہ سے کیا نسبت ۔ سید صاحب کے ذہن میں یہہ بات ضرور کھٹکی کہ یروشلم میں ٹھہرے رہنا ضرور زوردار بات ہے اس لئے ایک رکیک تاویل کر کے اپنی دلیل کو ختم کیا ۔ آپ کا یہہ کہنا کہ لوقا اُن کے پورے ہونے کا ذکر نہیں کرتا ہم کو تعجب میں ڈالتا ہے کہ آپ سا محقق اور ایسی بات کہے ۔ آپکو بخوبی معلوم تھا کہ مقدس لوقا کی دو تصنیفیں نئے عہدنامہ میں درج ہیں جہاں پہلی ختم ہوتی ہے اُسی جگہ سے دوسری شروع ہوتی ہے اور یہہ دونوں تصنیفیں ایک خاص شخص کو مخاطب کر کے لکھی ہیں پہلی میں خداوند مسیح کی سوانح عمری ہے جو انجیل کہلاتی ہے ۔ دوسری میں رسولوں کے زمانے کا احوال ہے جس میں سے مقدس پولوس کا حال زیادہ مفصل ہے اُسی میں اُس وعدہ کے پورا ہونے کا حال ہے ۔ آپکو یہہ بھی خوب معلوم تھا کہ روح القدس بصورت زبانہائے آتشین خداوند مسیح کے مصلوب ہونے کے قریب دو ماہ بعد نازل ہوا اور اُس کی خاص وجہ یہہ تھی کہ رسول اس عرصہ میں اس کے لئے تیار ہوں اور عید پنتیکوست کو جب لوگ ہر اطراف سے جمع ہوں وہ بھی اس عالم بالا کی قوت کے قائل ہوں ۔ اور ایسا ہی ہوا ۔ اب اُس دوسری تصنیف کا جو مقدس لوقا کی ہے اور رسولوں کے اعمال سے موسوم ہے یوں شروع ہوتا ہے "اے تھیوفلس وہ پہلی کیفیت جو میں نے تصنیف کی اُن سب باتوں کی جو یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا اُس دن تک کہ

وہ اپنے رسولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا روح قدس سے حکم دیکر اوپر اُٹھایا گیا
اُنہیں اُس نے اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا
کہ وہ چالیس دن تک اُنہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا اور اُن
کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ
کی جسکا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو راہ دیکھو کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسما دیا پر تم تھوڑے
دنوں کے بعد روح قدس سے بپتسما پاؤگے۔ تب اُنہوں نے جو اکٹھے تھے اُس سے پوچھا
کہ اے خُداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کی بادشاہت کو پھر بحال کیا چاہتا ہے پر اُسنے
اُنہیں کہا تمہارا کام نہیں کہ اُن وقتوں اور موسموں کو جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار
میں رکھا ہے جانو لیکن جب روح القدس تم پر آویگی تم قوت پاؤگے اور یروشلم اور سارے
یہودیہ و سامریہ میں بلکہ زمین کی حد تک میرے گواہ ہوگے اور وہ یہہ کہکے اُن کے
دیکھتے ہوئے اوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ مقدس
رسولوں کے اعمال ۱:۱-۹+

اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ مقدس لوقا نے پہلی تحریر کے آخری حصے کو وقت
کے ساتھ اس دوسری تحریر میں بتلایا اور گویا ہر دو رسالے پیوستہ کئے۔ وہ حصے
ہیں اور وہ موعود ضرور روح قدس تھا اور اُسکے آنے کے بعد رسولوں کو یروشلم اور سارے
یہودیہ اور سامریہ بلکہ دنیا کی حد تک مسیح کے گواہ ہونا تھا اور یہہ سب باتیں اسی پنتیکوست
کے دن پوری ہوئیں جو مسیح خداوند کے صعود کے دس دن بعد واقع ہوا یعنے جی
اُٹھنے کے پچاس دن بعد+

اگر ہم رسولوں کے اعمال کے دوسرے باب کا شروع سے مطالعہ کریں تو ہم کو صاف
معلوم ہو جائیگا کہ وہ موعود بڑی شان اور رعب کے ساتھ آیا اور رسولوں پر جیسا کہ وعدہ تھا۔ ہاں یوں لکھا ہے۔ اور جب پنتیکوست کا دن آیا تھا وہ سب ایک دل ہوکے
اکٹھے ہوئے اور ایک بارگی آسمان سے ایک آواز آئی جیسے بڑی آندھی چلی اور اُس

سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے بھر گیا اور اُنہیں جُدی جُدی آگ کی سی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر بیٹھیں تب وہ سب روح قدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں جیسے روح نے اُنہیں بولنے کی قدرت بخشی بولنے لگے اور خداترس یہودی ہر ایک قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے یروسلم میں آرہے تھے سو جب یہہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی ۔ سب دنگ ہوئے کیونکہ ہر ایک نے اُنہیں اپنی اپنی بولی بولتے سُنا اور سب حیران ہو گئے تعجب کرکے آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو کیا یہہ سب جلیلی ہیں پس کیونکر ہر ایک ہم میں سے اپنے اپنے وطن کی بولی سُنتا ہے ہم پارتھی ۔ اور میدی اور عیلامی اور رہنے والے مسوپوتامیہ ۔ یہودیہ اور کپدوکیہ پنطس اور آسیہ کے ۔ فروگیہ اور پمفولیہ ۔ مصر اور لبیہ کے اُس حصے کے جو قرینی کے علاقہ میں ہے اور رومی مسافر یہودی اور یہودی مرید ۔ کریتی اور عرب ہو کے ہم اپنی اپنی زبانوں میں اُنہیں خدا کی بڑی باتیں بولتے سُنتے ہیں ۔ اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کے ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہہ کیا ہوا چاہتا ہے ۲: ۱-۱۲ اب غور کا مقام ہے کہ بقول سرسید احمد اگر یہہ لوگ جنگل میں رہتے تو کون اُن کی انواع و اقوام کی بولی بولنے پر گواہ ہوتا پس خداوند مسیح نے اسی مصلحت سے اُن کو حکم دیا کہ جب تک خدا کا وہ موعودہ آوے تم یروسلم میں ٹھہرو اور یہہ بھی کہدیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ تم پر نازل ہو گا اور ایسا ہی ہوا اور اسی دن مقدس پطرس نے وعظ کیا تو لکھا ہے کہ تین ہزار آدمی خداوند مسیح کے نام پر اصطباغ پا کر خدا کی کلیسیا میں شریک ہوئے بھلا اس وعدے کو محمد صاحب کی طرف کھینچکر لیجانا اگر زبردستی نہیں تو اور کیا ہے ۔ ہم کو حیرت ہوتی ہے کہ سرسید سا محقق کیونکر ایسی غلطیوں میں مبتلا ہوا ۔ یروشلم میں ٹھہرنے سے وہی غرض تھی جو ہم نے اوپر بتلائی ما سوا اسکے پہلے یہودیوں کو خدا کی بادشاہت کی خبر دینا تھی ۔ خدا روح القدس جب آیا تو اُس نے لوگوں کے دلوں کو چھیددیا اور وہ بول اُٹھے کہ ہم کیا کریں کہ نجات پائیں ۔ خدا روح القدس اُس وقت

سے کلیسیا میں موجود ہے اور مسیحی کلیسیا کی کامیابی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے +

بقیہ قرآن کی سورتوں پر ایک سرسری نگاہ

گذشتہ نمبر میں جو سورہ بقر کی ۲۱ آیت کا ذکر ہوا جس سے لوگ فصاحت قرآن کے مدعی ہیں اس قسم کی آیات سورہ ہود اور یونس میں بھی آئی ہیں مگر جیسا ہم نے بتلایا کہ اُس سے فصاحت قرآن کو کوئی سروکار نہیں بلکہ قادر مطلق خدا کی کردگاری سے مراد ہے اور اگر فصاحت قرآن ہو بھی تو محمدی مذہب کا یہہ دعویٰ کہ وہ عالمگیر مذہب ہے بالکل باطل ثابت ہوگا کیونکہ غیر عرب کیونکر اُسکے قائل ہونگے۔ اب اسی سورہ بقر کی باقی غور طلب آیات کا ذکر کرینگے +

آیت ۲۴ میں بہشت کا نقشہ کھینچا ہے جہاں مومنوں کو عمدہ رزق مثل سابق کے اور ازواج مطہرات ملینگی اور وہاں وہ ایسی حالت میں ہمیشہ رہینگے اس قسم کا بیان سورہ نساء اور آل عمران میں بھی ہے مگر اس قسم کی آیات اُن لوگوں کے دلوں کو نفرت دلاتی جو خدا کی قدوسی کا خیال کرکے بہشت کو محض خدا کی حمد و ثنا کرنے کا مقام گردانتے ہیں جہاں نہ بیاہ کرتے اور نہ بیاہے جاتے ہیں بلکہ خدا کے فرشتوں کی طرح ہر وقت خدا کی حمد میں مصروف رہتے ہیں +

آیت ۲۸ میں سات آسمانوں کا ذکر ہے یہہ خیال طالمود سے لیا گیا ہے محمدی عام طور سے قائل ہیں کہ خداوند مسیح چوتھے آسمان تک پہنچے اور یہہ قرآنی تعلیم کہ سات آسمان ہیں علاوہ اس مقام کے سورہ بنی اسرائیل۔ طلاق مومنوں اور ملک میں ہے +

آیت ۳۲ میں وہ قصہ ہے جس میں فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کریں اور سوا ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ یہہ قصہ بالتکرار سورہ اعراف۔ حجر۔ بنی اسرائیل اور کہف میں آیا ہے۔ آیت ۳۴ میں لفظ ابلیس شیطان سے بدل گیا ہے پہلا لفظ ڈایابولاس سے تھا۔ یہہ قصہ مسیحی رواتیوں سے اخذ کیا گیا ہے کہ فرشتے آدم سے حسد کرتے تھے کیونکہ یہہ

مقدر ہو چکا تھا کہ خدا انسان کے جامہ میں ظاہر ہوگا دیکھو ایرنیس۔ اور گیریگوری ہنا کی تصانیف وہاں اس قصہ کا پتہ لگتا ہی +

آیت ۴۸ میں اگلی کتابوں کی تصدیق کا ذکر ہی مگر پھر کیونکر کہا جاتا ہی کہ اُن میں تحریف ہوئی گیا قرآن محرف کتابوں کی تصدیق کرتا تھا +

آیت ۵۴ میں ذکر ہی کہ کوئی جان کسی دوسری جان کی حامی نہیں ہو سکتی لیکن یہہ آیت اور آیات کی تردید کرتی ہی جو سورہ نور اور کہف میں پائی جاتی ہیں جن میں محمد صاحب کو شفیع قرار دیا جاتا ہی اُسی کے ساتھ سورہ نسا آیت ۸۶ کو بھی دیکھو۔ شاید محمدی صاحبان کہیں کہ یہہ آیت پھر خداوند مسیح کے شفیع ہونے کو بھی رد کرتی ہے ہمارا جواب یہہ ہی کہ صرف محمدی لوگوں کے نزدیک جو قرآن کو الہامی مانتے ہیں لیکن ایک طرح سے اس کی تاویل ہو سکتی ہے وہ یہہ کہ کوئی گنہگار کسی گنہگار کی شفاعت نہیں کرسکتا پر مسیح کی شفاعت قرآن سے بھی ثابت ہے یہہ آیت اُس کے مخالف نہیں ہو سکتی کیونکہ مسیح نے ضرور ہر انسان کی روح کو اپنی پاکیزگی سے آسودہ کیا آیت ۵۵ میں جس شہر میں داخل ہونے کا ذکر ہی وہ پناہ کے شہر سے مراد ہی غالباً یریہو یا یروشلم سے مراد ہوگی +

باقی آئندہ

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وائلی منیجر ۱۹۰۴ء

الحق

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

نمبر ۳ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۴ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

رسالہ انوار الاسلام مطبوعہ شہر سیالکوٹ بابت ۱۵- فروری ۱۹۰۴ء میں ایک مضمون "حجر اسود" کی سرخی سے مندرج ہی اسی مضمون کا چربہ کلکتہ کے ہفتہ واری مشہور انگریزی پرچہ ایپی فینی مطبوعہ ۲۷ فروری میں بھی درج ہی ہر دو مضامین کے نویسندہ کریم بخش صاحب باغبانپوری لاہوری ہیں۔ کریم بخش صاحب خندہ پیشانی سے اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ حجر اسود در اصل بت پرستی کے لحاظ سے نہیں ہی اور نہ اس کا ذکر قرآن میں پایا جاتا ہی اس اقرار سے اسقدر تو معلوم ہوتا ہی کہ کریم بخش صاحب حجر اسود کو وہ تعظیم نہیں دیتے جو زائرین کو دنیا کی ہر سمت سے کھینچکر اس کے پاس لیجاتی ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ بیشک قرآن میں حجر اسود کا ذکر نہیں نہ اسکو بوسہ دینے کا مگر خود حضرت محمد صاحب ایسا کرتے تھے اور لوگوں نے اپنے فرض کردہ نبی کی سنت میں اس کو قائم رکھا اکثر خلفا در دسے کہتے تھے ہم اس پتھر کو ہرگز بوسہ نہ دیتے اگر نبی کو ایسا کرتے نہ دیکھتے۔ نہ معلوم ایسے عجیب اور غریب قصے اس پتھر کی بابت کیونکر مسلمانوں میں مشہور ہوئے۔ خصوصاً ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے تو ایسے ایسے لطیفے بیان

اسکے کئے ہیں کہ سچے محمدی اُن کو غلط نہیں کہہ سکتے اب رہا یہ امر کہ اس کی عزت اس لئے کی جاتی ہو کہ ابراہیم نے اسکو قائم کیا تھا اسکے لئے کوئی سند نہیں ہو اگر انہیں راویوں کی باتوں کا اعتبار کیا جائے جنہوں نے حجر اسود سے وہ عجیب وغریب قصے منسوب کئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اُنکے اس عزت کے مضمون کو بھی باور نہ کیا جائے ہمارے نزدیک دونوں قسم کے قصے لغو ہیں پس یہہ عرب کے قدیم بُت پرستوں کی رسم ہو اسکو محمد صاحب نے اپنے زمانہ کی پولٹیکل مصلحت سے قائم رکھا بلکہ زیادہ تر یہہ گمان ہوتا ہے کہ حضرت نے یہہ پتھر خود تعمیر قریش کے وقت اُسکے مقام پر رکھا تھا پس ابراہیم کے تقدس اور بزرگی کا خیال بعید از قیاس معلوم ہوتا ہو۔ جب حضرت نے خانہ کعبہ کی بُت پرست رسموں کو متروک کرادیا تھا تو کیا وجہ تھی کہ اس رسم کو بھی الگ نہ کردیا؟

مقدس مریم کی بابت جو اعتراض کیا جاتا ہو وہ بھی بالکل بودا اعتراض ہو کیونکہ کتاب اخبار مکہ کے صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہو کہ جب محمد صاحب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو ابراہیم فرشتوں اور مقدسہ مریم کی حضرت عیسیٰ کو گود میں لئے ہوئے تصاویر دیکھیں محمد صاحب نے مقدسہ مریم کی تصویر پر ہاتھ رکھدیا اور باقی تصاویر کو مٹا دینے کا حکم دیدیا مگر مقدسہ مریم کی تصویر معہ حضرت عیسیٰ کے برقرار رکھی کیونکہ اُن کو معلوم ہوا ہوگا کہ باقوم جو رومی کلیسیا کا عیسائی تھا اور جس نے کعبہ کو تعمیر کیا تھا اُس نے ان تصویروں کو محض یادگار کے لئے بنایا تھا نہ کہ پرستش کے لئے بھلا جب خود محمد صاحب نے خانہ کعبہ سے مقدسہ مریم کی تصویر کو قابل اعتراض نہیں سمجھا تو اگر کوئی عیسائی فرقہ مقدسہ مریم کی تصویر گرجہ میں یا مکان میں رکھے اور اُنکے تقدس کا خیال کرکے تعظیماً اُن کو تسلیم کرے تو کیوں اعتراض کیا جاتا ہو؟ کیا آجکل کے محمدی اپنے کو نبی سے زیادہ غیرتمند خیال کرتے ہیں؟

نئے عہدنامہ میں محمد صاحب کی بابت پیشگوئیوں کی تنقیح

تیسری پیشگوئی

سید تیسری پیشگوئی کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یہودیوں نے کاہنوں اور لیویوں کو اُن کے پاس بھیجا تاکہ اُن سے پوچھیں کہ وہ کون ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ گئے اور اُن سے یہہ گفتگو ہوئی کہ اُس نے یعنے حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ میں کرستاس یعنے عیسیٰ مسیح نہیں ہوں اور اُنہوں نے پوچھا اُس سے پھر کون کیا تو الیاس ہی؟ اُس نے کہا کہ میں نہیں ہوں تو وہ نبی ہی؟ اور اُس نے جواب دیا نہیں تب اُنہوں نے اُس سے کہا کون تو ہی تاکہ ہم جواب دے سکیں اُن کو جنہوں نے ہم کو بھیجا ہی اپنے تئیں تو کیا کہتا ہی اُس نے کہا میں ہوں آواز اُس کی جو کہ جنگل میں چلاتا ہی سیدھا کرو رستہ خداوند کا جیسا کہ نبی اشعیاہ نے کہا اور وہ جو بھیجے گئے تھے فروسی تھے اور اُنہوں نے اُس سے پوچھا اور اُس سے کہا کہ تو کیوں اصطباغ کرتا ہی جبکہ تو نہ کرستاس یعنے عیسیٰ مسیح ہی اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی" (یوحنا باب ا آیت ۲۰ لغایت ۲۵) +

سید صاحب کہتے ہیں ان آیتوں میں تین پیغمبروں کا ذکر ہی اور یہہ بھی فرماتے ہیں کہ تیسرا پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ اُسکا نام تک لینے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اشارہ ہی کافی تھا اس کے بعد آپ اس پیغمبر کا پتہ موسیٰ والی پیشینگوئی میں لگاتے ہیں اور حضرت سلیمان کی حمد وستائش میں اُسکو اُنکا محبوب سرخ وسفید اور محمد بتلاتے ہیں اور آخر خداوند مسیح کی زبانی اُسکو فارقلیط ٹہکر وجد میں آتے ہیں اور چلپ پھیریاں لیکر یوں رقمطراز ہیں "اب میں نہایت مضبوطی سے کہتا ہوں کہ یہہ نامی اور مشہور پیغمبر حضرت محمد ہیں واللہ حضرت محمد ہیں" چونکہ سید صاحب اپنے مضبوط بیان کو واللہ کے ساتھ والبستہ کرتے ہیں لہذا ہم کو اسکا یقین کرلینا چاہئے۔ اب ہم اس بیان کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس مقام پر تین مختلف شخصوں کا ذکر ہے لیکن تو بھی یہہ کلام غیر ملہم شخصوں کا ہے جو لوگ فریسیوں کی طرف سے روانہ کئے گئے تھے وہ الہام ربانی سے ہرگز نہ بولتے تھے اِس لئے جو باتیں اُنہوں نے کیں وہ بالکل بے جوڑ تھیں سب سے اوّل الیاس کا آنا اگر ہم ملاکی نبی کا ۴ : ۵ کو مطالعہ کریں تو ہم کو وہاں یہہ معلوم ہوتا ہے "اور دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا" پس معلوم ہوا کہ الیاس کا حقیقت میں آنا خداوند مسیح کی دوبارہ آمد پر منحصر ہے اور وہ قیامت کے پہلے آکر باپ دادوں کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹوں کے دلوں کو باپ دادوں کی طرف مائل کریگا" ہم کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب خداوند مسیح سے شاگردوں نے دریافت کیا کہ فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضرور ہے یعنے مسیح کے ظہور سے پہلے ۔ یہہ فقیہوں کی غلطی تھی کہ وہ خداوند کی اول اور آمد ثانی میں مطلق تمیز نہ کرتے تھے ۔ خداوند نے شاگردوں کو جواب دیا کہ الیاس البتہ پہلے آویگا اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا ۔ مقدس متی ۱۷: ۱۰-۱۲ مقدس مرقس ۹: ۱۱-۱۳ انہیں مقامات میں یہہ بھی بتلا دیا ہے کہ یوحنا اصطباغی الیاس کی روح میں آچکا جس طرح خداوند کی آمد ثانی پر الیاس آکر سب کچھ بحال کریگا اسی طرح خداوند کی اول آمد پر یوحنا اصطباغی الیاس کی روح میں آیا کہ بہتوں کو خداوند کی طرف پھرا کر ہلاکت سے بچائے اور بحال کرے ۔ انہیں معنوں میں یوحنا نے انکار کیا کہ میں الیاس نہیں ہوں کیونکہ وہ تو صرف الیاس کی طبیعت اور قوت میں تھا دیکھو مقدس لوقا ۱: ۱۷ ۔ جس طرح اہل یہود خداوند کی آمد اول اور آمد ثانی میں تمیز نہ کرتے تھے اسی طرح مسیح اور اُس میں بھی تمیز نہ کرتے تھے انکا اشارہ "وہ نبی" در اصل وہی تھا جو موسیٰ نے پیشگوئی کی تھی بعض کا گمان تھا کہ مسیح کے علاوہ اور نبی بھی آنیوالے ہیں مگر یہہ انکا اپنا گمان تھا موسیٰ کی طرف سے سوا استثنا والی پیشگوئی کے اور کوئی پیشگوئی نہ تھی اور خود خداوند مسیح نے موسیٰ کی پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کیا اور کہا کہ موسیٰ نے

تو میری بابت لکھا ہے۔ علاوہ اسکے مقدس پطرس نے اپنے وعظ میں مسیح خداوند کے صعود ہونے کے بعد اس پیشنگوئی کو خداوند پر چسپاں کیا پس ملہم رسولوں کے مقابلہ میں غیر ملہم فریسیوں کی سند کارآمد نہیں ہے۔ سید صاحب کا یہہ کہنا کہ وہ نبی ایسا مشہور تھا تو عہد جدید میں کہیں تو بطور اشارہ کے ذکر ہوا ہوتا بزرگ شمعون اور حنا نے تو خدا کی نجات صرف خداوند مسیح کو گردانا۔ جو سب قوموں کے واسطے تھی۔ سامری عورت نے اُس نبی کا کچھہ ذکر بھی نہ کیا بلکہ جو جو خیال اُسکو کرستاس کی بابت تھے جب انکو مسیح خداوند میں پایا فوراً اپنے لوگوں پاس دوڑی گئی وہ سب آکر قایل ہوئے اور اُس عورت کو کہا کہ اب ہم تیرے کہنے سے نہیں بلکہ ہم نے خود دیکھا اس لئے ایمان لاتے ہیں۔ بھلا یہہ لوگ جو منتظر تھے آخر مسیح کے علاوہ اُس نبی کو کیونکر بھول گئے۔ پھر اسی مقدس یوحنا نے اسی باب کی ۴۵ آیت میں لکھا ہے کہ فلپ نے نتھانیل کو پاکر خبر دی کہ جسکا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اُسے پایا وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے" بھلا اب کیونکر گنجائش ہے کہ موسیٰ والی پیشنگوئی کو سوا خداوند مسیح کے اور کسی پر زبردستی لگایا جائے۔ جب یوحنا اصطباغی قتل کیا گیا اُس کے کچھہ عرصہ بعد خداوند نے اپنے شاگردوں سے دریافت کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں تو اُنھوں نے جوابدیا تھا کہ کوئی خیال کرتا ہے کہ یوحنا اصطباغی مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے کوئی خیال کرتا ہے کہ تو نبیوں میں سے ایک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی اپنی غلطی سے ابھی اور نبیوں کے مبعوث ہونے کے قائل تھے۔ یوحنا اُن کو اپنی نسبت بتلاتا ہے کہ میں کون ہوں وہ اشعیاہ نبی کا حوالہ دیکر اُن کو آگاہ کرتا ہے کہ اُس کا خاص کام کیا ہے اور اگر وہ لوگ سچ مچ خدا کے کلام کی درست سمجھہ رکھتے تو اُن کو خبردار ہونا واجب تھا۔ کیونکہ جو پیشگوئی یوحنا نے اُنکے سامنے پیش کی تھی اُس کا تعلق ملاکی ۳: ۱ سے ہے جہاں لکھا ہے" دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجونگا اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا۔ وہ خداوند جس

کی تلاش میں تم ہو یعنی عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آویگا دیکھو وہ یقیناً آویگا" مگر وہ ایسے اندھے تھے کہ دیکھتے ہوئے حقیقت سے انکار کرنا اپنا فخر خیال کرتے تھے - ہم کو یاد رہے کہ لفظ نبی کا محاورہ خاص وعام میں جاری تھا جب نائن کے شہر میں بیوہ کے لڑکے کو خداوند نے زندہ کیا تو لوگ بول اُٹھے کہ ہم میں ایک بڑا نبی اُٹھا ہے پیدائشی اندھے کو جب خداوند نے بینا کیا تو دریافت کرنے پر لوگوں سے اس نے کہا کہ وہ ایک نبی ہے - سامری عورت نے بھی اُسے اول یہی خطاب دیا کہ اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہیں" اور جوں جوں اُس عورت کو یسوع کی حقیقت معلوم ہوتی گئی توں توں وہ اُس کو زیادہ عزت دیتی گئی بالآخر اُس کو مسیح اور وہ نبی مانا جسکا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا تھا پس اب معلوم ہو گیا کہ سر سید یہودیوں کے اپنے گھڑے ہوئے الفاظ کی آڑ میں الفاظ وہ نبی سے محمد صاحب کی پیشگوئی ثابت کرنا چاہتے تھے مگر ملہم اشخاص کے مقابلہ میں غیر ملہم اشخاص کی سند کون مان سکتا ہے +

اس نمبر کے ساتھ محمد صاحب کی بابت اُن تمام پیشگوئیوں کا سلسلہ ختم ہوا جو سر سید صاحب نے اپنے خطبات میں درج کی تھیں علاوہ اسکے محمدی اکثر اور آیتوں کو بھی پیش کرتے ہیں جنکے سر پیر کا کوئی پتہ نہیں ہوتا گو سر سید نے بھی کوئی ایسی پیشگوئی پیش نہیں کی جو قابل توجہ ہو مگر عوام الناس محمدی جو اعتراض کرتے ہیں یا بطور سند اس معاملہ میں پیش کرتے ہیں وہ اس قابل بھی تو نہیں ہوتا کہ اُس پر غور بھی کیا جاوے +

بقیہ قرآن کی سورتوں پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نگاہ

بقر آیت ۹۵ میں یہودی - عیسائی اور صابئی ان میں جو اللہ کو اور یوم آخرت کو مانتے ہیں اور عمل احاطہ کرتے ہیں اُن کے رب کے پاس اُن کے واسطے اجر ہی

اور اُن پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ ہونگے" یہہ آیت سورہ مائدہ
میں بھی آئی ہے مگر یہہ آیت بالکل سورہ آل عمران کے مخالف ہے دیکھو سورہ
آل عمران آیت ۷۹ میں یوں لکھا ہے "کہ جو کوئی اسلام کی فرمانبرداری کی جگہ
کوئی دوسرا دین چاہے وہ اُس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیان
کاروں میں ہوگا" اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہودی عیسائی اور صابئی اگر محمدی
ہوں تو اُن کی نجات ہوگی خواہ اُنہوں نے پہلے کوئی گناہ کیوں نہ کیا ہو۔ پس
پہلی آیت سورہ بقر والی بالکل بے معنی ہوگئی۔ اسی سورہ بقر کی ۱۱۴ آیت میں
محمد صاحب کو کہا جاتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مرضی پر مت چلو خواہ محمد صاحب اُنکے
مذہب کی پیروی بھی کریں مگر وہ لوگ خوش ہونگے اور اگر محمد صاحب علم پہنچنے کے بعد بھی اُن کی
پیروی کریں تو اللہ کی طرف سے اُن کے یعنے محمد صاحب کے لئے کوئی والی
اور مددگار نہ ہوگا۔ سورہ آل عمران آیت ۱۰۹ میں بعض اُن لوگوں میں سے
جو اہل کتاب ہیں اُن کی بابت ذکر ہوا ہے کہ وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور
اُن کو راستباز کا خطاب ملا ہے۔ اور اسی سورہ کی ۱۹۸ میں لکھا ہے کہ اہل
کتاب میں اکثر اسلام کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ پھر سورہ انعام ۴۸ میں
لکھا ہے کہ جو کوئی ہمارے رسولوں پر ایمان لایا اور نیک بنا اُن پر کوئی خوف نہیں
اور نہ وہ غمگین ہونگے پھر سورہ مائدہ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں میں سے جو ایمان
لائینگے ہم اُن کے گناہوں کو اُن سے الگ کردینگے پھر سورہ قصص میں لکھا ہے
اہل کتاب میں سے بعضے کہتے ہیں جبکہ قرآن کو پڑھتے ہوئے سُنتے ہیں کہ ہم ایمان
لاتے ہیں اور ہم تو اس سے قبل ہی مسلمان تھے" غالباً یہاں اُن کے سامنے
وہی باتیں سنائی جاتی ہونگی جو اُن کے عقیدہ کے خلاف نہ ہوں مثلاً خدا ایک
اُس نے ساری دنیا کو بنایا۔ انسان گنہگار ہے۔ قیامت ہوگی نیکوں کو اجر اور
بدوں کو سزا ملیگی یا وہ اخلاقی شریعت جسکا ماخذ توریت تھی۔ ایسی حالت میں

آج بھی لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں۔ سورہ فتح میں لکھا ہے کہ جو کوئی محمد صاحب پر ایمان نہ لائیگا ہلاک ہوگا۔ پھر سورہ بینہ میں لکھا ہے کہ اہل کتاب سے وہ سب لوگ ابد تک جہنم میں رہینگے جو اسلام پر ایمان نہ لائینگے"۔ اگر یہ اختلاف نہیں تو کیا ہے خدا کے احکام و فرمان ایسی بات کو روا نہیں رکھہ سکتے +

یہہ بات قابل غور ہے کہ سورہ بقر و مائدہ قریب قریب تمام و کمال مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور انکی اشاعت اُس وقت ہوئی کہ جب محمد صاحب پورے اقتدار کے ساتھہ اعلان جنگ دیچکے تھے خصوصاً ان تمام لوگوں کے ساتھہ جنہوں نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا تھا۔ یہہ وہ وقت نہ تھا کہ اس کی ضرورت ہوتی کہ لوگوں کو نمائشی وعدوں پر اسلام کی دعوت دیجاتی مگر اب تو حضرت نے شمشیر آبدار سے منکران اسلام کو زیر کرنا چاہا۔ اور اسی کی بدولت وہ اور اُن کے جانشین کچھہ دن کے لئے کامیاب ہوگئے +

آنے والا نبی

مقدس یوحنا کی انجیل کے چھٹے باب کی ۱۴ آیت میں لکھا ہے۔ "تب اُن لوگوں نے یہہ معجزہ جو یسوع نے دکھایا دیکھکر کہا فی الحقیقت وہ نبی جو جہان میں آنے والا تھا یہی ہے"۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے موسیٰ والی پیشگوئی کا مضمون خوب سمجھا تھا۔ کیونکہ موسیٰ نے بیابان میں لوگوں کو آسمانی من اور جنگلی بٹیروں سے سیر کیا۔ مگر خداوند مسیح نے روٹی اور مچھلی سے لوگوں کو سیر کیا ایسی مشابہت کا خیال کرکے لوگوں کو موسیٰ کی بات کا خیال آیا ہوگا کہ خدا میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ ابھی لوگوں نے اُس کو نبی ہی مانا ہے مگر رفتہ رفتہ اور کاموں کو دیکھہ کر خدا کا فرزند اور خدا بھی مانیں گے +

مشن پریس لودیانہ ۔ ایم ۔ وائلی مینیجر ۱۹۰۴ء

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر۴ بابت ماہ اپریل سنہ۱۹۰۴ء ایس پی جی مشن کانپور جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ہمارے پاس اکثر ایسے خطوط ہمارے محمدی مہربانوں کی طرف سے آیا کرتے جو الحق کی شرائط کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ اکثر ایسے خطوط کا نفس مضمون سوا جھگڑ بازی کے اور کچھ نہیں ہوتا اور جب ہم اُن کو شائع نہیں کرتے تو دھمکی کے خط بھی آتے ہیں کہ ہم اپنے مضامین الحق کے خلاف دوسرے محمدی اخباروں میں شائع کر دینگے ان دھمکیوں کی ہم کو کچھ پرواہ تو نہیں مگر ہم محض اس غرض سے بہتر یہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہمارے ایسے کرمفرما اپنے وقت کو ایسے خطوں کے لکھنے میں ضائع نہ کریں کیونکہ اپنا پیسہ ایسے بیہودہ خطوں پر ٹکٹ لگا کر برباد کریں۔ ہم کسی ایسی تحریر کو جو شخص تو نومیں یا کے خیال سے لکھکر ہمارے پاس روانہ کی جاتی ہے ہرگز درج الحق نہ کرینگے اور نہ ان کے محرروں کو جواب دینگے یہ آخری مرتبہ ہے کہ ہم اس مسئلہ پر آپ لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں +

ہم اس نمبر میں ایک اہم سوال کا جواب یعنے تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کے ماہواری ہینڈبل سے اقتباس کرکے درج کرتے ہیں امید ہے کہ ناظرین

اس پر غور فرمائینگے۔ اور سوچکر اپنے فیصلے کرینگے وہ مسیح کو کیا سمجھیں کیونکہ اس سوال کے جواب پر انسان کی زندگی اور ہلاکت منحصر ہو۔ اگر صحیح جواب ملا تو ہمیشہ کی زندگی اور غلط جواب ہمیشہ کی ہلاکت کا وارث کرتا ہو پس اس اہم سوال کو معمولی بات خیال کرکے ٹال نہ دیں بلکہ اس پر خوب غور کریں۔ تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو ؟

قرآن کی آیتوں پر ایک سرسری نگاہ

بقر آیت ۶۱۔ کہ تم بندر ذلیل ہوجاؤ " یہہ آیت اعراف ۱۶۴ میں بھی پائی جاتی ہو آیت ۶۳۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہو کہ ایک گائے ذبح کرو اس بیان کے ساتھ اگر سلامتی حق بائبل مقدس سے موسیٰ کی کتاب گنتی ۱۹ باب اور استثنا کا ۲۱ باب ۱ سے ۹ آیت تک مطالعہ کرے تو اُس پر پوری حقیقت معلوم ہوگی کہ خدا نے موسیٰ کو کیا فرمایا تھا اور اسی سے یہہ پتہ بھی لگ جائیگا کہ محمد صاحب کو یہودیوں کی کتاب مقدس سے کیسی کم واقفیت تھی صرف سنی سنائی باتوں پر انکا بھروسہ تھا اسی واسطے قرآن میں اکثر بریدہ فقرہ ایسے موجود ہیں جن کا مطلب کچھہ سمجھہ میں نہیں آتا۔ لیکن پاک کلام سے واقف لوگ فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ اس کا مقصد اصل میں کیا تھا اور بگڑ کر کیا بنا + آیت ۷۰ میں یہودیوں کی بابت لکھا ہو کہ " وہ کلام اللہ کو سنتے اور پھر اُسے سمجھنے کے بعد تحریف کر دیتے تھے " غالباً یہہ الزام یہودیوں پر درست ہو کیونکہ انہوں نے خداوند مسیح اور اُس کے شاگردوں کی زبانی کلام اللہ کی باتیں سنیں مگر جان بوجھہ کر اُس کی مخالفت کی۔ اور یا ممکن ہو کہ اس سے مقصد یہہ ہو کہ انہوں نے حقیقی کلام اللہ یعنے کلام مجسم کا انکار کیا۔ کیونکہ قرآن کے اصول کے مطابق تحریف کرنا بشر کے امکان میں نہیں ہو خدا کے کلام میں ایسی دستبرد انسانی طاقت سے باہر بتلائی جاتی ہو مگر خود محمد صاحب آیت ۷۹ میں کہتے ہیں حیف اُن پر جو اپنے ہاتھوں

سے کتاب کو بگاڑ کر نقل کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ یہہ اللہ کا کلام ہے۔ اس سے محمد صاحب ہر دو باتوں کی تردید کرتے۔ یعنے تعریف کرنا ممکن ہے کیونکہ اگر یہ ہوتا تو پھر کیونکر وہ اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر یہہ کہتے کہ یہہ خدا کا کلام ہے مگر دوسرے مقامات میں تعریف انسانی طاقت سے باہر ہے۔ پس ہمارے خیال میں اس آیت میں کلام اللہ کی تعریف سے مراد یہہ معلوم ہوتی ہے کہ بات کو سمجھ کر رد کرنا جیسا اُنھوں نے اپنی اسی روش سے ثبوت بھی دیا جب خداوند مسیح کلمۃ اللہ اور اُس کے شاگردوں کی باتوں کو رد کر دیا۔

تم مسیح کو کیا سمجھتے ہو؟

اس نہایت اہم سوال کا صحیح جواب حاصل کرنے کے لئے چند امور پر خاص طور سے غور کرنا لازم ہے۔

۱۔ سب سے پہلے اس امر پر لحاظ کرو کہ دنیا میں یسوع مسیح کا اثر کسقدر پھیلا ہوا ہے۔

اگر ہم یسوع مسیح کو محض ایک تاریخی شخص ہی خیال کریں تو بھی یہہ دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے کہ دُنیا پر اُس نے اپنا سکہ کس طرح جما دیا ہے۔ جو خیالات اُس نے شائع کئے اُنھوں نے لوگوں کے ذہن میں جاگزین ہو کر اُنکے تصورات کو بالکل بدل دیا ہے اور دنیا کی شائستہ اقوام کی زبان و فنون کی تو گویا بالکل ہی کایا پلٹ دی ہے۔ اُن کے تمام قوانین میں اُسی کے تعلیم کردہ اصول نظر آتے ہیں اور اگر اُن کے عمدہ ترین ملکی اور تمدنی انتظامات پر غور سے نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ سب اسی کی پاک تعلیم پر مبنی ہیں۔ اس کی ہدایات سے انسان کے مذہبی خیالات میں ہی وسعت نہیں ہوتی بلکہ اُن کے

مذہب کو یہ رتبہ حاصل ہو گیا کہ وہ اب روزمرہ کی زندگی کے لئے ایک ضروری دستور العمل خیال کیا جاتا ہے اخلاقی اور دینی اصول نے جن پر زیادہ سوسائٹی کی تعلیم کا مدار ہوتا ہے اور جن میں نقص ہونے کے سبب زمانہ قدیم کی بڑی بڑی قومیں تباہ و برباد ہو گئیں اس کے کنار عاطفت میں ایسا نشو و نما حاصل کیا ہے کہ زمانہ حال کی جو کچھ تہذیب و شائستگی نظر آتی ہے سب کچھ اُسی کا نتیجہ ہے +

آدھے سے زیادہ کرہ ارض کے باشندے اپنا سمت یسوع مسیح کی پیدایش سے شمار کرتے ہیں۔ اُس کی موت دنیا کی تاریخ کا مرکز ہے۔ یا یوں کہو کہ خط استوا کی طرح زمانہ قدیم و زمانہ حال کو جدا جدا کرتی ہے +

اہل اسلام یسوع مسیح کا نہایت اولوالعزم پیغمبر ہونا اور ایک کنواری سے جنم لینا تسلیم کرتے اور اُس کو اعلیٰ درجے کی عزت و توقیر کے لائق مانتے ہیں۔ دنیا کے تمام مسیحی لوگ نہ صرف اُس کو بے حد تعظیم و تکریم کے سزاوار سمجھتے ہیں بلکہ اعلیٰ روحانی پرستش کے لائق بھی جانتے ہیں۔ بے شمار عظیم اور عالی شان عمارات اُس کے پیرووں کی دلی عقیدت کا نشان دیتی ہیں۔ لاکھوں آدمی ہر روز اُس کے سامنے دعا کے لیے گھٹنے ٹیکتے ہیں اور اُس کے کلام کو اپنی روحوں کی بہتری اور ہدایت کے لئے خدا کا کلام سمجھ کر قبول کرتے ہیں +

۲۔ پھر اس امر پر بھی غور کرو کہ اُس نے اس دنیا میں کس طور پر زندگی بسر کی جس کی نسبت سب لوگ متفق الرائے ہیں +

وہ سلطنت روم کی ایک چھوٹی سی ریاست کا رہنے والا تھا جو وسعت میں مشکل سے ریاست میسور کے برابر ہوگی۔ سوائے زمانہ طفولیت کے اُسے عمر بھر اُس کی حدود سے باہر جانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ تعلیم کے لحاظ سے وہ ایک یہودی تھا۔ جو اُس زمانہ میں اہل روم کی مفتوحہ قوم ہونے کی وجہ سے اپنے فاتحوں کی نظر میں

نہایت حقیر سمجھی جاتی تھی اور جو اُس کی وفات کے بعد سے آجتک ایسی مظلوم و مقہور رہی ہو کہ تاریخ میں اُس کی کوئی نظیر نہیں ملتی

اُس کی ماں ایک غریب اور نادار عورت تھی۔ ولادت کے وقت شاہی محل ایک طرف گاؤں کی سرائے میں بھی اگر اُس کو جگہ بھی ملی تو اصطبل میں ملی۔ اپنی عمر کے تیس برس اُس نے گمنامی کی حالت میں بسر کئے اور اُس کے بعد تین سال ے قلیل عرصہ تک وہ اپنے ہی ملک میں اِدھر اُدھر تعلیم و منادی کرتا پھرا۔ جو شاگرد س کے پاس جمع ہوئے وہ سب کے سب دنیا کی نظر میں ادنیٰ درجہ اور کم حیثیت کے لوگ تھے۔ اُس کی ساری عمر ایسی مفلسی میں بسر ہوئی کہ اُس کے پاس ایک وڑی بھی نہ تھی جسے وہ اپنی کہہ سکتا۔ اُس نے قوم کے بزرگوں اور رئیسوں کی ظروں میں عزت و توقیر حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہ کی نہ شہرت کے طالبوں ں مانند عوام الناس کے دلوں کو ہاتھ میں لینے کی ہوس کی۔ اُس نے نہ کبھی ک میں شورش برپا کی۔ نہ کبھی لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کیا نہ کبھی کوئی فوج مع کی۔ وہ صرف لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ وہ معجزے دکھانے کا بھی دعویدار تھا۔ آخرکار اُس کی تعلیم سے فریسیوں کا غضب بھڑک اُٹھا۔ جن کو اپنی راستبازی پر ڑا ناز تھا اور وہ اُسپر موت کا فتویٰ صادر کرانے میں کامیاب ہوئے اس کو یہودیوں ور رومیوں دونوں نے مجرم ٹھہرایا۔ اُس کی بے عزتی کی ٹھٹھے اڑائے مُنہ پر تھوکا ور آخرکار ایک نہایت سخت مجرم کی مانند دو چوروں کے بیچ میں صلیب پر ڑھا کر اُسے جان سے مار ڈالا +

یہ مسیح کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ تیس برس تک بے نام و نشان رہکر تین سال ک عام طور پر منادی کرتا رہا اور پیشتر اُس کے کہ اُس کی عمر چونتیس سال کی ہوئی وروں کی موت مارا گیا اُس کی عمر پر لحاظ کرو اکیا یہی ایک بات حیران کردینے کو فی نہیں ! اگر وہ ایک بڑی عمر علمی تحقیقات میں صرف کرکے یا ایک جنگجو سپاہی

کی طرح فتوحات حاصل کرکے بابیرانہ سالی تک زندہ رہکر تجربہ کار اور صاحب اقتدار ہوکر مرتا تو ہم اُس کی ایسی عجیب کامیابی کو ظاہری اسباب کی طرف منسوب کرسکتے اُس کا کام کرنے کا زمانہ تین سال۔ ہاں صرف تین سال ہی تھا اور پیشتر اس کے کہ وہ اپنی عمر کا چونتیسواں سال پورا کرے۔ نہایت بے عزتی اور رسوائی کے ساتھ قتل کیا گیا +

جبکہ مسیح کی مختصر سی زندگی دنیا میں اس طور سے کٹی تو خواہ مخواہ یہہ سوال ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے +

۴۔ تو پھر کیونکر یہہ شخص۔ جو اس طور پر رہا اور پھر ایسی موت مارا گیا۔ دُنیا میں ایسا نام چھوڑنے۔ ایسی عزت حاصل کرنے اور اس قدر اثر پیدا کرنے میں کامیاب ہوا؟

یہہ ایک بڑا بھاری سوال ہے اور ساری بات کا مدار اُس کے جواب پر ہے۔ اگر یسوع مسیح کو انسانی قوت سے بڑھکر اور کوئی قوت حاصل نہیں تھی تو ہم اُس کے عجیب وغریب اثر کے مسئلے کو ٹھیک طور پر حل نہیں کرسکتے مگر اُس عقدہ کے کھولنے میں سینکڑوں اور مشکلات بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم یسوع مسیح کو صرف ایک دغا باز شخص ہی خیال کریں (اور یہہ تو ظاہر ہے کہ اگر اُس کو صادق اور راست گو نہ جانیں تو خواہ مخواہ دغا باز ادر کاذب ماننا لازم آئیگا) تو تمام مسیحی (جن کی فہرست میں بہت سے ایسے نام شامل ہیں جو بڑے عقیل وفہیم اور اعلیٰ درجہ کے عالم وفاضل مانے جاتے ہیں) باوجود اس تمام علوم وفنون کی ترقی کے جو گذشتہ ۱۹ سو سال کے عرصہ میں ہوئی ہے ایک دغا باز شخص کے پیرو فریب خوردہ شمار کئے جائینگے اور اگر ہم ایسا ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ تو ضرور ہے کہ یسوع مسیح کو جیسا وہ اپنے تئیں ظاہر کرتا تھا تسلیم کریں +

۴۔ یسوع مسیح اپنے تئیں کیا ظاہر کرتا تھا؟ (۱) اولاً وہ صاف صاف اس امر کا دعویدار تھا کہ اُس کی ذات میں پُرانے عہدنامہ کی تمام پیشین گوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ اُس نے فرمایا کہ یہہ وہ ہیں جو میرے حق میں گواہی دیتی ہیں*

پُرانے عہدنامہ کی کتابیں عبرانی زبان کے علاوہ جس میں وہ دراصل لکھی گئی تھیں مسیح کی پیدایش سے دوصد سال پیشتر یونانی زبان میں ترجمہ ہوگئی تھیں جن کی تاریخ گواہ ہے اور اس لئے مسیحیوں کے لئے بالکل غیر ممکن ہے کہ وہ اُن کو اپنے مفید مطلب بنانے کے لئے اُن میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کر سکتے۔ کیا اُن سے صاف طور پر یہہ امر واضح نہیں ہوتا کہ داؤد کے گھرانے سے ایک نجات دہندہ آئیگا۔ بیت اللحم میں پیدا ہوگا۔ منادی کریگا اور معجزے دکھائیگا۔ مگر لوگ اُسکو حقیر جانکر رد کرینگے اور وہ مجرموں کی موت مریگا۔ تاہم وہ گناہ کا اُٹھا لیجانے والا۔ خدا مجسم اور ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوگا جسکو کبھی زوال نہ ہوگا۔ چنانچہ میں پُرانے عہدنامہ کی بیشمار آیات میں سے جو اس مضمون کے متعلق ہیں۔ چند ایک یہاں نقل کرتا ہوں۔ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا۔ اور ایک بادشاہ بادشاہت کریگا اور اقبالمند ہوگا اور اُس کا نام یہہ رکھا جائیگا خداوند ہماری **صداقت**۔ اے بیت لحم افراتہ تجھ میں سے وہ شخص نکل کے مجھ پاس آئیگا۔ جو اسرائیل میں حاکم ہوگا اور اُسکا نکلنا قدیم ایام الازل سے ہے۔ اُس وقت اندھوں کی آنکھیں وا ہوجائینگی اور بہروں کے کان کھولے جائینگے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھرینگے اور گونگے کی زبان گائیگی۔ وہ آدمیوں میں سب سے نہایت ذلیل اور حقیر ہے۔ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہے۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والے کے آگے بے زبان ہے اُسی

طرح اُس نے اپنا مُنہہ نہ کھولا۔ وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا اور ہماری بدکاریوں کے باعث کُچلا گیا اور اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوئے اور وہ اس نام سے کہلائیگا۔ **عجیب مشیر۔۔ خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ**۔ اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ اُسکی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہیگی اور اُس کی مملکت ایسی جو زائل نہ ہوگی"

(یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۶ - میکاہ ۵ : ۲ - یسعیاہ ۳۵ : ۵ و ۶ - اور ۵۳ : ۳ و ۷ و ۵ اور ۹ : ۶ و ۷ - دانیال ۷ : ۱۴) +

کیا یہہ سب پیشگوئیاں یسوع مسیح کے حق میں صادق آتی ہیں یا نہیں ؟ کیا جب اُس نے یہہ فرمایا کہ "یہہ وہ ہیں جو میری بابت شہادت دیتی ہیں" تو اُس کا یہہ قول راست تھا یا دروغ +

مشن پریس لودیانہ - ایم - وائلی منیجر
۱۹۰۴ء

الحق نمبرہ جلدہ

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبرہ | بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء ایس-پی-جی مشن کانپور | جلدہ

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین الحق کو واضح رہے کہ اگرچہ الحق کی پیشانی پر پتہ ایس-پی-جی مشن کانپور درج ہوتا ہے مگر اڈیٹر کا صدر مقام ہمیرپور ہے لہذا گذارش ہے کہ جملہ خط و کتابت متعلق ایس-پی-جی مشن ہمیرپور کے پتہ سے ہونا چاہیئے تاکہ خطوط کے گم ہونے یا دیر میں پہنچنے کا احتمال جاتا رہے +

ہم بار بار لکھ چکے اور آگاہ کر چکے کہ نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ ہو سکتا ہے مگر ہمارے مہربان اس کا خیال نہ کرنے برابر درخواستیں نمونے کے پرچے کے لئے بھیجا کرتے ہیں اور ٹکٹ روانہ نہیں کرتے۔ ہم ایسی درخواستوں کا کوئی جواب بھی نہیں دیا کرتے اس لئے اکثر ہم کو تمسخر آمیز خطوط اور پوسٹ کارڈ بھیجے جاتے ہیں۔ لہذا واضح رہے کہ بلا نصف آنے کا ٹکٹ وصول ہوئے کسی صاحب کے نام نمونے کا پرچہ روانہ نہیں ہوگا کیونکہ اس قدر گنجایش نہیں ہے کہ علاوہ پرچہ مفت دینے کے محصول کی بھی برداشت

کی جائے +

جس وقت سے ہم نے قرآن کی آیتوں پر سلسلہ وار نوٹ لکھنے شروع کئے ہیں ہمارے محمدی احباب کچھ بدمزگی کے خطوط سے ہم کو یاد کرتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ "اگر تم کو خدا کا کچھ خوف ہی تو وہ تمام مبارک آیات بھی اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرو جن میں حضرت رسالت مآب کی مدح اور ثنا خداوند کریم نے کی ہی" اول تو ہم کو شبہ ہی کہ خداوند کریم کسی بشر کی مدح اور ثنا کریگا لیکن حسب ہدایت شاعر۔ خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم + انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو + ہم اس نمبر میں حتی المقدور کوشش کرینگے کہ قرآن کی روشنی میں محمد صاحب پر نگاہ ڈالیں +

چونکہ محمد صاحب کے متعلق ہم کو اکثر آیات قرآن سے پیش کرنا ہی اور مضمون طوالت پکڑیگا لہذا اس نمبر میں ہم قرآن کی آیتوں کے سلسلہ کو ترک کرتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ محمد صاحب کی بابت جو کچھ قرآن ہم کو بتلاتا ہی اس کے ساتھ اسکا مطالعہ بھی کریں جو وہ ہم کو خداوند مسیح کی بابت کہتا ہی اور صدق دل سے دونوں کا مقابلہ کریں اور اپنے لئے خود فیصلہ کرلیں +

قرآن میں محمد صاحب کے متعلق کیا ذکر ہی

سب سے پہلے سورہ بقر میں ہم کو بتلایا جاتا ہی کہ اہل کتاب محمد صاحب کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو۔ رکوع ۱۷۔ اس سے ثابت ہی کہ محمد صاحب کا درجہ اہل کتاب کے مقابلہ میں کیا ہی وہی جو باپ اور بیٹے کا ہونا چاہئے اور کچھ عرصہ تک محمد صاحب ایک فرمانبردار بیٹے کی طرح اہل کتاب کی ضرور سنتے رہے مگر بعد جو ہوا وہ سب کو معلوم ہی۔ پھر مائدہ رکوع ۳ میں لکھا ہی کہ محمد صاحب اس وقت آئے جب نبیوں میں گھاٹا پڑ گیا تھا۔ اصل آیت کا مفہوم یہہ ہی کہ

اے اہل کتاب ہمارا رسول بیان سنانے کو تمہاری طرف اُس وقت آیا جبکہ رسولوں میں گھاٹا پڑ گیا تھا تاکہ تم نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آگیا اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔ اب اس مضمون میں کئی باتیں غور طلب ہیں اول مخاطب اہل کتاب کو کہا گیا ہے مگر پھر وہ کیونکر کہہ سکتے تھے کہ ان کی طرف کوئی بشیر اور نذیر نہیں آگیا" کیونکہ اُن کے اپنے انبیا کا سلسلہ تو نہایت طویل تھا ورنہ وہ اہل کتاب کیونکر کہلاتے۔ دراصل یہہ بیان ان عربوں سے کیا گیا جو بالکل غیر اہل کتاب تھے اور جن میں کوئی نبی نہ ہوا تھا۔ اُن کے لئے محمد صاحب اپنے کو نبی بتلاتے ہیں۔ ایک باریک نکتہ اس سے اور حل ہوتا ہے کہ اسمعیل جن کے مورث اعلیٰ ہونے کا فخر ہمارے محمدی احباب کرتے ہیں کیا وہ بھی نبی نہ تھے اگر تھے تو پھر کیونکر عرب کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس "کوئی بشیر و نذیر نہ آگیا" پھر جب اللہ ہر شئی پر قادر ہے کیونکر نبیوں میں گھاٹا پڑ گیا اور جب پڑ گیا تھا تو محمد صاحب کہاں سے ہاتھ آگئے اور یہہ تو ظاہر ہے کہ جب کسی کام کے لئے کوئی معقول شخص دستیاب نہیں ہوتا تو کوئی ایسا ویسا ہی اُس کام پر مقرر کر دیا جاتا ہے تو کیا محمد صاحب کی حالت کچھ ایسی تھی؟ پھر اسی سورہ مائدہ کے رکوع ، میں محمد صاحب کو ہدایت ہوتی ہے کہ اہل کتاب سے ڈرتا رہے تا ایسا نہ ہو کہ خدا کی بتائی باتوں میں سے اُسکو بھلا دیں۔ مگر ہم نہ سمجھے کہ خدا جو محمد صاحب کی مدد روح الامین کے ذریعہ کرتا تھا اس بات پر قادر نہ تھا کہ محمد صاحب کو شر و فساد سے بچا دے محمد صاحب کے معجزہ کرنے کا مطلق انکار قرآن میں پایا جاتا ہے اگر ہم قرآن میں سورہ بقر آیت ۱۱۲ - انعام ۳۷ - ۵۷ و ۱۰۹ - اعراف ۹۹ - یونس ۲۱ ہود ۱۵ - رعد ۸ و ۲۷ بنی اسرائیل ۶۱ و ۹۲ قصص ۴۸ عنکبوت ۴۹ کو غور سے مطالعہ کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ محمد صاحب کی بڑی تمنا تھی کہ کوئی معجزہ میرے ذریعہ ظاہر ہو تاکہ سرکش اہل مکہ کو نیچا دکھاویں اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اس بات سے بہت تنگ

تھے اور خدا کو منظور نہ تھا کہ نشان دکھائے اگر اہل مکہ کی روگردانی تجھ پر گراں گذرتی ہے تو تو اگر کر سکتا ہے
تو زمین میں کوئی سرنگ لگا یا آسمان میں سیڑھی تلاش کر کے انہیں کوئی معجزہ لا دے ...
تو نادانوں میں مت ہو۔ سورہ انعام رکوع ۴ اس کے مقابل میں دیکھو سورہ مومنون رکوع ۳
وہاں لکھا کہ مسیح خداوند کی ذات مبارک معجزہ تھی یہی سبب ہے ہمارے مہربان خداوند مسیح اور
محمد صاحب میں از روئے قرآن امتیاز کہیں سورہ انعام رکوع ۵ میں لکھا ہے کہ محمد
نہ غیب دان ہے نہ فرشتہ اور نہ اس کے پاس خدا کے خزانے ہیں وہ صرف اس الہام
کے تابع ہے جو اسے ہوتا ہے۔ اسی کے بعد اندھے اور بینا کی مثال پیش کر کے محمد صاحب
نے اپنے لئے دیگر اہل مکہ سے فوقیت ظاہر کی۔ رکوع ۱۳ میں محمد صاحب کو پڑھا ہوا
لکھنے کے لئے اسباب مہیا کئے گئے [illegible] رکوع ۱۴ میں محمد صاحب کے دعوی کا مصدق
خود خدا قرار پایا ہے مگر خداوند مسیح اپنے حق میں علاوہ خدا کے دو اور گواہ پیش کرتے ہیں
ایک تو یوحنا دوسرے اپنے کام اور کلام [illegible] سورہ اعراف رکوع ۱۹ میں لکھا ہے کہ محمد
صاحب کا ذکر توریت و انجیل میں ہے۔ مگر کسی محمدی نے اس بات کو آج تک
ثابت نہ کیا توریت یہودیوں اور زبور یہودیوں کے پاس موجود ہے اس میں کچھ لکھا ہے
انجیل عیسائیوں کے پاس ہے اس میں بھی کچھ پایا نہیں جاتا۔ ہم اس مضمون پر
سال گذشتہ میں بحث کر چکے ہیں اور دکھایا کہ یہ سب دعوی ہی دعوی ہے۔ سورہ
یونس رکوع ۲ میں صاف صاف لکھا ہے کہ محمد ۴۰ برس کی عمر تک نہ نبی تھا اور نہ اس پر
الہام نازل ہوا تھا۔ کیونکہ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ محمد صاحب پیدائش ہی سے
نبی تھے اور معجزات کا طومار بتلایا جاتا ہے جو ان کی طفلی میں ظاہر ہوئے۔ اگر خدا کو ان کے
ذریعہ کوئی معجزہ دکھلانا تھا تو اس حالت میں ظاہر کرتا جبکہ وہ الہام و نبوت کا دعوی
کرتے تھے تاکہ اس الہام پر مہر ہوتی۔ پھر سورہ ضحی رکوع ۱ میں صاف لکھا ہے کہ
محمد صاحب ایک وقت میں گمراہ تھے اور ان کی ہدایت کی گئی اس سے تو عصمت انبیا
کا ایوان ہی گر پڑا یا کم سے کم محمد صاحب کی عصمت کی نفی موجود ہے کیونکہ یہ گمراہی

سوا بُت پرستی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی۔ ہدایت محمد صاحب کو خدائے واحد
کی طرف کی گئی تھی جس کا قرآن میں جا بجا ذکر ہے۔ اسی سورہ میں محمد صاحب
کے یتیم ہونے کا بھی ذکر ہے۔ اسی کے ساتھ سورہ شوریٰ رکوع ۵ میں ہم
کو یہہ ملتا ہی کہ تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کیا ہی پھر سورہ انشراح میں صاف
صاف لکھا ہی کہ ہم نے تجھ پر سے تیرا سارا بوجھہ اُتار دیا۔ اور اس بوجھہ کو ایسا
بتایا جاتا ہی جس نے محمد صاحب کی کمر توڑ رکھی تھی۔ اور پھر لکھا ہی کہ خدا نے
محمد صاحب کا آوازہ بلند کر دیا۔ سورہ طور رکوع ۲ میں لکھا ہی کہ محمد صاحب
نہ کاہن ہیں نہ مجنوں اور نہ شاعر۔ سورہ حجر رکوع ۶ میں محمد صاحب کو فہمائش
کی جاتی ہی کہ اپنی آنکھیں دنیا اور اُس کی نعمتوں کی طرف نہ لگائیں۔ اور یہی مضمون
سورہ طٰہٰ رکوع ۸ میں بھی پایا جاتا ہی۔ سورہ نحل رکوع ۱۴ میں اہل مکہ کا اعتراض
ہی کہ محمد صاحب کو کوئی شخص قرآن سکھلاتا ہی جس کا جواب یہہ دیتا ہی کہ جس شخص
کی بابت شبہ کیا جاتا ہی اُس کی مادری زبان عربی نہیں ہی بلکہ وہ شخص عجمی ہی تو
کیا ہوا کتب مقدسہ کا عربی ترجمہ پڑھ کر سناتا ہوگا۔ جس قدر اُس کو عربی زبان
آتی ہوگی اُس میں اپنا مطلب سمجھاتا ہوگا۔ محمد صاحب خود اپنی مادری زبان
میں اُس کو لوگوں کو سمجھاتے اور سناتے ہونگے لہذا اہل مکہ کا اعتراض قائم
ہی اُس کا جواب ہرگز نہ ہوا کہ وہ شخص عجمی ہے اور قرآن اصل عربی میں ہی۔ پھر
سورہ دخان رکوع ۱ میں محمد صاحب کو اُن کے مخاطبوں سے "معلّم دیوانہ"
کا خطاب ملتا ہی۔ جو لوگ محمد صاحب کے ہمعصر تھے اُن کو ان باتوں کی پوری
تحقیقات کرنے کا موقع تھا اور اُن کے پاس ضرور معقول وجوہ ایسے خطاب
دینے کے ہونگے پھر سورہ انبیا اور میں محمد صاحب کی موت کا ذکر ہے کہ وہ
ضرور مرےگا۔ اسی کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہی کہ محمدیوں کے اعتقاد سے
خداوند مسیح مرے نہیں بلکہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے پھر کیوں زندہ کو چھوڑ کر

مردہ کی پیروی کی جاتی ہی۔ ہر بشر کے لئے موت کا ذائقہ ضروری ہی۔ مرزا
قادیانی نے اسی پہلو پر غور کرکے مسیح کی موت پر زور دیا ہی اور چاہتا ہی کہ
مسیح کو بھی بشریت کے جامہ میں محض انسان قرار دے ورنہ اُس کے نزدیک
اگر مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے تو درجہ الوہیت اُسکو دینا واجب ہی۔ اب یا تو
محمدی جماعت مرزا کی مانیں اور قرآنی ایمان سے ہاتھ اٹھائیں اور اگر قرآنی ایمان کو مانیں
تو مسیح کو محمد صاحب سے افضل مانکر اُس کی پیروی کریں۔ باقی جو لوگ حیات النبی
کے مسئلہ کو مانتے ہیں وہ بھی سورہ انبیا اور سورہ زمر کی ان آیتوں پر غور کریں
ہم صرف یہہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مخاطب خدا کا خوف کرکے ہر بات پر منصفانہ
رائے قائم کریں ہم کو کسی کو دق کرنا یا چڑانا منظور نہیں اور جو کچھ ہم لکھتے
ہیں اس میں ہماری نیت نیک ہے۔ پھر سورہ انبیا میں محمد صاحب کی نسبت
لکھا ہی کہ وہ رحمت ہوکر آئے۔ مگر کیا رحمت لائے اُس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر
قرآن کو رحمت مانا جاے تو بلاد و کونسی بات نئی اُس میں ہی ہاں اگر عرب کے بدوؤں
کے لئے رحمت ہو تو شاید اس معنوں میں ہو کہ محمد صاحب نے حج کو سب مسلمانوں پر
فرض واجب کیا ہی اس سے بدوؤں کو فائدہ ہی۔ خوب پہنچا ہر سال ہزاروں مسافر لٹ
جاتے ہیں اور خوب آسودہ ہوتے ہیں۔ اگر یہہ رحمت ہی تو عمدہ رحمت ہے ایسی رحمت پر
مگر حاجیوں کے لئے یہہ رحمت سے بڑھکر ہی۔ پھر سورہ فرقان میں لکھا ہی کہ
جب محمد کے مخاطب اُس کو دیکھتے ہیں تو ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ ہم کو اس سے افسوس
ہی کہ اہل مکہ نے اپنے ہم وطن کی واجبی قدر نہ کی۔ پھر سورہ مومنون میں ذکر ہی
کہ محمد صاحب کوئی نئی بات نہیں لائے۔ نئی بات کہاں سے لاتے خدا کی
طرف سے بنی آدم کے لئے پوری شرع مل چکی تھی اب اور کیا حکم باقی تھا جسکو
محمد صاحب کہہ سکتے کہ یہہ نیا ہی۔ سورہ عنکبوت میں ذکر ہی کہ محمد صاحب دعویٰ
نبوت سے پہلے نہ تو کوئی الہامی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اُن کا پیشہ کتابت کا تھا

اب سورہ احزاب میں ایک عجیب معاملہ ہے کہ محمد صاحب تو خود کسی کے باپ نہیں
مگر اُن کی زوجات جملہ مومنین کی مائیں ہیں۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتا اور
سوا اس کے کہ ہم اسکو محمد صاحب کی خود غرضی سے تعبیر کریں اور کوئی تاویل ہاتھ
نہیں آتی۔ پھر سورہ مومن اور زخرف میں اس بات کا ذکر ہے کہ محمد صاحب موعودہ
عذاب کو یا اپنی زندگی میں دیکھینگے یا نہ دیکھینگے۔ پھر سورہ حم سجدہ اور شوریٰ
میں قرآن صاف صاف بتلاتا ہے کہ محمد سے وہی کہا جاتا ہے جو اگلے رسولوں سے
کہا گیا تھا اور پھر سورہ زخرف میں محمد صاحب کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اگلے رسولوں
سے پوچھ یعنے کتب انبیا جو اُن سے پہلے موجود ہیں اُن میں مطالعہ کریں۔ سورہ
احقاف میں صاف صاف لکھا ہے کہ محمد کو خود خبر نہیں کہ اُس کا اور اُس کی
امت کا انجام کیا ہوگا۔ مگر بعض بعض جگہ تو جنت اور دوزخ کے نقشے خوب
کھینچے ہیں اور اپنی امت کو جنت کا وعدہ دیا۔ سورہ محمد میں لوگوں کو خاص طور
سے ہدایت کی جاتی ہے کہ جو کچھ محمد صاحب کہیں اُس کی بابت تمسخر نہ کریں اور
محمد صاحب کے یاروں سے کچھ دریافت نہ کریں گویا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں یا
اسی سورہ میں محمد صاحب کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنے گناہوں کی معافی مانگے
اور سورہ فتح میں اُنکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے گئے ہیں۔ اسی سورہ
فتح میں محمد صاحب اور اُن کے ساتھیوں کا مزاج بتلایا گیا ہے کہ وہ کافروں
پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحیم۔ اس کا مقابلہ کرو [illegible] مسیح کہتا ہے کہ اگر تم
اپنوں کو پیار کرو تو کیا زیادہ کیا کیا غیر قوم [illegible] کرتے۔ سورہ طور رکوع
میں لوگ محمد صاحب کی بابت کسی جادو [illegible] پھر سورہ [illegible] میں لکھا ہے
کہ اگر محمد از خود قرآن بنا لاتا تو خدا اس کی گردن کاٹ ڈالتا [illegible]
قرآن کے خدا کی طرف سے ہونے کی [illegible] ہرگز نہیں [illegible]
صرف ایک دھوکہ ہے ورنہ سینکڑوں [illegible]

کہا کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے۔ مگر خدا نے اُنکی گردنیں نہ کاٹ ڈالیں۔ خدا ایسا کوتاہ خیال کا نہیں جیسا محمد صاحب اُسکو ظاہر کیا چاہتے ہیں بلکہ وہ اپنے مخالفوں اور منکروں کو بھی موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی کجروی سے باز آئیں محمد صاحب تو ہمارے خیال میں اپنی سمجھ کے موافق اچھا کام کر رہے تھے بت پرستی کی بیخ کنی کر کے خدا پرستی کا مسئلہ جاری کر رہے تھے خواہ وہ عرفان کامل نہ ہو مگر خدا کی ذات کا یقین دلانا قیامت کے مسئلہ کو قائم کرنا۔ آخرت میں عذاب اور اجر کا خیال دلانا عمدہ باتیں ہیں۔ پھر کیوں خدا اُن کی گردن کاٹتا۔ اور قرآن میں سوا اگلے نقصوں اور روایتوں کے اور کیا تھا اور اکثر مضامین عرب کے مزاج کے موافق دوسرے قالب میں ڈھالے گئے۔ اور بعض باتیں جو خود محمد صاحب کی ذات سے علاقہ رکھتی تھیں وہ کچھ ایسی معلوم ہوتی ہیں ورنہ کچھ بھی بہانہ تھا۔ سورہ عنکبوت میں صاف صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کتب مقدسہ پڑھتے ہیں کیونکہ متکلم کہتا ہے۔ ناظرین یہہ خلاصہ اُن باتوں کا ہے جو محمد صاحب کی ذات سے متعلق ہیں ہم نے بہت سے مضامین قصداً چھوڑ دئے کیونکہ ان کو اگر لکھتے تو ہم کو اُن کی تشریح کرنا پڑتی اور وہ تشریح ہمارے محمدی احباب کو ناگوار خاطر ہوتی اسلئے اُن کو قلم انداز کر دیا۔ کیونکہ مقصد ہمارا ناراضگی پہنچانا ہے نہ کہ دل دکھانا۔ اُمید ہے کہ اس خلاصہ پر ہمارے مہربان غور کرینگے۔ ان باتوں کو قرآن میں دیکھینگے اور مفسرین جو اُن کے اپنے ہیں اُن کی بھی سنینگے اور اپنے لئے منصفانہ فیصلہ کرینگے۔

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وائلی منیجر ۱۹۰۳ء

یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی

میں ہوں

الحق

نمبر ۶	بابت ماہ جون ۱۹۰۶ع ایس-پی-جی-مشن کانپور	جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم کو یہہ کہتے ہوے نہایت افسوس ہوتا ہی کہ ہم اپنے ناظرین سے انکی کم توجہی اور بے پروائی کی شکایت کریں۔ لیکن بغیر اس کے چارہ نظر نہیں آتا۔ سال آدھا ختم ہوا مگر ابتک اکثر ہمارے مہربانوں نے الحق کا حق ادا نہیں کیا۔ یہہ شکایت ہم کو مسیحی اور غیر مسیحی ناظرین ہر دو سے ہی۔ محمدی احباب نے جنوری سے اسوقت تک وعدہ پر وعدہ کیا کہ عنقریب محصول ڈاک روانہ کرتے ہیں مگر یہہ سب باتیں ہی باتیں ہیں عملی طور پر کچھہ بھی نظر نہ آیا۔ یہہ تو ظاہر ہی کہ محمدی احباب سے صرف پرچے کا محصول ڈاک ہی لیا جاتا ہی پرچہ مفت نذر ہوتا ہی اس پر بھی اگر بے اعتنائی کی جائے تو سوا افسوس کے اور کیا کیا جا سکتا ہی۔ بعض مسیحی احباب عجب تماشا کرتے ہیں یعنے سال بلکہ ڈیڑھہ سال تک پرچہ لیتے رہتے ہیں اور تب ایک پوسٹ کارڈ لکھہ بھیجتے ہیں کہ اب آئندہ ماہ سے پرچہ ہمارے نام بند کر دو اور رقم قیمت گذشتہ ڈیڑھہ سال کی عنقریب روانہ کرینگے لیکن اس ڈیڑھہ سال پر بھی تین ماہ گذر جاتے ہی اور قیمت کا نام نشان نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ صرف گیارہ آنے سال تو آپ سے مانگا جاتا ہی اُس میں سے ۲ر سالانہ کا ٹکٹ چسپاں

ایک پرچہ بر سال بھر تک روانہ ہوتا ہے پرچہ اور دیگر اخراجات کے لئے صرف ۵ روپیہ باقی رہتے اسکے لئے بھی آپ لوگ ہم کو ایسا پریشان کرتے ہیں۔ الحق کے ناظرین پر بہ بخوبی روشن ہے کہ الحق کسی ذاتی نفع کے لئے شائع نہیں کیا جاتا بلکہ اصل غرض اس کی مسیح مصلوب کی خبر دینا ہے پس اگر آپ کے بہی خواہ اسکی امداد نہ کرینگے تو کہاں سے اسکے اخراجات بہم پہنچائے جائیں شاید اکثر لوگوں کا یہہ خیال ہوگا کہ اس پرچہ کے لئے [illegible] سوسائٹی سے مدد ملتی ہوگی واضح رہے کہ الحق شروع سے اپنی آمدنی پر قائم [illegible] اسکو ملا کیا اسی میں اپنے اخراجات کو پورا کرتا رہا یعنی جسقدر چندہ دیگر اسیقدر سیاہی و کاغذ چلا۔ مگر اب یہہ چندہ [illegible] کم ہوتی جاتی ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر سال کے آخر تک یہی حال [illegible] تو یا تو ہم کو پرچہ بند کرنا پڑیگا یا کم سے کم ان تمام محمدی احباب کے نام رجسٹر سے خارج کرنا پڑینگے جو اس کا محصول ادا نہ کرینگے اور ان [illegible] کا شمار اسوقت ۱۲۵ سے زیادہ ہے۔ ہم ان مہربانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے بغیر تقاضا کئے الحق کی قیمت عنایت کی اور امید ہے کہ دیگر احباب بھی ہماری گذارش پر خیال کر کے بہت جلد الحق کا حق ادا کر کے ہمکو شکریہ ادا کرنے کا موقع دینگے +

گذشتہ نمبر میں ہم نے قرآن سے آنحضرت آیتوں سے پیش کیا تھا جن میں محمد صاحب کی بابت ذکر تھا اس نمبر میں چند ان آیتوں کو پیش کیا جاتا ہے جن میں خداوند مسیح کی بابت ذکر ہے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن دونوں میں کیا فرق بتاتا ہے اور ہم کو امید ہے کہ ہمارے محمدی بھائی اسکو غور سے مطالعہ کرینگے اور اپنی مسلمہ الہامی کتاب کے بیان کو مانینگے +

قرآن میں خداوند مسیح اور اسکے متعلقین کی بابت کیا لکھا ہے

سورہ بقر میں لکھا ہے عیسے بن مریم کو کھلے نشان دئے اور ہمنے اسکو روح القدس سے مدد دی۔ اسی سورہ کے رکوع ۳۳ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ پھر سورہ آلعمران رکوع ۴ میں مقدسہ مریم کی والدہ کی دعا کا اس طرح ذکر ہے جب عمران کی عورت نے کہا تھا کہ اے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے خالص آزاد میں نے تیری نذر کیا تو میری طرف سے قبول کر تو سنتا جانتا ہے جب

وہ لڑکی جنی تب بولی ای رب میں نے تو لڑکی جنی اور اللہ خوب جانتا ہی جو وہ جنی اور بیٹا نہیں ہو سکتا جیسی
وہ بیٹی تھی اور میں نے اُسکا نام مریم رکھا اور میں اسکو مع اسکی اولاد کے شیطان مردود سے تیری
پناہ میں دیتی ہوں - پھر اُس کے رب نے اُسے اچھی طرح قبول کیا اور اچھی طرح بڑھایا اور
مریم کا کفیل خدا نے ذکریا کو بنایا - جب کبھی مریم کے پاس محراب میں ذکریا آیا کرتا تھا تو اُس کے پاس کچھ
کھانا رکھا ہوا پاتا تھا ذکریا نے کہا ای مریم یہ کھانا کہاں سے تیرے پاس آتا ہی وہ بولی اللہ
کے پاس سے آیا کرتا ہی - اللہ جسکو چاہتا ہی بے حساب رزق دے - اسی موقع پر ذکریا نے اپنے رب
سے دعا کی کہا ای رب اپنی طرف سے مجھے پاک اولاد بخش دے کہ تو دعا سنتا ہی اور ذکریا کھڑا ہوا
محراب میں نماز پڑھ رہا تھا فرشتوں نے اُسے آواز دی کہ اللہ تجھے خوشخبری دیتا ہی یحییٰ کی جو
خدا کے کلمہ کا مصدق اور ایک سید ہے اور عورتوں کی طرف سے پاک اور ایک نبی ہوگا نیکوں
میں سے - پھر اسی سورہ کے رکوع ۵ میں یوں لکھا ہی اور جب فرشتوں نے کہا ای مریم اللہ نے
تجھے پسند کیا اور پاک کیا سارے جہان کی عورتوں پر تجھے برگزیدہ کیا - ای مریم اپنے رب
کی اطاعت کر اور سجدہ کر اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھا کر . اور جب فرشتوں نے کہا ای
مریم اللہ تجھے خوشخبری سناتا ہی کلمہ کی جو اُس کی طرف سے ہی اُس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہی دنیا اور
آخرت میں عزت والا اور مقربوں میں سے ہی اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں اور پوری عمر کا ہو کے
کلام کریگا اور وہ نیکوں میں سے ہی - مریم بولی ای رب میرے لڑکا کیونکر ہوگا اور مجھے تو کسی بشر نے
نہیں چھوا فرمایا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہی کرتا ہی جب کوئی کام ٹھیراتا ہی تو فرماتا ہی کہ ہو جا اور
وہ ہو جاتا ہی - خدا عیسیٰ کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائیگا اور بنی اسرائیل
کی طرف رسول بنائیگا - اور وہ کہیگا کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب سے ایک نشان لیکر
آیا ہوں کہ میں مٹی سے تمہارے لئے پرندہ کی صورت پیدا کرتا ہوں اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی
کو چنگا کرتا ہوں اور باذن خدا مردوں کو جلاتا ہوں اور جو کچھ تم کھاکے آؤ اور جو کچھ
گھروں میں رکھکے آؤ تمہیں بتلا دیتا ہوں اس میں تمہارے لئے نشان ہیں اگر تم مومن ہو
اور مجھ سے آگے توریت ہی اُسکا میں مصدق ہوں اور بعض چیزیں جو تم پر حرام ہوئی تھیں میں انکو

تمہارے لئے حلال کرتا ہوں اور تم پاس تمہارے رب سے نشان لیکے آیا ہوں سو تم ا[illegible]
سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ جب عیسیٰ نے اُن کا کفر معلوم کیا تو کہا کہ خدا کی طرف میرا کون
مددگار ہے حواریوں نے کہا کہ [illegible] اللہ کے [illegible] ہیں [illegible] اللہ پر ایمان لائے اور تو گواہ ہو کہ ہم بلاشبہ
[illegible] اے [illegible] رب جو کچھ [illegible] اتارا [illegible] ہم نے اُس کو مانا اور ہم رسول کے تابع
ہوئے تو ہمیں گواہوں [illegible] لکھ [illegible] سورہ [illegible] رکوع ۶ میں یوں لکھا ہے جب
اللہ نے کہا اے عیسیٰ [illegible] اپنی طرف اُٹھا لونگا اور کافروں سے تجھے
پاک کرونگا [illegible] کافروں سے اوپر غالب رکھونگا
[illegible]
[illegible] اس بات کو
[illegible] ان کے کفر کے
سبب اور مریم پر [illegible] سورہ مریم رکوع ۲ میں
یوں درج ہے اور کتاب [illegible] جب وہ اپنے لوگوں سے شرقی مکان
میں الگ ہو بیٹھی اُن کی طرف سے ایک پردہ ڈال لیا تب ہم نے اُس کی طرف اپنی روح
کو بھیجا پھر وہ بن [illegible] پورا انسان بنکے اُس کے سامنے آئی۔ مریم نے کہا میں تجھ
سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگرچہ تو پرہیزگاروں میں کیوں نہ ہو۔ کہا میں تیرے رب
کا رسول ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخش جاؤں۔ وہ بولی میرے کیونکر لڑکا ہو جائیگا
اور کسی آدمی نے مجھے نہیں چھوا اور میں ہرگز بدکار نہیں۔ بولا بے شک یہی بات ہے تیرے
رب نے کہا ہے کہ یہہ معاملہ مجھپر آسان ہے اور ہم اس لڑکے کو آدمیوں کے لئے اپنی طرف
سے معجزہ اور رحمت بنا دینگے اور اس پیدائش کا معاملہ ازل سے مقرر ہے۔ پھر مریم نے
اُس لڑکے کو پیٹ میں لیا اور پھر اُسے حمل میں لیکے کسی دور کے مکان میں کنارہ ہو بیٹھی
پھر جننے کا درد اُسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا بولی کاشکہ میں اس سے پہلے مرجاتی
اور بھولی بسری ہوتی۔ پھر اُس کے نیچے سے آواز دی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے

ہیں انہیں علم حاصل نہیں لیکن وہ گمان کی پیروی کرتے ہیں اور بہ یقین اُس کو قتل نہیں
کیا بلکہ اسے خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں سے
کوئی نہیں ہے جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ
ان سب پر گواہ ہوگا۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۲۳ میں لکھا ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اسکا
کلمہ ہے جسے اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح ہے اس میں سے"۔

سورہ مائدہ رکوع ۳ میں لکھا ہے وہ کافر ہیں جو مسیح ابن مریم کو اللہ کہتے ہیں
تو کہہ اگر اللہ مسیح ابن مریم کو اور اُس کی ماں کو اور سب کو جو زمین میں ہیں ہلاک کرنا چاہے
تو کون اُس کے ارادہ کو روک سکتا ہے۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۰ میں لکھا ہے وہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ اللہ جو ہے وہ
مسیح ابن مریم ہے اور مسیح نے کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا
رب ہے جو کوئی شریک ٹھہراتا ہے خدا کا اس پر خدا نے جنت حرام کی اور اُسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور
ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے...
مسیح ابن مریم نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول گذر چکے اور اُس کی ماں اور
کچھ نہیں مگر صدیقہ۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۱ میں لکھا ہے بنی اسرائیل کے کافروں پر بزبان داؤد
و عیسیٰ ابن مریم لعنت ہوئی ہے ... مسلمانوں کی نسبت دشمنی کے بارہ میں یہود کو
اور مشرکین کو تو سب آدمیوں سے زیادہ سخت پائیگا اور دوستی کے بارہ میں مسلمانوں
کے لیے تو ان کو زیادہ قریب پائیگا جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں اس لئے ان میں قسیس
اور رہبان ہیں اور یہ لوگ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ رسول پر نازل شدہ کلام سنتے ہیں
تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں کہ انہوں نے اُس کے کلام میں جو حق ہے
وہ پہچانا ہے کہتے ہیں اے رب اب ہم ایمان لائے ہمیں گواہوں میں لکھ۔

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۵ میں لکھا ہے اور جب اللہ کہیگا ای عیسیٰ بن مریم میرا احسان
یاد کر جو میں نے تجھپر اور تیری ماں پر کیا تھا جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تو لوگوں
سے والدہ کی گود میں اور بڑا ہو کے بھی بولتا تھا۔ اور جب میں نے کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل
سکھلائی تھی اور جب تو مٹی سے پرندہ کی صورت میرے حکم سے پیدا کرتا تھا پھر تو اس میں پھونک
مارتا تھا اور وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تو مادرزاد اندھا اور کوڑھی کو میرے حکم سے چنگا
کر دیتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردے نکال کھڑے کرتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو
تجھ سے روکا تھا۔ جب تو نے انہیں نشانیاں دکھلائی تھیں پھر ان میں کافر کہنے لگے
تھے یہ تو صریح جادو ہے۔ اور جب میں نے حواریوں کو الہام دیا تھا کہ مجھپر اور میرے رسول پر ایمان
لائیں تب حواری بولے تھے کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب حواریوں
نے کہا تھا کہ ای عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرے رب میں ایسی قدرت ہے کہ آسمان سے ہم پر
ایک خوان نازل کرے عیسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو اگر مومن ہو وہ بولے کہ ہم اس میں سے
کھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں اطمینان ہو اور ہم جانیں کہ تو نے ہم سے سچ
بولا ہے اور ہم اسپر گواہ ہیں۔ عیسیٰ بن مریم نے کہا ای اللہ ہمارے رب آسمان سے ہم پر ایک
خوان نازل کر کہ ہمارے لئے عید ہو پہلے اور پچھلوں کے لئے اور تیری طرف سے ایک نشان
ہو اور ہمیں رزق دے تو اچھا رازق ہے۔ خدا نے کہا وہ خوان میں تم پر نازل کرونگا مگر
جو کوئی اسکے بعد تم میں سے کافر ہو جائیگا اسے ایسا دکھ دونگا کہ ویسا دکھ جہان میں
کسی کو نہ دونگا"+

پھر اسی سورہ کے رکوع ۱۶ میں یوں لکھا ہے۔ اور جب خدا نے کہا ای عیسیٰ مریم کے
بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا مانو عیسیٰ بولا
تو پاک ہے مجھے کیونکر ہو کہ وہ بات کہوں جو میرا حق نہیں۔ اگر میں کہتا تو تجھے معلوم ہوتا تو
میرے دل کی جانتا اور میں تیرے دل کی نہیں جانتا تو تو چھپی باتیں جانتا ہے میں نے انہیں
وہی بات کہی جسکا تو نے مجھکو حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب

تک میں اُن میں رہا اُن کا نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے وفات دی تو تو اُن کا نگہبان ہو گیا
اور تو ہر شے پر گواہ ہے اگر تو اُنہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں بخش دے
تو تو زبردست حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو سچ نفع دیگا اُن کے لئے
باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں ہمیشہ رہینگے۔ اور وہ خدا سے راضی ہونگے
اور خدا اُن سے راضی۔ یہی بڑی کامیابی ہے٭

پھر سورہ زخرف رکوع ۶ میں یوں لکھا ہے۔ اور اُنہوں نے کہا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یعنی
عیسیٰ یہ بات اُنہوں نے تجھ سے صرف جھگڑنے کو کہی ہے بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہیں۔ نہیں ہے وہ
عیسیٰ مگر ایک بندہ جس پر ہم نے انعام کیا اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ایک مثل ٹھہرایا...
اور وہ عیسیٰ تو ایک نشانی ہے قیامت کا پس تم قیامت میں شک نہ کرو میری تابع
ہو جاؤ یہ سیدھی راہ ہے اور شیطان تمکو نہ روکے وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ اور جب عیسیٰ
روشن دلائل کے ساتھ آیا کہا میں تمہارے پاس حکمت کی بات لایا ہوں اور تاکہ تمہاری وہ باتیں بیان
کروں جن میں تم اختلاف کرتے ہو لہذا تم خدا سے ڈرو اور میرے تابع ہو جاؤ٭

پھر سورہ حدید رکوع ۴ میں یوں لکھا ہے اور رسولوں کے پیچھے ہم عیسیٰ بن مریم کو لائے
اور ہم نے اُسے انجیل دی اور جو لوگ عیسیٰ کے تابع ہوئے ہم نے اُن کے دلوں میں شفقت
اور رحمت ڈالی اور رہبانیت انکی بدعت تھی ہم نے اُن پر فرض نہیں کی اُنہوں نے
بتلاش مرضی خدا ایسا کیا۔ پھر اسے نہ نباہا جیسا نباہنا مناسب تھا پھر جو اُن میں ایماندار
تھے ہم نے اُن کا اجر اُنہیں دیا٭

ہم نے قرآن سے قریب قریب ان تمام مضامین کو بلاکسی تشریح یا تصرف کے پیش کیا
جہاں جہاں خداوند مسیح یا اُس کے متعلقین کی بابت کچھ ذکر تھا اور جن عبارتوں پر خط
کھینچا ہے وہ ناظرین کے لئے غور طلب ہیں اور اگر مناسب ہوا تو اُنہیں عبارتوں پر
ہم آئندہ کچھ نوٹ لکھینگے۔ خدا ہمارے مخاطبین کو توفیق دے کہ وہ غور سے اس نمبر کا
مطالعہ کریں٭

مشن پریس گوجرانوالہ ایم۔ وایلی مینیجر ۱۹۰۴ عیسوی

جلد ۵

یسوع نے کہا
راہ حق
اور زندگی
میں ہوں

الحق

نمبر ۷ | بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

شکریہ - گذشتہ ماہ میں جو ہم نے چند کلمے شکایت کے لکھے تھے اسکا اثر اکثر ہمارے بہی خواہوں پر بہت اچھا ہوا اور اکثروں نے مہربانی کرکے الحق کو چندہ ارسال کرکے مشکور کیا اور ہم کو قوی امید ہے کہ دیگر احباب بھی توجہ کرکے الحق کو پورے طور سے شکرگذار ہونے کا موقع دینگے

گذشتہ اشاعت میں بہ مضمون قرآن سے ہم نے خداوند مسیح کی بابت لکھا تھا اور ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اُن عبارتوں پر جن پر خط کھینچدیا تھا کچھ مفصل لکھینگے مگر فی الحال ہم اپنے ارادہ کو ملتوی رکھتے ہیں کیونکہ ایک محمدی دوست نے ہم کو بذریعہ خط مطلع کیا ہے کہ اُنہوں نے ماہ مئی اور جون کے پرچون کو ایک مولوی صاحب کے روبرو پیش کیا اور اُن سے استدعا کی وہ ہر دو پرچوں پر اپنی رائے منصفانہ لکھیں مولوی صاحب ممدوح نے ہمارے دوست سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور لکھینگے - ہم اُسی امید میں ۲۰ جولائی تک منتظر رہے مگر ہمارے پاس اس وقت تک کوئی تحریر نہیں آئی - امید ہے کہ ہمارے دوست مولوی صاحب پر زور ڈالکر اُن سے اُن کی رائے تحریر کراکے ہمارے پاس روانہ کرینگے اور ہم بخوشی اسکو الحق میں درج کرینگے بشرطیکہ الحق کی شرائط کے دائرہ میں محدود ہو لہذا ناظرین ہمارے دوست کے وعدہ پر امید رکھیں

اس نمبر میں ہم پھر قرآن کی آیتوں کے سلسلہ کو قائم کرتے ہیں جو سلسلہ گذشتہ دو ماہ سے
بند تھا لہذا اس سلسلہ کو ناظرین ماہ اپریل کے پرچے کے ساتھ ربط دیکر مطالع کریں۔

معذرت ہمارے محمدی احباب اکثر شکایت کرتے ہیں کہ ہم جب قرآن کا ذکر کرتے ہیں تو اسکے
ساتھ لفظ شریف کا نہیں لگاتے۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہم اپنے مہربانوں کی اس درخواست کو پورا
نہیں کر سکتے۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ ہم قرآن کی نسبت وہی خیال نہیں رکھتے جو ہمارے محمدی
رکھتے ہیں جو تعظیم اس کتاب کی ان کے ذہن میں ہے وہ ہمارے دل میں ہو نہیں سکتی۔ پس اگر ہم انکی
خاطر نمائشی طور پر لفظ شریف اس کتاب کے ساتھ لگا بھی دیا کریں تو اس سے کیا حاصل ہے
صرف ریاکاری اور ظاہرداری ہوگی۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ظاہر و باطن ایک ہو اور ہماری
زبان اور قلم ہمارے دل سے ہمداستان ہو۔ لہذا اس بات کا خیال کرکے امید ہے کہ ہمارے مہربان
ہم کو اس سے معذور رکھینگے۔ اور ہم بڑے زور سے ایسی امید رکھتے ہیں کہ اگر کبھی ہم نے یا کسی
اور ہمارے ہمخیال نے ان کی خواہش کو مجبوراً پورا بھی کیا تو وہ محض بمصداق دروغ مصلحت
آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ہوگا۔ جو مسیحی اور سچے خداپرست کے آگے گناہ ہے +

مفتاح القرآن۔ الحق کے اس نمبر کے ساتھ ہم ناظرین [illegible] بنارس کی طرف سے ایک
اشتہار شائع کرتے ہیں جو مفتاح القرآن کی بابت ہے۔ یہ قرآن کا [illegible] ہے۔ اول تو ہر لفظ جو قرآن میں
ہے اسکا حوالہ سورہ کے نمبر نام اور رکوع اور آیت [illegible] بتلا دیا ہے
انگریزی حروف میں لفظ کا تلفظ درج کر دیا ہے کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ دیا ہے جسمیں وہ تمام
الفاظ جو اسی مصدر سے مشتق ہوکر قرآن میں استعمال ہوئے ہیں ان کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے پھر ہر
لفظ کے انگریزی اور اردو میں معنی لکھ دیے ہیں۔ اس سب پر خیال کرنے سے کتاب اپنی آپ ہی
جواب ہے اور ہر اردو خوان قرآن کو باسانی سمجھ کر پڑھ سکتا ہے اور اس کے مطالب پر حاوی
ہوسکتا ہے کتاب کا کاغذ اعلیٰ درجہ کا ساختہ ولایت ہے۔ جلد ولایتی کپڑے کی ہوگی سنہری حروف
میں نام ہوگا اور ان سب خوبیوں پر قیمت نقد درخواست کیلئے صرف ۱۲ روپیہ ہے مگر یاد رہے
یہ رعایت صرف آخر ماہ اکتوبر سنہ ۱۹ [illegible] ء تک ہے اسکے بعد [illegible] پر کتاب ملیگی۔ کتاب بڑی سرعت

کے ساتھہ چھپ رہی ہے اور کامل یقین ہے کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۹ء کے آخر تک کتاب چھپکر خریداروں کے پاس پہنچ جائیگی ۔ صرف ضرورت کے موافق جلدیں چھپ رہی ہیں لہذا شائقین فوراً درخواست کریں تاکہ طبع ثانی کا انتظار نہ کرنا پڑے +

خاص رعایت جو لوگ درخواست کے ساتھہ نقد روپیہ اڈیٹر الحق کے پاس روانہ کرکے نام درج رجسٹر کرائینگے اُن کو دس فیصدی کمیشن دیا جائیگا ۔ یہہ رعایت بالخصوص خریداران الحق کے لئے ہے اور نیز اُن کے لئے جن کی درخواست کسی خریدار الحق کے ذریعہ آئیگی ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ یہہ رعایت قیمت میں صرف آخر اکتوبر تک ہے ۔ کتاب کی خوبیاں اور قیمت کو مقابلہ کرکے ہم تو بے ساختہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ

بے زری سے شادماں ناز ہیں ارزاں بہت + جو حُسن یوسف کو زیوں کے مول ہی بازار ہیں + چونکہ یہہ ضروری تھا کہ مفتاح القرآن کا اشتہار جولائی نمبر کے ساتھہ شائع ہو اس لئے جولائی کا نمبر کسی قدر دیر سے نذر ہوتا ہے ۔ جو ناظرین مفتاح القرآن کے شائق ہوں وہ بہت جلد اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں +

قرآن کی سورتوں پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نگاہ

سورہ بقر آیت ۸۱ "ہم نے موسیٰ کو کتاب دی . . . اور عیسیٰ ابن مریم کو کُھلے نشان دیئے اور ہم نے اُسکو روح القدس سے مدد دی" پھر سورہ نسا آیت ۶۹ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ روح ہے جو خدا میں سے ہے اور محمد صاحب نے جبرائیل کو بھی روح القدس کہا ہے ۔ لیکن اگر عیسیٰ خود وہ روح تھا جو خدا سے صادر ہوتو کیونکر جبرائیل فرشتہ اُسکی مدد کر سکتا تھا ۔ مسیح خداوند محمد صاحب کے قول کے مطابق خود ہی روح ہے جو خدا سے صادر ہے یہہ بات کہ کیوں عیسیٰ کو محمد صاحب نے روح القدس کہا ایک راز سربستہ ہے جسکی کوئی تسلی بخش تاویل ہم کو محمدی بھائی نہیں بتلاتے محمد صاحب کے گمان کے مطابق مسیح محض ایک انسان مثل دوسرے انسانوں کے ہیں اور انسانی ضرورت کے محتاج ہیں مگر ساتھہ ہی اُنکو روح اللہ بتلا کر تمام نبیوں سے درجہ اعلیٰ رکھا جاتا ہے کیونکہ جب اللہ کی روح ہوا تو اُس میں اور اللہ میں کونسا فرق رہا ۔ پر بعض معلوم

سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب کے نزدیک مسیح بالکل دوسرے انبیا کے مطابق تھا لیکن
پھر بھی محمد صاحب نے اُن کو کبھی روح اللہ کا خطاب نہیں دیا۔ مولوی صاحبان صرف یہہ
جواب دیتے ہیں روح اللہ سے مراد ہی کہ روح القدس سے تائید کی مگر جملہ حالات پر غور کرنے سے
یہہ کوئی معقول جواب نہیں بلکہ اگر ناگوار نہوں تو ہم یہہ بھی کہدینگے کہ اس سے زیادہ نامعقول تاویل ا
ہو ہی نہیں سکتی۔ ہمارے خیال میں حقیقت حال یہہ معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا محمد صاحب کے
ذہن میں کوئی دھندلا خیال روح القدس کا تھا رفتہ رفتہ انہوں نے جبرائیل کو یہہ خطاب
عطا کیا اور سمجھا کہ خدا ہر زمانہ میں اسی روح القدس سے جبرائیل کی معرفت لوگوں سے مخاطب
ہوتا رہا اور اُنکی ہدایت کرتا رہا۔ ممکن ہی کہ اس بات سے محمد صاحب بالکل نا آشنا ہوں کہ در
اصل روح کے معنی کلام میں کیا ہیں ورنہ وہ ہرگز مسیح کو روح اللہ نہ بتلاتے۔ مگر اب اس زمانہ
میں کیونکر کوئی محقق اندھا دھند کسی بات کو مان لے جو اصل خیال لفظ روح کا ہی وہی لوگ قبول کرینگے
اگر محمد صاحب نے کسی طرح کی غلطی سمجھنے میں کی اُسکی بابت وہ خود جوابدہ ہیں اُنکی غلطی کسی شخص
کے ایمان کا جز ہونا نہ چاہئے۔ یہہ بات صاف عیاں ہی کہ مسیح کو روح اللہ کہنا پھر اُسکو اور نبیوں
کی مانند بالکل ایک انسان خیال کرنا کتنی بڑی زبردستی اور ہٹ دھرمی ہی آیت ۹۴ میں محمد
صاحب شکایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے اُن کو رد کیا اور اُن کو بتلاتے ہیں یہہ بالکل اُسی
طرح کا رد کرنا ہی جیسا کہ اُن کے کاہنوں اور سرداروں نے مسیح کو رد کر دیا تھا۔

آیت ۱۰۰ جو آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں منسوخ کی بابت سورہ نحل ۱۰۳ میں
بھی ایسا ہی ذکر ہی۔ اگر یہودیوں کی تالمود کا مطالعہ کریں تو وہاں بھی اس کا ذکر ہی۔ اب اگر
خدا نے محمد صاحب کو اول آیتیں دیں اور بعد کو منسوخ کر کے نئی آیتیں بدل دیں تو اس سے وہ
خیال کہ قرآن لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا اور جبرائیل جلدیں بنا کر محمد صاحب کے پاس لائے یا
ٹکڑے ٹکڑے کر کے لائے بالکل لغو ثابت ہوتا ہی۔ اور موجودہ قرآن کے اصلی ہونے پر بھی شک وارد
ہوگا۔ کیونکہ موجودہ قرآن سے بقول خدا کسی قدر منسوخ کر دیا گیا اور اُنکی جگہ چند داخل کر دیا گیا
تو پھر اُسکو کیونکر اصل لوح محفوظ والا قرآن کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہہ کہا جائے کہ خدا نے مناسب سمجھا

کہ بعض باتوں کو جو بیان کی گئی ہیں اُن کو واپس لیکر اُنکی جگہ کچھہ بہتر باتیں بیان کیجائیں تو یہہ ثابت ہوگا کہ خدا مثل انسان کے ہی اور دور اندیشی کا مادہ اُس میں نہیں ہی - اور اُسکو آئندہ کا پورا علم نہیں ہی اگر خدا کو ایسا مانا جاوے تو بتلائے پھر وہ عالم الغیب کیونکر رہیگا - یہہ بھی قرآن سے نہیں معلوم ہوتا کہ کونسی باتیں پہلے سے تھیں جنکو منسوخ کیا گیا اور کونسی اُنکی جگہ قائم کی گئیں تو اب کیونکر فیصلہ ہو کہ فلاں بات قابل ماننے کے ہی اور فلاں نہ ماننا واجب ہی قرآن کے بیان کو درست مانا جاتے تو خدا کے عالم الغیب ہونے پر شبہ کیا جائیگا اور یہہ بات خدا کی شان کے خلاف ہی کہ پہلے کچھہ حکم دے اور مابعد اُن کو منسوخ کر کے قطعی اُنکے متضاد حکم دیوے +

آیت ۱۰۳ میں وہ سبب بیان ہوا ہی جسکی وجہ سے غیر مسلمان سے مذہب کی بابت کچھہ بات چیت نہ کرنا چاہیے اور یوں وہ شخص ہلاک ہو جاوے مگر آیت ۱۰۵ میں اسکا نقیض موجود ہی کیونکہ مسلمانوں کو حکم ہوتا ہی کہ یہودیوں اور نصرانی لوگوں سے ثبوت طلب کریں کہ انکا یہہ کہنا کہ جنت میں کوئی نہ جائیگا جب تک کہ یہودی یا نصرانی نہ ہو جاوے - ہمکو کامل یقین ہی کہ محمد صاحب نے جب یہہ تحدی کی ہوگی تو اُن کو اُسوقت کے مسیحیوں نے ضرور جواب دیا ہوگا آج ہم بڑے زور سے اُنکے پیروؤں کے سامنے اسی تحدی کا جواب یوں دیتے ہیں کہ وہ رسولوں کے اعمال باب ۴ آیت ۱۲ کا مطالعہ کریں وہاں لکھا ہی "اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں" +

آیت ۱۰۸ میں لکھا ہی کہ "اس سے بڑا ظالم کون ہی جس نے خدا کی مسجدوں میں اُس کے نام کا ذکر کرنے سے منع کیا اور مسجدوں کے اجاڑنے میں کوشش کی" محمد صاحب نے کبھی خواب میں بھی اسکا خیال نہ کیا ہوگا کہ یہہ آیت لفظاً اور معناً اُن کے تابعوں پر صادق آئیگی مسجد عمر اور مسجد صوفیہ کی نظریں کافی ہیں کہ ناظرین اُن سے خود نتیجہ نکال لیں آیت ۱۲۲ میں لکھا ہی کہ "خدا نے بنی اسرائیل کو فضیلت دی" یہہ تو محمد صاحب نے کہدیا مگر اس کا خیال

نہ کیا کہ اسمعیل اور انکی نسل [illegible] سے خارج ہوتے جاتے ہیں اور کم سے کم محمد صاحب کے زمانہ تک ہوا
بنی اسرائیل کے اور کوئی اس نبوت کا مستحق نہ تھا۔ محمد صاحب کا گمان یہودیوں کی نسبت نہایت
عجیب ہے انکو خدا سے غضبات بھی دلواتے ہیں اور ساتھ ہی یہہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیم یہودی
نہ تھا۔ پڑھنے والے خود غور کریں۔ آیت ۱۱۸ میں لکھا ہے اور جب ابراہیم کو اُس کے رب نے کئی
باتوں میں آزمایا تھا اور ابراہیم نے وہ باتیں پوری کی تھیں تب خدا نے کہا تھا کہ میں نے
تم کو سارے آدمیوں کا امام بنایا۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔ فرمایا کہ میرا
عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ ناظرین بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا اگر بقول قرآن ابراہیم کی اولاد ظالم
ٹھہری تو یہہ دعوی بالکل لغو ثابت ہوا کہ محمد صاحب اسمعیل کی اولاد ہیں اور آل ابراہیم ہیں اور
اسمعیل سے خدا نے وعدہ کیا کہ وہ برکت پائیگا سب کچھہ رائیگاں ہوا کیونکہ خدا خود بڑی صفائی
سے ابراہیم کو کہہ چکا کہ وہ خود اپنے زمانہ کا امام ہے مگر اُس کی اولاد کو ظالم بتلایا گیا ہے۔ یا اس کی
ایک تاویل یہہ ہو سکتی ہے کہ یہہ بات اسمعیل کی پیدائش کے بعد کہی گئی ہے اور خدا نے اسمعیل اور
اُس کی اولاد کو ظالم قرار دیا کیونکہ ضرور یہہ بات کسی اولاد کے موجود ہونے پر کہی گئی ہوگی۔ اور
یہہ ظاہر ہے کہ اسمعیل ابراہیم کی پہلی اولاد تھی۔ اگر مسلمان کہیں کہ نہیں اسحٰق کے بعد یہہ بات کہی
گئی تو ہمارا کوئی نقصان نہیں قرآن کے قول سے اسمعیل اور اسحٰق دونوں ظالم قرار پائے مگر
ہمارا ایمان تو قرآن پر وہ نہیں جو ہمارے مخاطبوں کا ہے۔ بہر حال قرآن سے ثابت ہو گیا کہ
محمد صاحب کا اپنے آپ کو آل ابراہیم ثابت کرنا اُن کو ظالم ٹھہراتا ہے اور امام ہونیکے منافی بھی ہے
محمدی بھائی اسپر پورے طور سے غور کریں +

آیت ۱۱۹ میں ذکر ہے کہ ابراہیم اور اسمعیل کعبہ کو بنا کرینگے اور بتوں سے پاک کرینگے یہہ بات ذرا
غور طلب ہے کہ عیسائی اور محمدی اس بات پر آپس میں لڑے مرتے ہیں محمدی کہتے ہیں ابراہیم اور
اسمعیل نے کعبہ کو بنا کیا مگر عیسائی مصنف انکار کرتے ہیں ہمارے خیال میں ہر دو فریق راستی
پر ہیں۔ محمدی قرآن کو کلام جانتے ہیں وہ ضرور اس بات کو مانینگے اور جب تک وہ محمدی ہیں
اُن کو ماننا واجب ہے عیسائی تواریخی بنا پر اسکا انکار کرتے ہیں۔ طالمود کے قصوں سے ابراہیم

کا اسمٰعیل کے پاس کئی مرتبہ جانیکا ذکر ہی گو اسمٰعیل سے ملاقات نہیں ہوئی۔ بہرحال اگر یہہ مان
لیا جائے کہ ابراہیم اسمٰعیل کے پاس گئے اور ایک دو ماہ تک اُس کے ساتھہ رہے۔ اور کعبہ کو بھی اُس
پر بنایا جہاں وہ اب ہی تو اس کے مان لینے سے عیسائیوں کا کیا نقصان ہی اور محمدیوں کا کیا
فائدہ ہی۔ ہم آجتک اس رمز کو نہیں سمجھے کہ طرفین نے کیوں اپنا عزیز وقت اُسکے اثبات اور نفی
پر صرف کیا۔ گو ہم کو یہہ معلوم ہی کہ اسمٰعیل ہرگز کعبہ کے نزدیک نہیں رہا اور نہ سکونت اختیار کی۔ اور
تاریخ کا ہر قرینہ اُسکے خلاف ہی کہ اسمٰعیل اور ابراہیم نے کعبہ کو بنایا۔ لیکن اگر عیسائی مان لیں
کہ ممکن ہی کہ ابراہیم اور اسمٰعیل ایک دو ماہ کا سفر کرکے اس مقام پر پہنچے ہوں اور کوئی قربانگاہ بنائی
ہو۔ مگر ہم پھر کہتے ہیں کہ اس امر میں فریقین کا نزع بڑھانا بالکل فضول ہی۔ ہم کو معلوم ہی کہ حضرت
سلیمان نے خدا کی ہیکل بنائی اور اُس کا کیا حشر ہوا پھر دوبارہ تعمیر ہوا گرایا ہوا اور تمام محمدی
فاتحوں کے ہاتھوں سے اسکی کیا کچھہ گت بنی مگر اس پر کوئی اسقدر زور نہیں دیتا کہ یہہ کوئی کیا
خصوصیت ہو سکتی ہی جبکہ پاک کلام میں ذکر ہیکل کا نقشہ موجود صناع کہاں کہاں سے جمع ہوا اُس کی
یادداشت موجود اور ہر بات کا ثبوت موجود کعبہ کا ذکر بھی کہیں نہیں ہی پھر کیا وجہ ہی کہ مسلمان کعبہ
ہیکل پر ترجیح دیں ہر دو فریق اس پر زور دیتے ہوئے اپنی وقت ضایع کرتے ہیں اسی
طرح ایک اور مسئلہ ہی کہ محمد صاحب نے یہہ کہا کہ عدنان سے آگے جو لوگ نسب بیان کرتے ہیں
وہ کاذب۔ عیسائیوں نے اسکو اسکی دلیل گردانا کہ محمد صاحب اسمٰعیل کی نسل سے نہیں ہیں۔
قریش اور ہاشم قومیں اسمٰعیل کی نسل سے نہیں ہیں۔ اگر محمد صاحب نے عدنان تک اپنا نسب نامہ
بیان کیا تو کیا مضایقہ ایسی باتیں محض عناد اور مخالفت کو بڑھاتی ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسی
باتوں پر جو فروعات میں شمار ہوں طرفین کو زیادہ بحث کرنا محض تضیع اوقات۔ بلکہ بہتر ہو یہہ
ہو کہ اصل اصول جن پر محمدی مذہب اور عیسوی مذہب ایک دوسرے سے الگ ہی اُن پر بحث
کیجائے مثلاً خدا کی بابت اسلام کیا سکھلاتا ہی اور مذہب عیسوی کیا سکھلاتا ہی۔ انسان کا
تعلق خدا کے ساتھہ کس طرح بیان کرتا ہی۔ گنہگار انسان کی مغفرت کا کیا چارہ ہی۔ یہہ خاص
باتیں ہیں علاوہ اس کے ایک نہایت بڑی بات یہہ ہی کہ یہہ سب کچھہ محبت آمیز اور ہمدردانہ طریق

ت ہو اور نیک نیتی سے طرفین کو فائدہ پہنچانا مدنظر رکھا جائے ہم کو امید ہے کہ ہمارے ناظرین اسپر غور کرینگے اور اگر انکی ضمیر گواہی دے کہ ایسا کرنے سے آپس میں یگانگت اور محبت بڑھیگی تو اسپر عمل کریں*

آیت ۱۲۶ میں ابراہیم اپنے بیٹے او یعقوب کو وصیت کرتا ہے کہ تم ضرور مسلمانی دین میں ہو کر مریو اور ایسا ہی سورہ یوسف میں یوسف یہہ دعا کرتا ہے کہ ای خدا مجھہ کو مسلمان ہونے کی حالت میں موت دے - اب غور کرنا واجب ہے کہ یہہ مسلمانی مذہب کونسا تھا وہی جو یہودیوں کا تھا پھر قرآن کے آنے کی ضرورت کیا تھی - کوئی نئی بات اس کی ہمکو دکھلائی نہیں دیتی - ۱۲۷ میں ہم دیکھتے ہیں ابراہیم اسحاق یعقوب اور اسمٰعیل کے خدا کا ذکر ہے اس میں صرف اسمٰعیل کا نام برائے بیت ہی ورنہ وہی پرانا مسقولہ ابراہیم - اسحاق او یعقوب کا خدا برابر پرانے عہدنامہ میں موجود ہے - ہم جب ان آیتوں پر غور کرتے ہیں تو اسے اصل اسلام اور محمدیت الگ الگ معلوم ہوتے ہیں اگر اس میں سے محمدیت کو الگ کر دیا جائے جو انسانی ایجاد معلوم ہوتی ہے تو اسوقت حقیقی اسلام کی شان ہم پر خوب ظاہر ہوتی ہے - اور ہم کو کامل یقین ہے کہ اول اول محمد صاحب حنیفی اسلام کے بڑے دلدادہ تھے مابعد کوئی ایسی مصلحت معلوم ہوئی کہ اس میں کچھہ پیوند لگانے پڑے - اب یہہ طرز ہم محمد صاحب کی ۲۳ سالہ زمانہ نبوت میں مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہیں - اوّل کے ۱۳ سال جو انہوں نے خدیجہ کے ساتھہ بسر کئے یعنے دعویٰ نبوّت سے خدیجہ کی وفات تک اُس میں بہت کم لغزشیں ہم کو نظر آتی ہیں مگر مابعد ہر ہر قدم پر ہم کو حیرت ہوتی ہے کہ گھڑی میں کچھہ اور گھڑی میں اور کچھہ ہوتے ہیں - نجاشی کے پاس محمد صاحب کے رفیقوں کا جانا سب کو معلوم ہے اُن دنوں کے خیالات جو ابتدای اسلام کا عمدہ نمونہ ہیں غور طلب ہیں اُسسے ناظرین پتہ لگا سکتے ہیں کہ ببیں تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا - اب ہم اس نمبر کو ختم کرتے ہیں اور آئندہ اس سلسلہ کو جاری رکھینگے - خدا ہمارے مخاطبوں کو توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر غور کریں *

مشن پریس لودیانہ ایم - وایلی مینیجر ۱۹۰۴ء

یسوع نے کہا

راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۹ | بابت ماہ اگست و ستمبر سنہ ۱۹۰۴ع ایس-پی-جی مشن کانپور | جلد ۵

ایڈیٹوریل

ہمارے ایک مہربان تحریر فرماتے ہیں کہ الحق کی اشاعت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ بہتر ہوگا ہم اُنہیں
…ے الفاظ بجنسہٖ نقل کردیں وہ لکھتے ہیں "الحق کے بیوقت نکلنے کا کیا سبب ہے مالی یا اہل ترتیب
…غفلت اس پرچہ کو خاصکر مسلمان بغور پڑھتے ہیں اسقدر کوئی مسیحی اخبار مقبول نہیں ہوا اسقدر
…پ کا پرچہ اسواسطے جہانتک ممکن ہو بند نہ کیا جاوے تو اچھا ہے"۔ ہم اپنے کرمفرما کا شکریہ تہ
…ل سے ادا کرتے ہیں اور ایسی تحریرات ہمارے حوصلہ بڑھانے کے لئے کافی ہیں ہم اپنے
…ی خواہ کو یقین دلاتے ہیں کہ جبتک خدا کی طرف سے یہہ خدمت ہمارے سپرد ہے ہم اسکو
…تی الامکان انجام دینگے۔ الحق کی مالی حالت نہ بُری ہے اور نہ اچھی مگر ہمارا ایمان اسپر ہے
"خدا خود میر سامان است ارباب توکل را"۔ مالی حالت کی بابت ہم کو اسقدر کہنا ہے کہ جس نقد…
…سید ہم کو اپنے مسیحی برادران سے تھی اُسکا عشر عشیر بھی پورا نہ ہوئی محمدی احباب سے
…ہمارا گلہ فضول ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ انکو اس پرچہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم کو ضرورت
…ہے کہ انکو اس کی طرف متوجہ کریں۔ پس اس حالت میں اگر وہ امداد نہ کریں تو کوئی غیر معمولی بات
نہیں ہے انکی اسی قدر عنایت کافی ہے کہ وہ اسکو بغور پڑھتے ہیں اور اس کو ہم بہت بڑی مدد

کی طرف سے خیال کیے جاتے ہیں کیونکہ اس طرح وہ ہم کو ہمارے مقصد میں کامیاب ہونے میں مدد دیتے ہیں مگر تو بھی ہم یہہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ محمدی احباب میں کثرت سے لوگ الحق کا حق الواجب ادا ہی کر دیتے ہیں کاش کہ مسیحی احباب بھی ایسے ہی ہوتے تو الحق کی مالی حالت قدرے بہتر ہوتی۔ الحق کو اپنے مطبع والوں سے کوئی شکایت نہیں ہے وہ اپنا کام حتی المقدور وقت پر کرتے ہیں ماہ جولائی کا الحق اسلئے کچھ دیر سے نکلا ہے ہم کو مفتاح القرآن کا اشتہار اسکے ساتھ جانا ضروری تھا جو مفتاح القرآن کے شہروں نے بہت دیر سے روانہ کیا۔ چونکہ جولائی کا پرچہ آخر اگست میں نکلا لہذا اسی وجہ سے اگست و ستمبر کے پرچے ایک ساتھ شائع کیے گئے ہیں انشاء اللہ آئندہ جہاں تک ممکن ہوگا پرچہ ناظرین کی خدمت میں وقت پر نذر ہوا کریگا +

ہم اپنے ناظرین کی توجہ ایک نئی کتاب کی طرف دلایا چاہتے ہیں جو انہیں دنوں بزبان انگریزی شائع ہوئی ہے کتاب بڑے مشہور عالم او علم اللسان کے ماہر ڈاکٹر ٹسڈل صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے جس میں انہوں نے ان تمام اعتراضوں کو جو اکثر اہل اسلام کی طرف سے دین عیسوی پر ہوتے ہیں اُن کے جوابات کو بطرز مکالمہ درج کیا ہے۔ اس کتاب میں ۲۵۱ سوالوں کا جواب ہے اپنی طرز کی نرالی کتاب ہے۔ طرز تحریر ایسا مہذبانہ کہ مخالف بھی اسکو مثل مصری کی ڈلی کے نگل جائے۔ ہم اپنے انگریزی خوان محمدی ناظرین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ضرور اس کتاب کو منگوا کر پڑھیں۔ ہم آئندہ وقتاً فوقتاً اس میں سے اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے اسکی قیمت ۱۲ ہے جو پنجاب رلیجس سوسائٹی انارکلی لاہور سے مل سکتی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ کوئی مسیحی برادر اپنی فرصت کا وقت اس کتاب کے ترجمہ کرنے میں صرف کرکے اُردو خوان پبلک کا شکریہ حاصل کرینگے۔ ہمارا خود جی چاہتا تھا کہ اور کاموں کو چھوڑ کر اس کے ترجمہ کو اپنے ذمہ لیں مگر پھر جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہم اس سے بھی زیادہ مفید کام میں مشغول ہیں اس کتاب کا نام مصنف نے Muhammad Objections to Christianity یعنے محمدیوں کے اعتراضات مسیحیت پر رکھا ہے +

ہم اپنے ناظرین کو یاد دلاتے ہیں کہ مفتاح القرآن کی بہت کم جلدیں شائع ہونگی لہذا

جو صاحب اس بیش بہا تحفہ کو خرید کرنا چاہیں وہ آخر اکتوبر تک رعایتی قیمت سے مستفید ہونیکے لئے فوراً دفتر الحق میں درخواست کریں رعایتی قیمت ۱۲ معہ محصول ڈاک ہے مابعد ۱۲ ہوگی اور محصولڈاک علاوہ۔ جو صاحب دفتر الحق میں درخواست کرینگے انکو معہ فیصد کم قیمت کتاب ملیگی *

مسیح مصلوب ایک نیا رسالہ ہے جو ہر مسلمان ڈاکٹر برخوردار خان صاحب سول سرجن ریاست چنبہ نے لکھا ہے نہایت خوشخط و دبیز کاغذ پر چھپا ہے اور رسالہ سینٹ جانس ڈوینٹی کالج لاہور نے مندرجہ ذیل ہے وہیں پرنسپل صاحب کے نام درخواست کرنے سے ۲ ر فی جلد مل سکتا ہے بہت کم جلدیں شائع ہوئی ہیں لہذا ناظرین جلد درخواست کریں۔ ہمارے خیال میں ایسے رسالوں کی نہایت ضرورت ہے جو اہل اسلام کی غلط فہمیوں کو مٹانے میں کارگر ہوں اس میں مسیح کے مصلوب ہونے پر ایک نئے انداز سے بحث کی ہے چونکہ مصنف اسکے روحانی مزاج ہیں لہذا نہایت محبت آمیز طرز میں اس رسالے کو قلمبند کیا ہے۔ خاصکر انجیل برناباس پر جسپر اکثر محمدی زور دیتے ہیں اس رسالہ میں ایک رائے ایسے زبردست قلم سے مصنف نے نقل کی ہے کہ تعلیم یافتہ محمدیوں کو اب آئندہ جرأت نہ ہوگی کہ اس انجیل کا نام بھی لیں اور وہ رائے سرسید مرحوم کی ہے چونکہ ملک میں سرسید کے شیدائی دن بدن بڑھتے جاتے ہیں لہذا ہم اس بکڑے کو جسے مصنف موصوف نے نہایت عمدہ طور سے درج رسالہ کیا ہے یہاں درج کرتے اور امید کرتے ہیں کہ کم سے کم سرسید کے شیدائیوں کے لئے انجیل برناباس کے متعلق یہہ ناطق فیصلہ ہے۔ اور وہ رائے یوں ہے مصنف تحریر کرتے ہیں "محمدیوں کے چودھویں صدی کے امام رازی یعنے سرسید احمد خان صاحب مرحوم فرماتے ہیں "شاید آخیر زمانے کے ایک آدھ کچے مسلمان اور جاہل مولوی نے کہیں سن سناکر کہ برناباس کی انجیل میں بھی یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مطلب آیا ہے شاید اس کا حوالہ دیدیا ہو مگر قدیم عالموں اور بڑے بڑے محققوں نے اس بشارت کی بابت برناباس کی انجیل کا نام تک نہیں لیا" دیکھو خطبات احمدیہ صفحہ ۵۰۵ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سرسید صاحب ایسے لوگوں کو جو برناباس کی انجیل کی بنا پر کوئی دلیل پیش کریں کچا مسلمان اور جاہل مولوی کہتے ہیں اور ان کا وجود عالموں اور بڑے بڑے محققوں کے گروہ سے خارج کرتے ہیں" ص ۲۲ مصنف نے

سرسید کی رائے بہ نسبت مُصنف رائے قائم کی علاوہ اس کے سرسید کی عبارت سے ایک اور بات کا پتہ لگا کہ قدیم عالموں اور محققوں کو انجیل برنباس کی خبر بھی نہ تھی صرف آخری زمانہ میں من گھڑت باروں کا بے سُراگ ہے گو سرسید نے کھلے بندوں یہہ نہ کہا کہ وہ انجیل جعلی ہے مگر اشارہ کر گئے کہ یہہ قدیم نہیں بلکہ جدید بات ہے۔ ہم ناظرین الحق سے استدعا کرتے ہیں کہ ضرور رسالہ کو منگا کر فائدہ حاصل کریں برنباس کی انجیل کے کئی بابوں کا اختصار کے ساتھ ترجمہ بھی ہے اور اُنپر جستہ جستہ حاشیہ بھی چسپاں کئے ہیں مسلمانوں کی تفسیروں سے بھی مدد لی ہے خدا اسپر اپنی برکت بخشے اور بہتوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آمین +

مراسلات نمبر (۱)

جناب اڈیٹر صاحب الحق۔ تسلیم۔ عیسائی کیونکر توراۃ کو خدا کا کلام مانتے ہیں موسیٰ کی پیدائش تو بہت عرصہ بعد ہوئی اور پھر بعض بیانات جو اُس میں بیان ہوئے دور از قیاس ہیں۔ کیا حضرت مسیح نے اپنے مریدوں سے کہدیا تھا کہ توریت خدا کا کلام ہے۔ نعوذ باللہ آپ ایسے گمان کو جگہ نہ دیں کہ میں بھی اصل توریت کو صحیح نہیں مانتا میں ضرور مانتا ہوں مگر آپکے پاس اس موجودہ توریت کا کیا ثبوت ہے۔ ایک پادری صاحب جو اپنے کو کرسچن سائنٹسٹ کا بتلاتے ہیں اُن سے میری گفتگو ہوئی اور اُنہوں نے صاف کہا کہ ہمارا ایمان صرف نئے عہدنامہ پر ہے۔ جس سے مجھکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ توریت پر اور دیگر کتابوں پر اُن کا ایمان نہیں ہے۔ آپ اسکا جواب ضرور دیں۔ فقط۔ راقم مستفسر از دموہ ممالک متوسط +

ہمارا جواب

بندہ نواز سوال تو اچھا ہے مگر ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپکی معلومات مسیحی الہامی کتابوں سے بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ ہم کو اپنے محمدی احباب سے یہی شکایت ہے کہ وہ مسیحی مذہب کے متعلق

سوالات تو کرتے ہیں مگر اُن کا مطالعہ یا غور نہیں کرتے اِس لئے اکثر ایسے سوالات کر بیٹھتے ہیں جنکا جواب اُن کو خود ذرا سا غور کرنے سے مل جاتا۔ بہرحال آپ اپنا جواب سُن لیں عیسائی ایماندار کے پاس بہت بڑی دلیل اس بات کے باور کرنے کی کہ موجودہ عہدِ عتیق اصلی اور الہامی ہی ہے ہی کہ خود ابن اللہ اور اُس کے رسولوں نے اس پر اپنے اقوال سے اسپر مہر کر دی اگر آپ غور کرتے تو آپ کو بھی معلوم ہو جاتا کہ ضرور ایسا ہی کیا ہے۔ اب سُنئے ہمارا خداوند اور اُسکے رسول توریت کو اکثر شریعت کے نام سے پکارتے ہیں جو اُن کے زمانہ میں یہودیوں میں اسی نام سے پکاری جاتی تھی گو لفظ شریعت کل عہدِ عتیق پر بھی اطلاق ہوا ہے مگر زیادہ تر موسیٰ کی پانچ کتابوں پر بولا گیا ہے۔ بعض وقت عہدِ عتیق کو "شریعت اور انبیا" کہا ہے دیکھو مقدس متی ۵: ۱۷ و ۱۸- ۷: ۱۲- ۱۱: ۱۳- ۲۲: ۴۰ مقدس لوقا ۱۶: ۱۶- بعض دفعہ "شریعت انبیا اور زبور" مقدس لوقا ۲۴: ۴۴ دوسرے مقامات میں خود ہمارا خداوند اور اُسکے رسول اور انجیل نویس شریعت کو الہام ربانی سے بیان کرتے ہیں پس اس سے بڑھکر ہم اور کونسی سند دے سکتے ہیں آپ ان مقامات کا ملاحظہ کریں مقدس لوقا ۲: ۲۳- ۲۴ و ۳۹ جہاں اسکو خداوند کی شریعت کہا ہے۔ پھر مقدس پولوس نے رومی ۷: ۲۲ میں اسکو خدا کی شریعت کہا ہے پھر یہی رسول سکھلاتا ہے کہ شریعت کی فرمانبرداری زندگی بخشتی ہے اور اسکا عدول ہلاکت پیدا کرتا ہے۔ دیکھیں رومی ۷: ۷- ۱۱ گلاتی ۳: ۱۰ پھر جب کبھی مقدس پولوس شریعت کے الفاظ کا اقتباس کرتا ہے تو وہ اُسکو خدا سے منسوب کرتا ہے مثلاً ۲- قرن ۶: ۱۶ کو احبار ۲۶: ۱۱ و ۱۲ سے مقابلہ کر لیں۔ اسی طرح مقدس یوحنا گناہ کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ وہ شریعت کا عدول کرتا ہے دیکھئے ۱ یوحنا ۳: ۴ اور اسکا مقابلہ کریں یعقوب ۲: ۸ سے۔ اس لحاظ سے نئے عہد کی تدبیرِ نجات کا سارا دارومدار اسی پر ہے کہ عہدِ عتیق کو الہامی مانیں ورنہ کیونکر ثابت ہوگا کہ انسان کے لئے شریعت سے عدول حکمی کی وجہ سے اُسپر لعنت آئی اور صرف مسیح کے خون سے اُسکا فدیہ دیا جا سکتا ہے اور یوں وہ چھٹکارا پاکر خاص برکت یافتہ انسان ہو سکتا ہے۔ پھر نئے عہد نامے میں جو عبرانیوں کا خط ہے جس میں خداوند مسیح کی کہانت اور اُس کے کفارہ کی تاثیر کے لئے تمام تیاریاں پرانے ہی عہد کی رو سے ہوتی رہیں اگر آپ

عبرانیوں کے خط کے ۱۰: ۵ اور ۱۰ کو ملاحظہ کریگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ سند ضروری ہے کہ
جسکی نسبت پیشینگوئی ہے نسبتی رکھتا ہو کہ عہد عتیق الہامی اور اصلی ہے۔ خود ہمارا خداوند اسکو الہی
الہام سے بتاتا ہے۔ اس کی نہایت عمدہ درجے کی سند کے طور پر پیش کرتا ہے دیکھو مقدس
متی ۲۲ اور مقدس مرقس ۱۲: ۳۵-۳۶ اور اپنے رسولوں کو خدا کے احکام بتلاتا ہے مقدس متی
۱۵: ۳ ہمارے خداوند کے زبان کے مطابق شریعت ایسی مستحکم اور الہی ہے کہ یہ نہایت آسان
ہے کہ آسمان اور زمین ٹل جائیں پر شریعت کا ایک نقطہ نہ ٹلیگا مقدس لوقا ۱۶: ۱۷
اور اس لحاظ سے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس میں دست اندازی کرے دیکھو مقدس متی ۵: ۱۹ میں
لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ان سب سے چھوٹے حکموں کو ٹال دے اور لوگوں کو ویسا ہی سکھلا دے
وہ خداوند کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ پھر جو کوئی اسکی نگہداشت کرے اور
دوسروں کو درست طور سے سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں سب سے بڑا کہلائیگا
اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت اس امر کا ہو سکتا ہے کہ عہد عتیق الہامی اور اصلی ہے
بالکل ہمارے خداوند مسیح اور اسکے رسولوں کے زمانہ میں ایسا ہی تھا۔ اگر کوئی عیسائی
اس کے خلاف کہے تو جھک مارتا ہے

پھر ہمارے خداوند اور اسکے رسولوں نے صاف صاف تعلیم دی ہے کہ شریعت موسیٰ
کی معرفت سے دی گئی یعنے وہ اس کا کاتب تھا جیسا خدا نے فرمایا اُس نے ویسا ہی
قلمبند کیا۔ اسی غرض سے اکثر مقامات میں خود لفظ موسیٰ شریعت کے لیے استعمال
ہوا ہے مقدس لوقا ۲۴: ۲۷ فرماتے ہیں کہ موسیٰ سے لیکر تمام نبیوں تک اُن کو نوشتوں
کی خبر دی یعنے خاصکر اُن باتوں کی بابت جو ہمارے خداوند کی زندگی سے تعلق تھیں پھر
ہمارا خداوند کہتا ہے کہ اُنکے پاس موسیٰ اور انبیا ہیں اگر موسیٰ اور انبیا کی نہ سنیں مقدس
لوقا ۱۶: ۲۹ ان مقامات میں لفظ موسیٰ اُسکی کتابوں کے لیے آیا ہے اور لفظ انبیا اُن کی
کتابوں کے عوض استعمال ہوا ہے پھر ہمارا خداوند بڑے زور کے ساتھ کہتا ہے کہ کیا موسیٰ
نے تم کو شریعت نہیں دی مقدس یوحنا ۷: ۱۹ پھر مقدس لوقا ۲: ۲۲ اور اعمال ۱۵: ۵ میں

اُسکو موسیٰ کی شریعت کہا ہے ہمارا خداوند خود کہتا ہے کہ تمام باتیں جو شریعت میں لکھی ہیں ضرور
ہے کہ پوری ہوں۔ دیکھو اعمال ۲۸: ۲۳ اور ۲۴: ۳۹ پس اس سے صاف صاف معلوم ہوا
کہ توریت کی پانچ کتابوں کا نام ہمارے خداوند کے زمانہ میں موسیٰ اور موسیٰ کی شریعت تھا اور
یہہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان کتابوں میں موسیٰ کی معرفت وہ احکام درج ہیں جن پر
آئندہ زمانہ کی عمارت بنا ہونے پر تھی پھر ہم کو نئے عہدنامہ کے اور مقامات بڑی صفائی سے بتاتے
ہیں کہ ضرور اُن کتابوں کو جن کو موسیٰ سے منسوب کیا جاتا ہے موسیٰ ہی نے لکھا مثلاً
مقدس متی ۲۲: ۲۴ میں یہودیوں نے ہمارے خداوند سے کہا کہ موسیٰ نے کہا ہے پھر مقدس
یوحنا ۱: ۴۵ میں موسیٰ نے جسکا ذکر شریعت میں لکھا ہے اور پھر مقدس مرقس ۱۲: ۱۹ اور مقدس
لوقا ۲۰: ۲۸ میں صاف صاف اقرار ہے کہ موسیٰ نے ہمارے لئے لکھا پھر ہمارا خداوند
بھی اس کی تصدیق یوں کرتا ہے کہ کیا تم نے موسیٰ کی کتاب میں جھاڑی کے ذکر میں نہیں
پڑھا مقدس مرقس ۱۲: ۲۶ پھر مقدس لوقا ۲۰: ۳۷ میں اسی ذکر کو یوں بیان کیا ہے لیکن
اس بات کو کہ مُردے جی اُٹھتے ہیں موسیٰ نے بھی جھاڑی کے ذکر میں ظاہر کیا چنانچہ وہ خدا
کو ابراہیم کا خدا کر کے خطاب کرتا ہے موسیٰ ہی ایک شخص ہے جو خدا کو اس خطاب سے ظاہر کرتا ہے
چونکہ وہ خدا اور اُسکے کاموں کا مورخ ہے پس جو کچھ خدا نے اسکو بتایا اسے ظاہر کیا وہی اُس نے
قلمبند کیا اُس کے مورخ ہونے کی حیثیت سے ہمارا خداوند اہل یہود کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ
موسیٰ نے حکم دیا ہے کہ تو اپنے ماں باپ کی عزت کر مقدس مرقس ۷: ۱۰ پھر جب وہ طلاق کی بابت
گفتگو کرتا ہے تو کہتا ہے کہ موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہارے لئے ایسا لکھا مقدس
مرقس ۱۰: ۵ پھر ایک جگہ فرماتا ہے کہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان لاتے کیونکہ اُس نے
میری بابت لکھا ہے پر اگر تم اُس کی تحریروں پر یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کو کیونکر مانو گے
ان کے مقامات کا مقابلہ بھی ذرا غور سے کریں مقدس یوحنا ۵: ۴۶-۴۷ اعمال ۳: ۲۲ مقدس
یعقوب بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ کی توریت کی منادی کرنے والے ہر شہر میں ہوتے
چلے آئے ہیں اور وہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سنائی جاتی ہے۔ اعمال ۱۵: ۲۱ پھر مقدس

پولوس رومی ۱۰: ۵میں فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے یہہ لکھا ہے کہ جو شخص شریعت پر عمل کرکے راستبازی حاصل کرتا ہے۔ اگر اُس کے ساتھ تم اعبارہ ۱: ۵ کو دیکھیں تو مقدس پولوس کے اس اشارہ کا مطلب بخوبی سمجھہ میں آئیگا۔ پس اس قدر حوالوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ ہمارے خداوند اور اُسکے رسولوں نے توریت کو موسیٰ کی شریعت۔ موسیٰ کی کتاب اور موسیٰ کی تحریروں سے تعبیر کیا ہے۔

پھر یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اِن بیانات کو جو اُن میں ہیں خواہ وہ فوق العادت حالات ہوں یا معمولی حالات اُن کو ہو بہو ویسا ہی بجا اور درست مانا ہے مگر اُن پر اعتراض نہیں کیا۔ اب غور فرمائے ہمارا خداوند اکثر اُن واقعات کا ذکر کرتا ہے جو اُن کتابوں میں درج ہیں مثلاً مرقس ۱۰: ۶میں آدم اور حوا کی پیدایش کا ذکر ہے اور یہہ الفاظ اُسی پُرانے عہد کے ہیں کہ "جسے خداوند نے جوڑا اُسے کوئی انسان جُدا نہ کرے" پھر مقدس متی ۲۴: ۳۷میں وہ طوفان کا ذکر کرتا ہے کیونکر دنیا ہلاک ہوئی اور نوح بچ گیا۔ مقدس لوقا ۱۷: ۲۹میں صدوم وعمورہ کا آگ وگندھک سے ہلاک ہونا لوط کی جورو کا نمک کا کھمبا بننے کا ذکر کرتا ہے۔ پھر وہ جلتی ہوئی جھاڑی کا ذکر کرتا ہے۔ پیتیل کے سانپ کی تاثیر آسمانی من کا جو بیابان میں بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا اور اِن دونوں آخری باتوں کا ذکر کرکے وہ اپنے کو اُن سے تشبیہہ دیتا ہے۔ دیکھو مقدس یوحنا ۳: ۱۴ و ۶: ۴۹-۵۱ اسکے بعد مقدس استیفان شہید ابراہیم کی بلاہٹ کی تواریخ لفظ بلفظ سناتے ہیں پھر اضحاق اور یعقوب کی پیدایش اور یعقوب سے بارہ سرداروں کا برپا ہونا پھر مصر سے اعجازی طور پر رہائی پانا پھر شریعت کا دیا جانا وغیرہ دیکھو اعمال باب ۷ پھر دیکھیں مقدس پولوس جب آدم اول اور آدم ثانی کا مقابلہ کرتے ہیں تو مقدم الذکر کی پیدایش خاک سے بتلاتے ہیں ۱ قرن ۱۵: ۲۱ اور پھر عورت کی پیدایش کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ۱ قرن ۱۱: ۷-۹ پھر اسکے بعد وہ سانپ کا آزمایش کرنا اور عورت کا خطا کار ہونا ۲ قرن ۱۱: ۳۔ ۱ تمطاؤس ۲: ۱۳ و ۱۴ پھر رومی ۵: ۱۲ میں ایک دلیل قائم کرکے بتلاتے ہیں کہ موت کیونکر گناہ کے وسیلے دُنیا میں داخل ہوئی پھر رومی ۴: ۱۹ میں وہ اضحاق کی پیدایش کا ذکر کرتے ہیں پھر رومی ۹: ۱۰-۱۳ میں عساؤ کا خارج ہونا اور یعقوب کا چنا جانا بیان کرتے ہیں۔ یہہ سب تاریخی واقعات اُن تحریروں سے انتخاب کئے گئے ہیں جو موسیٰ

کی تمثیلیں سے نادر ہیں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مقدس پولوس فسح کی عید کا ذکر کرکے نصیحت کرتے ہیں کہ پاکیزگی کی طرف قدم مارنا واجب ہی ا قرن ۵: ۷ و ۸ پھر قرنتھہ کی کلیسیا کو یاد دلاتا ہی کہ کیونکر بنی اسرائیل آگ اور دھوئیں کے ستون کی رہنمائی سے لال سمندر سے گذرے کیونکر معجزانہ طور سے اُن کو پانی ملا پھر وہ من کے جمع کرنیوالوں کے حالات کو یاد دلاتا ہی اور اُن کو خیرات دینے کی طرف رجوع کرتا ہی مثلاً ۲ قرن ۸: ۱۵ کا مقابلہ خروج ۱۶: ۱۸ سے کریں تو معلوم ہوگا کہ مقدس پولوس کیونکر ایک تاریخی واقعہ سے اپنے مخاطبوں کو سبق دیتا ہی۔ پھر ا۔ قرن ۱۰: ۸ میں وہ بنی اسرائیل کا گناہ جو بت پرستی اور زناکاری کرنے سے کیا ذکر کرتا ہی اور اُسکی سزا کا ڈر دکھلاکر تنبیہ کرتا ہی پھر ۲ قرن ۳: ۱۳ میں موسیٰ کے تاباں چہرہ کا ذکر کرتا ہی۔ پس ایسے تاریخی واقعات کا ذکر کرکے وہ پورے طور سے شہادت دیتا ہی کہ اگلے وقتوں کے نوشتے سچے اور برحق ہیں اور قابل قبول اور سند کے لائق ہیں اور نیز یہہ بھی بتلاتا ہی کہ یہہ سب نوشتے پاک ہیں اور مسیح کی پہچان اور اُسکے تمام کاموں کے لئے عمدہ اُستاد اور رہنما ہیں۔ اور ہم وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ مقدس پولوس اور دیگر رسولوں کو خدا روح القدس کی ہدایت سے یہہ سب سمجھہ عطا ہوئی۔ پھر عبرانیوں کے خط باب ۱۱ میں موسیٰ کے بیان کی اُس حصہ کی تصدیق ہوتی ہی جہاں ہابیل اور قائن کا ذکر ہی اور لال سمندر سے گذرنے کا ذکر ہوا ہی۔ پھر اُس جلال اور دبدبہ کا بھی ذکر ہی جس میں شریعت دی گئی تھی عبرانی ۱۲: ۱۸-۲۱ اور پھر بیابان میں پھرنے اور باغی اسرائیلیوں کی موت کا ذکر ہی عبرانی ۳: ۷-۱۹ سبت کا مقرر ہونا وغیرہ۔ پھر مقدس یعقوب ۲: ۲۱ میں اضحاق کی قربانی کا ذکر کرتے ہیں پھر مقدس پطرس ان واقعات کا ذکر کرتے ہیں ا پطرس ۳: ۶ میں سارہ کا نمونہ۔ ۲ پطرس ۲: ۵ و ۹ و ۱۵ نوح کا بچ جانا۔ صدوم کی بربادی بے زبان گدھے کا بلعام کو ملامت کرنا +

یہہ تو واقعات کا اقتباس بیان ہوا اُس کے علاوہ مضامین لفظ بلفظ عنقریب پُرانے عہد کی ہر کتاب سے نئے عہد میں درج ہیں جسکا جی چاہے مطالع کرے۔ اس سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہی جو کچھہ حوالجات اُسوقت خود خداوند مسیح نے یہودیوں کے سامنے بیان کئے وہ کے مسلمہ تھے اور اُن کو انکار کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ اس سے خداوند مسیح کی ہمہ دانی ظاہر ہوتی

ہی اور رسولوں کا عہد عتیق سے استدلال کرنا اِثبات پر شہادت دیتا ہی کہ خدا روح القدس انکو
کرتا تھا کہ اُن تمام واقعات کو اُن قدیم پاک نوشتوں سے بیان کریں جو نئے عہد کے سمجھنے کے
ضروری ہیں اور یہی شہادت ہر سچے ایماندار کے لئے آج بھی کافی ہی کہ خود خداوند مسیح اور اُسکے رسو
لوں نے اُسکو صحیح اور الہامی مانا اب اگر مسیحی مومن کو اُنکے سمجھنے میں کوئی دقت پڑے یا بعض با
توں کے حل کرنے سے وہ عاجز رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہمارے خداوند نے صاف کہدیا کہ
"تم اُس کی باتوں پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں کو کیونکر مانو گے"۔ پس اس سے صاف ظا
ہر کہ جو کوئی عہد قدیم اور خصوصاً موسی کی کتابوں کو ماننا نہ چاہے اُسکو مسیح کی بات بھی ماننا مشکل
ہی ایک سے ہاتھ اٹھانا دوسرے سے الگ ہونا ہی۔ کیونکہ ایسا شخص پہلے موسی کی کتابوں کو رد کرتا
اور اُس کے ساتھ ہی مسیح خداوند کی ہمہ دانی پر شک لاتا ہی گویا اُسکی تکذیب کرتا ہی۔ ایسا شخص
اپنے کو مسیحی کہے مگر وہ ہلاکت کی راہ پر پڑ لیا ہی۔ خدا اُسکی رہبری کرے کہ خود غلطی سے نکلے اور دو
کی ٹھوکر کا باعث نہ ہو +

ہم اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے کہ موجودہ توریت یا عہد عتیق موجودہ سے آپ کی کیا غرض
اس بحث کو چار برس ہوئے کہ ہم الحق میں طے کر چکے اب اگر کوئی نہ مانے تو ہٹ دھرمی ہی لہذا جو نئی
بات آپ کے سوال میں تھی اُسکا جواب دیا وہ بھی اس غرض سے کہ آپ نے کسی فرضی مسیحی کی زبان سے
منہ میں رکھکر سوال کیا ورنہ اسکی بھی چنداں ضرورت نہ تھی +

مراسلات نمبر (۲)

ڈیر مسٹر اڈیٹر تسلیم۔ خارجاً سنا گیا ہی کہ اڈیٹر الحق کسی زمانہ میں یونی ٹیرین تھے پھر کیونکر وہ مسئلہ
تثلیث کے قائل ہو کر تین خدا ماننے لگے۔ میں تعجب کرتا ہوں کیونکہ عیسائی ایسے سادہ لوح ہیں
کہ خدائے واحد کو چھوڑ کر بُت پرستی کرنے لگتے ہیں۔ میرے نزدیک تو یونی ٹیرین لوگ درست
ایمان کے عیسائی ہیں۔ اور انکا دعویٰ درست ہی کہ نہ حضرت مسیح نے خود اور نہ اُنکے حواریوں نے

اُن کو خدا کا بیٹا کہا۔ کیا اُمید ہو سکتی ہے کہ آپ اس تحریر کو درج الحق کر کے اسکا جواب بھی دینگے ؟

راقم اصغر علی از مارہرہ

ہمارا جواب

جناب من یونی ٹیرین لوگوں کی یہہ حماقت ہے اگر وہ کہیں کہ نہ حضرت مسیح نے خود اور نہ اُن کے حواریوں نے اُنکو خدا کا بیٹا کہا۔ یہہ سچ ہے کہ اڈیٹر الحق بھی کبھی اس حماقت کا حامی تھا مگر خدا نے اُسپر اپنا فضل کیا۔ اور جب وہ اس حماقت کا حامی تھا تو فی الحقیقت اُس نے پاک کلام کو اُس نگاہ سے نہیں پڑھا تھا جس سے ایک طالب حق کو پڑھنا واجب تھا اُس کا پڑھنا صرف اس غرض سے تھا کہ کوئی دلیل ایسی ملے کہ یونی ٹیرین جماعت کی حمایت ہو۔ اوّل اول وہ کسی کے زور قلم اور دماغی غیر معمولی کرشمہ پہ ایمان لایا تھا اور مابعد اُسی ایمان کی حمایت کرنا اپنا دستور العمل قرار دیا تھا مگر جب اُسپر یہہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ خدا قلم کی روانی اور دماغی کرشموں سے سمجھا نہیں جاتا تب اُس نے اُسی حقیقی اُستاد سے التجا کی کہ وہ اسکو اُس دَرکہ ضلالت سے نکالے۔ اور جو دعا دلی ہوتی ہے اُسکا جواب بھی ملتا ہے پس خدا نے اُسکو اپنی پہچان عطا کی گو وہ دوسروں کو اس بات کا قائل نہ کر سکے مگر اتنا بس ہے کہ اُس کو اپنے دل میں پورا اطمینان ہے اور صدقدل سے دعا کرتا ہے کہ خدا ہر متلاشی حق کو ایسا اطمینان حاصل کرے۔ اب سُن لیجئے کہ خداوند مسیح نے اپنی نسبت کیا کہا۔

جب وہ ابھی بارہ ہی برس کا تھا تو ہیکل میں بڑے بڑے بزرگوں اور علم الٰہی کے اُستادوں سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے والدین سے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے لوقا ۲: ۴۹ بتلائیے اس کے کیا معنی ہیں کیا یہی نہیں کہ وہ خدا کا ازلی بیٹا ہے۔ پھر جب اُسنے ایک اردھنگی کو چنگا کیا اہل یہود نے اُسپر سبت توڑنے کا الزام لگایا اُس نے اُسکا رد یوں کیا کہ میرا باپ ابتک کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں۔ یوحنا ۵: ۱۷ دیکھئے کیسا صاف دعویٰ ابن اللہ ہونے کا ہے یہود اسکو خوب سمجھے کہ وہ اصل معنوں میں اپنے کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور خدا کو اپنا باپ ورنہ اسکو کہہ سکتے تھے کہ خدا جسکو تو باپ کہتا ہے وہ تو سبت کی قید سے ضرور آزاد ہے مگر تو کیونکر اپنے و خدا کے ساتھ ملاتا ہے۔ اور اکثر ایسا اعتراض کیا بھی ہے مگر مسیح خداوند نے اُنکے ایسے بیہودہ اعتراضوں

کی پرواہ نہیں کی بلکہ متواتر یہی دعویٰ کرتا گیا پھر مقدس متی ۱۱: ۲۷ میں ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ خداوند مسیح دعویٰ کرتا ہے میرے باپ سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے اب بتلایئے اسکے کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ کیا اہل یہود مسیح کو نہ جانتے تھے پھر وہ کیونکر کہتا ہے کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور باپ کو بھی کوئی نہیں جانتا مگر بیٹا پھر مقدس یوحنا ۱۰: ۳۰ میں جب اہل یہود اُس سے صاف صاف دریافت کیا چاہتے ہیں کہ آیا وہ مسیح ہے تو وہ اپنے کاموں کی طرف اُنکی توجہ طلب کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں دیکھیے خدا کے ساتھ یکتائی و یگانگت اور ابن اللہ ہونے کا کیسا صاف اقرار ہے اب کس کی مجال ہے کہ کہیں اُس نے خود اپنے کو خدا کا بیٹا نہیں کہا پھر ایک اور مقام ہے جہاں وہ اپنے کو ازلی بیٹا اور باپ کے جلال میں اپنے کو شامل بتلاتا ہے مثلاً مقدس یوحنا ۱۷: ۵ میں کہتا ہے کہ اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدایش سے بیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے یہہ آیت تو ایسی صاف ہے کہ اگر انسان کو ذرا بھی خدا کا خوف ہو اور اپنی عاقبت بگاڑنا منظور نہ ہو تو اسی سے وہ اپنے خدا اور خدا کے ازلی بیٹے کی الوہیت کو پہچان لے ورنہ زور قلم اور دماغی کرشموں کی داد اسی دنیا میں مل سکتی ہے لیکن حشر میں سوا روسیاہی کے اور کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا +

اب حواریوں کے اقرار اور اقوال بھی آپ سُن لیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ مقدس پولوس جو پہلے مسیح اور مسیحیت کے سخت دشمن تھے جب اُنپر خدا کے ازلی بیٹے اور اُسکی الوہیت کا کشف ہوا تو وہ کیا کہتے ہیں اُسکے لئے آپ ۲ قرن ۵/۱۹ اور افسی ۳/۱۴ کا ملاحظہ کریں اور پھر ایک زوردار آیت یہہ ہے کہ جب وقت پورا ہوا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا گلاتی ۴/۴ دیکھیے کیسا صاف اقرار ہے اب مقدس پطرس اُسکو زندہ خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور خداوند مسیح اسکو کہتے ہیں جسم اور خون نے یہہ اقرار تجھسے نہیں کرایا بلکہ میرے باپ کی روح نے تجھ کو یہہ سمجھہ اور تمیز بخشی ہے اور پھر مقدس پطرس اپنے خطوں میں اسی بات کا ذکر کرتے ہیں مثلاً ا پطرس ۱/۳ میں تحریر کرتے ہیں ہمارے خداوند مسیح کا خدا اور باپ مبارک ہووے پھر ۲ پطرس ۱: ۱۷ میں اُس حالت کا ذکر کرتے ہیں کہ جب خداوند

مسیح کی شکل تبدیل ہوئی تھی تو آسمان سے بھی آواز آئی تھی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ہے جس میں خوش ہوں یہہ گویا خدا کی آواز ہے جسکی شہادت مقدس پطرس دیتے ہیں اسی طرح خداوند مسیح کے اصطباغ کے وقت بھی آواز آئی تھی۔ اب مقدس یوحنا اسکو اپنی تحریروں میں بار بار خدا کا بیٹا کہتے ہیں مثلاً یوحنا ۱/۴ اور ۱۵/۴ میں صاف اقرار ہے پھر جو شخص یہی اقرار کرے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں اور وہ خدا میں رہتا ہے۔ یوحنا ۱۱/۵ اور پھر یوحنا ۵: ۱۱ میں لکھا ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہہ زندگی اُسکے بیٹے میں ہے" اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں مگر سچائی دریافت کرنیوالے کیواسطے اسی قدر کافی ہیں +

پھر مسیح کے خدا کے ساتھ ہمذات اور ہم ماہیت ہونیکے لئے بھی خود خداوند مسیح کے اقوال ہیں اور رسولوں کے بھی مثلاً مسیح خداوند کا قول کہ جس نے مجھکو دیکھا اُس نے باپکو یعنے خدا کو دیکھا پھر بیٹا باپ کو ظاہر کیا چاہے اُسپر ظاہر ہوسکتا ہے میں اور باپ ایک ہیں مقدس یوحنا کہتے ہیں کہ سب چیزیں ازلی کلام سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اُسکے ہوئی مقدس یوحنا ۱/۱ مقدس پولوس فرماتے ہیں ساری چیزیں بیٹے سے اور اُسکے لئے پیدا ہوئیں اور کہ وہ سب سے آگے ہے اور ساری چیزیں اُسی سے بحال رہتی ہیں قلسی ۱: ۱۶-۱۸ پھر عبرانیوں کے خط کا مصنف یہہ کہتا ہے کہ وہ (یعنے ازلی بیٹا) سب کچھہ اپنی ہی قدرت سے سمبھالتا ہے' عبرانی ۱/۳ +

اس کے علاوہ جسقدر خدا کی صفات ہم خیال کرسکتے ہیں یا پاک کلام میں ہم پر ظاہر ہوئی ہیں اُن سب کا ہونا مسیح میں پایا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مسیحی ایماندار اُسکو سجدہ کرتے اور خدا کی ذات سے ذات خدا سے خدا نور سے نور اور حقیقی خدا سے حقیقی خدا مانتے ہیں۔ آپ کا یہہ کہنا کہ عیسائی ایسے سادہ لوح ہیں یہہ آپکی اپنی بات ہے عیسائی اسوقت تمام دنیا میں وہ ہیں جو سب سے زیادہ طاقتور سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ خلیق سب سے زیادہ راستباز سب سے زیادہ سمجھدار اور پھر بھی وہ اس راز کو بچے کی طرح قبول کرتے ہیں۔ وہ ہرگز دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم اس راز کو جیسا چاہئے سمجھ گئے یا سمجھا سکتے ہیں مگر صرف یہہ کہ ہم اس راز کو اسقدر سمجھ گئے کہ ہمارے قلب کو اس کا اطمینان ہے کہ یوں ہی خدا نے ہم پر اپنے تئیں ظاہر کیا اور یہی بات ہماری اور کل انسانوں کی نجات

کے لئے کافی ہے۔ وہ جو اسکے خلاف کہتے ہیں یا کہنے کی کوشش کرتے ہیں انکو شیطان رجیم نے ظاہر تو چالاک اور چرب زبان کرکے پبلک میں پیش کیا ہے مگر در اصل وہ بالکل سادہ لوح ہیں ایسے سادہ لوح جیسے ہمارے پہلے ماباپ آدم و حوا تھے جنہوں نے شیطان رجیم کے چکنے چپڑے الفاظ میں آکر اپنے خالق کو فراموش کر دیا بس یہی خیال آپ اڈیٹر الحق کی بابت بھی کریں کہ وہ بھی بعض لوگوں کی انشا پردازی اور چرب زبانی کی داد دیتا دیتا اپنے خالق اور نجات دہندہ کو فراموش کر بیٹھا تھا مگر خدا جانتا تھا کہ یہہ صرف کسی کی فریب آمیز باتوں میں آگیا ہے جو ظاہر شکر مگر در اصل حنظل ہیں بس خدا نے ایسے سامان بہم کئے کہ اس بندہ ناچیز کو اپنے در کی غلامی عطا کی خدا اسکو اسکی توفیق دے آمین +

قرآن کی سورتوں پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نگاہ

سورہ بقر آیت ۱۴۰ "ہم خدا کے رسولوں میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے" ایسا ہی مضمون اس سورہ کے آخری حصہ یعنے آیت ۲۸۵ میں بھی ہے مگر جب سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۶ کو پڑھتے ہیں تو وہاں لکھا ہے کہ "بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے" پھر سورہ بقر ہی کی ۲۵۴ آیت میں صاف لکھا ہے کہ اُن رسولوں میں بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے کوئی ان میں سے ہے جس سے خدا نے کلام کیا اور کسی کے ان میں درجے بلند کئے اور ایسا ہی ابن مریم کو ہم نے کھلے نشان دیئے اور روح القدس سے اسکی مدد کی" ان تمام مقاموں کو جب غور کرکے پڑھا جائے تو فوراً ایک دوسرے کا نقیض معلوم ہوتے ہیں آیت ۱۴۰ میں قبلہ کے اختلاف پر بحث ہے جہاں بتلایا جاتا ہے کہ خواہ محمد صاحب کوئی نشان اہل کتاب کو دکھائیں مگر وہ ہرگز اُنکے قبلہ کی طرف منہہ نہ کرینگے اور محمد صاحب کو ہدایت ہوتی ہے کہ وہ بھی اہل کتاب کے قبلہ کے تابع نہ ہوں اس آیت سے اس سورہ کے لئے اسقدر مدد ضرور ملتی ہے کہ اس سورۃ کی تاریخ تصنیف کا پتہ لگائیں کیونکہ یہہ سورہ اُسی وقت میں نازل ہوئی ہوگی جب قبلہ کی بحث درپیش ہوگی اور اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن جس سلسلہ میں ترتیب دیا گیا وہ اُس سلسلہ میں نہیں ہے جس میں نازل ہوا" اور اگر

تو اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی آیات لاوے وہ تیرے قبلہ کے تابع نہ ہونگے اور تو انکے قبلہ کا تابع نہ ہوگا اور اُن میں سے بعض شخص بعض کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں اور اگر تو انکی خواہشوں کا تابع ہوگا بعد اسکے کہ تجھے علم حاصل ہو چکا ہی تو تو ظالموں میں سے ہوگا پھر آیت ۱۴۶ میں بیان ہوا کہ اہل کتاب محمد صاحب کو اپنے بچوں کی مانند پہچانتے ہیں" جسکے معنے یہہ ہیں کہ اہل کتاب محمد صاحب سے ایسے ہی واقف ہیں جیسے اپنے بچوں کو بلا دقت پہچان لیتے ہیں یعنے انکی کتابوں میں انکی بابت لکھا ہوا ہی اسکو ہم سال گذشتہ میں اچھی طرح سے بتلا چکے کہ انمیں کچھ ایسا پایا نہیں جاتا۔

آیت ۱۵۶ میں عجب اندھیر ہی کہ سوا محمدیوں کے سب کے سب جہنم میں جھونک دیئے گئے۔ نہ یہودی کی رعایت ہی اور نہ نصرانی کی جو دیگر مقامات کے بالکل خلاف ہی +

آیت ۱۵۹ میں خدا کو شکر گذار بتلایا جاتا ہی مگر اسکا مقابلہ سورہ نسا ۴ ۱۴۷ آیت سے کرو اور سورہ تغابن آیت ۱۷ سے کرو +

پھر آیت ۱۶۵ میں ایک عجیب ذکر ہی اس میں اُن لوگوں پر طعن کیا گیا ہی جو اپنے باپ دادوں کے دین پر چلتے ہیں مثلاً لکھا ہی اور جب انہیں کہا جائے کہ جو خدا نے (محمد) پر نازل کیا تم اسکے تابع ہو جاؤ وہ کہتے ہیں کہ جن باتوں پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہی انہیں پر چلینگے بھلا کیا اُس حالت میں بھی کہ اُنکے باپ دادے نہ کچھ عقل رکھتے تھے اور نہ ہدایت یافتہ اس قسم کی آیات سورہ مائدہ- زخرف- لقمان میں بھی پائی جاتی ہیں- اکثر جب محمدیوں سے اس امر میں گفتگو ہوتی ہی تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہہ تو بت پرستوں کو خطاب تھا مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہی ضرور عام خطاب ہی بس اب کیونکر یہود اور نصاریٰ اس بات کو مان لیں کہ اُنکے باپ دادے عقل نہ رکھتے تھے- خود محمد صاحب اپنے کو اپنے باپ ابراہیم کے دین او[ر] سنت پر بتلاتے تھے- اس قسم کی آیات سے ضرور شبہ پڑتا ہی کہ کسی وقت محمد صاحب کچھہ خود ستائی کی بھی لیتے تھے اور اپنے اگلے کہے ہوئے کو فراموش ہی کر دیا کرتے تھے بارہا آپ نے کہا کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین اور یہہ کہ ہم ایمان لاتے ہیں جو تم پر نازل ہوا +

آیت ۱۶۸ میں جو چیزیں کھانا حرام ہیں انکا ذکر ہی اسکے ساتھہ ہی بیان کو سورہ مائدہ میں دیکھو +

آیت ۱۸۰ میں جو لوگ قرآن میں اختلاف ڈالتے ہیں وہ اس سے بھٹک گئے جدا ہیں۔ کیا بھی یہ بات ہی کہ وہ تو آپ سے اسکے متعلق سوال کریں کہ انکو اپنا دعوی سمجھاؤ اور آپ انکو جواب دیں کہ تم بھٹک گئے آجکل بھی اسلام کے حامی قرآن میں اکثر اختلاف کرتے ہیں اسکے معنوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اپنے اپنے مسائل کے لئے تاویلات کرتے ہیں اب وہ بھی بھٹک گئے یا دور اندھیرے میں جا پڑے یہہ تو کوئی جواب نہ ہوا بلکہ اسکا کوسنا کہتے ہیں خلیفوں نے جو قرآن کے اختلاف کی خاطر خون کی ندیاں بہائیں اور شیعہ اور سنیوں کا تفرقہ تو ضرب المثل ہے تو اس قول سے وہ بھی دور اندھیرے میں جا پڑے مگر پھر بھی وہ اپنے کو آپکا مرید بتلاتے ہیں کاشکہ وہ لوگ جلد اپنے آپ کو اس خطرے سے بچا لیں

آیت ۱۷۷ میں لکھا ہی کہ نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو لیکن نیکی یہہ ہی کہ آدمی خدا پر اور آخری دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر نبیوں پر ایمان لائے مال باوجود محبوب ہونیکے قرابتیوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور منگتوں کو دے۔ اب اس بیان کا مقابلہ اگر مقدس یعقوب کے خط سے کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس تعلیم اور مسیحی تعلیم میں کیا فرق ہی مقدس یعقوب بھی ان باتوں پر زور دیتے ہیں بڑی شرح اور بسط کے ساتھہ پس مسیحی کے لئے یہہ کوئی نیا طریق نہیں ہی اور نہ محمد صاحب اسکے مخبر ہو سکتے ہیں سچے مذہب کا یہی نشان ہی پس محمد یوں کی خصوصیت کیا ہی کہ انکے علاوہ سب لوگ عذاب ابدی میں مبتلا ہے جاتے ہیں اگر یہہ قرآن کے بیانات کا متضاد نہیں ہی تو اور کیا ہی +

پھر آیت ۱۷۸ میں الہی الہام اور انصاف کی تردید کر دی ہی یعنے خون کے عوض روپیہ سے چھٹکارا بتلایا ہی جیسا لکھا ہی۔ ای ایماندار و مقتولوں کا قصاص تم پر فرض ہو گیا ہی شخص آزاد کے بدلے شخص آزاد غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت پھر جسکو اسکے بھائی کی طرف سے کچھہ معاف ہوا ہو تو چاہئے کہ دستور کے موافق متابعت ہو اور اسکی طرف نیکی سے ادا کیا جائے دیکھئے کیسا اندھیر ہی موسی تو اور کچھہ شریعت دیں مگر یہاں جان کو ہلاک کرنا روپیہ پیسہ دیکر بچ جاتا ہی جو خود الہی الہام اور روبناوی انصاف کے بھی خلاف ہی۔ برخلاف اسکے اسلام سے مرتد ہونیکی سزا موت ہی مگر انسان کو قتل کرنا جو علم گناہ ہی یعنے گناہ کی بنائی ہوئی چیز کو برباد کرنا جو خود خدا کی صورت

امریکن مشن پریس لودیانہ - ایم - ڈائلی منیجر سنہ ۱۹۰۴ء

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۱۰ و ۱۱ | بابت ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۰۴ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ہم کو نہایت افسوس ہے کہ اکتوبر کا نمبر وقت پر نہ نکل سکا جسکا سبب یہہ ہوا کہ اکتوبر کا مسودہ جو مطبع والوں کو لکھکر روانہ کیا تھا اُس کی کاپی مطبع والوں نے لدھیانہ سے ۱۷ اکتوبر کو روانہ کی تھی مگر ہم کو جب کاپی ۲۵ اکتوبر تک وصول نہ ہوئی تو مطبع والوں کو لکھا اُن سے معلوم ہوا کہ کاپی روانہ ہو چکی مگر ہم کو آج ۴ نومبر تک کوئی کاپی وصول نہوئی لہذا مجبور ہو کر دوبارہ اکتوبر نمبر کے لئے مضمون نئے سرے سے لکھنا پڑا اور اسی کے ساتھ نومبر کا مضمون بھی پس دونوں نمبر اس مرتبہ بھی ایک ساتھ شائع کئے جاتے ہیں +

گذشتہ نمبر میں چند نہایت مکروہ غلطیاں مصحح کی بے پروائی سے پرچے میں رہگئی ہیں جن سے مضمون کچھہ بے معنی اسا ہو گیا ہے ہم اس وقت صرف صفحہ ۱۶ کی آخری سطر کو درست کر کے لکھے دیتے ہیں وہ سطر اصل میں یوں ہونا چاہئے :-

اُنسان کو قتل کرنا جو عظیم گناہ ہے یعنے خدا کی بنائی ہوئی چیز کو برباد کرنا جو خود خدا کی صورت پر بنائی گئی۔ اُسکی سزا ایسی خفیف ہے مگر یہہ قانون صرف محمدیوں کے لئے اگر کوئی غیر مسلم مسلم کو شہید کر دے تو اُسکی سزا بلا شبہ عمر میں اور ہی کچھہ ہے +

ڈاکٹر برخوردار خان صاحب مصنف رسالہ مسیح مصلوب خبر دیتے ہیں کہ چند نسخے اس رسالہ کے الحق کے ناظرین کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں پس جو صاحب اسکے مطالعہ کے شائق ہوں وہ پرنسپل صاحب ڈیوٹی اسکول لاہور کے پاس درخواست معہ قیمت ارسال کر کے رسالہ طلب کریں ۔

ہم نے گذشتہ ماہ میں الحق کے اُن خریداروں کے پاس جنہوں نے ابتک سال رواں کا چندہ ادا نہیں کیا بل ارسال کئے ہیں مگر بہت کم صاحبان نے ابتک اُسپر توجہ کی ہے اکثروں نے اجازت دی ہے کہ ماہ جنوری ۱۹۱۰ء کا پرچہ بصیغہ قیمت طلب پاکٹ ارسال کیا جائے اور اُسی سے قیمت سنہ رواں اور سال آئندہ وصول کیجائے پس اُن صاحبان کی خدمت میں حسب الارشاد عمل کیا جائیگا اور جن صاحبوں نے اسوقت تک کوئی جواب نہیں دیا اُن کے نام بھی ایسا پاکٹ روانہ ہوگا اور امید ہے کہ زر مطالبہ دیکر پاکٹ ڈاکخانہ سے وصول کر لیا جائیگا اور ہم کو مشکور ہونے کا موقع دیا جائیگا ۔

چونکہ سال قریب اختتام ہے لہذا ہم یاد دلانا چاہتے ہیں کہ سچی احباب ہماری ہمت بڑھائیں اور اسکے دو طریقے ہیں اول اگر خریدار نہ ہو تو خریدار ہوں اور خریدار ہیں وہ زاید پرچے خرید کریں ۔ دوم دوسرے احباب کو ترغیب دیں کہ وہ بھی خریدار ہوں اور نیز محمدی احباب کو آمادہ کریں کہ وہ اس پرچہ کو پڑھیں ۔

اسی کے ساتھ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ جو صاحبان اگلے سال پرچہ خریدنا نہ چاہیں وہ بھی ہم کو اس پرچہ کے پہنچتے ہی مطلع فرمائیں تاکہ اُن کے نام پرچہ روانہ نہ کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ سال رواں کا چندہ فوراً ادا کر دیں دُنیا کے کل کام روپیہ ہی سے چلتے ہیں اور ہم کو بھی مطبع والوں کا حساب ادا کرنا ہے امید ہے کہ ہمارے ناظرین ہماری ان گذارشوں پر لحاظ کر کے ہم کو مایوس نہ کرینگے ۔

جیسا ہم اوپر بیان کر چکے کہ اکتوبر نمبر کا مسودہ ڈاک والوں کی بے پرواہی سے تلف ہو گیا لہذا ہم کو دوبارہ اُسکا مضمون لکھنا پڑا اُس نمبر میں ہم نے ایک مہربان دوست کی فرمائش سے ایک مضمون لکھا تھا جو لفظ استغفار پر تھا چونکہ ہمارے دوست نے ہم کو خبر دی تھی کہ

بنگالہ میں اس بات کا چرچا ہے کہ استغفار کے معنی ہرگز گناہوں سے معافی مانگنے کے نہیں ہیں مگر ہم کو نہایت تعجب ہوا کیونکہ قرآن میں جہاں جہاں لفظ استغفار آیا ہے وہاں اُس کے معنی یہی ہیں۔ اور یہہ بحث عرصہ ہوا کہ کلکتہ کے اخبار ایی فینی میں طے ہو چکی تھی مگر نہ معلوم کیونکر لوگ جرأت کرتے ہیں کہ اس سے انکار کریں کہ استغفار کے معنی گناہوں سے معافی مانگنے نہیں ہیں۔ پس ہم نے اپنے مضمون میں استغفار جسکا مادہ غفر ہے اسکے وہ کل مشتقات جسقدر قرآن میں درج ہوئے اُن سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا ہر مشتق کے لئے ایک ایک حوالہ قرآن سے دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور لفظ استغفار گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مگر افسوس وہ مضمون جو ہم نے بڑی عرق ریزی اور تحقیق سے لکھا تھا وہ گم ہو گیا اور ہمارے پاس اُس کی نقل موجود نہیں پس ہم اُسی مضمون کو پھر لکھتے ہیں مگر زیادہ اختصار کے ساتھ ہم یہہ مانتے ہیں غفر جس سے لفظ استغفار بنا اُس کے معنی ڈھانکنے کے ہیں مگر ڈھانکنا بھی مرادف ہے گناہوں کو معاف کر دینا حضرت داؤد فرماتے ہیں "مبارک ہے وہ جسکا گناہ بخشا گیا اور خطا ڈھانپی گئی" ہم کو اُمید ہے کہ ہمارے محمدی احباب ضد کو کام میں نہ لائینگے بلکہ انصاف کر کے جو بات سچ ہے اُس کے قبول کرنے سے دریغ نہ کرینگے +

استغفار

لفظ	کتنے مرتبہ قرآن میں آیا	کن معنوں میں	ایک مقام کا حوالہ
غُفْرَان	ایک مرتبہ	بخشش	سورۃ بقر آیت ۲۸۵
غَفَرَ	۲ مرتبہ	بخشا اُس نے	سورۃ یس آیت ۲۶
غَفَرْنَا	۱ مرتبہ	بخشا ہم نے	سورۃ ص آیت ۲۴
غَفَّار	۵ مرتبہ	نہایت بخشنے والا	سورۃ مومن آیت ۴۵
غَفُور	۹۱ مرتبہ	معاف کرنیوالا	سورہ حم سجدہ آیت ۳۲

لفظ	کتنے مرتبہ قرآن میں آیا	کن معنوں میں	ایک مقام کا حوالہ
تَغْفِرُوْا	ایک مرتبہ	معاف کر دیتے ہو تم یا بخشش کرتے ہو تم	سورۃ تغابن آیت ۱۴
اِغْفِرْ	۱۷ مرتبہ	بخش تو	سورۃ عمران آیت ۱۴۱
مَغْفِرَۃٌ	۲۸ مرتبہ	معاف کرنا	سورۃ ہود آیت ۱۴
غَافِرْ	ایک مرتبہ	وہ جو معاف کرے	سورۃ مومن آیت ۲
غَافِرِیْنَ	ایک مرتبہ	بخشنے یا معاف کرنیوالے	سورۃ اعراف آیت ۱۵۴
نَغْفِرْ	۲ مرتبہ	ہم چھپاتے یا معاف کرتے ہیں	سورۃ بقر آیت ۵۵
یَغْفِرُوْنَ	ایک مرتبہ	معاف کرتے ہیں	سورۃ شوریٰ آیت ۳۵
یَسْتَغْفِرْ	۲ مرتبہ	معافی چاہتا ہے	سورہ کہف آیت ۱۱۴
یَسْتَغْفِرُوْنَ	۵ مرتبہ	معافی چاہتے ہیں	سورۃ انفال آیت ۳۳
یُغْفَرُ	ایک مرتبہ	معاف کیا جائیگا	سورۃ انفال آیت ۳۹
مُسْتَغْفِرِیْنَ	ایک مرتبہ	معافی چاہنے والے	سورۃ عمران آیت ۱۵
اِسْتِغْفَار	ایک مرتبہ	معافی مانگنی	سورۃ توبہ آیت ۱۱۵
اِسْتَغْفِرُ	۲ مرتبہ	میں معافی چاہونگا	سورۃ یوسف آیت ۹۹
اِسْتَغْفِرْ	۹ مرتبہ	معافی مانگ	سورۃ توبہ آیت ۸۱
اِسْتَغْفَرْتَ	ایک مرتبہ	تونے معافی چاہی	سورۃ منافقین آیت ۶
اِسْتَغْفَرُوْا	۲ مرتبہ	انہوں نے معافی چاہی	سورۃ عمران آیت ۱۲۹
اِسْتَغْفِرُوْا	۹ مرتبہ	معافی مانگو	سورۃ ہود آیت ۳
اِسْتَغْفِرِیْ	ایک مرتبہ	معافی مانگ (اے عورت)	سورۃ یوسف آیت ۲۹
یَغْفِرُ	۱۳ مرتبہ	معاف کرتا ہے وہ	سورۃ نساء آیت ۵۱
یَغْفِرْ	۲۰ مرتبہ	بخشیگا	سورۃ احقاف آیت ۳۰
تَغْفِرْ	۴ مرتبہ	بخش دے	سورۃ مائدہ آیت ۱۱۸
یَغْفِرُوْا	ایک مرتبہ	بخش دیویں	سورۃ جاثیہ آیت ۱۳

ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ غفر کے مشتقات کی ہر شکل کو اس نقشہ میں درج کر دیں لیکن ممکن ہے کہ کوئی شکل رہ گئی ہو مگر ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ سوا ان معنوں کے جو اس نقشہ سے ظاہر ہیں اور کوئی معنی قرآن میں ان کے نہیں آئے جس کا جی چاہے قرآن کو کھولکر دیکھ لے اور مفسرین نے بھی انکے یہی معنی لئے ہیں اور عربی کے علم میں بھی ان الفاظ کے یہی معنی ہیں احادیث میں بھی یہی معنی ہیں - ایک گذارش اور بھی ہے کہ جو تعداد نمبر ہم نے دیا ہے وہ آیتوں کے لحاظ سے ہے کہ اسقدر آیتوں میں پایا جاتا ہے اکثر الفاظ ایک ہی آیت میں مکرر سہ کرر بھی آئے ہیں لہذا اس کا خیال رہے ہم اس پر کوئی مباحثہ کرنا نہیں چاہتے کیونکہ ہم کو خوب معلوم ہے جو لوگ اس امر میں کچھ کہتے ہیں وہ یا تو علم عربی سے ناواقف ہیں یا صرف کٹھ ملاؤں کے بلائے سے بولتے ہیں - انکے نزدیک نبی کا معصوم ہونا ضروری امر ہے مگر ہم بار بار کہتے آئے کہ کسی نبی کے لئے معصوم ہونا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ خدا کے وہ مقرب بندے جنکا ذکر ہم عہد قدیم میں پڑھتے ہیں وہ بھی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور پھر بھی وہ نبی تھے دیکھئے حضرت داؤد کیا فرماتے ہیں - اے خدا اپنی رحمت کے مطابق مجھپر شفقت کر اپنی رحمتوں کی کثرت کے موافق میرے گناہ مٹادے - میری برائی سے مجھے خوب دھو اور میری خطا سے مجھے پاک کر - کہ میں اپنے گناہوں کو مان لیتا ہوں اور میری خطا ہمیشہ میرے سامنے ہے میں نے تیرا ہی گناہ کیا ہے اور تیرے ہی حضور بدی کی ہے تاکہ تو اپنی باتوں میں صادق ٹھہرے اور جو تو عدالت کرے تو تو پاک ظاہر ہو - دیکھ میں نے برائی میں صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھ میری ماں نے مجھے پیٹ میں لیا - دیکھ تو اندر کی سچائی چاہتا ہے سو باطن میں مجھ کو دانائی سکھلا - زوفا سے مجھے پاک کر کہ میں صاف ہو جاؤں مجھ کو دھو کہ میں برف سے زیادہ سفید ہوؤں - مجھے خوشی و خرمی کی خبر سنا کہ میری ہڈیاں جنہیں تو نے توڑ ڈالا شادمان ہوں میرے گناہوں سے چشم پوشی کر اور میری ساری برائیاں مٹا ڈال اے خدا میرے اندر ایک پاک دل پیدا کر اور ایک مستقیم روح میرے باطن میں نئے سر سے ڈال مجھکو اپنے حضور سے مت ہانک اور اپنی پاک روح مجھ سے نہ نکال اپنی نجات کی شادمانی مجھ کو

پھر عنایت کر اور اپنی آزاد روح سے مجھ کو سنبھال تب میں خطا کاروں کو تیری راہیں سکھلاؤنگا اور گنہگار تیری طرف رجوع کرینگے - اے خدا میرے نجات دینے والے خدا مجھے خون کے گناہ سے رہائی دے کہ میری زبان تیری صداقت کے گیت بلند آواز سے گائے"۔

اب اگر کوئی یہودی یا عیسائی یہہ کہنے لگے کہ اس میں تو گناہ کا کہیں اقرار نہیں ہے یہہ تو صرف عادت کے مطابق اپنے آپ کو خدا کے سامنے عاجز کرنا ہے تو کیسی بے معنی ہوگی پھر جب ہم داؤد کے اس بیان کو تواریخ کے ساتھ ملاتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خون کا مرتکب ہوا گو اُس نے خود خون نہیں کیا مگر اُسی کے ایما سے ایسا ہوا اور اُس کے علاوہ اُس نے دوسرے کی عورت کو لے لیا اسی کا اقرار یہہ اُس نے کیا اور خدا سے منت اور زاری کی اور جب اُس کی دعا قبول ہوگئی تو بڑی خوشی سے اور زندہ دلی سے خدا کا شکر کرتا ہے اور یوں خدا کی حمد کرتا ہے - مبارک ہے وہ جسکا گناہ بخشا گیا اور خطا ڈھانپی گئی - مبارک ہے وہ آدمی جسکے گناہوں کو خداوند حساب میں نہیں لاتا اور جس کے دل میں دغا نہیں - جب میں چپ رہا تو میری ہڈیاں سارے دن کراہنے کراہنے گل گئیں کیونکہ تیرا ہاتھ رات دن مجھپر بھاری تھا میری تراوت گرمیوں کی خشکی سے مبدل ہوئی - میں نے تجھ پاس اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور میں نے اپنی بدکاری نہیں چھپائی - میں نے کہا میں خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کرونگا - و تو نے میری بدذاتی کے گناہ کو بخش دیا - اسلئے ہر ایک جو دیندار ہے اُس وقت جس میں تو مل سکتا ہے تجھ سے دعا مانگیگا یقیناً جو بڑے پانیوں کے سیلاب آئیں وہ اُسے نہ پہنچینگے" اب غور کا مقام ہے کہ ان دونوں بیانوں میں کیسا ربط ہے پہلے میں اپنے گناہ اور گناہ بھی ایسا جسکو خود داؤد بدذاتی کا گناہ لکھتا ہے اُسکا اقرار اور نیز یہہ کہ جب تک اُس نے اقرار نہ کیا وہ بڑا بے چین رہا وہ خود کہتا ہے کہ "جب میں چپ رہا تو میری ہڈیاں سارے دن کراہنے کراہنے گل گئیں" پس اب کون ہے جو داؤد کے ان الفاظ سے وہی معنی نہ لیگا جو اُس کے بیان سے ظاہر ہوتے ہیں - پس اسی طرح جب قرآن میں کسی کی طرف سے استغفار ہونا ثابت ہو خواہ وہ کوئی ہی کیوں نہ ہو ضرور یہی کہا جائیگا کہ اُسکو اپنے گناہ کا بوجھ بھاری

معلوم ہوتا ہے اس لئے خدا کی رحمت کا آسرا پکڑ اسکے لئے استغفار کرتا ہے۔ یا خود خدا ایسی ہدایت کرتا ہے کہ بندہ استغفار کرے۔ چونکہ ہم کو اس بات پر کوئی مباحثہ کرنا ضرور نہیں اسلئے دوستانہ یہہ چند سطریں تحریر کیں کہ لوگ حق کی طرفداری کریں اور ناحق کو چھوڑ دیں

~~ہم نے گذشتہ نمبر میں وعدہ کیا تھا کہ ... ڈاکٹر ... صاحب کی کتاب ... ناظرین کو ... ہم اس نمبر سے اس کا ایک سلسلہ قائم کرتے ہیں ... بابجا ری رکھینگے ... صاحب ... پاک کلام کی ... اس طرح شروع کرتے ہیں~~ (۱) ایک ملاں صاحب کسی مشنری سے یوں گویا ہوئے کہ مجکو تم عیسائیوں کی حالت پر ترس آتا ہے کہ تم بیچاروں کے پاس اب کوئی پاک کتاب باقی نہیں رہی ہے جس سے ملاں صاحب کی غرض یہہ معلوم ہوتی ہے کہ عہد عتیق اور جدید میں بہت کچھہ تصرف ہو گیا ہے لہذا قابل اعتبار یا لائق توجہ نہیں رہیں۔ ایک زمانہ گذرا کہ یہہ اعتقاد قریب قریب ہر محمدی کا تھا بلکہ اب تک ہندوستان سے باہر محمدی کا ایسا ہی ایمان معلوم ہوتا ہے مگر ہندوستان میں علمائے محمدیہ اس بات کو مانتے ہیں کہ جو کتابیں اس وقت ہمارے پاس ہیں وہ ایسی ہی درست ہیں جیسا کہ وہ محمد صاحب کے زمانہ میں موجود تھیں۔ ان علمائے محمدیہ پر سرولیم میور ڈاکٹر فانڈر اور مولوی صفدر علی کی تحریروں کا اثر پڑا ہے اور علاوہ انکے دیگر ایسے ہی مباحثہ کی کتابیں اس خیال کی ممد ہوئی ہیں۔ مگر بعض بھی ہندوستان کے جہلا بالعموم وہی پرانا دقیانوسی اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ یہود اور عیسائیوں نے پاک کلام میں تحریف کی ہے اور اسکے ثبوت میں یہہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن نے بھی تحریف کا ذکر کیا۔ بعض ایک دوسرا حیلہ تراشتے ہیں کہ خداوند مسیح جب آسمان کو صعود کر گیا تو انجیل یعنے نئے عہد کو اپنے ساتھہ ہی آسمان پر لے گیا پس اسکا صحیح نتیجہ یہہ ہوگا کہ انکا کہنا یہہ ہے کہ جو انجیل اب عیسائیوں کے پاس موجود ہے وہ ہرگز وہ نہیں ہے جو آسمان سے ابن مریم پر نازل ہوئی تھی۔ اب اگر کوئی اس آخری بات کا مدعی ہو تو سیدھا جواب یہی ہے کہ (۱) نہ قرآن میں اور نہ کسی معتبر حدیث میں ایسا

ذکر ہوا ہے کہ یعنی اپنے ساتھ آسمان پر انجیل کو لے گئے (۲) یہہ بیان محض تمہارا اپنا ہی جس کے لئے ہمارے پاس کوئی شہادت نہیں ہی چونکہ تم مسیح کے زمانہ اُس کے صعود کے وقت حاضر نہ تھے پس تمہاری شہادت قابل سماعت نہیں ہی۔ (۳) یہہ بات ثابت ہی کہ خداوند مسیح کے صعود کے وقت انجیل جسکی منادی خود اُس نے اور اُس کے شاگردوں نے کی وہ کسی شکل میں موجود نہ تھی صرف لوگوں کے گوشتین دلوں پر لکھی ہوئی تھی پس اس حالت میں کہا جانا ~~کہ مسیح~~ آسمان پر لے گئے اور اس کا اُس وقت موجود نہ ہونا ٹھیک ایسا ہی تھا جیسا محمد صاحب کی موت کے وقت قرآن موجودہ شکل میں موجود نہ تھا بلکہ اُنکی موت کے بعد جمع کیا گیا۔ پس یہہ کہنا کہ انجیل کو آسمان پر لے گئے ایسا ہی مہمل ہوگا جیسا کوئی قرآن کی نسبت کوئی ایسا ہی دعویٰ کرے اگر ہم ہی ایسا دعویٰ قرآن کی نسبت تمہارے سامنے کریں تو تم اسپر ہنسو گے اور فوراً عربی کا قرآن ثبوت میں پیش کر دو گے۔ پس اسی طرح ہم بھی تمہارے بادِ ہوائی اعتراض کا جواب اصل زبان میں انجیل دکھا کر دیتے ہیں کیونکہ مثل مشہور ہی شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ (۴) جس طرح محمد صاحب کے اصحاب نے محمد صاحب کے فرمائے ہوئے لفظ یاد رکھے اور مابعد اُس مجموعہ کو زید بن ثابت نے ترتیب دیا۔ اسی طرح اناجیل یعنی چار صورتوں میں مسیح کے صعود کے بعد ضبط تحریر میں آئیں نہ کہ قبل از صعود (۵) لفظ انجیل جو یونانی ہیں دراصل ایونجیلیان ہی اُس کے معنے ہیں خوشخبری۔ اور اُس خوشخبری کو مقدس یوحنا ۳:۱۶ میں اس طرح ذکر کرتے ہیں "کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (۶) ہم کو اس سے بڑی مسرت ہی کہ محمدی اسبات کے مقر ہیں کہ انجیل عیسیٰ پر نازل ہوئی اور قرآن صاف صاف لکھتا ہی کہ یہہ خدا کی طرف سے انسان کو نور و ہُدا کے لئے دی گئی۔ پس جب قرآن کا یہہ بیان ہو تو محمدیوں کا یہہ اعتراض محض قیاس مع الفارق ہی کہ خدا جو تمام دانائی کا سرچشمہ ہی وہ اس بات سے بخوبی واقف ہی کہ انسان تو زمین پر ہیں نہ کہ آسمان میں کیونکر وہ علیم ایسی فاش غلطی کریگا کہ انجیل کو تو آسمان پر اُڑا لیجائے اور انسانوں کو زمین پر

چھوڑ دے کیونکہ یہہ تو محض انسانوں کی ہدایت اور نور کے لئے نازل ہوئی تھی - (۷) پھر بھی
قرآن اسبات کو صفائی سے ظاہر کر رہا ہے کہ خود محمد صاحب کے زمانہ میں انجیل زمین ہی پر تھی
ورنہ قرآن ایسی کثرت اور صفائی سے اسکی طرف رجوع نہ کرتا۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے
لئے اسکو مان لیں کہ بائبل جواب ہمارے پاس ہے وہ محرف اور ناکارہ ہے تو یہہ لاجواب
اعتراض محمدیوں پر وارد ہوگا کہ بتلاؤ کہ کب کتاب مقدس محرف ہوئی آیا محمد صاحب کے
قبل یا بعد - قبل محمد صاحب -
مسیحی - غالباً آپکے یہہ معنی نہ ہونگے کیونکہ آپ محمدی ہیں آپ جانتے کہ اگر
آپ تسلیم کریں کہ محمد صاحب کے قبل کتاب مقدس تحریف ہوئی تو گویا آپ خود محمد صاحب
کی تکذیب کر کے انکو جھوٹا اُستاد بتاتے ہیں اور قرآن کو گویا جھوٹا اور جعل سازی ثابت
کرنا چاہتے ہیں اور یہی کچھ محمد صاحب کے زمانہ کے بُت پرست عرب بھی کرتے تھے۔

محمدی کیونکر؟

مسیحی - اس طرح کہ قرآن جس کی نسبت محمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ انکو خدا کیطرف سے
مقرب فرشتے جبرئیل کی معرفت ملا اسبات کی شہادت دیتا ہے کہ اُس زمانہ میں جو کتابیں
مسیحی اور یہودیوں کے درمیان موجود و مروج تھیں وہ اصلی اور مستند تھیں اور نیز
یہہ کہتا ہے کہ قرآن کے نازل ہونے کی علت غائی اگلی کتابوں کی تصدیق اور محافظت
کرنا ہے - دیکھو سورہ مائدہ آیت ۵۲ پس اگر کتاب مقدس محمد صاحب کے قبل محرف ہو چکی
تھی تو ضرور لازم آئیگا کہ یہہ باور کریں کہ محمد صاحب با نود یدہ دانستہ یا لاعلمی سے اُن
لوگوں کو جو انپر ایمان لائے تھے گمراہ کر رہے تھے اور اگر قرآن کسی ایسی کتاب کی تصدیق
کرے تو کیونکر آپ یقین کرنے پا کر سکتے ہیں کہ قرآن خدا علیم کی طرف سے نازل ہوا ہے؟

(۵) محمدی - لیکن آپ عیسائی بھی تو قرآن کو مانتے نہیں پھر آپ کا کیا حق ہے کہ اپنی کتابوں کی
مدافعت میں اُس سے سند پکڑیں جب آپ اُس پر ایمان نہیں رکھتے تو اپنی کتابوں کے
حق جانچنے کے لئے اسکی شہادت پر کیوں زور دیتے ہو؟

مسیحی۔ ہم تو اسکی شہادت پر مطلق سہارا نہیں رکھتے مگر آپ اُس کے قائل ہیں چونکہ آپ اور کسی ثبوت کو قابل سماعت نہیں جانتے اِس لئے آپ ہی کی مصدقہ کتاب سے ثبوت دیتے ہیں اور بحیثیت محمدی ہونے کے آپ پر فرض ہے کہ آپ اسکو قبول کریں۔ آپ کا یہہ فرمانا کہ کتاب مقدس محمد صاحب کے قبل تحریف ہوئی بالکل قرآن کا نقیض ہے اب آپ فرمائیں کہ ہم اسکو باور کریں؟

محمدی۔ مگر قرآن ہرگز یہہ نہیں کہتا کہ محمد صاحب کے زمانہ میں بائبل بلا تحریف پائی جاتی تھی+

مسیحی۔ تو مہربانی کر کے مفصلہ ذیل چند آیتوں کے معنی سمجھا دیجئے اگرچہ اور بہت سی آیتیں بھی پیش کیجا سکتی ہیں مگر [illegible]

سورہ بقر آیت ۷۰ سورہ عمران آیت ۸۰ سورہ نسار آیت ۵۰ و ۱۳۵ سورہ مائدہ آیت ۴۷-۵۰-۵۱-۵۲-۷۰-۷۲ سورہ اعراف آیت ۱۲۸ سورہ یونس آیت ۹۴ سورہ نبیا آیت ۴۹۔ اب ان آیتوں میں سکھلایا جاتا ہے کہ توراۃ اور انجیل اُس زمانہ میں اہل کتاب کے پاس موجود تھیں اور یہہ کہ وہ کتابیں خدا کیطرف سے نازل ہوئی ہیں نیز کہ انکا مطالعہ بڑے غور سے کیا جاتا تھا بائبل کو کلام خدا کہا اور شریعت کو لفظ فرقان سے تعبیر کیا ہے اور یہی لفظ فرقان آپ خود قرآن کی بابت اعلیٰ معنوں میں قبول کرتے ہیں اب کیا آپ کی بات ان حوالوں کے مطابق ہو سکتی ہے کہ محمد صاحب کے قبل بائبل تحریف کی گئی؟ اگر اب بھی آپ وہی کہے جائیں تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ پھر محمد صاحب کو حکم ہوتا ہے کہ اہل کتاب سے کہیں کہ قرآن کو قبول کریں کیونکہ یہہ اُن کی اُن کتابوں کی جو اُن کے پاس ہیں تصدیق کرتا ہے؟ پھر کیوں اُن کو ہدایت ہوتی ہے کہ محمدیوں کو حکم دیں کہ اگلی کتابوں یعنے توراۃ اور انجیل پر بھی مثل قرآن ایمان لائیں؟ پھر اہل کتاب کے لئے اگر وہ اُس کتاب پر چلیں کیوں اُن کے لئے اجر کا وعدہ ہے؟ پھر کیوں اُن کو تنبیہ کیجاتی ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اُن کی کل اُمیدیں بے بنیاد ہیں؟

سورہ مائدہ کی آیات ۵۰-۵۱-۵۲ اور ۷۲ سے صاف ظاہر ہے کہ انکے پاس اسوقت تک شریعت اور انجیل موجود تھی اہل انجیل کو حکم ہوتا ہے کہ محمد صاحب کے دعاوی کا موازنہ خدا اُس الہام سے کریں جو انجیل میں ہے پس اگر انجیل تحریف ہو گئی تھی تو کیونکر ایسا حکم دیا جا سکتا تھا؟ اب آپ غور کرلیں کہ اُس بائبل پر جیسی وہ محمد صاحب کے دنوں میں موجود تھی حملہ کرنے سے آپ اُس کا تو کوئی نقصان نہیں کر سکتے مگر ہاں قرآن اور محمد صاحب پر جو آپ کا ایمان ہے اُس سے ہاتھ دہونا ہوگا۔ پرائے شگون کیلئے اپنی ناک کاٹنا اِسی کو کہتے ہیں +

محمدی - مگر جناب قرآن تو خود ہم کو بتلاتا ہے کہ کم سے کم شریعت محمد صاحب سے قبل تحریف ہو چکی تھی مثلاً ذیل کے مقامات کو ملاحظہ فرمائیں۔ سورہ بقر آیت ۳۹-۵۶-۷۰-۷۳-۷۴-۱۰۴ سورہ عمران آیت ۷۴-سورہ نسار آیت ۴۸ سورہ مائدہ آیت ۴۵ سورہ اعراف آیت ۱۶۲ +

مسیحی - سورہ بقر اور عمران کی اکثر آیتیں جو آپ نے پیش کیں ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہود کے پاس توراۃ بلا کسی رد و بدل کے موجود تھی ورنہ قرآن کیونکر یہ کہہ سکتا کہ وہ کتاب کی نقل کرتے ہیں، یا وہ کیونکر جان سکتے یا سچ کو پوشیدہ کر سکتے جبکہ توراۃ آپکے خیال کے مطابق تحریف ہو چکی تھی؟ پھر وہ کیونکر سچ کو جھوٹ کا لباس پہنا سکتے تھے یا اُسکو کم داموں پر فروخت کر سکتے تھے یا لفظوں اور حروف کو اپنے ٹھکانے سے ہٹا سکتے تھے جبکہ اُن کے پاس توراۃ اصلی حالت میں موجود ہی نہ تھی۔ بلکہ آپ کی اُن کل پیش کردہ آیات سے ہرگز وہ معنی پیدا نہیں ہوتے جو آپ باور کرایا چاہتے ہیں بلکہ بالکل اُس کے برعکس اور ان کا حرف حرف ہمارے بیان کی تائید کرتا ہے۔ سورہ بقر کی آیت ۵۶ اور اعراف کی آیت ۱۶۲ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کے زمانہ میں چند نابکار یہودی ایسے تھے جنہوں نے اُن الفاظ کو جو خداوند تعالیٰ نے فرمائے تھے غلط تلفظ کرکے اُس کے معنے بدل دیئے جسکا اُنکو فوراً خمیازہ اُٹھانا پڑا پھر بھی اُن لوگوں پر تحریف کتاب کا ہرگز الزام نہیں لگایا گیا۔ پھر اگرچہ

بعض یہود کی بابت دو مرتبہ خود محمد صاحب کے زمانہ میں یعنی اُن سے قبل یہہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ الفاظ کو انکے ٹھکانوں سے ہٹاتے ہیں۔ مگر ایسا الزام مسیحیوں پر ہرگز لگایا نہیں گیا ہے۔

ب۔ اگر آپکی خاطر ہم مان بھی لیں کہ آپکا یہہ اعتراض شریعت ہی پر تمام ہوتا ہے نہ کہ انجیل شریف پر۔ مگر مشہور اور مستند مفسرین جو بیان کرتے ہیں کہ اس کے معنی یہہ ہیں کہ بعض احکام شریعت میں موجود تھے اور یہہ لوگ اس سے بخوبی آگاہ تھے کہ اُس میں موجود ہیں۔ اسی کے متعلق ایک حدیث بھی موجود ہے کہ جب خیبر میں یہود سے پوچھا گیا کہ کیا توراۃ میں زنا کے لئے سزائے رجم کا حکم ہے باوجود اس کے کہ وہ حکم توراۃ میں تب بھی موجود تھا اور اب بھی ہے مگر اُنہوں نے صاف انکار کر دیا۔ پس اُنپر متن کے تبدیل کرنیکا الزام ہرگز لگایا نہیں گیا۔ کیونکہ وہ آیات جنپر بحث تھی وہ اسوقت توراۃ میں جو خود اُن کے پاس اور ہمارے پاس موجود ہے پائی جاتی ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ہرگز کوئی تحریف نہیں کی اور نہ اُن آیات کو خارج کر دیا۔ اس سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ جو الزام قرآن نے ان یہود کو دیا کہ وہ سچ کو جانکر چھپاتے ہیں یعنی وہ اصل حکم موجود تھا اور اب بھی ہے اور وہ جانتے بھی تھے مگر صاف انکار کر دیا۔ یا جیسا کہ امام رازی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی زبان سے پڑھنے میں تبدیلی کی۔ (سورہ عمران ۷۲) نہ در اصل متن میں۔ امام رازی ایک اور نہ تشریح اسکی یوں کرتے ہیں کہ یہود محمد صاحب سے سوالات کیا کرتے تھے اور اُن کے جوابات جو اُن کو ملتے تھے اُن کو غلط طور سے لوگوں میں مشہور کرتے تھے۔ پس اگر یہہ درست ہو تو یہہ کہنا کہ لفظوں کو ٹھکانوں سے ہٹاتے ہیں صرف محمد صاحب کے الفاظ کے لئے ہے نہ کہ توراۃ کے لئے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ قرآن میں ایک رتی بھر ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ کتاب مقدس محمد صاحب کے زمانہ کے قبل تحریف ہوئی +

محمدی۔ بہتر اگر بائبل محمد صاحب کے قبل تحریف نہ ہوئی ہو تو ضرور اُن کے ہوتے ہوئے تحریف ہوئی جیسا کہ بعض آیتیں جو میتے اور پیش کیں صفائی سے ثابت کرتی ہیں +

مسیحی۔ آپکا یہہ کہنا خود آپکے مستند اور سربرآوردہ مفسرین کے خلاف ہے پس آپکا

مباحثہ اُنکے ساتھہ ہی نہ کہ ہمارے ساتھہ ۔ مگر آپ اسقدر خوب یاد رکھیں کہ قرآن اس بات کا مدعی ہی کہ وہ محض اس لئے نازل ہوا کہ اپنے ماقبل کی الہامی کتابوں کی تصدیق کرے اور اُنکا نگہبان رہے (دیکھئے سورہ بقر آیت ۳۸ سورہ نسا آیت ۵۰ سورہ مائدہ آیت ۵۰ سورہ عمران آیت ۷۵) محمدی کے لئے یہہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے کہ قرآن پر یہہ الزام لگائے کہ وہ محرفہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہی اور اس سے زیادہ عجوبہ یہہ کہ قبول کرے کہ قرآن کی نگہبانی کا اتنا بھی اثر نہ ہوا کہ خود محمد صاحب کے زمانہ ہی میں اُنکو تحریف ہونے سے بچا سکتا ۔

محمدی ۔ سابقہ کُتب کی تصدیق سے یہہ مراد ہی کہ قرآن انبیاء سابق کی اصل تعلیم سے متفق ہی اور محمد صاحب کی نبوت کی بابت پیشینگوئیوں کو ظاہر کرتا ہی یعنے وہ جو توراۃ اور انجیل میں مندرج تھیں ۔ پس ان تعلیمات کی محافظت کرکے قرآن نے اُنکی کتابوں کے نگہبان ہونے کا حق ادا کر دیا +

مسیحی ۔ یہہ تو جناب کی تاویل ہی ۔ لیکن اگر قرآن نے جیسا کہ ہم بتلا چکے اُن کتابوں کی جو یہود اور عیسائیوں کے پاس نہایت کثرت سے موجود تھیں تصدیق کی ۔ تو آپ یہہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ کتب مقدسہ اُسوقت یا اُسکے قبل محرف ہو گئی ہوں ۔ اور اگر واقعی قرآن نے بعض اُن آیات کا حوالہ دیا جو محمد صاحب کے دعویٰ کے لئے قاطع ہیں بائبل سے دیا تو کیا کافی شہادت اس بات کی نہیں ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ میں بائبل ہرگز محرف نہ تھی بلکہ لوگوں نے اس بات کا خواب بھی نہ دیکھا تھا +

محمدی ۔ اچھا جناب اگر کتب مقدسہ محمد صاحب سے پہلے یا خود اُنکے زمانہ میں محرف نہ ہوئیں تو ضرور اُن کے بعد محرف ہوئیں ۔ کیونکہ یہہ بات ظاہر ہی کہ جو کتابیں اُس وقت موجود تھیں وہ قرآن کے ساتھہ متفق تھیں مگر اب وہ اُسکے ساتھہ ہرگز اتفاق نہیں رکھتیں پس ہر شخص اسی سے سمجھہ سکتا ہی کہ وہ کتابیں ضرور محرف ہو گئی ہیں ۔ قرآن اکثر انہیں آیتوں میں جو جناب نے پیش کیں اس بات کا دعویٰ کرتا ہی کہ اُسکا الہامی ہونے کا بھی ثبوت ہی کہ

وہ بھی کتب مقدسہ سابقہ کے مطابق تعلیم دیتا ہی۔ ہر سمجھدار اسکو جا
کی کتب مقدسہ میں الہی ہی موافقت قرآن کے ساتھ نہ ہوتی تو وہ ہ
موجودہ زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل قرآن کی بعض نہایت ضرو
کرتی ہی محض اسی وجہ سے ہم انکے سچے اصلی ہونے میں تامل ہ
ہوتا ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ میں اگر ان کا وہ حال ہوتا جو ان کا آ
کی گنجایش نہ ہوتی کہ اُن کتابوں کو اپنی شہادت میں پیش کریں
مسیحی۔ بفرض محال اگر ہم قرآن کو الہام الہی مان لیں تو دیکھیں
کیا یہہ ممکن ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ کے بعد کتب مقدسہ میں تحریف ہو
یہہ سکھلاتا ہی کہ محمد صاحب پر اسکا نازل ہونا اس واسطے تھا کہ شر
کرے اور اسکو ہم اوپر ثابت بھی کر چکے۔ پر قرآن کا خود یہہ بیان
کو جو وہ بندوں کے لئے نازل کرتا ہی محفوظ رکھتا ہی دیکھو سو
بار بالتکرار اسبات کا ذکر کرتا ہی کہ خدا کا کلام کسی بشر کے بدلنے سے
سورہ انعام آیت ۳۵ و ۱۱۵ سورہ یونس آیت ۶۵ اور سورہ احقاف
محمدی۔ مگر لفظ ذکر یا ہدایت تو خود قرآن کا ایک نام او رخطاب
ہرگز بائبل پر چسپاں نہیں ہوسکتیں بلکہ یہہ قرآن کی بابت ہیں۔ اور
کرنے کو ہر وقت تیار ہیں کہ قرآن ہرگز بدلا نہیں سکتا +
مسیحی۔ بلاشک قرآن کے ناموں میں سے ایک نام اس کا ذکر
اس کا یہہ نام لیا جاتا ہی مگر خود قرآن نے یہی لفظ انہیں معنوں میں
دیکھئے سورہ انبیا آیت ۷ و ۴۹ یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہی
نہ صرف ذکر ~~نام انہیں ٹھیک جیسا کہ~~ الفرقان بھی خاص قرآن کا نام نہیں ہی بلکہ
جس کی بابت ہم کو بتلایا جاتا ہی کہ وہ موسی اور ہارون پر نازل ہوئی
کو جو سورہ حجر آیت ۹ میں ہوا بائبل اور قرآن دونوں کی نسبت قرار د

ہی کہ یہہ بیان سورہ مائدہ آیت سے بالکل مطابقت رکھتا ہی جس جگہہ ہم کو بتلایا جاتا ہی کہ قرآن بائبل کا نگہبان ہی- اور یہہ قول کہ خدا کے کلام کے تبدیل کرنے پر کوئی بشر قادر نہیں ہی عام ہی (پس) جسقدر یہہ قرآن سے نسبت رکھتی ہی اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ بائبل پر اسکا اطلاق ہو سکتا ہی پس قرآن کی کوئی خصوصیت نہ رہی- کیونکہ سورہ بقر آیت ۷۰ میں بائبل کو خدا کا کلام کہا گیا ہی- پس صحیح منطقی نتیجہ یہی ہی جو ہم نے نکال کر بتلایا اور جسکو علم کلام و منطق سے ذرا بھی مس ہوگا اسکو اسکے قبول کرنے سے ہرگز انکار نہ ہوگا وہ ضرور اس دلیل کو مان لیگا- اب اگر قرآن کے اقوال قابل اعتبار رہوں اور محمدیوں کے لئے کفر و ہیں تو صریح نتیجہ یہہ نکلیگا کہ چونکہ بائبل خدا کا کلام ہی لہذا وہ ہرگز تحریف نہیں ہو سکتا- اور اس بیان میں قرآن کا یہہ بیان بائبل کے بالکل مطابق ہی مثلاً دیکھو یسعیاہ ۴۰: ۸- ا پطرس ۱: ۲۴- مقدس متی ۵: ۱۸ و ۲۴: ۳۵ مقدس مرقس ۱۳: ۳۱ مقدس لوقا ۱۶: ۱۷ و ۲۱: ۳۳- محمدی لوگ اگرچہ بائبل پر شبہہ و ظن کرتے ہیں مگر اس بات کے قائل ہیں کہ جہاں اس کی تعلیم قرآن کے مطابق ہو تو قابل قبول ہی پس یہاں مطابقت بالکل ہی پھر کیوں نہ اسکو قبول کرو +

محمدی- کیا آپ کے پاس اس سے بہتر اور کوئی دلیل نہیں ہی جس سے آپ تمام محمدیوں کے اس عام اعتقاد کی تردید کریں کہ بائبل تحریف ہو گئی ؟

مسیحی- اوّل تو آپکا یہہ کہنا ہی سر تا پا غلط ہی کہ تمام محمدی اس بات کے قائل ہیں کہ بائبل میں تحریف ہوئی- متقدمین میں سے امام بخاری امام رازی اور شاہ ولی اللہ اور بہت سے لوگ اِثبات کو دعوی سے کہتے ہیں کہ بائبل میں ہرگز تحریف نہیں ہوئی +

متاخرین میں ہمارے ہی زمانہ میں علماء محمدیہ نے اس بات کو بڑے زور سے رد کر دیا ہی اور کتب مقدسہ کی بیحد قدر کرتے ہیں جیسا کہ ہم لفرض محال اگر تمام محمدی بھی دعوی کرتے کہ تحریف ہوئی تو کیا محض دعوی سے کوئی بات ثابت ہو جاتی- خود محمدی لوگ کسی صحیح حدیث کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہیں جبکہ وہ قرآن سے مطابق نہ کر سکیں- پس ایسا ہی کچھہ دعوی بائبل کے تحریف ہونیکی بابت بھی اگر کوئی کرے تو کیونکر

کوئی قبول کریگا جبکہ خود قرآن اُس دعوی کا مخالف ہو۔

محمدی۔ قرآن کے ماسوا جسکو آپ مانتے بھی نہیں اور کونسے دلائل آپکے پاس ہیں جن سے معلوم ہو کہ محمد صاحب کے زمانہ کے بعد سے بھی بائبل بالاتحریف ہے۔

مسیحی۔ آپ لوگ دو قسم کے دلائل پیش کیا کرتے ہیں یعنے عقلی و نقلی۔ ہمارے پاس بکثرت ہر قسم کے دلائل موجود ہیں ہیں اختصار کے ساتھ اُن میں سے ہر ایک بر کم چند بیان کرتا ہوں۔ اول عقلی۔

(۱) کونسے وجوہات ہوسکتے تھے جن کی وجہ سے یہود یا مسیحی اِن کتابوں میں تحریف کرتے۔ اگر آپ پاک کلام کے ان مقامات کا ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ کیسی سخت سزا ایسا کرنیوالوں کے لئے اُس میں مندرج ہے۔ مثلاً مکاشفات ۲۲: ۱۸ و ۱۹۔ اور پھر یہود کو حکم ہوتا ہے کہ ایسے گناہ سے پرہیز کریں مثلاً ملاحظہ کریں استثنا ۴: ۲ و ۱۲: ۳۲۔ امثال ۳۰: ۵ و ۶۔ اب اگر اہل کتاب ایسا کرتے (بشرطیکہ ایسا کرنے پر قادر ہوتے) کہ خدا کی کتاب میں تحریف کرتے اور پھر بھی اُسپر ایمان رکھتے اور وہی کتاب اپنی اولاد کو خدا کی کتاب بتلا کر میراث دیتے تو وہ گویا خود اور اپنی اولاد کو برباد کر رہے تھے اور اس ایسا کرنے میں اُن کا کوئی نفع ظاہرا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہہ بات بھی غور طلب ہے کہ محمد صاحب کے زمانہ سے بڑی مدت پہلے یہود اس بات کے عادی تھے کہ اپنے پاک نوشتوں کی اس طرح حفاظت کرتے تھے کہ اُن کے الفاظ اور حروف تک کو گن رکھتے تھے اور اب تک انکا یہہ دستور جاری ہے پس اب کیونکر اُنپر تحریف کا الزام لگ سکتا ہے۔

محمدی۔ وجوہات جو آپ دریافت کرتے ہیں سو انکا اور مسیحیوں کا تحریف کرنے کا بڑا مقصد یہہ تھا کہ محمد صاحب کی بابت جس قدر پیشگوئیاں اُن میں تھیں انکو نکال ڈالیں۔

واضح رہے کہ ڈاکٹر ٹسڈل کی کتاب سے جو ہم نے اوپر درج کیا وہ کوئی ترجمہ نہیں ہے بلکہ اُنکے خیالات کو ہم نے اُردو کا لباس پہنایا ہے پس اگر کوئی صاحب یہہ خیال کریں کہ یہہ اردو عبارت اصل انگریزی کے مطابق ہے سو نہیں ہے مگر مطلب البتہ وہی ہے جو اصل مصنف کا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم

نمبر ۱۲ | بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۴ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

یہہ سال کا آخری مہینہ ہے اور اس کے ساتھہ ہی الحق اپنے پانچویں سال کے دور کو پورا کرتا ہے اور جنوری ۱۹۰۵ء سے الحق چھٹویں سال میں قدم رکھیگا۔ ہم اپنے ناظرین معاونین اور بہی خواہوں کو مبارکباد دیتے ہیں ہم سب کو خداوند کریم کا لاکھہ لاکھہ شکر کرنا واجب ہے جس نے اس سال بھر ہم کو صحیح سلامت رکھا اور وقتاً فوقتاً اپنی بیش بہا برکتوں سے مالامال کرتا رہا۔ اگرچہ ہم نے بارہا اُس سے بغاوت کی۔ اُس سے سرکش ہوئے۔ اُسکو بارہا چھوڑ دیا مگر وہ رحمت اللعالمین ہر وقت و ہر گھڑی ہم کو اپنی رحمت سے مالامال کرتا رہا۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم بھی اپنی رزیل خصلتوں اور عادتوں سے کنارہ کش ہو کر اُس جلیل نام کا جلال ظاہر کریں جو ہمارا خالق و پروردگار ہے۔

ہم ناظرین الحق کو اطلاع دیتے ہیں کہ جناب منشی فضل مسیح صاحب (جنکا پہلا نام فضل حسین خان تھا) ایک عرصہ سے دین حق کی تلاش میں تھے اور رفتہ رفتہ اپنی تحقیقات سے اس نتیجہ کو پہنچے کہ اگر کوئی مذہب حق ہے تو وہ مسیحی مذہب ہے اور اس نتیجہ کو دل سے قبول کیا اور عملی طور سے اس کا ثبوت یوں دیا کہ ۲۰ ماہ نومبر کو علانیہ شہر کانپور میں بدست پادری لیسی صاحب کرائسٹ چرچ

میں پاک اصطباغ سے مستفیض ہوئے آپ ایک عرصہ سے پولیس کے عہدیدار رہے اور ۲۸ برس کی خدمت
اس صیغہ میں کی چونکہ آپ پولیس کے کاموں سے بخوبی واقف تھے لہذا اصطباغ سے پہلے اس ملازمت
سے الگ ہوگئے اور اب خداوند کے قدموں پر آگرے اسی سے توقع رکھکر پاک کلام کا مطالعہ خاص
طور سے اپنا دستور العمل قرار دیا ہے آپکے والد مولوی عبدالغفار دہلی صاحب ایک نہایت مشہور
سنی واعظ ہیں مگر مولوی صاحب موصوف کے نیچے بیچ بھی نہ ہوئے صرف خدا نے ۴۰ برس کے بعد
بوڑھے باپ کی دعاؤں کو قبول کیا اور ایک فرزند آپ کا انہی امیدوں میں جو انکو مسیح خداوند میں
قائم ہوگیا۔ آپ کا خاندان نہایت ہی پورا مشہور ہے آپ اشراف قوم پٹھان میں سے ہیں۔ آپکے ایک
بھائی نظام حیدر آباد کی فوج میں افسر ہیں اور سب سے چھوٹے بھائی اپنے گھر کے کاروبار میں
مصروف ہیں۔ آپ اپنے گھر سے آسودہ حال ہیں کیا اب بھی ہمارے محمدی احباب اپنی کوتاہ
دلی سے کام لیکر ہمکو طعنہ دینگے کہ لوگ اسلام سے نفس اسلئے مرتد ہوتے ہیں کہ مسیحی ہوکر انکو کھانا ملے؟
ای انتہا یہ زمانہ ہی اپنا انتہا کرے ایک وہ زمانہ تھا جب محمدیوں کو قوم قریش مکہ نے رد کر دیا تھا اور
دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکا تھا اور بہ بہت در بدر ہوتے ہوئے حبشہ کے مسیحی بادشاہ
نجاشی کے پاس پہنچے تھے اور محمد صاحب نے خود اپنے یاروں کو کہا تھا کہ تم لوگ حبشہ کو چلے
جاؤ۔ اور فی الحقیقت وہاں پہنچکر انکی فاقہ مستی اور سارے دلدروں کا پاپ کٹ گیا تھا۔ اب انہیں
عیسائیوں کو طعنہ دیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی روٹی سے اسلام کے بھوکوں کو سیر کیا اور اپنے پانی
سے انکے جلے ہوئے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ مگر جبتک محمدی قرآن پر ایمان لائینگے تب تک
طوعاً وکرہاً انکو یہہ آیت مسیحیوں کے بزرگانہ سلوکوں کی مدح میں پڑھنا پڑیگی وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً سورہ حدید رکوع ۴ آیت ۲۶ +

ہم اپنے اس مسیحی بھائی کو دل سے مبارکباد دیتے ہیں اور جملہ برادران مسیحی سے ملتجی ہیں کہ
بھائی کے لئے دعا کریں کہ وہ بہنوں کے لئے وسیلہ ٹھہریں کہ خدا کی بادشاہت کے وارث
ہوں۔ اور اس بات کے لئے بھی خاص طور سے دعا کریں آپکے خاندان کے باقی لوگ بھی خداوند
میں پیوند ہوں اور سب کے سب ملکر آخری دن برے کے تخت کے حضور اسکی مدح وثنا گائیں +

مکرر بلکہ سہ کرر گذارش ہے کہ جن صاحبوں نے اسوقت تک الحق کا چندہ سنہ رواں کا مرحمت نہیں فرمایا اُن صاحبوں کے نام جنوری ۱۹۰۵ء کا پرچہ بابت سنہ ۱۹۰۴-۰۵ء بصیغہ قیمت طلب پاکٹ روانہ ہوگا لہذا اطلاعاً گذارش ہے کہ ہمارے مہربان جسوقت پاکٹ اُنکی خدمت میں پہنچے زر مطالبہ ڈاکخانہ میں دیکر بلینده لے لیں ناحق کو بیچارے الحق کو نقصان نہ پہنچائیں۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوا کہ قیمت طلب بلینده روانہ کیا گیا اور اکثر صاحبان نے اُسکو لینے سے انکار کر دیا اور باوجود بار بار عرض معروض کرنیکے کوئی جواب تک نہ دیا ہم کو امید ہے کہ ہمارے بہی خواہ ہمارے ساتھ خوش معاملگی کا برتاؤ کرینگے کیونکہ الحق سے کوئی ذاتی منفعت مقصود نہیں ہے محض اظہار حق اور ربنا المسیح کو غیر اقوام خصوصاً اپنے محمدی احباب کے سامنے پیش کرنا ÷

بائبل مقدس کے اصلی ہونے پر محمدیوں کے اعتراض اور اُنکا جواب

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۰ و ۱۱ بابت ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۰۴ء

مسیحی بھلا نبلا ئیے تو کیوں ؟ اس میں اُنکو کیا امید تھی یا کیا مقصد مدنظر تھا ؟ اگر محمد صاحب کی بابت پیشگویاں وہ خارج کر سکتے تھے تو کتنا زیادہ یہہ کرتے کہ خود مسیح کی بابت بہت سی پیشگویوں میں تصرف کر لیتے مگر ایسا تو اُنہوں نے کیا نہیں اور نہ کبھی کسی نے اُنکو ایسا الزام دیا۔ اب ایک بات اور بھی غور طلب ہے کہ اگر بائبل میں محمد صاحب کی بابت کوئی پیشگوئی تھی تو مسیحیوں کو کیا شامت سوار تھی کہ وہ اُنکو نہ مانیں ؟ پھر یہہ بھی یاد رہے کہ اگر محمد صاحب کو مان لیتے تو اس میں اُن کا سراسر فائدہ ہی تھا نقصان کچھہ بھی نہ تھا کم سے کم اس دُنیا میں تو ضرور فائدہ تھا۔ دیکھئے محمدی ہوکر وہ اُن تمام غنیمتوں کے مال میں شریک ہوتے جو فارس۔ سوریا۔ کنعان۔ اور مصر کے ملکوں پر چڑھائی کرنے سے حاصل ہوئے۔ اور یہہ تو سبھی ترغیب تھی کہ اگر واقعی وہ کسی طور سے اخراج آیات یا تصرفات کا خیال کرتے تو ضرور محمد صاحب کی بابت زبردستی پیشگویاں بناکر درج کر لیتے مگر اُنکو تو خدا کا خوف تھا کیونکہ لکھا تھا کہ جو کوئی اس کتاب میں سے کچھہ گھٹا دے یا بڑھا دے تو حیات کی کتاب میں اُسکے لئے باز پرس ہوگی۔ پھر خیال فرمایئے کہ جو ابتدا میں اہل کتاب

نے خود محمد صاحب اور انکے تابعین سے پائیں وہ نہایت دردانگیز اور ناقابل برداشت ہیں اگر وہ کچھ نکال سکتے تھے تو کتنا زیادہ دو چار جھوٹی پیشنگوئیاں بناکر درج کردیتے اور یوں ستے اس عذاب سے بچ جاتے۔ اور جو حقارت و ذلت ہوئی انہوں نے اٹھائی اُس سے بھی محفوظ رہتے پھر یہہ تو بتلائیے کہ کیوں انہوں نے اگر سچ مچ کوئی پیشنگوئیاں تھیں اُن کو نکال کر خود آپ اور اپنی اولاد کو ورطۂ ضلالت میں ڈالا کیا اُن کو خدا کا خوف نہ تھا یا وہ سب کے سب دہریہ اور لامذہب ہوگئے تھے اور ایسا کرنے سے صرف عاقبت کا ہی عذاب نہیں بلکہ پشت در پشت اِس دُنیا کی ذلت و خواری و رنج میں چھوڑ گئے جو آئے دن ہم اہل کتاب کی محمدیوں کے ہاتھوں مشاہدہ کرتے ہیں؟ مگر ایک بات اور بھی بڑے مزے کی ہے کہ ایک طرف تو آپ محمدی یہہ الزام مسیحیوں اور یہودیوں پر لگاتے ہو اور دوسری طرف خود ہی اُسکی تردید کرتے ہو کہ پرانے اور نئے عہدناموں میں ایسی پیشنگوئیاں موجود ہیں جو محمد صاحب کی بابت صفائی سے خبر دیتی ہیں۔ پس اگر آپکے خیال کے مطابق اب بھی پیشنگوئیاں بائبل میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیوں تہمت لگاتے ہو کہ اہل کتاب نے پیشنگوئیاں نکال ڈالیں اگر نکالتے تو سب کو ایک سرے سے صاف کردیتے مگر یہہ کیونکر ممکن تھا کہ کچھ کو تو نکالتے اور کچھ رہنے دیتے۔ بلکہ وہ تو ذرہ ہی بھونک دیتے کہ مرغے کے رہنے کو جگہ ہی باقی نہ رہتی +

محمدی۔ ایک اور سبب یہہ بھی تھا کہ اُن جھوٹھی تعلیموں اور رسموں کی تائید ہو جو آپ لوگوں نے اپنے طور پر بنا رکھی ہیں۔ اسلئے ضرور تھا کہ کچھ مقامات نکال دیئے جائیں اور کچھ باتیں اُس میں داخل کیجائیں تاکہ اُن تعلیموں کی تائید ہو اور اُنکا نقیض رفع ہو جائے +

مسیحی۔ عجب رنگی ہوئی بات ہے۔ بھلا یہہ کیونکر ممکن ہے جس حال کہ موجودہ توریت اور انجیل بھی بعض اُن باتوں کے امتناع سے مملو ہے جو اہل یہود اور اکثر مسیحی غلطی سے مانتے ہیں اور اُنپر بڑے وثوق کے ساتھ کاربند ہیں مثلاً یہودی سودخوری کے لئے مشہور رہیں حالانکہ خروج ۲۲: ۲۵ اور احبار ۲۵: ۳۵-۳۷ کو ملاحظہ کرو اور اسی کے ساتھ سورۃ النساء آیت ۱۵۹ کو دیکھو پھر مسیحیوں کو مکاشفہ ۲۱: ۸ میں بت پرستی کے لئے سخت ممانعت ہے پس اگر کوئی مسیحی غلطی سے ایسا کرے

توجھک مارتا ہو اور اگر کوئی اُس کی تائید کرے تو غلطی پر ہو مگر ایسا کرنے پر بھی وہ لوگ بائبل مقدس کو رد نہیں کرتے بلکہ اسی بائبل کو اپنے دین اور ایمان کی بنیاد جانتے ہیں پس کسی کے نا سزا کلام کرنے سے یہہ نتیجہ ہرگز نہیں نکل سکتا جو آپ نکالا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اُن باتوں کا امتناع اُسی بائبل میں موجود ہو*

محمدی۔ اچھا صاحب اب اپنے دیگر دلائل کو بیان فرمائیے میں ذرا سنوں تو کہ وہ کیا ہیں +

مسیحی۔ سنئیے یہودی اور مسیحی ہرگز کتب مقدسہ کو ہرگز محمد صاحب کے زمانہ میں یا اُن کے بعد اسبات پر ہرگز قادر نہ تھے کہ وہ اُنکو بدل ڈالتے خواہ وہ کیسا ہی اُسکے درپے ہوتے یہہ بات اُنکے امکان سے خارج تھی حتّٰی کہ اُن کو اس کے بدل ڈالنے کا جنون بھی دامنگیر ہوتا تو بھی ہرگز کامیاب نہ ہوتے کیونکہ پردہ زمین پر یہہ کتابیں بہت دور دراز حدوں تک پھیل گئی تھیں اور یہہ بالکل ناممکن تھا کہ وہ سب ملکوں کے لوگوں کو جمع کر کے اس میں رد و بدل کرتے۔ اور اگر وہ صرف اپنی ہی حدود میں اُسکو رد و بدل کرتے تو اُن کا فریب اور جعلسازی فوراً دوسرے ممالک کے لوگ گرفت کر کے ظاہر کر دیتے کیونکہ کتابوں کے متن ضرور ایک دوسرے سے اختلاف کرتے۔ محمد صاحب کے زمانہ میں اور اُنکے بعد کے زمانہ میں یہودی اور مسیحی ہر دو فریق۔ یوروپ ہندوستان فارس۔ میسوپوٹامیہ۔ ارمنیا۔ ایشیا خورد۔ سوریا۔ کنعان۔ عرب۔ افریقہ مصر اور شمالی افریکہ کے ہر صوبہ میں موجود تھے۔ پھر یہودی اور مسیحی آپس میں ایکدوسرے کے مخالف تھے پس اگر ان ہر دو فریق میں سے ایک بھی متن بائبل کو بگاڑنے کی کوشش کرتا تو فوراً فریق ثانی اصل نسخہ سے اُسکی تردید کر کے دوسرے فریق پر غالب ہوتا۔ مگر ایسا کبھی ہوا ہی نہیں یہودی بھی اُسی عہدنامہ کو مانتے ہیں جو ہمارا مسلّمہ ہو اور تمام مسیحی اُسی یونانی نئے عہدنامے کو قبول کرتے ہیں جو موجود ہو۔ علاوہ اسکے یہہ بھی قابل لحاظ ہو کہ خود مسیحی بہت سے فرقوں میں ہو چکے تھے جیسا کہ خود قرآن سے معلوم ہوتا ہو دیکھو سورہ مائدہ آیت ۱۷۔ اور مختلف فریق ایکدوسرے کو ستاتے بھی تھے جیسا کہ اس لوہکے قرآن کے حوالہ سے بھی معلوم ہوتا ہو۔ پس ظاہر ہو کہ اُن لوگوں کے لئے کسقدر محال امر تھا بلکہ ناممکن کہنا درست ہو کہ وہ سب کے سب ایک جگہ ملکر اس میں تحریف

کرتے اور سب کے سب اُسپر اتفاق کر لیتے۔ شاید آپ اسکو اس مثال سے اچھی طرح سمجھ لیں کہ
کیا یہہ ہوا ممکن ہی یا نہیں کہ سُنّی شیعہ۔ وہابی اور معتزلی اگر چاہیں کہ قرآن کے متن میں تحریف
کرکے اپنے حسب دلخواہ اسکو بنائیں۔ آپ فوراً کہیں گے کہ یہہ تو ہرگز ممکن نہیں ہی کیونکہ یہہ سب
اور دیگر اور بہت سے اسلامی فرقے ایکدوسرے کے مخالف ہیں پس کیونکر وہ کسی بات پر اتفاق
کرکے ایسا کر سکتے ہیں۔ پس ایسا ہی کچھہ حال آپ بائبل مقدس کے بارہ میں جملہ مسیحی فرقوں
اور اہل یہود کا خیال کریں کہ اُنکے لئے بھی یہہ بالکل ناممکن تھا اور ہی اور رہیگا۔

پھر قرآن ہم کو سورۂ عمران آیت ۱۰۹ و ۱۱۰ میں مطلع کرتا ہی کہ اہل کتاب کے
درمیان ایک فرقہ ہی سیدھی راہ پر اور اُنکو صالحین یعنی راستباز یا بھلے آدمی کرکے لکھا ہی۔ اب
اگر قرآن کا یہہ بیان آپکے لئے کوئی حجت ہو سکے تو اس سے ظاہر ہی کہ یہہ بھلے آدمی ہرگز کسی
قسم کی تحریف ہونے دیتے یا کم سے کم اپنی نج کی کتابوں کو بڑی حفاظت سے رکھتے۔
اب اسی قرآن کے مقولہ سے آپکی سب دلیلیں اور الزامات بالکل بیکار ہونگی یا نہیں؟

☆ اب بائبل میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں بعض تو پوری ہو چکیں مثلاً بابل۔ طایر۔ مصر اور ادوم
کی بابت جنکا ذکر یسعیاہ میں ہی اور استثنا ۲۸: ۱۵ میں جو یہودی کی بابت ہی۔ اور بعض خود ہمارے
زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں (مثلاً مکاشفات ۱۴: ۶ خصوصاً انجیل کا اشاعت پانا اور چند وہ
باتیں جو یہودیوں کی بحالی کے لئے ہیں جو اب ہو رہی ہی) اب اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
بائبل جو آج ہمارے پاس ہی وہ کسی بشر کے ہاتھوں کا کام نہیں بلکہ خود خدا کے حیی القیوم تمام
دانائی کے سرچشمہ کا کلام ہی۔

پھر محمد صاحب کے زمانہ سے اسوقت تک بہت سے یہودی اور مسیحی جو محمدیوں کے ممالک مفتوحہ
میں رہتے تھے وہ محمدی ہو گئے تھے اب خواہ انکا محمدی ہونا بخوف جان ہو یا اسکا کوئی اور سبب
ہو مگر سوال لازم آتا ہی کہ اگر یہودی اور مسیحی انکار کے بائبل کو اہل غرض ہو کر بدل بھی ڈالتے تو ضرور
ان نئے مومنین کے گروہ میں کوئی نہ کوئی اصلی انجیل یا توریت کو بہم پہنچاتا اور تمام جعلسازی کو
طشت ازبام کرکے ہمیشہ کے لئے اُن جعلسازوں کا منہہ بند کر دیتا۔ مگر نہ تو اُسوقت اور نہ اسوقت سے

اسوقت تک کسی نے کبھی ایک نسخہ بھی ایسا پیش کیا۔ ورقہ کی نسبت روایت ہے جو خود ایک عرصہ تک مسیحی رہچکا تھا اور یہودی اور مسیحی نوشتوں سے ایک حد تک اچھی واقفیت رکھتا تھا کہ وہ محمد صاحب کے زمانہ میں انجیل میں سے جسقدر حصہ اُسکا جی چاہتا تھا نقل کرتا تھا۔ اور اگر اُسکے زمانہ میں کوئی رد و بدل ہوا ہوتا تو وہ ضرور ظاہر کر دیتا مگر اُسنے ہرگز کبھی یہودی یا مسیحیوں کو ایسا الزام نہیں دیا +

پس ان عقلی دلائل سے صاف ثابت ہو گیا کہ پاک نوشتوں میں محمد صاحب کے زمانہ کے بعد ہرگز تحریف یا تصرف نہیں ہوا اور اسبات کو کہ محمد صاحب سے پیشتر یا خود اُنکے وقت میں اُنمیں ہرگز تحریف نہیں ہوئی ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں۔ لہذا اب نتیجہ یہی نکلیگا کہ وہ آجتک وہ بالکل بیداغ اور بے عیب ہیں +

باقی ہے ہنوز

قرآن کی سورتوں پر شروع سے آخر تک ایک سرسری نگاہ

سورہ بقر آیت ۱۸۰ اس میں رمضان کے روزوں کا ذکر ہے۔ اسکے متعلق لکھا ہے کہ خدا تمپر آسانی روا رکھتا ہے تم کو نقصان کرنا نہیں چاہتا مگر بعض اوقات یہہ روزے تو وبال جان ہو جاتے ہیں خصوصاً گرم ملکوں میں جب یہہ ماہ مئی۔ جون۔ جولائی میں آ پڑتے ہیں اسی سے پتہ چلتا ہے کہ محمد صاحب نے سال کا شمار قمری مہینوں سے جاری کر کے کیسی کچھ پریشانی اور مصیبت لوگوں پر روا رکھیں۔ اور ہم اپنے تجربہ سے کہتے ہیں کہ ان روزے کے دنوں میں بجائے اسکے حلیم اور متین ہوں سے محمدی احباب کا مزاج برہم پاتے ہیں۔ اگر اُنسے بات کرو تو کسقدر تلخ ہو کر جواب دینگے۔ حالانکہ واجب یہہ تھا کہ ان دنوں نفس کشی کرنے سے انکو زیادہ تر حلیم اور متین پاتے مگر معاملہ برعکس ہمارے محمدی بھائیوں کا ایک لطیفہ گذرا ہوا ہے جس سے کسقدر اس سختی اور پریشانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ روایت ہے کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے وقت لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے وہاں ایک شخص زار و قطار رو رہا تھا لوگوں نے اُس سے کہا بھلے آدمی اب رونا کیوں ہے کل تو عید ہے روزوں سے فراغت پائی اب کیوں اپنے کو پریشان کرتا ہے تو وہ اور بھی زور سے رو کر کہنے لگا صاحبو رونا اسلئے ہوں رمضان شریف پھر آنے میں صرف گیارہ ہی ماہ باقی رہگئے +

آیت ۱۸۳ میں لکھا ہے روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے ہمبستر ہونا تمہیں حلال ہوا ہے وغیرہ اب

دعا میں مشغول رہو کر سفید اور نیلے دھاگے میں تمیز نہ کر سکو +

آیت ۱۸۵ میں نئے چاند کو حج کے لئے نشان بتلایا گیا ہے جس سے گویا یہہ ثابت ہوتا ہے کہ سب کو محمدی ہونا ضرور ہے اور ہر ملک کے لوگوں کو وہاں جانا واجب ہے مگر بیچارے قطب شمالی کے رہنے والے کیونکر وہاں پہنچیں اور جن حصوں میں چھہ ماہ تک سورج ہی دکھائی نہیں دیتا وہاں کیسے ان وقتوں کی تمیز کریں؟ اور کیونکر روزہ رکھیں اور حج کو جائیں؟ نماز کے اوقات کو معلوم کریں؟ اسی سورہ میں یہہ بھی کہا کہ مکہ تمام بنی آدم کے جمع ہونیکی جگہ ہے۔ مگر اس بات کے موجد نے تمام دنیا کے حالات پر نظر نہ کی ورنہ اس اصول میں ضرور کچھہ ترمیم ہوتی +

آیت ۱۸۷ میں کھلے بندوں تلوار ہاتھہ میں لیکر نکلنے کی تعلیم ہے۔ گو ہم اسپر کوئی گرفت نہیں کرتے اور بالکل تیار ہیں کہ اس تعلیم کو اسی طرح کی مانیں جیسا بنی اسرائیل کے درمیان اکثر انکے پیشوا اور بادشاہ کرتے تھے مگر اعتراض اسپر کہ آجکل نئی روشنی والے محمدی اس کھلی بات سے قطعی انکار کرتے ہیں اور ان الفاظ کی انوکھی تاویلیں کرتے ہیں لفظ جہاد کو کوشش اور تدبیر سے تعبیر کرتے ہیں اگر وہ انکے صاف معنوں کو قبول کرلیں تو صرف ہم اسی قدر کہکر چپ ہوجائینگے کہ بھائیو تمہاری یہہ خونریزی کی تعلیم اہل یہود کے احکام سے ٹکر کھاتی ہے مگر مسیح جو صلح کا شہزادہ ہے اُسکے مقابل بالکل ہیچ ہے پس ہم تم کو اُسی صلح کے شہزادہ کی طرف بلاتے ہیں +

آیت ۱۹۰ میں تمام خلق اللہ کو حج کی فہمایش ہے مگر کیونکر اسکی تعمیل ہو؟ ہم اسکی بابت اوپر آیت ۱۸۵ کے زیر میں بتلا چکے کہ یہہ کیسی ناممکن بات پیش کیجاتی ہے پس یہاں اسکی بابت اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آیت ۱۹۳ میں حج میں تکرار و جھگڑا کرنے سے منع کیا گیا ہے مگر حج میں جھگڑا تو درکنار بیچارے حج کی تمنا رکھنے والے ہر سال یا جاتے یا آتے وہیں کے بدوؤں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ تکراریں بھی ہوتی ہیں اور بغض و عناد کی بنیادیں وہیں پڑجاتی ہیں مسیحیوں کے درمیان خواہ کتنا ہی آپس میں فساد یا عناد ہو مگر خاص طور سے مذہبی رسوم ادا کرتے وقت کے جھگڑے عنقا ہیں بلکہ بیت المقدس میں جو اسوقت محمدیوں کے ہاتھہ میں ہے اگر دو ایسے شخص جو عقائد میں مختلف ہوں اور ایک دوسرے کو اپنے نزدیک بدعتی بلکہ اس سے بھی بڑھکر بے ایمان ہی خیال کرتے ہوں لیکن جب یہہ دونوں شخص خداوند کی قبر کے مقام پہ پہنچیں تو میرے خیال میں بڑی عزت اور دلسوزی کے آنسو دونوں کی آنکھوں سے

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر۱ | بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور | جلد ۶

ایڈیٹوریل نوٹس

سال شروع ہو گیا گذشتہ سال میں جو برکتیں ہم کو خدا سے ملیں اُنکے لئے اُس کا شکریہ ادا کریں اور اپنی کوتاہیوں کے لئے جو اُسکی شان میں ہم سے ہوئیں اُنکی معافی مانگیں اور اس سال میں اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوں کہ وہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے اور ہمارے اندر اپنا نور جلوہ گر کرے اور ہمیں سراسر اپنا کرے۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اپنے جامۂ انسانیت کا لحاظ کر کے انسانیت کے کام کریں اور اپنے خالق کے پورے تابعدار رہیں۔ آمین۔

ہم اس ماہ میں ناظرین الحق کے نام بل ارسال نہیں کرتے کیونکہ ماہ گذشتہ میں اکثر احباب نے سال گذشتہ کا چندہ ارسال فرمایا ہے مگر ابھی بہت سے لوگ ہیں جنکی نگاہ لطف کے ہم متوقع ہیں مگر ماہ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کا نمبر اُن سب احباب کی خدمت میں مطبع سے بصیغہ قیمت طلب پاکٹ ارسال ہوگا جن کا چندہ اُس وقت تک وصول نہ ہوگا۔

ماہ گذشتہ میں جو ہم نے حبشہ کے بادشاہ کے بیغرضانہ سلوک کی بابت کچھ لکھا تھا اُس پر بعض احباب ہم سے ناحق کو ناراض ہیں ایک صاحب بمبئی سے اُسکی بابت کچھ تحریر کرتے ہیں جس کو ہم بجنسہ بصیغہ مراسلات میں درج کر کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ وہ خود اس تحریر کو

پڑھ کر اندازہ کرلیں کہ وہ کس قیمت کے لائق ہے ہماری طرف سے اسی قدر جواب کافی ہے۔

برسولاں بلاغ باشد و بس

محمدی ناظرین الحق سے خاص گذارش۔ آپ لوگوں میں سے بہتوں نے سال گذشتہ کا محصولڈاک اب تک ارسال نہیں فرمایا جو صاحب سال گذشتہ اور سال رواں کا محصولڈاک ارسال فرمائینگے ان کو فوری کا پرچہ روانہ ہوگا ورنہ بند کرکے نام فہرست سے کاٹ دیا جائیگا۔ چونکہ اکثر بڑے بڑے شہروں کے مشنری صاحبان اس پرچہ کو محمدی احباب کے درمیان مفت تقسیم کرنیکو خرید فرماتے ہیں چاہیے کہ ایسے احباب اپنے شہر کے مشنری سے اسکی درخواست کریں اگر وہ خریدار نہ ہوں تو اپنا شوق ظاہر کریں کہ مشنری صاحب انکے لئے خرید کے انکے درمیان تقسیم کریں۔ ہماری یہہ درخواست دست بستہ ہے کیونکہ اس قدر گنجایش نہیں ہے کہ علاوہ پرچہ مفت دینے کے محصولڈاک بھی اپنے پاس سے ادا کریں جس قدر اس وقت تک ہوا وہ ہماری مالی حالت سے بہت کچھ زیادہ ہے۔

چونکہ ہم کو اکثر احباب نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر ٹسڈل صاحب کی کتاب کے حصہ کو جلدی جلدی شائع کریں لہذا ہم فی الحال مضامین کو بند کرکے اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ اگر ہوسکے تو اس سال میں یہہ دلچسپ کتاب تھوڑی تھوڑی کرکے بذریعہ الحق ناظرین تک پہنچا دیں۔ چونکہ اس کتاب میں وہ سب اہم مباحث آگئے ہیں جس کے لئے الحق جاری ہوا ہے لہذا یہہ کچھ خلاف مصلحت نہ ہوگا اگر ہم اور دیگر مضامین کو فی الحال بند کردیں۔

مراسلات

مکرم اڈیٹر الحق۔

تسلیم۔ چند سطور ذیل درج اخبار فرماکر ممنون فرمائیے۔ و ہو ہذا۔

شکر صد شکر اس خدائے لایزال کی کہ جسنے شروع زمانہ اسلام سے آج تک اسلام کا حامی و مددگار رہا آپنے یاد دلایا ہے کہ بادشاہ نجاشی جو ایک عیسائی بادشاہ تھا مسلمانوں پر احسان کیا

لاکن آپ کو وہ فرمودہ بادشاہ موصوف کا یاد نہ آیا جو بوقت پہنچنے چند نفر اہل ایمان اور سننے
کلام الہی کے فوراً اس بات کا اقرار کیا کہ یہہ کلام کلام الہی ضرور ہی اور جس کے پاس یہہ کلام آیا ہی وہ
اللہ کا رسول ہی اس میں کسی طرح کا شک نہیں اور اس وقت سے اس کے دل میں کلام الہی نے
اثر کیا بعد چندے داخل اسلام ہوگیا اللہ جل شانہ آپ کے حال پر رحم فرماکر روح نجاشی کا
نزول کرے لاکن تعجب کہ آپنے اسلام کے اُس احسان کو جو کہ آپکے بانی مذہب عیسائیت پر عاید
ہوتا ہی جس کو تمام عالم یعنی بچہ بچہ بھی جانتا ہی کہ اس زمانہ کے بنی اسرائیلوں نے کیا سلوک کیا تھا
نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوکر اس تہمت کو جسکی وجہ سے ایک بہت بڑا
نقص تھا رفع کیا جس کا بیان کرنا نہیں چاہتا ہوں لیکن صرف اس قدر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا کہ اس انجیل مقدس کی منادی کرو وہ کون انجیل ان اربعہ انجیلوں
میں ہی علاوہ ازیں حسب اعتقاد مذہب عیسوی باپ بیٹا روح القدس تینوں ازلی ہیں لاکن حسب قاعدہ
ایک اوّل ہونا چاہیئے تین ایک ساتھ نہیں ہوسکتے۔ اور نہ حضرت مسیح نے کوئی دلیل پیش کی والسلام
راقم۔ الہی بخش محلہ کمائی پورہ بمبئی۔ ۱۲ جنوری ۱۹۰۸ء

مسیحی پاک نوشتوں کے اصلی ہونے پر اعتراض اور اُن کا جواب

محمدی۔ خیر اب آپ کے نقلی دلایل کیا ہیں ان کو بیان فرمایئے؟

مسیحی۔ نقلی دلائل تو بہتیرے ہیں مگر میں چند کا ذکر کرونگا اور ان چند دلائل میں سے ہر دلیل بجائے خود آپ کے تمام اعتراضوں کو رفع کرنے کو کافی ہی۔ لیجیے سنیئے:

ہمارے پاس یونانی نسخے پاک کلام کے کثرت سے موجود ہیں اور ان نسخوں میں سے بہتیرے محمد صاحب کی پیدائش کے قبل صدہا برس پہلے نقل ہوئے ہیں۔ اور انہی قلمی نسخوں سے پرانے اور نئے عہدناموں کے متن کو شایع کیا گیا ہی۔ اور اس سے ہم کو اس بات پر اطمینان ہوتا ہی کہ بائبل کا اصل متن محمد صاحب کے پہلے اور خود انکے زمانہ میں کیا تھا۔ اور نیز کہ اس زمانہ کے مسیحی اور آجکل کے مسیحی ایک ہی طرح کے متن کو قبول کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ آپ لوگ نیز جو چاہے ان نسخوں کو اب بھی دیکھ سکتا ہی اور خاص خاص نسخوں کے نام یہہ ہیں۔

۱۔ سنائی ٹک۔ جو چوتھی صدی کے وسط میں لکھا گیا ہو یعنی سنہ ہجرت سے قریب ۲۰۰ برس قبل اس نسخہ میں نیا عہد نامہ تمام و کمال اور پرانے عہد نامہ کا بہت بڑا حصّہ موجود ہو اور یہہ سینٹ پیٹرزبرگ کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ ہو۔

۲۔ الیکزنڈرین۔ یہہ پانچویں صدی کے شروع میں لکھا گیا جو سنہ ہجرت سے ۲۰۰ برس زیادہ قدیم ہو۔ اس نسخہ میں کل بائبل تمام و کمال ہو البتہ چند ورق اس میں سے تلف ہوگئے ہیں اور لندن کے برٹش میوزیم میں محفوظ ہو۔

۳۔ ویٹکین۔ جو چوتھی صدی کے شروع میں لکھا گیا یعنی سنہ ہجرت سے قریب ۳۰۰ برس قبل۔ اس میں تمام بائبل موجود ہو البتہ نئے عہد نامہ کے آخری حصّہ میں یعنی عبرانی ۹ باب ۱۴ آیت سے اس میں دوسرے ہاتھ کی تحریر ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اس قدر حصّہ کسی وقت میں تلف ہو گیا تھا جس کو کسی نے پورا کرنیکے لئے دوبارہ لکھکر شامل کر دیا۔ اور روم کے کتب خانہ ویٹکن میں موجود ہو۔

۴۔ سافرائیمی۔ یہہ پانچویں صدی کے اوائل میں لکھا گیا اور سنہ ہجرت سے قریب دوسو برس قبل کا ہو یہہ نسخہ نئے عہد نامہ کی ہر کتاب سے کسی نہ کسی قدر حصّہ کا پتہ دیتا ہو اور پرانے عہد کا بھی کچھ کچھ حصّہ اس میں موجود ہو۔ یہہ نسخہ پیرس کی نیشنل لائبریری میں موجود ہو۔

محمدی۔ مگر آپ کو یہہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ یہہ تمام قلمی نسخے اسی قدر قدیم ہیں جیسا آپ نے بیان کیا؟ اس کا ثبوت آپکے پاس کیا ہو کہ یہہ کسی قریب ہی کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں؟ اور یہہ کیونکر ممکن ہو کہ کاغذ اتنی صدیوں تک قائم رہے؟

مسیحی۔ یہہ تمام نسخے رق پر لکھے گئے ہیں نہ کہ کاغذ پر اور انکی قدامت اُن پر ایک نظر ڈالتے ہی ظاہر ہو جاتی ہو۔ اس لئے جیسا اوپر بیان کیا گیا کہ اکثر نسخوں میں سے کچھ کچھ حصّہ تلف ہو گیا ہو انکی تجنیس خطی پرانے یونانی املا کے مطابق ہو جو طرز موجودہ زمانہ کی یونانی تحریروں میں متروک ہو گیا ہو ٹھیک جیسا کہ قدیم زمانے کا عربی خط جو کوفی حروف میں تھا جس کا پتہ اکثر پرانے سکوں سے لگتا ہو۔ علماء نے اس بات کا خاص طور سے مطالعہ کیا اور یہہ بات تو ظاہر ہو کہ موجودہ طرز تحریر یونانی بھی محمد صاحب سے نہایت پہلے کا ہو۔ مخالف اور موافق علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو

زمانہ اوپر بیان ہوا وہی اِن نسخوں کا قائم ہو سکتا ہو بلکہ گمان غالب ہو کہ بعض محررکردہ زمانے سے بھی قدیم ہوں۔ علاوہ اس کے محمد صاحب کے زمانہ سے اس وقت تک کے بھی بہتیرا نسخے قلمی موجود ہیں جو مذکورہ بالا نسخوں سے طرز تحریر میں بالکل جداگانہ ہیں

محمدی۔ مگر سنئے تو آپ نے عبرانی پرانے عہدنامہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

مسیحی۔ ہمارے پاس کوئی عبرانی قلمی نسخہ اس قدر قدیم نہیں ہو جیسا کہ یونانی نسخوں کی بابت اوپر ذکر ہوا۔

مگر مورخ جوسیفس اور دیگر مورخوں کی تحریروں سے پتہ لگتا ہو کہ پرانے عہدنامہ کا یونانی ترجمہ جس کا نام سپٹواجنٹ ہو وہ اصل عبرانی سے قبل خداوند مسیح قریب ڈہائی سو برس یونانی میں کیا گیا تھا جو سنہ ہجری سے قریب ۸۷۲ برس قبل کا زمانہ ہوتا ہو۔ اور یہہ بات تو ظاہر ہو کہ کسی کتاب کا ترجمہ خود اس بات کا گواہ ہو کہ وہ کسی قدیم تحریر سے کیا گیا کیونکہ جب تک اصل موجود نہ ہو تو ترجمہ کیونکر ہوگا ہمارے پاس پرانے عہدنامے کے اور بھی کئی ترجمے ہیں جو محمد صاحب سے صدیوں پہلے کے ہیں جنکا ذکر میں آگے چلکر کرونگا۔ علاوہ اِسکے ہمارے پاس سامریونکی توریت عبرانی زبان میں موجود ہو مگر یہہ بھی نہایت قدیم قسم کی تخمین خطی میں ہو۔ اسکی محافظت سامریوں نے کی جو اصل یہودیوں کے دشمن تھے اور انکے پاس یہہ اس اسیری کے وقت سے ہو جو بنوخذنصر کے وقت ہوئی جس میں وہ یہودیوں کو بابل میں اسیر کرکے لیگیا تھا۔ موجودہ زمانہ کے سامری اس کو بڑی قدر کے ساتھ نگاہ رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے پاس اس کا ایک قدیم ترجمہ انکی مادری زبان میں موجودہ زمانہ کی طرز تحریر میں ہو اس زبان میں جس کو صدیاں گذر گئیں کہ وہ بولا کرتے تھے یعنی بہت عرصہ قبل کا کہ انھوں نے عربی زبان سیکھی۔

محمدی۔ کیا آپ کے پاس اور بھی کوئی ثبوت ہو کہ جس سے معلوم ہووے کہ بائبل محمد صاحب کے زمانہ کے بعد تحریف نہیں ہوئی ہو۔

مسیحی۔ ہمارا دوسرا ثبوت اس بات پر منحصر ہو کہ بائبل کے مختلف زبانوں کے ترجمے ہیں جو محمد صاحب کے زمانہ سے بہت پہلے کے ہیں اور اب وہ زبانیں جنہیں یہہ مختلف ترجمے موجود ہیں عرصہ ہوا کہ اُن کا

رواج دنیا سے اُٹھ گیا پھر بھی بائبل کا ترجمہ اُن میں موجود ہے اور علم اللسان کے عالم و ماہر اُن
زبانوں کو اب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان زبانوں کے ترجموں میں سے خاص خاص یہہ ہیں:

۱۔ یونانی میں سپٹواجنٹ جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔

۲۔ نئے عہد نامہ کے تین مختلف ترجمے اور پرانے عہد کا ایک بزبان سریانی۔ اور ان میں دو
خاص کر قابل لحاظ اور نہایت مفید ہیں پہلے کا نام پیشیتو ہے جو اس کے دریافت کرنیکے
نام سے اس طرح کہلاتا ہے یہہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ خداوند مسیح کے بعد دوسری صدی میں تیار
کیا گیا ہے اور اس کا قلمی نسخہ پانچویں صدی میں قلمبند کیا گیا۔ دوسرا ہیپشیٹا کہلاتا ہے یہہ ترجمہ زیادہ سے
زیادہ تیسری صدی مسیحی میں کیا گیا ہے اور اس کا قدیم سے قدیم قلمی نسخہ پانچویں صدی کا موجود ہے اس کے
علاوہ فلوسینین ترجمہ بھی ہے جو اب سے بہت پہلے تیار ہو چکا تھا یعنی ۵۰۸ء میں۔

۳۔ تین قبطی نسخے بھی موجود ہیں جنکے نام بحارق۔ سہیدی اور بشموری ہیں۔ پہلا دوسری یا
تیسری صدی میں تیار ہوا۔ دوسرا اور تیسرا بھی غالباً اسی وقت کا ہے سب سے قدیم قبطی نسخہ چوتھی
یا پانچویں صدی کا ہے اور یہہ تینوں قبطی ترجمے مصر کی قدیم تین خاص زبانوں میں کئے گئے ہیں۔

۴۔ لاطینی ترجمے۔ ایک پرانا لاطینی ترجمہ دوسری صدی میں کیا گیا تھا۔ ہمارے پاس اس
ترجمہ کا نیم قلمی نسخہ میں موجود ہے جو چوتھی یا پانچویں صدی کا ہے۔ دوسرا ترجمہ ولگٹ کہلاتا ہے جو [illegible]
صحیح ترجمہ ہے جس کو جیروم نے سنہ ۳۸۳ء و سنہ ۴۰۵ء کے مابین کیا۔ اسی پرانے عہد نامہ کو عبرانی سے
ترجمہ کیا بحالیکہ پرانا لاطینی ترجمہ یونانی سے کیا گیا تھا سب سے قدیم قلمی نسخہ اس ولگٹ کا سنہ ۵۴۶ء کا

۵۔ قدیم ارمنی ترجمہ جس کو مسروب نے تیار کیا اور جو ۴۳۶ء میں شائع ہوا یعنی سنہ ہجری
سے ۱۸۶ برس قبل۔

۶۔ گاتھک ترجمہ جس کو الفلاس نے تیار کیا اور یہہ الفلاس ۳۸۱ء میں فوت ہوا اس کا قلمی
نسخہ پانچویں صدی کے آخر سے چھٹویں صدی کے نصف کا ہے۔

۷۔ اتھیوپک ترجمہ جس کو فرومنتش نے چوتھی صدی میں کیا۔

۸۔ مختلف آرامی ترجمے جو یہودیوں نے پرانے عہد نامے کے کئے تھے دوسری و تیسری

صدی عیسوی کے انگلدس کا ٹار گم جوان سب میں نہایت مشہور ہے تیسری صدی کے آخر کا ہے

محمدی۔ جناب یہہ تو بتلایئے کہ آپ کو یہہ کل تاریخیں کیونکر معلوم ہوئیں؟

مسیحی۔ بہت سی حالتوں میں علم تاریخ سے۔ اور بعض موقعوں پر اکثر اقتباسات ان کتابوں سے اُن مصنفوں کی تصانیف میں ملے جو ٹھیک اُسی زمانہ میں موجود تھے جو ہم نے اوپر نسخے کی تاریخ میں بیان کئے ہیں اور یہہ تو عیاں ہے کہ کوئی شخص کسی کتاب سے اقتباس نہیں کر سکتا تا وقتیکہ وہ کتاب وجود میں نہ ہو۔

محمدی۔ اچھا اب آپ کے پاس سوا انکے اور بھی کچھ دلائل باقی ہیں؟

مسیحی۔ ہاں ہیں تو بہت مگر ہم صرف دو کا ذکر کرینگے اوّل ہمارا تیسرا ثبوت یہہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑی کثرت سے آیات کا حوالہ بائبل سے ابتدائی یونانی۔ لاطینی۔ سریانی بلکہ دینی مصنفوں تک نے دیا اور بہت سے فقرات انکی تصانیف میں پائے جاتے ہیں اور یہہ سب مصنف وہ ہیں جو محمد صاحب کی پیدائش سے بہت برس پہلے ہو گزرے ہیں اور انکی تاریخ ولادت اور فوت اور زمانہ زندگی کے حالات مشخص یا روشن ہیں اور یہہ حوالجات اس کثرت سے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں سے نیا عہد نامہ مکمل کر لیں اور بہت بڑا حصہ عہد قدیم کا بھی مرتب ہو سکتا ہے پس اگر ہمارے پاس سے تمام قلمی نسخے کھو جاتے تو بھی ہم کو ان مصنفوں کی تحریروں سے سب کچھ مل جاتا۔ چوتھا ثبوت وہ تمام قدیم فہرستیں ہیں جو پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کی لکھی گئیں ان میں سے چند ایسی ہیں جو محمد صاحب کے زمانہ سے کئی سو برس قبل مرتب ہو چکی تھیں اور ان سب فہرستوں میں وہی سب نام پائے جاتے ہیں جو اس وقت ہماری بائبل میں موجود ہیں۔ سب سے قدیم میسوری ٹوری نسخہ جو فہرست میں ہے وہ ورق ٹوٹا یعنی شروع اور آخر میں سے قدرے نامکمل ہے مگر اس میں بھی وہی کتابیں پائی جاتی ہیں جو اس وقت بائبل میں ہیں۔ اور اس کی تاریخ تحریر دوسری صدی کی ہے۔

محمدی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عیسائیوں نے ہمارے اعتراضوں سے بچنے کے لیے بڑی جانفشانی کی ہے۔

مسیحی۔ اِس بات کو ہم محبت کی خدمت خیال کرتے ہیں کیونکہ اُس پاک کلام کے لئے جو لوگوں کو مسیح کے پاس آنے میں ہدایت کرتا ہے جو سب کی نجات کیلئے ہوا۔ اگر کوئی تکلیف بھی ہو اُس کو ہم گوارا کرنا اپنا فرض منصبی تصور کرتے ہیں۔ مگر یہہ سب کچھ محض اس لئے نہیں کیا گیا کہ مدعیوں کے اعتراضوں کا جواب دیں۔ بلکہ سب سے پہلے اپنے اطمینان کے لئے یہہ کیا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی غلط راہ و طریق کو اختیار کئے ہوئے ہوں۔ کیونکہ جو بات ہم کو پاک کلام میں سکھلائی گئی ہے اس کے لئے ہم کسی دُبدھا میں نہیں رہنا چاہتے بلکہ پاک کلام پر تو ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور ہم کو اسی کلام میں یہہ حکم ہوا ہے کہ سب باتوں کو پرکھو اور بہتر کو اختیار کرو۔

محمدی۔ مگر آپ کے مختلف قلمی نسخے اور ترجمے ایک دوسرے سے بہت سا اختلاف رکھتے ہیں کہ ہزاروں مختلف قرأتیں بائبل میں موجود ہیں۔ اب کیونکر آپ کو تسکین ہو کہ کون سا نسخہ یا قرأت درست ہے؟

مسیحی۔ دیکھئے اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم نے کس قدر جانفشانی کی ہے قلمی نسخوں کا آپس میں مقابلہ کیا۔ ترجموں کو ملایا اور ہر اختلاف کو دکھایا حتیٰ کہ املا کی غلطیاں بھی ظاہر کر دیں جو مختلف نسخوں میں پائی گئیں۔ اور ہماری اس تحقیق و تفتیش کا نتیجہ یہہ نکلا کہ اگر تمام نسخوں کو ایک جگہ جمع کر کے مطالعہ کیا جائے تو ایک شوشہ بھر اختلاف یا شبہ ان تعلیمات میں نہیں پڑتا جو ہمارے عقاید کی بنیاد ہیں۔

محمدی۔ اچھا یہہ تو بتلایئے کہ آپ ان اختلافات کی بابت کیا جواب دیتے ہیں اور آپ کا کیا گمان ہے؟ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ بائبل کے متن میں تحریف کرنے کی پوری کوشش کی گئی؟

مسیحی۔ آپ کا یہہ کہنا بالکل قیاس مع الفارق ہے ہرگز ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے تو ابھی عرض کر دیا کہ ان اختلافات سے ایمانی عقاید پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اختلافات قرأت مختلف طور سے ظہور میں آئی سب سے بڑا سبب نقل نویس کی وجہ سے ہوا جو نسخوں کو اکثر دیکھ کر نہیں بلکہ سنکر لکھا تھا۔ دوسرا سبب یہہ تھا کہ اکثر الفاظ مختلف طور سے لکھے جاتے تھے بعض اوقات یہہ بھی ہوا کہ بعض نسخوں کے حاشیہ پر کچھ عبارت تشریح کے لئے لکھی

یسوع نے کہا راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۲ | بابت ماہ فروری ۱۹۰۵ء اسیس پی جی مشن کانپور | جلد ۶

ایڈیٹوریل نوٹس

کسی کرم فرما کی غائبانہ عنایت سے پرچہ البلاغ کے چند نمبر وصول ہوئے یہہ پرچہ انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کی طرف سے شایع ہوتا ہے ابتک اس کے تین نمبر شایع ہوئے ہیں کاغذ چھپائی اچھی ہے ۔مضامین اس میں پرانے خیالات کے بارے سے لدے ہوئے محمدیوں کی مرغوب طبع ہوتے ہیں اور انجمن ضیاء اسلام کی کارروایوں کے علاوہ انجمن کے جمع خرچ کی اطلاع اس میں خاص طور سے ہوتی ہے ۔ ہم کو اس پرچہ سے خاص طور سے دلچسپی ہے کیونکہ عرصہ ایک سال کا گذرا کہ بمبئی سے ایک نادیدہ محمدی صاحب نے الحق میں ایک خط درج کرنیکو ارسال فرمایا تھا اور اُس کے متعلق کچھ مدت تک نج کی خط وکتابت ہوتی رہی چونکہ ہم نے اُس مضمون کو اپنی شرایط کے خلاف جانکر اُس کو شایع نہ کیا تھا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ وہ جملہ خط وکتابت البلاغ کے ذریعہ پبلک کو ہدیہ ہوگی۔ اور ہم کو اس سے ذرا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ ہمارے خطوط میں ہمارے اُس مضمون کو درج نہ کرنے کی معقول وجہہ بھی مندرج ہے ۔ البتہ البلاغ نمبر ۲ میں جو الحق کی نسبت کچھ خامہ فرسائی کی گئی ہے اُس کی بابت ایک دو باتیں اس وقت گذارش کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۔

البلاغ نمبر ۳ صفحہ ۱۳ پر یہہ عبارت ہے "اڈیٹر الحق۔ ایس۔ پی۔ جی مشن کانپور کا وعدہ کہ آپ کا یہہ خط جو آج آیا ہے درج پرچہ الحق ہو جائیگا" اس پر آپ اپنی ظرافت کا مذاق رکھکر یہہ خامہ فرما ہیں "ہنوز ایک سال کا زمانہ گذرچکا جناب اڈیٹر الحق صاحب سونٹھہ کا ناس لیکر ایسے بیٹھے کہ ایفائے وعدہ کا مطلق خیال نہ رہا" ہماری طرف سے اسی قدر عرض ہے کہ جب آپ کل خط و کتابت کے شایع کرنیکا انتظام کرچکے ہیں تو اس زاید تحریر کی کیا ضرورت تھی یہہ تو وہی مثل ہوئی کہ قبل از مرگ واویلا۔ آپ کل تحریروں کو شایع کردیں اور ناظرین میں سے کوئی صاحب خود ثالث بالخیر ہوکر اس پر رائے لکھدینگے پر آپ سلسلہ تحریر میں ایک نوٹ اس طرح درج کرتے ہیں۔ کہ " سلطان محمد جسکو میں سلطان مسیح لکھونگا یہہ ایک طالب علم کم سن ناتجربہ کار تھا مفلسی کے باعث مسیحیوں کے جال نے اُس کو تثلیث کے پھندے میں پھانس لیا ہے جسکا وہ معترف ہے کہ میںنے دنیا میں مسیحی ہونے کے بعد ہوش سنبھالا ہے دیکھو الحق نمبر ۹ جلد ۴ " یہہ عبارت پڑھکر ہم کو بڑی حیرت ہوئی اور خود بخود سوال پیدا ہوا کہ کیا آجکل کے محمدیوں کے اخلاق ایسے ہی کم پایہ کے ہورہے ہیں کہ جو اپنے مخالف یا مخاطب سے کچھ بھی شریفانہ برتاؤ نہیں کرسکتے۔ اے جناب اگر آپ کا کہنا سچ ہو کہ "مفلسی کے باعث مسیحیوں کے جال نے کسی کو تثلیث کے پھندے میں پھانس لیا" تو اس میں آپ مسیحیوں کو کیوں کوستے ہیں ہمارا دسمبر ۱۹۰۴ء کا نمبر ملاحظہ کریں جہاں ہمنے اس امر کو واضح کرکے لکھا ہے اور تبلا دیا ہے کہ مسیحیوں کا برتاؤ ہمیشہ محمدیوں کے ناداروں مفلسوں اور فاقہ مستوں کے ساتھ ایسا ہی رہا ہے۔ خود محمد صاحب کے یاروں کی فاقہ مستی انہیں مسیحیوں کی بدولت مٹی تھی۔ ذرا تو گریبان مین مُنہہ ڈالکر دیکھو۔ ہم کو اسقدر کہدینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُس گاڑھے وقت میں محمد صاحب کے یاروں کی مدد مسیحی بادشاہ نکرتا تو یقیناً محمدیت کا بیج ہی مارا جاتا۔ مگر وائے بر بے انصافی شما کہ آپ ایسے جگر خراش طعنے دیتے ہیں۔ ہم البلاغ کے نمبروں کا شوق سے انتظار کرینگے اور جسقدر آپ الحق اور مسیحی مذہب کے متعلق لکھینگے اُسکا جواب آپکو

الحق عرض کریگا چونکہ الحق کا دستور العمل مرنجانِ مرنج ہے۔ پس آپ کو خود معلوم ہو جانا چاہئے کہ کیوں آپ کی تحریر کو الحق میں جگہ نہ ملی۔

ایک نہایت ضروری معذرت ۔ چونکہ خاکسار اڈیٹر عرصہ ۱½ ماہ سے دورے میں ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر بہت جلد جانا پڑتا ہے اس لئے جو مضمون مطبع میں روانہ کیا جاتا ہے اُس کی صحت کی بابت مطبع والوں کو ہدایت کر دیجاتی ہے مگر یہہ نوبت نہیں آتی کہ قبل چھپنے کے پروف دیکھکر صحت کر دی جائے اور اڈیٹر بڑے درد سے عرض کرتا ہے کہ اکثر کتابت کی غلطیاں ہر نمبر میں پائی جاتی ہیں۔ اُمید ہے کہ ناظرین الحق ہمراہ کرم درگذر فرمائینگے۔ اُمید ہے کہ ماہ اپریل سے دورہ کا موسم ختم ہوگا اُسوقت اڈیٹر اطمینان سے ایک مقام پر رہیگا اُس وقت سے یہہ فروگذاشت نہ ہوگی۔ اسی جگہ مطبع والوں سے بھی گذارش ہے کہ قبل چھاپنے کے اصل کاپی سے خوب ملا کر چھاپا کریں تاکہ ناظرین کو شکایت کرنیکا موقع نہ ملے خطائی نظری سے جو اغلاط ہو جاتے ہیں اُس کے ذمہ دار مصنف اور اہل مطبع ہر دو گردانے جاتے ہیں۔

چونکہ اس وقت ہمارے پاس خریداران الحق کے حساب کا کھاتہ موجود نہیں ہے لہذا فروری کا نمبر بھی بلا قیمت طلب پارسل ارسال ہے۔ ہیڈکوارٹر میں پہنچکر حساب دیکھکر ہر صاحب کے متعلق جو باقی ہوگا اُس کے شامل ۱۹۰۵ء کی قیمت جوڑ کر ماہ آئندہ میں قیمت طلب پلندا روانہ ہوگا۔

ناظرین الحق کو واضح ہو کہ مفتاح القران جس کا اشتہار سال گذشتہ میں الحق کے ساتھ تقسیم ہوا تھا وہ بڑی سرعت کے ساتھ چھپ رہی ہے اُمید ہے کہ ماہ جولائی آئندہ میں تیار ہو کر مطبع والوں سے خریداروں کو روانہ ہوگی۔ ماہ فروری تک اُس کی قیمت بدستور ۱۶ روپیہ ہے مگر ماہ مارچ کے شروع سے خیار جاتا ہے کہ ۲۰ ہو جائیگی۔ اور محصول ڈاک و دیگر اخراجات علاوہ۔ لہذا جو صاحب اسکو خریدنا چاہیں فوراً گوفر الحق ایس۔ پی۔ جی مشن ہمیرپور کے پتہ سے درخواست کریں +

مسیحی پاک نوشتوں کے اصلی ہونے پر اعتراض اور اُن کا جواب

محمدی۔ اچھا اُن مشتبہ آیتوں میں سے چند کا حوالہ تو دیں جو نئے عہد میں پائی جاتی ہیں؟

مسیحی۔ صرف چار ایسے مقامات ہیں جو مشتبہ اور تصفیہ طلب ہیں۔ اور یہہ مقامات ہماری یونانی متن اور نئے انگریزی ترجمہ میں موجود ہیں۔ اور بعض صورتوں میں ترک کئے گئے ہیں اور بعض حالتوں میں علیحدہ شایع کئے گئے ہیں۔ اور مشتبہ مقامات حسب ذیل ہیں۔

(۱) مقدس مرقس ۱۶ باب آیت ۹ سے ۲۰ تک بعض قدیم نسخوں میں یہہ آیات پائی نہیں جاتیں اس لئے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کہ اُن کو مقدس مرقس نے تحریر کیا ہو غالباً کسی کاتب نے اُن کو تشریح کے لئے مقدس مرقس کی انجیل کے اختتام پر لکھا ہو جس کو مابعد کے کاتبوں نے متن کا جزو قرار دیکر اُس میں داخل کر لیا۔ یا ممکن ہے کہ وہ متن ہی کا حصہ ہوں اور رق کا وہ حصہ جس پر یہہ عبارت تھی قدیم نسخہ کو نقل کرنے سے قبل شکستہ ہو کر تلف ہو گیا ہو۔ بہر حال ہم وثوق کے ساتھ اس کی بابت ویسی رائے نہیں دیسکتے جیسا کہ باقی کل انجیل کے لئے دینے کو تیار ہیں۔

(۲) مقدس یوحنا باب ۵ آیت ۳ میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ " پانی کے ہلنے کا انتظار کرتا تھا " اور ۴ آیت کی بابت گمان ہے کہ یہہ ایک قدیم حاشیہ ہے جو غلطی سے متن میں درج ہو گیا ہے۔ اسلئے قدیم نسخوں اور ترجموں میں پایا نہیں جاتا۔

(۳) مقدس یوحنا ۷/۵۳ و ۸/۱۱ بھی قدیم نسخوں میں نہیں ملتا علماء کا گمان ہے کہ یہہ دراصل حاشیہ تھے جو متن میں داخل ہو گئے مگر یاد رہے کہ ان دونوں آیتوں میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔

(۴) مقدس یوحنا کا ۱ خط باب ۵ آیت ۷۔ اسکو جمہور علما نے عام طور سے تسلیم کر لیا ہے کہ یہہ حاشیہ کی عبارت ہو کر تشریح تھی۔ اور اسی لئے اب اس کو

ئے انگریزی ترجمہ اور یونانی متن میں شامل نہیں کیا۔

محمدی - اب اگر بائبل سچ مچ خدا کا الہامی کلام ہے تو پھر کیونکر اس میں یہ سب اختلافات اور مشتبہ آیات موجود ہیں ؟ فی الحقیقت خدا ضرور ایسے تمام اختلافات کو اپنی کتاب سے الگ رکھنے پر قادر ہے کہ جو ایک متلاشی حق کو رکاوٹ کا باعث ہوں ۔

مسیحی - بات یوں ہے کہ بسا اوقات جو باتیں بادی النظر میں ہم لوگوں کو مشتبہ اور ... معلوم ہوتی ہیں وہ در اصل ایسے نہیں ہیں۔ اول تو مشتبہ مقامات بہت ہی قلیل ہیں ... جب اُن سب کو ایک جگہ جمع کر کے غور سے دیکھا جائے تو مسیحی ایمان میں ہرگز مزاحم نہیں ہوتے ۔ ذرا غور کا مقام ہے کہ اسی عالم جب ہم غور کرتے ہیں تو ہم کو بائبل میں چند اختلافی ... متیں محسوس ہوتی ہیں ۔ جو خدا کی اخلاقی عدالت سے موافق نہیں معلوم ہوتیں مگر اُن سے ہمارے ایمان میں ذرا بھی تزلزل نہیں ہوتا پس اگر یہہ ہمارے ایمان کو نقصان نہیں پہنچاتا تو اگر اور بھی بائبل میں ہم کو کوئی ایسی دقت آئے تو ہم کو ہرگز بائبل سے منکر نہیں ہوتا ۔ اسی سے خیال کر لو کہ مسیح خداوند کے صعود سے اسوقت تک ایک بڑا زرین سلسلہ لاکھوں مسیحیوں کا ہوتا آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ان تمام دقتوں کے انہوں نے مسیح کو قبول کر کے مسیحی کہلانا فخر سمجھا ۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہی دقتیں ہماری قایم مزاجی اور ... زوالی یقین کے لئے عمدہ معیار ہیں ۔

محمدی - مگر آپ یہہ تو نہ مانتے ہونگے جو بائبل اس وقت آپ کے ہاتھہ میں ہے وہ خدا کا کلام ہے کیونکہ تم جوتی پہنکر یہاں بر سر بازار اس سے وعظ کر رہے ہو ۔ کیونکہ خروج ۳ باب ۵ میں لکھا ہے موسیٰ کو جلتی ہوئی جھاڑی کے پاس آتے وقت حکم ملا تھا کہ اپنی جوتی اُتار ۔

مسیحی - مگر آپ کی اپنی حدیثیں ہم کو تبلاتی ہیں کہ خود محمد صاحب خدا کی حضوری میں جوتیاں پہنے ہوئے گئے ۔ پھر آپ کیونکر ہم پر یہہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم اس کیچڑ بھری سڑک میں جوتی پہنے کھڑے ہیں ؟

محمدی۔ کیا ہی خوشی اور برکت کا مقام ہے کہ ہمارے مبارک قرآن میں ایسی کوئی مشتبہ آیات نہیں ہیں جیسا کہ بائیبل میں پائی جاتی ہیں۔

مسیحی۔ اگر آپ ناراض نہوں تو میں مؤدبانہ عرض کروں کہ ہماری بائیبل کی بابت تو کوئی شک و شبہ نہیں ہے مگر آپ کی اپنی حدیثیں بتلاتی ہیں کہ قرآن کا متن قابل اعتماد نہیں ہے۔

محمدی۔ لے آپ اسکو ثابت کریں اگر کچھ ہوتا ہے میں ہرگز خفا نہونگا

مسیحی۔ مسلم کتاب الزکواۃ میں تبلاتے ہیں۔ کہ عثمان کے مرتب کردہ قرآن میں بعض وہ آیتیں جو قرآن کا حصہ تھیں اب پائی نہیں جاتیں۔ مثالاً وہ کہتے ہیں کہ بصرہ میں ابو موسیٰ اشعری نے ۳۰۰ سو قاریوں سے کہا کہ۔ فی الحقیقت ہم ایک سورت کو جو لمبائی اور تیزی میں تیسرے کے مشابہ تھی پڑھا کرتے تھے۔ مگر اب میں بھول گیا ہوں صرف چند الفاظ یاد ہیں۔ ہم ایک سورۃ کو پڑھا کرتے تھے جس کو ہم صبوحات سے تشبیہ دیتے تھے مگر میں اس کو بھی بھول گیا ہوں۔ صرف اسقدر یاد ہے کہ "ای تم جو" وغیرہ۔ کتاب الرضا میں مسلم عائشہ سے روایت کرتا ہے کہ دودھ پلانے کی آیت محمد صاحب کی موت کے وقت تک لوگوں کو معلوم تھی۔ مگر اب یہہ قرآن میں پائی نہیں جاتی۔ پھر مسلم کتاب الحدود میں ثابت کرتے ہیں کہ حکم سنگسار کرنا ایک قرآن میں درج تھا اور عمر ایسے یقین کے ساتھ اس پر جما ہوا تھا کہ اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا جیسا کہ ابو داؤد کہتے ہیں کہ وہ ضرور اسی آیت کو درج کر دیتے اگر یہہ ڈر نہوتا کہ لوگ اُن پر اضافہ کرنیکا الزام لگائیں۔ ابن ماجہ ابواب النکاح میں تبلاتے ہیں کہ عائشہ نے اقرار کیا کہ دو آیتیں جن میں سے ایک یہی سنگسار کرنیکی تھی عجب طرح سے تلف ہوئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ یہہ دونوں آیتیں نازل ہو چکی تھیں اور لکھی بھی جا چکی تھیں اور اُن کی چارپائی تلے ان کا قلمی نسخہ تھا۔ لیکن جب محمد صاحب کا انتقال ہوا اُن کی تمام جورواں اور رشتہ دار دوست احباب اُن کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے کوئی گھریلو جانور (غالباً بکری) اندر گھس آئی اور مسودہ کو کھا گئی

لہذا یہہ آیتیں تلف ہوگئیں۔ پھر شیعہ عثمان پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے جان بوجھکر وہ تمام آیات جو علی کی شان میں تھیں نکالڈالیں پر عین الحیات میں لکھا ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقر سے بھی بڑی تھی مگر مابعد بہت سی آیات کے نکالنے سے تحریف کی گئی۔ لہذا یہہ جو کچھہ بیان ہوا وہ کسی عیسائی یا مخالف کا بیان نہیں ہے بلکہ خود تمہارے مسلمانوں کا بیان ہے +

محمدی۔ جناب یہہ بیان قابل توجہ نہیں ہے کیونکہ یہہ سب کچھ آپنے بے بنیاد حدیثوں پر بیان کیا ہے +

مسیحی۔ یہہ نہایت مشکل امر ہے کہ میں آپ کی حدیثوں پر فتویٰ دوں کہ کونسی قابل اعتبار اور کونسی ناقابل اعتبار ہیں۔ مگر ہماری بائبل کے متن کا یہہ حال نہیں ہے اُس کی بنیاد صرف قلمی نسخوں پر ہے +

محمدی۔ اچھا اب اسی بات پر لکائیے توریت اور انجیل کے وہ نسخے جو موسیٰ اور عیسیٰ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہوں جن پر وہ کتابیں نازل ہوئیں اور ہم فوراً مان لینگے کہ آپ کی بائبل میں تحریف نہیں ہوئی +

مسیحی۔ جناب من قبل اس کے کہ آپ ہم پر ایسی تعدی کریں آپ کو واجب ہے کہ خود قران کا وہ قلمی نسخہ پیش کریں جو محمد صاحب کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہو۔ جسکی نسبت آپکا دعویٰ ہے کہ وہ اُن پر نازل ہوا۔

محمدی۔ پھر بھی قران مجید میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ بائبل میں ہے۔

مسیحی۔ مانا کہ اُس میں بہت اختلاف نہو مگر پھر بھی قرأت کے لحاظ سے تو کچھ نہ کچھ ضرور ہیں۔ پھر خیال کرنے کی بات ہے کہ قرآن کا متن بہت پرانا نہیں ہے جیسا کہ بائبل کا۔ پھر ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور پھر صرف ایک قلمی نسخہ کی بنیاد پر اسکا مدار ہے اب اگر بہت کم اختلاف ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ مشکوۃ المصابیح میں لکھا ہے خلیفہ ابوبکر کے حکم سے زید ابن ثابت نے قران کو ٹکڑے پتوں۔ پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے

سینوں سے جمع کیا۔ اور یہہ واقعہ ۱۲ ہجری کا ہے۔ یہہ نسخہ ابوبکر کی تحویل میں اُن کی موت تک رہا اس کے بعد عمر کے قبضہ میں آیا کیونکہ امام بخاری اسی طرح تبلاتے ہیں۔ اس کے بعد حفصہ کے قبضہ میں رہا مگر اس عرصہ میں اور مختلف نسخے استعمال میں تھے اور وہ لوگ جن کو حفظ یاد تھا اس کو پڑہتے تھے۔ اب اس کے کئی برس بعد عثمان نے زید کو حکم دیا کہ وہ حفصہ کے نسخہ سے پھر نقل کریں اور تین اور شخص اُس کی مدد کو مقرر کئے اور ان نقلوں کو دور تک اپنی قلمرو میں بھیجدیا۔ اور جن کے پاس اور نسخے تھے اُن کو مجبور کیا کہ جلادیں اگرچہ بعضوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا مگر ناچار ماننا پڑا۔ اسی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نیا نسخہ ضرور پہلے نسخوں سے مختلف ہوگا ورنہ انکار کرنے کی وجہہ کیا تھی قسطلانی تبلاتا ہے کہ حفصہ کی موت کے بعد معاویہ کے عہد میں مدینہ کے گورنر مروان نے اُس کو پرزے پرزے کر ڈالا۔ تمام نسخوں کو پھونک کر نابود کر دینا اسبات پر شہادت دیتا ہے کہ ضرور اختلاف قرأت بہت کچھہ ہو گیا تھا لہذا اسلئے یہہ تدبیر کی گئی اور یہی علاج جو عثمان نے کیا ہم کو اس بات سے عاجز کئے ہوئے ہے کہ ہم قرآن کا مقابلہ کسی نسخے سے کریں کیونکہ کوئی وجود ہی میں نہیں ہے پھر مقابلہ کس سے کوئی کرے۔ خود مسلم اور دیگر محدثین ہم کو کتاب فضائل القرآن میں تبلاتے ہیں کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ خود محمد صاحب کے زمانہ ہی میں کسی اختلاف کی جرح ہونا ممکن نہ تھی۔ اگرچہ محمدی ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ یہہ اختلاف قرأت صرف تلفظ ہی تک محدود ہے مگر ہم کو کیسے یقین آئے جبکہ ہم کو امام مسلم تبلاتے ہیں کہ عمر بن الخطاب ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنکر برافروختہ ہوا اور اُس کو دامن پکڑ کر گھسیٹتا ہوا محمد صاحب کے پاس لیگیا اور اُسپر اس امر میں نالش کی۔ اور جب محمد صاحب نے دونوں کو سورۃ پڑھتے سُنا تو کہدیا کہ تم دونوں درست پڑھتے ہو اور یہہ بھی کہدیا کہ قرآن سات طور کی قرأت میں نازل ہوا ہے۔ مگر امام نسائی اس معاملہ میں تبلاتے ہیں کہ ہشام کے پڑھنے میں بعض ایسے الفاظ تھے جو اُس سے پہلے لوگوں نے محمد صاحب سے نہیں سُنے تھے۔ پھر امام نسائی تبلاتے ہیں کہ

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

نمبر ۳ | بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ع ایس پی جی مشن کانپور | جلد ۲

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین الحق کو واضح رہے کہ اڈیٹر اب اطمینان کے ساتھ اپنے ہیڈکوارٹر کو پہنچ گیا ہے اور امید ہے کہ جن احباب کے کرم ناموں کے جواب لکھنے میں تاخیر ہوئی بہت جلد اُن کے خطوں کا جواب لکھا جائیگا۔

اِس مہینہ کا نمبر بصیغہ قیمت طلب پاکٹ ارسال خدمت ہے۔ کیونکہ مطبع والوں کا بہت بڑا مطالبہ ہمارے سامنے موجود ہے جسکی ادائگی یکلخت واجب ہے۔

ماہ گذشتہ میں جو چند کلمے ہم نے البلاغ کی نسبت تحریر کئے تھے اسپر ہمارے بعض محمدی کرم فرما ہم سے ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے جسکے نگلنے کو بہت کم لوگ منہ کھولتے ہیں۔ جو تحریریں ہمارے پاس برائے اندراج الحق اس معاملہ میں وصول ہوئیں۔ ہمارے نزدیک یہہ فرض البلاغ کا ہے کہ انکو درج کرکے اپنے ہمدردوں کے درد کا مداوا کرے۔

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ نے اپنے دو گذشتہ نمبروں میں مسئلہ تثلیث کے اوپر لکھتے ہوئے خداوند مسیح کے عصمت کے متعلق بعض بے ایمان یہودیوں کے اعتراضوں کو

نقل کرکے اپنے ہی کے بیہودے چھوڑے ہیں راقم مضمون یہودیوں کی زبان اپنے منہہ میں رکھکر خداوند مسیح کی عصمت پر معترض ہو اُسکی تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے قواعد و اصول سے مسیحی عاجز ہوتے رہے ہم اُسکا جواب اسی قدر دیتے ہیں کہ یہہ آپ کی خوش فہمی ہی چونکہ ابھی یہہ مضمون انوار الاسلام میں ختم نہیں ہوا ہے۔ لہذا فی الحال ہم اس پر زیادہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتے +

مسیحی پاک نوشتوں کے اصلی ہونے پر اعتراض اور اُنکا جواب

محمدی - اس میں تو کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس اختلاف قرأت اور اکثر آیتوں کے معتبر نہونے کی وجہ سے جرمن اور انگلینڈ میں بہت سے علما آجکل یہہ کہتے ہیں کہ توریت موسی کی لکھی ہوئی نہیں ہے اور یہہ کہ پرانے عہد نامہ کا بہت سا حصہ اور نیز نئے عہد کا بھی بالکل غلط ہے۔ آپ کو مناسب ہے کہ پہلے اُن کو قائل کریں بجائے اس کے کہ ہم کو یقین دلائیں +

مسیحی - یہہ کہنا آپ کا درست نہیں ہے کیونکہ وہ علما جنکو اعلیٰ درجہ کا نکتہ چین کا لقب ملا ہے اسلئے بائبل پر اعتراض نہیں کرتے کہ اُس میں اختلاف قرأت ہے یا بعض مقامات مشتبہ ہیں۔ کیونکہ اُن کو معلوم ہوگیا ہے کہ اس سے بائبل کی اصولی تعلیمات میں فرق نہیں آتا۔ اگر آپ دریافت کرنے کی تکلیف گوارا کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اُن کے اعتراض اس اصول پر ہیں کہ وہ لوگ نبوت اور معجزہ کے منکر ہیں +

اور یوں وہ اس اصول سے ہر الہامی مذہب پر حملہ آور ہیں۔ اب آپ جبتک محمدی ہیں ایسے خیال کے لوگوں کے اعتراضوں کو اُسوقت تک پیش نہیں کرسکتے کہ جبتک آپ خود ان اصولوں کے قائل نہ ہو جائیں اور جس وقت آپ اُن کے اصولوں کے قائل ہوئے اُسوقت سے آپ محمدی ہرگز رہ نہیں سکتے۔ بائبل پر ہر زمانہ میں حملہ ہوتا رہا مگر اُس نے ہمیشہ اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور امید قوی ہے کہ آئندہ بھی یہہ اپنے مخالف کے حملوں کو رد کرتی رہیگی۔ موجودہ زمانہ کی معلومات جو بابل اسوریا۔ اور مصر کے متعلق ہوئی اور ہو رہی ہیں اُن

سے بائبل کے کل بیانات کی حرف بہ حرف تصدیق ہوتی ہے اور سب نکتہ چینیوں کے اصولوں کو رد کر رہی ہیں اگر آپ ذرا ان حالات کے مطالعہ کی تکلیف گوارا کریں تو آپ کو خود معلوم ہو جائیگا

محمدی۔ پھر کیوں ترجمے جو آپ لوگوں نے بائبل کے کئے ایکدوسرے سے اسقدر مختلف ہیں؟ کیوں آپ لوگ متواتر اُن کی تصحیح در تصحیح کے درپے رہتے ہیں اگر آپ کا متن محرف نہیں ہے؟

مسیحی۔ اگر آپ اُن کا مقابلہ کر کے دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا کہ اُن میں ایسا کچھ بہت فرق نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ابتدا میں مترجمین بعض ایسے الفاظ درج کر دیتے ہیں جو عام فہم نہ تھے۔ یا زبانوں کی کم معلومات یا مہارت کے باعث اُن کی نظر ثانی کرنی پڑتی ہے مگر کوئی مختلف ترجمہ نہیں کیا جاتا اور جب جب دوسری طبع کی ضرورت ہوتی ہے تو یہہ سقم دور کر دئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری بڑی خواہش یہہ کوشش کرنا ہے کہ لوگ جو زبان بولتے ہیں اُس میں وہ بائبل کا اصلی مطلب بخوبی اور آسانی سے سمجھ لیں۔ ترجمہ کو صاف کرنا یا مشکل لفظ کی جگہ آسان لفظ درج کرنا متن کی تحریف سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا آپ کا قرآن خود فارسی اور اردو ترجمہ کے ساتھ بین السطور میں شائع ہوتا ہے اور اب تو برابر نئے نئے ترجمے قرآن کے ہوتے رہتے ہیں مگر اس سے اصل عربی متن میں کچھ نقص نہیں آتا۔

محمدی۔ نئے عہدنامے کے اردو۔ فارسی۔ عربی وغیرہ ترجمے صرف ترجمے ہیں۔ اب کیونکر معلوم ہو کہ وہ اصل کے ساتھ مطابق ہیں؟ اور بفرض محال اگر ہوں بھی تو بھی اصل کے برابر کب ہو سکتے ہیں؟

مسیحی۔ ہمارے پاس اصلی یونانی متن موجود ہے اور برابر اُس کے ساتھ ترجموں کا مقابلہ کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اصل مطلب درست ہے یا نہیں۔ پھر آپ کو واضح رہے کہ یہہ ترجمے بہت سے علما نے ملکر کئے ہیں جس میں صرف انگریز ہی نہیں بلکہ دیسی علما بھی شامل تھے جو مختلف ملکوں کے رہنے والے تھے۔ اور سب نے ملکر کوشش کی کہ اصل مفہوم متن کا ترجمے میں ظاہر ہو۔ علاوہ اسکے ہم اصل یونانی متن کو بھی شائع کرتے ہیں اور ہر وقت

اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اگر کوئی اس کے سیکھنے کا شائق ہو اُسکو سکھائیں تاکہ وہ خود اصل کو پڑھکر اپنے لئے خود تصفیہ کرے - اب اگر آپ اس تکلیف کو گوارا نہ کریں تو کس کا قصور ہی آپکا یا ہمارا ؟

محمدی - حضرت عیسیٰ نے تو ایک انجیل بھی اپنے ہاتھ سے نہیں لکھی اور مقدس لوقا تو چشم دید گواہ بھی نہ تھے اب اگر یہہ تحریف سے محفوظ بھی رہے ہوں تو وہ صرف روائتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ اُن کا درجہ ہمارے یہاں کی حدیث کے برابر ہو سکتا ہی +

مسیحی - آپ کو معلوم ہی کہ قرآن خود محمد صاحب نے نہیں لکھا تھا کیونکہ آپ تو اُن کو اُمی یعنے اَن پڑھ نبی بتلاتے ہیں - بلکہ اُن کے اصحاب نے اُسکو لکھا - پھر کل قرآن کا اجتماع محمد صاحب کی موت تک بھی نہیں ہوا بلکہ اسکے بعد اُسکو جمع کیا گیا - اب تین انجیل نویسوں نے (اگر ہم اسکو یاد رکھیں کہ مقدس مرقس دراصل ہیں مقدس پطرس کے کاتب تھے) چشم دید واقعات قلمبند کئے ہیں پھر مقدس لوقا ہمکو بتلاتے ہیں کہ اُنھوں نے ایک کے کہنے سے نہیں بلکہ بہت سے ایسے لوگوں سے دریافت کرکے لکھا جو خود چشم دید گواہ تھے (دیکھو مقدس لوقا ۱ آیت ۴ تک) پھر ہم کو بتلایا جاتا ہی کہ انجیل نویس مسیح کے وعدہ کے مطابق روح القدس سے تحریک و مدد دیئے گئے (مقدس یوحنا ۱۴: ۲۶) پھر اس بات کو بھی فراموش نہ کریں کہ خود آپکا قرآن جیسا ہم نے دکھلایا کہ وہ انجیل کی شہادت دیتا ہی اور یہہ تعلیم دیتا ہی کہ یہہ ماننا ضروری ہی کہ وہ عیسیٰ پر نازل ہوئی - اور ہم نے اسکو ثابت کردیا کہ نہ تو وہ گم ہوئی اور نہ محرف ہوئی +

محمدی - مگر بہت سی اور اناجیل ہیں جنکو آپ اپاکریفل کہتے ہیں پھر کیونکر آپ کو معلوم ہو گیا کہ صرف چار ہی انجیلیں درست اور سچی ہیں اور باقی دیگر نہیں یا کم سے کم اُن اپاکریفل میں سے کچھ درست ہیں ؟

مسیحی - اُسی معیار سے جس سے ہم جانتے ہیں کہ صرف قرآن ہی اصلی ہی نہ کہ ماسوا اُس کے اور کتابیں چاروں انجیلیں ہر کہیں مسیحیوں کے پاس ابتدا ہی سے مستند ہیں اور

کلیسائے جامع نے ہرگز کسی اور انجیل کو کبھی قبول نہیں کیا۔ ہم نے اُن کا بھی غور سے مطالعہ کیا اور اس نتیجہ کو پہنچ گئے کہ اُن کی تاریخ تصنیف بہت عرصہ بعد کی ہے۔ پھر یہہ بھی غور طلب ہے کہ یہہ اناجیل بھی اصلی اناجیل کی کسی تعلیم کے خلاف نہیں ہیں اُن میں سے سب سے آخری زمانہ کی ایک انجیل بنام انجیل برنباس ہے وہ البتہ اصل انجیل کی تعلیموں کے مخالف ہے اور اس کی نسبت گمان ہے کہ اس کو کسی نے محمد صاحب کے بعد تصنیف کیا ہے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف مسیحی پاک نوشتوں سے بالکل ناواقف تھا کیونکہ اس میں خطاب المسیح محمد صاحب کو دیا ہے جسکو خود محمد صاحب نے کبھی اپنے لئے نہیں بتلایا۔

محمدی۔ مگر آپ کی بیبل جیسا کہ وہ موجودہ صورت میں ہے ہرگز خدا کی طرف سے نہیں کہہ سکتے اس میں ضرور تحریف کیگئی کیونکہ وہ خدا کی بابت ایسے الفاظ استعمال کرتی ہے جو خدا کی شان سے بعید ہیں۔ مثلاً خدا کے ہاتھ۔ خدا کی آنکھ علاوہ اس کے اُس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ پچھتایا۔ بھلا اس کو کون مان سکتا ہے؟

مسیحی۔ کسی محمدی کو ایسے اوٹ پٹانگ اعتراض و دلایل پیش کرنا زیب نہیں دیتا کیونکہ خود قرآن میں ایسے ہی الفاظ موجود ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ قرآن میں یہہ لکھا ہے کہ خدا بعض وقت بعض آیات کو منسوخ کرتا ہے سورہ بقر آیت ۱۰۰ سورہ نحل ۱۰۲ بائبل ایسا ہرگز نہیں سکھلاتی۔ اب رہا پچھتانے کی بابت سو آپ لوگ خود ہم کو بتلاتے ہیں کہ خدا کے ۹۹ عظیم ناموں سے ایک التواب ہے جسکے معنی بار بار پچھتانا یا نرم دل ہوتا ہے۔ اس لفظ کا مصدر توبہ ہے جسکے معنی وہی پچھتانا ہے۔ مگر یہہ یا ایسا ہی اور کوئی اعتراض نہ تو بائبل کی بابت ہو سکتا ہے اور نہ قرآن پر کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر انسانی زبان کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے الفاظ کے معنی وہی ہوں جو مشاہدات میں آسکیں تاکہ اس فانی زندگی پر انکا اطلاق ہو سکے اور صرف بلحاظ تشبیہہ وحانی حقیقتوں پر دال ہوتے ہیں یا کم سے کم ذہنی تصورات پر انکا اطلاق ہو سکے پس اس کو خدا کی بابت انہیں معنوں میں خیال کرنا غلطی ہے کیونکہ ہمارے پاس اس سے بہتر

وسیلہ نہیں ہے کہ جس سے ہم الٰہی ذات کے لئے اپنے خیالات کو ظاہر کریں۔ اب پچھتانا عربی میں تجھیے ہٹنا یا پھر جانا ہیں اب جب اسکا اطلاق خدا کی ذات پر ہوا تو اسکے معنی یہہ ہیں کہ باز رہا یعنے سزا دینے سے رک گیا وغیرہ اسکے وہ اخلاقی معنے نہیں ہو سکتے جو اُس لفظ سے گنہگار کے لئے ہوتے ہیں جیسا اس کے معنے گناہوں سے پیچھے پھرنے کے ہیں +

۱ **محمدی**۔ اب دیکھیے یرمیاہ ۲۲: ۳۰ میں ہم پڑھتے ہیں کہ شاہ یکونیا بے اولاد تھا مگر ہم ا تواریخ ۳: ۱۷۔ ۱۹ میں ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ اُس کے کئی بیٹے تھے اُن میں سے ایک شخص انجیل متی ۱: ۱۲ میں یوسف جو حضرت مریم کا شوہر تھا اُن کے پرداداوں میں سے تھا۔ اب کیا یہہ نقیض موجود نہیں ہے +

مسیحی۔ یہہ الفاظ کہ اُس شخص کو بے اولاد لکھو" یرمیاہ میں اس کے معنی صاف ظاہر کئے گئے ہیں کہ اگرچہ اُس کے اولاد تو تھی مگر پھر بھی بے مصرف یعنے اُن میں سے کوئی اُس کے تخت کا وارث ہرگز نہ ہوگا پس اولاد کا ہونا اُسکے کچھہ کام نہ آیا اب اگر اُس کے اولاد نہ ہوتی تو بھی نتیجہ واحد ہوتا پس ہونا اولاد کا نہونے کی برابر ٹھہرا اور بائبل سے یہہ بات صاف ثابت ہے کہ کوئی اُس کی اولاد میں سے اُس کے تخت کا وارث نہ ہوا +

۱ **محمدی**۔ اب اگر مسیح اُس کی نسل سے ہو تو ہرگز یہودیوں کا بادشاہ نہیں ہو سکتا۔

مسیحی۔ اب چونکہ یوسف مسیح کا باپ نہ تھا پس پھر کیونکر خداوند یسوع کو یکونیاہ کی نسل سے کہا جا سکتا ہے۔ پھر خود خداوند مسیح نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں ہے دیکھو مقدس یوحنا ۱۸: ۳۶ +

۴ **محمدی**۔ مگر جب ہم متی ۱: ۱۲ کا مقابلہ لوقا ۳: ۲۷ سے کرتے ہیں تو ہم کو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلاتئیل اور زروبابل ہر دو نسب ناموں میں ذکر ہوئے ہیں اور ا۔ تواریخ ۳: ۱۷ سے اظہر من الشمس ہے کہ ہر دو سلاتئیل اور زروبابل یکونیاہ کی نسل سے تھے۔ پس اگر یکونیاہ اس بات کے لائق نہ سمجھا گیا کہ دنیاوی اور فانی سلطنت کا وارث اپنی اولاد کو کرے تو کس قدر زیادہ اسکے لئے نالائق ٹھہریگا کہ مسیح کے جد امجد میں ہو سکے۔ چونکہ حضرت مسیح نبی تھے لہذا صاف عیاں

ہے کہ یہاں اس بیان میں آپ کی بائبل میں ضرور تحریف ہوئی ہے۔

مسیحی۔ اول تو مقدس لوقا ۳: ۲۷ سے یہہ بات صاف آشکارا نہیں ہے کہ یاسلائیل اور زروبابل جو ذکر ہوئے وہی اشخاص ہیں جنکا ذکر مقدس متی ۱: ۱۲ اور ا۔ تواریخ ۳: ۱۷-۱۹ میں ہوا ہے۔ مگر یہہ بھی قابل غور ہے کہ ایسی تحریف سے عیسائیوں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے بالخصوص ایسی تحریف کریں جس سے مشکل بجائے آسان ہونے کے اور زیادہ الجھہ کر باعث فضیحت ہو؟

محمدی۔ استثنا ۲۳: ۳ نحمیاہ ۱۳: ۱ ہم پڑھتے ہیں کہ کوئی موابی خداوند کی جماعت میں ہمیشہ تک داخل نہیں ہو سکتا مگر ہم ہر دو نسب ناموں میں دیکھتے ہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے تھا جسکے بزرگوں میں موابی روت داخل ہے۔ یہہ ایک دوسرا اختلاف ہے۔

مسیحی۔ روت ۴: ۲۱ و ۲۲ آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل یہود جو اپنی الہامی کتابوں سے بخوبی واقف تھے انہوں نے استثنا کی اس آیت کا مطلب جو نحمیا میں دہرائی گئی ہے ہرگز وہ نہیں سمجھا۔ جو آپ سمجھہ رہے ہیں۔ ورنہ انبیا ان بادشاہوں کو جو روت اور داؤد کی نسل سے تخت نشین ہوتے ہرگز چنی ہوئی قوم سے تسلیم نہ کرتے اور نہ المسیح کے ساتھہ ایسی پیشنگوئیاں کرتے کہ مسیح داؤد کی نسل سے ہوگا۔ یہودی اس آیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کوئی امونی یا موابی مرد اس قابل ہے کہ وہ خداوند کی جماعت میں سے جورو لیوے اور دسویں پشت تک وہ ہرگز خداوند کی جماعت سے جورو نہ لیوے (دیکھو تارگم فلسطینی) پس کوئی موابی مرد اسرائیل کی قوم میں اسوقت تک داخل نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ سچا مرید نہ بنے۔ یہی قاعدہ عورات میں صادق ہوگا اب روت کی بابت ہم روت ۱: ۱۶ میں پڑھتے ہیں کہ وہ مرید تھی نحمیا ۱۳ : ۳ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نحمیا نبی نے استثنا ۲۳: ۳ کا مطلب یہہ سمجھا کہ موابی بت پرستکو اسرائیلیوں کے ساتھہ شمار کرنا منع ہے۔ پس اس مقام کے یہی درست معنے ہیں۔

علاوہ اسکے ایک مدت بھی بیان ہوئی ہے یعنے انکی دسویں پشت تک استثنا ۲۳: ۳ اب مسیح موابی تو نہ تھا بلکہ پیدائش سے ایک یہودی۔ حالانکہ بہت پشتوں قبل اسکے نسب نامہ میں

ایک سوالی عورت کا بھی نام ہے۔

محمدی ۔ سب سے بڑی لاجواب دلیل بائبل کے تحریف ہونے کی یہہ ہے کہ اس میں بہت سے نقیض و متضاد مضامین پائے جاتے ہیں۔ ایک ہی واقعہ کے دو مختلف بیانات سچے نہیں ہو سکتے ہیں۔

مسیحی ۔ بائبل میں ایسے متناقض یا متضاد مضامین ہرگز پائے نہیں جاتے کہ جسکا جواب آسانی سے دیا نہ جاوے۔ براے عنایت آپ کوئی ایسے نقیض بیان کریں۔

محمدی ۔ متی کی انجیل میں مسیح کا ایک نسب نامہ ہے جو لوقا کی انجیل سے بالکل مختلف ہے۔ اب تبلائیے یہہ دونوں کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں۔

مسیحی ۔ ہر آدمی کے دو نسب نامہ ہوا کرتے ہیں ایک باپ کیطرف سے دوسرا ماں کیطرف سے اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کے دونو نسب ناموں میں سے ایک غالبا یوسف کا ہے جو اُسکا مجازی باپ تھا۔ اور دوسرا مقدس مریم کا جو اُس کی ماں تھی۔ مقدس متی اول الذکر کا بیان کرتا ہے اور مقدس لوقا موخر الذکر کا۔ مقدس لوقا ۳: ۲۳ میں ہم پڑھتے ہیں کہ یوسف کو ہیلی کا بیٹا کہکر لکھا ہے حالانکہ یوسف اُسکا داماد تھا۔ ممکن ہے نام کے باقی رکھنے کے لئے اُسکو متبنی کیا ہو کہ آگے کو خاندان کا نام چلے جو ایک عام دستور یونانیوں اور عبرانیوں میں تھا۔ اور آجتک اکثر قوموں میں پایا جاتا ہے۔ ایک پرانی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس مریم ہیلی کی بیٹی تھی۔ اب ایک بات قابل غور ہے جسپر آپکو کافی توجہ کرنا چاہئے۔ کہ آپکی یہہ مثال بائبل کی تحریف کو ثابت نہیں کرتی۔ بلکہ اس بات کو بڑی صفائی سے ثابت کرتی ہے کہ جان بوجھکر اس میں ردوبدل نہیں کیا گیا کیونکہ دونوں نسب نامے اُس میں موجود ہیں۔ اگر مسیحیوں کی یہہ خواہش ہوتی کہ کوئی تبدیلی کریں تو کتنا آسان تھا کہ ہر مشکل کو دور کرے اور مقدس لوقا ۳: ۲۳ میں بجاے یوسف کے مریم کا نام درج کر دیتے اب اس ثبوت کے لئے کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا دو باتیں قابل غور ہیں (۱) ابتدائی زمانہ کے مسیحی جو تمام واقعات سے بخوبی واقف تھے اُنہوں نے اس میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ پس اگر ہمارے زمانہ میں ہم کو یہہ دقت محسوس ہو تو سوچ لینا چاہئے کہ ہم اُن واقعات سے

یسوع نے کہا راہ اور حق اور زندگی میں ہوں

الحق

جلد ۱۰ | بابت ماہ اپریل مئی جون جولائی اگست | نمبر [illegible]

ایڈیٹوریل نوٹس

معذرت۔ مارچ کا الحق روانہ ہونے کے بعد اڈیٹر اتفاقیہ سخت بیمار ہو گیا اور کئی ہفتہ تک سخت تشویش اطبا رہا۔ لہذا اپریل کا پرچہ وقت پر نہ نکل سکا اور اب یہ تجویز کہ اپریل اور مئی کا نمبر باہم ساتھ شائع کر دیا جائیگا مگر [illegible] سبب اس کے لئے مانع ہوا۔ مینجر الحق سے ہم کو معلوم ہوا کہ ماہ مارچ کا نمبر جو اکثر احباب کو بصیغہ قیمت طلب پاکٹ روانہ کیا گیا تھا اس کو قریب نصف لوگوں نے بلا کسی وجہ کے واپس کر دیا اور کوئی اطلاع اس امر کی نہیں دی کہ کیوں انہوں نے پاکٹ واپس کر دیا۔ ان میں سے بعض بعض احباب ایسے ہیں جن کے ذمہ دو دو اور تین تین برس کا چندہ باقی تھا اور جب ان کو یاد دہانی کرائی گئی تو اکثر نے لکھ دیا کہ عنقریب روانہ کرتے ہیں اب جب قیمت طلب پاکٹ روانہ کر دیا گیا تو لینے سے انکار کر دیا۔ اور ہم کو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ انکا یہ طریقہ قابل نفرین ہے۔ ناحق کو ہمارا نقصان کرایا اور ان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ اسی وجہ سے ماہ مئی کا نمبر بھی وقت پر نہ نکل سکا کیونکہ مناسب معلوم ہوا کہ ان احباب سے خط و کتابت کیجائے اور ان کو یاد دلایا جائے کہ حق

کسی ذاتی منفعت کے لئے جاری نہیں کیا گیا بلکہ اس کا مدعا صرف مسیح مصلوب کو غیر اقوام کے روبرو پیش کرنا ہے۔ اور یہہ بھی ضرور تھا کہ ایسے احباب سے صاف صاف جواب لیا جائے کہ آئیندہ وہ الحق کو خریدنا چاہتے ہیں یا نہیں اور جو جو صاحب نہ لینا چاہیں اُنکا نام رجسٹر سے خارج کیا جائے اور اُسی قدر پرچے تعداد میں کم شایع کئے جائیں لہذا ماہ مئی اسی میں صرف ہوا۔ اب چونکہ اپریل سے جون تک کے نمبر شایع کرنے تھے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ناظرین کے اس قدر انتظار کا معاوضہ یوں کیا جائے کہ ماہ اگست ۱۹۰۵ء تک کے نمبر ایک ساتھ شایع کئے جائیں لہذا پانچ ماہ کا الحق خدمت میں ارسال ہے۔

البلاغ بابت ماہ محرم و صفر میں ایک مضمون بصیغہ مراسلات اڈیٹر الحق لودہیانہ کے عنوان سے صفحہ ۲۲ سے ۵ تک شایع ہوا ہے جس میں کسی نامہ نگار نے خوب ہی دل کھول کر صلواتیں سنائی ہیں اور آخر میں ہم کو کچھ اس پر لکھنے سے بدیں الفاظ بند کر دیا ہے۔ آخر میں میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس وقت تک اپنے دہن پر مہر خاموشی لگائے رہینگے جب تک کہ وہ تمام تحریریں شایع نہ ہو جائیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہوئی ہیں!! اگرچہ اس شرط کو ہم کچھ لکھ کر بھی پورا کرسکتے ہیں کیونکہ شرط یہہ ہے کہ دہن پر مہر خاموشی لگائے رہیں نہ کہ کلک و زبان کو لگام دیں مگر پھر بھی ہم البلاغ کے نامہ نگار کے آنسو پونچھے دیتے ہیں کہ ہم نہ صرف دہن کو بلکہ زبان کلک کو بھی روکے رہینگے۔ اور ہم کو آپ اُسی وقت اپنا صحیح مخاطب خیال کریں جب آپ کوئی بات ہمارے پیارے عقاید کے خلاف سنا دیں گے۔ ورنہ کسی دوسرے کے ذاتی معاملات ہماری بحث سے خارج ہیں۔

زلزلہ۔ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء صبح ۶ بجے جو برباد کن زلزلہ شمالی ہند میں آیا وہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک قابل یادگار واقعہ تصور کیا جائیگا۔ کیونکہ جس قدر جانوں کا نقصان ہوا وہ لوگوں کے دلوں سے دیر تک بھولنے والا نہیں ہے۔ بڑے بڑے ملحدوں کے منہہ سے توبہ توبہ کا ورد سنا گیا ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایسا زلزلہ

دیکھنا تو درکنار عمر بھر میں سُنا تک نہیں اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں اُنکا کہنا بالکل سچ ہی۔ اس کے علاوہ طاعون کا بھی زور ہوتا جاتا ہی فصل ربیع کو جو نقصان اس سے پہلے پہنچا وہ سب پر روشن ہی۔ یہہ سب باتیں ایسی نہیں ہیں جو غور میں طبایع کو کسی خاص نتیجہ کی طرف نہ لیجائیں اور ہم کو تو انکے نتیجہ نکالنے میں ذرا بھی دقت نہیں معلوم ہوتی۔ ہندوستان کی اخلاقی اور روحانی حالت درجہ اعتدال سے گر چکی ہی ٹھیک جیسا کہ نوح کے زمانہ میں لوط کے زمانہ میں صدوم و عمورہ کے زمانہ میں جیسا کہ اس وقت میں قانون قدرت کے مالک نے اُن لوگوں کو تنبیہہ دی ویسا ہی ہندوستان میں تنبیہہ کے لئے قادر مطلق کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور میں آرہے ہیں سائنس کے دلدادہ ان واقعات کے وجوہات کچھ ہی بیان کریں مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ایسے واقعات ہر روز عام طور پر واقع نہیں ہوا کرتے بلکہ انکے لئے خاص ہی وقت مقرر ہوتے ہیں جبکہ کسی حصہ پر باطل پرستی۔ خودغرضی۔ ظلم و فریب بڑھ جاتے اور قادر مطلق خدا وہاں کے باشندوں کے تنبیہہ کے درپے ہو۔ سچ پوچھو تو ہندوستان کی موجودہ مذہبی اور اخلاقی حالت کو دیکھکر اللہ والے لوگوں کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہی اور خیال ہوتا ہی کہ اگر جیسے یہی حالت جاری رہی تو کوئی سخت بلا اس پر نازل ہونیوالی ہی خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے اور ہندوستان کے لوگوں کو جلد توفیق دے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانیں تاکہ وہ جو ساری خوبیوں کا سرچشمہ ہی اُن کو سیراب کرے اور لوگ برکت پر برکت حاصل کرکے ہمیشہ اُسی کے ہو رہیں۔ آمین۔

مسیحی پاک نوشتوں کے اصلی ہونے پر محمدیوں کے اعتراض

اور اُنکا جواب

(۴۹) محمدی۔ بیس اگر چہ و بائبل اور قرآن (دیکھو سورہ انبیا آیت ۹۱ اور سورہ مریم آیت ۱۲) اس بات کا واضح طور پر ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی جسمانی باپ نہ تھا

تو پھر کیا ضرورت لاحق ہوئی کہ متی باب اوّل میں یوسف کا نسب نامہ بیان کیا جائے؟

مسیحی۔ فی الحقیقت یہہ بات محض یہودیوں کے خاطر تھی۔ خواہ وہ اُسکی اعجازی پیدائش کے قایل ہوں یا نہ ہوں۔ مگر اُن کو صاف صاف معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ مسیح بموجب پیشگوئی (رومیوں ۱ باب ۳ وغیرہ وغیرہ) داؤد کی اصل و نسل سے ہی۔ اور ایسا ہی نتیجہ مقدسہ مریم کے نسب نامہ سے بھی برآمد ہوتا ہی جسکو مقدس لوقا نے درج کیا ہی۔

(۷) **محمدی**۔ علاوہ ازیں بائبل میں اور بہت سے متضاد مضامین ہیں جو اس طرح آسانی سے حل نہیں ہو سکتے۔ اُن میں سے ایک اُس اندھے کا بینا ہونا ہی جسکی بابت کہا جاتا ہی کہ حضرت عیسیٰ نے اُس کو یریحو میں چنگا کیا اب اناجیل میں تین مختلف و متضاد بیانات اسی ایک واقعہ کے موجود ہیں۔ مقدس متی ۲۰ باب میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ یریحو سے گذر رہے تھے تو اُنہوں نے دو اندھوں کو بینا کیا۔ مقدس مرقس ۱۰ باب میں بتلاتے ہیں کہ صرف ایک کو چنگا کیا اب مقدس لوقا ۱۸ باب ۳۵ میں کہتے ہیں کہ صرف ایک کو چنگا کیا اور وہ بھی قبل اسکے کہ وہ یریحو میں داخل ہوئے نہ کہ یریحو سے جاتے وقت

مسیحی۔ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے گو بادی النظر میں اس ایک واقعہ کے تینوں بیان ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف معلوم ہوتے ہیں۔ اگر آپ مقدس مرقس کے بیان کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اُنکا بیان ہرگز یہہ نہیں ہی کہ فقط ایک ہی چنگا ہوا اگرچہ وہ ایک کو نام لیکر ذکر کرتے ہیں یعنی برتمائی۔ اب اگر مقدس مرقس کے بیان کو مقدس لوقا کے بیان سے مقابلہ کریں اور ہر دو کو ایک جا رکھکر پڑھیں تو یہہ دونوں بیان ملکر مقدس متی کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ دو اندھے یریحو میں چنگے کئے گئے اور اس قدر زمانہ کے بعد ہم اس کے سوا اور کسی نتیجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ ممکن ہی کہ مقدس متی نے دونوں کا بیان بلحاظ اختصار ایک ہی جگہ کر دیا (جیسا کہ ہم دیکھ چکے کہ مقدس مرقس کہیں یہہ نہیں کہتے کہ برتمائی ہی اکیلا تھا) اغلب ہی کہ خداوند مسیح نے یریحو میں داخل ہوتے ہوئے ایک کو چنگا کیا ہو اس کے بعد یریحو سے گذرتے ہوئے اور دو کو۔ مگر ایک بات قابل

غور یہ کہ نہیں اختلافات لکھے ہونیکے باعث اگرچہ بہت اختلاف ایسے نہیں ہیں جنکا تشفی بخش جواب
نہ ہو سکے مگر سہ بیانات میں پورا پورا اتفاق ظاہر ہوتا ہے اور ہر شبہ کو دور کرنا ضروری ہے کیونکہ
ہمارے پاس تین خود مختار گواہیاں اس معجزہ کی موجود ہیں جو بعد میں ہوا۔ اب فرض کرو کہ
اگر کوئی حاکم معلوم کرے کہ تین مختلف گواہ ایک ہی بات حرف بحرف انہیں الفاظ میں بیان
کرتے ہیں تو اس کو شبہ ہو جائیگا کہ یہہ سکھائے پڑھائے ہوئے گواہ ہیں لیکن اگر یہہ معلوم
ہو جائے کہ وہ تینوں اصل بات پر متفق ہیں حالانکہ واقعات کے بیان کرنے میں کسی قدر اختلاف
ہو تو حاکم اس حالت میں انکی شہادت کو [illegible] قابل اعتبار [illegible] کیونکہ وہ خاص اور اصل بات میں
متفق ہیں۔ اب اسی اعتراض سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے ایک بڑی شہادت اس امر کی دی
کہ بائبل میں ہرگز تحریف نہیں ہوئی ہے کیونکہ [illegible] سے بائبل کے مخالف اس قسم اور دیگر
اختلافات کو بائبل کی بابت پیش کرتے [illegible] ہم لوگوں نے کبھی اسکی کوشش [illegible]
نہیں کیا کہ رد و بدل کرکے ان بیانوں کو تطبیق دیکر مخالفوں کے حملوں اور اعتراضوں
سے بچیں۔

محمدی۔ پھر ملاحظہ فرمائیں کہ یہہ کس قدر ناقابل تطبیق بیانات ہیں جو حضرت مسیح
کے اپنے شاگردوں پر بعد زندہ ہونے ظاہر ہونیکے ہیں۔ علاوہ اس کے یہوداہ اسکریوطی کی موت
کے دو متضاد بیانات موجود ہیں۔ پھر فرشتوں کی تعداد میں اختلاف ہے جو قبر میں ظاہر ہوئے اور
دیکھے گئے۔

مسیحی۔ ایسے مقامات کو پڑھ کر جو مشکلات ہم کو محسوس ہوتی ہیں انکا اصل سبب ہماری
ناعلمی ہے جو ایسے واقعات کے ہر پہلو سے ہم کو ہے۔ یہہ تو بالکل آسان امر ہے کہ ہم دکھلائیں
کہ ایسے مختلف بیانات ہرگز متضاد نہیں۔ مگر سب سے بڑا نقطہ جو اس سے ہم کو ہاتھ آتا ہے وہ
یہہ کہ بیانات کے اختلاف سے ہم کو ہرگز شبہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں چالاکی کی گئی اور ان سب
باتوں کو انجیل کے متن میں قائم رکھنا اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ ہم نے ہرگز کبھی اس بات کی
کوشش نہیں کی کہ ایسے نقصوں کو رفع کرکے مخالفوں کی زد سے بچ جائیں۔

محمدی۔ مقدس متی ۲/۱ میں ہم کو بتلاتے ہیں کہ ہیرودیس اُس وقت مرا جب حضرت
عیسیٰ ع زمانہ شیر خواری مصر میں ہی تھے حالانکہ مقدس لوقا ۲۳/۸ میں ہم کو بتلاتے ہیں کہ ہیرودیس
اُس زمانہ کے بہت برس بعد تک زندہ تھا اور کہ حضرت عیسیٰ اُسکی عدالت میں لائے گئے کہ
اُنکا انصاف کرے اس صریح اختلاف کے جو یہاں موجود ہے آپ کیونکر منکر ہونیکی جرأت کر سکتے ہیں؟

مسیحی۔ یہاں تو کوئی اختلاف نہیں ہے آپ اس کا مقابلہ مقدس لوقا ۳/۱ سے
کر سکتے ہیں۔ وہ ہیرودیس جو زمانہ شیر خواری خداوند مسیح ہوا وہ ہیرودیس اعظم تھا۔ وہ تمام فلسطین
کا حاکم تھا حالانکہ رومیوں کا ماتحت تھا جنہوں نے اُس کو تخت پر بٹھایا تھا۔ اُسکی وفات پر
اُس کا ملک چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اُس کا بیٹا ہیرودیس انتیپاس جو گلیل کا حاکم تھا تو فار
اُس کا عام لقب ہیرودیس چوتھائی کا حاکم ہے متی ۱۴/۱۔ پس یہہ وہی چوتھائی کا حاکم ہیرودیس
تھا جسکے سامنے خداوند مسیح پیش ہوا۔ بلکہ اسی لوقا ۲۳/۷ آیت سے یہہ بات بالکل روشن ہے
اس کا مقابلہ لوقا ۳/۱ سے کرکے دیکھو کہ وہاں ہیرودیس کی حکومت اور گلیل کا ذکر صاف صاف ہے
پھر بھی ہم رسولوں کے اعمال ۱۲/۲ میں آیا ہے ایک اور ہیرودیس جس کا لقب اگرپا تھا اس کا
ذکر اعمال ۱۲ از ۲۳ میں آیا ہے۔ اور یہہ سب کچھ یہودی مورخ یوسیفس اور رومی مورخ ٹیسٹس سے
بالکل ثابت ہے۔ وہاں ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ ہیرودیس اعظم کی وفات کے بعد اس کا ملک اس کے
بیٹوں پر تقسیم ہوا۔ کسی محمدی کو اس بات سے ہرگز تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ اگر ایک ہی نام کئی
شخصوں کا ہو خصوصًا جیسا کہ باپ کا نام بیٹے یا پوتے کو دیا جائے۔ اب فرض کریں کہ کوئی
شخص ترکی کے مختلف سلطانوں کو جو مراد کے نام سے مشہور ہوئے ایک ہی تبلائے تو آپ
ایسے شخص کی بابت کیا کہیں گے؟ اس قسم کا اعتراض آپ کا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ
کس آسانی سے ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اس کے کل واقعات موجود
ہیں پس اگر دوسرے اعتراضوں کے لئے ایسے ہی مواقع اور معلومات ہوتی تو ہرگز ہم کو اُنکے
جواب دینے میں مشکل نہ ہوتی۔ اب جہاں کہیں دقت معلوم ہو وہاں یہہ ہماری کوتاہ معلومات کا قصور ہے

محمدی۔ مگر جناب آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپکی بائبل میں اضافہ نہیں کیا گیا جبکہ

استثنا کے آخری باب میں ہم موسٰی کی موت اور تدفین کا ذکر پڑھتے ہیں۔ اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اس کو موسٰی نے خود ہرگز نہ لکھا ہوگا۔

مسیحی۔ یہودیوں کا بیان ہی کہ موسٰی کے جانشین یشوع کا لکھا ہوا ہی پس خواہ یہہ بات استثنا کا آخری حصّہ ہو یا یشوع کی کتاب کا شروع اس سے ہرگز کوئی اصل اغلاط ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس باب میں یہہ نہیں لکھا ہی کہ یہہ موسٰی کی تحریر ہی۔

محمدی۔ بہرحال آپ کی بائبل ناقص ضرور ہی کیونکہ اس میں اشر کی کتاب اور بہت سی دیگر کتابیں جن کو حضرت سلیمان نے لکھا باقی نہیں پائیں۔

مسیحی۔ چونکہ ان کا شمار کبھی بائبل کی کتابوں کی فہرست میں نہیں کیا گیا لہذا انکی عدم موجودگی کوئی وزن دار اعتراض نہیں ہی۔

محمدی۔ انجیل اپنے نقصوں کو خود بیان کرتی ہی دیکھو یوحنا ۲۰ باب ۳۰ و ۲۱ باب ۲۵۔

مسیحی۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ان آیتوں سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ بعض باتیں انجیل میں لکھی نہیں گئیں۔ ایسی باتیں کبھی یا کسی زمانہ میں اس انجیل کا کوئی جزو نہیں جسکی تصدیق آپکا قرآن کرتا ہی پس یہہ اعتراض بھی نہ ہوگا ثابت ہوگا کہ اس میں سے وہ باتیں خارج کی گئیں۔ علاوہ اس کے یوحنا ۲۰ باب ۳۱ سے صاف ظاہر ہی کہ جو کچھ لکھا گیا وہ اس بات کے لئے کافی ووافی ہی کہ ہم مسیح میں ایمان لاکر نجات حاصل کریں۔

محمدی۔ مگر یہہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ملاکی ۳ باب ۱ کا حوالہ جو متی ۱۱ باب ۱۰ میں دیا ہی یہہ کیسا مشتبہ ہی جہاں لفظ میرے کو تیرے میں بدل دیا ہی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ کتب مقدسہ کا متن ضرور خراب کیا گیا۔

مسیحی۔ دراصل اختلاف درمیان (لسیفانائے) اور (لفنیکہا) کے ہوا ہی اور عبرانی تجنیس خطی میں صرف ایک حرف کا فرق ہی یعنی کاف کا ممکن ہی نقل کرنے وقت عبرانی متن سے ایک حرف رہ گیا ہو۔ یہہ تو صرف اُسی قسم کا اعتراض جو اختلاف قرأت پر ہو سکتا ہی اس سے مطلب یا دلیل میں کوئی نقص وارد نہیں ہو سکتا اور یہہ تو ایک ایزادی ثبوت مسیح کی الوہیت کا

ظاہر ہے کہ ہرگز کسی نے بہت دو دستخط متن میں رد و بدل نہیں کیا ورنہ اس ایک حرف
کی کمی کو کب کا پورا کر دیا ہوتا۔

محمدی۔ اعمال ۱:۱۵ میں ہم پڑھتے ہیں کہ مسیح کے صعود کے بعد صرف ۱۲۰ شاگرد تھے
مگر ۱ کرنتھیوں ۱۵:۶ سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے جی اٹھنے کے بعد پانچسو بھائیوں سے زیادہ
پر ظاہر ہوا۔ اب اس اعتراض کو آپ کیونکر دور کر سکتے ہیں؟

مسیحی۔ اس میں تو کوئی قباحت کی بات ہی نہیں ہے۔ اول تو اعمال ۱:۱۵ میں ہرگز
نہیں لکھا کہ وہاں صرف ۱۲۰ ہی شاگرد تھے۔ بلکہ صرف یہی لکھا ہے کہ یروشلم میں جو اُس ملاقات
میں اس وقت صرف ۱۲۰ حاضر تھے۔ اور پانچسو بھائیوں میں شاید گلیل میں تھے؟ جہاں زیادہ تر خداوند مسیح
کا کام جاری ہوا تھا۔ اور یہیں اس کے شاگرد کثرت سے تھے۔ یہ بیان کہ لاہور میں ۲۰۰۰
عیسائی ہیں اس بات کے ہرگز خلاف نہیں ہے کہ پنجاب میں عیسائیوں کا شمار ایک لاکھ ۷۰ ہزار ہے۔

محمدی۔ متی ۲۷:۴۴ میں بتایا گیا ہے کہ دونوں چوروں نے مسیح کو طعن کی مگر
لوقا ۲۳:۳۹-۴۲ میں بتلایا جاتا ہے کہ صرف ایک نے ہی ایسا کیا۔ کیا یہ صریح اختلاف نہیں ہے؟

مسیحی۔ ہاں تو بشرطیکہ آپ لفظ "دونوں" ایک اپنی طرف سے ایزاد نہ کریں۔ اگر میں
کسی سے یہ کہوں کہ آج صبح آپ میرے پاس تشریف لائے تھے تو کیا اس سے یہ
لازم آئے گا کہ صرف آپ ہی آئے تھے جو دن بھر کے ملاقاتیوں میں تھے؟ ہر دو مقامات کو
بغور پڑھا جائے تو کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ اگرچہ مقدس لوقا علاوہ اس واقعہ کے
جس کا مقدس متی نے ذکر کیا ہے اور بات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ہر دو بیانات اس بات کا تو
ذکر کرتے ہیں کہ چوروں نے مسیح پر طعن کیا۔ مگر مقدس لوقا بتلاتے ہیں کہ ایک نے مابعد
اُن میں سے توبہ کی۔ اغلب ہے کہ صبر اور بردباری کی حالت جس میں ہمارے خداوند نے
چوروں کے طعن کو برداشت کیا اس کا موجب ہوئی کہ چور نے علاوہ اس طعن کے جو اُس نے
کیا تھا مسیح کی دوسری تکلیفوں اور مصیبتوں کو صبر سے برداشت کرتے دیکھا اور یوں اُس کا
دل نرم ہوا اور توبہ کی اور مسیح کو اپنا شفیع پہچانا۔

۶ **محمدی**۔ یوحنا ۵ باب ۲۲-۲۷ میں حضرت مسیح کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی عدالت کرینگے حالانکہ مقدس پولوس فرماتے ہیں کہ مقدس لوگ عدالت کرینگے ۱ قرن ۶ باب ۲ و ۳ اب کیا یہہ اختلاف نہیں ہی؟

مسیحی۔ کیا ہم روز اپنی عدالتوں میں ذکر نہیں کرتے کہ حاکم فلاں و فلاں نے ایسا کیا حالانکہ مقدمہ پنچوں کے سامنے سماعت ہوتا ہی انکو رائے میں شریک کیا جاتا ہی۔

محمدی۔ ۱ قرن ۶ باب ۱۰ میں ہم کو کہا جاتا ہی کہ شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے مگر پھر بھی ۱ تمطاوس ۵ باب ۲۳ میں مقدس پولوس تمطاوس کو اجازت دیتے ہیں کہ مے پیا کر۔ کیا یہہ متضاد احکام نہیں ہیں؟ محمدیت عیسویت پر اس امر میں فضیلت رکھتی ہی کیونکہ محمدیت ہر طرح کی نشئی اشیاء کے استعمال سے منع کرتی ہی۔

مسیحی۔ مہربانی سے اوّل یہہ بتلائیے کہ کیا آپ کے نزدیک شرابی اور اُس شخص میں کوئی فرق نہیں ہی جو تھوڑی سی مے بطور دوا استعمال کرے اُس کی اجازت مقدس پولوس دیرہے ہیں؟ ہم مسیحیوں میں بہت سے ایسے ہیں جو تادم زیست مے کا استعمال نہیں کرتے۔ حالانکہ اُنکی کتاب میں کسی جگہ ایسی سخت قید نہیں ہی کہ ایک قطرہ اس کا نہ چکھنا جیسا کہ تم محمدیوں کو ہی مقدس پولوس ۱ قرن ۶ باب ۱۰ میں ہم کو آگاہ کرتے ہیں کہ شرابی کے لئے کیسی سخت سزا ہی مگر محمدیوں کے لئے بڑی سے بڑی سزا اُس کے لئے چند تازیانہ ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ لوگ اس کو مسیحیوں کی نسبت نہایت ہی خفیف گناہ خیال کرتے ہیں۔ اور پھر دوسری غلطی یہہ ہی کہ اُس امر کو جو ہرگز گناہ نہیں ہی گناہ قرار دیتے ہو یعنی تھوڑی سی مے ضرورتاً دوا کے طور پر استعمال کرنا۔

۸ **محمدی**۔ ۱ قرن ۷ باب ۱۲ میں مقدس پولوس صفائی سے اپنے ملہم ہونے سے انکار کرتے ہیں مگر پھر بھی آپ اس کے خطوط کو نئے عہدنامہ میں خدا کے کلام کا حصہ جان کر شامل کرتے ہیں۔

مسیحی۔ خاص اُس مقام میں وہ اعلیٰ درجے کے الہام کا دعویٰ نہیں کرتے مگر اس سے یہہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا کہ وہ مقام بھی اس نے الٰہی ہدایت کے ماتحت نہیں لکھا جسکی

خاطر وہ رسولی عہدہ کے لئے بلایا گیا ہے (اقرن ۱/۲ و ۹/۱ ۲ قرن ۱/۱ وغیرہ) یہہ مقامات اسکا
یہہ دعویٰ ثابت کرتے ہیں کہ وہ ملہم ہے آپ کو جو دقت اس میں خاص طور سے معلوم ہوتی
ہے وہ محض اس بنا پر ہے کہ آپ اپنے عقیدہ الہام کو ہمارا بھی عقیدہ خیال کر رہے ہیں۔ ہم آگے
چلکر بتلاوینگے کہ ہمارے اور آپ کے عقیدہ الہام میں کیا فرق ہے۔

محمدی۔ متی ۵/۱۷ میں حضرت مسیح نے صاف صاف کہا کہ میں شریعت اور انبیا کو
رد کرنے نہیں آیا بلکہ ان کو پورا کرنے کو آیا ہوں مگر اس کے برخلاف عبرانی ۷/۱۸ میں لکھا ہے
غرضکہ پہلا حکم کمزور اور بے فایدہ ہونیکے سبب سے منسوخ ہو گیا۔"

مسیحی۔ پہاڑی وعظ جس میں سے آپ نے یہہ حوالہ دیا ہے برابر قدم بقدم ظاہر کر
رہا ہے کہ خداوند مسیح نے شریعت کو پورا کیا اور ہرگز اس کو رد نہیں کیا اور نہ انبیا کو اور ہم
مسیحی آج کے دن تک ہر دو کو بڑی عزت کی نگاہوں سے دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔ آپکا
دوسرا حوالہ صفائی سے دکھلا رہا ہے کہ وہ صرف چند ظاہری رسومات پر دلالت کرتا ہے جنکی اب
چنداں ضرورت نہیں رہی تھی کیونکہ جس مقصد کے لئے وہ مقرر کئے گئے تھے وہ پورا ہو گیا
اور اہل یہود نے اُن کو ایسا بدل کر بنالیا تھا جو انسانوں کو بجائے فایدہ پہنچانے کے
اُنکے سد راہ ہوتے تھے۔ مثلاً قربانیاں موسیٰ کی شریعت میں مقرر ہوئی تھیں مگر اُنکی ضرورت
اُسی قدر تھی کہ مسیح کی موت کی پہلے سے شہادت دیں کہ وہی اکیلا سچی قربانی ہے پس اُسکی
موت کے بعد اُن کی چنداں ضرورت نہ رہی مثلاً ایک ہنڈوی اُسی وقت تک کام آتی ہے
جب تک اس کے مبلغات ادا ہولیں اس کے بعد اسی قدر کام کی چیز ہے کہ ثبوت میں پیش
کی جائے کہ اس کے مبلغات ادا ہو چکے ہیں مگر اب اس کے عوض نقدی حاصل نہیں ہو سکتی
ہم یہہ نہیں کہتے کہ ساہوکار اس کو رد کرتا ہے بلکہ اس کا لحاظ کرتا ہے یعنی پاس اُس کے مبلغات ادا
کرتا ہے۔ اسی طرح ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہیں ایک طرح سے ساہوکار اُس کو رد کرتا کیونکہ وہ اب
دوبارہ اس کے مبلغات ادا نہیں کریگا۔ مگر وہ دوسری طرح اس کو رد نہیں کرتا۔
بلکہ برائے ثبوت پاس رکھتا ہے۔

محمدی۔ ایک اور اختلاف بھی پایا جاتا ہے اور وہ نجات پانیکے مسئلہ پر ہے۔ یعقوب ۲/۱۴-۲۴ میں ہم پڑھتے ہیں کہ انسان اعمال سے نجات پاتا نہ کہ ایمان سے اور یہہ بات بالکل ذیل کے مقامات سے مطابق ہے۔ حزقیل ۱۸/۲۰ اور یوحنا ۵/۲۹۔ مگر اب ایک دوسرے مقام پر ہم پڑھتے ہیں کہ انسان محض ایمان سے نجات پاتا ہے نکہ اعمال سے (مثلاً دیکھو عبرانی ۱۱/۶ رومی ۳/۲۸ گلاتی ۲/۱۶) پس اب آپ خود غور کریں کہ جو کتاب ایسے متضاد مضامین بیان کرتی ہو کیونکر خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے اور آپ کیونکر جرأت کر کے کہہ سکتے ہیں کہ اُس میں تبدیل نہیں ہوا؟

مسیحی۔ عبرانیوں کا گیارہواں باب خود آپ کو جواب دیتا ہے کہ وہ مسیحین کا ذکر اُس میں ہے ضرور ایمان ہی سے بچ گئے تھے مگر وہ ایمان زندہ ایمان تھا اور ہم کو تبلایا جاتا ہے کہ اسی سے اعمال ظاہر ہوئے۔ اور مقدس یعقوب بھی یہی فرماتے ہیں کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے (مقدس یعقوب ۲/۱۴) اور پھر تاکید کرتے ہیں کہ مردہ ایمان ہرگز بچا نہیں سکتا۔ اب اگر کوئی شخص مسیح پر ایمان لائے تو اُس کی زندگی بالکل تبدیل ہو جائیگی اور وہ نیکی کے کام کریگا۔ لیکن اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ میں ایمان لاتا ہوں اور نیکی کے عوض بدی کرتا ہے اُس میں زندہ ایمان ہرگز نہیں ہے۔ مگر مردہ ایمان جو صرف ہونٹوں سے ہو یا دلائل کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہو اور دل سے نہ ہو ایسا ایمان اُس کو ہرگز بچا نہیں سکتا۔ اور یہہ بالکل سچ بات ہے کیونکہ نجات کے معنی رہائی ہیں اور یہہ رہائی گناہ سے ہونا واجب ہے مقدس متی ۱/۲۱ میں تبلاتے ہیں "گناہوں سے چھڑانا" پس گناہوں کی محبت سے آزاد ہونا نجات ہے اور یہہ زندہ ایمان سے ہوتی ہے جو اعمال کا اظہار کرتا ہے۔

محمدی۔ حضرت مسیح نے خود کہا "اگر تو ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر" متی ۱۹/۱۷ کیا اس سے صاف صاف عیاں نہیں ہے کہ نجات کا انحصار صرف نیک اعمال پر ہے نہ کہ حضرت مسیح پر ایمان لانے سے ہے۔

مسیحی۔ اگر آپ تھوڑا آگے اس مقام کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ د

جوان جس کو یہہ کہا گیا تھا اِس بات کا مدعی تھا کہ اُس نے احکام کو مانا مگر پھر بھی نجات حاصل نہ ہوئی اور پھر خداوند مسیح نے فرمایا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان ہی مگر دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہی متی ۱۹/۲۴۔ اِس سے اُس نے ظاہر کر دیا کہ اس جوان نے ہرگز خدا کے احکاموں کی پیروی نہیں کی تھی کہ پہلے حکم کی بھی نہیں کی کیونکہ اُس نے دولت کو خدا کی نسبت ترجیح دی اور یوں بت پرست ثابت ہوا۔ بعد اس کے خداوند مسیح نے اُسپر ایمان کی ضرورت ثابت کی اور اس کو حکم دیا کہ اُس کے پیچھے ہو لے۔ پس صرف مسیح میں ایمان کے ذریعہ یہہ ممکن ہی کہ ہم خدا کے احکاموں کی پیروی کر سکیں۔

محمدی۔ اگر آپ کی بائبل ابھی کی موجودہ صورت میں خدا کا کلام ہی تو کیوں وہ وعدے ہمارے زمانہ میں پورے نہیں ہوتے جنکا ذکر مرقس ۱۶/۱۷و۱۸ میں ہی؟

مسیحی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم کو اس بات پر پورا علم نہیں ہی کہ مقدس مرقس ۱۶/۹-۲۰ اصل انجیل کا کوئی حصہ ہی یا نہیں جیسا کہ باقی کل انجیل کی نسبت وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر آپ رسولوں کے اعمال کی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہہ تمام وعدے کلیتاً اُنکے زمانہ میں پورے ہوئے جن آیتوں کا آپ حوالہ دیتے ہیں ان میں یہہ ہرگز نہیں لکھا ہی کہ یہہ نشانیاں ہر زمانہ میں ہوتی رہینگی۔ برخلاف اس کے ہم ۱ قرن ۱۳/۸-۱۰ تک پڑھتے ہیں کہ یہہ نشانیاں آخرکار جب مسیحیت جڑ پکڑ لیگی خود بخود بند ہو جائینگی ایک نہایت مشہور مسیحی مصنف مقدس کرسسٹم یوں اس کا حل کرتا ہی کہ جب راہ یا سڑک کے کنارے پر کوئی چھوٹا سا درخت ہو تو ضرور ہی کہ اس کے چاروں طرف اُس کی حفاظت کے لئے باڑ لگائی جائے تاکہ کوئی اُسے توڑ نہ ڈالے مگر جب درخت مضبوط ہو گیا اور جڑ پکڑ لی تو باڑ اُٹھا دی جاتی ہی تاکہ اُسکی آیندہ افزائش کے سدراہ نہ ہو۔ پس اسی طرح جبکہ مسیحی مذہب کا درخت نازک اور کمزور تھا اُس کو کرامات کی ضرورت تھی مگر کچھ عرصہ بعد اُن کو بند کیا گیا تاکہ یہہ مسیحی ایمان کی افزائش اور استحکام میں سدراہ نہ ہوں۔ اگر ایماندار مسیحی اس زمانہ تک برابر معجزات کرتے

سہتنے تو اس میں کوئی غیر معمولی بات نہ رہتی لوگ اُن کو بھی معمولی کاموں میں سے تصور
کرتے۔ پھر تو نہ مسیح کے اور نہ اُس کے شاگردوں کے معجزات کوئی عجوبہ روزگار خیال کئے جاتے
بلکہ معجزات کو معجزات کہتا ہی کون۔ علاوہ اس کے جسمانی معجزات کی جگہ اب اخلاقی معجزات
کا دور دورہ ہے یعنی اُن لوگوں کی زندگی کا بدلنا جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ پس اس طرح سے
بائبل کے وعدوں اور سچائی کے لئے ہمارے پاس نہایت عمدہ ثبوت ہے جس سے زیادہ بہتر لفظ
سچائی ثابت کرنے کا خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ مثلاً زانی۔ چور۔ قاتل۔ ڈاکو جب مسیح پر ایمان لاتا ہے
تو فوراً بدل کر نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ دیکھو کیسا معجزہ ہے جو آج تک جاری ہے۔

محمدی۔ کیا آپ ایمان رکھتے ہیں؟

مسیحی۔ خدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ میں ایمان رکھتا ہوں۔

محمدی۔ پھر اپنے ایمان کو زہر کھا کر یا زہریلے سانپ کو پکڑ کر ثابت کریں جیسا
مرقس ۱۶/۱۸ میں لکھا ہے۔

مسیحی۔ آپ کا ایمان سے مقصد کیا ہے؟ ہم مسیحی اس کو وہ ایمان خیال کرتے ہیں جیسا
ابراہیم کا تھا یعنی خدا پر ایمان۔ پس اگر خدا ہم کو حکم کرے کہ زہر کھا لو یا زہریلے سانپ کو اٹھا
لو تو ہم بھی مثل ابراہیم کے فوراً تعمیل کریں گے جیسا اُس نے اضحاق کی بابت خدا کا حکم مانا تھا
مگر آپ پر تو میرا ایمان مطلق نہیں ہے تو پھر آپ کی تجویز کو میں کیوں مانوں اس طرح تو میں اپنے
خداوند کا آزمانے والا ہونگا جس کی بابت منع کیا گیا ہے (استثنا ۶/۱۶ متی ۴/۷) آپ بالکل وہی معاملہ
کر رہے ہیں جو شیطان نے کیا تھا۔ دیکھو مقدس متی ۴/۵ میرے خیال میں آپ بھی اسی جواب کے
مستحق ہیں جو خداوند مسیح نے اُس نابکار کو دیا تھا (لوقا ۴/۱۲)۔

محمدی۔ خواہ اس کی بابت آپ کوئی دلیل ہی کیوں نہ دیں کہ آپ کی بائبل میں تحریف
و تنسیخ نہیں ہوئی پھر بھی ایک آخری اعتراض ایسا لاجواب ہے کہ اس کا جواب آپ سے ہو ہی نہیں
سکتا۔ ہم تو بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں تبدیلی ہوئی کیونکہ اکثر جگہ یہ قرآن مجید سے اختلاف
رکھتی ہے ہمارا اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کو کسوٹی قرار دیں اور ہر کتاب کو اس سے پرکھیں اور

صرف اُسی کو قبول کریں جو اُس کے ہمزبان ہو۔ اور آپ کے لئے سب سے عمدہ دلیل یہہ ہے کہ قرآن مجید خدا کا سب سے آخری اور نہایت کامل الہام یعنی تنزیل ہے جو لوح محفوظ پر ساری خلقت سے پہلے لکھا گیا تھا۔ کیونکہ خود قرآن مجید سے ایسا ہی ظاہر ہے اسی واسطے اس کا ایک نام فرقان ہے (سورہ فرقان آیت ۱) کیونکہ یہہ جھوٹے اور سچے میں تمیز کر کے صاف صاف دکھاتا ہے۔

مسیحی۔ آپ کی دلیل ہی کئی سقم ہیں قبل اس کے کہ آپ اپنی دلیل پر وثوق کے ساتھ نازاں ہوں آپ کا فرض ہے کہ اپنا اطمینان کر لیں کہ قرآن خدا کا الہامی کلام ہے۔ اور یہہ آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے بھر لقب "فرقان" (خواہ اس کے معنی کچھ ہی ہوں کیونکہ فی الحقیقت یہہ لفظ سوریانی یا کلدی ہے جس کو عربی میں قبول کر لیا گیا ہے) صرف قرآن ہی کو خصوصیت کے ساتھ نہیں دیا گیا۔ کیونکہ سورہ بقر آیت ۵ اور سورہ انبیاء آیت ۴۹ میں یہی خطاب توراۃ کو دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ قرآن سے بائبل کی جانچ کریں بالکل خلاف تعلیم قرآن ہے کیونکہ وہاں قرآن کی پرتال بائبل سے بتلائی گئی ہے ہم سورۃ المائدہ آیت ۴۷ سے ۵۲ تک یوں پڑھتے ہیں "۔ اور وہ تمہیں کیوں منصف ٹھہراتے ہیں جبکہ اُنکے پاس توریت ہے اُس میں خدا کا حکم لکھا ہے .... ہم نے توریت نازل کی اُس میں ہدایت اور نور ہے ..... اور جو کوئی نازل کردہ خدا کے موافق حکم نہ کرے وہی کافر ہیں ...... نبیوں کے پیچھے انہیں کے نقش قدم پر ہم نے عیسیٰ بن مریم توریت کا مصداق بنا کے بھیجا تھا جو اُس سے پہلے تھی۔ اور ہم نے اُسے انجیل دی تھی اُس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ توریت کی مصداق ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ چاہئے کہ اہل انجیل اُس کے موافق جو اللہ نے انجیل میں نازل کیا حکم کریں اور جو کوئی نازل کردہ خدا حکم نہ کرے وہی فاسق ہیں اور تیری طرف (اے محمد) ہم نے سچائی سے کتاب نازل کی ہے (یعنی قرآن) جو کتب سابقہ کا مصدق اور اُن کا نگہبان ہے"۔ پھر خود محمد صاحب کو حکم ہوا ہے کہ بائبل کو قرآن پرکھنے کے لئے کسوٹی بنا دیں جیسا کہ ہم سورہ یونس آیت ۹۴

میں پڑھتے ہیں"۔ ای محمد جو کچھ ہم نے تیری طرف نازل کیا اگر تجھے اُس کے الہامی ہونے میں کچھ شک ہی تو اُن سے پوچھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھ رہے ہیں"۔ پس اب آپ کو معلوم ہوجانا چاہیئے کہ آپ کا اصول خود قرآن کے مخالف ہی۔ ہم یہہ بھی دیکھ آئے کہ قرآن نے ایک جگہ بھی دعویٰ نہیں کیا کہ بائبل میں تحریف ہوئی بلکہ برعکس اس کے کلام خدا ہونے کا اعتراف کیا اور کہتا ہی کہ خدا کا کلام نہ بدل سکتا ہی اور نہ محرف ہوسکتا ہی۔ اب اگر آپ عدالت منطق میں مرافعہ کریں تو آپ کو وہاں سے یہہ جواب ملجائیگا کہ گذشتہ کل بیان سے یہہ باتیں پایۂ ثبوت کو پہنچیں کہ بائبل ہرگز محرف نہیں ہوئی نہ محمد صاحب سے پہلے نہ خود اُنکے زمانہ میں اور نہ اُنکے زمانہ کے بعد سے اس وقت تک اس میں کچھ ردوبدل ہوئی۔ اب رہا یہہ امر کہ بائبل اور قرآن کی تعلیمات میں کچھ فرق و اختلاف ہی یا نہیں اسکی نسبت اس جگہ صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہی کہ بہت سے امور جنکی بناپر آپ بائبل کی تعلیمات پر معترض ہیں اُنکی قرآن پورے طور سے تصدیق کرتا ہی اور صحیح منطق کا نتیجہ بھی یہی ہی تعلیمات کے بارے میں موقع مناسب پر ذکر ہوگا۔ اس جگہ صرف یہی امر طی کرنا تھا کہ آیا کتب مقدسہ میں کبھی کسی قسم کی کوئی تحریف ہوئی یا نہیں جس کا جواب صاف الفاظ میں یہہ ملا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

بائبل کی موجودہ صورت میں مستند ہونے پر محمدیوں کے اعتراض

اور اُن کا جواب

۱۔ **محمدی**۔ تم مسیحی ہمیشہ بائبل سے حوالہ دیکر اس کوشش میں رہتے ہو کہ محمدی اسکے پڑھنے کی طرف رجوع کریں مگر یہہ محض بے سود ہی۔ بفرض محال اگر آپ کی یہہ بات مان بھی لی جائے کہ بائبل میں تحریف نہیں ہوئی پھر بھی قرآن کے آنیسے جو خدا کا آخری الہامی و کامل کلام ہی اُس سے منسوخ ہوگئی۔ پس ہم اُس کے ماننے یا اُس کو پڑھنے سے سبکدوش کردئے گئے۔ ہم محمدیوں کے لئے بائبل کی ہرگز ضرورت نہیں ہی کیونکہ ہمارے

پاس قرآن مجید موجود ہے اور دیگر الہامی کتابوں میں جس قدر خوبیاں فرداً فرداً ہیں وہ سب کی سب قرآن مجید میں موجود ہیں کیونکہ صاف لکھا ہے فیہا کتب قیمۃ یعنی کتابیں ثابت رکھنے والی دین کو۔ سورۃ البینہ آیت ۲۔ رکوع ۱۔

مسیحی۔ کیا جو کچھ آپ فرما رہے ہیں بالکل قرآن کے موافق ہے؟

محمدی۔ جی ہاں بیشک۔

مسیحی۔ ~~بالطبع بیان کرنیکے~~ کیا آپ صرف ایک آیت (ایسی) تمام قرآن سے پیش کر سکتے ہیں جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ بائبل قرآن کے نازل ہونے سے منسوخ ہو گئی؟

محمدی۔ بدقسمتی سے اس وقت تو مجھ کو کوئی آیت ایسی یاد نہیں پڑتی

مسیحی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ اگر ایک آیت بھی آپ کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں تمام عمر نہ ملے اب آپ گوش ہوش سے سنیں کہ اس لفظ منسوخ کا مادہ "نسخ" قرآن میں صرف اُن مقامات پر آیا ہے یعنی سورہ البقر رکوع ۱۳۔ آیت ۱۰۰ اور سورہ حج رکوع ۷ آیت ۵۱ میں جہاں اُس کے معنی یہی منسوخ کرنے کے ہیں مگر ان ہر دو مقاموں میں قرآن ہی کی بعض آیتوں اور حصوں کے منسوخ ہونیکے لئے استعمال ہوا ہے نہ کہ بائبل کے لئے۔ آپ کے علماء خود مقر ہیں کہ ۲۲۵ آیات ایسی ہیں جو قرآن میں منسوخ ہیں اگرچہ وہ اس بات پر متفق نہیں کہ وہ کونسی آیات ہیں۔ لیکن کیا اب تک آپ ان منسوخ شدہ آیات کی تلاوت کیا کرتے ہیں پس اگر آپ اُن آیتوں کی تلاوت جنکو قرآن منسوخ بتلاتا ہے اپنے لئے فرض قرار دیتے ہیں تو کیونکر اپنے تئیں اُس فرض سے سبکدوش خیال کرتے ہیں جو آپ پر توریت اور انجیل شریف کا ہے جسکی بابت قرآن آپ کو پکار کر ہدایت کرتا ہے۔ دیکھو سورۃ البقر آیت ۱۳۰۔ بولو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کلام پر جو ہماری طرف نازل ہوا ہے اور اس پر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اُنکے بارہ بیٹوں پر نازل ہوا تھا اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ملا تھا اور جو کچھ تمام نبیوں کو انکے رب سے دیا گیا تھا ہم اُنکے درمیان کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور اُس کے واسطے مطیع ہیں"۔ پس اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہہ قیاس کہ انجیل شریف منسوخ ہو گئی

اسکے لئے قرآن کی کوئی سند موجود نہیں ہے اور نہ مجھ کو آپ کی صحیح حدیثوں میں سے کوئی یاد پڑتی ہے
کہ جس سے آپ کے خیال کی تائید ہوسکے۔ اور اگر کوئی حدیث ایسی گڑھ بھی لی ہو تو
قرآن کے خلاف ہوگی۔

محمدی۔ یہہ بات اِس دلیل سے صاف صاف عیان ہے کہ جس طرح توراۃ زبور کے
نازل ہونیسے جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوا تھا منسوخ ہوئی اور اسی طرح زبور انجیل کے نازل
ہونیسے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی منسوخ ہوا پس اسی طرح انجیل بھی قرآن کے نازل
ہونے سے منسوخ ہوگئی۔

مسیحی۔ اچھا اب آپ بتلائیں کہ موسیٰ کے دس احکام میں سے کونسی بات منسوخ
ہوگئی ہے بالفرض اگر ان حکموں میں سے کوئی منسوخ نہیں ہوا تو پھر آپ کیونکر یہہ راگ الاپ
سکتے ہیں کہ توراۃ منسوخ ہوگئی ہاں شاید آپ سبت کی بابت کچھ کہیں سو یاد رہے کہ
مسیحیوں نے بجائے ہفتے کے اتوار کو سبت قرار دیا کیونکہ اُس دن خداوند مسیح مُردوں میں سے
جی اُٹھا اور مسیحی کلیسیا کے لئے یہہ دن خوشی کا ہے کیونکہ انسان کی نجات کا کام اسی دن پورا
ہوا۔ اس لئے اُنہوں نے اِس دن کو مقرر کیا۔ کیا آپ قرآن سے کسی آیت کا حوالہ دیسکتے ہیں
جس سے یہہ ثابت ہو کہ یہہ الہامی کتابیں یکے بعد دیگرے منسوخ ہوتی رہیں یا ایک کتاب اپنے
ماقبل کی کتاب کو منسوخ کرتی رہی؟۔

محمدی۔ مَیں کوئی آیت تو بتلا نہیں سکتا مگر جمہور علماء دین محمدیہ کا ایسا ہی خیال ہے۔

مسیحی۔ وہ آیات قرآنی جن میں بائبل کی بابت ذکر آیا ہے نہایت واضح ہیں جنکو
شہادت قرآنی میں یکجا جمع کردیا گیا ہے ان تمام آیات کی تعلیم تو اس خیال کی جو آپ بیان کرتے
ہیں بالکل منافی ہے کیونکہ قرآن توراۃ اور انجیل کی بابت صاف صاف کہتا ہے کہ وہ خود محمد صاحب
کے زمانہ میں بھی مستند تھیں۔ اوپر جو سورہ بقر آیت ۳۰ ہم نے بیان کی اس بات کی شاہد ناطق
ہے۔ پس یہہ ایک اور اہم معاملہ ہے جس میں موجودہ زمانہ کی محمدیت قرآن کی اصلی تعلیم سے تجاوز کرتی ہے

محمدی۔ ہر زمانہ میں پیغمبر خدا کی طرف سے اس غرض کے لئے بھیجے گئے کہ

اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہدایت کریں مثلاً موسیٰ کے جانشین حضرت داؤد اُنکے حضرت سلیمان اور اُنکے یحیی ابن زکریا اور اُنکے جانشین حضرت عیسیٰ اور سب کے بعد حضرت محمد خاتم النبیین پس ہر طبقہ کا نبی اس لئے مبعوث ہوا کہ خدا کے احکام اپنے لوگوں کو پہنچائے لہذا موخر نے مقدم کو منسوخ کیا ٹھیک جس طرح کہ موجودہ شاہ فارس او شاہ انگلستان کے قوانین سابقہ شاہان کے فرمانوں کو منسوخ کرتے ہیں۔

مسیحی۔ بفرض محال آپ کی بات کو مان لیا جائے۔ مگر یہہ بھی یاد رہے کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ مسیح اب تک حیات ہیں پس جب تک وہ وفات نہ پائیں (حالانکہ مکاشفات ۱۸:۱ میں لکھا ہے کہ وہ سدا زندہ رہیں گے) تب تک جانشین کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ پھر آپ ہی خیال کریں کہ نئے بادشاہ کے قوانین سابقہ بادشاہ کے قوانین کو منسوخ نہیں کرتے تاوقتیکہ نئے قوانین میں اس کا ذکر ہو کہ وہ قوانین کلیتاً یا ان کا کچھ حصہ منسوخ ہو گیا۔ خداوند مسیح نے بڑی صفائی سے بتلایا کہ وہ شریعت یا انبیا کو رد کرنے نہیں آئے (متی ۵:۱۷) لیکن پورا کرنے کو۔ اس کو آپ اس طرح سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مکتب میں بترتیب درسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ دوسری کتاب پہلی کتاب کو منسوخ نہیں کرتی بلکہ اس کے تمام اصولوں اور فضیلتوں کو جاری رکھتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ اور اعلیٰ تعلیم کا درس دیتی ہے۔ اب قرآن نے تو یہہ نہیں کہا کہ یہہ توراۃ اور انجیل کو منسوخ کرنے آیا ہے بلکہ اُنکی تصدیق کرنے اور اُنکی محافظت کرنے کو آیا ہے۔

محمدی۔ پھر تم مسیحی موسیٰ کی رسمی شریعت کو کیوں نہیں نگاہ رکھتے مثلاً نہانا دھونا تیوہار اور ختنہ کی رسموں کو کیوں ترک کر دیا ہے۔

مسیحی۔ اس کے دو سبب ہیں (۱) اس لئے کہ یہہ احکام صرف یہود کو دئے گئے تھے نہ کہ تمام قوموں کو (۲) اس لئے کہ وہ منسوخ تو نہیں مگر مسیح خداوند میں پورے ہو گئے۔ ختنہ صرف اس لئے مقرر کیا گیا تھا کہ اولاد ابراہیم کو مسیح خداوند کے آنے تک اور قوموں سے جدا رکھے طہارتوں اور قربانیوں نے مسیح خداوند میں اپنے مقصد کو پورا کیا۔ یہہ رسومات مثل اخلاقی شرع کے ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے لازمی نہ تھی بلکہ اہل یہود کے لئے بھی عارضی طور سے

تصیں مثلاً قربانیاں ہیکل ہی سال میں تین مرتبہ جانا بعض قسم کے کھانوں سے پرہیز کرنا پس اُن کو مسیح نے جدا اگر لفظ منسوخ اس پر اطلاق کیا جائے) اُنکو پورا کر کے ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ پس وہ منسوخ نہیں ہونگے بلکہ پورے ہو گئے اور ہر زمانے کے ہر شخص کے لئے اُن کا روحانی مقصد لازمی فرض ہو گیا مثلاً خروج ۱۲ باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو فسح کی عید کو ماننے کا حکم ہوا اور اقرن ۵/۷ میں ہم پڑھتے ہیں کہ سچی عید فسح کے ماننے اور نگاہ رکھنے کا حکم بڑی صفائی سے تمام مسیحیوں کو دیا گیا۔ اسی طرح ختنہ ابراہیم اور اُسکی اولاد پر (دیکھو پیدائش ۱۷/۹-۱۴) خدا کے وعدے کا ایک نشان لازمی قرار پایا کہ مسیح کے آنے پر یہہ وعدہ پورا ہو۔ پیدائش ۱۲/۳ و ۱۸/۱۸: ۲۲/۱۸ ۲۶/۴) جسکی معرفت دُنیا کی تمام قومیں برکت پاویں اور اُس کا ظہور اضحاق سے ہونا تھا (پیدائش ۱۷/۲۱) یہہ وعدہ دوامی تھا نہ کہ منسوخ ہونیکے قابل جیسا کہ یہہ آیت ثابت کرتی ہے پس اب خداوند مسیح کا تا ابد کوئی شخص جانشین نہیں ہوسکتا۔ اُس کے ظہور پر ختنہ کا روحانی مطلب باقی رہتا ہے (یرمیاہ ۴/۱-۴ ۹/۲۵ ۲۶ استثنا ۳۰/۶ رومی ۲/۲۸-۲۹ فلپی ۳/۳) اب اس کے بعد اگر کوئی ختنہ کرائے جیسا کہ اہل یہود اور محمدی کراتے ہیں تو اُس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اُس کے نجات دہندہ ہونیسے انکار کرتے ہیں یعنی اُس پر ایمان نہیں لاتے۔ ٹھیک ایسا ہی جیسا کہ اُس پیتل کے سانپ کے بارے میں لوگوں نے کیا جس کو موسیٰ نے بیابان میں خدا کے حکم سے بنایا تھا۔ گنتی ۲۱/۹ مگر ما بعد خدا پرست بادشاہ حزقیاہ نے اُس کو توڑ کر چکناچور کر دیا کیونکہ بنی اسرائیل نے اُس کو پوجنے کے لئے بُت قرار دیا تھا (۲ سلاطین ۱۸/۴) یہہ تمام دستورات اور رسوم مثل ایک ہنڈوی کے ہیں جو اُسی وقت تک سود کر ہے جب تک اُس کے مبلغات وصول نہیں ہوئے۔ مگر بعد اُسکی کوئی قیمت نہیں ہے اور صرف اُسی کام کی ہے کہ سنبھال کر رکھی جائے اور بتلایا جائے کہ اس ہنڈوی میں جس قدر نقدی کا وعدہ تھا وہ ادا کر دیگئی اور بس۔ اب آپ اپنی دلیل پر ذرا غور کریں کہ آپ خود ہی تردید کر رہے ہیں کیونکہ محمدی ختنہ کی رسم کو آج تک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور اُس کے جاری رکھنے کی وجہ آپ یہہ فرماتے ہیں اور نہایت درست فرماتے ہیں کہ خدا نے اُسکو ابراہیم

اور اس کی اولاد پر فرض کیا گیا اور اولاد ابراہیم بھی اس کو آج تک ضروری خیال کرتی ہے تو
اس سے صاف ثابت ہوا کہ شریعت زبور اور قرآن نے اپنے خیال میں اس حکم کو ذرا بھی
منسوخ نہیں کیا پس اس سے آپ کی دلیل کی عمارت ہی گر کر برباد ہو گئی۔ پھر قرآن میں
ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ محمد صاحب نے بتلایا کہ ابراہیم مسلمان تھا (سورہ الفرقان آیت ۶۰)
اب اگر یہہ سچ ہو تو کن معنوں میں اس کا یعنی ابراہیم کا مذہب منسوخ ہوا۔

محمدی - جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود حضرت مسیح اور تمطاؤس کا ختنہ ہوا تو پھر
آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ختنہ تمام عیسائیوں پر لازمی نہیں ہے۔

مسیحی - چونکہ خداوند مسیح یہودی والدین سے پیدا ہوا اس لئے موسوی شریعت
کے مطابق رسم ختنہ ادا کی گئی۔ تمطاؤس کی ماں جو ایک یہودی عورت تھی (اعمال ۱۶/۱-۳)
اس لئے مقدس پولس نے اُسکا ختنہ کیا ورنہ یہہ اُس کے لئے نہایت مشکل تھا کہ یہودیوں کے
درمیان کام کرے۔ مگر یہہ کسی مسیحی تعلیم کے خیال سے ہرگز نہ تھا کیونکہ مقدس پولوس خود فرماتا
ہے کہ مختون اور نامختون کچھ نہیں ہے (رومی ۲/۲۵-۲۹ ۱ قرن ۷/۱۸-۱۹ گلتی ۳/۳)۔

محمدی - اگر کوئی بادشاہ چاہے تو اپنے قانون کو بدل سکتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ خدا
ایسا نہ کرے پس اگر حضرت مسیح اس لئے آئے کہ محبت اور حلم سے انجیل سنائیں اور اپنے
شاگردوں کو تلوار چلانے یا مذہب پھیلانے سے منع کیا لیکن اور جب محمد صاحب تلوار لیکر مبعوث
ہوئے تو ان کو ان کا حکم ہوا کہ خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ ان میں سے ہر دو حکم اپنے وقت پر درست
تھا اور یوں ثانی نے اول کے حکم کو منسوخ کیا۔

مسیحی - اس وقت یہہ سوال درپیش نہیں ہے کہ خدا کیا کچھ کر سکتا ہے بلکہ سوال یہہ ہے
کہ خدا نے واقعی کیا کیا۔ آپ کے پاس کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ہے کہ بائبل کو قرآن نے
منسوخ کیا۔ اب رہا یہہ کہ محمد صاحب کا دعوی کہ ان کو حکم ملا کہ تلوار لیکر اپنا دین پھیلائیں تو
اس سے تو انکے نبی ہونے کے دعوی کے اثبات کی بجائے انکے خلاف ثبوت ملتا ہے۔

محمدی - کیوں؟ کیا حضرت موسیٰ نے بھی وہی کام بحکم خدا نہیں کئے؟

آسکتی۔ موسیٰ نے ہرگز یہہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ نجات دینے والا ہی اور نہ کسی اور نبی نے دعویٰ کیا۔ ان میں صرف
خداوند مسیح کی بابت گواہی دی کہ اسی کے سبب سے نجات حاصل ہو سکتی ہی (یوحنا ۱۴ باب ۶ اعمال ۴ باب ۱۲) پیشگوئیاں کو ملا
پرانے عہدنامے کا عطر نئے عہد میں وہ یوحنا ۳ باب ۱۶ میں درج ہی۔ علاوہ اس کے خداوند مسیح
فرماتے ہیں آسمان و زمین ٹل جائینگے مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی (متی ۲۴ باب ۳۵) (اعمال ۴ باب ۱۲) اب عقل انسان کی
بابت فتویٰ دیتی ہی کہ یہہ باتیں ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتیں۔ پس آپکی دلیل اس کے ثبوت میں
کہ انجیل قرآن کے آنے سے منسوخ ہوئی خود قرآن کے ہی خلاف ہی بلکہ انجیل اور عقل کے بھی۔

(۸) **محمدی۔** حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے متضاد احکام دربارہ طلاق بتلائے
ہیں۔ پس یہاں سے صاف ظاہر ہی کہ انجیل نے شریعت کو منسوخ کیا اور وہ بھی بعض اخلاقی تعلیمات میں

مسیحی۔ ہرگز نہیں کیونکہ خداوند مسیح نے صاف فرمایا کہ جو حکم طلاق کی بابت موسیٰ
نے دیا وہ بنی اسرائیل کی سخت دلی کے باعث تھا (متی ۱۹ باب ۸ و مرقس ۱۰ باب ۵) اور پھر یہہ بھی عارضی
تھا اور اس کے اجرا کی بڑی غرض یہہ تھی کہ برائی کے چشمہ کو بند کیا جائے۔ خداوند مسیح نے
اس کو منسوخ کر کے کوئی نیا حکم نہیں دیا۔ وہ صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہی جس کا ذکر پیدائش ۲ باب ۲۴
میں ہی کیونکہ شروع سے آخر تک کے لئے ایک اخلاقی قانون اس معاملہ میں قائم کیا گیا تھا اور یہہ قانون
اب اور ہمیشہ کے لئے ہمارے عمل میں لانا واجب ہی۔ نہ تو موسیٰ اور نہ کوئی اور اس قانون کو منسوخ کر سکتا ہی
کیونکہ یہہ قانون خود توراۃ میں ایسا ہی موجود ہی چونکہ یہہ خدا کا قانون ہی لہذا واجب ہی کہ شروع سے
آخر تک اس پر عملدرآمد ہوتا رہے یہہ ہرگز منسوخ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیاد ابدی اور
اخلاقی قانون پر مبنی ہے۔

(۹) ایسا ہی بعض ملکوں میں لوگ خون کرنیکے عادی ہیں اور اس کو بالکل ایک ہلکی بات اور
معمولی جرم خیال کرتے ہیں۔ اور اس ملک کے متعلق بجائے قصاص کے اور کوئی سزا اس جرم
کی قرار دیتے ہیں یعنے اگر کوئی بھی خون کے جرم میں گرفتار نہ ہو تو [illegible] پکڑے مگر اس امر میں خدا
کا قانون (پیدائش ۹ باب ۶) ہرگز ٹل نہیں سکتا نہ منسوخ ہو سکتا ہی خواہ کسی مسیحی بادشاہ کی سلطنت میں
ایسا کیوں نہ ہو کہ پھانسی کی بجائے قاتل کو کوئی اور سزا دیجائے یہہ تو محض انسانی سنگدلی کے

نتیجہ کے لحاظ سے ہوگا۔

پس اب آپ کے پاس کوئی ثبوت یہہ کہنے کا نہیں ہے کہ انجیل یا بائبل کا کوئی اور حصہ قرآن کے آنے سے منسوخ ہوگیا۔ خواہ ہم یہہ مان بھی لیں کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔ اب محمدیوں کا یہہ خیال کہ بائبل منسوخ ہوئی ان دو وجوہات سے بالکل خلاف ہے (۱) خود قرآن کے خلاف دیکھو۔ گزشتہ صفحات جہاں آیات اس کے لئے قرآن سے پیش کی گئیں (۲) یہہ بات بالکل عقل کے بھی خلاف ہے اور خود خداوند مسیح کے بیان کے خلاف ہے مقدس متی ۵ ۲۴ ۔

بعض مسیحی تعلیمات پر محمدیوں کے اعتراض اور اُن کے جواب

محمدی۔ آپ کا یہہ دعویٰ ہے کہ بائبل جیسی وہ موجودہ حالت میں ہے خدا کا کلام ہے۔ مگر جب ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سی کتابوں کا مجموعہ ہے جو خاص خاص آدمیوں سے منسوب ہیں مثلاً متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی انجیل مقدس پولوس کے خطوط وغیرہ علاوہ ازیں اس میں بنی اسرائیل کی تاریخ نبیوں اور رسولوں کے قصے بلکہ یہوداہ مسیح کے پکڑنے والے کا بھی ایک خط موجود ہے۔ اب کیونکر ہم یقین کریں کہ یہہ کتاب آسمان سے نازل ہوئی چاروں اناجیل میں سے کون سی خاص کر ہے جو حضرت عیسیٰ ابن مریم پر اُتری؟ کیا آپ یہی نہیں مانتے کہ آپ کی بائبل آلہی الہام یعنی تنزیل ہے۔ اگر یہہ عقل اور قرآن شریف کے بالکل خلاف الہام ہے۔

مسیحی۔ یہہ اعتراض اور بہت سے اور ایسے ہی صرف غلط فہمی و کوتاہ معلومات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہوداہ کا خط یہوداہ اسکریوطی نے بالکل نہیں لکھا بلکہ وہ تو اس کے لکھے جانے سے بہت عرصہ پہلے خودکشی کر چکا تھا۔ اگر آپ اس خط کی پہلی ہی آیت پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اس کو یہوداہ یعقوب کے بھائی نے لکھا تھا اور اس رسول کا ذکر انجیل مقدس لوقا ۶ ۱۶ اور اعمال ۱ ۱۳ میں اسی طرح ہوا ہے جبکہ قرآن نے خود یہہ خطاب بائبل کو سورہ بقر کی

یا مقدسہ کنواری مریم خدا وند مسیح کی والدہ ہارون کی بہن تھیں (دیکھو سورہ مریم آیت ۲۹) یا کہ وہ عمران کی بیٹی تھیں (دیکھو سورہ عمران آیت ۳۱ وغیرہ) پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدسہ مریم کو موسیٰ اور ہارون کی بہن مریام کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ خدا تمام بائبل کی تاریخ سے یہہ سکھلاتا ہے کہ کس سبب سے مسیح مبعوث ہوگا اور کیونکر اُس کے ظہور کے لئے راہ تیار کی گئی۔ پس اس بات کیلئے یہہ کافی و معقول وجہ ہے کہ کیوں بائبل کا بہت بڑا حصہ تواریخی واقعات سے معلوم ہے۔ کیونکہ اس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا برتاؤ بنی آدم کے ساتھ کیا ہوتا رہا اور ساتھ ہی خدا کی مرضی انسانی تواریخ میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس سے ہم اپنی خصلت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس بات کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں کہ "صداقت ہی قوموں کو سرفرازی بخشتی ہے پر گناہ قوموں کے لئے رسوائی ہے"۔ امثال ۱۴:۳۴ بعض خطوط جو خاص خاص رسولوں کے نام سے نامزد ہیں وہ انہوں نے الٰہی ہدایت اور تحریک کے ماتحت ہو کر لکھے۔ یوحنا ۱۴:۲۶ پس اس سے معلوم ہوا کہ "تمام کلام الٰہی الہام سے دیا گیا"۔ ۲ تمطاوس ۳:۱۶ اور نیز یہی قرآن کا یہہ مقولہ بھی درست ہے جو اُس نے بائبل کے حق میں کہا کہ "وہ خدا کا کلام ہے"۔ الہام کی بابت جو ہمارا اعتقاد ہے اُس سے صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ خدا نے صرف رسولوں اور نبیوں کے ہاتھوں اور منہوں ہی کو استعمال کیا بلکہ اُنکی ہر طاقت کو جو اُس نے اُنہیں دی مثلاً اُن کی عقل یا اُنکے ذہن۔ دل۔ روح و جسم کو اس کام میں لایا کہ وہ اُس کا پیغام بنی آدم کو پہنچا دیں۔ پس اگر ہم کلام الٰہی میں انسانی خیالات کی تشبیہیں پائیں تو یہہ اس کے ملہم ہونے سے انکار کی دلیل نہیں ہے کیونکہ الہام کی تعریف ہم کوئی غیر عقلی طرز سے نہیں کرتے جیسا کہ ہندو یا سکھ لوگ کرتے ہیں۔ اور نہ ہم مثل محمدیوں کے الہام کی اُس تعریف کو مانتے ہیں جو ہم کو بالکل عقل کے خلاف اور غیر منطقی معلوم ہوتی ہے۔

اب بھی اگر آپ اس کُل پر اچھی طرح سے غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا بائبل کو خدا کا کلام ماننا کسی ایسی تعلیم کا پابند ہونا نہیں ہے جو اپنی ذات میں عقل یا قرآن کے خلاف ہو محمدی۔ مگر بہت سی تعلیمات جو آپ کہتے ہیں کہ بائبل سکھاتی ہے عقل و نقل دونوں کے

خلاف ہیں مثلاً بائبل میں یہہ بتلایا جاتا ہی کہ سوا حضرت مسیح کے سب آدمی گنہگار ہیں حتی کہ انبیا بھی۔ خیال فرمائیے کہ اس میں کیسے شرمناک قصے حضرت لوط۔ داؤد اور سلیمان کی بابت درج ہیں۔ بلکہ خود حضرت موسیٰ کی بابت لکھا ہی کہ انہوں نے گناہ کیا۔ پطرس کی بابت لکھا ہی کہ انہوں نے تین مرتبہ مسیح کا انکار کیا۔ اور خود مقدس پولوس کو اس بات کا اقرار ہی کہ وہ سب سے بڑے گنہگار ہیں۔ اب کیا یہہ بات عقل کے خلاف نہیں ہی کہ خدا ایسے بُرے اور بدذات لوگوں کو اپنا پیغامبر بناتا تھا ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ تمام انبیا معصوم تھے کم سے کم اُس وقت سے کہ وہ نبوت کے کام پر مقرر ہوئے۔

مسیحی۔ اس سے تو آپ خود قرآن کی تردید کرتے ہیں کیونکہ اُس میں نبیوں کے گناہوں کا ذکر ہی البتہ اس میں ایک استثنا ہی یعنی خداوند یسوع مسیح کی بابت اُس نے کسی گناہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ اُس کے استغفار کرنے کا ذکر ہی۔ آپ کی احادیث بھی اس میں متفق ہیں کیونکہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ محمد صاحب نے عائشہ سے کہا کہ ہر بچہ جو آدم کی نسل میں پیدا ہوتا ہی اپنی پیدائش کے وقت شیطان سے مس کیا گیا ہی سوا عیسیٰ اور اُس کی ماں کے امام غزالی کہتے ہیں کہ شیطان نے بیان کیا کہ وہ سوا حضرت عیسیٰ کے ہر بچہ کی پیدائش کے وقت موجود تھا اور یہہ بیان قرآن کے بیان سے بالکل مطابق ہی (دیکھو سورہ عمران آیت ۳۱) کیونکہ لکھا ہی "میں نے اُس کا نام مریم رکھا میں اُس کو اور اُسکی ذریت کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔

محمدی۔ بھلا تبلائیے تو کہ قرآن شریف کس مقام پر انبیاء کو گناہوں کا الزام فرماتا ہی

مسیحی۔ بہت سے مقامات میں مثلاً (الف) آدم کے گناہ کا ذکر سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۹ میں ہی اور سورہ بقر آیت ۳۳ و ۳۴ میں۔ اُس نے اس طرح گناہ کیا کہ خدا کے کلام پر ایمان نہ لایا۔ اور جو کچھ شیطان نے اُس سے کہا اُس کا یقین کیا۔ خاص الفاظ یہہ ہیں "وعصی آدم ربہ" یعنی آدم نے اپنے خدا کے خلاف سرکشی کی"۔ ان مقاموں میں صاف صاف ذکر ہی کہ آدم کا گناہ ایسا تھا کہ جسکی سزا دوزخ کی آگ ہی (دیکھو سورہ جن آیت ۲۴) اور یہہ گناہ کبیرہ میں سے ہی۔

محمدی۔ مگر امام رازی فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے یہہ گناہ نبی مقرر ہونے سے پہلے کیا تھا پس یہہ بنی کا گناہ شمار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس کے امام رازی یہہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے توبہ کی اور وہ بخش دئے گئے لہذا یہہ بات اب ان سے منسوب نہیں ہو سکتی۔

مسیحی۔ رازی کو کیونکر معلوم ہوا کہ آدم نے بنی مقرر ہونے سے پہلے گناہ کیا؟ علاوہ اس کے آپ نے ہم کو الزام دیا تھا کہ ہماری یہہ رائے نا معقول اور قرآن کے خلاف ہی کہ خدا گنہگاروں کو نبوت کے لئے مقرر کرتا ہی۔ اب قاضی بیضاوی رازی کے ہمزبان ہو کر آدم کا گناہ کرنا قبول کرتے ہیں۔ فی الحقیقت اُس کی توبہ اور معاف کیا جاتا ہی اس بات کو ثابت کرتا ہی کہ اُس نے گناہ کیا ورنہ قادر مطلق خدا اس وقت تک کیا معاف کر سکتا ہی جب تک کوئی گناہ خیال۔ قول و فعل سے نہ کیا گیا ہو۔

محمدی۔ اور کون کون سے انبیا کی بابت قرآن میں لکھا ہی کہ انہوں نے گناہ کیا؟

مسیحی۔ (الف) نوح کی بابت سورہ نوح آیت ۲۹ میں لکھا ہی کہ اُنہوں نے اپنے لئے معافی مانگی۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ انہوں نے گناہ ضرور کیا ہوگا ورنہ اُن الفاظ کے کچھ معنی نہیں ہو سکتے۔ (ج) ابراہیم شرک کے مجرم تھے۔ کیونکہ سورہ انعام ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ سے ظاہر ہی۔ اور یہہ ایک ایسا گناہ ہی جس کے لئے سورہ نسا ۵۱ و ۱۱۶ کے موافق معافی ہو ہی نہیں سکتی پھر سورہ بقر آیت ۲۶۲ میں ہم کو بتلایا جاتا ہی کہ ابراہیم نے خدا کی اس بات پر قادر ہونیکے لئے شک کیا کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکتا ہی۔ یہہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہی۔ امام مسلم اور بخاری سورہ انبیا آیت ۶۴ پر ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے کہا کہ ابراہیم نے صرف تین جھوٹ بولے ا۔ ب۔ ر۔ دو تو قرآن میں بھی درج ہیں۔ مثلاً میں بیمار ہوں۔ سب سے بڑے بُت نے کیا وغیرہ۔ ابراہیم نے خود اقرار کیا کہ انہوں نے گناہ کیا کیونکہ سورہ ابراہیم آیت ۴۲ میں ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے مغفرت بھی مانگی پس اب اُنکے گنہگار ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہی (د) موسیٰ کی بابت ہم کو سورہ قصص آیت ۱۴ و ۱۵ میں بتلایا جاتا ہی کہ اُنہوں نے خون کیا اور خود مقر ہوئے کہ یہہ کام شیطان کا ہی۔

اس کے تھے انہوں نے مغفرت مانگی اور اُن کو معاف کیا گیا۔ پھر سورہ شوریٰ آیت ۱۹ میں
موسیٰ نے اقرار کیا کہ انہوں نے وہ کام اُس وقت کیا تھا جبکہ وہ گمراہوں میں تھے یہاں پر
لفظ الضالین موجود ہے۔ پھر سورہ اعراف آیت ۱۵۰ میں موسیٰ نے اپنے لئے اور اپنے بھائی
ہارون کے لئے مغفرت مانگی اور اقرار کیا کہ اُن دونوں نے گناہ کیا ہے۔ پھر موسیٰ سے یہہ
گناہ بھی ہوا کہ اُس نے دونوں تختیوں کو جن پر شریعت لکھی ہوئی تھی پھینک کر توڑ ڈالا۔ اور
ہارون کے ساتھ بڑی بےعزتی کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ قرآن میں صاف صاف بیان ہوا ہے
اب ان گناہوں میں سے اکثر کبیرہ قسم کے ہیں۔

(۵) ہارون نے جیسا کہ موسیٰ نے خود اقرار کیا اُس نے اور اُس کے بھائی نے گناہ
کیا تو اب معلوم ہے کہ یہہ گناہ ہارون کا وہ تھا کہ بنی اسرائیل کو سونے کے بچھڑے کی پرستش کی اجازت دی
(و) یوسف وحیدی اپنی تفسیر کتاب البسیط میں سورہ یوسف آیت ۲۴ میں لفظ ہم سے
یوسف کو اس بات کا مجرم گردانتا ہے کہ اُس نے خیال سے گناہ کیا حالانکہ بائبل میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے
(ز) داؤد کی بابت سورہ ص آیت ۲۳۔۲۴ میں صاف لکھا ہے کہ اُس نے مغفرت چاہی
توبہ کی اور اُس کو بخش دیا گیا۔ انس بن مالک۔ عباس اور وہب اس معاملہ میں متفق الرائے
ہیں۔ اور اس جگہ کے متن کے یہی معنی بیان کرتے ہیں۔

(ح) سلیمان کی بابت بھی سورہ ص آیت ۳۴ میں ہم کو بتلایا جاتا ہے کہ اُس نے معافی
مانگی۔ پس ضرور ہے کہ اُسکی ضمیر نے اُس کو اُسکی غلطی کے لئے ڈنک مارا ہوگا۔

(ط) یونس کی بابت سورہ صافات آیت ۱۳۹۔۱۴۴ تک ہم پڑھتے ہیں کہ وہ خدا
کی حضوری سے نافرمان ہو کر بھاگا اور اس لئے قابل ملامت ہوا اور یہاں صاف
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ گناہ اس وقت کیا گیا جب خدا کی طرف سے رسول کر کے بھیجا گیا تھا کیونکہ
من المرسلین موجود ہے جس کے معنی ہوئے رسولوں میں سے ایک۔

پھر اب آپ ہم پر یہہ الزام نہ لگائیں کہ ہم نے بائبل میں نبیوں کی بابت الزامات لگا کر
اُس کو بدل ڈالا۔ خود آپ کے قرآن میں یہہ سب کچھ موجود ہے۔ پس اگر ہم بھی قرآن کے ساتھ

متفق ہوکر کہیں کہ انبیا گنہگار تھے تو اس ایمان و یقین میں کونسی بات عقل کے خلاف معلوم ہوتی ہی؟ بہر حال اگر آپ بائبل پر کوئی ایسا نقص تلاش کرکے اعتراض کریں تو ایسے اعتراض سے قرآن کو بھی مفر نہیں ہو سکتا۔

محمدی۔ ہم انبیاء کو اس لحاظ سے معصوم کہتے ہیں کہ انہوں نے توبہ کی لہذا انکے گناہ انکے حساب میں شمار نہیں ہوئے۔

مسیحی۔ ہاں اگر آپ کا مطلب یہی ہی جو آپ کہہ رہے ہیں تو آپ کا یہہ اعتراض بائبل پر کہ اس میں انبیاء کے گناہوں کا ذکر ہوا ہی بالکل بے بنیاد ٹھہرا کیونکہ اب تو آپ خود وہی بات فرما رہے ہیں۔ ہم کو چنداں ضرورت نہیں ہی کہ اس غیر متعلق سوال پر بحث کریں کہ آیا انکے گناہ بخشے گئے یا نہیں۔ صرف اس قدر یاد دلانا واجب ہی کہ قبل اس کے کہ خدا انہیں معاف کرے انہوں نے ضرور گناہ کئے ہونگے جنکے لئے مغفرت و توبہ کی ضرورت ہوئی

محمدی۔ بہر حال یہہ تو ثابت ہی کہ محمد صاحب کی نسبت کبھی نہیں کہا گیا کہ انہوں نے گناہ کیا۔

مسیحی۔ اگر آپ ذرا تکلیف گوارا کریں اور پڑہیں کہ کیا کیا کچھ محمدی مصنفین نے محمد صاحب کی زندگی کے متعلق لکھا ہی یعنی ان کا سلوک یہود کے ساتھ اور انکے سا تھ جنہوں نے محمد صاحب کی ہجو کی پھر انکی کثرت ازدواجی کے حالات اور علاوہ اسی قسم کے دیگر حالات تب آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی بات کس پایہ کی ہی۔

محمدی۔ گو ان میں سے بعض باتیں بادی النظر میں اوروں کے لئے معیوب ہوں مگر رسول اللہ کے لئے مباح تھیں کیونکہ خود خدا نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایسا کریں۔ پھر بعض خاص رعائتیں نکاح کے معاملہ میں انکو عطا ہوئی تھیں کیونکہ وہ خدا کے برگزیدہ محبوب تھے۔ جیسا کہ سورہ احزاب آیت ۴۹ میں ہم پڑھتے ہیں۔

مسیحی۔ اصل میں زینب کا معاملہ جو اس آیت میں ذکر ہوا ہی اور جس کا ذکر اس سے پہلی آیت میں ہو چکا ہی یعنی آیت ۳۷ میں یہہ ایک ایسی آیت ہی جو محمد صاحب کو معصوم بنانیکے

پہلے بخوبی پڑھ لینا واجب ہے۔

۸ **محمدی**۔ قرآن ہرگز محمد صاحب سے کوئی گناہ منسوب نہیں کرتا۔

مسیحی۔ سورہ فتح آیت ۲ میں خدا محمد صاحب سے صاف صاف کہہ رہا ہے "ہم نے تیرے لئے صاف اور صریح فتح دی تاکہ اللہ تیرا اگلا اور پچھلا گناہ بخش دے" عباس کہتا ہے کہ اس سے مراد ہے وہ گناہ جو وحی نازل ہونے سے پہلے کئے اور وہ جو وہ موت تک کیا کریں گے پھر سورہ محمد آیت ۲۱ میں اُن کو حکم ہوتا ہے کہ "اپنے گناہوں کے لئے مغفرت مانگ ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے بھی" پھر سورہ مومن آیت ۵۷ اور سورہ نساء آیت ۱۰۶ میں محمد صاحب کو اپنے گناہوں سے معافی مانگنے کے لئے مکرر حکم ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ مقابلہ کرو سورہ الم نشرح آیت ۱-۳ تک۔ اب اگر آپ قرآن کو سچ مچ خدا کا کلام و الہام مانتے ہیں تو یہاں خدا صاف صاف محمد صاحب کو حکم دے رہا ہے کہ مغفرت مانگیں اور مغفرت کے دینے کا وعدہ کر رہا ہے بس کیا یہ الٰہی حکم دفتولی نہیں ہے کہ محمد صاحب گنہگار تھے؟

محمدی۔ ہرگز نہیں کیونکہ ہمارے مفسرین مثل رازی اور زمخشری اسکی تشریح یوں کرتے ہیں کہ "اپنے گناہوں سے مراد ہے اپنے لوگوں کے گناہوں سے"۔

مسیحی۔ مگر آپ کی یہ دلیل سورہ محمد کی آیت ۲۱ سے بالکل رد ہوتی ہے کیونکہ وہاں اول تو اپنے گناہوں سے اور اس کے بعد ایماندار مردوں اور عورتوں کے گناہوں سے لکھا ہوا ہے۔

محمدی۔ لفظ ذنب کے معنی ہرگز گناہ کے نہیں ہیں بلکہ صرف قصور کیونکہ بیضاوی سورہ مومن کی ۵۷ میں اسکی بابت کہتے ہیں کہ اس آیت میں محمد صاحب کی بھول چوک کا ذکر ہے جو اُن سے سچے مذہب کی اشاعت میں ہوئی ہو جب کبھی یہ لفظ انبیا کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی صرف معمولی بشری کمزوری کے ہیں جس پر غالب آنے کے لئے اس کو خدا کی مدد کی ضرورت ہے۔

مسیحی۔ مگر آدم۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ یونس۔ سلیمان اور دوسروں کے معاملہ میں ہم پیچھے دیکھ کر آئے کہ اس لفظ کے معنی بھول چوک سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ پھر سورہ رحمٰن آیت ۳۹ میں لفظ ذنب جن و انس ہر دو کے گناہوں پر بولا گیا ہے سورہ قصص آیت ۷۸ میں بت پرستوں کی

آیت یوں بیان ہوا ہے۔ کیا ایسے مجرموں سے اُنکے گناہ (یعنی ذنوبہا) پوچھے نہ جائینگے؟"
مفسر حسینی بڑی صفائی سے راست کہتا ہے کہ یہہ بُت پرستوں سے کہا گیا ہے اور کہ اُن کا
گناہ ناممکن العفو ہے اب اس آیت سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ جرم کو ذنب سے تعبیر کیا گیا۔
پس موخرالذکر لفظ ہرگز یہہ معنی ادا نہیں کرتا کہ محض بھول چوک جو سہواً ہو جائے بلکہ فی الحقیقت
گناہ ہے۔ پھر سورہ ملک آیت ۱۱ میں لکھا ہے کہ "دوزخی اپنے وجہہ دوزخ میں اپنے گناہوں کا اقرار
کرینگے"۔ یہاں بھی لفظ ذنب ہے۔ پھر سورہ یوسف آیت ۲۹ میں پوطیفار کی جورو کی زناکاری
کی نیت کے گناہ کو ذنب کہا ہے۔ پھر سورہ شمس آیت ۱۴ میں قوم ثمود کے گناہ کو ذنب کہا ہے
اس قوم کا گناہ یہہ تھا کہ انہوں نے خدا کے رسول صالح کو جھٹلایا خدا کے حکم کی نافرمانی کی
اور اس اونٹنی کو جس سے صالح نے انہیں تعرض کرنے سے منع کیا تھا اُس کو مار ڈالا۔ پس اب
قرآن سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ذنب سے بشری کمزوری بھول چوک اور سہو مراد نہیں
بلکہ نہایت مکروہ گناہ یعنی گناہ کبیرہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

محمدی۔ ہمارے پیغمبر صاحب مثل اور مقربین کے خفیف سی چوک سے بھی خائف
تھے بلکہ ہمارے نبی صاحب کو وہ نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی۔

مسیحی۔ لیکن اگر قرآن خدا کا کلام ہو نہ کہ محمد صاحب کا تو جو کچھ وہاں لکھا ہے وہ خدا
کا فرمان ہے جو محمد صاحب کو مخاطب کر کے انکے گناہوں کی نسبت کہا ہے۔ علاوہ اس کے آپ کو یہہ بھی
یاد رکھنا واجب ہے کہ احادیث بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ محمد صاحب برابر اپنے گناہوں کا اقرار
کیا کرتے تھے۔ مسلم اور بخاری اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے مریدوں سے کہا کرتے
تھے کہ تم میں سے ایک بھی جنت میں داخل نہ ہو گا اگر خدا کی رحمت شامل حال نہ ہو" اس پر اُن
سے سوال کیا گیا تھا۔ "اے رسول اللہ کیا آپ بھی داخل نہ ہونگے"؟ اس کا جواب یہی دیا تھا۔ کہ ہاں
بیشک میں بھی داخل نہ ہونگا اگر خدا کی رحمت مجھ کو ڈھانپ نہ لے"۔ ابوہریرہ روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے محمد صاحب کو کہتے سنا۔ "بیشک میں اپنے خدا سے مغفرت مانگتا ہوں
اور میں اسکی طرف توبہ کرتے ہوئے ۷۰ مرتبہ رجوع کرتا ہوں"۔ پھر مشکوٰۃ کے باب المساجد

ہیں ہم کو ترمذی۔ احمد اور ابن ماجہ محمد صاحب کی نواسی فاطمہ کی سند سے بتلاتے ہیں کہ
جب محمد صاحب مسجد میں داخل ہوتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ "اے میرے رب مجھے میرے گناہ
(ذنوب) معاف کر دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور مسجد سے واپس
جاتے ہوئے بھی کہتے تھے کہ ای میرے رب تو مجھ کو میرے گناہ معاف کر دے اور اپنے
فضل کے دروازے میرے لئے کھول دے۔" اس تمام تقریر سے ہمارا مقصد صرف یہہ ہی
آپ کو بتلا دیں کہ انبیا کے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے قرآن بائبل کے مخالف ہرگز نہیں اگر
اور نیز یہہ کہ آپ کا اعتراض بائبل پر بالکل بیکار ہو جاتا ہی بشرطیکہ آپ قرآن کی تعلیم کو اپنے
لئے قابل قبول خیال کرتے ہوں۔ آپ کو یہہ بھی خوب یاد رہے کہ قرآن بھی بائبل سے اس
بات میں متفق ہی کہ خداوند یسوع مسیح پر کسی گناہ کا الزام عاید نہیں کرتا۔

محمدی۔ جب حضرت عیسیٰ نے خود کہا کہ "کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا"
تو اس سے اُنہوں نے اپنے معصوم ہونے سے کیا انکار نہیں کیا؟ (دیکھو لوقا ۱۸/۱۹)

مسیحی۔ یہہ خیال کہ اس آیت کے وہ معنی ہیں جو آپ نے بیان کئے اناجیل کے
اصل مقصد کے بالکل خلاف ہیں اور خداوند مسیح کے اُن الفاظ سے جو اس نے مقدس یوحنا
۸/۴۶ میں بیان کئے اسکی تردید ہوتی ہی۔ پھر اس کے ساتھ ہی آپ ان مقامات کا بھی ملاحظہ
کریں ۱ پطرس ۲/۲۲۔ ۱ یوحنا ۳/۵۔ عبرانی ۴/۱۵۔ اب آپ آیت کے اصل مقصد کو سنیں کہ اگر تو
مجھ کو نیک کہتا ہی تو یاد رکھ اس کے معنی نمایشی معنوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ نیک تو صرف
خدا ہی ہی اور اگر تو مجھ کو نیک کہتا ہی تو لامحالہ تو میری یکتائی باپ کے ساتھ قبول کرتا ہی۔

محمدی۔ رسم اصطباغ صرف تائب گنہگار کے لئے مقرر تھی حضرت مسیح نے
بھی اصطباغ پایا (متی ۳/۱۳ لوقا ۳/۲۱) پس اگر ہم آپ کی اناجیل کا اعتبار کریں تو کیا اس سے
ثابت نہیں ہوتا کہ وہ معصوم نہیں ہیں؟

مسیحی۔ اگر آپ تکلیف گوارا کر کے مقدس متی ۳/۱۴ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں
کہ یوحنا اصطباغی نے کیا کہا تو آپ کے سوال کا جواب آپ کو خود بخود مل جائیگا۔

۴ محمدی۔ انجیل میں پھر کیوں لکھا ہی کہ مسیح مصلوب کئے گئے جس کا انکار قرآن میں موجود ہی؟ اب اگر وہ مصلوب ہوئے (جس کا ہم کو انکار ہی) تو وہ ضرور گنہگار اور جھوٹے نبی ہونگے کیونکہ استثنا ۱۸ باب ۲۰ میں صاف لکھا ہی کہ جھوٹا نبی مارا جائیگا یعنی قتل کیا جائیگا اس کے ساتھ آپ مقابلہ کریں (استثنا ۱۳ باب ۱-۵ یرمیاہ ۱۴ باب ۱۴-۱۵ ۔ ذکریا ۱۳ باب ۳ وغیرہ)

مسیحی۔ یہہ تو کوئی پیشگوئی نہیں ہی بلکہ حکم ہی۔ یہہ بات تو درست ہی کہ جھوٹا نبی مارا جائیگا مگر یہہ کہنا کہ ہر نبی جو مارا گیا وہ جھوٹا تھا یہہ تو بالکل آپ کی خوش فہمی ہی۔ اب دیکھئے کہ یوحنا اصطباغی کو بھی لوگوں نے قتل کیا۔ اسکی بابت قرآن میں یہہ لکھا ہی۔ نبی برحق۔ عمران آیت ۳۴۔ پھر سورہ مریم آیت ۱۲ میں اسکی بابت لکھا ہی کہ صاحب کتاب تھا۔ پھر آیت ۱۵ تک دیکھو۔ علاوہ اس کے سورہ انبیا آیت ۸۹-۹۰ میں دیکھو۔ ہابیل کو اس کے بھائی نے قتل کر دیا۔ دیکھو سورہ مایدہ آیت ۳۴ پس محض قتل ہونے کی وجہ سے وہ جھوٹا معلوم نہیں ہو سکتا پھر سورہ بقر آیت ۸۱ اور سورہ مایدہ آیت ۷۴ میں صاف صاف لکھا ہی کہ بنی اسرائیل نے بعض سچے نبیوں کو قتل کر ڈالا جنکو خدا نے رسول بنا کر مبعوث کیا تھا۔

محمدی۔ مگر قرآن شریف صفائی سے اس بات کا کہ حضرت مسیح یہود کے ہاتھوں قتل ہوئے انکار کرتا ہی۔ دیکھئے سورہ نسا آیت ۱۵۶۔ مگر اناجیل اس بات کا اقرار کرتی ہیں۔

مسیحی۔ ممکن ہی کہ قرآن کے انکار کا سبب کہ اس کو یہود نے مصلوب نہیں کیا یہہ ہو کہ انجیلیں اس بات کو واضح طور سے بیان کرتی ہیں کہ اس کو یہودیوں نے نہیں بلکہ رومی سپاہیوں نے صلیب دی (دیکھو متی ۲۷ باب ۲۲-۳۵) اور یہہ صلیب پنطوس پلاطس کے حکم سے دیگئی جو یہودیہ کا حاکم تھا متی ۲۷ باب ۲۲-۲۶ مگر پھر بھی اس کا عذاب یہود کی گردن پر رہا (متی ۲۷ باب ۲۴-۲۵ اعمال ۲ باب ۲۳) لیکن پھر بھی قرآن اور مقامات میں مثلاً سورہ عمران آیت ۱۴۸ اور سورہ مریم آیت ۳۴ اور شاید سورہ نسا آیت ۱۵۷ میں بھی خداوند مسیح کی موت کا مقر ہی گرچہ اس کے مفسر اسکی تاویل یہہ کرتے ہیں کہ اس سے آیندہ ہونے والی موت کا ذکر ہی۔ ہم اس معاملہ میں بڑی خوشی سے اس بات کو قبول کرنے کو تیار ہیں کہ ایسے معاملے میں قرآن رسولوں اور سب نبیوں کی تعلیم

کی مخالفت کرتا ہی خصوصاً زبور ۲۲ یشعیاہ ۵۳ باب جن میں اس مضمون کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہی۔ اب یہہ دلیل قرآن ہی کے ایوان کو مسمار کرتی ہی نہ کہ بائبل کی مستحکم بنیان پر پڑی ہوئی عمارت کو۔

محمدی - آپکو کیا ضرورت لازم آئی ہی جو اسکی مصلوبیت کو قبول کرتے ہیں؟

مسیحی (۱) اس لئے کہ انبیا نے اسی طرح پہلے سے خبر دی (۲) اناجیل اس کا بیان کرتی ہیں (۳) رسولوں کے بیانات اس پر صاد ہیں (۴) یہودی اس کا اقبال کرتے ہیں (۵) رومی اور انکے مورخ اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ اب جب خود مجرم اس کے اقبالی ہوں تو ہم کیونکر اس کے منکر ہوں؟ - اوائل زمانہ میں بعض بدعتیوں مثل فارس کے مانی جیسے خیال کے لوگوں نے بھی یہہ کہا تھا کہ یہود نے غلطی سے مسیح کے دہوکے میں اور کسی کو صلیب دی مگر یہہ بات کلام خدا کے بالکل مخالف ہی پس قابل سماعت و اعتبار نہیں ہی جو لوگ صلیب کے پاس موجود تھے مثل رسول یوحنا وہی مسیح کے صلیب دئے جانے کا اقرار کرتا ہی اور جو اس کے منکر ہیں چھ سو برس بعد پیدا ہوئے تھے ہم ان کو بطور گواہ کے قبول نہیں کر سکتے یہود کو جو سخت سزا اس مکروہ جرم کی ملی اس سے ہر شخص واقف ہی۔ اور یہہ بھی ایک بدیہی اور اضافی ثبوت اس بات کا ہی کہ وہ سچ کہتے ہیں کہ مسیح کے مصلوب کرنے کے گنہگار وہی لوگ ہیں۔

محمدی - اگر وہ سب کچھ جو آپ کا نیا عہدنامہ حضرت مسیح کی الوہیت کی بابت کہتا ہی درست ہو تو کیوں محمد صاحب کو یہہ حکم دیکر بھیجا گیا کہ لوگوں کو اس کہنے سے منع کریں کہ حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہی؟

مسیحی - اس جگہ تو آپ نے خوب قبول کر لیا کہ نیا عہدنامہ مسیح کے الہی بیٹا ہونے کی تعلیم دیتا ہی۔ چونکہ قرآن کے نازل ہونے کا منشا یہہ تھا کہ انجیل کی تصدیق کرے اور یہہ انجیل محمد صاحب کے زمانہ سے تبدیل نہیں ہوئی پس صحیح منطق کا نتیجہ آپ کو قبول کرنا پڑیگا کہ یہہ تعلیم بالکل درست ہی۔ اگر آپ سچ مچ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں تو اسکے ماننے

سے آپ کو ہرگز گریز نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اب تک یہہ ثابت نہیں کیا کہ محمد صاحب کو خدا
نے بھیجا پس جب تک آپ اس کو ثابت نہ کریں ہم کو آپ اپنا دعوی بلا دلیل ماننے پر مجبور
نہیں کر سکتے۔ جو اعتراض آپ نے کیا وہ تو آپ کے مذہب اور محمد صاحب کے دعووں کی جڑ و بنیاد کو
سے پھینک دیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ فی الواقعی اس لئے آئے کہ جو کچھ انجیل میں سکھلایا گیا اس کے
مخالف سکھائیں تو اس سے انہوں نے لوگوں کو صریح گمراہی میں ڈالا۔ مگر قرآن میں تو ہم یہہ
نہیں پڑھتے کہ وہ اس لئے آئے کہ لوگوں کو مسیح خداوند کو خدا کا بیٹا کہنے سے منع کریں
بلکہ ابراہیم کے مذہب کی طرف لوگوں کو متوجہ کریں۔ علاوہ اسکے محمد صاحب عیسائیوں کے درمیان
پیدا نہیں ہوئے بلکہ بت پرست عربوں کے درمیان سے اسلئے قرآن اُن نفسانی خیالات کی تردید
کرتا ہے جس سے عرب لوگ خدا کی بیٹیاں ٹھہراتے تھے مگر جب انجیل مسیح کو خدا کا بیٹا کہتی ہے
تو یہہ خیال ہرگز گمان میں بھی نہیں گذرتا۔

محمدی۔ ایک زمانہ تک مسیحیوں نے حضرت مسیح کی الوہیت کو نہیں مانا تھا۔

مسیحی۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ ہاں البتہ ایک وقت اریس بلعد بہت سے بدعتی پیدا ہوئے
جنہوں نے اُسکی کامل الوہیت میں شک کیا مگر اُنکی تعلیم کو بائبل سے دلائل دیکر مردود ٹھہرایا گیا
اور قدیم زمانہ کے عقاید ناموں کو مستند بھی کیا گیا اور دکھلایا گیا کہ اریس کی بدعت بالکل نو ایجاد
اور غلط تعلیم پر مبنی ہے۔

محمدی۔ اب اگر خدا کے کوئی بیٹا ہو تو ضرور ہے کہ اسکی جورو بھی ہو مگر ایسا رشتہ خدا کی
بات منسوب کرنا کفر ہے۔

مسیحی۔ بیشک یہہ کفر ہے اس لئے ایسا مکروہ خیال کبھی کسی مسیحی کے ذہن میں نہیں سمایا۔
آپکی دلیل سے ظاہر ہے کہ آپ کا فہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ کیوں ہم مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں؟

محمدی۔ اچھا بتلائے تو کہ بائبل کے کس مقام میں یہہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔

مسیحی۔ بہت سے مقاموں میں مثلاً یسعیاہ ۹/۶ یوحنا ۱/۱ ۲/۱۴ وغیرہ۔

محمدی۔ اگر مسیح خدا تھا تو یہہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ پکڑا جاتا ستایا جاتا قتل

کر دیا جاتے یہہ سب باتیں ابھی اناجیل بیان کرتی ہیں ۔ کیا خدا بھی مر سکتا ہی؟

مسیحی ۔ اناجیل ہم کو بتاتی ہیں کہ ذات الٰہی میں تین اقانیم ہیں اور اس کو ہم آگے چلکر مسئلہ تثلیث پر بحث کرتے وقت دیکھیں گے ۔ ان تینوں میں سے ایک ابن یا کلمہ ہی جس نے پوری انسانی ذات کو اختیار کیا یوحنا ۱ : ۱۴ پس اسکی یہی انسانی ذات بھوکھی ہوئی ۔ آزمائی گئی اور مصلوب ہوئی ۔ خدا تو نہیں مگر انسان آزمایا جاسکتا ہی (یعقوب ۱ : ۱۳) بھوکھا بھی ہو سکتا ہی اور مر بھی سکتا ہی تاکہ مسیح ہمارے لئے اور ہمارے ساتھ ہوکر مرے اُس نے انسانی ذات اختیار کی ۔

محمدی ۔ بھلا کیونکر حضرت عیسیٰ خدا ہو سکتے ہیں یا خدا کے ساتھ یکتائی کا دعویٰ کر سکتے ہیں جبکہ وہ صلیب پر سے چلا کر کہہ رہے ہیں کہ ”اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہی؟“

مسیحی ۔ یہہ تو ایک اقتباس زبور ۲۲ : ۱ سے کیا گیا ہی جو اس بات کو ثابت کرتا ہی کہ اسکی موت کی پہلے سے وہاں خبر دیگئی تھی ۔ اب یہہ کہ مسیح خدا تھا اور اس کا باپ کے ساتھ اتحاد تھا اس کے اپنے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہی ۔ اور اگر اُس کا بیان غلط ہو تو پھر قرآن کیونکر اس کو نبی کہتا ہی؟ اُس نے اپنی انسانی ذات میں ہوکر یہہ آوازدی اور انسانی ذات ہی میں اُس نے اذیت سہی اور موت پائی ۔ یہہ الفاظ دو باتیں ظاہر کرتے ہیں (۱) کہ اس کا جسم حقیقی تھا جس میں اُس نے ذہنی اور جسمانی تکلیف رنج و غم تمہارے اور میرے لئے برداشت کیا (۲) اور یہی کل باتیں اسکی انسانیت کیلئے شہادت ہیں ۔ ہم کو انسانی اور الٰہی ذات ہر دو کے لئے مساوی شاہد درکار ہیں کیونکہ انہی دونوں کی یگانگی اور اتحاد میں کفارہ کا کام کامل ہو سکتا ہی ۔

محمدی ۔ یوحنا ۳ : ۱۷ سے صاف عیاں ہی کہ وہ خدا سے بالکل ایک الگ وجود ہی اور صرف خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جیسا کہ خدا نے اور بہت سے نبیوں کو بھیجا ۔ اب اگر خدا نے حضرت عیسیٰ کو بھیجا تو ضرور خدا اُن سے بڑا ٹھہرا ۔

مسیحی ۔ بیشک یہہ چند دقتیں ہیں جو مسئلہ تثلیث کے سمجھنے میں ہیں ۔ کیونکہ اگر مسیح سچا نبی تھا تو اسکی تعلیم بھی برحق ہوگی اب اس نے ایسے ہی اور بہت سے بیان اپنی بابت

مثلاً اسکی باپ کے ساتھ یگانگت کا اور ایک دوسرے بیان کا اتحاد واضح طرح ہو سکتا ہی کہ مسیح کی دو ذاتوں کے مسئلہ کو غور سے سمجھیں جیسا یوں نے ہر زمانہ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ چونکہ باپ الوہیت کا سرچشمہ ہی اس لحاظ سے بیٹا اُس سے اُنہی معنوں میں چھوٹا ہی جیسے سورج کی کرن جو خود آفتاب سے خارج ہوتی ہی۔ مگر سورج پھر سورج ہو نہیں سکتا۔ اگر شعاعوں سے محروم ہو جیسا باپ کیونکر باپ ہو سکتا ہی اگر اس کا بیٹا نہ ہو۔

(۴) **محمدی**۔ بھلا حضرت مسیح کیونکر خدا ہو سکتے ہیں جبکہ وہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ (یوحنا ۵ : ۱۹-۳۰)۔

مسیحی۔ اگر آپ اس مقام کا غور سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اسی جگہ اُس نے دعویٰ کیا کہ جو کچھ خدا کرتا ہی وہ بھی کر سکتا ہی پس اب وہ کیونکر خدا سے منکر ہو سکتا ہی؟ پھر اسی جگہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اس بات کو ثابت کر رہا ہی کہ جو کچھ اُس نے کیا وہ اپنے باپ خدا کی مرضی سے کیا نہ کہ اس قدرت سے جو لوگ دشمن ثابت کیا چاہتے تھے۔

(۵) **محمدی**۔ خدا کا کلمہ خدا کیونکر ہو سکتا ہی؟

مسیحی۔ اس پر ہم آگے چلکر دیکھیں گے کہ کن معنوں میں مسیح کو خدا کا کلمہ کہا ہی کیونکہ قرآن اور بائبل ہر دو یہہ لقب اُس کو دیتے ہیں اور ہم دکھلا دینگے کہ خدا کا کلمہ سوا خدا ذاتِ الٰہی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

(۶) **محمدی**۔ مگر ذاتِ آلٰہی کے لئے کیونکر ممکن ہی کہ انسانی ذات کے ساتھ اتحاد کرے لامحدود کیونکر محدود میں سما سکتا ہی؟

مسیحی۔ ہم ہمیشہ صفائی سے یہہ بتلاتے ہیں کہ آلٰہی ذات نے انسانی ذات میں نہ تو حلول کیا اور نہ اسکے ساتھ خلط ملط ہوئی بلکہ ازلی کلمہ خدا نے انسانی ذات کو بلا اپنی الٰہی ذات کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے اختیار کیا۔ بیشک ہمارا علم ذاتِ آلٰہی کی بابت بالکل محدود ہی اسلئے تجسم کے راز کو سمجھنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہی مگر ہاں ہماری عقل ہمکو سکھلاتی ہی کہ جو کچھ خدا نے ظاہر کیا ہی وہ سب سچ ہوگا۔ ہم کو خود یہہ بھی معلوم نہیں کہ کیونکر ہماری غیر مادی

روح ہماری جسم پر حکومت کرتی ہے تو کس قدر کم ہم یہہ سمجھ سکتے ہیں کہ کیونکر الوہیت
میں مل سکتی ہے پس جو کچھہ ہم کو نہ سمجھنا میں تعلیم دی گئی ہے ہم اس کو ضرور قبول کریں ہم یہہ
بھی تو نہیں سمجھ سکتے کہ مُردوں کی قیامت کیونکر ہوگی یا کیونکر خدا نے نیست سے ہست کیا۔ مگر پھر
بھی اُس نے ہم کو یہہ سب سکھلایا اور ہم ذرا بھی چون وچرا نہیں کرتے اور ان سب باتوں کو حق
مانتے ہیں پس یہی اصول تجسم کے مسئلہ میں کام لانا ضروری ہے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ
یہہ سب سچ ہے کیونکہ خدا نے ایسا ہی اُس کو ظاہر کیا ہے

محمدی۔ اگر آپ کا کہنا سچ ہو کہ حضرت عیسیٰ نے محمد صاحب کے آنے کی خبر نہیں
دی تو وہ ہمارے نزدیک پس خدا بھی نہیں ہوسکتے۔

مسیحی۔ آپ کے اعتراض پر تو محمد صاحب کے نبی ہونے پر سوال لازم آتا ہے اور
آپ کو یہہ بخوبی واضح ہے کہ اسی کا ہم کو انکار ہے اور اس کے ثبوت میں [illegible] کہ کچھ دستیاب
بھی نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کے اعتراض کا صحیح منطقی نتیجہ یہہ ہوگا کہ چونکہ خداوند مسیح نے محمد صاحب
کی بابت کوئی پیشین خبری نہیں دی لہذا محمد صاحب کا یہہ دعویٰ کہ وہ خدا کی طرف سے مبعوث
ہوئے ہرگز توجہ وسماعت کا مستحق نہیں ہے۔

۸ **محمدی**۔ اگر حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے تو کیوں وہ لگاتار اور بار بار اپنے کو
ابن آدم کہہ کر ظاہر کرتے رہے؟

مسیحی۔ اس کے ثبوت میں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے بہت سی آیات موجود ہیں
اور ایک مقدس متی ۱۶:۱۳ میں موجود ہے جہاں تم دیگران سے سوال کیا اور انہوں نے اس کا
جواب دیا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں انہوں نے اپنے تئیں ابن آدم بھی کہا اور خاص معنوں میں کہ
عام طور پر اور اسکی ایک وجہ یہہ بھی تھا جیسے فی الحقیقت انسان ہونے کو ثابت کریں مگر خاص وجوہات
یہہ تھے (۱) اس لئے کہ سُریانی زبان میں جو انکی مادری زبان تھی اس محاورہ میں ابن آدم
کا مفہوم انسان ہے (۲) دانیل نبی ۷ باب میں اس خطاب سے المسیح کا پتہ دیتا ہے پس اس لئے
مسیح نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کا مصداق ہے (۳) اس لئے کہ وہ وعدہ کہ آدم کی اولاد سے

[illegible]

ایک عورت کی نسل میں پیدا ہو کر سانپ یعنی شیطان کے سر کو کچلیگا پیدائش ۳/۱۵ اور یہہ
بات مسیح کی بابت پیشگوئی تھی۔ یہہ تمام باتیں ہم اُس کے لفظ ابن آدم کے استعمال سے
سیکھتے ہیں پس بائبل کی تعلیم ہے کہ وہ خدا اور انسان دونوں ہے۔

محمدی۔ پھر وہ کیوں بار بار اپنے شاگردوں کو منع کرتے ہیں کہ لوگوں پر اس
بات کا اظہار نہ کریں کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ (متی ۱۶/۲۰) ؟

مسیحی۔ کیونکہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کہ اس بات کو ظاہر کیا جائے کیونکہ
یہودی فوراً جنگ کے لئے تیار ہو جاتے اور اُس کو بادشاہ بنانیکی کوشش کرتے اگر ان
پر ظاہر ہو جاتا کہ وہ المسیح ہے جیسا کہ ایک مرتبہ اُنہوں نے (اُس کو بادشاہ بنانا) چاہا مقدس یوحنا ۶/۱۵۔ بلکہ اپنے
خاص شاگرد بھی اس بات سے آگاہ نہ تھے کہ بجائے دنیاوی بادشاہت پر قابض ہونیکے
وہ صلیب پر ذلت کی موت سے مرنے کو آیا ہے۔ اُس نے اُن کو اسکی بابت تعلیم اُس وقت
آگاہی دی جبکہ اُن کو یقین ہو گیا کہ یہہ وہی المسیح ہے مقدس متی ۱۶/۱۶-۲۴۔

محمدی۔ اگر حضرت مسیح ذات الٰہی سے تھے تو اُن کو مثل خدا کے عالم الغیب ہونا
ضروری تھا (دیکھو سورہ انعام آیت ۵۹) مگر اُنھوں نے صاف صاف اقبال کیا کہ اُن کو
قیامت کے مقررہ وقت کا علم نہیں ہے دیکھو متی ۲۴/۳۶ اور مرقس ۱۳/۳۲ علاوہ اس کے
اُن کو اسکی بھی خبر نہ ہوئی کہ کس نے انکا دامن چھوا مرقس ۵/۳۰۔

مسیحی۔ مگر انہیں آیتوں میں جہاں یہہ لکھا اس کا بھی ذکر ہے کہ وہ اپنی بابت خدا کا بیٹا
کر کے خطاب کرتا ہے پس اس لحاظ سے کسی اختلاف کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اغلب ہے کہ یہہ کچھ
اس کا کہنا [illegible] بادی النظر میں اس کی الٰہی ذات کی شان کے خلاف معلوم ہوتا ہے وہ اُس نے
اپنی انسانی ذات کی بابت کہا ہو جس طرح اُس نے اپنی موت سے بچنے کے اختیار کو اپنے سے
الگ کیا اسی طرح اس نے اس جاننے کے علم سے اپنے کو خالی کیا۔

محمدی۔ اگر وہ خدا کے بیٹے تھے تو کیوں یہہ بات کہی کہ یہہ انکے اختیار میں نہیں ہے کہ کسی کو
اپنے دہنے یا بائیں ہاتھ بٹھلائیں مگر یہہ صرف انہیں کا حق ہے جن کے لئے یہہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا گیا ہے متی ۲۰/۲۳ مرقس ۱۰/۴۰

مسیحی۔ غالباً اس کا یہی سبب ہے جو ان مقاموں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کلام مجسم ہوا (یوحنا ۱ باب ۱۴) اور اس نے اپنے کو پست کیا (فلپی ۲ باب) جس مقام کا حوالہ آپ دیتے ہیں اسی میں مسیح خدا کو اپنا باپ کہہ کر خطاب کرتا ہے جس سے وہ اپنے آلہی بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

محمدی۔ بہت سی آیات جو آپ لوگ الوہیت مسیح کے ثبوت میں پیش کرتے ہو ان سے ہرگز اُسکی الوہیت ثابت نہیں ہوتی مثلاً انھوں نے فرمایا کہ پیشتر اس کے کہ ابراہام ہو میں ہوں (یوحنا ۸ باب ۵۸) اب اس سے اُنکی الوہیت تو ہرگز ثابت نہ ہوئی کیونکہ صاحب یہی بات اپنی نسبت کہہ سکتے ہیں (یاد رہے کہ محمدی روحوں کی ہستی پیشتر کے قائل ہیں)۔

مسیحی۔ ہرگز ہم میں سے کوئی یہہ بات وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ روحوں کی پیش ہستی کے فرضی خیال کے موافق (جو آپ لوگوں نے بت پرستوں کے علماء کے مطابق قبول کر لیا) جسکی تعلیم نہ نبیوں نے اور نہ رسولوں نے دی، اگر مسیح کا مطلب صرف یہہ ہوتا کہ قبل اسکے کہ ابراہام پیدا ہوا میں ہستی میں تھا تو اس فقرہ کے کوئی معنی نہ ہوتے۔ کیونکہ اسی فرضی خیال کے مطابق ابراہام بھی اُسکی پیدائش سے پہلے موجود تھا۔ اب خواہ یہہ فرضی خیال و قیاس درست ہو یا غلط یہہ ضرور ثابت ہے کہ خداوند مسیح کا مطلب صاف ہے کہ وہ ابراہام یا اور کسی مخلوق کے خلق ہونے سے پہلے موجود تھا۔ اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مثل ابراہام یا کسی اور مخلوق کے خلق نہیں ہوا۔ یہہ بھی خود طلب ہے کہ خداوند مسیح نے یہہ نہیں کہا کہ پیشتر اسکے کہ ابراہام ہوا میں تھا بلکہ یہہ کہ پیشتر اس کے کہ ابراہام ہو میں ہوں پس یوں اس نے خدا کا سب سے بڑا خطاب اپنے لیے اختیار کیا کیونکہ اسی سے لفظ یہواہ مشتق ہے (خروج ۳ باب ۱۴) چونکہ یہودیوں نے اس محاورہ کو بخوبی سمجھا اور [illegible] اس کے معتقد نہ تھے چاہا کہ اس کو سنگسار کریں کیونکہ ایسا کلمہ انکے نزدیک کفر تھا۔ پس اس آیت کے وہی معنی درست ہیں جو مسیحی قبول کرتے ہیں۔

محمدی۔ حضرت مسیح بھی مثل ان انبیاء کے ایک نبی تھے جو اُن سے پہلے ہوئے۔

مسیحی۔ یہہ بات بالکل غلط ہے بلکہ توراۃ۔ زبور انجیل بلکہ خود قرآن کے بھی بالکل خلاف ہے [illegible] جو کچھ محامد مسیح کے ان کتابوں میں ہیں کسی اور نبی کے لئے وہ نہیں بیان ہوئے مثلاً کوئی نبی

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

ایس پی جی مشن کانپور

جلد ۶ | بابت ماہ ستمبر اکتوبر نومبر دسمبر ۱۹۰۵ء | نمبر ۹ تا ۱۲

ایڈیٹوریل نوٹس

گذشتہ نمبر جو ماہ اپریل سے اگست کے نمبروں کا مجموعہ تھا اُس کو دیکھکر اکثر احباب نے درخواست کی کہ چونکہ فی الحال الحق میں ایک مضمون مسلسل یعنی مکالمہ محمدی اور مسیحی کا شایع ہو رہا ہے اس لئے اگر ستمبر سے دسمبر ۱۹۰۵ء تک نمبروں کا مجموعہ بھی ایک ساتھ شایع کیا جائے تو بہتر ہوگا تاکہ ناظرین کا انتظار ہر ماہ نہ کرنا پڑے بعض لوگوں نے تو یہاں تک تحریک کی کہ جس قدر نمبروں میں یہہ مضمون تمام ہو اُنکو یک لخت شایع کر دیا جائے اور شمار ایسے مجموعہ کا ماہوار پرچوں کے حساب سے کیا جائے مگر ہم نے اس کو مناسب نہ خیال کیا اور اُن تحریک کو بھی ہم اپنے احباب کی خاطر قبول کرتے ہیں اور اس پر کاربند بھی ہوئے ہم کو اُمید ہی کہ بقیہ مضمون ۳۲ صفحوں میں ختم ہوگا اگر کسی صاحب کو موجودہ طریق اشاعت میں اعتراض نہ ہوا تو ہم شروع جنوری میں اس مضمون کو ختم کرکے جنوری سے اپریل سنہ ۱۹۰۶ء تک کے نمبروں میں بصورت مجموعہ شایع کرینگے اُمید کہ ہم کو ناظرین اپنے خیالات سے مطلع فرماینگے۔

اب ایک گذارش ہی کہ یہہ اس سال کا آخری پرچہ ہی اور بہت سے خریداروں کے ذمہ قیمت پرچہ ایک یا دو سال کی نہیں بلکہ تین تین سال کی باقی ہی۔ لہذا ایسے احباب سے گذارش ہی کہ اُنکی

نومبر تک قیمت مرحمت فرماویں اور سال آیندہ کیلئے مطلع فرماویں کہ اُنکے نام الحق جاری رکھا جائے یا نہیں ہم کو مطبع کا بہت بڑا بل ادا کرنا ہی۔ اگر الحق مسیحی مطبع کے علاوہ کسی اور مطبع میں شایع ہوتا تو کب کا مالی مشکلات میں پھنس کر یا تو بند ہوگیا ہوتا یا کوئی اور صورت اختیار کی ہوتی۔ مگر چونکہ مینجر مطبع مسیحی ہیں اُنہوں نے بہت ہی صبر و تحمل سے کام لیا اور سوا معمولی تقاضا کے اور کوئی طرح کی رکاوٹ اسکی اشاعت میں نہ آنے دی مگر کب تک آخر اُن کو بھی تو کاغذ اور مصالح میں خرچ لگانا پڑتا ہی پس اُمید ہی کہ ہمارے مہربان اس سب کو دل میں جگہ دیکر بہت جلد واجب ادا رقم ارسال فرمائینگے۔

اس سال ہم نے مجبوراً بہت سے محمدی احباب کے نام خارج کر دئے اور کسی نئے شخص کے نام الحق جاری نہ کیا کیونکہ گنجایش نہیں ہی کہ علاوہ پرچے کے محصول بھی ادا کیا جائے۔ اگر ہمارے موجودہ خریدار اپنے پرچوں کا شمار دگنا کردیں تو ہم کسی قدر محمدی احباب کو پرچہ مفت دیسکتے ہیں کوئی روز ایسا نہیں جاتا کہ دو چار درخواستیں مفت پرچہ پانے کی نہ آتی ہوں مگر ہم افسوس کے ساتھ انکار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اگر ہمارے دوست ہمارے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہوکر ہم کو ہمت دیں تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں اگر پانچسو خریدار ایسے پیدا ہوجائیں جو فی کس پانچ پرچہ ماہوار لیا کریں تو ہم بہت سے پرچے محمدی ناظرین کو مفت تقسیم کر سکتے ہیں امید ہو کہ ہماری اس التجا پر کچھ توجہ کی جائیگی۔

مسیحی بائبل نوشتوں کے اصلی معنی پر محمدیوں کے اعتراض اور اُنکا جواب

(۱۳۱) **محمدی**۔ سورہ عمران آیت ۵۲ میں لکھا ہی کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مانند ہی کیونکہ ہم کو بتایا گیا ہی کہ خدا نے آدم کو خاک سے پیدا کیا اور تب اُس کو کہا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا" پس حضرت مسیح بھی خاص معنوں میں خدا کے بیٹے نہ تھے بہ نسبت اُس کے کہ آدم تھا اور آدم کو انجیل میں خدا کا بیٹا کرکے خطاب ملا ہی (دیکھو لوقا ۳۸/۳) اور پھر عہد عتیق میں فرشتوں کو اور نئے عہد میں ایمانداروں کو بھی خطاب ملا ہی۔ (۱ یوحنا ۲/۳)۔

مسیحی ۔ لاریب قرآن کی اس آیت کے معنی جس کا مقابلہ آپ مقدس لوقا کی آیت سے کرتے ہیں صرف یہہ ہیں کہ مثل آدم کے خداوند مسیح کا کوئی انسانی باپ نہ تھا ۔ فرشتوں کو غالباً ایوب ۱/۶ و ۲/۱ وغیرہ میں خدا کے فرزند کہا ہی مگر پھر بھی آدم یا فرشتوں کی نسبت وہ باتیں ہرگز منسوب نہیں کی گئیں جو خداوند مسیح کی بابت بیان کی گئی ہیں دیکھو عبرانی اول باب ۔ پھر دیکھئے آدم معصوم نہ تھا نہ اسکو کلمۃ اللہ کہا جیسا کہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے ۔ علاوہ ازیں لکھا ہی کہ تمام انبیا کا اُس پر ایمان تھا اور اُسی سے زندگی حاصل کی (یوحنا ۴۱/۱۴) اور اگر آپ کو خدا توفیق دے کہ آپ تمام بائبل کا مطالعہ کریں تو آپ کو اُسکی تعلیمات سے فوراً معلوم ہو جائیگا کہ مسیح میں اور دوسرے لوگوں میں کس قدر تفاوت ہی مثلاً یوحنا ۱/۱۸ بیشک ایماندار خدا کے فرزند ہوتے ہیں مگر کیونکر صرف خدا کے بیٹے میں پیوند ہونے سے ۔ یوحنا ۱/۱۲ ۔

(۱۱۴) محمدی ۔ بیشک بائبل حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتلاتی ہی (یوحنا ۱/۳۴ وغیرہ) اور اسکی الوہیت کی بھی تعلیم دیتی ہی ۔ مگر یہہ بات بالکل عقل و نقل یعنی قرآن مجید کے خلاف ہی کیونکہ ان مقامات میں صاف صاف لکھا ہی ۔ دیکھو سورۃ توبہ آیت ۳۰ سورہ یونس آیت ۶۹ سورہ زمر آیت ۶ سورہ بقرہ آیت ۱۱۰ سورہ انعام آیت ۱۰۰ و ۱۰۱ سورہ مریم آیات ۳۶ و ۹۱ سے ۹۳ تک سورہ جن آیت ۳ سورہ زخرف آیت ۸۱ سورہ اخلاص آیت ۳ سورہ مائدہ آیت ۱۹ - ۷۶ - ۷۸ ۔

مسیحی ۔ ان آیات میں سے بہتیری (مثلاً سورہ انعام آیت ۱۰۰) اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ محمد صاحب بیٹے کی پیدایش کی بابت اس نفسانی خیال کی تردید کیا چاہتے ہیں جو بت پرست یونانیوں اور رومیوں کے درمیان رائج تھا اور جس کے وہ لوگ قبل مسیحیت قبول کرنیکے قائل تھے اور یہی نفسانی خیال آجتک ہندو اپنے اکثر دیوتاؤں کی بابت رکھتے ہیں محمد صاحب کے زمانہ میں عرب کے بت پرستوں کا یہی خیال تھا اور وہ اپنی دیویوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے (سورہ نحل آیت ۵۹) اور یہہ خیال واقعی کفر ہی ایسے خیال کو مسیحیوں نے کبھی قبول نہیں کیا ۔ محمد صاحب سے صدیوں پہلے ایک مسیحی عالم نے جس کا نام لیکٹنشیس تھا بت پرستوں کو مخاطب کر کے لکھا کہ مسیحی مسیح کی پیدایش کی بابت ایسا نفسانی خیال ہرگز نہیں رکھتے جیسا کہ اکثر لوگ اسکی بابت منسوب کرتے ہیں پس یہی

بت پرستوں کی تعلیم عقل کے خلاف ہے نہ کہ وہ تعلیم جس کے مسیحی قائل ہیں جب انجیل اسکی بابت حکیمانہ طور سے اس کا ذکر کرتی ہے تو وہ اسے کو کلمۃ اللہ کہہ کر بیان کرتی ہے اور ابن اللہ کا مفہوم در حقیقت وہی ہے جو کلمۃ اللہ سے ادا ہوتا ہے۔ ابن اللہ صرف سادہ فہم والوں کی خاطر استعمال کیا گیا ہے۔ یہہ لفظ محبت کا اظہار کرتا ہے جس کا ہونا ثالوث کے اقانیم میں ضروری ہے۔ کوئی انسانی الفاظ اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ ذات الٰہی کی بابت مناسب طور سے ذہن نشین کرا سکیں مگر چونکہ ملہم مصنفوں نے ایسے الفاظ کا ذکر کیا ہے اس لئے ہم بالکل مطمئن ہیں اور خود بھی یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں ذات الٰہی کے اقانیم میں باہمی رشتہ انسانی فہم و سمجھ سے ایسا بلند و بالا ہے کہ ہم درست طور سے نہ تو سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھا سکتے ہیں۔ خواہ مسیح کو ہم کلمۃ اللہ یا ابن اللہ کہیں ہر صورت میں اس سے اسکی الوہیت کا اظہار کرنا ہے جب ہم مسئلہ ثالوث پر بحث کرینگے تو اس وقت بتلا دینگے کہ اسکی الٰہی ابنیت عقل کے خلاف نہیں ہے بلکہ عقل اس کا تقاضا کرتی ہے کوئی سچا مسئلہ عقل کے ہرگز خلاف ہو نہیں سکتا۔ البتہ ہر بات جو قادر مطلق خدا کی ذات سے متعلق ہے وہ ضرور ہمارے ممکن الفصور اور محدود عقل سے بلند و بالا ہے اس لئے آپ کی حدیث میں بھی بیان آیا ہے البحث عن ذات اللہ کفر یعنی ذات الٰہی کی بابت دلیل لانا کفر ہے پس ایسے معاملات میں جو کچھ ہم جان سکتے ہیں وہ اسی قدر ہے جو خدا نے خود ہم پر ظاہر کیا ہے۔ بائبل میں بڑی صفائی سے خداوند مسیح کی الٰہی ابنیت کا اقرار ہے۔

(۱۱۵) محمدی۔ قرآن مجید حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا منکر ہے اور بتلاتا ہے کہ خدا اُن کو فنا کر سکتا ہے (سورۃ المائدہ آیت ۱۹) وہ الٰہ نہیں تھے اور آدم کی مثل (سورہ عمران آیت ۸۴) وہ اللہ کے بندے تھے (سورہ زخرف آیت ۹ و سورہ مائدہ آیت ۱۰۹ و ۱۱۰)۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھے پس اب آپکی بائبل اُنکی الوہیت کا اعلان کرنے میں ضرور غلطی پر ہے۔

مسیحی۔ آپ نے پھر قرآن کو کسوٹی بنایا اور یہہ فرض کر لیا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اسکو آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے اور جس وقت تک آپ اس کو خدا کی طرف سے ثابت نہ کر لیں اُس وقت تک یہہ بات کہ قرآن بائبل کی مخالفت کرتا ہے خود قرآن ہی کیلئے مضر ہے نہ کہ بائبل کیلئے۔ کیونکہ قرآن صرف اسی قدر اقرار نہیں کرتا کہ بائبل خدا کا کلام ہے بلکہ یہہ کہ اپنے نازل ہونے کی

علت غائی یہہ بتلاتا ہی کہ بائبل کی تصدیق و محافظت کرے یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ یہہ کہ محمد صاحب کے دعوی کیلیے بائبل کی سند پکڑتا ہی دیکھو سورہ اعراف آیت ۱۵۶ سورہ صف آیت ۶) بفرض محال اگر آپ کی پیش کردہ آیات کو مان بھی لیں تو بھی انکی تعلیم سے خداوند مسیح کی شان محمد اور انبیا پر بدرجہا بلند و بالا ہی۔

(۱۴) محمدی۔ قرآن مجید سے ہرگز یہہ بات ثابت نہیں ہوسکتی کہ حضرت عیسی ہمارے حضرت محمد صلعم سے بڑھکر ہیں ہمارے حضرت کو رسول اللہ اور خاتم النبیین کا خطاب ملا ہی (سورہ احزاب آیت ۴۰)

مسیحی۔ ان خطابوں میں سے اول کا علاوہ محمد صاحب کے صالح کو بھی ملا ہی دیکھو سورہ شمس آیت ۱۳ (سورہ ذاریات ۵۰ و ۵۱ سورہ عنکبوت آیت ۴۹ سورہ حجر آیت ۸۹) ان مقاموں میں محمد صاحب کو ڈرانیکا خطاب ملا ہی مگر احادیث سے ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب مس شیطان سے نہ بچ سکے اسکی دانوں گھات میں آہی گئے۔ کیونکہ انکے لئے شق صدر کا ہونا ضروری تھا اور جس بوجھہ سے کمر ٹوٹی جاتی تھی اس کو دور کرنا ضروری تھا دیکھو سورہ انشرح آیت ۱-۳) انکے گناہ بخشے گئے (سورہ محمد آیت ۲۱) علاوہ ازیں محمد صاحب مرگئے دفن ہوئے پھر انہوں نے کوئی معجزہ بھی نہیں دکھایا۔ اب اسکے مقابلہ میں آپ خود دیکھہ سکتے ہیں کہ قرآن خداوند مسیح کی بابت کیسی شاندار باتیں بیان کرتا ہی ہم احادیث کی بنیاد پر پیچھے دیکھ آئے کہ محمد صاحب نے قبول کیا کہ خداوند مسیح کی پیدایش پر شیطان مردود حاضر نہ تھا اور نہ وہ اس کو مس کرسکا ہم قرآن کی رو سے یہہ بھی دیکھہ چکے کہ خداوند مسیح فوت نہیں ہوئے پھر یہہ کہ وہ زندہ آسمان کو اُٹھالئے گئے جہاں وہ اب تک زندہ ہیں پھر ہم یہہ بھی دیکھہ چکے کہ وہی اکیلے نبی ہیں جو معصوم ہیں نہ تو اُنکے لئے شق صدر کی ضرورت ہوئی نہ انکا بوجھہ ہلکا کیا گیا اور نہ اُنکے گناہ تھے جو بخشے جاتے۔ علاوہ اسکے قرآن مقر ہی کہ خداوند مسیح ہی ایسے ایک ہیں جو کنواری سے پیدا ہوئے (سورہ تحریم آیت ۱۲ سورہ انبیا آیت ۹۱ سورہ مریم آیت ۱۶-۲۲ سورہ عمران آیت ۴۰-۴۲) پھر خدا کی روح کے ذریعہ (سورہ انبیا آیت ۹۱) پھر خدا کی روح سے مدد دیا گیا (سورہ بقر آیت ۸۱ و ۲۵۴) اب یہہ سب باتیں جو اوپر بیان

ہوئیں ہرگز کسی دوسرے نبی کی شان میں کہی نہیں گئیں۔

(۱۷) محمدی۔ مگر آپ لوگ حضرت عیسٰی کے کنواری سے پیدا ہونے پر اس قدر زور کیوں دیتے ہیں؟ بیشک قرآن مجید کی تعلیم ہے مگر اسی میں یہہ تعلیم بھی ہے کہ آدم کے نہ باپ تھا اور نہ ماں پس کیا وجہ ہے کہ آدم کو حضرت مسیح پر ترجیح نہ دیجائے اور جسکی بابت ہم یہہ دیکھتے بھی ہیں کہ قرآن انکو آدم کا مثیل بناتا ہے اسی خاص سبب سے جیسا کہ مفسرین بھی کہتے ہیں یعنی بے باپ پیدا ہونے کے۔

مسیحی۔ اگر مقابلہ کیلئے یہہ دلیل درست ہو تو پھر کیوں ناحق محمدی اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ سورہ عمران کی آیت ۵۲ کی کوئی ایسی تفسیر کریں جس سے یہہ ثابت ہو جائے کہ مسیح آدم سے بزرگتر نہ تھا۔ اس آیت کے ممکن ہے کہ یہہ معنی ہوں (جیسا کہ انجیل شریف بھی سکھلاتی ہے) کہ مسیح آدم ثانی ہے (۱ قرن ۱۵: ۲۲) یعنی پہلے سے بزرگتر۔ کیونکہ مسیح ہم کو روحانی زندگی عطا کرتا ہے حالانکہ آدم صرف فانی زندگی کا چشمہ ہے کیونکہ "جسطرح آدم میں ہو کر سب مرتے ہیں ویسا ہی مسیح میں ہو کے سب زندہ کئے جائینگے"۔ (۱ قرن ۱۵: ۲۲) آدم پیدا تو ہرگز نہیں ہوا بلکہ خلق کیا گیا مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا پھر آدم کی پیدایش بالکل اُسی قاعدہ کے مطابق ہوئی جس طرح دنیا کی دیگر مخلوقات پیدا ہوئیں مثلاً اَشکل حیوانات اور نباتات کے مگر مسیح کی بابت قرآن خود شاہد ہے کہ آپ کی اعجازی پیدایش خدا کے اِس ارادہ کو پورا کرنیکو ہوئی کہ بنی آدم کیلئے اُس کا نشان ٹھہرے اور یہی بات کسی اور نبی کیلئے کہی نہیں گئی۔ ابراہیم اور ذکریاہ کیلئے قرآن کے بموجب یہہ وعدہ تھا کہ انکو ایک "دانا فرزند" ایک "راستباز نبی" عطا ہوگا۔ مسیح کی پیدایش کی بابت جو الفاظ مقدسہ مریم کو لکھے گئے وہ بالکل اور قسم کے ہیں۔ "وہ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اُسے اور اس کے بیٹے کو تمام خلقت کیلئے نشان ٹھہرایا" سورہ انبیا آیت ۹۱۔ پس قرآن مسیح کی پیدایش کا ذکر لاثانی طور سے کرتا ہے اس قسم کے الفاظ نہ تو خود محمد صاحب کیلئے اور نہ کسی اور نبی کیلئے استعمال ہوئے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ مسیح سب نبیوں پر اعلیٰ اور افضل ہے وہ سب سے بزرگ و برتر ہے؟۔

(۱۸) محمدی۔ وہ اللہ کا بندہ اور ایک رسول ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

مسیحی۔ جو کچھ آپ نے فرمایا یہہ درست ہی مگر وہ اس سے اور زیادہ ہی یشعیاہ ۵۳: ۱۱ میں اُس کو یہواہ کا بندہ یا خادم کہا گیا ہی مگر الفاظ یہہ ہیں "میرا راستباز بندہ" چونکہ وہی اکیلا تمام انبیا میں معصوم ہی جیسا کہ قرآن بھی مانتا ہی فلپی ۲: ۶ و ۷ میں ہم کو تبلایا جاتا ہی دراصل وہ خادم سے بہت زیادہ مرتبہ رکھتا تھا مگر اُس نے خادم کی صورت اختیار کی" یہہ محض آپکی اور میری نجات کی خاطر۔ قرآن بھی بائبل کے ساتھ اس میں متفق ہی کہ وہ اللہ کے بندہ اور رسول کی نسبت سے بہت اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہی۔ سورہ نساء آیت ۱۶۹ میں اُس کو خدا کا رسول اور اُس کا کلمہ کہا گیا ہی اور یہی کلمہ اور روح خدا نے مقدسہ مریم کی طرف ڈالی اور سورہ عمران آیت ۴۰ میں ہم پڑھتے ہیں کہ فرشتے نے مقدسہ مریم کو یوں خطاب کیا "ای مریم خدا تجھہ کو خبر دیتا ہی کلمہ کی جو اُس میں سے ہی اُسکا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو اس دنیا میں وجیہا اور آنے والے جہان میں من المقربین ہوگا۔ اس مقام میں مسیح کو اُس کا کلمہ اور کلام جو اس میں سے ہی اور روح جو اس میں سے ہی۔ اب ان القابوں کے صرف یہی معنی ہونگے ایسا الفاظ والقاب سوا مسیح کے اور کسی کے لئے استعمال نہیں ہوئے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہی ؎ جو کہ رتبہ خدا سے ہی تجھہ کو ملا کسی اور نبی کو ملا ہی نہیں۔

(۱۱۹) محمدی۔ رازی اور جلالین میں اسکی خوب طور سے تشریح کر دیگئی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ صرف اس وجہ سے کہا گیا ہی کہ وہ خدا کے حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

مسیحی۔ اگر یہہ دلیل کافی ہو تو ہم کو پھر بھی ماننا پڑیگا کہ وہ دیگر تمام انبیا میں خصوصیت کے ساتھ برتر تھا مگر آپ کی دلیل بلکہ جس کو تاویل کہنا ضرور ہی بالکل غلط ہی کیونکہ آدم تو بدوں باپ ہی نہیں بلکہ بدوں ماں بھی خدا کے حکم سے خلق ہوا مگر اس کو تو خدا کا کلمہ نہیں کہا گیا۔ ہم جب آگے چلکر مسئلہ تثلیث پر بحث کرینگے اُس وقت ہم اس لفظ کلمہ پر پورا غور کرینگے۔ فی الحال اس سوال کو حل کریں کہ کیا "خدا کا کلمہ" اور خدا کی روح تمام انبیاء و رسولوں سے برتر و اعلیٰ نہیں ہی علاوہ اسکے مسیح کو اس دنیا اور آنے والے جہان میں وجیہا و من المقربین کہا ہی جو کسی اور رسول کی بابت نہیں کہا گیا۔

(۱۲۰) محمدی۔ سورہ احزاب آیت ۶۹ میں حضرت موسیٰ کی شان میں آیا ہی کان عند اللہ وجیہا۔

مسیحی۔ بیشک یہہ تو آیا ہی مگر یہہ ہرگز نہیں کہا کہ وہ اس جہان میں وجیہا یعنی مرتبہ والا ہوگا

اور آیندہ جہان میں اللہ کے نزدیک والوں میں ہیں۔ خود رازی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی وجاہت کا مطلب اس علم سے ہی جو اُن کو خدا کی پہچان کا تھا۔ زمخشری کشاف میں یوں رقم طراز ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے عہدہ نبوت کا تقدم اس جہان میں انسانوں پر اور آیندہ جہان میں شفاعت کا عہدہ اور فردوس میں اعلیٰ تر رتبہ مراد ہی دیکھیے حضرت عیسیٰ کی وجاہت کو زمخشری جیسے مفسر نے خود بیان کر دیا پس قرآن سے بھی عیسیٰ کی وجاہت موسیٰ اور تمام دیگر انبیاء پر فضیلت ثابت ہی۔ اس مقام پر بھی قرآن بائبل کا ساتھ دیتا ہی مثلاً عبرانی ۳: ۵ و ۶ میں ہم پڑھتے ہیں "موسیٰ فی الحقیقت اُسکے (خدا کے) گھر میں مثل خادم کے وفادار تھا .... مگر مسیح مثل فرزند کے اُسکے تمام گھر کا مختار" علاوہ برین قرآن میں ایک اور مقام ہی جو سب مقاموں سے بڑھ کر ہی اور مسیح کی الٰہی طاقت کا اقرار کرتا ہی۔

(۱۲۱) محمدی۔ ہرگز ایسا ممکن نہیں ہی۔

مسیحی۔ کیا صفت خلق کرنے کی خاص طور سے خدا سے منسوب نہیں ہی اور یہہ کام الٰہی قدرت کا نہیں بتلایا جاتا؟۔

(۱۲۲) محمدی۔ جی ہاں ~~بیشک~~ بیشک یہ صفت خدا ہی کا ہے۔

مسیحی۔ اچھا دیکھیے سورہ عمران آیت ۴۳ خداوند عیسیٰ کی نسبت انی خلق الفاظ درج ہیں جسکے معنی ہیں کہ میں خلق کرتا ہوں مٹی سے تمہارے لئے مانند پرندکے اور اُس میں پھونک مارتا ہوں اور یہہ ہو جاتا ہی پرند حکم رب سے"۔ اس مقام پر قرآن نے اُسکی بابت صاف اقرار کیا کہ وہ پرند کو اسی طرح خلق کرتا ہی جس طرح خدا نے آدم کو خلق کیا یعنی اُس نے اُس کو زمین کی مٹی سے بنایا اور اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا (پیدائش ۲: ۷)۔

(۱۲۳) محمدی۔ مگر انجیل میں تو کہیں ذکر نہیں ہی کہ حضرت مسیح نے اس طور سے کوئی پرندہ بنایا۔

مسیحی۔ ہم اس وقت انجیل کی شہادتوں کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ قرآن کون کونسی فضیلت خداوند مسیح کو دیگر انبیاء پر دیتا ہی۔ انجیل شریف میں صاف لکھا ہی کہ سب چیزیں مسیح کے وسیلہ یا مسیح میں پیدا ہوئیں (قلسی ۱: ۱۶ و یوحنا ۱: ۳)۔

۱۲۴ المحمدی۔ مگر قرآن شریف تو یہہ کہتا ہی کہ پرند خدا کے حکم سے بنا تھا۔

مسیحی۔ بلا شک اور انجیل شریف بھی تو یہی کہتی ہی کہ سب کچھ جو خداوند مسیح کرتا ہی وہ عین خدا کی مرضی اور ارادہ کے مطابق ہی۔ (یوحنا ۵: ۱۹۔ ۳۰: ۸: ۲۸)۔

۱۲۵ المحمدی۔ ہم حضرت مسیح کی عزت و توقیر آپ لوگوں سے زیادہ کرتے ہیں ہم انکو "روح منہ" کرکے پکارتے ہیں یعنی خدا میں سے ایک روح مگر اس سے ہم انکی الوہیت کا تصور نہیں کرتے تمام انسان اللہ میں سے روحیں ہیں۔

مسیحی۔ تمام انسانونکی روحیں خدا سے خلق ہوئیں یہہ ایک دوسری بات ہی آپ کا پچھلا فقرہ آپکے پہلے فقرہ سے ہرگز متفق نہیں ہی نہ قرآن کسی اور شخص کو "اللہ میں سے روح" کا خطاب دیتا ہی جیسا کہ یہہ خداوند مسیح کی شان میں صاف صاف کہتا ہی سورہ نساء آیت ۱۶۹۔ اب اگر آپ کی دلیل پر غور کیا جائے تو یہہ لقب جو قرآن میں اس کو دیا گیا بالکل بے معنی اور لغو ٹھہریگا پھر اگر آپ کا کہنا درست ہو کہ آپ خداوند مسیح کی عزت و توقیر ہم سے زیادہ کرتے ہیں تو پھر کیوں محمد صاحب کا رتبہ اس سے اونچا کیا چاہتے ہو پھر کیوں مسیح کو چھوڑ کر محمد صاحب کے پیرو ہوتے ہو۔ ؟

۱۲۶ المحمدی۔ اس لئے کہ محمد صاحب کے معجزات حضرت مسیح سے بہت اعلی اور افضل تھے۔

مسیحی۔ قرآن میں یہہ اقرار تو ضرور ہی کہ خداوند مسیح نے معجزات کئے (دیکھو سورہ بقرہ ۲۵ وغیرہ) مگر اس بات کا قطعی انکار کرتا ہی کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ کیا ہو مسیح خداوند کے معجزات کا اقرار صرف انجیل شریف ہی نہیں کرتی بلکہ یہودی بھی اس کے مقر ہیں (اگرچہ انہوں نے ان کاموں کو بعل زبول کی طاقت سے ہونا مانا مگر انکے ہونیسے منکر نہ ہو سکے انکی کتابوں میں اس کا صاف صاف اقرار ہی) اور محمدی بھی اس بات کو قرآن کی شہادت پر مانتے ہیں۔ اب رہا محمد صاحب کے معجزات اسکی بابت سوا محمدیوں کے اور کوئی قائل نہیں۔ انکے معجزات کی بابت اس زمانہ کی کوئی تحریر بھی نہیں ہی کہ ہم انکو قبول و تسلیم کریں جو احادیث میں مندرج ہیں کیونکہ یہہ محمد صاحب کے معاصرین کے مدت مدید کے بعد جمع ہوئیں علاوہ اس کے قرآن تو صفائی سے بتلاتا ہی کہ انہوں نے کوئی معجزہ نہیں کیا۔

۱۲۷ المحمدی ہماری کتب احادیث معجزات سے پُر ہیں جو انحضرت نے دکھائے علاوہ ازیں قرآن شریف

دعویٰ کرتا ہے کہ یہہ بذات خود معجزہ ہے (دیکھو سورہ یونس آیت ۳۸ و ۳۹) ماسوا اس کے قرآن شریف شق القمر کے معجزہ کا ذکر کرتا ہے (دیکھو سورہ قمر آیت ۱) حضرت کا معراج کو جانا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۱) اور فتح جنگ بدر (سورہ یونس آیت ۱۱ سورہ عمران آیت ۱۱) اسی سلسلہ میں سورہ روم آیت ۱ تا ۴ تک ایک پیشینگوئی بھی پاتے ہیں کہ "رومی بہت بری طرح سے مغلوب ہونگے مگر چند برسوں کے بعد وہ اپنے دشمنوں پر فتح پائینگے" ایرانیوں نے خسرو پرویز کے ماتحت ۶۱۵ء مطابق قبل ہجرت ۶ سنہ رومیوں کو شکست دی اور پھر اس پیشینگوئی کے مطابق رومیوں نے ہرقل کے ماتحت ایرانیوں کو (۶۲۵ء مطابق ۳ھ) میں دس برس تک شکست دی۔ یہہ شاندار پیشینگوئی بذات خود محمد صاحب کے نبی ہونیکے لئے کافی ثبوت ہے +

مسیحی۔ آئیے پہلے ہم اس پیشینگوئی کے معاملہ کو طے کریں۔ (قرآن) متن میں یہہ بتلایا جاتا ہے کہ رومی چند برسوں میں فتحیاب ہونگے عربی عبارت یہہ ہے "فی بضع سنین" جلالین میں بضع کا اطلاق ۳ سے ۹ برس کے اندر کا زمانہ ہے [illegible] اور جلالین میں صاف لکھا ہے کہ رومیوں نے ساتویں برس فتح پائی پیشتر اس کے کہ وہ فتح پاویں دس برس سے زیادہ کا زمانہ گذر چکا تھا۔ پھر محمد صاحب کا یہہ دعویٰ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو پیشینگوئی کہا جائے کیونکہ کسی کی آدمی کے لئے یہہ کچھ بھی بات نہ تھی کہ رومی سلطنت جو ایرانی سلطنت کے مقابلہ میں مضبوط اور پائدار تھی ضرور آخر کار فتحمند ہوگی پھر ایک بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کے ابتدائی نسخوں میں اعراب نہ تھے پس غور کیجئے کہ اگر رومی لوگ شکست ہی کھاتے رہتے تو اس آیت کی عبارت صرف لفظ کے اعرابوں کو بدل کر حسب دلخواہ بنا لی جاتی یعنی لفظ سَیَغلِبُونَ جس کے معنی ہیں فتح پائینگے اس کو سَیُغلَبُونَ کر کے پڑھا جاتا یعنی مغلوب ہونگے۔ آپ کو تو واجب ہے کہ اس سے کوئی عمدہ دلیل و ثبوت اپنے دعویٰ کیلئے پیش کریں اور اگر ممکن ہے تو ورنہ خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ بائبل میں جو اس قسم کی یا اور کسی طرح کی پیشینگوئیاں ہیں انکا طرز ہی اور ہے جسکی بابت ہم پیچھے لکھ چکے ہیں +

اب محمد صاحب کے معجزات جو آپ لوگوں نے فرض کر لئے ہیں ان پر بھی غور کریں جنگ بدر میں فتح پانا کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ بہت سے بت پرست لوگوں نے بھی کئی فتح حاصل کی

ہیں۔ سوا محمد صاحب کے اور کوئی اس بات کا گواہ نہیں ہے کہ جس نے فرشتوں کو انکی طرف سے اُترتے دیکھا ہو۔ باقی رہا شب معراج والا معاملہ مفسرین اُسکی بابت مختلف الرائے ہیں محی الدین کہتا ہے کہ اس کا روحانی مقصد ہے نہ کہ جسمانی طور سے یہہ واقعہ ہوا۔ عائشہ کا بیان ہے کہ اس تمام شب کو محمد صاحب اُنکے حجرہ سے باہر نہیں گئے۔ اب دیکھیئے اس بات کا کوئی گواہ ہے جو محمد صاحب کے اس بیان کی تائید کرے اور اُس کے مخالف یہہ گواہیاں موجود ہیں۔ شق القمر کی نسبت بھی مفسرین و احادیث مختلف ہیں بعض کا گمان ہے کہ اس آیت کے معنی ہیں قیامت کے دن کے نزدیک ہونے کیوقت یہہ نشان ظاہر ہوگا یعنی چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر اس کے لیئے ہم کو قیامت کا منتظر رہنا چاہیئے اور تب اگر ایسا ہو تو اُسکی تصدیق کریں۔ آیت کے صاف معنی بھی یہی ہیں ابن عباس کہتا ہے کہ چاند کا پھٹ جانا اور دجال کا ظاہر ہونا یہہ دو بڑے نشان قیامت کی قربت کے ہیں۔ اب اگر ایسا ہو۔ تو آپ ہرگز اس کو اس بات پر دال نہیں کر سکتے ہیں کہ قرآن محمد صاحب سے معجزہ منسوب کرتا ہے۔ آپ اس پر تو غور فرماویں کہ اگر چاند سچ مچ پھٹ گیا ہوتا۔ تو منجموں نے اس کی کوئی یادداشت تو لکھی ہوتی اور چاند میں اب تک اس دراڑ کے کوئی آثار تو باقی ہوتے۔ مگر ہم کو کیا آپ کو بھی کوئی ایسے نشان دکھائی نہیں دیتے۔ پھر بفرض محال اگر ایسا ہو بھی گیا ہوتا تو اس سے محمد صاحب کی نبوت کے ثبوت کو ہرگز تقویت نہ پہنچتی (۱) اس لئے کہ اس کا کوئی گواہ نہیں ہے کہ انہوں نے چاند کو پھاڑ ڈالا۔ قرآن خود اس کو اُن سے منسوب نہیں کرتا (۲) خدا کی کاریگری کو ناقص کر دینا تو خود بخود اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اُن کو ذات الٰہی کی طرف سے یہہ خدمت تفویض نہیں ہوئی تھی۔ اب آپ خود خیال کریں کہ اگر ایسا کوئی معجزہ ہوا بھی ہوتا تو کس قدر تفاوت اُس کی اُن معجزوں سے ہوتی جو خداوند مسیح نے کئے جو ازسرتاپا رحم سے بھرے ہیں اور جنکی تصدیق قرآن نے بھی کی ہے مثلاً مُردہ کو جلانا۔ اندھے کو بینا کرنا کوڑھی کو پاک وصاف کرنا وغیرہ دیکھو سورہ مایدہ آیت ۱۱۰ سورہ عمران آیت ۴۳ ۔

اب با خود قرآن کو معجزہ تصور کرنا۔ تمام علماء عرب اس بات پر متفق ہیں کہ اس کا طرز انشا معلقات اور مقامات حریری سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اگرچہ محمدی اس بے بنیاد ایمان کے عرصہ دراز سے قائل ہیں

کہ یہہ الٰہی تصنیف ہو اُسی لئے اس کو دیگر عربی تصانیف کے لئے معیار مقرر کیا ہو لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم اس کے طرز انشا کو تمام عربی تصانیف پر تفضیلت بھی دے دیں تو اس کے معجزہ کا ہرگز ثبوت نہ ہوگا سنسکرت زبان میں رگ وید ایک ایسی تصنیف ہو کہ آسانی سے اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا زبان انگریزی میں شیکسپیر لاثانی ناٹک نویس ہو۔ اسی طرح فارسی میں حافظ شیرازی کا طرز لاثانی ہو اور فردوسی طوسی کا ڈھنگ بالکل الگ کوئی ان میں سے کسی کا مقابلہ نہیں کر سکتا اب ان مصنفوں کو کوئی نبی یا رسول تو نہیں کہتا۔ جو کتاب الہامی ہونیکا دعویٰ کرے اس میں ہم اُس کی فصاحت و بلاغت کو نہیں دیکھتے اور نہ ترجیح دیتے ہیں بلکہ اسکی تعلیمات کا موازنہ کرنا ضروری ہو کہ وہ کیا سکھلاتی ہیں یہی اصول آجکل ہم علم الہیات کی کتابوں کی بابت ڈھونڈتے ہیں جب ہم قرآن کو اس کسوٹی پر کس کر دیکھتے ہیں تو کوئی وجہ ہم کو ترغیب نہیں دیتی کہ اس کو قبول کریں اور اس کو خدا کا الہام یعنی تنزیل مانیں بلکہ بہت سے وجوہات ایسے پاتے ہیں کہ اس کو رد کریں کیونکہ وہ ہم کو ایک غلط نتیجہ کی طرف لیجاتا ہو +

محمدی۔ آپ کیونکر جرات کرکے کہتے ہیں کہ قرآن شریف محمد صاحب کے صاحب معجزہ ہونے سے منکر ہو جبکہ احادیث میں کثرت سے مندرج ہیں؟

مسیحی۔ قرآن ہم کو بتلاتا ہو کہ جب کافروں نے محمد صاحب سے تحدی کی کہ معجزہ دکھاؤ تو انہوں نے یہہ کہہ کر پہلو تہی کیا کہ معجزات تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور کہا کہ میں معجزات دیکر بھیجا نہیں گیا بلکہ آیات قرآن کے ساتھ اور وجہ یہہ بیان کی کہ مبادا عرب لوگ معجزات دیکھ کر منکر ہوں اور مثل دیگر منکر قوموں کے جو سابق میں فنا کردی گئیں برباد کردئے جائیں یہہ لب لباب ہو کل اُن مقامات کا جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں سورہ عنکبوت ۴۹۔۵۰ رعد ۸ و ۳۰ انعام ۳۷ و ۵۷ و ۱۰۹ بقرہ ۱۱۲ یونس ۲۱ بنی اسرائیل ۹۳-۹۵ و ۹۶ اعراف ۲۰۲ یہہ آخری مقام سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۱ تمام دیگر مقامات سے نہایت صاف ہو ہمکو معجزات دیکر تجھ کو بھیجنے سے کسی چیز نے نہیں روکا سوا اس کے کہ اگلوں نے اُن کو جھٹلایا" اس سے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ محمد صاحب نے کوئی معجزہ نہیں کیا کیونکہ قرآن خدا کو یہہ کہتے ہوئے پیش کرتا کہ کیوں معجزات دیکر محمد صاحب نہیں آئے +

۱۲۹ **محمدی**۔ قرآن شریف از خود کافی معجزہ ہو کیونکہ اسی سورہ کی آیت ۹۱ میں لکھا ہے

تو کہہ کہ اگر سب آدمی اور جن ایسا قرآن لانے کو جمع ہوں تو اُس کی مانند نہ لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار رہوں"۔ جو معجزات انبیا کو بخشے گئے وہ ہر زمانہ میں مختلف اور حسب ضرورت زمانہ تھے موسیٰ کے زمانہ میں جادوگروں کا زور تھا لہذا حضرت موسیٰ کے معجزات اُنکے مذاق کے مطابق تھے اور اُنکے کاموں سے بدرجہا عجیب اور اعلیٰ تھے حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں فن طبابت نہایت عروج پر تھا پس اُن کو چنگا کرنے کی طاقت عطا ہوئی اور اُس زمانہ کے لوگوں پر اس کا نہایت زیادہ اثر ہوا جو کسی دوسرے طریق سے نہ ہوسکتا تھا۔ اِسی طرح حضرت محمد صاحب کے زمانہ میں اہل عرب فصاحت و بلاغت میں معراج عروج کو پہنچ چکے تھے اس لئے آپ قرآن دیکر مرسل ہوئے جو فصاحت و بلاغت کا دریا تھا جس کا مقابلہ کسی سے نہ ہوسکا۔ اب اگر اُنہوں نے کوئی معجزہ نہ بھی کیا ہو تو یہہ اکیلا اُس نبی اُمّی کیلئے سب معجزوں سے بڑھ کر تھا جو اُس سے ظاہر ہوا ✦

مسیحی۔ ہم اس پر بخوبی لکھ آئے اور دیکھ چکے کہ قرآن ہرگز معجزہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ دیگر زبانوں میں بھی بہت سی کتابیں بعض پر فوقیت رکھتی ہیں جو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بالکل بے لاثانی ہوتی ہیں مثل یسعیاہ نبی کی کتاب داؤد کے زبور توریت میں سے استثنا کی کتاب۔ علاوہ اس کے اوپر ہم اکثر عرب۔ اہل فرنگ۔ اہل ہند اور اہل ایران کی تحریروں کا حوالہ دیچکے ہیں۔ محض فصاحت و بلاغت ہی اِس بات کا کافی ثبوت نہیں ہو کہ فلاں شخص ضرور خدا کی طرف سے نبی ہوکر آیا۔ اب تجھ پر روشن ہوگیا ہو کہ قرآن کا ماخذ دراصل کن کن چشموں سے ہی بس یہہ اکیلا ہی ثبوت ایسا ہو کہ اِس بات کے ماننے پر مجبور کرے کہ وہ کتاب ہرگز دانا خدا کی طرف سے نہیں ہو ✦

اب چونکہ گفتگو کا یہہ حصہ ختم ہوا ہی لہذا ہم دیکھیں کہ اس میں ہم نے کون کون سے سبق حاصل کئے۔ یہہ باتیں غور طلب ہیں قرآن خداوند مسیح کی قدرت۔ مرتبہ اور فضیلت کی بابت محمد صاحب کی نسبت سے افضل الفاظ استعمال کرتا ہو بلکہ تمام دنیا پر اُس کو فضیلت دیتا ہو۔ خداوند مسیح کو وہ معصوم بتلاتا ہو۔ اُسکی اعجازی پیدائش کا قائل ہو اس کے معجزانہ کاموں کا اقرار کرتا ہو اس کو "کلمۃ اللہ" اور "روح اللہ" کا خطاب دیتا ہو علاوہ اُس کی صفت تخلیق کا قائل ہو اور یہہ صفت خصوصیت کے ساتھ خدا سے منسوب ہوتی ہو جو سب کا خالق ہو مگر قرآن میں یہہ صفت مسیح سے منسوب ہو پس

کیا قرآن کے ماننے والوں پر فرض واجب نہیں ہو کہ اِن باتوں کو میزان عقل میں تولیں؟ انجیل
شریف میں خداوند مسیح کا اپنا بیان درج ہو جو قرآن کے اِن تمام بیانوں سے بالکل متفق ہو اگرچہ
قرآن کی بعض دیگر آیات اِن بیانوں سے اختلاف کریں پس اب نتیجہ یہہ نکلا کہ ~~انجیلی بیان کہ~~
مسیح کی الوہیت ثابت ہو اس کو سرسری نظر سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ بائبل کا مطالعہ غور طلب ہو جس
پر آپ کا قرآن خود پکار پکار کر گواہی دے رہا ہو۔ بائبل میں آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اُسکی الوہیت بار بار
اور بڑی صفائی سے بیان ہوئی ہو۔ اب اگر آپ فی الحقیقت قرآن کے اُس بیان پر جو وہ خداوند مسیح
کی بابت بیان کرتا ہو ایمان رکھتے ہو تو یہہ بالکل مجہول بات ہوگی کہ آپ خود اُس کے بیان پر جو وہ
اپنی نسبت کہتا ہو توجہ نہ کریں یا اُس کو نہ مانیں کیونکہ کلمت اللہ ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا بلکہ
خدا حق ہو اور مسیح خداوند کی نسبت بھی قرآن میں "قول الحق" یعنی "سچی سچی" بات آیا ہو۔

باب پنجم — مسئلہ پاک ثالوث

۱۴۰۔ **محمدی** - مسیح کی الوہیت جو آپ کا ایمان ہو اسی سے مسئلہ ثالوث پیدا ہوتا ہو اور مسیحیت میں
سب سے بڑی خطا یہی ہو۔ ہم محمدی موحد ہیں اور آپ مسیحی تین خداؤں کے ماننے والے۔ اب یہہ
بات قرآن اور عقل دونوں کے خلاف ہو پس آپ کیونکر متوقع ہو سکتے ہیں کہ ہم وحدت کے مسئلہ کو
چھوڑ کر ایسے مکروہ اور مجہول بات کو قبول کر لیں؟

مسیحی - ہم تو آپ کو وحدت کو ترک کرنا نہیں کہتے خدا کی وحدت کا ایمان تو مسیحی مذہب کا ایک
بنیادی پتھر ہو اور مسئلہ ثالوث کی تعلیم خاص ہو جو کوئی وحدت کو چھوڑ کر تین خداؤں کا قائل ہو وہ
کثرت الہ کا ماننے والا ہو وہ مسیحی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ محمد صاحب کے زمانہ سے قبل پرانے عہد یعنی پرانے
اور نئے عہدناموں میں وحدت الٰہی کی تعلیم بڑے زور اور صفائی سے دیگئی ہو۔ توریت میں ہم پڑھتے
ہیں کہ موسیٰ نے کہا "سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک خدا ہو۔" استثنا ۶: ۴ پھر انجیل میں خداوند مسیح
اسی بات کو دوبارہ سناتے ہیں "سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک خدا ہو" (مرقس ۱۲: ۲۹)
مسئلہ ثالوث کی تعلیم جیسا کہ بائبل شریف میں سکھلائی گئی اور جس کو ہر زمانہ کے مسیحیوں نے مسیح کی

قیامت کے بعد سے قبول کیا وہ تعلیم توحید کے ہرگز خلاف نہیں ہے عقل تو مسئلہ ثالوث کی تعلیم کو ہم پر ظاہر نہیں کرتی مگر یہہ تعلیم عقل کے خلاف نہیں ہے بلکہ عقل خود تقاضا کرتی ہے کہ ہم تعلیم ثالوث کو قبول کریں۔ بہتر ہوگا کہ فی الحال ہم عقل کی میزان کو تھوڑی دیر کے لئے الگ رکھیں اور صرف قرآن کے میدان کو اپنی بحث کے لئے محدود کر دیں۔ اب آپ پہلے یہہ فرمادیں کہ از روئے قرآن آپ کے پاس مسئلہ ثالوث کے خلاف کونسا ثبوت ہے؟

۱۳۱ محمدی۔ قرآن شریف بہت مقامات میں مسئلہ ثالوث کا انکار کرتا ہے مثلاً سورہ مایدہ آیت" میں لکھا ہے وہ لوگ بیشک کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے کیونکہ کوئی خدا نہیں مگر ایک"

مسیحی۔ یہہ آیت تو ہرگز مسئلہ ثالوث کے مخالف نہیں ہے اور ہم بالکل متفق ہیں کہ جو کچھ اس آیت میں کہا گیا وہ بالکل سچ ہے جس تعلیم کا ابطال اس آیت میں ہے وہ مسیحیوں کے ایمان کا ہرگز کوئی جز نہ تھا۔ البتہ بعض بدعتی مثل مارسیاین کہتے تھے کہ تین خدا ہیں یعنی ایک خدا جو انصاف کا بانی ہے۔ ایک خدا جو رحم کا بانی ہے ایک خدا جو شر کا بانی ہے۔ ممکن ہے کہ محمد صاحب نے اس کفر آمیز تعلیم کو کسی سے سنا ہوگا اور خدا کے نام پر ان کو رد کیا ہوگا۔

۱۳۲ محمدی۔ نہیں جناب یہہ آیت ضرور مسیحیوں کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ اسی سورہ میں ہم اور بھی کچھ پڑھتے ہیں مثلاً آیت ۷۶ "وہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ اللہ جو ہے وہ مسیح بن مریم ہے اور مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے" پھر آیت ۹ میں یوں لکھا ہے "مسیح اور کچھ نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول گذر چکے اور اسکی ماں اور کچھ نہیں مگر صدیقہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے"۔ پھر آیت ۸۱ میں یوں لکھا ہے "اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو"۔ پھر آیت ۱۱۶ اور ۱۱۷ میں یوں لکھا ہے "اور جب خدا نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ سے الگ کرکے دو خدا مانو عیسیٰ بولا تو پاک ہے مجھ سے کیونکر ہو کہ وہ بات کہوں جو میرا حق نہیں ۔ ۔ ۔ میں نے انہیں وہی بات کہی ہے جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے" ۔ ۔ ۔

مسیحی۔ ان تمام مقامات میں قرآن تردید کرتا ہے جس میں یہہ شامل ہیں خدا مسیح اور مریم

مسیحیوں نے کبھی اس تردید کے مسئلہ کو نہیں قبول کیا۔ یہہ تو بالکل سچ ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ
میں بہت سے جاہل مسیحی مقدسہ مریم کی پرستش کرتے تھے۔ (اب بھی کوئی کوئی اُسکی تعظیم اس حد
تک کرتا ہی جس پر بادی النظر میں پرستش کا گمان ہوتا ہی) اور اس سے دعاؤں میں درخواست کرتے تھے
کہ وہ اپنے بیٹے سے اُنکی سفارش کرے ممکن ہی کہ ابتدائی زمانہ کے محمدیوں نے گمان کیا کہ یہہ تین خداؤں
کا ایمان ہی جن میں سے ایک مقدسہ مریم ہیں یہہ وہی تعلیم ہوگی جسکی طرف عیسائی لوگ مسئلہ ثالوث کرکے
اشارہ کرتے ہیں۔ مگر وہ تعلیم جو تردید سے علاقہ رکھتی ہی بالکل غلط اور اپنی اصلیت میں بت پرستوں کی
تعلیم کا چربہ ہی۔ اناجیل سے صاف ثابت ہی کہ خداوند مسیح نے ہرگز یہہ تعلیم نہیں دی کہ اُسکی والدہ کی
پرستش کی جائے۔ اُس کا اپنا اقرار صاف الفاظ میں یوں ہی دیکھو یوحنا ۸: ۲۸ "میں آپ سے کچھ
نہیں کرتا بلکہ میں وہی باتیں بیان کرتا ہوں جن کا حکم مجھکو میرے باپ سے ملا ہی۔ اور پھر یوحنا ۲۰: ۱۷
میں وہ کہتا ہی "میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اُوپر جاتا ہوں"
مگر ان دونوں آیتوں میں وہ اپنے الٰہی بیٹا ہونیکا مدعی ہی پس اگر قرآن کا یہہ کہنا درست ہو کہ میں نے انہیں
وہی بات کہی ہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا" تو ہم پر کوئی الزام نہیں عاید ہوتا اگر ہم اس قول کو
دیگر تعلیمات اور اُس کے اُن اقوال کو جو دوسرے مقاموں پہ پائے جاتے ہیں انکو ہی قبول کریں ۔

۱۴۳ محمدی۔ مگر قرآن شریف ثالوث کی تعلیم کے اس حصہ کی سورہ نساء آیت ۱۶۹ میں تردید
کرتا ہی جہاں ہم یوں پڑھتے ہیں "اے اہل کتاب اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور خدا کی نسبت صرف حق بات
بولو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اُس کا کلمہ ہی جسے اُس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح ہی
اُس میں سے پس تم اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز آؤ تمہارا بھلا ہوگا۔ اللہ ایک
ہی اور اس بات سے پاک ہی کہ اُس کے کوئی بیٹا ہو"۔ اسی طرح ہم اسی سورہ کے آیات ۵۱ اور ۱۱۶ میں
پڑھتے ہیں۔ "جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے گناہ عظیم کیا"۔ "اللہ یہہ نہیں بخشتا کہ اُس کا شریک
ٹھہرایا جائے" ۔

مسیحی۔ یہاں بھی صفائی سے ظاہر ہوتا ہی کہ جس امر کی تردید کی گئی ہی وہ تین خداؤں والے مسئلہ
کی ہی اور اسی کو گناہ قرار دیا کہ خدا کے ساتھ دوسرے دیوتاؤں کو شریک کرنا۔ پرانے عہدنامہ میں

بڑی صفائی سے بتلایا گیا کہ خدا کیسی سخت سزا اُن کو دیتا ہی جو ایسے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اسرائیل کی تواریخ اس پر پوری شہادت دیتی ہی نئے عہد نامہ میں بُت پرستوں کا حصہ اُسی جھیل میں ہوگا جو آگ اور گندھک سے روشن ہی" دیکھو مکاشفہ ۲۱: ۸ و ۲۲: ۱۵) ہم اس بات کو پہلے دیکھ آئے ہیں کہ قرآن جس امر کی تردید مسیح کی ابنیت کی بابت کرتا ہی وہ جسمانی و شہوانی خیال کی بابت ہی جس کو خود مسیحی مردود ٹھہراتے ہیں یہہ کہنا کہ مسیح کلمتہ اللہ ہی بالکل فلسفانہ اصطلاح ہی جس کے وہی معنی ہیں جو ہم مسیحی خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہی اصطلاح یعنی کلمتہ اللہ مقدس یوحنا ۱: ۱ و ۱۴ میں استعمال ہوا ہی پس اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جس بات کی تردید دراصل قرآن کرتا ہی اُسی کی تردید ہم مسیحی بھی بڑے زور سے کرتے ہیں اور وہ مسئلہ ثالوث کی حقیقی تعلیم یا اس کا کوئی جزو نہیں ہی +

۱۳۴ محمدی۔ سورہ توبہ آیت ۳۰ و ۳۱ میں ہم پڑھتے ہیں ...... نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہی ...... اُنہیں خدا کی مار کہاں اُلٹے جاتے ہیں۔ وہ مسیح ابن مریم کو اور اپنے احبار و رہبان کو خدا کے سوا چند خدا بناتے ہیں اور حکم یہی ہوا تھا کہ واحد خدا کی عبادت کریں اس کے سوا کوئی اللہ نہیں "

مسیحی۔ ہم تو یہہ بتلا آئے کیوں قرآن میں مسیح کے ابن اللہ ہونے سے انکار ہی چونکہ یہہ عادت کہ مذہبی اماموں کو خطاب ربّی کا دینا (جیسا کہ آیت ۳۱ میں ذکر ہوا) خود خداوند مسیح نے اس کو ملعون ٹھہرایا دیکھو متی ۲۳: ۸ مگر یہی خطاب جب زبان عبرانی میں دیکھتے ہیں تو اس کا مفہوم وہ ہرگز نہیں ہی جو زبان عربی میں ہی +

۱۳۵ محمدی۔ اگر تم کہتے ہو کہ آپ تین خدا ماننے والے نہیں بلکہ ایک واحد خدا کے معتقد ہو اور اس ثالوث کو نہیں مانتے جس کی تردید قرآن میں ہی تو پھر وہ کیا مسئلہ ہی جس کو آپ ثالوث کر کے مانتے ہو؟

مسیحی۔ اس کا مفصل بیان نکایا کے عقیدہ میں ہی جس کو ۳۲۵ میں مرتب کیا گیا اور مسائل دین کے اوّل مسئلہ میں اُس کی تشریح یوں کی گئی ہی " اللہ واحد ذو الحیات جاوید برحق ہی اور ازلی

اور ابدی ہو وہ غیر متغیر غیر منقسم اور غیر متاثر ہو اُس کی قدرت اور حکمت اور خوبی بے حد ہو وہ سب مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق اور حافظ ہو اور اس وحدت الٰہی میں تین اقانیم یعنی باپ۔ بیٹا اور روح القدس ہیں جن کا جوہر اور قدرت ازلیت ایک ہی ہو" یہہ بیان محض اس غرض سے اس مسئلہ کا یوں کیا ہو تاکہ سمجھ میں آجاے کہ بائبل کی اصل تعلیم اسکی بابت کیا ہو کہ صرف ایک خدا ہو اور اس میں اقانیم ہیں۔ یہہ اقانیم ایک دوسرے سے الگ نہیں کئے جا سکتے اور اگر ایسا ہو تو اُن میں سے کوئی بھی خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر ہر اقنوم دیگر دو اقنوم کے ساتھ خدا ہو۔ یہی ہو جو ہم کو معلوم ہوتا ہو کہ بائبل سکھلاتی ہو۔ اگرچہ قرآن یہہ تعلیم نہیں دیتا مگر یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ قرآن کی تعلیم کے متضاد ہو۔ یہہ بات عقل سے بعید تو ضرور ہو مگر عقل کے خلاف ہرگز نہیں ہے خدا کی ذات کی بابت ہم اسی قدر جان سکتے ہیں کہ جو کچھ اُس نے خود ہم پر ظاہر کر دیا۔ اور اسی لحاظ سے یہہ مقولہ درست ہو کہ "البحث عن ذات اللّٰہ کفر" یعنی خدا کی ذات میں دلایل سے بحث کرنا کفر میں داخل ہو +

۲۳۱ محمدی۔ اے جناب یہہ تو عقل اور قرآن شریف دونوں کے خلاف ہو کیونکہ خدا واحد ہو آپ یہہ خیال کہ وحدت میں کثرت ہو خود ہی اپنا متضاد ہو۔ دو متضاد باتیں ہرگز سچ نہیں ہو سکتیں ایک درست ہوگی دوسری غلط +

مسیحی۔ وحدت کا تصور ذہن سے ہر قسم کی کثرت کے خیال کو ہرگز خارج نہیں کرتا۔ آپ خود بھی تو خدا کی ذات میں وحدت کے قائل ہیں اور اس کے ساتھ اُس کے صفات کی کثرت کے بھی قائل ہیں مثلاً رحم۔ انصاف۔ قدرت۔ دانائی۔ ابدیت۔ اب یہہ مختلف خیالات یا تصورات ہرگز ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہیں آپ لوگوں کا یہہ کہنا بھی بہت درست ہو کہ خدا مجموعہ الصفات ہو اور کثیر التعداد نام اس بات کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ رحیم منصف۔ قادر مطلق دانا و بینا۔ ازلی ابدی بس اسی طرح الٰہی وحدت میں تین اقانیم کا خیال ہرگز متضاد نہیں ہو سکتا۔ البتہ کوئی مثال ایسی نہیں دیجا سکتی جو کامل طور سے توضیح کر سکے مگر معنی کسی حد تک بخوبی سمجھ میں آسکتے ہیں اگر آپ اچھی بھی بنا دت اور تفضیلت پر غور کریں حضرت علی نے کیا خوب کہا ہو "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ

یعنی جو شخص اپنے کو پہچانتا ہی وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہی۔ بائبل ہم کو بتلاتی ہی کہ خدا نے انسان کو
اپنی شکل پر پیدا کیا۔ (پیدائش ۱: ۲۷) آپ اپنی روح کا اس طرح اظہار کرتے ہیں "انا" یعنی "میں"
اپنی عقل کا "میں" اپنے نفس کا میں۔ اب یہہ تینوں کسی حد تک بالکل الگ الگ ہیں مگر آپ کی
شخصیت ایک ہی ہی اور یوں اُنکا اظہار الگ الگ ایک ہی لفظ سے کرنا کوئی اختلاف یا تضاد و
مضمون نہیں ہی۔ اسی طرح آلہی ہستی میں ہم کو تین اقانیم بتلائے جاتے ہیں اور پھر بھی صرف
ایک ہی خدا ہی

۱۳۷ محمدی۔ روح نفس اور عقل تو انسان کے حصے یا جزو ہیں مگر خدا کے حصے یا جزو نہیں ہو سکتے
مسیحی۔ یہہ بالکل سچ ہی جیسا کہ میں نے خود بھی کہا کہ اگرچہ مثال ناقص ہو پھر بھی ہم اس سے
کسی قدر اُسکی بابت سیکھ سکتے ہیں۔ اب اگر آپ میں روح نہ ہوتی اور صرف نفس اور عقل یا عقل نہ
ہوتی صرف روح اور نفس تو آپ ہرگز آدمی نہ ہوتے۔ یہہ تینوں ایکدوسرے سے متفاوت ہیں اگرچہ
ہم کو قدرت حاصل نہیں کہ بیان کرسکیں کہ کس بات میں فرق رکھتے ہیں مگر یہہ تینوں ملکر آپ کے
"میں" "انا" کو بناتے ہیں۔ اور ہر ایک فرداً بھی آپ کا انا یا میں کہا جا سکتا ہی بس آلہی مشابہت سے
باپ خدا ہی۔ بیٹا خدا ہی اور روح القدس خدا ہی مگر پھر بھی تین خدا نہیں بلکہ صرف ایک ہی خدا ہی
یہہ تینوں ارادہ فضیلت۔ قدرت اور ابدیت میں یکساں ہیں +

۱۳۸ محمدی۔ روح القدس تو ایک دوسرا نام مقرب فرشتے جبرائیل کا ہی۔
مسیحی۔ محمدی تو ایسا ہی گمان کرتے ہیں مگر بائبل شریف دونوں میں پورا امتیاز کر کے دکھلاتی
ہی۔ جبرائیل تو خدا کا مخلوق ہی +

۱۳۹ محمدی۔ قرآن میں ذرا بھی مسئلہ تالوث کا ثبوت نہیں ہی +
مسیحی۔ ہم تو اس کو صرف بائبل کی سند پر قبول کرتے ہیں مگر پھر بھی قرآن میں دو حقیقتیں
موجود ہیں جن کا سمجھنا آسان نہیں ہی اور نہ آسانی سے اُسکی کوئی تاویل کیجا سکتی ہی تاوقتیکہ مسئلہ
تالوث کو قبول نہ کیا جائے۔ اول یہہ کہ خدا کو واحد کر کے خطاب ہوا ہی قل ہو اللہ احد اور خداوند کے
لئے الرب استعمال ہوا ہی اور اس کو صیغہ واحد میں مذکر کے خطاب کیا ہی۔ مگر جب خدا خود خطاب کرتا ہی

تو صیغہ جمع میں اپنے کو ظاہر کرتا ہے جیسا ہم ہیں۔ اسکی مثالیں قریب قریب ہر صورت میں موجود ہیں مثلاً سورہ علق جسکی بابت گمان ہے کہ محمد صاحب پر سب سے پہلے یہی سورہ نازل ہوئی جہاں خدا کہتا ہے ”رب“ (آیت ۸، اللہ آیت ۱۳) میں بصیغہ واحد خطاب کیا ہے۔ مگر آیت ۱۷ میں وہ خود کہتا ہے کہ ”ہم بھی دوزخ کے محافظوں کو بلائینگے“ اس میں صیغہ جمع استعمال ہوا ہے کیا اس سے گمان نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی کثرت علاوہ اُن صفات کے جو ذات الٰہی میں پائی جاتی ہیں مراد ہے؟

۱۳۹ محمدی۔ جناب ہرگز نہیں ”ہم“ جو استعمال ہوا ہے وہ صرف اُسکی عظمت و مرتبہ کے لحاظ سے ہے جیسا کہ اکثر دُنیا کے بادشاہ استعمال کرتے ہیں +

مسیحی۔ آپ کس سند پر ایسا زور دیکر اس بات کو پیش کرتے ہیں اگر قرآن خُدا کی طرف سے ہے تو اسمیں کوئی بات ایسی ہرگز نہ ہوگی جو بے مطلب ہو۔ جو کچھ خُدا فرماتا ہے وہ حق ہے۔ یہہ اصطلاح قرآن میں بالتکرار اور بار بار پائی جاتی ہے۔ اس کے ضرور کوئی گہرے معنی ہونگے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے صیغہ جمع کے استعمال کرنے میں قرآن بائبل کی تصدیق کرتا ہے جیسا کہ ہم پیدایش ۱: ۲۶ و ۳: ۲۲ اور ۱۱: ۷ میں بالکل ویسی ہی اصطلاح پاتے ہیں۔ بائبل کے وہ مقامات جو مسئلہ ثالوث کی تعلیم توحید میں دیتے ہیں ممکن ہے کہ اس کا سبب اُس حد تک بیان کردیں جہاں تک بائبل کو اُس سے علاقہ ہے اگر قرآن توریت اور انجیل کی تصدیق کے لئے نازل ہوا تھا تو شاید وہ نقاط یہی ہیں جن میں وہ اُنکی تصدیق کرتا ہے +

۱۴۱ محمدی۔ اہل یہود اُن آیات کی تعبیر یہہ کرتے ہیں کہ خدا فرشتوں کو مخاطب کرکے کلام کر رہا تھا

مسیحی۔ یہودیوں کا ایسا کہنا صرف اس لئے ہے کہ وہ انجیل کے منکر ہیں مگر قرآن اُسکی تصدیق کرتا ہے۔ اس سے کوئی بحث نہیں خواہ اُنکے معنی یا تاویل درست ہوں یا غلط تو کیا اس سے قرآن میں صیغہ جمع کے مستعمل ہونیکا تصفیہ ہو جائیگا؟

۱۴۲ محمدی۔ نہیں یہہ تو نہ ہوگا۔ مگر مسئلہ ثالوث کی تعلیم قرآن کے منشا کے بالکل خلاف ہے +

مسیحی۔ ہم تجھے دیکھ چکے کہ جس بات کی قرآن تردید کرتا ہے وہ تین خداؤں یا تردیوں کا پرستش کرنا کفر ہے۔ خداوند مسیح کو علاوہ خُدا کے ایک الگ خُدا ماننا بدعت ہے مگر یہہ کہنا کہ صرف ایک خدا ہے

اور یہہ کہ اُس الٰہی وحدانیت میں تین اقانیم ہیں جو ابدیت۔ قدرت اور ابدیت میں یکساں ہیں اور وہ باپ بیٹا اور روح القدس ہیں یہہ بالکل ہی الگ بات ہے۔ اور آخری تعلیم اسی امر کی ممکن الفہم تفسیر ہے کیونکہ بائبل میں "ہم" کا استعمال ہوا اور اسی طرح قرآن کی مشکل بھی حل ہو سکتی ہے پس یہہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ تثلیث کی تعلیم قرآن کے منشا کے خلاف ہے +

۱۴۳ المحمدی۔ بہرحال یہہ عقل کے تو بالکل مخالف ہے بھلا کیونکر ایک اور پھر تین ایک ہو سکتے ہیں!

مسیحی۔ کیونکر آپ روح نفس اور عقل ہو سکتے ہیں اور پھر بھی محض ایک۔ یہہ ہے تو ایسا ہی مگر نہیں جانتے کہ کیونکر۔ پس اگر ہم اپنی ہی فضیلت کے سمجھنے میں ایسے قاصر ہیں تو کیونکر لامحدود خدا کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری عقل محدود ہے نیز علاوہ مخلوق ہے اس کے امکان میں نہیں ہے کہ لامحدود خدا کی فضیلت کی کمالیت کو محیط کرے۔ بلاشک مسئلہ تثلیث کی تعلیم عقل سے بعید تو ضرور ہے مگر عقل کے خلاف ہرگز نہیں۔ اب ہم اور آگے چلکر اس پر غور کریں کہ عقل فی الحقیقت ایسی ہی کسی تعلیم کیلئے متقاضی ہے یا نہ

۱۴۵ المحمدی۔ واقعی اگر آپ اس کو ثابت کر دیں تو نہایت تعجب خیز بات ہوگی +

مسیحی۔ بیشک میں ثبوت بہم پہنچاؤنگا اگر آپ مہربانی کرکے میرے چند سوالوں کا جواب دیا کریں۔ آپکے علماء اسلام الٰہی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا تمام نیک صفتوں کا مجموعہ ہے یعنی مجموع الصفات الحسنہ ہے

۱۴۵ المحمدی جی ہاں یہہ تمام صفات اُسکی ذات میں کمالیت کے درجہ میں موجود ہیں۔

مسیحی۔ وہ نیک صفات کیا ہیں؟

۱۴۶ المحمدی۔ یہہ تمام صفات خدا کے ۹۹ ناموں میں سے نامزد ہیں مثلاً قادر مطلق۔ نیکی۔ دانائی۔ ابدیت۔ علم وغیرہ وغیرہ +

مسیحی۔ کیا اُس کے ناموں میں سے ایک مسبب الاسباب نہیں ہے؟

۱۴۷ المحمدی۔ بیشک ہم محمدی مانتے ہیں کہ خدا ایسا ہی ہے۔

مسیحی۔ اچھا تو آؤ اب ہم اس اصطلاح کے معنی پر غور کریں کیونکہ اس کے معنی نہایت عمیق اور حقیقت پر دال ہیں۔ ماہرین فلسفہ نے اس بات کا پتہ لگایا ہے کہ ایک قاعدہ ہے جس کو مسبب سے تعبیر کرتے ہیں یعنی ہر شی کی تہہ میں ایک سبب پوشیدہ ہے اور سب سے آخری سبب ہماری پہنچ سے

باہر ہی حالانکہ فقط اس کے وجود کو تسلیم کرتی ہی ہم جر ثقیل کے قاعدہ سے واقف ہیں اور قوت اتصال
کے قاعدوں وغیرہ سے بھی واقف ہیں مگر ان سب کی خفیہ ابتدا اور اس کا سبب ہمکو خالق کی مرضی میں
ڈھونڈنا چاہیے جو تمام قوتوں کا اصل منبع ہی۔ مگر یہہ قوانین مادہ پر جو حواسوں کے ذریعہ معلوم ہو سکتا
ہی اپنا عمل کرتے ہیں اور یوں چند در چند نتائج پیدا کرتے ہیں نتیجہ تو ہم پر ظاہر ہو جاتا ہی پر ہمیں ہر نتیجہ یا اثر
کے پیچھے کوئی نہ کوئی ظہور یا شکل موجود ہی اور پھر اس کی شکل کے پیچھے کوئی غیر مرئی سبب ہی مثلاً
ہم ایک شکل کا مشاہدہ کرتے ہیں جس کو آگ کہتے ہیں اس کا اثر گرمی یا جلانا وغیرہ ہیں اب آگ
کی شکل کے پیچھے اس کا غیر مرئی سبب یعنی (جلانا) موجود ہی اب یہہ تین چیزوں کا مجموعہ ہوا یعنی سبب
شکل اور اثر۔ اب اگر آپ فی الحقیقت خدا کو مسبب الاسباب مانتے ہیں تو کیا مناسب نہیں کہ "تعظیماً"
اس کی ذات و خصلت کا ظہور کسی مجازی استعارہ میں مشاہدہ کریں۔ خدا باپ مسبب تصور کیا
جا سکتا ہی خدا بیٹا شکل اور خدا روح القدس اثر جو ہر دو سے صادر ہوتا ہی۔ آگ کا وجود ہرگز نہیں
ہو سکتا اگر اس میں حرارت نہو۔ اور نہ حرارت بغیر سوختگی یا شعلہ کے۔ پس اس طرح ہم کو مسئلہ ثالوث
کا ناممکن التقسیم کا راز حاصل ہوتا ہی۔ یہہ صرف ایک مثال ہی جس سے یہہ ظاہر ہو سکے کہ کیونکر خدا
جو مسبب الاسباب ہی اُسی نے ان تینوں اسبابوں یعنی سبب شکل اور اثر کا اجتماع کیا۔ اب جب ہم بائبل سے
اس تعلیم کی بابت علم حاصل کرتے ہیں کہ ثالوث توحید میں ہی ہم فوراً خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کا
مشاہدہ خدا کی صنعت میں کر سکتے ہیں گویا اُس نادیدہ مسبب الاسباب نے خود اُس کو مثل
آئینہ کے مقرر کیا کہ ہم اُسکی خصلت کے خفیہ راز کو اس میں دیکھیں جو اُسکی ذات آلہی سے وابستہ ہی +
پھر کیا خدا کے اور بہت سے ناموں میں ایک نام اُس کا الودود یعنی محبت کرنے والا نہیں ہی +

۱۴۸ المحمدی جی ہاں ہی۔

مسیحی۔ تو کیا اس سے یہی مراد نہیں ہی کہ ذات آلہی میں یہہ صفت الودود یعنی محبت بالکل بغیر غرض
پاکیزہ محبت ہی اور ٹھیک ویسی ہی جیسا کہ باپ کو اپنے بچوں سے ہوا کرتی ہی +

۱۴۹ المحمدی جی ہاں ایسا ہی ہی +

مسیحی۔ آپ کو یہہ بھی معلوم ہی کہ خدا کی خصلت لاتبدیل ہی؟

۱۵۰ محمدی۔ جی ہاں ہم کو ایسا ہی یقین ہے۔

مسیحی۔ تو اب فرمایئے کہ یہہ صفت محبت خدا میں ہمیشہ سے ہے یا اُسنے کسی زمانہ میں اختیار کیا۔

۱۵۱ محمدی۔ ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ سے اُسکی ذات میں موجود ہو۔

مسیحی۔ اب محبت کرنے کو کوئی معلول ضرور چاہیئے۔ قبل اس کے کہ خدا نے عالم کو خلق کیا تو کس سے محبت کرتا تھا؟

۱۵۲ محمدی۔ وہ خود اپنے آپ سے محبت رکھتا تھا۔

مسیحی۔ اپنے آپ سے محبت رکھنا خوبی میں داخل ہے یا بُرائی میں۔ کیا عمدہ صفت قرار دیجا سکتی ہے یا بُری؟ اگر کوئی اِنسان صرف اپنے ہی تئیں پیار کرے تو کیا ہم اُسکو اچھا خیال کرینگے یا خود غرض انسان؟ پس کیا خدا ایسا ہو سکتا ہے؟

۱۵۳ محمدی۔ وہ فرشتوں سے محبت رکھتا تھا۔

مسیحی۔ لیکن وہ تو ابھی خلق نہیں ہوئے تھے۔ اب اگر محبت کوئی عمدہ صفت ہے اور بے غرض ہے اور اگر یہہ ہمیشہ سے (مثل دیگر نیک صفات کے) ذات الٰہی میں موجود ہو تو ضرور ہے کہ اُس کے لیے کوئی معلول ہو پس اس سے کیا بالکل روشن نہیں ہو جاتا کہ ضرور کسی قسم کی کثرت یعنی اقانیم خدا کی وحدت میں موجود تھے۔ تاکہ ایکدوسرے کو پیار کر سکے؟ پس مسئلہ تثلیث کی تعلیم بڑی صفائی سے ظاہر کرتی ہے کہ کیونکر یہہ باوجود وحدت ممکن ہے۔

۱۵۴ محمدی۔ کیا آپ بیان کر سکتے ہیں کہ کیونکر خدا کی وحدت میں تین اقانیم ہیں؟ کیا آپ خود بھی انکو سمجھ سکتے ہیں؟ اگر آپ خود سمجھ نہیں سکتے پھر کیونکر توقع رکھتے ہیں کہ میں اس کو قبول کروں بھلا اُس ایمان سے کیا فایدہ جس کو آپ سمجھ بھی نہیں سکتے؟

مسیحی۔ آپ یقین کرتے ہیں کہ آپ میں روح اور نطق موجود ہے۔ پس کیا آپ بیان کر سکتے ہیں کہ یہہ درحقیقت کیا ہیں اُنکی ماہیت کیا ہے۔ اُن کا جائے مقام کہاں ہے یا کیونکر وہ جسم پر اپنا اثر کرکے اُسکو محکوم کرتے ہیں اور کیونکر حواس عقل پر اپنا اثر کرتے ہیں؟ آپ مُردوں کی قیامت کے قائل ہیں پس کیا آپ سمجھا سکتے ہیں کہ یہہ کیونکر ممکن ہے؟ پھر بھی آپ واجباً اُس

شخص کو ملعون گردانتے ہیں جو اس پر شک و شبہ کرے پس اب آپ کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ جس بات کو آپ سمجھ نہیں سکتے اُس پر ایمان رکھنا آپ اپنے مفید خیال کرتے ہیں۔ آپ کو یہہ بھی معلوم ہو کہ عوام الناس جاہل ہرگز اس بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ خوراک جو وہ کھاتے ہیں کیونکر اُن کو نفع پہنچاتی ہو اور نہ یہی سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں انسان بلا خوراک کے زندہ نہیں رہ سکتا پس اگر کوئی شخص ضد کر کے یہہ کہے کہ میں ہرگز اس وقت تک لقمہ نہ کھاؤنگا جب تک کہ تمام باتیں خوراک کے فواید کی معلوم نہ ہو جائیں تو آپ اس شخص کی نسبت کیا فتوے دینگے یہی نہ کہ وہ دیوانہ ہو کیونکہ خوراک کے فوایداس بات پر ہرگز منحصر نہیں ہیں کہ اس بات کے سمجھنے کی لیاقت ہو جاے کہ وہ کیونکر اثر کرتی ہو پس یہی حال حق کے علم کا ہو۔

۱۵۵ محمدی۔ مگر یہہ تو فرمایئے کہ آخر مسئلہ ثالوث کے ماننے سے فائدہ کیا ہو؟

مسیحی۔ اسی کے طفیل ہم مسیح کے دعوواں کو مان سکتے ہیں کہ وہ کلمتہ اللہ یا ابن اللہ ہو اور نیز اس نجات کو قبول کر سکتے ہیں جو وہ ہم کو پیش کرتا ہو۔ اب اگر مسئلہ ثالوث کی تعلیم درست نہ ہو تو مسیح بھی وہ نہیں ہو سکتا جس کے ہونیکا دعوی اس نے کیا۔ اگر اُنکی تعلیم سچ نہ ہو تو سچا نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ پس دیکھیئے مسئلہ ثالوث کی تعلیم سے انکار مسیحیت اور اسلام دونوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہو۔ پھر اکثر محمدی یہہ سوال کر دیا کرتے ہیں کہ اگر مسیح خدا تھا تو جب وہ قبر میں تھا تو انتظام عالم کس کے سپرد تھا؟ جو کوئی مسئلہ ثالوث کی تعلیم کا قائل ہو جاے تو ہرگز ایسے بیہودہ سوال پوچھنے کی جرات نہ کریگا

۱۵۶ محمدی۔ مگر جناب ہم کو تو منطقی ثبوت درکار ہو اور یہی آپ کے پاس نہیں ہو۔

مسیحی۔ مختلف باتوں کے ثابت کرنے کو مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ اگر میں بھی آپ سے سکندر اعظم کی ہستی کے لئے کیمیاوی ثبوت یا پانی کی ماہیت کے لئے تواریخی ثبوت یا مردونکی قیامت کے مسئلہ کے لئے ریاضی کا ثبوت طلب کروں تو آپ کہاں لینے جائینگے صرف یہہ کہہ کر پیچھا چھڑائینگے کہ یہہ بالکل نامعقول اعتراض و دعوی ہو۔ اب آپ فرماویں کہ آخر وہ کون سے دلائل ہیں جن سے آپ مردونکی قیامت کے قائل ہوئے۔ پھر یہہ کہ موت کے بعد اور زندگی بھی ہو اور پھر یہہ کہ آیندہ

جہان میں سزا و جزا برحق ہو؟

۱۵۷ محمدی۔ ان سب تعلیموں کا ثبوت یہہ ہو کہ ان کو خدا کے کلام میں ظاہر کیا گیا ہو اور اس لئے ہم ان کو مانتے ہیں۔

مسیحی۔ اسی طرح خدا کے ثالوث کی تعلیم بھی بائبل میں بیان ہوئی ہو اور ہم اس کو برحق جانتے ہیں۔ خدا نے اس کو رسولوں اور نبیوں کی معرفت ظاہر کیا اور خداوند مسیح کی معرفت صاف طور سے اس کی فضیلت اسکی پوری شدہ پیشینگوئیاں اسکی عمدہ تعلیم اس کے معجزات اور اس کے ان وعدوں کا پورا ہونا جو اُن سب سے کئے جو اس کے پاس ایمان سے آتے ہیں ہم خود بھی اس میں ذاتی تجربہ رکھتے ہیں یہہ باتیں اس کے دعووں کو سچا ثابت کرتی ہیں اور یہہ دعوے تعلیم ثالوث سے ملو ہیں +

۱۵۸ محمدی۔ قرآن شریف جو کچھ اُنکی نسبت ہم کو تبلاتا وہ کافی ہو ہم ایسی کوئی تعلیم مانی نہیں جاتی

مسیحی۔ سورہ نسا آیت ۱۶۹ میں خداوند مسیح کو کلمۃ اللہ یعنی اُس کا (خدا کا) کلام کہا ہو یعنی خدا کا خاص کلمہ کلمۃ اللہ نہ کہ کلمۃ من کلمات اللہ یعنی خدا کے کلاموں میں سے کوئی کلام بھلا اب آپ ہی فرماویں کہ اس کے کیا معنی ہیں؟

۱۵۹ محمدی۔ یہہ صرف ایک خطاب ہو نہ کہ اور کچھ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کہلاتے ہیں اور ہم حضرت موسیٰ کو اُنکے خدا کیساتھ کلام کرنے کی وجہ سے کلیم اللہ کہتے ہیں +

مسیحی۔ کوئی خطاب جب کسی کو دیا جائے تو یا تو اصل معنوں میں ہوتا ہو یا محض نمایشی خطاب شاہ فارس اگر آپ اپنے لئے تجویز کریں تو یہہ سچ نہ ہوگا لیکن اگر یہی خطاب مظفرالدین شاہ کو دیا جائے تو اپنے اصلی معنی ظاہر کریگا اور بالکل موزون ہوگا۔ اب آپ خیال فرماویں کہ خداوند مسیح کو یہہ خطاب کلمۃ اللہ قرآن میں کون دیتا ہو +

۱۶۰ محمدی۔ خود خدا۔

مسیحی۔ آپ خدا کو الحق کہتے ہیں اور یہہ سچ بھی ہو۔ اچھا جب وہ مسیح کو یہہ خطاب کلمۃ اللہ دیتا ہو تو وہ سچ کہتا ہو یا نہیں؟ صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ بائبل میں وہی خطاب موجود

ہی (دیکھو یوحنا ۱: ۱ - ۱۴ مکاشفہ ۱۹: ۱۳)+

۱۶۱ محمدی - بیشک خدا غلط بیانی نہیں کرسکتا۔

مسیحی - پس نتیجہ یہہ ہوگا کہ مسیح سچ مچ کلمۃ اللہ ہی اب اس کلمہ کے معنی کیا ہیں اسکے معنی ہیں آپ کا یا کسی اور کا کلام؟ اب آپ کا کلام کیا ہو؟ ذہن کا تصور

۱۶۲ محمدی - یہہ اُس بات کو ظاہر کرتا ہی جو متکلم کے ذہن میں ہی بشرطیکہ وہ راست گو ہو۔ یہہ بولا جاسکتا ہی۔ لکھا جاسکتا ہی یا اشاروں سے یا اور کسی طریقے سے ادا کیا جاسکتا ہی +

مسیحی - پس تو معلوم ہوا کہ کلمہ خیال یا ذہن کا اظہار ہی۔ اب اگر مسیح خدا کے کلموں میں سے کوئی ایک عام کلمہ ہوتا تو وہ صرف خدا کی مرضی کے کسی خاص ارادہ کا اظہار ہوتا مگر اس کو حرف تعریف کے ساتھ کلمۃ اللہ کہنے کی کیا ضرورت لازم آئی۔ اس میں کوئی پوشیدہ راز ضرور ہے

۱۶۳ محمدی - عربی صرف و نحو کے قاعدہ سے اس کے معنی صرف یہہ ہو سکتے ہیں کہ وہ ایک خاص اظہار خدا کی مرضی کا ہی۔ ~~[illegible]~~ نہیں ہوسکتا کیونکہ دیگر انبیا نے بھی خدا کی مرضی کا اظہار کیا

مسیحی - آپ کی دلیل تو قرآن کی غلطی کی تصدیق کریگی۔ ہم جانتے ہیں کہ انبیا نے خدا کی مرضی کا اظہار کلام خدا کے ذریعہ کیا جس پر اُنھوں نے گواہی بھی دی اور یوں دقت رفع ہوجاتی ہی۔ کیا قرآن میں کسی اور نبی کو بھی یہہ خطاب کلمۃ اللہ دیا گیا ہی +

۱۶۴ محمدی - جی نہیں۔

مسیحی - تو کیا اس سے صاف روشن نہیں ہوتا کہ مسیح خداوند خدا کی مرضی اور عقل کا ایک خاص ظہور ہی (دیکھو لوقا ۱۰: ۲۲) اگر یہہ بات سچ ہی تو وہ کیونکر محض ایک انسان مثل دیگر انبیا کے ہوسکتا ہی؟ کیا کوئی سوا آپکے اور خدا کے آپ کے ذہن اور خیالات کو معلوم کرسکتا ہی تاوقتیکہ آپ اُن کو بیان نہ کریں؟ -

۱۶۵ محمدی - کوئی نہیں۔

مسیحی - کیا اِن سب کا اظہا آپ اپنے الفاظ ہی سے نہیں کرتے۔

۱۶۶ محمدی - جی ہاں +

مسیحی۔ پس مسیح خداوند خدا کے ارادہ اور عقل کا ظہور ہی صرف اُسی اکیلے کے ذریعہ
یہہ ظاہر ہو سکتے ہیں۔ کیا جب تک اُس کو اِن کا علم نہ ہو وہ ظاہر کر سکتا ہی؟ پس اگر نہ کر سکے
تو کیا وہ کسی طرح بھی خدا سے کم یا مختلف ہو سکتا ہی جسکی مرضی کا وہ ظہور ہی؟ پس اب وہ کہتا ہی
راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی شخص بغیر میرے وسیلہ باپ پاس آ نہیں سکتا (یوحنا ۱۴: ۶)
دیکھا آپ نے مسئلہ تالوث یہاں پر نہ صرف انجیل ہی کی تشریح کرتا ہی بلکہ قرآن کی مشکلات کو
بھی دور کر دیتا ہی وہ مسیح کی بابت تعلیم کرتا ہی۔ آپ محمدی اکثر مسیح کو روح اللہ کہتے ہیں حالانکہ
ہم یہہ لقب اس کو نہیں دیتے۔ اگر آپ لوگوں کا کہنا درست ہو تو یہہ دوسرا ثبوت اسکی الوہیت کا
ہی۔ بائبل یہہ خطاب پاک تالوث کے تیسرے اقنوم کو دیتی ہی جس سے صاف صاف ثابت
ہوتا ہی کہ ہر سہ اقانیم ذات آلہی کی وحدت میں شامل ہیں۔

۱۶۷ محمدی۔ ہمارے نزدیک یہ تالوث والا ایمان اہل ہنود کے ساتھ مشترک ہی جو
تری موتی یعنی برہما وشنو شیو کو قرار دیتے ہیں +

مسیحی ~~یہہ تو تین مختلف چھوٹے دیوتا ہیں مگر ہم تو ایک سچے زندہ خدا کو مانتے ہیں~~
تعلیم ترمو اور ایمان تالوث فی التوحید میں فرق بعد المشرقین کا ہی کبھی آپ نے اس پر بھی
غور کیا کہ ~~دنیا اور بڑے حصہ میں مسیح کی الوہیت اور مسئلہ تالوث کی تعلیم کے سبب سے کیا نہیں ہی~~؟

۱۶۸ محمدی۔ صرف مسیحی اس کو مانتے ہیں۔

مسیحی۔ بائبل سے تو ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ (۱) انبیاء مثل داؤد یشعیاہ اور یوحنا بپتسمہ
دینے والے نے مسیح کی الوہیت کا اقرار کیا (۲) رسولوں نے اُس پر ایمان رکھا (۳) تمام مسیحی اس
کے قائل ہیں (۴) فرشتوں نے اس کا اقرار کیا بلکہ شیطان مجبور ہی کہ اُس کا اقرار کرے یہہ
تو دنیا کا ایک حصہ ہوا۔ اب دوسرا حصہ یہہ ہی۔ اس کے منکر (۱) محمدی (۲) بت پرست اور (۳)
لامذہب۔ مگر وقت آتا ہی کہ جب ہر زبان اقرار کریگی کہ یسوع مسیح خداوند ہی تا کہ خدا باپ کا جلال
ظاہر ہو (فلپی ۲: ۱۰ و ۱۱) پس ای میرے برادر کتنا زیادہ مناسب اور بہتر ہی کہ آپ بھی اس کا اقرار
کریں جو آپ کیلئے قربان ہوا اور آپ اُس پر ایمان لائیں مبادا دیر ہو اور قبولیت اور بچاؤ کا وقت گذر جائے

مسیح کے کفارہ پر محمدیوں کے اعتراض

اور اُن کا جواب

۱۲۹ محمدی۔ تعلیم کفارہ جس کو آپ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے آپ کے لئے دیا قرآن اور عقل کے قطعی مخالف ہے۔ اوّل تو کفارہ کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ طریق نجات کی ایسی باتوں کا ذکر کرنا گویا یہہ کہنا ہے کہ خدا قادر مطلق نہیں ہے۔ جو کچھ اُسکی مرضی میں آئے وہ کر سکتا ہے۔ وہ تائب گنہگار کو معاف کرنے کو بلا کسی کفارہ کے قادر ہے اور معاف کرتا ہے کیونکہ وہ بالکل اپنی مرضی میں آزاد ہے اور اپنے کاموں کا کسی کے آگے جوابدہ نہیں ہے +

مسیحی۔ آپ اپنی ایسی تقریر سے یہہ اظہار کرتے ہیں کہ آپ گناہ کی کراہت کو محسوس نہیں کرتے اور نہ یہہ کہ خدا اُس گناہ سے کیسی نفرت کرتا ہے جو القدوس ہے گناہ اور پاکیزگی ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ~~آپ کا یہہ کہنا محض اس واسطے ہے کہ آپ خدا کی نفرت گناہ کی نسبت محسوس~~ نہیں کرتے گویا مخالف اُسکی پاک خصلت اور مرضی کے ہے اس لئے آپ کو کفارہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اور یہہ آپ کے مذہب کے نتیجوں میں سے ایک نتیجہ ہے اور اسی وجہ سے آپکے ذہن سے سچّائی کا وہ بہت بڑا حصہ محو ہو چکا ہے جس کو بت پرستوں تک نے محفوظ رکھا بلکہ تو قوم آدم کے زمانہ سے اس وقت تک قربانی کی رسم ادا کرتی آئے ہیں جو صرف ایک نشان اُس سچی قربانی کا تھا جو مسیح میں پوری ہوئی۔ بس جب یہہ پوری ہوئی تو مسیحیوں کے درمیان میں وہ ظاہری نشان اُٹھ گیا لیکن پھر بھی انسان کی ضمیر جو اُس کے گناہ کے باعث پر متقاضی ہے کہ گناہ کا بدلہ ہونا ضرور ہے اسی کا تقاضا آپ پر بھی ہوتا ہے۔ اسی لئے اونٹوں اور دیگر جانوروں کی قربانیاں آپ اکثر موقعوں پر گذرانتے ہیں بلکہ اہل شیعہ تو قایل ہیں کہ امام حسن و حسین کی موت محمدیوں کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ دیکھا آپ نے انسان کی ضمیر کفارہ کی کیسی متقاضی ہے مگر ہائے افسوس انسان اپنی جہالت سے رُوح کے عوض ہیچ قبول کرتا ہے

آپ کفارہ کی ضرورت ایسے محسوس نہیں کرتے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ گناہ کیا بلا ہے اور کیسا سخت ہے کہ کوئی نا تائب گنہگار خدا کے سامنے سرخرو ہو کر اُس کی پاک حضوری میں خوشی حاصل کرتا ہے۔ اسی لئے وہ خوفناک تصویر خوشیوں کی جو بہشت میں محمدیوں کو خدا کی طرف سے ملیگی آپ کی حدیثوں بلکہ قرآن میں موجود ہے۔ جو کچھ کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کے امکان میں ہے کہ گنہگار انسان کو بلا کسی قسم کے کفارہ کے اُسکی توبہ کرنے پر معاف کردے یہہ بات ہماری طبعی اصول انصاف کے خلاف ہے۔ اگر کوئی دنیاوی منصف ایسا کرے تو یہہ کہا جائیگا وہ ہرگز منصف نہ تھا کیونکہ انصاف کا تقاضا پورا ہونا نہایت ضروری ہے۔ پس خدا کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو انصاف سے اجبد ہو کیونکہ وہ العادل ہے لہذا بلا کفارہ معاف نہیں کرتا کوئی گنہگار اُس وقت تک حقیقی توبہ کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ گناہ کی کراہت کو جو اُس نے کیا محسوس نہ کرے۔ مسیح کا کفارہ خاص اِس واسطے ضروری تھا کہ وہ ہم کو گناہ کو محسوس کرنا سکھائے

۱۷۰ محمدی۔ مگر ایک شخص کی موت کیونکر بہتوں کے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہے؟

مسیحی۔ ایک لعل بیش بہا بہت ہزاروں روپے کے قرضہ کو چکا دسکتا ہے مگر درست دلیل کہ کیونکہ مسیح کی موت سے تمام دنیا کے گناہ بخشے گئے۔ (۱ یوحنا ۲:۲) یہہ ہے کہ وہ سارے انسانوں کا سر اور اُنکا جانشین ہو کر مرا (۱ قرن ۱۵:۲۲-۴۵-۴۹) +

۱۷۱ محمدی۔ پس اب وہ اصول انصاف کہاں رہا کیونکہ معصوم عاصیوں کیلئے سزا بھگتتا ہے

مسیحی۔ انسانی عدالتوں میں بے قصور قصوروار کے لئے کبھی قبول نہ کیا جائیگا۔ مگر بڑی مشکل جو مسیحی تعلیم کفارہ کے قبول کرنے میں لوگوں کو ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ لوگ غلطی سے مثال کو جو صرف سمجھانیکے لئے دیگئی ہو اصل تعلیم کے بیان کے لئے پوری پوری تشریح خیال کرتے ہیں ہم اِس پر بار بار پیچھے کہہ آئے ہیں کہ کوئی انسانی الفاظ اپنی ناقابلیت کے باعث اِس بات پر حاوی نہیں ہیں کہ الٰہی حقیقتوں کا اظہار کر سکیں۔ اور قریب قریب تمام اعتراضات الٰہی ایک غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ میں اِسی لئے کوئی مثال دیتے ہوئے ڈرتا ہوں مبادا غلط فہمی ہو لیکن آپ اِس بات کو یاد رکھیں کہ جو کچھ میں آگے بطور مثال بیان کرونگا اُس میں ضرور کچھ نقص ہے تب شاید آپ کی سمجھ میں کچھ آجائے اور

یہہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ مثال میں نقص پائیں تو اس سے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ تعلیم کی صداقت کو باطل کرتی ہے۔ اب ایک طور سے ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بے تقصور قصور والوں کے لئے دکھ اٹھاتا ہے دیکھو والدہ کا درد زہ بچہ کو دنیا میں وارد کرتا ہے پھر غور کرو ایک شرابی او فضول خرچ کے بچے اپنے باپ کی بے عنوانیوں کے نتیجے کو برداشت کرتے ہیں یا یہہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ بچہ کی آئندہ خوشحالی باپ کی محنت اور مشقت پر منحصر ہے بس اسی طرح ہماری نجات کا دارومدار مسیح کے دکھ اور تکلیف پر منحصر ہے۔ مسیح جو معصوم مطلق تھا وہ راست باز ہو کر ناراستوں کے لئے دکھ میں پڑا وہی خود زندوں اور مردوں کا منصف ہے۔ اگر کوئی منصف کسی شرعی قانون سے اس بات پر مجبور ہو کہ ملزم پر ایک بھاری رقم بطور جرمانہ نافذ کرے اور اگر وہ منصف حد سے زیادہ رحیم ہو کر اپنے پاس سے اُس جرمانہ کو ادا کر دے جس کو ملزم ہرگز ادا نہیں کر سکتا تھا تو کیا انصاف کا تقاضی پورا نہیں ہوا اور ساتھ ہی ساتھ رحم کا اظہار بھی کیا گیا۔ سوائے معصوم کے گنہگار کے لئے اور کوئی عوض نہیں ہو سکتا۔ قرضدار خود دوسرے کا قرضہ ادا نہیں کر سکتا۔ مجرم دوسرے کے جرم کو اپنے اوپر اٹھا نہیں سکتا۔ لہذا بائبل میں مسیح معصوم ہم سب کے لئے کفارہ ٹھہرایا گیا ہے: (دیکھو یشعیاہ ۵۳: ۵ و ۱ پطرس ۲: ۲۱-۲۴)+

۲۷ محمدی۔ بھلا ممکن ہے کہ بے خطا خطا کار کے لئے دنیاوی عدالتوں میں قبول کیا جائے انسان نے تو گناہ کیا اور آپ فرماتے ہیں کہ مسیح معصوم نے اُنکی عوض اُٹھائی۔ یہہ حزقیل ۱۸: ۲۰ کے بالکل مخالف ہے+

مسیحی۔ یہہ آیت ہم کو اور سب انسانوں کو سوا مسیح خداوند کے ہلاکو ایسا ٹھہراتی ہے اب جب تک کوئی ایسا وسیلہ بچاؤ کا نہ ہو تو نتیجہ وہی ہوگا اور ضرور ہونا چاہئے جیسا کہ قرآن نے خود کہہ دیا ہے (دیکھو سورہ مریم آیت ۷۲) "تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اس (جہنم) کے اندر نہ داخل ہو" بس آپ نے دیکھ لیا کہ آپکا مذہب بلا بنیاد کفارہ انسان کو کوئی اُمید نجات کی نہیں دیتا۔ مگر انجیل شریف یہی خوشخبری سُناتی ہے کہ کیونکر اُس سے بچ نکلیں اور کیا طریق بچاؤ کا خدا کے رحم و محبت نے تیار کیا ہے۔ اور کہ کیونکر انصاف کا تقاضی بھی باقی نہ رہے۔ اب اگر انجیل کا بیان درست نہ ہو تو میں

اور آپ اور کل بنی آدم ہمیشہ کے لئے ملعون ہوئے اور کوئی اُمید بچاؤ کی نہیں ہے مِلیں آپ خود غور
کر لیں کہ آپ ہی کے فایدے کی بات ہے کہ تعلیم کفارۂ مسیح ضرور ثابت ہونا چاہئے +

اب بعض شرائط اور حالتیں ہیں جن کا اقرار لازمی ہے جنکے ہوتے ہوئے تو مسیح کا کفارہ بالکل
بے سود ہوتا ہے اور ہمارا اعتقاد اُس کے کفارہ میں بالکل لغو ٹھہرتا بشرطیکہ وہ حالتیں مسیح میں
پائی جاتیں - (۱) اگر مسیح گنہگار ہوتا یا (۲) اگر وہ اپنی مرضی کے خلاف موا ہوتا یا (۳) اگر وہ
محض انسان ہی ہوتا خواہ سب انسانوں سے بڑھ کر یا (۴) اگر موت جو اُس نے برداشت کی وہ
فی الواقعی نہ ہوتی بلکہ صرف ظاہر طور پر مثل دھوکے کے یا (۵) اگر وہ کوئی فرشتہ ہوتا یا (۶)
تین خداؤں میں سے ایک خدا جیسا کہ اکثر بدعتی سکھلاتے تھے اس حالت میں ہمارا یقین
و ایمان اس کے کفارہ میں بالکل لاحاصل تھا - مگر ہم مسیحی اِن میں سے کسی خیال کے قائل
نہیں ہیں حقیقی تعلیم یہہ ہے کہ مسیح کامل خدا اور کامل انسان ہے ایک شخص میں ہر دونوں ذاتیں
بلا تبدیلی متحد ہوئیں جس طرح آدمی کی روح اور جسم ملکر ایک ہیں - اُس نے اپنی آزاد مرضی سے
اپنی جان سب آدمیوں کے لئے دی (متی ۲۶: ۲۸ لوقا ۲۲: ۲۰ متی ۲۰: ۲۸ مرقس ۱۰: ۴۵)
گناہ سے مُبرا تھا - موت کا وہ پابند نہ تھا مگر خوشی سے اُس کو ہماری خاطر اپنے اوپر لیا اُس نے
ہمارے گناہ اپنے جسم پر اُٹھا لئے (۱ پطرس ۲: ۲۴) اور صلیب پر چڑھ کر ہمارا عوض ہو کر موا -
وہ جو اُسکی محبت کا اندازہ کرتے ہیں اور سچ مچ اُس پر ایمان رکھتے ہیں اُسکی موت کے وسیلے
اس میں پیوند ہیں اور اُسکی موت اُنکے گناہوں کے لئے کفارہ ہے (۱ یوحنا ۲: ۲) مگر یہہ بات
اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی کہ ہم اُس پر دھیان نہ کریں کہ وہ جو ہمارے لئے صلیب
پر موا خدا کے ساتھ ایک ہی ہے اور یوں ہمارا انصاف کنندہ اور خالق بھی اُس نے اپنی خوشی سے
انصاف کا تقاضا بے گناہ ہو کر گنہگار کے لئے انسانی ذات میں مر کر پورا کیا +

ایک دو اور باتیں ہیں جو اِس مسئلہ کو ذرا صاف کر دیتی ہیں :-
(الف) صرف ایک ہی آدمی کے گناہ سے خدا کی لعنت تمام انسانوں پر باہمی تعلقات کے
ذریعہ بطور وراثت کے آئی - پس یہہ بالکل مناسب تھا کہ ایک ہی راست باز کے ذریعہ تمام آدمیوں کو

نجات بھی دی جاتی ہے جس طرح سب آدمی آدم کے گناہ کے وسیلہ ہلاک ہونیکو مجبور نہیں کئے گئے (کیونکہ نجات مسیح کے طفیل بخشی گئی ہے) اسی طرح تمام نجات پانے کو مجبور نہیں کئے جاتے (کیونکہ ۲۴۹ لوگ اُس نجات کو جو وہ دینے کو تیار ہے رد کرتے ہیں)۔

(ب) مسیح کی تکلیف اور ظالمانہ سلوک اور اُن لوگوں کی سنگدلی جنہوں نے اُس کو مصلوب کیا اس سب کا منظر ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ سوائے گناہ اور خطا کے اور کوئی چیز کسی کیلئے ایسا نہیں ہو سکتی کیونکہ گناہ خدا کا اور انسان کی تمام نیکیوں کا دشمن ہے اس سے ہم گناہ سے نفرت کرنا اور اس سے باز رہنا سیکھتے ہیں اور گذشتہ گناہوں پر توبہ اور افسوس ظاہر کرتے ہیں۔

(ج) پھر مسیح خود ہم کو بتلاتا ہے کہ وہ باپ کے ساتھ ایک ہے (یوحنا ۱۰: ۳۰) اور جو کوئی اس کو دیکھتا ہے باپ کو دیکھتا ہے (یوحنا ۳: ۱۶) پس مسیح کی محبت باپ کی محبت کو آشکارا کرتی ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اُس نے پہلے ہم سے محبت رکھی (۱ یوحنا ۴: ۱۹) اسی طرح ایماندار کا دل خود خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے وہ اپنی مرضی کو پورے ایمان کے ساتھ خدا کی مرضی کے تابع مثل غلام کے نہیں بلکہ مثل فرزند کے کرتا ہے۔ اس طرح انسان کا میل خدا کے ساتھ ہوتا ہے اور کفارہ کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس راز میں بہت کچھ پوشیدہ ہے مگر کافی سے زیادہ آشکارا کر دیا گیا جو ہر شخص کے لئے جو مسیح کے طفیل نجات پانے کا مشتاق ہے کفایت کرتا ہے۔ (استثنا ۲۹: ۲۹)۔

۴۳ / محمدی۔ قرآن شریف سورہ نساء آیت ۱۵۶ میں ہم کو بتلاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز قتل نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان کو اٹھالئے گئے۔ یہہ صرف اہل یہود کی لغو روایت ہے جو انکی موت کے مدعی ہیں۔

مسیحی۔ اگر یہہ کہنا آپ کا سچ ہو تو نہ میرے لئے نہ آپ کے لئے اور نہ کسی اور شخص کے لئے نجات کی کوئی اُمید ہے مگر خدا کا کلام ہم کو بتلاتا ہے کہ قبل آسمان پر صعود کرنے کے وہ موا اور پھر زندہ ہوا اور تب آسمان پر چڑھ گیا۔

یسوع نے کہا
راہ حق اور زندگی میں ہوں

الحق

ایس۔ پی۔ جی۔ مشن کانپور

جلد ، بابت ماہ جنوری فروری مارچ اپریل مئی سنہ ۱۹۰۶ نمبر از ۱ تا ۵

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین الحق کو نیا سال مبارک ہو۔ ہماری دُعا ہے کہ خدا اُنکو سر نو پیدا کرکے حال میں خیال میں اور چال میں نیا بناوے۔ وہ اپنے نفس کو بھی پہچانیں اور حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھیں اور شریعت کے اُن دو ستون پر کہ تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور اپنے پڑوسی کو اپنے برابر۔ اپنی چھت بنا دیں اور اگر ایسا کرینگے تو دین و دُنیا میں سرخ رو ہونگے *

ہم نے گذشتہ چار ماہ کے مجموعہ نمبر میں دریافت کیا تھا کہ اگر ہمارے ناظرین پسند کریں تو ہم جنوری کے شروع میں باقی مضمون بعنوان محمدی افترا اضافات یکمشت شایع کر دیں اس کے متعلق ہم کو ہر طرف سے یہی جواب ملا کہ ضرور یکمشت اس کو ختم کر دو لہٰذا ہم اپنے ناظرین کی رائے پر کاربند ہو کر اس سال کے پانچ نمبروں کا مجموعہ ایک ساتھ شایع کرتے ہیں۔ اب یہہ کتاب ختم ہو گئی ہے صرف اس کا اوّل باب باقی تھا اُس کا لب لباب ہم اس مضمون کے آخر میں درج کر دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک مقدمہ ہے جو ہماری رائے میں ناظرین الحق کیلئے جو زیادہ تر محمدی احباب ہیں کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتا ہے لہٰذا اُس کو درج نہیں کیا اور نہ کرینگے *

اس کتاب کی بابت تجویز ہو رہی ہے کہ ایسی چھپ رہی ہے۔ کہ اُس کو بصورت رسالہ شایع
کریں پس اس حالت میں بھی ہم اسکے ساتھ مقدمہ کتاب کا بہت ضروری خیال نہیں کرتے مگر
ابھی اس کا کوئی قطعی فیصلہ کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اس کتاب کے ترجمہ کی بابت
ایک گذارش ہے کہ ہماری بڑی خواہش یہہ تھی کہ کتاب کے مقصد اور خیالات کو زبان اردو میں ترجمہ
نہیں بلکہ ادا کیا جاوے اور ہم کسی حد تک اس ارادہ کے پابند بھی رہے مگر کہیں کہیں مقام پر بسبب
اردو زبان کی بے بضاعتی کے ہم کو مغربی زبان کی پابندی کرنا پڑی اور ترجمہ ہی کرتے بن پڑی
اگر یہہ کتاب بصورت رسالہ شایع ہوئی تو ہم ایک مرتبہ پھر اس کی نظر ثانی کرینگے اور جو نقص ہونگے
حتی المقدور رفع کرنے کی کوشش کیجاویگی کیا ہمارے وہ ناظرین جو اردو انشا پردازی کے دلدادہ
ہیں اس میں ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں کہ ہم کو ہمارے نقص ایسی مکالمہ میں بتائیں خاص کر وہ
لوگ زیادہ مدد دے سکتے ہیں جو زبان اردو کے علاوہ انگریزی سے بھی واقف ہوں ہم یہہ بھی چاہتے ہیں
کہ اس کا کوئی عمدہ اور موزون نام بھی تجویز کیا جاوے مصنف نے اس کا جو نام رکھا ہے اُس کا
ترجمہ یہی ہو سکتا ہے "محمدیوں کے اعتراضات مسیحیت پر" ہم اپنا نام پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہہ
ہے "محمدی اور مسیحی کے مابین مذہبی مکالمہ" ہم مشکور ہونگے اگر کوئی بہتر نام تجویز کیا جاوے اور ہم کو
مطلع فرمایا جاوے ❖

حال دل ارمان دل

الحق کو چھ برس ہو چکے۔ ہم کو خیال تھا کہ اس عرصہ میں یہہ اپنے
پاؤں پر کھڑا ہو جائیگا۔ مگر ہمارا یہہ خیال مثل اُمید موہوم کے ثابت ہوا۔ اس چھ برس کے عرصہ
میں بحساب پچاس روپیہ سالانہ کا خسارہ ہوا یعنی تین صد روپیہ علاوہ خریداروں سے قیمت وصول
ہونیکے ادا کرنا پڑا بلکہ ابھی قریب الیکسو روپیہ مطبع والونکا ادا کرنا ہے گویا ابھی تک اصل قرضہ میں صرف
دو ہی سو ادا ہوا ہے۔ اگر ہمارے وہ کرم فرما جنہوں نے باوجود تین تین سال تک پرچہ لینے کے صرف ایک
سال کا چندہ ادا کرتے تو شاید ہم پر اتنا بار نہ پڑتا۔ مگر شکوہ عبث ہے اُنکی توجہ ادھر نہیں۔ گذشتہ چار
سالوں میں ہم کو تین سو ستائیس روپیہ خریداروں سے وصول نہیں ہوا حالانکہ بار بار اُنہوں نے
وعدہ کیا کہ اب روانہ کرتے ہیں اب روانہ کرتے ہیں مگر یہہ محض وعدہ ہی وعدہ تھا جب قیمت طلب

بلک روانہ کیا گیا تو جیب ہو گیا سمجھ رہے ہمارا نقصان کرایا انکو کوئی فایدہ نہ ہوا۔ ہاں اگر فائدہ ہوا تو یہہ کہ آیندہ کو اپنا اعتبار ہماری نظروں میں کم کیا +

اب ہم نے وہی مثل اپنے دستور العمل کے لئے منتخب کی ہے کہ نو نقد نہ تیرہ ادہار۔ پس جو صاحب پرچہ لینا چاہیں جب تک چندہ پیشگی روانہ نہ کریں یا قیمت طلب پیندہ کی اجازت نہ دیں تو اپنے خط کے جواب کی بھی اُمید نہ رکھیں۔ اور نہ نمونہ کا پرچہ بلا وصول نصف آنہ کے ٹکٹ کے روانہ ہوگا +

محمدی احباب نے بھی محصول کا بار ہم پر حد سے زیادہ ڈالا اگر اُنکی شکایت ہم کو اتنی نہیں ہے جتنی کہ مسیحی خریداروں سے ہے۔ اب صرف اُنہیں محمدی احباب کی خدمت میں پرچہ روانہ ہوا کریگا جن کا محصول ہمارے پاس شروع سال میں آجائیگا ورنہ ہم کو معاف فرمایا جاوے +

بقیہ محمدیوں کے اعتراضات مسیحیوں پر اور اُنکے جوابات

۷۴ محمدی۔ اگر حضرت مسیح کی موت پر گناہوں کی بخشش منحصر ہے تو پھر کیونکر اُنہوں نے قبل اپنی موت کے گناہ معاف کئے۔ اور ان سے پہلے تمام زمانوں میں لوگوں کی نجات کا انتظام کیا تھا؟

مسیحی۔ اُسی کفارہ کی بدولت جو عنقریب پورا کرنے والا تھا (عبرانی ۹: ۱۳ و ۱۴- ۴- ۲-۲۸) (خدا کے نزدیک حال۔ ماضی اور استقبال سب برابر ہیں اگرچہ ہم زمانوں کا تعین کرکے ذکر کرتے ہیں خدا وقت کی قید کا پابند نہیں ہے) +

۷۵ محمدی۔ اب اگر حضرت مسیح نے ہمارا قرضہ ادا کیا تو یہہ قرضہ اُس نے کس کو ادا کیا +

مسیحی۔ یہہ ایک استعارہ ہے اور بہت دور تک اس کو بڑھا سکتے ہیں اُسکی موت جو ہمارے لئے ہوئی اس سے اُس نے الٰہی انصاف کے تقاضا کو ایک حد تک پورا کر دیا اگرچہ انتہا تک نہیں کیونکہ الٰہی انصاف ابتک ہمارے جسموں پر موت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (حزقیل ۱۸: ۲۰) +

۷۶ محمدی۔ کیا حضرت مسیح نے صرف اپنے شاگردوں ہی کیلئے کفارہ دیا یا تمام آدمیوں کیلئے +

مسیحی۔ اعتقاداً سب کے لئے (۱ یوحنا ۲: ۲) حالانکہ عملی طور سے (جہاں تک ہمارا خیال ہے) اُنکی

موت کے فواید صرف اُنہیں کو پہنچتے ہیں جو اُس پر ایمان لاتے ہیں +

۷۷ المحمدی۔ اب اگر وہ سب کے لئے موئے تب تو سب کے سب گناہ اور اُسکی سزا سے بچ گئے +

مسیحی مگر صرف اعتقاداً۔ فرض کرو اگر ایک رسّی کسی ڈوبتے آدمی کی طرف پھینکی جائے تو اُسکی سلامتی اسی میں ہے کہ اگر وہ اُس رسّی کو پکڑلے اور اُس کو مضبوط پکڑے رہے تا وقتیکہ وہ کنارے پر پہنچ جائے۔ نجات کے معنی یہہ ہیں کہ گناہ کی غلامی اور گزشتہ گناہ سے چھوٹ جانا (متی ۱: ۲۱) اِس کا نتیجہ صرف آیندہ۔ سزا سے بچنا ہی۔ اِس کے معنی یہہ نہیں ہیں کہ عارضی سزا سے بچ جانا۔ (۲ سموائیل ۱۲: ۱۰-۱۸ اور داؤد کا باقی احوال مطالعہ کرو) +

۷۸ المحمدی۔ اگر حضرت مسیح نے عوض دیدیا تو اب ہر شخص بلا کھٹکے گناہ کیا کرے۔

مسیحی۔ ہرگز نہیں آپ اُن مقامات کا ملاحظہ کریں۔ رومی ۶: ۱ ۲ قرن ۵: ۱۴-۱۵ - طیطس ۱: ۱۵ اور ۲: تمام خاص طور سے ۱۱: ۱۴ عبرانی ۱۰: ۲۶-۳۱ یوحنا ۲: ۱-۶ وغیرہ وغیرہ

۷۹ المحمدی۔ علاوہ کیونکر تمام دنیا کے لئے کفارہ دیسکتے تھے جس حال کہ ہم پرانے عہدنامے میں پڑھتے ہیں کہ کوئی اِنسان اپنے بھائی کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔ (زبور ۴۹: ۷)۔

مسیحی۔ کفارہ کے معنی اِنسان کو ہلاکت یعنی موت سے بچانا ہی اسی زبور میں دوسری آیت یوں ہی کہ اُنکی جان کا فدیہ بھاری ہی (زبور ۴۹: ۸) پس مسیح کی موت ضروری تھی کہ گناہ کا کفارہ ہو مسیح کوئی محض اِنسان نہ تھا اگرچہ حقیقی اِنسان بھی تھا خدا مسیح میں ہوکر اِنسان کو اپنے میں ملا رہا تھا۔ ۲ قرن ۵: ۱۹ +

۸۰ المحمدی یہہ تو بالکل بے اِنصافی ہوئی کہ بیگناہ مجرم کی خاطر سزا برداشت کرے۔

مسیحی۔ مسیح نے اپنے تئیں ہماری نجات کیلئے اپنی مرضی سے موت کے حوالہ کیا۔ (یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸)

۸۱ المحمدی۔ مگر یہہ کیونکر ہوسکتا ہی۔ کیونکہ انجیلیں ہم کو بتلاتی ہیں کہ جب سپاہیوں کی جماعت اُنکو پکڑنے آئی (مرقس ۱۴: ۴۶ یوحنا ۱۸: ۱۲) اُنہوں نے زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُس موت سے بچنے کے لئے دُعا کی (عبرانی ۵: ۷)۔

مسیحی۔ پاک نوشتے اس کا حل خود کرتے ہیں اگر آپ متی ۲۶: ۳۶-۴۶ مرقس ۱۴: ۳۲-۴۲

لوقا ۲۲: ۳۹: ۴۶ اور یوحنا ۷: ۱ کو بغور پڑھیں تو عبرانی ۵: ۷ کا مطلب آپ پر بخوبی آشکارا ہو جائیگا۔ حالانکہ مقدس یوحنا ۱۰: ۱۸ میں صاف بتاتے ہیں کہ انکو مقابلہ کرنے کی قدرت حاصل تھی بلکہ انکی مرضی و خواہش ہوتی۔ انجیل کا بیان اس معاملہ میں ایسا صاف ہے کہ کسی کو اسکے سمجھنے میں دقت نہیں ہوسکتی۔

۱۸۲ محمدی۔ اب جب آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت مسیحیوں کو گناہ سے چھٹکارہ دیتی ہے تو اسکے یہہ معنی ہوسکتے ہیں (۱) گناہ کرنے کی لیاقت سے یا (۲) اسکے گناہوں کی سزا سے اب آپکے پاک نوشتوں کے مطابق انبیا جنکی بابت آپکا خیال ہے کہ حضرت مسیح پر ایمان لائے، مذکورہ طریق میں سے کسی سے بھی نہ چھڑائے گئے۔ اتنا ہی تو نہ ہوا کہ یہوداہ اسکریوطی جس نے حضرت مسیح کو پکڑوا دیا یا پطرس کو جس نے انکا انکار کیا یا تھوما کو جس نے انکے جی اٹھنے میں شک کیا یا ان شاگردوں کو جو انکو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے انہیں گناہ سے بچاتے۔ اور نہ موجودہ زمانہ کے مسیحیوں کو گناہ سے چھڑا سکتی ہے (انہیں سے ہم بہتوں کو مصر کنعان۔ روم۔ ایران اور ہندوستان میں دیکھتے ہیں) انہیں سے بعض نیک بھی ہونگے مگر ایسے نیک لوگ ہر طریق میں موجود ہیں۔ حضرت مسیح کی موت نے لوگوں کو گناہوں کی سزا سے اس جہان میں تو چھٹکارا دیا نہیں یہہ تعین کرنا تو نہایت ہی مشکل ہے کہ آیندہ جہان میں شاید ایسا ہو۔ نہ وہ لعنت جو حوا کو ملی ان پر سے اٹھائی گئی۔ مسیحی عورتیں بھی درد زہ سے ویسی ہی تکلیف اٹھاتی ہیں جیسا کہ غیر مسیحی عورتیں۔

مسیحی۔ یسوع مصلوب میں کامل ایمان سچے مسیحیوں کو گناہ کی محبت سے بچاتا ہے (یوحنا ۳: ۵ و ۹) اور خدا کی پاک روح کے فضل کے وسیلے وہ گناہ آلودہ خیال اور آزمائشوں پر فتح ہونا سیکھتے ہیں اور انہیں یہہ عطا ہوتا ہے کہ دعا اور کوشش کریں کہ گناہ کی موت سے بیدار ہو کر راستبازی کی زندگی کی تمنا کریں اب اگر وہ گناہ کرتے ہوں تو انکو یہاں سزا ملتی ہے مگر انکے دل کی تبدیلی انکی زندگی میں بھی تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ وہ ہر وقت اس بات کی فکر میں ہیں کہ خدا کے ساتھ میل ہو اور وہ اطمینان حاصل کریں جو دنیا نہ دیسکتی ہے اور نہ چھین سکتی ہے کسی اور طریق یا مذہب میں تو ایسے پھل پیدا نہیں ہوتے محمدیت میں تو یہہ قدرت نہیں ہے۔ بائبل اس ایمان کی تبدیلی پر شہادت دیتی ہے

جو مسیح مصلوب ہیں پطرس اور پولوس کا تھا ہم خود اپنے لوگوں میں اس تبدیل کو مشاہدہ کرتے ہیں اور اگر آپ بھی خدا لگتی کہینگے تو آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ وہ لوگ جو کبھی آپکے درمیان تھے سچے مسیحی ہوتے ہی کیسے کچھ نئے انسان بن گئے۔ آپ کو مناسب نہیں ہے کہ نام کے مسیحیوں کو سچے مسیحیوں میں شمار کریں۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے مقدس یعقوب صاف صاف فرماتے ہیں کہ ایمان بے اعمال مردہ ایمان ہے نہ کہ زندہ ایمان۔ (یعقوب ۲: ۲۶)۔

۱۸۳ محمدی۔ اب اگر یہہ قول درست ہے کہ ہر ایک قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کے کام کرتا اُسکی نظروں میں مقبول ہے (اعمال ۱۰: ۳۵) یعنی خدا کے نزدیک مقبول ہوگا پھر کفارہ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

مسیحی۔ مقدس پطرس اُسی باب میں جس سے آپنے حوالہ دیا آپکے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ گناہوں کی معافی مسیح مصلوب میں ایمان رکھنے کے طفیل حاصل ہے (اعمال ۱۰: ۳۶-۴۳) وہ ہم کو بتلاتے ہیں کہ آیت ۳۵ کا مطلب یہہ ہے کہ جب خدا دیکھتا ہے کہ انسان خدا کا خوف رکھتے ہوئے بڑی کوشش نیک کام کرنے کی کر رہا ہے تو وہ اُسکی رہنمائی کرتا ہے کہ مسیح پر ایمان لائے جو اس کے لئے مصلوب ہوا جیسا کہ کرنیلیوس کو ہدایت کی کہ ایمان لاکر اصطباغ پائے (اعمال ۱۰: ۴۸)

۱۸۴ محمدی۔ کم سے کم ہم محمدیوں کو تو کفارہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام محمدی کبھی تک جنت کو جائینگے۔

مسیحی۔ اس کا ثبوت تو محال ہے ہاں آپکی احادیث آپکو کچھ سہارا دیں تو دیں مگر سورہ ہود آیت ۱۲۰ سورہ سجدہ آیت ۱۳ وغیرہ میں خدا خود کہتا ہے کہ ”جہنم جن و انسانوں سے بھرا جائیگا“۔ اور قرآن محمدیوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے ”تم میں سے کوئی نہیں ہے کہ اُس میں نہ ڈالا جائے یعنی جہنم کی آگ میں (سورہ مریم آیت ۷۲)“ حالانکہ آپ کے مفسرین تاویل کرکے آپکی کچھ تسلی کر دیتے ہیں مگر یہہ ایک خطرناک معاملہ ہے۔

۱۸۵ محمدی۔ رسول اللہ کا نام ہماری پیشانی پر مہر کیا جائیگا اور اُسکی برکت سے آگ کا شعلہ ہم کو ضرر نہ پہنچائیگا۔

مسیحی۔ میرے خیال میں یہہ بڑی کمال دانائی ہوگی کہ محمد صاحب کا نام اپنی پیشانی پر لکھکر ابھی قیامت

آگ کا تجربہ کریں ورنہ اگر اسی غلط خیال میں رہے تو پھر موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ آپ اُسکی صداقت اور بطالت کی اسی وقت جانچ کرلیں ؛

۸۶ المحمدی۔ قرآن شریف سورہ ۷ ، ۸ آیت ۸ میں ہم کو بتلاتا ہی کہ ہمارا راستہ نہایت کشادہ و چوڑہ ہی جس حال کہ آپ کا نہایت تنگ اور سکڑا ہی۔

مسیحی۔ آپ کا کہنا درست ہی مگر خداوند مسیح نے ہم کو بتلا دیا ہی کہ چوڑا راستہ کدھر کیے جاتا ہی (متی ۷ : ۱۳) کہیے کیا قرآن کا یہہ کہنا اُس سے بالکل مطابق نہیں ہی جو وہ سورہ مریم آیت ۷۲ میں آپ لوگوں کو سناتا ہی؛

۸۷ المحمدی۔ "وہ ہماری بدکاریوں کیلئے گھائل کیا گیا" (یشعیاہ ۵۳ : ۵) ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ پر چسپاں نہیں ہوسکتا بلکہ کسی ایسے نبی پر جو یشعیاہ سے پہلے گذر چکا ہو۔

مسیحی۔ بفرض محال اگر ہم اس کو ایسا ہی تسلیم کرلیں اور یہی خیال زبور ۲۲ کے لئے بھی تصور کریں کیونکہ وہاں بھی صیغہ ماضی کا استعمال ہوا ہی اور ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ پُرانا عہد نئے عہد کے ساتھ اس بات میں بالکل متفق ہی کہ انسان کو کفارہ کی ضرورت ہی کیونکہ "بغیر لہو بہائے گناہوں کی معافی نہیں ہی" عبرانی ۹ : ۲۲ مگر جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہرگز درست نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ توریت۔ زبور۔ انجیل اور نہ قرآن ہی کہیں ایسے نبی کا پتہ دیتا ہی۔ علاوہ اس کے عقل گواہی دیتی ہی کہ کوئی محض انسان تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کو عبرانی و عربی کا ذرا سا بھی علم ہو تو آپ پر روشن ہوجائیگا کہ اکثر صیغہ ماضی زمانہ مستقبل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہی اور جبکہ کسی زمانہ مستقبل کا کام پورے طور سے مقرر ہو چکا اور اس کا ہونا قائم ہو چکا تو وہ زمانہ ماضی ہی کی طرح استعمال کیا جاتا ہی۔ اسکی مثال خود قرآن ہی سے پائی جاتی ہی جو بہتیرے مفسرین کی رائے کے موافق ہی مثل سورہ قمر کی اوّل آیت میں ایسا لکھا ہی کہ "آ گئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند" جس کے معنی یہی ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔ خدا کے نزدیک ماضی اور مستقبل کوئی چیز نہیں ہی بلکہ ہر بات حال ہی ہی۔ عبرانی میں صیغہ ماضی کا دوسرا نام دائمی ہی کیونکہ یہہ ایسی حالتوں کا ذکر کرتا ہی جو پائدار اور قائم رہنے والی ہیں۔ قدیم یہودی مفسرین نے یشعیاہ ۵۳ کو مسیح کی بابت پیشگوئی سمجھا اور

نئے عہد نامہ میں اس کا پورا ہونا مسیح کی ذات میں ثابت ہوا۔

۱۸۸ **محمدی** - جبکہ خدا قادر مطلق ہو تو آدمیوں کو نیک بھی بنا سکتا ہو اور انکی مرضیوں کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتا ہو اور اس طرح حضرت عیسٰی کے مرنے یا کسی کفارہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے

مسیحی - مگر خدا نے ہر کام کے کرنے کے لئے ایک وسیلہ مقرر کیا ہو اور یہہ بات تجربہ سے ثابت ہو پھر آپ یہہ بھی خوب خیال کریں کہ فی الحال ہم خدا کی قدرت پر بحث نہیں کر رہے ہیں کہ وہ کیا کچھہ کر سکتا ہو اور کیا کچھہ نہیں کر سکتا ہم اس وقت واقعات و بدیہیات پر بحث کرتے ہیں جس کو بائبل نے ظاہر کیا ہو کہ خدا وند مسیح نے بہتوں کے لئے اپنی جان فدیہ میں دی (متی ۲۰: ۲۸ فرس ۱: ۴۵) اور تجربہ ہم کو بتلاتا ہو کہ خدا نے ہم کو آزاد مرضی عطا کی ہو کہ ہم خواہ برائی کا اختیار کریں یا بھلائی کو۔ اگر یہہ اختیار ہمارا ضائع کر دیا جائے اور ہم کو مجبوراً نیکی کی طرف راغب کیا جائے تو اس میں یہہ نقص ہونگے۔ (۱) یہہ خدا کی دانائی کی شان سے بعید ہو کیونکہ اس سے ثابت ہوگا کہ اُس نے ہم کو آزاد مرضی دیکر اوّل درجہ کی غلطی کی ہو (۲) اگر آزاد مرضی نہ ہو تو نیکی کی کوئی امید نہیں ہو جس کا مقصد چھین لینا ہو۔ (۳) اگر ہم کو آزاد مرضی سے محروم کیا جائے تو اس سے ہماری گزشتہ خطاؤں کا چارہ نہ ہوگا۔ پس ایسی تجویز یا طریقہ بجائے اس کے کہ تمام آدمیوں کو نیک بنائے ہر شخص کے نیک ہونے کا سدراہ ہوگا +

۱۸۹ **محمدی** - اجی جناب وہی ہوتا ہو جو قسمت میں لکھا ہوتا۔ خدا نے ہر شخص کی قسمت اُسکی گردن سے باندھ دی ہو سورہ بنی اسرائیل ۱۴ "وہ جس کی چاہتا ہی ہدایت کرتا ہو جس کو چاہتا ہو گمراہ کرتا ہو۔ سورہ مدثر آیت ۳۴۔ پس دراصل دنیٰی شر کا بانی سورہ انعام ۳۹ سورہ شمس پس کسی کفارہ وفارے کی کوئی ضرورت نہیں ہو یہہ سب آپ لوگوں کا ڈھکوسلا ہو۔

مسیحی - آپ کی یہہ تقدیریہ تعلیم عقل اور تجربہ ہر دو کے مخالف ہو۔ آپ خدا کو العادل کا خطاب دیتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایسا ہی ہو۔ پھر بھلا کیونکر ایسی بے انصافی کا کام کریگا کہ ہم کو بدی کرنے پر مجبور کرے اور پھر اُس کے لئے ہم کو سزا دے ایسی تعلیم تو خدا کو بد ثابت کرتی ہیں اور یوں گویا شیطان کو خدا کے تخت پر سرفراز کرتا ہو۔ آپ بھی گناہ کی یہی تعریف کرینگے کہ جو خدا کا ممنوع ہو

اور خدا ہرگز یہہ نہیں چاہتا کہ ہم اُسکے مرتکب ہوں۔ پس یہہ کیسی جہالت ہوگی کہ اگر ہم مان لیں
کہ یہہ اُس کی عین مرضی ہے اور کہ وہ ہم کو اس کے کرنیکے لئے مجبور کرتا ہے۔ ہم کو ہمارا ذاتی تجربہ سکھلاتا
ہے کہ ہم ہر فعل کے کرنیکو عام طور سے خود مختار ہیں۔ ہر وقت اپنی نیت کے لئے آزاد ہیں۔ آپ بالکل
بھول جاتے ہیں اور گناہ کو صرف اعمال ہی پر موقوف رکھتے ہیں مگر خداوند مسیح سکھلاتا
ہے کہ خدا دل کو جانچتا ہے (متی ۵: ۲۷-۲۸ مقابلہ کرو خروج ۲۰: ۱۷ از بور ۷: ۹) در حقیقت یہہ تعلیم قد
اپنی اصل میں بت پرستوں کی تعلیم ہے اور ہر قسم کے بت پرست طریق میں پائی جاتی ہے اور ہر مقام پر
یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اُسکے قایل ہیں فی الحقیقت اپنے خدا یا خداؤں کی بابت یہہ ہرگز
نہیں جانتے کہ وہ دنیا کے برحق حاکم ہیں بلکہ انکا اعتقاد یہہ ہے کہ وہ تقدیر کی پابند ہے۔

۱۹۰ محمدی۔ اگر آپ یہہ قبول کرتے ہیں کہ خدا ہر نیکی کا بانی ہے اور شیطان ہر برائی کا تو پھر
~~اس لحاظ سے~~ ہم ہرگز اپنے فعلوں کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے ؛

مسیحی۔ ہم یہہ جانتے ہیں کہ خدا ہم کو یہہ طاقت دیتا ہے کہ جو نیک ہے اس کا ارادہ کریں اور پھر عمل
کریں (فلپی ۲: ۱۲ و ۱۳) ہم یہہ ہرگز نہیں مانتے کہ وہ ہم کو یہہ یا وہ کرنیکے لئے مجبور کرتا ہے یا ہماری
فعل مختاری میں خلل انداز ہوتا ہے۔ وہ ہم کو فضل عطا کرتا ہے کہ شیطان کی آزمایش کا مقابلہ
کریں بشرطیکہ ہم ایسا چاہیں۔ نور قلب کا ہونا بھی ہم پر ہماری ذمہ واری ثابت کرتا ہے کیونکہ جس وقت
ہم کوئی قصور کرتے ہیں ہم فوراً اپنی تقصیر کو محسوس کرتے ہیں۔

۱۹۱ محمدی۔ حضرت مسیح کا کفارہ بالکل بے سود ہے ہمارے حضرت رسول اللہ کی شفاعت کافی ہے
وہ خدا کے چنے ہوئے اور حضرت مسیح سے بزرگتر ہیں اُنکا اسم مبارک دنیا کی پیدایش سے پہلے عرش
میں لوح محفوظ پر لکھا ہوا تھا ہر شے اُنکے لئے خلق ہوئی اُنکا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔

مسیحی۔ اس بیان میں جو کچھ آپ نے فرمایا اُس کو آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ یہہ محض
دعویٰ ہی دعویٰ ہے علاوہ ازیں ہم خداوند مسیح کی فضیلت از روئے قرآن محمد صاحب کی نسبت
پیچھے ثابت کر چکے ہیں۔ محمد صاحب محض ایک انسان تھے جو معمولی طور سے پیدا ہوئے قرآن
خود خداوند مسیح کی اعجازی پیدایش کا قائل ہے اور محمد صاحب کی نسبت اعلیٰ اور افضل خطاب

دیتا ہے۔ یہہ تو محمدی مالاخیال انجیل سے سرقہ کیا گیا ہے (یوحنا ۱: ۳ و ۵) یہہ مسیح کی شان میں ہے۔ کہ محمد صاحب کی "اُس میں سب چیزیں موجود ہوئیں کیا آسمان میں کیا زمین میں کیا مرئی کیا غیر مرئی سب چیزیں اُس کے وسیلے اور اس کے لئے پیدا ہوئیں"۔ (فلپی ۱: ۱۶) یہہ سب کچھ کلمتہ اللہ کی شان میں تو بالکل درست ہے مگر کسی محض انسان یا مخلوق کی شان میں ہرگز حق نہیں ہوسکتا بلکہ سراسر کفر ہے۔

۱۹۲ محمدی ۔حضرت عیسٰی کا سب سے بڑا کام حضرت محمد صاحب کی بشارت دینا تھا اور پھر دوبارہ نازل ہونگے تاکہ خنزیروں کو قتل کریں او صلیبوں کو توڑ ڈالیں اور سب کو اسلام کا پیرو کریں اس کے بعد وہ عقد کرینگے اور آخر کار وفات پائینگے اور اس خالی قبر میں جو انکے لئے مدینہ منورہ میں کھدی ہوئی موجود ہے دفن ہونگے کیونکہ لکھا ہے "ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے" سورۃ انبیا آیت ۳۶ آپ ہمارے مفسرین کو بھی دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں یعنی سورہ نساء ۱۵۷۔۱۵۶ سورہ مریم ۳۳ کی بابت۔

مسیحی ۔خداوند مسیح نے ہرگز محمد صاحب کی بابت خبر نہیں دی ہاں اگر آپ (متی ۷: ۱۵ و ۱۶ و ۲۴: ۱۱) کو اور اسی قسم کے دیگر مقامات کے مفہوم میں محمد صاحب کو بھی شامل کریں تو بات دوسری ہے۔ اور نہ وہ اپنے دوبارہ آنے پر کوئی ایسی حرکت کرینگے جس کے آپ مدعی ہیں۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ دوبارہ ضرور آئینگے تاکہ دنیا کی عدالت کریں۔ (متی ۲۵: ۳۱) اور اپنے لوگوں کو اپنے ساتھ لینگے (یوحنا ۱۴: ۳) یہہ اس تمثیل کا مطلب ہے جو شادی سے دیگئی جو اُسکی اور اُسکی کلیسیا کے ساتھ ہوگی (مکاشفہ ۲۱: ۲ و ۹ و ۱۰) مگر وہ ہرگز فوت نہ ہونگے (رومی ۶: ۱۰ مکاشفہ ۱: ۱۸) مسیح کی قبر خواہ یروشلم میں ہو یا مدینہ میں اب سے ہمیشہ تک خالی رہیگی اُس نے اپنے کفارہ سے اور اپنے جی اُٹھنے سے موت کو مغلوب کیا اور زندگی اور غیر فانیت کا دروازہ انجیل کے طفیل وا کردیا (۲ تمطاوس ۱: ۱۰)

۱۹۳ محمدی آپ کی بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ موت گناہ کی مزدوری ہے (رومی ۶: ۲۳) یعنی جسمانی اور روحانی موت جس کا درست مقصد یہہ ہے کہ ابد تک جہنم ہے (مکاشفہ ۲۰: ۱۴) کیا حضرت مسیح نے تمام انسانوں کے لئے ہر دو قسم کی موت برداشت کی یعنی جسمانی موت کے علاوہ ہمیشہ تک جہنم میں رہے؟

مسیحی۔ جی نہیں وہ ہمیشہ تک جہنم کے عذاب میں نرہے۔
محمدی۔ پھر آپ کیونکر پکارتے ہیں کہ اُنہوں نے آپ کے سب گناہ اُٹھا لیے ہیں؟
مسیحی۔ ہم ہرگز یہہ نہیں کہتے۔ کیونکہ جہاں تک سزا کا تعلق ہو اُس کو کوئی سوا قصوروار کے اٹھا نہیں سکتا اور مسیح معصوم مطلق تھا۔ اگر کوئی معصوم شخص کسی خطاکار کے عوض سزا کو برداشت کرنا گوارا کرے تو یہہ کہنا بالکل لغو ہو کہ معصوم شخص سزا سکتا ہو۔ اگرچہ اُس نے سزا اُٹھانیکی ذمہ واری خواہ گنہگار کی خاطر یا اُس کے عوض کی بائبل یہہ بتلاتی ہو کہ مسیح نے ہمارا دکھ اُٹھایا! اور اُس نے ہمارے گناہ اپنے ہی جسم پر اٹھائے اور صلیب پر چڑھ گیا کہ ہم جو گناہوں میں مرد تھے راستبازی کی خاطر زندگی حاصل کریں جس کے مار کھانیسے تم چنگے ہوئے" (۱ پطرس ۲: ۲۱-۲۴)
خیال فرمایئے لفظ سزا اس میں استعمال نہیں ہوا۔

۱۹۴ محمدی۔ کیا جناب مسیح اُنکو جو اُن پر ایمان لاتے ہیں دونوں قسم کی سزا سے بچاتے ہیں یعنی جسم کی موت علاوہ جہنم کی ابدیت سے بھی؟
مسیحی۔ وہ جسم کی موت سے اُنکو بچاتا ہو جو اس میں زندہ ہیں اور اُسکی دوبارہ آمد پر زندہ پائے جائیں (۱ قرن ۱۵: ۵۴-۵۷) اور پھر وہ اُنہیں جو اُس میں ہو کر سچے ایمان میں مر گئے انہیں ہمیشہ کی زندگی۔ خوشی اور پاکیزگی عطا کرتا ہو یعنی موت پر غالب آکر وہ انہیں موت سے رہائی دیکر اُس پر اُنکو فتح بخشتا ہو (۱ قرن ۱۵: ۵۴، ۵۷)۔ علاوہ ازیں اپنے ایمان دار بندوں کو اس وقت بھی ایک قسم کی جسمانی موت سے بچاتا ہو کیونکہ موت اُنکے نزدیک خوف سے پاک ہو اور اس لئے مثل نیند کے اُس کو نئے عہد میں بیان کیا ہو۔ اس لحاظ سے مسیح خداوند نے موت کو نیست کیا۔ (۲ تمطاؤس ۱: ۱۰) چونکہ اُس نے اُس کے خوف اور ڈنک سے اُنکو آزاد کر دیا ہو یعنی اُس نئی زندگی کے پانے کے قبل جو وہ عطا کرتا ہو یہہ اُنکو پہلے ہی مل جاتی ہو (یوحنا ۳: ۳۶-۵: ۲۴-۶: ۵۰-۵۸-۹: ۲۵-۲۶)
موت کے خوف سے وہ اپنی عمر بھر غلامی میں تھے" عبرانی ۲: ۱۴ و ۱۵)

۱۹۵ محمدی۔ تو کیا آپ کو یہہ عجیب بات معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت مسیح صرف آپکو کسی قدر سزا کے حصے سے بچاتے ہیں اور ابھی کچھ حصہ اور ہی جس سے وہ آپ کو نہیں بچاتے یعنی آپ کو جسمانی طور

پڑنا ضرور ہوا یہی طرح ابدی جہنم کی سزا سے وہ آپ کو عارضی طور پر بچا لیتے ہیں مگر کلیتاً وہ جہنم کی آگ سے آپکو رہائی نہیں دیتے؟

مسیحی۔ جہنم کی آگ اُنہیں لوگوں کا حصّہ ہو جو آخر وقت تک ناتائب رہتے ہیں جنکا دل خداوند مسیح کی محبت کے خلاف سخت ہو گیا جس نے اُنکے لئے اپنی جان دی کہ انہیں اُن کے گناہوں سے بچائے (متی ۱: ۲۱) اس کے ایماندار بندے آخر وقت تک ناتائب نہیں رہتے لہذا یہہ کوئی لازمی بات نہ تھی کہ وہ اُس حصّہ سزا کو بھی اُٹھاتے جو اُس ایمان کے ذریعہ جو اُس میں ہوا اور دل کی وہ تبدیلی جس کو وہ ایسے ایمانداروں کے اندر پیدا کرتا ہو اس حصّہ سے محفوظ رکھ سکتی ہو اُنکو گناہ اور خطا کی ندرت سے بچانے سے یہہ مقصد ہو کہ وہ اُنکو اس دوری سے رہائی دیتا ہو جو خدا اور انسان کے درمیان ہو گئی تھی اور جس کیواسطے وہ باہر کے اندھیرے میں ڈالے گئے تھے۔ آپکے اعتراضوں کا سارا زور اس غلط خیال پر مبنی ہو کہ آپ سمجھتے ہیں کہ مسیح ہمارے لئے سزا دیا گیا اور ایسے اعتراض کا زور کفارہ کی تعلیم پر بعض بائبل کے الفاظ کی غلط فہمی کے باعث ہوتا ہو مگر کفارہ کی تعلیم کو جہانتک ممکن تھا ہم نے آپ کو صاف کر کے دکھا دیا کہ دراصل اس کا کیا مقصد ہو اور اگر آپ ذرا غور کرینگے تو فوراً وہ غلط فہمی جو آپکے ذہن میں غلط تصور سے پیدا ہوئی ہو دور ہو جائیگی ۔

باب ششم

اس بنا پر مذہب عیسوی پر محمدیوں کے اعتراضات کہ محمد صاحب کا الٰہی تقرر خاتم النبیین کی حیثیت سے ہو اور اُن کا جواب

۱۹۶ محمدی۔ حضرت مسیح بیشک ایک اولوالعزم نبی تھے مگر اُنکا زمانہ گذر چکا محمد رسول اللہ جو سارے انبیا کی مہر ہیں اُنکے بعد مبعوث ہوئے وہی اب نبی ہیں اور خاتم النبیین۔ یہہ قاعدہ کلیہ ہو کہ جب ایک بادشاہ وفات پاتا ہو دوسرا اُس کا جانشین ہوتا ہو۔ اور پھر اُسی کا حکم مانا جاتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ جو کتاب محمد رسول اللہ کو حکم ہوا تھا کہ ہم کو پہنچا دیں وہ ہمارے لئے کافی

ہم کو کسی اور کی ضرورت نہیں ہے۔
مسیحی۔ آئیے تھوڑی دیر کے لئے آپ کی مثال کو ہم قبول کرکے پرکھیں آپ سب محمدی قرآن کے موجب (بلکہ انجیل کے بھی) اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خداوند عیسیٰ زندہ ہیں اور محمد صاحب مرگئے اور دفن ہوئے۔ اگر آپ نے حج کیا ہوگا تو ضرور محمد صاحب کی قبر کی مدینہ میں زیارت کی ہوگی اور وہیں خداوند عیسیٰ کے لئے قبر تیار ہے مگر خالی دیکھی ہوگی بس آپکے اقوال سے زندہ کی نہ کہ مردہ کی اطاعت فرض ہے۔ علاوہ ازیں خداوند مسیح کا خود دعویٰ ہے کہ وہ ابد تک زندہ ہے (مکاشفہ ۱: ۱۸) اُس کے زمانہ کا ہرگز آخر نہیں وہ خود فرماتا ہے کہ آسمان و زمین ٹل جائینگے مگر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی (متی ۲۴: ۳۵) اب آپ یہہ بادھوائی دعویٰ نہیں کر سکتے کہ بائبل میں تحریف ہوئی یا یہہ منسوخ ہوئی کیونکہ یہہ ہم سب ثابت کر چکے کہ ایسے دعوے بالکل لغو ہیں پس یہہ الفاظ ایسے شخص کے جس کو آپ نبی برحق مانتے ہیں ضرور آپ کیلئے بعبت اور وزن دار ہونا چاہئیں کیونکہ آپ یہہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن خود بائبل کی گواہی دیتا ہے اور آپ کو اُسکے قبول کرنے کو کہتا ہے (سورہ بقر آیت ۱۳۰) اب اگر آپ کو بائبل کی چنداں ضرورت نہ ہو تو اس فرمان کے کیا معنی ہوئے؟

۱۹۷ محمدی۔ ہم حضرت عیسیٰ اور دیگر تمام انبیا پر ایمان لاتے ہیں مگر محمد رسول اللہ سب سے اولوالعزم اور سب کے آخر میں ہیں چونکہ وہ ہمارے نبی ہیں اس لئے وہ ہمارے لئے کافی ہیں۔
مسیحی۔ آپ اُنکے دعویٰ کا ثبوت پیش کریں۔

۱۹۸ محمدی۔ اسکی نسبت ہمارے پاس بہت سے ثبوت ہیں مگر خاص خاص انمیں یہہ ہیں (۱) ان کے معجزات (۲) قرآن کا طرز انشا (۳) اسلام کی اشاعت (۴) حضرت صلعم کی بابت پیشینگوئیاں جو اِس وقت تک بائبل میں موجود ہیں (۵) اس کے علاوہ اور بہت سی پیشینگوئیاں جو بلا شک یہود اور نصاریٰ نے نکال ڈالیں۔
مسیحی۔ انمیں سے نمبر ا اور ۲ کی بابت تو ہم پیچھے بخوبی دیکھ چکے اور اسی کے ضمن میں ہم یہ بھی دیکھ چکے کہ آیا محمد صاحب کی بابت کوئی پیشینگوئی بائبل سے نکالی گئی یا نہیں۔ پس اب صرف دو

باتیں باقی رہ گئیں آپ لگے ہاتھوں ان پر بھی غور و فکر کرلیں۔

۱۹۹ محمدی - دین محمدی ہرگز ایسی سرعت کے ساتھ بہت ممالک میں نہ پھیل جاتا جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے اگر یہہ دین درست نہ ہوتا اور محمد صلعم نبی برحق نہ ہوتے۔

مسیحی - اب اگر آپ کی دلیل درست ہو تو بدھ مذہب سب سے زیادہ برحق ہے کیونکہ اس کا دائرہ اسلامی ممالک سے زیادہ وسیع ہے اور یہہ اسلام کی نسبت سے بھی جلد اشاعت پا گیا۔ پھر طرفہ یہہ کہ بالکل صلح و سلامتی کے ساتھ شایع ہوا مگر اسلام بزور شمشیر خاص طور سے شایع ہوا یہہ دلیل اسلام کی بہت بڑی اور کاٹ دار بھی۔ اب خیال کیجئے بدھ کی تعلیم اپنی اصل میں ایک ایسا فلسفہ تھا جو صداقت انکار کرانا سکھاتا تھا۔ مگر اب ترقی کرتا ہوا بھوتوں و پریتوں کی پرستش میں تبدیل ہو گیا ہے اب بھی یہہ برحق نہیں ہو سکتا پھر غور فرمایئے جب تک محمد صاحب نے اپنے دین کی اشاعت کے لئے صرف وعظ ہی کا ذریعہ اختیار کیا تھا بہت کم تعداد لوگوں کی اس میں شامل ہوئی مگر جب اُنہوں نے تلوار کو نیام سے نکالا اور اپنے جانشینوں کو وہ بطور وراثت دی کہ اُنکے بعد اُسکو استعمال میں لائیں پھر کیا تھا ملک کے بعد ملک فتح ہوتا گیا کیونکہ تلوار کی تیغ بھلا کون سہار سکتا ہے۔ اِس میں تو اُسکی صداقت و دعویٰ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ محمد صاحب سے قبل اور انکے بعد بھی بڑے بڑے فاتح گذرے ہیں۔

۲۰۰ محمدی - خدا ہرگز صدیوں تک اس کثرت سے لوگوں کو غلطی میں پڑا رہنے نہ دیگا۔ اس لحاظ سے ضرور ہے کہ دین محمدی برحق ہو۔

مسیحی - باوجود اس کے کہ آپ اس کے قائل ہیں کہ "وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے" (سورہ مدثر آیت ۳۴) آپ کی یہہ دلیل تو ہندوؤں کے مذہب بلکہ ہر جھوٹے مذہب کو سچا ثابت کرتی ہے۔ بشرطیکہ ہم آپ کی دلیل کے مفہوم کو قبول کریں۔ شاید دنیا میں محمدیوں کی نسبت ہندو زیادہ ہیں اور انکا مذہب بھی بہت پرانا ہے اور مسیحیوں کی تعداد ہر دو سے زیادہ ہے ~~اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور ہم~~ ممکن ہے کہ محمدیت میں بعض صداقتیں ضرور ہیں مثلاً خدا کی وحدانیت کا مسئلہ مگر اس سے مذہب کے سارے اصول برحق نہیں ہو سکتے۔

۲۰۱ محمدی - مگر پھر بھی بائبل میں اب تک محمد رسول اللہ کی بابت پیشینگوئیاں پائی جاتی ہیں اور وہی اُنکے نبی برحق ہونے کو کافی سے زیادہ ہیں +

مسیحی - آپ کو دلیل کا ایک پہلو اختیار کرنا واجب ہے کیونکہ اگر بائبل کی اس حالت میں جیسا وہ اب ہمارے پاس موجود ہے انکی بناء ڈھونڈھتے ہیں اور آپکا خیال ہے کہ اُس میں محمد صاحب کی بابت پیشینگوئیاں ہیں اور اُن پیشینگوئیوں کو آپ بہت وزن دار خیال فرماتے ہیں کہ کم سے کم محمد صاحب کے دعوی کے ثبوت میں اُنکو کافی گردانتے ہیں تو آپ اِس کا صاف اقرار کر رہے ہیں کہ بائبل جیسی کہ وہ موجودہ حالت میں ہے بالکل تحریف سے پاک ہے اور ہم نے اِس کو ثابت بھی کر دیا۔ لیکن اگر آپ یہہ خیال نہیں کرتے تو آپ اپنی عمارت کا ردا بالو پر رکھ رہے ہیں جو ہرگز قائم نہ رہیگا۔ اب اگر آپ بائبل کو رد کریں تو آپکے پاس کوئی اور ثبوت محمد صاحب کے دعوی کا نہیں اگر پھر اگر آپ بائبل کو قبول کریں تو یہہ محمدیت کے اکثر اہم مسائل کا ابطال کرتی ہے یوں گویا قرآن اور محمد صاحب کے دعووں کا قطعی انکار ہے۔ ہاں یہہ حق آپ کو حاصل ہے کہ آپ اس میں سے اپنے خیال کے موافق محمد صاحب کی بابت کوئی پیشینگوئیاں تلاش کریں۔ اگر آپ بائبل کو رد کریں تو یہہ آخری بات بھی آپکے ہاتھ سے جاتی رہیگی اور آپکے لئے اور کوئی امداد ملنا دشوار ہے اور آپ کا اس کو رد کرنا کوئی وزن دار بات نہ ہوگی کیونکہ خود آپ کا قرآن اسکی صداقت اور اصلی ہونے کا قائل ہے اور اگر اس پر بھی کچھ توجہ نہ کریں اور اُسکی شہادت کو قبول کرنیکو تیار نہ ہوں تو یہہ قرآن کے حق میں نقصان دہ ہوگا اور ضرور قرآن میں کوئی نہ کوئی ایسا ہی نقص ہے جس سے آپ اُسکو قبول نہیں کرتے +

۲۰۲ محمدی - سورۃ العمران آیت ۷۵ کا مضمون ہم کو اس بات کا متوقع کرتا ہے کہ عہد عتیق میں محمد صاحب کی بابت پیشینگوئیاں ملینگی پھر سورہ صف آیت ۶ ہم کو بڑی صفائی سے یقین دلاتی ہے کہ یہہ وہی پیشینگوئی ہے جس کو حضرت عیسی نے انکی شان میں انجیل میں بیان فرمایا۔ اب میں اول عہد عتیق اور مابعد عہد جدید میں سے محمد صاحب کی شان میں جو پیشینگوئیاں ہوئی ہیں اُن کو بیان کرونگا۔

سب سے اوّل وہ عجیب اور غریب پیشینگوئی ہے جو استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ میں بیان ہوئی ہے جہاں خداوند تعالیٰ حضرت موسیٰ سے فرماتا ہے "میں انکے لئے انکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اسکے منہہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا" یہہ پیشینگوئی بلاشبہ حضرت محمد صاحب کی بابت ہے (۱) موعود نبی بنی اسرائیل میں سے ہونے والا نہ تھا بلکہ اُنکے بھائیوں بنی اسمعیل میں سے (مقابلہ کرو اس محاورہ کا پیدایش ۲۵: ۹ و ۱۸) پھر (۲) کوئی ایسا نبی بنی اسرائیل میں کبھی برپا نہیں ہوا (دیکھو استثنا ۳۴/۱۰)۔

مسیحی۔ یہہ آخری حوالہ جو آپنے پیش کیا اس سے تو وقت کی قید ظاہر ہے یعنی جس وقت استثنا کا آخری باب لکھا گیا لفظ "اب تک" پر پورا زور ہے۔ پھر یہہ بھی غور طلب ہے کہ استثنا ۱۸/۱۵ میں موعود نبی کی بابت یہہ کہا ہے کہ "تیرے ہی درمیان میں سے" اور یوں گویا تیرے بھائیونکی پوری تشریح کر دی۔ اب اسمعیل اضحاق کا بھائی تو تھا بلکہ یہہ کہنا درست ہے کہ سوتیلا بھائی۔ پس اگر بنی اسمعیل ایک طرح سے بنی اسرائیل کے برادری والے تو کہے جاسکتے ہیں مگر کتنا زیادہ خود بنی اسرائیل کا آپس میں بھائی اور برادری کہا جانا انسب اور درست ہے۔ وہ ہر طور سے آپس میں ایکدوسرے کے بھائی ہیں۔ دیکھئے سورہ اعراف آیت ۸۲ میں یہہ محاورہ موجود ہے "اُنکا بھائی شعیب" اس لفظ بھائیوں کی تشریح میں ذیل کے مقامات کا مطالعہ غور سے کرنا واجب ہے۔ استثنا ۱۷/۱۸ و ۱۵/۷ و ۱۷/۱۵ و ۲۴/۱۴ و سلاطین ۱۲/۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ ماسوا اس کے توریت سے صاف عیاں ہے کہ بنی اسمعیل میں سے کبھی کسی نبی کی بات پر پہونچنے کا خیال بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا نے اپنا عہد اضحاق سے نہ کہ اسمعیل سے باندھا تھا بلکہ اسمعیل اور اُسکی ذُرّیت کو اس وعدے سے صریحاً خارج کیا ہے (دیکھو پیدایش ۱۷/۱۸-۲۱ ۲۱/۱۰-۱۲) یہہ بات قرآن سے بھی ثابت ہے جو صاف صاف بتلاتا ہے کہ عہدہ نبوت اضحاق اور اس کی اولاد کو دیا گیا دیکھو سورہ عنکبوت آیت ۲۷ سورہ جاثیہ آیت ۱۵ میں تو صاف یوں لکھا ہے "ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب وحکمت اور نبوت دی اور اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور تمام جہان پر انہیں فضیلت بخشی"

محمدی۔ مگر الفاظ "تیرے ہی درمیان میں سے" استثنا ۱۸/۱۵ ضرور مابعد کا الحاق ہوگا کیونکہ سب سے پرانے نسخہ یونانی ترجمہ میں (جس کو سپٹواجنٹ کہتے ہیں) وہ پائے نہیں جاتے اور نہ اہل تعتباس

میں پائے جاتے ہیں جو اعمال ۳/۲۲ میں کیا گیا ہے۔

مسیحی۔ اس سے تو یہ ثابت نہ ہوا کہ وہ اصل متن میں موجود نہیں ہیں اگرچہ ہم معترف ہیں کہ ان آیات میں سے ایک ہے جنہیں حواشی وغیرہ سے الحاق ہوا ہو۔ مگر ہمارا زور محض انہی الفاظ پر تو نہیں ہے بلکہ پاک کلام کے مسلسل بیان کی بنا پر ہے۔ اس مقام پر جس نبی کا ذکر ہوا ہے وہ المسیح ہے جس کا وعدہ پچھلے عہد والوں سے ابراہام۔ اضحاق اور یعقوب سے ہوا دیکھو پیدائش ۱۲/۳ و ۲۶/۴ و ۱۸/۱۸ و ۲۲/۱۸ و ۲۸/۱۴ وغیرہ اور اور یہہ بات اُس اقتباس سے بھی صاف عیاں ہے جس کا آپ نے خود ذکر کیا اور یہہ بھی آپ نے کہا کہ الفاظ تیرے ہی درمیان میں سے"۔ وہاں موجود نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی مقدس پطرس اعمال ۳/۲۵ میں تشریح کرتے ہیں کہ یہہ اشارہ خداوند یسوع مسیح کی طرف ہے بعض کا گمان ہے کہ استثنا ۱۸/۱۵ میں جو لفظ ایک نبی ہے اس سے صرف ایک شخص مراد نہیں ہے بلکہ انبیا کا تمام سلسلہ ٹھیک جیسا کہ استثنا ۱۷/۱۴ میں ایک بادشاہ سے مراد اسرائیل اور یہوداہ کے کل بادشاہ مراد ہیں۔ پھر استثنا ۱۸/۴ میں "کاہن" سے مراد عام طور پر کاہنوں ہے مگر پھر بھی یہہ مقام مسیح خداوند کی طرف چسپاں ہے جو خاص نبی خاص کاہن اور خاص بادشاہ ہے۔ خود خداوند مسیح یوحنا ۵/۴۶ میں نہ صرف اس مقام کو بلکہ نوشتوں کے اور مقامات کو بھی اپنی بابت تشریح کے ساتھ بتلاتے ہیں۔ پس یوں نئے عہدنامہ میں اس پیشینگوئی کا حل الہامی طور پر ہمیں ملتا ہے۔

پھر قابل غور ہے کہ نبی موعود کی بابت لکھا ہے کہ وہ تیرے لئے ہوگا یعنی بنی اسرائیل کے لئے۔ اب مسیح خداوند بنی اسرائیل میں سے برپا ہوا۔ اپنا سارا وقت انہیں کے درمیان صرف کیا۔ اُس نے اپنے رسولوں کو اول اول اسرائیل ہی کے درمیان بھیجا (متی ۱۰/۵) اور مابعد غیر اقوام کی طرف (لوقا ۲۴/۴۷) مگر محمد صاحب نے خود اقرار کیا کہ وہ اہل عرب کی طرف مرسل ہوئے ہیں اور انہیں کے درمیان پیدا ہوئے۔ انہوں نے یہودیوں کے لئے کوئی کام کی بات نہیں کی سوا اس کے کہ ان کو قتل کیا۔

محمدی۔ محمد صاحب بلاشک حضرت موسیٰ کی مانند نبی ہیں مثلاً (۱) وہ دونوں اپنے دشمنوں کے زیر سایہ پرورش پائے گئے (۲) بت پرستوں کے درمیان مبعوث ہوئے (۳) اول اول خود اپنے ہی لوگوں سے رد کئے گئے مگر مابعد مقبول ہوئے (۴) ہر دو نے نکاح کیا اور صاحب اولاد ہوئے (۵) ہر ایک نے شریعت پہنچائی حضرت مسیح نے کوئی شریعت نہیں دی (یوحنا ۱/۱۷)۔ (۶) اپنے دشمنوں کے

بدمیان سے ہجرت کی ایک نے مدیان کو دوسرے نے مدینہ کو۔ ان دونوں مقاموں کیلئے جو الفاظ ہیں وہ ہم معنی ہیں (۷) کفار سے لڑائی یعنی جہاد کیا (۸) ایک ہی سے معجزات دکھلائے (۹) اپنے تابعین کیلئے راستہ صاف کیا کہ انکی موت کے بعد ملک کنعان میں داخل ہوکر اسکے وارث ہوں +

مسیحی۔ قریب قریب ایسی ہی مشابہت مسلیمہ کذاب اور مانی کی زندگی میں بھی پائی جائیگی مگر اس قسم کی مشابہت کا ہرگز ذکر نہیں ہے اور اگر ایسی ہی مشابہت ہو تو ہم اس فہرست کو اس طرح طول دے سکتے ہیں مثلاً دونوں نے خواب کیا دونوں نے جوروئیں کیں اور اس مشابہت میں محمد صاحب بیش بیش رہے پھر یہہ کہ دونوں کے نام حرف م سے شروع ہوتے ہیں دونوں بقضا الٰہی فوت ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ سب بے سود ہے کیونکہ ان آیات نے جو ہم نے پیدایش کی کتاب سے پیش کیں ایسے مشابہت کو جڑ ہی سے اکھاڑ پھینکا۔ کیونکہ وہاں سے بڑی صفائی سے ثابت ہوا کہ خدا نے واضح طور پر بیان کر دیا کہ اُس کا عہد اولاد اسمٰعیل سے نہیں بلکہ اولاد اضحاق سے مستحکم ہوا ہے اور پشت در پشت چلا جائیگا۔ اچھا آئیے ذرا قرآن سے اس معاملہ میں رجوع کریں خاص کر اس اہم امر کے ثبوت میں کہ محمد صاحب ہرگز مثیل موسیٰ نہ تھے۔ سورہ اعراف آیت ۱۰۶ اور ۱۵۸ میں ہم کو بتلایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بحکم اللہ محمد صاحب کی بابت "نبی امّی" کرکے پیشینگوئی کی۔ اب اس امر میں محمد صاحب ہرگز مثیل موسیٰ نہ تھے کیونکہ حضرت موسیٰ نے مصریوں کی تمام حکمت میں تربیت پائی اور کلام و کام میں صاحب اقتدار تھا"۔ (اعمال ۷/۲۲) اب یا تو آپ کا کہنا غلط ہے یا قرآن کا پھر ہم کو بتلایا گیا ہے "پر وہ مرد موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا"۔ (گنتی ۱۲/۳) اب یہہ صفت محمد صاحب پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتی۔ پھر حضرت موسیٰ اور محمد صاحب کی بنا کخت میں کوئی مشابہت نہیں ہے پھر یہہ تو خیال کرو کہ محمد صاحب اہل یہود میں سے کسی طرح سے نہ تھے جیسا کہ موسیٰ تھا یہہ جو یوحنا ۱/۱۷ میں ہے اُس سے یہہ مستنبط ہرگز نہیں ہوتا کہ خداوند مسیح نے قطعی کوئی شریعت نہیں دی کیونکہ دوسرے مقامات میں ہم پڑھتے ہیں کہ اُس نے شریعت دی جو روحانی تھی نہ کہ مجازی یا نفسانی (رومی ۸/۲ و ۶/۱۴) حضرت موسیٰ نے بہت سے معجزات کئے (دیکھو سورہ اعراف ۱۰۱-۱۱۶-۱۶۰) مگر ہم قرآن ہی کی شہادت پر دیکھ چکے (دیکھو سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۱) کہ خدا نے محمد صاحب کو

معجزات کرکے نہیں مرسل کیا (اسکی بابت نمبر ۱۲۶ و ۱۲۹ تک دیکھو) یہہ آخری نقصان نہایت ضروری امر ہی کیونکہ اگر آپ استثنا $\frac{34}{10-12}$ کا مطالعہ بغور کرینگے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ موعودہ نبی کے وہ نشان تھے جن کو آپ بیان کرتے ہیں ~~یہہ آپ کو معلوم ہوجائیگا~~ کہ بنی اسرائیل جن خاص امور میں نبی موعود کے مثیل موسیٰ ہونیکے منتظر تھے وہ صرف یہہ تھے (۱) اُس کو خدا کی بابت ذاتی علم حاصل ہو (۲) قدرت والے کام کرسکتا ہو۔ اب اناجیل سے یہہ بات صاف روشن ہی کہ خداوند مسیح ان ہر دو امور میں مثیل موسیٰ تھے حالانکہ موسیٰ سے بدرجہا بڑھکر۔ اگر آپ قرآن کا مطالعہ کریں کہ وہ حضرت موسیٰ کی بابت کیا کہتا ہی۔ (قرآن کی تعلیم یہہ ہی کہ وہ کلمۃ اللہ ہی) تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ اس بات میں اناجیل و قرآن ہر دو متفق ہیں۔

آخر بات یہہ ہی کہ خود خدا نے تبلا دیا کہ استثنا $\frac{18}{15-18}$ خداوند مسیح سے متعلق ہی آیت ۱۵ میں جو یہہ الفاظ ہیں کہ تم اس کی سننا اُس کا مقابلہ کریں مقدس متی $\frac{17}{5}$ جہاں لکھا ہی کہ "تم اُسکی سنو" پھر مقدس مرقس $\frac{9}{7}$ مقدس لوقا $\frac{9}{35}$۔ آپ استثنا $\frac{18}{19}$ کو بھی غور سے مطالعہ کریں سب سے پہلے آپکو لازم ہی کہ اس بات کو ثابت کریں کہ محمد صاحب کوئی نبی تھے تب اس بات کا موقع ہوگا کہ آپ اِس طرف رجوع کریں کہ وہ وہی نبی ہیں جس کا حوالہ استثنا $\frac{18}{15-18}$ میں ہی۔

۵۰۲ محمدی۔ عہد عتیق میں محمد صاحب کی بابت اور بہت سی پیش خبریاں ہیں۔

مثلاً پیدایش $\frac{49}{10}$ میں "لفظ شیلوہ" ہی جو محمد صاحب کا خطاب ہی جن کا خاص نام آیت ۸ میں موجود ہی جہاں لکھا ہی "ای یہوداہ تیرے بھائی تیری مدح کرینگے" کیونکہ لفظ محمد کے معنی ہیں حمد کیا گیا یا مدح کیا گیا۔

مسیحی۔ جناب بندہ توریت عربی زبان میں لکھی نہیں گئی بلکہ عبرانی میں اصل زبان میں جو لفظ ہی جس کے معنی مدح کرینگے کہے گئے ہیں اس کو شمہ بھر بھی لفظ محمد سے لگاؤ نہیں ہی بلکہ اسی مادہ کا فعل ہی جس سے لفظ یہوداہ مشتق ہوا ہی۔ آیت ۸ میں یہوداہ کی مدح کا ذکر ہی۔ محمد صاحب تو یہودی نہ تھے "شیلوہ" کے معنی ہیں "وہ جس سے اُس کو تعلق ہی" اور قدیم یہودی مفسرین نے واجبی طور سے اس کو المسیح کے القابوں میں سے ایک تبلایا (دیکھو یوناتن ٹارگم۔ جہاں لکھا ہی "مسیح بادشاہ کے آنے تک") سنڈرم کے ٹالمود میں لکھا ہی کہ یہہ المسیح کا نام ہی۔ اسی طرح سامری ٹارگم تبلاتا ہی خداوند یسوع مسیح یہوداہ کے فرقہ سے پیدا

ہوا اور غیر قوموں کا ایک بہت بڑا حصہ اُس کے اُمت ہو چکا ہو۔

۲۰۶ محمدی۔ سو میں بھی اُنہیں اُس سے جو گروہ نہیں غیرت میں ڈالونگا اور ایک بے عقل قوم سے اُنہیں خفا کرونگا۔ استثنا۔ یہہ آیت ضرور اہل عرب کی طرف اشارہ کرتی ہو۔ اس سے ہرگز یونانی مراد نہیں ہو سکتے جنکے درمیان مقدس پولوس و دیگر رسولوں نے منادی کی۔ کیونکہ یونانی اپنے علم اور فلسفہ کے لئے ضرب المثل تھے وہ "بے عقل قوم" نہ تھے۔

مسیحی۔ مگر شاید آپ کو یہہ یاد نہیں ہو کہ اُس زمانہ کی دانائی خدا کے سامنے بیوقوفی ہو (۱ قرنتی ۱: ۱۹) اس آیت میں کسی ایک شخص کا ذکر نہیں ہو نہ محمد صاحب کا ذکر ہو اور نہ کسی اور کا بلکہ ایک قوم کا۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اس کو تسلیم کر لیں کہ اس آیت میں مُراد اہل عرب سے ہو تو آپ کو یاد ہے کہ اہل عرب کے بہت سے قبائل قبل اسلام لانے کے مسیحی تھے مثلاً حمیار۔ غسان۔ رابیع۔ نجران۔ حیرا وغیرہ مگر ایسی آیات مثلاً انس ۱۱ $\frac{3}{14}$۔ ا پطرس $\frac{2}{1}$ سے استثنا $\frac{32}{21}$ کی تشریح پورے طور سے ہو جاتی ہو۔

۲۰۷ محمدی۔ دیکھئے استثنا $\frac{33}{2}$ کے الفاظ یہہ ہیں "خداوند سینا سے آیا" جس سے مراد ہو کہ حضرت موسیٰ کو توریت ملی۔ "اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا" اس میں انجیل شریف کے نزول کا بیان ہو۔ پھر یہہ کہ "فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا" بڑی صفائی سے اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ قرآن شریف نازل ہوا کیونکہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک کا نام ہو۔

مسیحی۔ اس آیت میں تو صرف یہہ بیان ہو کہ جس قدر حصہ ملک میں خدا کا نور جلوہ گر ہوا اُسکی حد بتائے اور خصوصاً یہہ کہ بنی اسرائیل جب جنگل میں کوہ سینا کے نزدیک خیمہ زن تھے اور یہاں تک خدا کا جلال اُنکو نظر آرہا تھا اُس کا ذکر کرے۔ اگر آپ تکلیف کر کے ایک نگاہ نقشہ پر ڈالیں تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ کوہ فاران مکہ سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر ہو اگر آپ اُن تمام آیات کا مطالعہ کریں جنمیں کوہ فاران اور دشت فاران کا ذکر ہو۔ تو آپ پر روشن ہوگا کہ یہہ مقامات جزیرہ سینا میں واقع ہیں جو مصر کی سرحد سے بہت دور نہ تھا اس آیت میں نہ تو انجیل کا ذکر ہو اور نہ قرآن کا اور نہ اس کو ان باتوں سے کوئی لگاؤ ہو۔

۲۰۸ محمدی۔ زبور ۴۵ میں ایک صاف پیشگوئی ہو جو حضرت محمد پر عاید ہوتی ہو جہاں ایک نبی کا

ذکر ہی جو تلوار حمائل کرتا ہی دیکھیں آیت ۳-۵ تک۔

مسیحی۔ آیت سے صاف ظاہر ہی کہ محمد صاحب کے لئے اس پیشینگوئی کو لگاؤ نہیں ہی کیونکہ محمدی کبھی محمد صاحب کو اللہ کا خطاب نہیں دیتے پس یہہ زبور ضرور خداوند مسیح کی ذات میں پورا ہوا (دیکھو زبور ۲ و ۱۱، و ۱۰ و ۱۱) آیت ۱۳ میں جو الفاظ شاہزادی یا بادشاہ کی بیٹی ہیں وہ مسیح کی دلہن ہی یعنی مسیحی کلیسیا (دیکھو مکاشفات ۲/۲۱) اور فتح سے مراد یہاں شیطان اور اسکی فوج پر فتح پانا ہی (دیکھو مکاشفہ $\frac{19}{21-11}$) خط عبرانی $\frac{1}{9-8}$ میں بڑی صفائی سے تبلایا گیا ہی کہ یہہ آیت جو زبور ۴۵ میں ہی وہ خداوند مسیح کی طرف منسوب ہی۔

۹۔ محمدی۔ زبور ۱۴۹ میں ایک اور اشکارا پیشینگوئی حضرت محمد کی بابت ہی آیت اول میں یہہ الفاظ نیا گیت ملاحظہ فرمایئے اس سے مراد قرآن مجید ہی اور آیت ۶ میں "دو دھاری تلوار" کا ذکر ہی جو خاص اشارہ حضرت علی صفیۃ اللہ کی طرف ہی جو پیغمبر صاحب کے داماد تھے کیونکہ انکے پاس ذوالفقار تھی جس سے انہوں نے خوب کام لیا آیت ۲ میں لفظ بادشاہ حضرت محمد صلعم کی طرف اشارہ ہی۔

مسیحی۔ اگر آپ آیت ۲ کا مطالعہ کریں تو آپکو معلوم ہوگا کہ صیہون کے فرزندوں کو ترغیب دیجاتی ہی کہ اپنے "بادشاہ میں شاد" ہان ہوں یہہ خطاب یہودیوں کا بادشاہ محمد صاحب کو دینا ایک حیرت انگیز بات ہی اگر آپ کو یاد ہی کہ حضرت نے بنی قینقاع اور دیگر یہودی فرقوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تو اس کے معنی کرنا آپکو مشکل پڑینگے کہ "وہ اپنے بادشاہ میں شادمان ہوں" معاذ اللہ ایسے سلوکوں کے عوض کیوں شادمان ہونے لگے انکی وجہ سے تو انکے گھرانے کے گھرانے برباد ہوئے تھے پھر "دو دھاری تلوار" کی بابت یہہ لکھا ہی کہ انکے ہاتھوں میں ہوگی نہ کہ حضرت علی کے ہاتھ میں۔ پھر لفظ "بادشاہ" جو آیت ۲ میں وارد ہوا ہی اسکی تشریح آیت ۴ میں بڑی صفائی سے کردی ہی کہ وہ خداوند ہی جس کو اکثر اسرائیل کا بادشاہ کر کے خطاب دیا ہی۔

۱۰۔ محمدی۔ سلیمان کی غزل الغزلات $\frac{5}{16}$ میں محمد صاحب کا نام بڑی صفائی سے بتلایا گیا ہی دیکھو اصل عبرانی میں محمدیم آیا ہی یہاں پر صیغہ جمع ان کی عظمت ظاہر کرنیکو استعمال کیا گیا ہی۔

مسیحی۔ یہہ کہنا کہ محمد صاحب کا نام اس لفظ میں شامل ہی گویا زبان عبرانی سے ناواقفی ظاہر کرنا ہی

اسی قیاس پر کوئی ہندو یہہ کہہ سکتا ہو کہ قرآن میں بعض نام اُسکے دیوتاؤں کے درج ہیں کیونکہ
مشابہت جو عربی الفاظ اور دیوتاؤں کے نام میں ہو وہ قرآن میں موجود ہو یا کوئی جاہل محمدی اسی
طور سے یہہ کہہ سکتا ہو کہ اس آیت یعنی الحمد للہ رب العالمین میں بھی محمد صاحب کا نام موجود ہو لفظ
محمدیم جو غزل الغزلات ۵ : ۱۶ میں وارد ہوا ہو اُسکے معنی مسرت خوشی کے ہیں یہہ تو اسم نقرہ ہو نہ
اسم خاص یا معرفہ جس طرح عربی کے مادہ حمد کے اشتقاق عام طور پر مستعمل ہوتے ہیں ویسے ہی یہہ لفظ بھی
عمومیت کے ساتھ عبرانی میں مستعمل ہو۔ اگر آپ ان تمام مقامات کا مطالعہ کریں جہاں جہاں یہہ لفظ
یا جمع کی صورت میں وارد ہوا ہو تو آپ پر فوراً روشن ہو جائیگا کہ اس لفظ کو محمد صاحب کے نام
کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ہوسیع ۱۹ : ۱۶ ۱ سلاطین ۲۰ : ۶ نوحہ ۱ : ۱۰، ۱۱ و ۲ : ۴ یوئیل ۳ : ۵ یسعیاہ
۲ تواریخ ۳۶ : ۱۹ حزقیل ۲۴ : ۲۱، ۱۶، ۲۵ اور آخری مقام یعنی حزقیل کی جورو کے لئے استعمال ہوا ہو آیت
جہاں لکھا کہ تیری آنکھوں کی خواہش ہو آیت ۲۵ میں بت پرست یہودیوں کے بیٹوں اور بیٹیوں کیلئے
استعمال ہوا ہو۔

۱۱۲ محمدی یسعیاہ ۲۱ : ۷ میں گدھوں پر سوار سے مراد حضرت مسیح کا یروشلم میں گدھے پر سوار
ہو کر داخل ہونیکی طرف اشارہ ہو اُن کا گدھا اُن جانوروں میں سے ایک ہو جن کو بہشت میں داخل ہونے
کی پروانگی دی گئی ہو۔ اسی طرح شتر سوار حضرت محمد صاحب کی شان میں ہو جو ہمیشہ اونٹ ہی پر سوار ہو آتے

مسیحی۔ آیت ۹ سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ نگہبان نے یہہ دیکھا کہ جب بابل مغلوب ہوا تو اس وقت لوگ
دشمنوں سے بچنے کے لئے بھاگتے ہیں کوئی گھوڑوں پر کوئی خچروں پر اور کوئی اونٹوں پر اس میں
خداوند مسیح کی بابت کوئی حوالہ ہو اور نہ محمد صاحب کی نسبت۔

۲۱۲ محمدی یسعیاہ ۴۲ : ۱۰، ۱۱ میں جو نیا گیت آیا ہو اس سے مراد وہ نیا طریق عبادت کا ہو جس کو محمد
نے اختیار کیا ہو قیدار کا ذکر ہونا صاف دلیل ہو کہ اس میں عربی نبی کا پتہ دیتا ہو۔

مسیحی۔ اب جو لوگ محمدی طرز عبادت سے واقف ہیں وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ لفظ گیت ہرگز
اس کو سہارا نہیں دیتا کیونکہ وہ گانا بجانا اپنی عبادت سے قطعی خارج کرتے ہیں اب رہا یہہ امر کہ
قیدار کے آباد دیہات اِس نقرہ سے عرب کے بعض فرقے مراد ہیں جو محمد صاحب کے زمانہ میں مسیحی

بلکہ بلا شبہ آیندہ بھی ایسا ہی ہوگا مگر "یہ آیندہ" جو آیت ایک میں بیان ہوا ہے اُسکی تشریح یشعیاہ ۴۹ باب ۳ میں ہوئی ہے کہ اِس سے مطلب "اسرائیل" ہے اور بلا شبہ اس سے مطلب روحانی اسرائیل ہے یعنی وہ جو یہودیوں میں سے خداوند مسیح پر ایمان لائے۔ پھر ۵۲ باب ۱۳ میں قدیم یہودی مفسرین اِسی لفظ کے معنی جو وہاں وارد ہوا ہے المسیح سے لیتے ہیں۔ خداوند مسیح اسرائیل سے نمودار ہوئے اور اسرائیلیت کو ظاہر کیا مگر محمد صاحب کی نسبت تو ایسا کچھ ثابت نہیں ہے ۴۲ باب ۱ سے ۴ تک ثبوت کے ساتھ مسیح خداوند پہ چسپاں ہوتا ہے نہ کہ محمد صاحب کے ساتھ۔ ہم خود اپنے دنوں میں اِس بات کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آیت ۴ کی پیشنگوئی کیسے لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے۔ یوروپ کے بحری و بری جزیرے مسیح خداوند پر ایمان لائے ہیں۔ یہہ بات کہ آیات ۱-۴ تک مسیح خداوند کی بابت ہیں مقدس متی ۱۲ باب ۱۷-۲۱ سے بھی ثابت ہے۔

۱۴۲ محمدی یشعیاہ باب ۵۳ میں جو پیش خبری ہے وہ ہرگز حضرت مسیح کی شان میں نہیں ہو سکتی بلکہ محمد صلعم کی بابت ضرور ہے کیونکہ موخر الذکر اُسی جڑ کی مانند تھا جو خشک زمین سے نکلی۔ یعنی عرب میں مبعوث ہوئے (آیت ۲) "پھر اُسکی قبر شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی" (آیت ۹) یعنی حضرت مدینہ میں مدفون ہوئے۔ پھر وہ اپنی نسل کو دیکھیگا" (آیت ۱۰) یہہ الفاظ محمد صلعم پر بالکل درست ہیں نہ کہ حضرت مسیح پر اور پھر ایسا ہی یہہ وعدہ کہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لیگا (آیت ۱۲) یعنی انصار کے ساتھ جیسا کہ حضرت نے اپنے زمانہ میں دشمن خدا کیساتھ کیا اُن پر حملے کئے۔ پھر یہہ الفاظ کہ "اُس نے اپنی جان موت کیلئے انڈیل دی" ممکن ہے کہ مستعار ہوں لیکن یہہ بھی ممکن ہے کہ لفظاً درست ہوں اس حالت میں صرف حضرت محمد صلعم ہی پر صادق آئینگے کیونکہ اُن کا انتقال ہوا مگر حضرت عیسیٰ بلا فوت ہوئے آسمان پر چڑھ گئے (دیکھو نمبر ۹۳ - ۹۵)

مسیحی کُل عہد جدید صفائی سے ظاہر کرتا ہے کہ کیونکہ یہہ تمام باب مسیح خداوند کی ذات میں پورا ہوا۔ پھر آپ زبور ۲۲ کا بھی ملاحظہ کریں۔ پُرانے یہودی مفسرین نے اُسکو المسیح کی بابت سمجھا۔ آیات ۵-۶-۷-۸ اور آیت ۱۲ کا بہت بڑا حصّہ کسی صورت میں بھی محمد صاحب کی ذات سے تعلق نہیں رکھتا

۱۴۳ محمدی یشعیاہ ۵۴ باب ۱ میں جو لکھا ہے کہ اری اے بانجھ تو جو نہیں جنتی تھی خوشی کر" یہہ ضرور محمد صلعم کی پیدائش کی پیشینگوئی ہے جو خاندان حضرت اسمٰعیل سے ہونے والی تھی اور اِس بات کی

گمان ہو کہ اس سے مراد کوئی چھوٹا دیوتا یا دیوی ہو جس کو بت پرست پوجتے تھے +

۲۱۸ محمدی۔ اہل تشیعہ کا گمان ہو کہ پیدائش ۱۷/۲۰ میں جو لکھا کہ اسمعیل سے بارہ سردار پیدا ہونگے اُس سے مراد ہو کہ بارہ امام پیدا ہونگے جو خلفا کی جگہ پر محمد صلعم کے جائے نشین ہونگے +

مسیحی۔ اس کے جواب میں ہم اسی قدر کہنا چاہتے ہیں کہ پیدائش ۲۵/۱۳ و ۱۶ کا مطالعہ کرو جہاں وہ وعدہ پورا ہونے کا ثبوت ہو +

۲۱۹ محمدی۔ یرمیاہ نبی کی کتاب ۴۶/۱۰ میں جو الفاظ ہیں "خداوند رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہو" ان میں حضرت امام حسین کی شہادت میدان کربلا میں ہونے کی پیشینگوئی ہو۔ اہل تشیعہ کا گمان ہو کہ حضرت امام حسین کی موت قربانی یا گناہ کا کفارہ تھی +

مسیحی۔ اگر آپ اسی باب کی ۲ آیت کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ جب آیت کا آپنے پیش کیا ہو اُس کے کیا معنی ہیں۔ وہاں صاف لکھا ہو کہ فرعون نکوہ کی فوج کو دریائے فرات کے کنارے کرکمیس میں بہت بڑی شکست ملی۔ اب یہہ تو آپ کیا کوئی باور نہ کریگا کہ اُن بت پرستوں کو تہ تیغ کرنا گناہ کا کوئی کفارہ تھا۔ پھر کربلا کی بابت یہہ ہرگز دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ وہ "اتر کی سرزمین میں" ہو۔ جس لفظ کا ترجمہ ذبیحہ ہوا ہو اس کے معنی قتل کے بھی ہیں جیسا کہ اور دیگر مقامات میں بیان ہوا ہو۔ دیکھو یسعیاہ ۳۴/۶-۸ حزقیل ۳۹/۱۷-۱۹ (۱/۷-۸)۔

۲۲۰ محمدی۔ عہد جدید میں ہم کو بہت سی پیشینگوئیوں کا پتہ لگتا ہو جو محمد صلعم کی شان میں ہیں اور ان میں سے ایک کا حوالہ قرآن مجید میں بھی ہو جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہو (سورہ صف آیت ۶) "جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور مجھ سے آگے جو توریت ہو میں اُس کا مصدق ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اُس کا نام احمد ہوگا۔" مقدس یوحنا ابواب ۱۴-۱۵ و ۱۶ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بالتکرار اپنے شاگردوں کو کہتے ہیں فارقلیط اُنکے بعد آئیگا۔ اب اس لفظ فارقلیط کے وہی معنی ہیں جو لفظ محمد یا احمد کے ہیں اب اس سے زیادہ اور کون سا بیان صاف ہو سکتا ہو جہاں پر محمد صلعم کے آنے کی پیشینگوئی بڑی وضاحت

ـتے ہوئی ہے +

مسیحی۔ لفظ فارقلیط محمود کے معنی ادا نہیں کرتا جیسا کہ محمد اور احمد کے ہیں اور نہ اُس لفظ کو ان دونا موں سے کوئی مشابہت ہے۔ اس کے دو معنی ہیں (۱) تسلی دینے والا یا تشفی کرنے والا و دلاوری دینے والا (۲) وکیل۔ اب ان ہر دو میں سے مقدم الذکر تو محمد صاحب کی ذات پر کسی معنوں میں بھی صادق نہیں ہو سکتا باقی رہا دوسرے معنی تو محمد صاحب اور ہر کسی کے لئے ایسے معنوں سے انکار ہے بلکہ خود خدا ہی کا یہ خطاب قرآن میں موجود ہے (دیکھو سورہ نساء ۸۳۔ سورہ بنی اسرائیل ۵۶) اب جب خدا کی نسبت یہ کہا گیا کہ اللہ وکیل کافی ہے نئے عہد میں یہ صرف اس طور سے استعمال ہوا ہے (۱) روح القدس کیلئے خاص کر ان ابواب میں جن کا حوالہ آپ نے اوپر مقدس یوحنا سے دیا ہے (۲) خود خداوند مسیح کیلئے دیکھو کتاب مقدس یوحنا $\frac{۱۴}{۱۶}$ اور ا یوحنا ۲ میں بھی۔ ایسا ہی قرآن سورہ نساء آیت ۸۳ میں اس بات کا مقر ہے کہ خدا کافی وکیل ہے جو بائبل کے بیان کی تائید کرتا ہے اور بیٹے اور روح القدس کی الٰہیت کا قائل ہے۔ اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب سے کسی نے یہ کہا ہو کہ اُنکا ذکر خداوند مسیح نے بطور پیش خبری کے لفظ فارقلیط کے لقب سے کیا ہے لہٰذا اس آیت کا ہونا قرآن میں ضروری تھا جس کو آپ نے پیش کیا ہے مگر اس مخبر نے الفاظ پرکلیٹاس اور پرکلیٹاس کو خلط ملط کر دیا اور اگر موخر الذکر لفظ کا استعمال ہوا ہوتا تو اُس کے معنی یہ ہوتے نہایت مشہور یا نامور یعنی قریب قریب وہی معنی جو لفظ احمد کے ہیں +

۲۲۱ **محمدی**۔ حضرت مسیح نے بلاشبہ جو لفظ استعمال کیا وہ پراکلیٹاس ہی تھا جس کو بعد بدل دیا گیا +

مسیحی۔ یہ لفظ اگرچہ یونانی ہے مگر تمام عہد جدید میں ایکدفعہ بھی یہ لفظ استعمال نہیں ہوا یہ اختلاف قرأت میں بھی نہیں بلکہ نہ اُس پرانے نسخے میں جو یوحنا ۱۴-۷ کا ہے اور جو محمد صاحب سے بڑی مدت پہلے تیار ہوا تھا۔ پس اس سے تمام و کمال ثابت ہے کہ اس کو مسیح خداوند نے ہرگز اس مقام پر استعمال نہیں کیا۔ پھر فارسی و عربی الفاظ بارکلیت اور فارقلیط پراکلیٹاس سے

ہرگز منشا یہہ نہیں ہو سکتے ۔ اگر آپ اُن ابواب کی اُن آیات کو ملاحظہ کریں جہاں یہہ لفظ استعمال ہوا ہے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ہرگز محمد صاحب سے نسبت نہیں رکھتا۔ (دیکھو یوحنا ۱۴ : ۱۶ و ۲۶ و ۱۵ : ۲۶ و ۱۶ : ۷-۱۵) اور نہ کسی اور انسان سے ۔ کیونکہ (۱) موعود تسلی دینے والا روح ہے سچائی کا روح یا دیتے جو اس وقت مسیح خداوند کے شاگردوں میں بود و باش کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کے دلوں میں رہیگا (۲) وہ مسیح خداوند کا بھیجا ہوا ہے (یوحنا ۱۵ : ۲۶ و ۱۶ : ۷)۔ (۳) اُس کا کام اُس گناہ کی بابت قائل کرنا ہے جس کی حقیقت اس میں تھی کہ مسیح کی نسبت جو لوگوں نے بے ایمانی ظاہر کی۔ (یوحنا ۱۶ : ۹)۔ (۴) اُس کی تعلیم کا لُب لباب اس پہ منحصر تھا کہ مسیح خداوند کی ستایش کرے۔ اس کا اپنا کچھ نہ تھا بلکہ جو کچھ مسیح خداوند نے اُس کو دیا۔ (یوحنا ۱۶ : ۱۴) ✻

۲۲۲ محمدی ۔ مگر محمد صلعم کو قرآن مجید روح القدس یعنی فرشتہ جبرائیل کی معرفت ملا۔ قرآن مجید اُس سچی انجیل شریف کی تصدیق کرنے کو نازل ہوا جس کی بابت یہہ بیان تھا کہ محمد صلعم کی خبر اُس میں موجود ہے۔ اُنہوں نے حضرت مسیح کا جلال ظاہر کیا یوحنا ۱۶ : ۱۴ کیونکہ اُنہوں نے یہہ تعلیم دی کہ حضرت مسیح اولوالعزم نبی تھے۔ وہ کنواری سے پیدا ہوئے بلا مصلوب ہوئے آسمان پر اُٹھائے گئے وہ خدا نہ تھے اور نہ اُنہوں نے اس بات کا دعویٰ کیا۔ محمد صلعم سب سچے ایمانداروں کے دلوں میں رہتے ہیں یعنی اُس ایمان کے ذریعہ جو اُن کا آنحضرت پر ہے۔ (یوحنا ۱۴ : ۱۶) ✻

مسیحی ۔ مگر آپ مشکل سے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام مسیحیوں کے دلوں میں رہتے ہیں اور اُنکے ساتھ ہمیشہ تک رہتے ہیں (یوحنا ۱۴ : ۱۶) کیونکہ جن کو مخاطب کر کے یہہ بات کہی گئی وہ مسیحی تھے۔ جبرائیل فرشتہ ہرگز روح القدس نہیں ہے یہہ تو عجیب طرح کا جلال ظاہر کرنا ہے کہ لوگوں کو یہہ سکھلایا جائے کہ خداوند مسیح کی تعلیم جھوٹی تھی اور کہ جب اُس نے دعویٰ کیا کہ وہ ابن اللہ ہے تو گویا اُس نے کفر بکا۔ آپکی باقی دلیل محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے آپ نے میری دلیل کا کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ علاوہ اس کے خداوند مسیح نے اعمال ۱ : ۴-۵-۸ میں اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ دُنیا میں بشارت کا کام جو اُس نے اُنکے سپرد کیا تھا اُس کو شروع کرنیکے قبل وہ یروشلم میں مقیم رہیں جب تک کہ روح القدس اُن پر نازل ہو اس سے اُنکو یقین دلایا کہ وہ عنقریب آنیوالا ہے اسکی بابت ان مقامات کا

ملاحظہ کرو۔ اعمال ۱ منتی ۱۹ اعمال ۵ اب کیا اس کے معنی یہہ تھے کہ یہہ مخصوص رسول قریب ۶۰ برس تک یروشلم میں ٹھہرے رہیں (لوقا ۲۴/۴۹) کہ جب تک محمد صاحب آئیں۔ اس عرصہ کے سینکڑوں برس قبل وہ فوت ہو چکے تھے اس لئے یہہ موعود وعدہ عید پنتیکوست کے دن پورا ہوا جبکہ روح القدس نازل ہوا۔ (اعمال ۲ باب) +

۲۲۳ محمدی۔ ابتدائی زمانہ کے مسیحی اس میں یہہ سمجھے کہ حضرت مسیح نے ایک اور نبی کے آنیکی خبر دی ہے اس لئے بہت سے لوگ مانی کے پیرو ہوئے کیونکہ اُس نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس بات سے آپ کی دلیل کا رد ہوتا ہے اور ہماری کا ثبوت پہنچتا ہے۔ پھر یہہ بھی قابل لحاظ ہے کہ بائبل شریف ایک مشرقی کتاب ہے اور آپ لوگ مغرب کے ہیں ہم اس کو آپ کی نسبت سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں +

مسیحی۔ آپ کی بالافہمی کا ثبوت تو اسی میں ملتا ہے کہ آپ مانی کی غلط تاویل کو اس معاملہ میں قبول کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ خود اُس کو ایک جھوٹا نبی مان رہے ہیں اُس کا دعویٰ بھی قریبا" ویسا ہی تھا جیسا کہ محمد صاحب کا۔ مگر یاد رہے اس کے ذمہ دار آپ ہی ہیں جو مانی کے ساتھ محمد صاحب کی مشابہت بتلاتے ہیں لہذا میرے ذمہ کوئی الزام عاید نہیں ہو سکتا صرف ایک ہی قسم کے نبی کے آنے کا ذکر خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں سے کیا ہے جس کا ذکر متی ۲۴/۱۱ میں اور [illegible] جو دیگر ابواب میں موجود ہے

۲۲۴ محمدی۔ یوحنا ۱۴/۳۰ میں محمد صلعم کو اس جہان کا سردار کر کے خطاب کیا ہے جو مشہور لقب آنحضرت کا ہے اور اسمیں انکی بشارت موجود ہے

مسیحی۔ اب اگر میں اسکی بابت کچھ عرض کروں تو آپ کے شیشہ دل کو ٹھیس لگیگی۔ یہہ شخص دوسرے مقام پر اس جہان کا خدا کہا گیا ہے۔ اگر آپ ان مقامات کو بغور دیکھیں۔ (لوقا ۱۰/۱۸۔ یوحنا ۱۲/۳۱ ۱۶/۱۱ ۲ قرنتی ۴/۴ افسی ۲/۲ ۶/۱۱ و ۱۲) تو آپ خود سمجھ لینگے کہ خداوند مسیح کس شخص کا ذکر کرتے ہیں

۲۲۵ محمدی۔ آسمان کی بادشاہت جسکی بابت حضرت یحییٰ نے (متی ۳/۲) میں اور خود حضرت مسیح (متی ۴/۱۷) میں خبر دی ہے اس کو محمد صلعم نے قائم کیا اور نئی شریعت کو اجرا کیا جو قرآن مجید میں مندرج ہے۔ دیکھئے متی ۱۳/۳۱ و ۳۲ +

مسیحی۔ یہہ تو چھوٹا منہہ بڑی بات کے مصداق ہے محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو واقعات کے بالکل خلاف۔ اناجیل سے صاف ظاہر ہے کہ اُس بادشاہت کا ذکر ہے جسکی بنیاد خداوند مسیح نے ڈالی +

۲۲۶ **محمدی**۔ الیاس جس کا ذکر متی ۱۱/۱۴ میں ہے یعنی آنیوالا ہے وہ محمد صلعم ہیں۔

مسیحی۔ اس کے جواب میں اسی قدر کافی ہے کہ آپ متی ۱۷/۱۲ و ۱۳ کا بغور مطالعہ کریں۔

۲۲۷ **محمدی**۔ متی ۲۰/۱-۱۶ تک جو ذکر ہے اس میں تین اوقات کا ذکر ہے "صبح" جس سے مراد یہودیت ہے "دوپہر" جس سے مراد مسیحیت ہے اور اس کے بعد "شام" کا ذکر ہے جس سے مراد محمدیت ہے۔

مسیحی۔ شاید آپ یہہ مقابلہ اس لحاظ سے کرتے ہیں کہ محمدیت کی روشنی الٰہی دھندلی ہے کہ اس کا مقابلہ بجز لفظ شام کے اور کسی طرح مسیح کے ساتھ جو سچا نور ہے (یوحنا ۱/۹ و ۱۲/۱۸) ہو ہی نہیں سکتا۔ یہہ بالکل سچ ہے محمدی سرزمینوں میں شام کے بعد رات کی تاریکی ظاہر ہوئی ہے۔

۲۲۸ **محمدی**۔ متی ۲۱/۳۳-۴۵ تک اور خصوصاً آیات ۴۲-۴۵ میں محمد صاحب کی بابت پیشینگوئی ہے انکی نسبت یہہ کہا گیا کہ وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کیا (جس سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں) پس اس لئے خدا کی بادشاہت اُن سے چھین لی گئی ایک اور قوم کو دیگئی یعنی عرب قوم کو جو محمد صلعم پر ایمان لائی۔

مسیحی۔ یہہ محض دعوی ہی دعوی جو کل متن کے مخالف ہے۔ مسیح خداوند بیان کرتے ہیں کہ یہہ بات خود انکی وفات میں پوری ہوئی۔ محمدی ممالک میں جو پھل محمدیت سے پیدا ہوا وہ سب پر روشن ہے۔

۲۲۹ **محمدی**۔ اس تمثیل میں جو لفظ "بیٹا" (متی ۲۱/۳۷) ہے اس سے مراد حضرت مسیح ہیں۔ "باغ کا مالک" (آیت ۴۰) جو آنے والا تھا اُس سے مراد محمد صلعم ہیں۔

مسیحی۔ تو کیا آپ کا یہہ اعتقاد ہے کہ خداوند مسیح محمد صاحب کے بیٹے تھے۔ کیا یہہ بیان بھی کچھ ویسا ہی نہیں معلوم ہوتا جہاں قرآن میں لکھا ہے کہ مقدسہ کنواری مریم موسی کے بھائی ہارون کی بہن تھی (سورہ مریم ۲۹ آیت عمران ۳۰ آیت) ان آیتوں میں اُس بربادی کا ذکر ہے جو ۷۰ء سن بعد یروشلم کی ہونے والی تھی جب اس بیان کو اُس واقعہ سے ملا کر پڑھتے ہیں تو بڑی صفائی سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہہ بات کیونکر پوری ہوگی۔

۲۳۰ **محمدی**۔ ایک انجیل میں حضرت عیسی کے الفاظ مندرج ہیں جنہیں ہم ایک بشارت معلوم

رتے ہیں "میرے بعد ایک آتا ہے جو مجھ سے قوی تر ہے" (مرقس ۱/۷) یہہ محمد صلعم کی بابت ہے۔

مسیحی۔ آیت ۶ بڑی صفائی سے بتلاتی ہے کہ یوحنا اصطباغی نے یہہ الفاظ مسیح کی بابت کہے دیکھو یوحنا ۱/۲۶، ۲۹، ۳۰

۲۳۱ محمدی۔ وہ نبی کون ہے جس کا ذکر یوحنا ۱/۲۱ میں ہے یہہ تو ثابت ہے کہ وہ المسیح نہیں نہ الیاس ہے کیونکہ حضرت یحیٰی نے صفائی سے انکار کیا کہ وہ یہہ ہیں اور نہ وہ۔ پس بلا شبہ یہہ وہ نبی ہے جو المسیح کے بعد آنے والا تھا یعنی وہی نبی جس کا ذکر استثنا ۱۸ میں ہوا ہے یعنی محمد صلعم۔

مسیحی۔ ہم اوپر (نمبر ۲۰۲ و ۲۰۳) اسکی بابت بخوبی دیکھ چکے کہ استثنا والی آیت ہرگز محمد صاحب پر بیان نہیں ہوتی۔ متی ۱۶/۱۴ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل یہود یرمیاہ یا اور قدیم نبیوں میں سے کسی اور کے المسیح سے پہلے ظاہر ہونیکے منتظر تھے۔ اُن کا سوال ہی اس بات کو ظاہر کرتا ہے تقریر سلسلہ صاف بتلاتا ہے کہ یوحنا ۱/۲۱ میں "وہ نبی" سے مراد کوئی ایسا نبی تھا جو الیاہ سے بھی پہلے آئے اور المسیح سے بہت پہلے جس کا بشیر الیاہ ہونے والا تھا۔ ملاکی ۴/۵ اہل یہود نے اُس کا ذکر وہ ضع کرکے کیا۔ کیونکہ اُنکو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی کہ الیاہ سے پہلے کونسا نبی آئیگا۔ بعض کا ان تھا کہ "وہ نبی" سے مراد استثنا ۱۸/۱۸ والا نبی تھا جو المسیح تھا (یوحنا ۶/۱۴) دوسروں نے ہرگز یسا گمان نہ کیا (یوحنا ۷/۴۰-۴۱) بلکہ یہہ کہ وہ المسیح کے بشیروں میں سے ایک ہوگا (یوحنا ۱/۱۹-۲۸) کا کل مضمون ثابت کرتا ہے کہ سایل یہہ دریافت کرتے تھے کہ یحیٰی المسیح ہے یا اُس کے نقیبوں میں سے کوئی ایک۔ اگر مابعد کے کسی نبی کے آنے کا سوال کرنا تسلیم کیا جاوے تو اس متن کا کچھ بھی مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ ابھی تو اُنکے نزدیک المسیح ہی کا ظہور نہیں ہوا تھا دیکھو تفسیر وٹ یوحنا ۱/۲۱ پر) +

۲۳۲ محمدی۔ یوحنا ۴/۲۱ میں نبوت ہے کہ اب نہ شہر مقدس رہیگا اور نہ قبلہ۔ جب محمد صلعم آئے تو مکہ معظمہ نے اُسکی بجائے عزت حاصل کی +

مسیحی۔ اس بیان کی خود خداوند مسیح نے آیت ۲۳ و ۲۴ میں تشریح کردی ہے +

۲۳۳ محمدی۔ یوحنا ۴/۲۴ میں محمد صلعم کو خدا کی روح کا خطاب دیا ہے کیونکہ اُنہوں نے تعلیم دی کہ یسوع مسیح جسم میں آیا تھا اور کہ وہ محض انسان تھا خدا نہ تھا +

مسیحی ۔ یہہ لقب خدا کی روح نہ قرآن میں اور نہ حدیثوں میں محمد صاحب کو کبھی ملا ہے اور نہ کوئی سچا محمدی انکو ایسا کفر آمیز خطاب اس وقت دیتا ہے۔ یہہ آیات تو دوستی تعلیم کے ابطال میں ہیں جو مسیح کے جسم کے قائل نہ تھے۔ آپکے خیالات جو خداوند مسیح کی بابت ہیں انکا ابطال اسی خط کے ان مقامات میں بڑی صفائی سے موجود ہے دیکھو ا یوحنا ۵ باب ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۰ + ۲ باب ۲۲-۲۳

۲۲۴ محمدی ۔ یہوداہ کے خط عام آیت ۱۴ و ۱۵ میں جو خداوند آنیوالا ذکر ہوا ہے وہ محمد صلعم ہے جو بولاک کا رسول ہے +

مسیحی ۔ یہہ تو خدا کا لقب ہے اور قرآن میں بھی حضرت خدا ہی کو دیا گیا ہے سورہ توبہ آیت ۳۱ +

۲۲۵ محمدی ۔ مکاشفہ ۲ باب ۲۶-۲۹ میں محمد صلعم کی بابت ذکر ہے کہ وہ قوموں پر لوہے کے عصا سے حکومت کریگا +

مسیحی ۔ ایسا کہنے سے گویا آپ یہہ اقرار کرتے ہیں کہ محمد صاحب نے خداوند مسیح کے احکام کی تعمیل (یعنی انکا حکم مانا) آخر تک کی ۔ اور انہوں نے یہہ اختیار مسیح خداوند سے پایا اور مسیح خداوند نے یہہ اختیار (باپ سے حاصل کیا ۔ آپ جو مسیح کی الوہیت سے انکار کرتے ہیں اور اس بات پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ محمد صاحب کو خداوند مسیح سے بڑھ کر ہی ثابت کریں ہرگز یہہ باور نہیں کر سکتے کہ ان آیتوں میں محمد صاحب کی نسبت کوئی اشارہ ہے +

اب ہم نے قطعی اس امر کو معلوم کر لیا کہ بلحاظ معجزات او پیشینگوئی کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ملتا کہ محمد صاحب خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے ہوں ۔

باب ہفتم

متفرق اعتراضات

۲۳۶ ۔ یوحنا ۱۰ باب ۸ میں حضرت مسیح اپنے ماقبل انبیا کو چور اور بٹ مار بتاتے ہیں بھلا اب کیونکر یہہ آیت جو انکی طرف منسوب کی جاتی ہے خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے مگر الحاق کے اور کیا کہا جا سکتا ہے

مسیحی ۔ خداوند مسیح نے تو انبیا کو ہرگز نہیں کہا جو آپ باور کرایا چاہتے ہیں ۔ بار بار وہ موسیٰ کا اور دیگر انبیاء کا ذکر کرتا ہے کہ وہ سب آلہی حکم سے مقرر ہوئے تھے ان اشخاص کی بابت یہاں اس آیت میں اشارہ

کرتا ہے غالباً مضمون اس اور یہوداہ گلیلی ہیں جن کا ذکر اعمال ۵/۳۶، ۳۷ میں ہوا ہے جو لوگوں کے گمراہ کرنے والے تھے جو جھوٹا دعویٰ کرتے تھے کہ وہ المسیح ہیں ایک اور رائے یہہ ہے کہ خداوند مسیح فریسیوں کی بابت یہہ کہتا ہے کیونکہ وہ مسیح خداوند کے آگے یہہ کہتے ہوئے آئے کہ وہ بھیڑوں کا دروازہ ہے اور یہہ حق ظاہر کیا کہ خدا اور انسان کے مابین درمیانی ہیں بلکہ انہوں نے علم کی کنجیاں چرا لیتیں (لوقا ۱۱/۵۲) اور آسمان کی بادشاہت کو لوگوں کیلئے گویا بند کر دیا تھا" متی ۲۳/۱۳ +

۲۳۷ محمدی۔ موجودہ مروجہ انجیل میں کوئی ہدایت (جیسا کہ توریت و قرآن مجید میں ہے)۔ روزوں۔ زکوٰۃ۔ اوقات وطریق عبادت یعنی نماز۔ ذبح کرنیکے متعلق نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل غرض لوگوں نے ایسے احکامات مخفی و مستتر کئے +

مسیحی۔ اس اعتراض سے یہہ صاف عیاں ہے کہ آپ اناجیل کی اصل تعلیم کے مفہوم سے ناآشنا ہیں وہ کامل آزادی کی شریعت ہے جو مسیح خداوند نے ہم تک پہنچائی اس نے جو کچھ [illegible] بابت خیرات۔ روزہ اور دعا سمجھا اس کا حکم دیا۔ دیکھو یوحنا (۴/۲۴ متی ۶/۱-۱۳، ۲۳/۲۳ وغیرہ) +

۲۳۸ محمدی۔ مسیحی خود قائل ہیں کہ بائبل حرف بحرف ولفظ بلفظ مثل قرآن مجید کے نازل نہیں ہوئی۔ قرآن "ام الکتاب" کی نقل ہے جو لوح محفوظ میں موجود ہے (سورہ زخرف آیت ۳) پس ایسی کتاب کا مقابلہ قرآن مجید کے ساتھ کرنا حماقت ہے +

مسیحی۔ ہم کو قرآن کی اصلیت معلوم ہے اس کے مولف محمد صاحب تھے (جن کا دعویٰ نبوت ثبوت کا محتاج ہے) ہم کو اس کے ان ماخذوں کا بھی پتہ معلوم ہے جہاں سے محمد صاحب نے اپنی تعلیموں کو اخذ کیا اور ہم کو یہہ بھی معلوم ہے کہ وہ قابل اعتبار بھی نہیں ہیں جس طرح آپ کا گمان ہے اس طرح تو کوئی کتاب بھی آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔ ہم بائبل کے الہامی ہونے کا ثبوت اس بات میں پیش کرتے ہیں کہ اس میں جو پیشینگوئیاں ہیں وہ ٹھیک ٹھیک پوری ہوئیں اور بہت سے طریقوں سے اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ (دیکھو نمبر ۷۹) +

۲۳۹ محمدی۔ حضرت مسیح اپنے دشمنوں کے ڈر سے آسمان پر چڑھ گئے۔

مسیحی۔ کیا خوب۔ کیا اس میں آپکو یہہ خوبی نظر نہیں آئی کہ وہ اس بات پر قادر تھا کہ اگر اپنی

حفاظت نہ کرسکتا تو اگر چاہتا تو آسمان پر چڑھ جاتا ہو آپ کا یہہ دعویٰ نہ صرف بائبل ہی کے خلاف ہے (دیکھو اعمال ۲/۳۳ و ۵/۳۱ فلپی ۲/۹-۱۱) بلکہ خود قرآن کے بھی خلاف ہے جو کہتا ہے کہ خدا نے اُس کو اپنے پاس اُٹھا لیا (سورہ نساء ۶/۱۵۱) ایسا اعتراض سچے محمدی کے شایان شان نہیں ہے +

۲۴۰ محمدی - بھلا یہہ تو بتلائیے کہ خروج ۲۰/۱۱ میں یہہ کیوں لکھا ہے کہ خدا نے ساتویں دن آرام کیا۔

مسیحی - چونکہ اُس کا کام جو خلق کرنے کا تھا دہ ختم ہو گیا تھا۔ اِن الفاظ سے یہہ مراد ہے کہ آدمی کی پیدائش کے بعد خدا نے کسی نئے مخلوق کو اس زمین پر خلق نہیں کیا۔ انسانی ذہن تک یہہ خیالات پہنچانے کو انسانی زبان ہی استعمال کیجائیگی (دیکھو نمبر ۳۹)۔ دیرن غد

۲۴۱ محمدی - حضرت مسیح کا سوروں کے غول کو ہلاک کرنیسے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس جانور کے ناپاک ہونے کو تسلیم کیا۔ (متی ۸/۳۰-۳۲)۔

مسیحی - انجیل سے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کام شیاطین کا تھا جنہوں نے سوروں کو ہلاک کیا

۲۴۲ محمدی - تم مسیحی تو خنزیر کا گوشت کھاتے ہو +

مسیحی - گرم ملکوں میں تو نہیں کیونکہ وہاں یہہ تندرستی کیلئے مضر ہے اور فی الحقیقت یہہ بھی ایک سبب تھا کہ کیوں یہود کو اس گوشت کے کھانے کی ممانعت ہوئی ہم مسیحیوں کو اس کے کھانیکی ممانعت نہیں ہے کیونکہ خداوند مسیح کہتا ہے کہ ہر قسم کی خوراک پاک ہے (دیکھو متی ۱۵/۱۱ مرقس ۷/۱۵-۱۹)

۲۴۳ محمدی - بھلا حضرت مسیح اس بددیانت خانساماں کی کیسے تعریف کرسکتے ہیں جیسا کہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اُس کی تعریف کی۔ (لوقا ۱۶/۸)

مسیحی - انجیل میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا جس سے معلوم ہو کہ خداوند مسیح نے اُسکی تعریف کی آیہ وہ توصرف یہہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا گھر کے مالک نے تعریف کیا۔ غالباً بدیں الفاظ مالک نے تعریف کی ہو گی (یعنی) واہ اُس دغاباز نے کیسی چال چلی + یا بڑا چیز نکلا۔

۲۴۴ محمدی - لوقا ۱۶/۹ میں تو ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ جھوٹی دولت سے اپنے لئے دوست پیدا کرو۔ ہم کو تو یقین نہیں آتا کہ حضرت مسیح نے ایسا فرمایا ہو +

مسیحی - اُس نے بیشک یہہ حکم دیا مگر اُن معنوں میں نہیں جن معنوں میں آپنے اِن الفاظ کو

سمجھا ہے۔ اس کے معنی یہہ ہیں کہ اپنی دولت اور دیگر اسباب کا عمدہ استعمال کرو اس سے نیکی کے کام کرو وہ لوگ جنکی مدد تم یہاں اس سے کروگے بہشت کے دروازہ پر تمہارا خیر مقدم کرینگے بلا دغا بازی کئے تم اس خاص امان کی تمثیل کی پیروی کرو اس دولت کی بدولت نیکی کرکے آیندہ جہان میں اس کا اجر حاصل کروگے۔

۲۴۵ محمدی۔ "خدا ٹھٹھوں میں اڑایا نہیں جاتا" (گلاتی ۶/۷) مگر حضرت مسیح کا تمسخر کیا گیا۔ لوقا ۲۲/۶۳ پس مسیح خدا نہیں ہیں۔

مسیحی۔ ان دونوں آیتوں میں جو فعل استعمال ہوئے ہیں وہ ہر دو جگہ بالکل مختلف ہیں اور ہر دو جگہ دو مختلف معنی رکھتے ہیں اگر آپ کسی ترجمہ کو سوائے انگریزی کے ملاحظہ کرینگے تو آپ کو خود معلوم ہوجائیگا۔ اور ہر جگہ کا متن بھی اس بات کو آشکارا کرتا ہے کہ مطلب مختلف ہے یہہ تو بہت بہتر ہے کہ ہمکو یاد رہے کہ "خدا ٹھٹھوں میں اڑایا نہیں جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے سو ہی کاٹیگا"۔ لوگ اگر چاہیں تو اس دنیا میں خدا سے مزاح کریں یعنی اسکی تحقیر کریں یا کفر بکیں مگر آخر کار انکی بیوقوفی ظاہر ہوجائیگی (دیکھو زبور ۲)۔

۲۴۶ محمدی۔ متی ۱/۱۱ میں ہم کو بتایا جاتا ہے کہ یوسیاہ یکونیاہ کا باپ تھا۔ ایسا ہی ا تواریخ ۳/۱۵-۱۶ میں پڑھتے ہیں کہ یکونیاہ کا باپ یوسیاہ نہیں تھا بلکہ یہویقیم۔ یہاں صاف صاف اختلاف نظر آتا ہے۔

مسیحی۔ بعض نسخوں میں متی ۱/۱۱ اس طرح ہے "یوسیاہ سے یہویقیم پیدا ہوا اور یہویقیم سے یکونیاہ پیدا ہوا" وغیرہ اور یہہ بیان اتواریخ کے مطابق ہے مگر اس قرأت کو متن میں داخل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہم کو اس بات کا پختہ یقین نہیں ہے کہ آیا یہہ زاید الفاظ اصل نسخہ میں تھے یا نہیں مگر یہہ قیاس کہ اس میں اختلاف ثابت ہوتا ہے اس بات پر مبنی ہے کہ حقیقت حال سے آپکو آگاہی نہیں ہے کہ اہل یہود کی یہہ عادت تھی کہ نسبناموں کو مختصر طور سے قلمبند کرنے کی خاطر جہاں کہیں مناسب معلوم ہوتا وہاں بیچ درمیانی چند پشتوں کو حذف کردیا۔ پھر کوئی ایسا سبب بھی ظاہر معلوم نہیں ہوتا کہ ایسے کھلے طور سے متن کو بگاڑ کر ناحق کو ملزم بنیں۔ پھر اتواریخ کے بیان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اختلاف کا گمان بھی تو نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ کتاب ہر وقت موجود تھی۔

۲۴۷ محمدی۔ آپ کس منہ سے محمد صلعم کو اہل یہود کے ساتھ ظلم کرنے کا الزام دیتے ہیں جبکہ خود

شہنشاہ ہرا یکلیس نے بھی اُنکے ساتھ ایسا ہی بلکہ اس سے زیادہ بُرا سلوک کیا جس وقت اُس نے فارسیوں کے ہاتھ سے بیت المقدس کو چھڑا کر قبضہ کیا۔ اور نیز یہہ کام اُس نے اُس زمانہ کے معزز مسیحی علما کی منظوری اور اجازت سے کیا تھا

مسیحی۔ ہمارے مسیحی کلیسیا کے ایک مورخ نے ہرا یکلیس کی اُس روش کی بابت کیا خوب کہا ہے کہ ہرا یکلیس کو اس زمانہ کے چال چلن۔ وحشی پن اور سچے مسیحی اصولوں سے ناواقفیت کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ ہم خود اس پر نفرین کرتے بلکہ اُسکی حمایت سے شرماتے ہیں لیکن آپ کو یہہ بھی یاد رکھنا واجب ہے کہ مثل محمد صاحب کے اس شہنشاہ نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ کتاب السنتہ محمد صاحب کے تمام کاموں کا ذکر ایسے طور سے کرتی ہے کہ وہ کام ایسے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اُنکی پیروی کرنا ہر سچے محمدی کا فرض ہے پس اُنکا یہہ بُرا نمونہ اُنکے مریدوں کے دلوں میں تحریک کرکے عملی طور پر ہر زمانے میں ظاہر ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ دوہری ذمہ داری کے سزاوار ہیں۔

۲۴۹ محمدی۔ بھلا کیونکر اناجیل الہامی ہو سکتی ہیں جبکہ وہ واقعات کے بیان کرنے میں باہم متفق نہیں ہیں؟ مثلاً ملاحظہ فرمایئے متی ۲۷/۵۱ میں کہا گیا کہ ہیکل کا پردہ مصلوب ہونیکے وقت پھٹا۔ مگر یوحنا اس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔

مسیحی اب آپکا یہی اعتراض قرآن کی مختلف سورتوں پر کیسا وارد ہوگا؟ مثلاً ابراھیم کے حالات ٹکڑے ٹکڑے کرکے بہت سی متفرق سورتوں میں ذکر ہوئے ہیں۔ مگر بہت سے واقعات جو ایک سورۃ میں بیان ہوئے ہیں وہی بیان جب دوسری سورۃ میں ہوا ہے تو واقعات چھوڑ دئے گئے ہیں مگر ایسی باتوں کو تختہ مشق اعتراض بنانا محض حماقت میں داخل ہوگا لیکن جس بات پر آپ زور دیکر اعتراض کرتے ہیں اُس کا جواب یہہ ہے کہ ہماری تعلیم درباب الہام وہ نہیں ہے جو آپ مانتے ہیں (دیکھو نمبر ۹) ہمارے خیال میں کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اناجیل اُن واقعات کا جن کا وہ ذکر کرتی ہیں تو اُنکے ہر شوشے کو بیان کریں اور اگر ایسا ہی انجیل کرتی تو اس حالت میں بے مصرف اعادہ امور کا ہوتا علاوہ اس کے وہ بڑی شہادت مفقود ہو جاتی جو ہم ان واقعات کے حق ہونے میں پیش کرتے ہیں۔ یعنی ہمارا ایمان ہے جو اُنکی بابت یعنی ہمارے پاس مختلف خود مختار گواہوں کی گواہی موجود ہے کہ وہ واقعات

کے اہم امور میں متفق ہیں۔ اگرچہ بسا اوقات بعض جزوی باتوں میں ہم ایک دوسرے سے فرق رکھتے ہیں
مسیحی اپنی نسبت کا ثبوت ہے کہ ان لوگوں کے مابین کوئی سازش نہیں ہوئی تھی (دیکھو نمبر ...)

۲۴۹ محمدی۔ حضرت مسیح کیونکر سلامتی کا شاہزادہ ہو سکتے ہیں (دیکھو شعیاہ ۹/۶) جبکہ ہم اس
بیان کو پڑھتے ہیں جس کا ذکر متی ۱۲/۱۰ میں ہے (علاوہ اس کے دیکھو مرقس ۱۱/۱۵ یوحنا ۲/۱۵) اور انکی
وہ تقریر جس کا ذکر لوقا ۱۲/۵۱ متی ۲۳/۱۴ لوقا ۲۲/۳۶ میں ہے۔

مسیحی۔ وہ اس لحاظ سے سلامتی کا شاہزادہ ہے کہ وہ انسان کا میل خدا سے کراتا ہے اور اپنے
لوگوں کو روحانی اطمینان عطا کرتا ہے (یوحنا ۱۴/۲۷ فلپی ۴/۷ کلسی ۳/۱۵) وہ خدا کی شریعت کی حمایت کرتا
تھا اور ہیکل کی ابطال نیاز کو بند کرتا تھا۔ (دیکھو متی ۱۲/۱۳ مقابلہ کرو شعیاہ ۵۶/۷) اس نے اپنے شاگردوں کو
آگاہ کیا کہ وہ دشمنوں سے ستائے جائینگے مگر اس حالت میں بھی انکو روحانی سلامتی و اطمینان کا وعدہ
دیا (یوحنا ۱۶/۳۳) پھر یہ بھی صاف لکھا ہے کہ اس نے انکو اپنی مدافعت کرنے کی خاطر تلوار چلانے کی اجازت
نہیں دی دیکھو متی ۲۶/۵۲ مقابلہ کرو لوقا ۹/۵۶-۵۱)

۲۵۰ محمدی۔ اگر حضرت مسیح الٰہی ذات سے ہوتے تو انکو یہ معلوم ہوتا کہ صرف تھوڑے سے لوگ ان
پر ایمان لائینگے۔ پس وہ اس قلیل تعداد کیلئے ہرگز جان نہ دیتے۔

مسیحی۔ بیشک انکو اس کی خبر تھی کیونکہ انہوں نے خود فرمایا۔ بلائے ہوئے بہت ہیں مگر چنے ہوئے
تھوڑے (متی ۲۲/۱۴ مقابلہ کرو ۱۴/۲۴) اگر آپ اپنے اس استدلال کو ہم دوسری طرح سے استعمال
کریں تو خود بخود اس کا جواب ہو جاتا ہے۔ خدا خلقت کو نیست سے ہست کرنے سے قبل ضرور جانتا تھا کہ بہت
سے لوگ بت پرست ہونگے پس کیا اس لحاظ سے آپ خلقت یا خدا کے عالم الغیب ہونے سے منکر ہونگے؟

۲۵۱ محمدی۔ بت پرستی کا رواج یونانی۔ رومی۔ ارمنی۔ سوریانی اور دیگر کلیساؤں میں بھی ہے پس
ہم محمدیوں کی بابت کیونکر توقع کی جاتی ہے کہ ہم مسیحیت قبول کریں جس حال کہ مسیحی بت پرست ہیں؟ ہمارے نزدیک
خدا کا شریک ٹھہرانا ایسا گناہ ہے جسکی معافی ہو ہی نہیں سکتی (سورہ نساء آیت ۵۱ و ۱۱۶)

مسیحی۔ بفرض محال جو آپ نے کہا اگر صحیح بھی ہو تو یاد رہے کہ اس گناہ کو پرانے اور نئے عہدنامہ دونوں
میں ملعون ٹھہرایا ہے (مکاشفہ ۲۱/۸ ۲۲/۱۵) اور نہایت ہی ہیبتناک الفاظ میں بہت سے مسلمان بنگال اور دیگر

ادرمرا ۱۰ او ۱۱۱ (۵) ۱۲

مختلف مقامات میں بعض ہندو دیوتاؤں کو پوجتے ہیں اور دیگر ممالک میں مقدسوں کے مزاروں کی پرستش و تعظیم کرتے ہیں۔ یہہ بالکل ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا کہ محمد صاحب کے زمانہ میں تھا جبکہ لوگ خداے قادر مطلق کے ساتھ بعض ادنے درجہ کے عرب کے بتوں کو شریک کرتے تھے جنکی مذمت قرآن میں آئی ہے مگر اس سے نہ مسیحیت اور نہ محمدیت اس بت پرستی کے رواج کی ذمہ وار ہے کیونکہ ہر دو یکساں اسکی مانعت ہے اور انکی تعلیم کے مخالف ہے یہہ کہنا جائز نہیں ہے کہ جب آپ ہم کو مسیحی ہونے کی دعوت دیتے ہیں تو اس کے معنی یہہ ہیں کہ آپ ہم کو بت پرست بنانا چاہتے ہیں اسی طرح یہہ بھی مناسب نہیں ہے کہ آپ ہم پر ناحق ایسی تہمت لگاویں خواہ ان دونوں مذہبوں میں کتنا ہی فرق اختلاف راے ہو مگر محمدیت اور سچی مسیحیت بت پرستی کی مخالفت میں بالکل متفق ہیں*

تمام شد

محمدی احباب کو انجیل اور اس بات کے قبول کرنے میں کہ صرف مسیح خداوند ہی سے نجات ہو سکتی ہے جو دقتیں ہوتی ہیں انکی سہولیت بیان کیلئے ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں (۱) وہ دقتیں جو انسانی خصلت کے سرنوپیدا ہونے کی وجہ سے (۲) وہ دقتیں جو انکے اُس اعتقاد کی بدولت درپیش ہیں جو اُن کا محمدیت پر ہے اور اس بات سے نابلد ہونیکی وجہ سے بھی کہ سچے مسیحی ایمان کا مقصد کیا ہے*

اب اول قسم کی دقتیں وہی ہیں جو ہر انسان کو ہر جگہ پیش آتی ہیں کیونکہ انسانی مزاج خدا کا دشمن ہے (رومی ۸ باب) اس کا یہہ سبب بھی ہے کہ آجکل ہم تعلیم یافتہ محمدی گروہ کو دیکھ رہے ہیں کہ مغرب کے زمانہ حال کے تمام اعتراضوں کو جو مسیحیت پر ہو رہے ہیں وہ انکو اپنے کام میں لاتے ہیں*

پس ایسے اعتراضوں کا جواب بھی ویسا ہی ہونا واجب ہے جیسا کہ یورپ اور امریکہ میں دیا جاتا ہے اس قسم کے اعتراضات کا بیان اور ان کا جواب دینا موجودہ کتاب کے بیان کی حدود کے باہر ہے کیونکہ انکو کسی طور سے بھی محمدی اعتراض نہیں کہہ سکتے پس انکا بیان بالتفصیل کرنا گویا ایک بہت ضخیم کتاب کے لکھنے کا ذمہ اٹھانا ہے۔ اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ ایسے تمام اعتراضات جس قدر مسیحیت کے مخالف ہیں اسی قدر وہ محمدیت کے بھی مخالف ہیں یا کم سے کم بہت بڑا حصہ انکا ایسا ہی ہے کیونکہ جو مذاہب الہامی ہونیکا دعوی کرتے ہیں اُن کیلئے وہ ایک ہی سا اثر رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ ایسے اعتراضونکو

پیش کرتے ہیں وہ ہرگز محمدی نہیں ہیں اکثر سچے محمدی سامعین ایسے شخصوں کو کسی مسیحی
مناد کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے سنکر مسیحی مناد کا ساتھ دینگے اور اُس معترض کی مخالفت کرینگے۔

ایک اور قسم کے خیالات جو کثرت سے تعلیم یافتہ اور غور کرنے والے بعض ملک کے محمدیوں
میں رائج ہیں وہ تصوف ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ اس قسم کے لوگ ایک آن میں کچھ سے
کچھ ہو جاتے ہیں مگر فی الحقیقت یہہ ہمہ اوستی تعلیم ہے۔ اور اگر اس کا کھوج لگایا جائے تو
بالآخر ہندو فلسفہ میں جاکر ختم ہوگا۔ مولانا روم کی مثنوی اس قاعدہ کا ثبوت ہے۔ اس کتاب کی نسبت اگرچہ
یہہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مصنف ایک راسخ الاعتقاد محمدی ہے مگر وہ جو اسکی عبارت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں
یہہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ محمدیت کا مضحکہ اُڑاتا ہے اسی خیال سے ایسا عقیدہ نکتہ رس ہیں اس کے مطالعہ
کی ممانعت ہے محمدی صوفی کو ہرگز محمدی تصور نہ کرنا چاہئے پس اسی لئے ہم اس کتاب میں اُن کی
مشکلات کا ذکر نہ کرینگے +

اس کتاب میں ہم صرف انہیں اعتراضوں سے بحث کرینگے جو فی الحقیقت اصلی محمدی دماغ سے
پیدا ہوئے ہیں پس ان اعتراضوں کے انبار کو جو یا شبہہ مسیحیت کے خلاف کرتے ہیں ہم مفصلہ ذیل
عنوانوں میں ترتیب دیتے ہیں +

اول بائبل جیسی کہ اب موجود ہے اُسکے اصلی ہونے پر (دوئم) اس بات پر کہ بائبل کی موجودہ منسوخ کی گئی ہے
کیونکہ قرآن کے آنیسے وہ منسوخ کیگئی (سوئم) بعض اہم اعتراض مسیحی خاص تعلیموں پر جنکی بابت کہ
دعوی کرتے ہیں کہ باطل ہیں کیونکہ محمدی انکو عقل اور قرآن کی تعلیم کے مخالف پاتے ہیں
مثلاً مسئلہ پاک تالوث وغیرہ (چہارم) خداوند مسیح کے کفارہ پر اعتراضات (پنجم) محمد صاحب کے
الہی حکم سے مبعوث ہونے پر مسیحیت پر اعتراض کیونکہ محمد صاحب کی بابت بائبل میں پیش خبریاں موجود
ہیں۔ (ششم) متفرق اعتراضات ۔

واضح ہے کہ یہہ ترتیب اور تقسیم جو اوپر دئے بیان کی کسی حد تک ایک دوسری حد میں داخل ہیں
اور بعض اعتراضات ایک سے زیادہ عنوانوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہیں سے بہتیرے اعتراض
تو محض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ مسیحی تعلیمات کو سمجھا نہیں بعضے کسی ادھوری قسم کی مسیحیت سے

حاصل کرنیکی وجہ سے کچھ حسد تعصب یا ناواقفی بلکہ خود محمد صاحب کی حالات زندگی سے
قرآن کی تعلیم سے ناواقفی ایسے اسباب میں سے ہیں جو محمدی کو مسیحیت کی بابت قائل
ہونے میں اور نیز اس بات کی حقانیت اس پر ظاہر نہیں ہونے دیتی کہ اس کا اپنا ا
کے تمام و کمال درست نہیں ہے قرآن کا بیان مسلسل نہ ہونا اور نہ کسی خاص اصول کا پا
والا ہے کہ بائبل کا حال بھی ایسا ہی ہوگا اور نیز کہ ہر ایک آیت کے معنی بھی ویسے ہی ہو
و مذاق کے موافق ہوں چونکہ اُنکا ایمان ہے قرآن کا ہر لفظ بلکہ ہر حرف الٰہی تصنیف ہے
کہ الہام کی بابت مسیحیوں کا اعتقاد بھی وہی ہوگا جو محمدیوں کا قرآن کی بابت ہے اسلئے
اس بات کے معلوم کرنے سے قاصر ہیں کہ کوئی دلیل ایسے خیالات کی بنا پر ہمارے مقابلہ
نہیں رکھتی بلکہ بالکل بودی اور بے معنی بات ہے محمدی کیلئے یہہ بھی سمجھنا بہت مشکل
کہیں کہ مثلاً مقدس پولوس کے خطوں میں انسانی عنصر بھی ہے مگر پھر بھی الہامی ہے اس بات
گفتگو کرتے وقت ہوشیار رہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جو ثبوت کسی خاص شخص کو قائل کر دیتا کم سے کم سا
محمدی کے سامنے بالکل بے معنی بات ہے بلکہ مجذوب کی بڑ ہے اور اس کا سبب صرف اسکی جہالت

پس مسیحی مناد کو طرز استدلال میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اُس کا مخاطب
اور کس قدر وہ سمجھ سکتا ہے چونکہ محمدی کا میلان یہی رہتا ہے کہ بعض حقیقتوں کو دبا دے
تو واقعات کا انکار کرے تاکہ اُسکی دلیل قائم رہے اسی لئے وہ مسیحی کیلئے بھی اپنی نسبت
اور سچے ہونے کا قائل بھی نہیں ہوتا۔

176517
3.10.97

پس مناسب و ضروری ہے کہ ایسے واقعات سے بحث کیجائے جن کا محمدی بھی انکار نہ کرسکے
کوشش کریں اور بعض وقت احادیث کو بھی اور محمدی مفسرین کو بھی جب ہم پاک نوشتوں
کی بنا پر ثابت کرچکے پھر ہم اسی بنا پر بائبل کو پیش کرنیکی امید کرسکتے ہیں کہ اس کے دل پر ا
مسیحی لوگوں کو اس سے بھی متعجب نہ ہونا چاہئے اگر وہ اپنے محمدی مخاطبوں میں منطق کی کمی پائیں
وہ شیخی تو بہت بگھارتے ہیں کہ وہ اس کو خوب جانتے ہیں۔ وہ اکثر دلیل کیلئے مثال دینے میں
مگر چرب زبانی میں بڑے ہوشیار ہیں صغرا و کبرا و قیاس کے قضئے خوب لڑاتے ہیں اسمیں مسیحی